سرکاری رپورٹ

صوبائی اسمبلی پنجاب

مباحثات 2009

سرکاری رپورٹ

صوبائی اسمبلی پنجاب

مباحثات2009

سوموار،12۔اکتوبر2009

(یوم الاثنین،22۔شوال المکرم1430ھ)

پندرھویں اسمبلی: چودھواں اجلاس
جلد 14 : شمارہ 1

صوبائی اسمبلی پنجاب

مباحثات

مندرجات

چودھواں اجلاس

سوموار، 12-اکتوبر2009

جلد 14 : شمارہ 1

نمبر شمار	مندرجات		صفحہ نمبر
1۔	اجلاس کی طلبی کا اعلامیہ	------------	1
2۔	ایجنڈا	------------	3
3۔	ایوان کے عہدے دار	------------	5

4۔	تلاوت قرآن پاک وترجمہ ------------	9
5۔	نعت رسول مقبولﷺ ------------	10
6۔	چیئرمینوں کا پینل ------------	11
	تعزیت	
7۔	جی ایچ کیو، پشاور اور لاہور بم دھماکوں میں شہید ہونے والے، ممبر، وزیر بلوچستان اسمبلی ودیگر وفات پانے والوں کے لئے دعائے مغفرت ------------	12
	پوائنٹ آف آرڈر	
8۔	مخصوص نشستوں پر منتخب خواتین اراکین کو ترقیاتی فنڈز جاری نہ کرنا ------------	15
	سوالات (محکمہ جات ہاؤسنگ وشہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ)	
9۔	نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات ------------	25
10۔	نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات (جو ایوان کی میز پر رکھے گئے) ------------	85
	رپورٹیں (جو پیش ہوئیں)	
11۔	مسودہ قانون یونیورسٹی آف ہیلتھ لاہور، مصدرہ 2009 کے بارے میں مجلس قائمہ برائے صحت کی رپورٹ کا ایوان میں پیش کیا جانا ------------	85
12۔	مسودہ قانون (ترمیم) بنک آف پنجاب مصدرہ 2009 کے بارے میں مجلس قائمہ برائے فنانس کی رپورٹ کا ایوان میں پیش کیا جانا ------------	85
13۔	مسودہ قانون (ترمیم) صوبائی موٹر گاڑیاں مصدرہ 2009 کے بارے میں مجلس قائمہ برائے ٹرانسپورٹ کی رپورٹ کا ایوان میں پیش کیا جانا ------------	85
	توجہ دلاؤ نوٹس	
14۔	پیپلز کالونی فیصل آباد میں فائرنگ سے شہری کی ہلاکت ------------	86
15۔	جوہرآباد ضلع خوشاب میں شہری کا اغوا برائے تاوان ------------	88
16۔	قرارداد پیش کرنے کے لئے قواعد کی معطلی کی تحریک ------------	95
	قرارداد	

17۔ اسلام آباد میں اقوام متحدہ کی عمارت، جی ایچ کیو راولپنڈی پر دہشت گردی
کے حملوں کی پرزور مذمت اور پاک فوج کے بہادر جوانوں کو زبردست
خراج عقیدت کا پیش کیا جانا ------------ 95

تحاریک استحقاق

18۔ نشان زدہ سوال نمبر 558 کے غلط جواب کی فراہمی (---جاری) ------------ 99
19۔ سیکرٹری مال کا محترمہ بے نظیر بھٹو کے بارے میں نازیبا الفاظ کا استعمال
اور رکن اسمبلی کے ساتھ ہتک آمیز رویہ ------------ 113
20۔ قرارداد پیش کرنے کے لئے قواعد کی معطلی کی تحریک ------------ 116
21۔ کورم کی نشاندہی ------------ 116

1

اجلاس کی طلبی کا اعلامیہ

No.PAP-Legis-1(69)/2009/104. Dated. 06 October, 2009. The following Order, made by the Governor of the Punjab, is hereby published for general information:-

> "In exercise of the Powers conferred on me under Article 109 of the Constitution of the Islamic Republic of Pakistan, **I, Salmaan Taseer,** Governor of the Punjab, hereby summon the Provincial Assembly of the Punjab to meet on 12th October, 2009 at 03:00 p.m. in the Provincial Assembly Chambers, Lahore.

Dated Lahore, the **SALMAAN**
TASEER
05h October 2009 **GOVERNOR OF THE PUNJAB"**

3

ایجنڈا

برائے اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب

منعقدہ، 12-اکتوبر 2009

تلاوت قرآن پاک و ترجمہ اور نعت رسول مقبول ﷺ

سوالات (محکمہ جات ہاؤسنگ و شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ)

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

توجہ دلاؤ نوٹس

علیحدہ فہرست میں شامل توجہ دلاؤ نوٹسوں میں درج سوالات پوچھے جائیں گے
اور ان کے زبانی جوابات دیئے جائیں گے۔

حصہ اول

قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1997 میں ترمیم

قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب مصدرہ 1997 میں ترمیم
کے لئے قاعدہ 244-اے کے تحت پیش کی جانے والی تحاریک

وزیر قانون تحریک پیش کریں گے کہ قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1997 میں مجوزہ ترمیم کی تحریک پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔

وزیر قانون تحریک پیش کریں گے کہ مجوزہ ترمیم کو زیر غور لایا جائے۔

وزیر قانون تحریک پیش کریں گے کہ مجوزہ ترمیم منظور کی جائے۔ (مجوزہ ترمیم کی نقل منسلکہ پرلف ہے)

4

حصہ دوم

سرکاری کارروائی

1۔ آرڈیننس (ترمیم) صوبائی موٹر گاڑیاں مجریہ 2007 (آرڈیننس نمبر 17 بابت 2007)
ایک وزیر آرڈیننس (ترمیم) صوبائی موٹر گاڑیاں مجریہ 2007 ایوان میں پیش کریں گے۔

2۔ آرڈیننس (ترمیم) کچی آبادیاں پنجاب مجریہ 2007 (آرڈیننس نمبر 18 بابت 2007)
ایک وزیر آرڈیننس (ترمیم) کچی آبادیاں پنجاب مجریہ 2007 ایوان میں پیش کریں گے۔

3۔ آرڈیننس اتھارٹی انضباط خریداری پنجاب مجریہ 2007 (آرڈیننس نمبر 19 بابت 2007)
ایک وزیر آرڈیننس اتھارٹی انضباط خریداری پنجاب مجریہ 2007 ایوان میں پیش کریں گے۔

4۔ آرڈیننس (ترمیم) امتناع پتنگ بازی پنجاب مجریہ 2007 (آرڈیننس نمبر 20 بابت 2007)
ایک وزیر آرڈیننس (ترمیم) امتناع پتنگ بازی پنجاب مجریہ 2007 ایوان میں پیش کریں گے۔

5۔ آرڈیننس کرایہ کی املاک پنجاب مجریہ 2007 (آرڈیننس نمبر 21 بابت 2007)
ایک وزیر آرڈیننس کرایہ کی املاک پنجاب مجریہ 2007 ایوان میں پیش کریں گے۔

6۔ آرڈیننس (ترمیم) پنجاب گورنمنٹ ایمپلائز ویلفئیر فنڈ مجریہ 2007 (آرڈیننس نمبر 22 بابت 2007)
ایک وزیر آرڈیننس (ترمیم) پنجاب گورنمنٹ ایمپلائز ویلفئیر فنڈ مجریہ 2007 ایوان میں پیش کریں گے۔

7۔ آرڈیننس (ترمیم) ماہی پروری پنجاب مجریہ 2007 (آرڈیننس نمبر 23 بابت 2007)
ایک وزیر آرڈیننس (ترمیم) ماہی پروری پنجاب مجریہ 2007 ایوان میں پیش کریں گے۔

8۔ آرڈیننس (ترمیم) صوبائی موٹر گاڑیاں مجریہ 2007 (آرڈیننس 25 بابت 2007)
ایک وزیر آرڈیننس (ترمیم) صوبائی موٹر گاڑیاں مجریہ 2007 ایوان میں پیش کریں گے۔

9۔ آرڈیننس تاریخی مقامات کی منصوبہ بندی، ترقی اور تنظیم پنجاب مجریہ 2007 (آرڈیننس نمبر 26 بابت 2007)

ایک وزیر آرڈیننس (ترمیم)تاریخی مقامات کی منصوبہ بندی، ترقی اور تنظیم پنجاب مجریہ 2007ایوان میں پیش کریں گے۔

5

صوبائی اسمبلی پنجاب

1۔ ایوان کے عہدے دار

جناب سپیکر : رانا محمد اقبال خان

جناب ڈپٹی سپیکر : رانا مشہود احمد خان

قائد ایوان : میاں محمد شہباز شریف

قائد حزب اختلاف : چودھری ظہیر الدین خان

2۔ چیئرمینوں کا پینل

1۔ نواب زادہ سید شمس حیدر ایم پی اے، پی پی-27

2۔ خواجہ سلمان رفیق ایم پی اے، پی پی-142

3۔ جناب شاہجہاں احمد بھٹی ایم پی اے، پی
پی-172

4۔ محترمہ زوبیہ رباب ملک ایم پی اے، ڈبلیو۔
360

3۔ کابینہ

1۔ راجہ ریاض احمد : سینئر وزیر، آبپاشی و قوت
برقی، کانیں،
معدنی ترقی*

2۔ محترمہ نیلم جبار چودھری : وزیر بہبود آبادی

3۔ جناب تنویر اشرف کائرہ : وزیر خزانہ، منصوبہ بندی و ترقیات*

4۔ چودھری عبدالغفور : وزیر جیل خانہ جات

5۔ جناب محمد اشرف خان سوہنا : وزیر محنت وافرادی قوت

• بذریعہ ایس اینڈ جی اے ڈی نوٹیفکیشن نمبر CAB.II/2-21/2008 مورخہ 13۔جون 2009 وزراء کو ان کے اپنے محکموں کے علاوہ دیگر محکمہ جات کا اضافی چارج برائے اجلاس (12۔اکتوبر تا 21۔اکتوبر 2009) تفویض کیا گیا۔

6

6۔ حاجی احسان الدین قریشی : وزیر مذہبی امور واوقاف، زکوٰۃ وعشر اور بیت المال*

7۔ ملک ندیم کامران : وزیر خوراک، صحت،*

8۔ ملک احمد علی اولکھ : وزیر زراعت، امداد باہمی، لائیو سٹاک و ڈیری ڈویلپمنٹ، جنگلات، ماہی گیری اور سیاحت و ترقی تفریحی مقامات

9۔ سردار دوست محمد خان کھوسہ: وزیر لوکل گورنمنٹ وکمیونٹی ڈویلپمنٹ ہاؤسنگ و شہری ترقی، پبلک ہیلتھ انجینئرنگ، ماحولیات اور اطلاعات

10۔ ملک محمد اقبال چنڑ : وزیر خصوصی تعلیم

11۔ جناب کامران مائیکل : وزیر انسانی حقوق، اقلیتیں، ترقی خواتین اور سماجی بہبود*

12۔ راناثناء اللہ خان : وزیر قانون و پارلیمانی امور، ایس اینڈ جی۔اے۔ڈی، داخلہ اور پبلک پراسیکیوشن*

13۔ جناب تنویر الاسلام : وزیر کھیلیں، امور نوجوانان وثقافت

14۔ میاں مجتبیٰ شجاع الرحمن : وزیر آبکاری و محصولات، ہائر ایجوکیشن و سکول ایجوکیشن، خواندگی و غیر رسمی بنیادی تعلیم، سرمایہ کاری، ٹرانسپورٹ*

15۔ جناب فاروق یوسف گھرکی : وزیر انفارمیشن ٹیکنالوجی

16۔ حاجی محمد اسحاق : وزیر مال و بحالی اور کالونیز

• بذریعہ ایس اینڈ جی اے ڈی نوٹیفکیشن نمبر CAB.II/2-21/2008 مورخہ 13۔جون 2009 وزراء کو ان کے اپنے محکموں کے علاوہ دیگر محکمہ جات کا اضافی چارج برائے اجلاس (12۔اکتوبر تا 21۔اکتوبر 2009) تفویض کیا گیا۔

7

4۔ پارلیمانی سیکرٹریز

1۔ راجہ طارق کیانی : محنت

2۔	چودھری عبدالرزاق ڈھلوں	:	مقامی حکومت وکمیونٹی ڈویلپمنٹ
3۔	سردار کامل گجر	:	مال
4۔	جناب کرم الٰہی بندیال	:	کوآپریٹوز
5۔	جناب عبدالحفیظ خان	:	زکوٰۃ وعشر اور بیت المال
6۔	جناب ظفر اقبال ناگرہ	:	ہاؤسنگ وشہری ترقی
7۔	جناب افتخار احمد خان	:	مذہبی امور واوقاف
8۔	سردار محمد ایوب خان گادھی	:	ماحولیات
9۔	محترمہ نازیہ راحیل	:	خصوصی تعلیم
10۔	جناب محمد سعید مغل	:	خوراک
11۔	جناب محمد آجاسم شریف	:	آبکاری ومحصولات
12۔	جناب محمد تجمل حسین	:	صنعت
13۔	رانا مبشر اقبال	:	
14۔	جناب محمد خرم گلفام	:	ٹرانسپورٹ
15۔	جناب غلام نبی	:	
16۔	رانا محمد ارشد	:	سیاحت
17۔	جناب احسن رضا خان	:	خواندگی وغیر رسمی تعلیم
18۔	جناب عامر سعید انصاری	:	جیل خانہ جات
19۔	ڈاکٹر محمد اختر ملک	:	خزانہ

• بذریعہ ایس اینڈ جی اے ڈی نوٹیفکیشن نمبر CAB.II/2-21/2008 مورخہ 13۔جون 2009 وزراء کو ان کے اپنے محکموں کے علاوہ دیگر محکمہ جات کا اضافی چارج برائے اجلاس (12۔اکتوبر تا 21۔اکتوبر 2009) تفویض کئے گئے۔

- بذریعہ قانون و پارلیمانی امور گورنمنٹ آف پنجاب نوٹیفکیشن نمبر No.Legis:4-42/2009 مورخہ 31-جنوری 2009 پارلیمانی سیکرٹریز مقرر کیے گئے۔

8

20- جناب نشاط احمد خان ڈاہا	:	کان کنی و معدنیات
21- جناب شہزاد سعید چیمہ	:	منصوبہ

بندی و ترقیات

22- ملک نوشیر خان انجم لنگڑیال	:	
23- سردار میر بادشاہ خان قیصرانی	:	جنگلات
24- سردار شیر علی خان گورچانی	:	کالونیز و اشتمال

اراضی

25- ملک احمد کریم قسور لنگڑیال	:	لائیو سٹاک و ڈیری

ڈویلپمنٹ

26- چودھری ممتاز احمد ججہ	:	ایجوکیشن
27- جناب آصف منظور موہل	:	زراعت
28- چودھری شوکت محمود بسرا (ایڈووکیٹ)	:	
29- میاں محمد اسلم (ایڈووکیٹ)	:	سپورٹس
30- انجینئر جاوید اکبر ڈھلوں	:	بہبود آبادی
31- محترمہ نرگس فیض ملک	:	انفارمیشن ٹیکنالوجی
32- محترمہ صغیرہ اسلام	:	ترقی خواتین
33- محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری	:	ثقافت و امور نوجوانان
34- محترمہ فائزہ احمد ملک	:	آبپاشی و قوت برقی
35- جناب خلیل طاہر سندھو	:	انسانی حقوق و اقلیتیں

5- قائم مقام ایڈووکیٹ جنرل

چودھری محمد حنیف کھٹانہ

6۔ ایوان کے افسران

سیکرٹری اسمبلی	:	جناب مقصود احمد ملک
سپیشل سیکرٹری	:	ڈاکٹر ملک آفتاب مقبول جوئیہ

- بذریعہ قانون و پارلیمانی امور گورنمنٹ آف پنجاب نوٹیفکیشن نمبر No.Legis:4-42/2009 مورخہ 31۔جنوری 2009 پارلیمانی سیکرٹریز مقرر کئے گئے۔

9

صوبائی اسمبلی پنجاب

پندرھویں اسمبلی کا چودھواں اجلاس

سوموار، 12-اکتوبر 2009

(یوم الاثنین، 22- شوال المکرم 1430ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز، لاہور میں سہ پہر 4 بج کر 14 منٹ پر زیر صدارت جناب سپیکر رانا محمد اقبال خان منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک و ترجمہ قاری نور محمد نے پیش کیا۔

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیمo

بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَـٰنِ ٱلرَّحِيمِ۝o

يَـٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُواْ ٱسۡتَعِينُواْ بِٱلصَّبۡرِ وَٱلصَّلَوٰةِۚ إِنَّ ٱللَّهَ مَعَ ٱلصَّـٰبِرِينَo وَلَا تَقُولُواْ لِمَن يُقۡتَلُ فِى سَبِيلِ ٱللَّهِ أَمۡوَٲتُۢۚ بَلۡ أَحۡيَآءٌ وَلَـٰكِن لَّا تَشۡعُرُونَoوَلَنَبۡلُوَنَّكُم بِشَىۡءٍ مِّنَ ٱلۡخَوۡفِ وَٱلۡجُوعِ وَنَقۡصٍ مِّنَ ٱلۡأَمۡوَٲلِ وَٱلۡأَنفُسِ وَٱلثَّمَرَٲتِۗ وَبَشِّرِ ٱلصَّـٰبِرِينَo ٱلَّذِينَ إِذَآ أَصَـٰبَتۡهُم مُّصِيبَةٌ قَالُوٓاْ إِنَّا لِلَّهِ وَإِنَّآ إِلَيۡهِ رَٲجِعُونَo

سُوۡرَۃُ البَقَرَة 153 تا 156

اے ایمان والو! صبر اور نماز سے مدد لیا کرو بیشک خدا صبر کرنے والوں کے ساتھ ہےo اور جو لوگ خدا کی راہ میں مارے جائیں ان کی نسبت یہ کہنا کہ وہ مرے ہوئے ہیں (مردہ نہیں) بلکہ زندہ ہیں لیکن تم نہیں جانتےo اور ہم کو کسی قدر خوف اور بھوک اور مال اور جانوں اور میووں کے نقصان سے تمھاری آزمائش کریں گے تو صبر کرنے والوں کو (خدا کی خوشنودی کی) بشارت سنا دوo ان لوگوں پر جب کوئی مصیبت واقع ہوتی ہے تو کہتے ہیں کہ ہم خدا ہی کا مال ہیں اور اسی کی طرف سے لوٹ کر جانے والے ہیںo

وماعلینا الاالبلاغo

1

اجلاس کی طلبی کا اعلامیہ

No.PAP-Legis-1(69)/2009/104. Dated. 06 October, 2009. The following Order, made by the Governor of the Punjab, is hereby published for general information:-

> "In exercise of the Powers conferred on me under Article 109 of the Constitution of the Islamic Republic of Pakistan, **I, Salmaan Taseer,** Governor of the Punjab, hereby summon the Provincial Assembly of the Punjab to meet on 12th October, 2009 at 03:00 p.m. in the Provincial Assembly Chambers, Lahore.

Dated Lahore, the SALMAAN TASEER
05h October 2009 GOVERNOR OF THE PUNJAB"

3

ایجنڈا

برائے اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب

منعقدہ، 12-اکتوبر 2009

تلاوت قرآن پاک و ترجمہ اور نعت رسول مقبول ﷺ

سوالات (محکمہ جات ہاؤسنگ و شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ)

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

توجہ دلاؤ نوٹس

علیحدہ فہرست میں شامل توجہ دلاؤ نوٹسوں میں درج سوالات پوچھے جائیں گے اور ان کے زبانی جوابات دیئے جائیں گے۔

حصہ اول

قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1997 میں ترمیم

قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب مصدرہ 1997 میں ترمیم کے لئے قاعدہ 244-اے کے تحت پیش کی جانے والی تحاریک

وزیر قانون تحریک پیش کریں گے کہ قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1997 میں مجوزہ ترمیم کی تحریک پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔

وزیر قانون تحریک پیش کریں گے کہ مجوزہ ترمیم کو زیر غور لایا جائے۔

وزیر قانون تحریک پیش کریں گے کہ مجوزہ ترمیم منظور کی جائے۔ (مجوزہ ترمیم کی نقل منسلکہ پر لف ہے)

4

حصہ دوم

سرکاری کارروائی

1۔ آرڈیننس (ترمیم) صوبائی موٹر گاڑیاں مجریہ 2007 (آرڈیننس نمبر 17 بابت 2007)

ایک وزیر آرڈیننس (ترمیم) صوبائی موٹر گاڑیاں مجریہ 2007 ایوان میں پیش کریں گے۔

2۔ آرڈیننس (ترمیم) کچی آبادیاں پنجاب مجریہ 2007 (آرڈیننس نمبر 18 بابت 2007)

ایک وزیر آرڈیننس (ترمیم) کچی آبادیاں پنجاب مجریہ 2007 ایوان میں پیش کریں گے۔

3۔ آرڈیننس اتھارٹی انضباط خریداری پنجاب مجریہ 2007 (آرڈیننس نمبر 19 بابت 2007)

ایک وزیر آرڈیننس اتھارٹی انضباط خریداری پنجاب مجریہ 2007 ایوان میں پیش کریں گے۔

4۔ آرڈیننس (ترمیم) امتناع پتنگ بازی پنجاب مجریہ 2007 (آرڈیننس نمبر 20 بابت 2007)

ایک وزیر آرڈیننس (ترمیم) امتناع پتنگ بازی پنجاب مجریہ 2007 ایوان میں پیش کریں گے۔

5۔ آرڈیننس کرایہ کی املاک پنجاب مجریہ 2007 (آرڈیننس نمبر 21 بابت 2007)

ایک وزیر آرڈیننس کرایہ کی املاک پنجاب مجریہ 2007 ایوان میں پیش کریں گے۔

6۔ آرڈیننس (ترمیم) پنجاب گورنمنٹ ایمپلائز ویلفئیر فنڈ مجریہ 2007 (آرڈیننس نمبر 22 بابت 2007)

ایک وزیر آرڈیننس (ترمیم) پنجاب گورنمنٹ ایمپلائز ویلفئیر فنڈ مجریہ 2007 ایوان میں پیش کریں گے۔

7۔ آرڈیننس (ترمیم) ماہی پروری پنجاب مجریہ 2007 (آرڈیننس نمبر 23 بابت 2007)

ایک وزیر آرڈیننس (ترمیم) ماہی پروری پنجاب مجریہ 2007 ایوان میں پیش کریں گے۔

8۔ آرڈیننس (ترمیم) صوبائی موٹر گاڑیاں مجریہ 2007 (آرڈیننس 25 بابت 2007)

ایک وزیر آرڈیننس (ترمیم) صوبائی موٹر گاڑیاں مجریہ 2007 ایوان میں پیش کریں گے۔

9۔ آرڈیننس تاریخی مقامات کی منصوبہ بندی، ترقی اور تنظیم پنجاب مجریہ 2007 (آرڈیننس نمبر 26 بابت 2007)

ایک وزیر آرڈیننس (ترمیم) تاریخی مقامات کی منصوبہ بندی، ترقی اور تنظیم پنجاب مجریہ 2007 ایوان میں پیش کریں گے۔

5

صوبائی اسمبلی پنجاب

1- ایوان کے عہدے دار

جناب سپیکر : رانا محمد اقبال خان

جناب ڈپٹی سپیکر : رانا مشہود احمد خان

قائد ایوان : میاں محمد شہباز شریف

قائد حزب اختلاف : چوہدری ظہیر الدین خان

2- چیئرمینوں کا پینل

1- نواب زادہ سید شمس حیدر ایم پی اے، پی پی-27

2- خواجہ سلمان رفیق ایم پی اے، پی پی-142

3- جناب شاہجہاں احمد بھٹی ایم پی اے، پی
پی-172

4- محترمہ زوبیہ رباب ملک ایم پی اے، ڈبلیو-
360

3- کابینہ

1- راجہ ریاض احمد : سینئر وزیر، آبپاشی و قوت
برقی، کانیں،
معدنی ترقی*

2- محترمہ نیلم جبار چوہدری : وزیر بہبود آبادی

3۔ جناب تنویر اشرف کائرہ : وزیر خزانہ، منصوبہ بندی و
ترقیات*

4۔ چودھری عبدالغفور : وزیر جیل خانہ جات

5۔ جناب محمد اشرف خان سوہنا : وزیر محنت وافرادی قوت

• بذریعہ ایس اینڈ جی اے ڈی نوٹیفکیشن نمبر CAB.II/2-21/2008 مورخہ 13۔جون 2009 وزراء کو ان کے اپنے محکموں کے علاوہ دیگر محکمہ جات کا اضافی چارج برائے اجلاس (12۔اکتوبر تا 21۔اکتوبر 2009) تفویض کیا گیا۔

6

6۔ حاجی احسان الدین قریشی : وزیر مذہبی امور و اوقاف،
زکوٰۃ وعشر اور بیت المال*

7۔ ملک ندیم کامران : وزیر خوراک، صحت،*

8۔ ملک احمد علی اولکھ : وزیر زراعت، امداد باہمی، لائیو
سٹاک و
ڈیری ڈویلپمنٹ، جنگلات، ماہی
گیری
اور سیاحت و ترقی تفریحی مقامات

9۔ سردار دوست محمد خان کھوسہ : وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی
ڈویلپمنٹ
ہاؤسنگ و شہری ترقی، پبلک
ہیلتھ
انجینئرنگ، ماحولیات اور
اطلاعات

10۔ ملک محمد اقبال چنڑ : وزیر خصوصی تعلیم

11- جناب کامران مائیکل : وزیر انسانی حقوق، اقلیتیں، ترقی خواتین
اور سماجی بہبود*

12- رانا ثناء اللہ خان : وزیر قانون و پارلیمانی امور،
ایس اینڈ جی۔اے۔ڈی، داخلہ اور
پبلک پراسیکیوشن*

13- جناب تنویر الاسلام : وزیر کھیلیں، امور نوجوانان و ثقافت

14- میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن : وزیر آبکاری و محصولات، ہائر ایجوکیشن و
سکول ایجوکیشن، خواندگی و
غیر رسمی بنیادی تعلیم، سرمایہ
کاری، ٹرانسپورٹ*

15- جناب فاروق یوسف گھرکی : وزیر انفارمیشن ٹیکنالوجی

16- حاجی محمد اسحاق : وزیر مال و بحالی اور کالونیز

• بذریعہ ایس اینڈ جی اے ڈی نوٹیفکیشن نمبر CAB.II/2-21/2008 مورخہ 13-جون 2009 وزراء کو ان کے اپنے محکموں کے علاوہ دیگر محکمہ جات کا اضافی چارج برائے اجلاس (12-اکتوبر تا 21-اکتوبر 2009) تفویض کیا گیا۔

4- پارلیمانی سیکرٹریز

1- راجہ طارق کیانی : محنت

2-	چودھری عبدالرزاق ڈھلوں	:	مقامی حکومت و کمیونٹی ڈویلپمنٹ
3-	سردار کامل گجر	:	مال
4-	جناب کرم الٰہی بندیال	:	کوآپریٹوز
5-	جناب عبدالحفیظ خان	:	زکوٰۃ و عشر اور بیت المال
6-	جناب ظفر اقبال ناگرہ	:	ہاؤسنگ و شہری ترقی
7-	جناب افتخار احمد خان	:	مذہبی امور و اوقاف
8-	سردار محمد ایوب خان گادھی	:	ماحولیات
9-	محترمہ نازیہ راحیل	:	خصوصی تعلیم
10-	جناب محمد سعید مغل	:	خوراک
11-	جناب محمد آجاسم شریف	:	آبکاری و محصولات
12-	جناب محمد تجمل حسین	:	صنعت
13-	رانا مبشر اقبال	:	
14-	جناب محمد خرم گلفام	:	ٹرانسپورٹ
15-	جناب غلام نبی	:	
16-	رانا محمد ارشد	:	سیاحت
17-	جناب احسن رضا خان	:	خواندگی و غیر رسمی تعلیم
18-	جناب عامر سعید انصاری	:	جیل خانہ جات
19-	ڈاکٹر محمد اختر ملک	:	خزانہ

- بذریعہ ایس اینڈ جی اے ڈی نوٹیفکیشن نمبر CAB.II/2-21/2008 مورخہ 13- جون 2009 وزراء کو ان کے اپنے محکموں کے علاوہ دیگر محکمہ جات کا اضافی چارج برائے اجلاس (12-اکتوبر تا 21-اکتوبر 2009) تفویض کئے گئے۔

• بذریعہ قانون و پارلیمانی امور گورنمنٹ آف پنجاب نوٹیفکیشن نمبر No.Legis:4-42/2009 مورخہ 31-جنوری 2009 پارلیمانی سیکرٹریز مقرر کیے گئے۔

8

20- جناب نشاط احمد خان ڈاہا : کان کنی و معدنیات

21- جناب شہزاد سعید چیمہ : منصوبہ
بندی و ترقیات

22- ملک نوشیر خان انجم لنگڑیال :

23- سردار میر بادشاہ خان قیصرانی : جنگلات

24- سردار شیر علی خان گورچانی : کالونیز و اشتمال
اراضی

25- ملک احمد کریم قسور لنگڑیال : لائیو سٹاک و ڈیری
ڈویلپمنٹ

26- چودھری ممتاز احمد ججہ : ایجوکیشن

27- جناب آصف منظور موہل : زراعت

28- چودھری شوکت محمود بسرا (ایڈووکیٹ) :

29- میاں محمد اسلم (ایڈووکیٹ) : سپورٹس

30- انجینئر جاوید اکبر ڈھلوں : بہبود آبادی

31- محترمہ نرگس فیض ملک : انفارمیشن ٹیکنالوجی

32- محترمہ صغیرہ اسلام : ترقی خواتین

33- محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری : ثقافت و امور نوجوانان

34- محترمہ فائزہ احمد ملک : آبپاشی و قوت برقی

35- جناب خلیل طاہر سندھو : انسانی حقوق و اقلیتیں

5- قائم مقام ایڈووکیٹ جنرل

چودھری محمد حنیف کھٹانہ

6۔ ایوان کے افسران

سیکرٹری اسمبلی	:	جناب مقصود احمد ملک
سپیشل سیکرٹری	:	ڈاکٹر ملک آفتاب مقبول جوئیہ

- بذریعہ قانون و پارلیمانی امور گورنمنٹ آف پنجاب نوٹیفکیشن نمبر No.Legis:4-42/2009 مورخہ 31۔جنوری2009 پارلیمانی سیکرٹریز مقرر کئے گئے۔

9

صوبائی اسمبلی پنجاب

پندرھویں اسمبلی کا چودھواں اجلاس

سوموار، 12-اکتوبر 2009

(یوم الاثنین، 22-شوال المکرم 1430ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز، لاہور میں سہ پہر 4 بج کر 14 منٹ پر زیر صدارت
جناب سپیکر رانا محمد اقبال خان منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک و ترجمہ قاری نور محمد نے پیش کیا۔

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیمo

بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَٰنِ ٱلرَّحِيمِo

يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُواْ ٱسۡتَعِينُواْ بِٱلصَّبۡرِ وَٱلصَّلَوٰةِۚ إِنَّ ٱللَّهَ مَعَ ٱلصَّٰبِرِينَo وَلَا تَقُولُواْ لِمَن يُقۡتَلُ فِي سَبِيلِ ٱللَّهِ أَمۡوَٰتُۢۚ بَلۡ أَحۡيَآءٞ وَلَٰكِن لَّا تَشۡعُرُونَo وَلَنَبۡلُوَنَّكُم بِشَيۡءٖ مِّنَ ٱلۡخَوۡفِ وَٱلۡجُوعِ وَنَقۡصٖ مِّنَ ٱلۡأَمۡوَٰلِ وَٱلۡأَنفُسِ وَٱلثَّمَرَٰتِۗ وَبَشِّرِ ٱلصَّٰبِرِينَo ٱلَّذِينَ إِذَآ أَصَٰبَتۡهُم مُّصِيبَةٞ قَالُوٓاْ إِنَّا لِلَّهِ وَإِنَّآ إِلَيۡهِ رَٰجِعُونَo

سُوۡرَۃُ البَقَرَة 153 تا 156

اے ایمان والو! صبر اور نماز سے مدد لیا کرو بیشک خدا صبر کرنے والوں کے ساتھ ہےo اور جو لوگ خدا کی راہ میں مارے جائیں ان کی نسبت یہ کہنا کہ وہ مرے ہوئے ہیں (مردہ نہیں) بلکہ زندہ ہیں لیکن تم نہیں جانتےo اور ہم کو کسی قدر خوف اور بھوک اور مال اور جانوں اور میووں کے نقصان سے تمھاری آزمائش کریں گے تو صبر کرنے والوں کو (خدا کی خوشنودی کی) بشارت سنا دوo ان لوگوں پر جب کوئی مصیبت واقع ہوتی ہے تو کہتے ہیں کہ ہم خدا ہی کا مال ہیں اور اسی کی طرف سے لوٹ کر جانے والے ہیںo

وماعلینا الاالبلاغo

حمد جناب عابد رؤف قادری نے پیش کی۔

حمد

کرم مانگتا ہوں عطا مانگتا ہوں
الہیٰ میں تجھ سے دعا مانگتا ہوں
عطا کر تُو شان کریمی کا صدقہ
دلا دے الہیٰ رحیمی کا صدقہ
نہ مانگوں گا تجھ سے تو مانگوں گا کس سے
تیرا ہوں میں تجھ سے دعا مانگتا ہوں
جو مفلس ہیں ان کو تُو دولت عطا کر
جو بیمار ہیں ان کو صحت عطا کر
مریضوں کی خاطر شفا مانگتا ہوں
الہیٰ میں تجھ سے دعا مانگتا ہوں
الہیٰ ہمیں شاد و مسرور رکھنا
بلاؤں سے ہم کو صدا دور رکھنا
پریشانیاں ہم کو گھیرے ہوئے ہیں
پریشانیوں سے پناہ مانگتا ہوں

جناب سپیکر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ میں سیکرٹری اسمبلی سے کہوں گا کہ وہ پینل آف چیئرمین کا اعلان کریں۔

چیئرمینوں کا پینل

سیکرٹری اسمبلی: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب 1997 کے قاعدہ 13 کے تحت جناب سپیکر نے اسمبلی کے اس اجلاس کے لئے مندرجہ ذیل ترتیب سے چار معزز اراکین پر مشتمل پینل آف چیئرمین نامزد فرمایا ہے۔

1۔	نواب زادہ سید شمس حیدر	ایم پی اے، پی پی۔27
2۔	خواجہ سلمان رفیق	ایم پی اے، پی پی۔142
3۔	جناب شاہجہاں احمد بھٹی	ایم پی اے، پی پی۔172
4۔	محترمہ زوبیہ رباب ملک	ایم پی اے، ڈبلیو۔360

شکریہ

مخدوم سید احمد محمود: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: جی، مخدوم احمد محمود صاحب!

تعزیت

جی ایچ کیو پشاور اور لاہور بم دھماکوں میں شہید ہونے والے ممبر، وزیر بلوچستان اسمبلی و دیگر وفات پانے والوں کے لئے دعائے مغفرت

مخدوم سید احمد محمود: شکریہ۔ جناب سپیکر! میری گزارش ہے کہ اس سے پہلے کہ ہم اپنی کارروائی کا آغاز کریں، جی۔ایچ۔کیو راولپنڈی کے حملے میں ہمارے جو بہادر اور نڈر آفیسرز شہید ہوئے ہیں ان کے لئے فاتحہ خوانی کی جائے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: جی!

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! فاتحہ خوانی کرنے لگے ہیں تو ہمارے ایک بلوچستان کے وزیر رستم خان جمالی منسٹر ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن کو بڑی بے دردی کے ساتھ کراچی میں قتل کر دیا گیا تھا تو

ان کے لئے بھی فاتحہ خوانی کر لیتے اور ان کے لئے اگر ہم ایک تعزیتی قرارداد ان کے اہل خانہ اور خاندان کے لئے پیش کر لیں تو وہ بھی میرے خیال میں بہتر ہو گا۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: جی!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میری محترم احمد محمود صاحب سے گزارش ہے کہ جی ایچ کیو کا معاملہ بھی اور اس سے پہلے جو recently دہشت گردی کے دو واقعات ہوئے ہیں ان پر ہم نے ایک مشترکہ Resolution تیار کی ہے تو یہ مناسب رہے گا کہ Call Attention Notice کے بعد وہ Resolution جب پیش کی جائے تو اسی وقت ساتھ ہی دعائے مغفرت بھی کی جائے۔

جناب سپیکر: فاتحہ خوانی پہلے کرنے میں بھی کوئی حرج ہے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اگر آپ پہلے کرنا چاہتے ہیں تو بے شک کر لیں لیکن میں ہاؤس کو مشترکہ Resolution کے بارے میں inform کرنا چاہتا تھا کہ وہ بھی تیار ہے۔

جناب سپیکر: جی! وہ اچھی بات ہے لیکن فاتحہ خوانی بھی کر لی جائے۔

سینئر وزیر/وزیر آبپاشی و برقی قوت (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: جی! راجہ صاحب!

سینئر وزیر/آبپاشی و برقی قوت (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! اس سے پہلے جو پشاور بم دھماکا میں شہید ہوئے اور آج بھی جو دھماکا ہوا ہے اس میں بھی شہید ہونے والوں کے لئے بھی دعا کر لی جائے۔

جناب سپیکر: آج کدھر ہوا؟ بھائی!

سینئر وزیر/آبپاشی و برقی قوت (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! آج شانگلہ کے الپوری شہر میں ہوا ہے۔

محترمہ ساجدہ میر: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ!

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! آٹے کے حصول کے لئے خواتین جو کراچی میں شہید ہوئی ہیں ان کی بھی فاتحہ پڑھ لی جائے۔

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! ہمارے معزز ممبر جناب محمد سعید مغل کی اہلیہ انتقال کر گئی تھیں تو میری درخواست ہے کہ ان کے لئے بھی فاتحہ خوانی کر لی جائے۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: جی!

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! شہیدان آٹا جو آٹے کی قطاروں میں لگے ہوئے شہید ہو گئے ہیں وہ ہمارے بہن اور بھائی، پنجابی بہن بھائی ان کے لئے بھی دعائے مغفرت کی جائے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میرا خیال ہے کہ جب پچھلا اسمبلی کا اجلاس ہوا تھا تو اس اجلاس سے لے کر آخری دن سے لے کر آج تک جتنے بھی مسلمین اور مسلمات فوت ہوئے ہیں ان سب کے لئے دعائے مغفرت کر لی جائے۔

جناب سپیکر: جی! ٹھیک ہے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! جب تین ماہ سے زیادہ اسمبلی کے اجلاس میں وقفہ ہو گا تو اس قسم کی چیزیں بہت ساری pending ہو جائیں گی۔ ابھی بھی اسمبلی کا جو اجلاس ہو رہا ہے۔ میرے خیال میں یہ اجلاس 101 دن کے بعد ہو رہا ہے۔ اتنے لمبے وقفے بھی نہ کئے جائیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! محترم محسن لغاری صاحب نے بڑی بات کی ہے کہ اتنے سوا اور اتنے دنوں کے بعد اجلاس شروع ہوا ہے تو پچھلے پانچ سالوں میں یہ جس ڈکٹیٹر کے ساتھ تھے اس کے پاس اسمبلی میں بھی اور ہر طرح سے brutal majority تھی۔ انہوں نے ہر قسم کی amendments کیں اس وقت یہ amendment بھی کروا لیتے، آپ کچھ دن کم کروا لیتے۔ یہ اجلاس within the provisions of Constitution ہو رہا ہے، اگر within Constitution نہیں ہو رہا تو پھر آپ اعتراض کر سکتے ہیں۔

جناب سپیکر: ان کا مقصد یہ ہے کہ ہمیں اتنی دیر سے اجلاس نہیں بلانا چاہئے۔ اس میں اتنا لمبا وقفہ نہیں ہونا چاہئے اس کو تھوڑا سا شارٹ کیا جائے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): اگر اجلاس جلدی بلانے سے یہ مسائل حل ہو سکتے ہیں اگر اس میں کوئی کمی واقع ہو سکتی ہے تو چلیں! یہ تجربہ بھی کر کے دیکھ لیتے ہیں لیکن میری گزارش یہ ہے کہ ایک اجلاس سے دوسرے اجلاس کے درمیان constitutionally ایک وقفے کا تعین کر دیا گیا ہے اور اگر within that period اجلاس ہو رہا ہو تو وہ آئینی طور پر، قانونی طور پر، اخلاقی طور پر اور سیاسی طور پر درست ہے۔

جناب سپیکر: وہ آپ کو آئینی طور پر نہیں کہہ رہے، وہ اخلاقی طور پر کہہ رہے ہیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): اگر اخلاقی طور پر بھی دیکھا جائے تو اخلاق بھی قانون اور آئین کے تابع ہیں۔

جناب محمد یار ہراج: جناب سپیکر! میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں، میرے ساتھ تو انہیں شاید کوئی مسئلہ ہے۔ میں آپ سے علیحدہ بات کر لوں گا پھر آپ مجھے سمجھا دیجئے گا۔ میری بات کرنے کا یہ مقصد ہے کہ اگر ان کا معیار یہ ہے کہ آپ کی حکومت میں یہ ہوا تو ہم بھی یونہی کریں گے تو آپ عوام کو clear کر دیں کہ مشرف دور اور اس دور میں کوئی فرق نہیں ہے۔[***********]

جناب سپیکر: یہ جو الفاظ بولے گئے ہیں، حذف کئے جائیں۔[*****] کے الفاظ کارروائی سے حذف کئے جائیں۔ جی، آپ تشریف رکھیں۔ (قطع کلامیاں)

No please, no please. اب جی ایچ کیو میں پاک فوج کے جو بھائی شہید ہوئے ہیں، جو پشاور میں بم دھماکے سے شہید ہوئے ہیں، جو لاہور میں شہید ہوئے ہیں اور ایک ہمارے محترم بلوچستان اسمبلی کے ممبر اور وزیر رستم خان جمالی صاحب اور ایک ہماری اہم خاتون جو ہمارے ایک ایم پی اے کی بیگم ہیں ان کے لئے فاتحہ خوانی کروائی جائے۔

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: جناب سپیکر! فیصل آباد کی ایک اہم شخصیت عابد شیر علی کے تایا جان وفات پا گئے ہیں۔

جناب سپیکر: جی، مجھے بات کرنے دیں، میری بات سنیں۔ آپ یہ بات ذرا غور سے سنیئے گا۔ میں بار بار کہتا ہوں کہ جب سپیکر بول رہا ہو تو مہربانی کیا کریں، اس میں مداخلت مناسب نہیں ہے۔ اب فاتحہ خوانی کرائی جائے۔

---

* بحکم جناب سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

وزیر انسانی حقوق و اقلیتی امور (جناب کامران مائیکل): جناب سپیکر! 30۔جولائی کو یا یکم اگست کو 30لوگ مر گئے یا مار دیئے گئے تھے ان کے لئے بھی ساتھ ہی فاتحہ خوانی کر دی جائے۔

جناب سپیکر: جی سب کے لئے فاتحہ خوانی کی جائے۔

(اس مرحلہ پر فاتحہ خوانی کی گئی)

میاں محمد رفیق: پوائنٹ آف آرڈر۔

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: پوائنٹ آف آرڈر۔

پوائنٹ آف آرڈر

پارلیمانی سیکرٹری برائے ترقی خواتین (محترمہ صغیرہ اسلام): پوائنٹ آف آرڈر۔

انجینئر شہزاد الٰہی: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: ایک وقت میں چار پوائنٹ آف آرڈر تو نہیں لئے جا سکتے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ترقی خواتین (محترمہ صغیرہ اسلام): جناب سپیکر! لیڈیز فرسٹ۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ! میں آپ کو floor دیتا ہوں مگر یہ پوائنٹ آف آرڈر ہونا چاہئے۔

مخصوص نشستوں پر منتخب خواتین اراکین کو ترقیاتی فنڈز جاری نہ کرنا

پارلیمانی سیکرٹری برائے ترقی خواتین (محترمہ صغیرہ اسلام): جناب سپیکر! میں آپ کے گوش گزار کرنا چاہوں گی کہ معزز خواتین بھی اس ایوان کا ایک حصہ ہیں، تقریباً پونے دو سال کا عرصہ گزر گیا ہے ہمیں کسی قسم کا کوئی ترقیاتی فنڈ نہیں دیا گیا اور ہر روز ایک بہانہ پیش کیا جاتا ہے، ہر روز ایک نئی کہانی سنائی جاتی ہے کہ بس اتنے دنوں کے بعد آپ کو فنڈ مل جائیں گے۔ وہاں سے ٹیلیفون آتا ہے کہ نئی سکیمیں 10-2009 کی دے دیں۔ جب پہلی سکیموں پر عمل نہیں ہو سکا تو نئی سکیمیں دینے کا کیا فائدہ ہے؟ اس طریقے سے ہمیں اذیت دی جاتی ہے۔ بار بار وہاں سے ٹیلیفون آتا ہے کہ یہ سکیمیں دے دیں، وہ سکیمیں دے دیں۔ جب ہم بھی اس ایوان کا حصہ ہیں تو پھر اس طرح کا سلوک خواتین کے ساتھ کیوں کیا جاتا ہے؟ ان منسٹر صاحب کے یا وزیر اعلیٰ صاحب کے اس رویہ پر جو انہوں نے خواتین کے ساتھ رکھا ہوا ہے ہم احتجاجاً واک آؤٹ کرتے ہیں۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: ہم بھی مشترکہ واک آؤٹ کرتے ہیں۔

(اس مرحلہ پر پاکستان پیپلز پارٹی اور مسلم لیگ (ق) کی کچھ خواتین واک آؤٹ کر گئیں)

جناب سپیکر: سیال صاحب! آپ خاتون ہیں، آپ خواتین میں شامل ہیں؟

جناب نجف عباس خان سیال: جناب سپیکر! ہمیں فنڈ نہیں دیا گیا۔ میں بھی خواتین کے ساتھ واک آؤٹ کرتا ہوں۔

جناب سپیکر: آپ کے پاس تو پہلے ہی بہت کچھ ہے۔ میرے خیال میں اس پر ایک کمیٹی بناتے ہیں۔

معزز ممبران: نہیں، نہیں۔

جناب سپیکر: آپ کیا کرتے ہیں؟ آپ میری بات سنیں- حاجی محمد اسحاق صاحب، محمد اشرف سوہنا صاحب اور جناب طاہر خلیل سندھو!

ڈاکٹر غزالہ رضا رانا: پھر ہم بھی واک آؤٹ کرتے ہیں۔

جناب سپیکر: آپ واک آؤٹ نہ کریں- مہربانی- آپ میری بات سنیں- یہ تینوں حضرات ان بہنوں سے بات کریں اور انھیں واپس ہاؤس میں لائیں- (قطع کلامیاں)

آرڈر پلیز- Order in the House مہربانی فرمائیں- Order in the House

وزیر محنت وافرادی قوت (جناب محمد اشرف خان سوہنا): جناب سپیکر! مجھے خدشہ ہے کہ اگر ہم انھیں منا کر لائے تو پھر بہت سے مرد حضرات واک آؤٹ کر جائیں گے۔

جناب سپیکر: جی، نہیں۔ آپ کیسی بات کر رہے ہیں؟ ایسا نہیں ہو گا۔

وزیر محنت وافرادی قوت (جناب محمد اشرف خان سوہنا): ہاؤس کے کچھ اراکین کا مطالبہ ہے کہ اس واک آؤٹ کو مستقل واک آؤٹ کی شکل دے دی جائے۔

جناب سپیکر: نہیں، نہیں- وہ بھی آپ کی طرح اس معزز ہاؤس کے ممبر ہیں لہذا آپ کو ایسی بات نہیں کرنی چاہئے۔

وزیر محنت وافرادی حقوق (جناب محمد اشرف خان سوہنا): جناب سپیکر! ہم ان کو کیا یقین دہانی دلائیں؟

محترمہ ڈاکٹر غزالہ رضا رانا: جناب سپیکر! ان کی اس بات پر ہم بھی واک آؤٹ کرتے ہیں۔

(اس مرحلہ پر جناب سپیکر کی طرف سے نامزد کردہ تینوں معزز ممبران
خواتین کو ایوان میں واپس لانے کے لئے ہاؤس سے باہر تشریف لے گئے)

جناب محمد اعجاز شفیع: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: آرڈر پلیز۔آرڈر پلیز۔Order in the House. شاہ صاحب!پلیز تشریف رکھیں۔ اب وقفہ سوالات شروع ہونے والا ہے۔جی، اعجاز شفیع صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔

جناب محمد اعجاز شفیع: جناب سپیکر! ہماری معزز بہنیں ہمارے لئے قابل احترام ہیں لیکن میں گزارش کروں گا کہ ہماری یہ بہنیں جو elect نہیں بلکہ select ہو کر آئی ہیں میرے خیال میں ان کے لئے یہ entitlement ہی بہت زیادہ ہے اور یہ جو privilege لے رہی ہیں یہ بھی ان کے لئے بہت honour کی بات ہے۔ان کی کوئی constituency ہے جس کے لئے انھیں فنڈز چاہئیں؟ پہلے بھی پنجاب کے وسائل بہت کم ہیں اور مسائل زیادہ ہیں اس لئے یہ تو پیسا ضائع کرنے کے مترادف ہو گا۔یہ خواتین ہمارے لئے محترم اور قابل عزت ہیں لیکن چونکہ ان کا کوئی حلقہ انتخاب نہیں ہے لہذا ان کا احتجاج کرنے کا حق بنتا ہے اور نہ ہی claim کرنے کا حق بنتا ہے۔بہت شکریہ

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمن رانا: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، رانا صاحب!آپ بات کریں لیکن یہ دیکھیں کہ یہ وقفہ سوالات ہے اور اسی کا ٹائم جا رہا ہے۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمن رانا: جناب سپیکر! میری گزارش ہے کہ ---

چودھری علی اصغر منڈا (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر!---

جناب سپیکر: میں نے رانا صاحب کو floor دیا ہے، آپ کیسے بات کر رہے ہیں؟ This is not good.

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمن رانا: جناب سپیکر!اس اسمبلی کو معرض وجود میں آئے تقریباً ڈیڑھ سال ہو چکا ہے لیکن تیرہ سٹینڈنگ کمیٹیاں ابھی تک معرض وجود میں نہیں آ سکیں جبکہ سٹینڈنگ کمیٹیاں اسمبلی کے ہاتھ، بازو، آنکھیں اور تمام tools کے طور پر کام کرتی ہیں۔ کیا آج Chair اس بارے میں ہمیں کوئی تاریخ دے سکتی ہے کہ ان کمیٹیوں کے الیکشن کب تک ہو جائیں گے؟ ان کمیٹیوں میں خصوصاً PAC-1، مجلس استحقاقات اور فوڈ کمیٹی جیسی کمیٹیاں جن کی روزانہ ضرورت پڑتی ہے وہ معرض وجود

میں نہیں آئیں۔لہذا میری استدعا ہے کہ ان کے الیکشن کے لئے کوئی تاریخ مقرر کیجئے تاکہ ہمیں تسلی ہو کہ ان کا الیکشن ہو رہا ہے۔بہت مہربانی

انجینئر شہزاد الٰہی: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی۔

چودھری جاوید احمد (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میں رانا صاحب کی بات کو آگے بڑھاتے ہوئے عرض کروں گا کہ۔۔۔

جناب سپیکر: میں نے ان کو floor دیا ہے ان کے بعد آپ کی بات سنتا ہوں۔

انجینئر شہزاد الٰہی: شکریہ۔جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: پوائنٹ آف آرڈر پر ہی بات کرنی ہے۔

انجینئر شہزاد الٰہی: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر پر ہی بات کروں گا۔جیسے یہ گورنمنٹ آئی ہے پہلے بھی آپ نے مہربانی کی اور مجھے ٹائم دیا تو میں نے کہا تھا کہ پتا نہیں۔۔۔

جناب سپیکر: آرڈر پلیز. Order in the House جی، فرمائیں۔

(اس مرحلہ پر معزز خواتین واک آؤٹ ختم کر کے ایوان میں واپس تشریف لائیں اور انھیں خوش آمدید کیا گیا)

انجینئر شہزاد الٰہی: جناب سپیکر! میں نے عرض کیا تھا کہ جب سے یہ حکومت معرض وجود میں آئی ہے ہمارے churches پر قبضہ ہو رہا ہے، ہمارے سکولوں پر قبضہ ہو رہا ہے جس پر آپ نے فرمایا تھا کہ آپ وزیر قانون سے مل لیں یقین کریں کہ مسلسل تین دنوں کی جدوجہد کے بعد جب میں وزیر قانون سے ملا تو انھوں نے کہا کہ میرے بس میں کچھ نہیں آپ وزیر اعلیٰ کے نام پر درخواست لکھ دیں۔ہم تو اس وقت سے warn کر رہے ہیں کہ جب سے یہ حکومت آئی ہے اس وقت سے اقلیتوں کے ساتھ زیادتیاں ہو رہی ہیں اور اس کا ثبوت یہ ہے کہ۔۔۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ترقی خواتین (محترمہ صغیرہ اسلام): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: نہیں۔آپ تشریف رکھیں۔

انجینئر شہزاد الٰہی: جناب سپیکر! قصور کا واقعہ ہوا اس کے بعد گوجرہ کا واقعہ ہوا وہاں پر لوگوں کو زندہ جلایا گیا اور پھر سمبڑیال میں نہتے مسیحوں پر لاٹھی چارج کیا گیا، پنجاب کو پولیس سٹیٹ بنا دیا گیا ہے۔ یہ یہاں پر میثاق جمہوریت اور ڈیموکریسی کی بات کرتے ہیں۔ مجھے ڈی پی او سیالکوٹ نے 18 گھنٹے تک detain رکھا۔

جناب سپیکر: پلیز! آپ relevant ہو جائیں۔

انجینئر شہزاد الٰہی: جناب سپیکر! بات سنیں۔

جناب سپیکر: جب لاء اینڈ آرڈر پر بحث ہو گی تو اس وقت بات کر لینا۔

انجینئر شہزاد الٰہی: جناب سپیکر! پارلیمانی سیکرٹری بیٹھے ہیں ان سے پوچھ لیں کہ ڈی پی او سیالکوٹ نے مجھے اٹھارہ گھنٹے تک گرفتار کئے رکھا۔ میرا قصور صرف یہ تھا کہ ---

پارلیمانی سیکرٹری برائے ترقی خواتین (محترمہ صغیرہ اسلام): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: محترمہ! آپ بار بار interrupt کر رہی ہیں۔ آپ ہماری بہن ہیں آپ کو سوچنا چاہئے۔

انجینئر شہزاد الٰہی: میں واک آؤٹ کرتا ہوں۔

(اس مرحلہ پر انجینئر شہزاد الٰہی ایوان سے واک آؤٹ کر گئے)

جناب سپیکر: رانا صاحب! پریس گیلری والوں کی طرف سے واک آؤٹ کرنے کا پیغام آیا ہے آپ اس بارے میں کیا فرمانا چاہیں گے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! پریس گیلری کی طرف سے مجھے پیغام ملا ہے۔ مجھے ہاؤس سے جونہی فرصت ملتی ہے تو میں ان دوستوں سے بات کر کے واک آؤٹ سے پہلے ہی اس مسئلہ کو resolve کر لیں گے۔ میرے محترم دوست آج کے اس واقعہ کا جس طرح سے ازالہ چاہیں گے ہم انشاء اللہ اسی طرح ان کو compensate کریں گے۔

جناب سپیکر: پریس گیلری کے دوست رانا صاحب کی بات سن رہے ہیں۔ تشریف رکھیں۔ رانا صاحب آپ کی بات سنتے ہیں اور انشاء اللہ آپ کو مطمئن کریں گے۔ جی، چودھری صاحب!

چودھری جاوید احمد (ایڈووکیٹ): شکریہ۔ جناب سپیکر! میں یہ گزارش کرنا چاہ رہا تھا کہ جیسے رانا صاحب نے point out کیا ہے کہ ابھی تک تیرہ سٹینڈنگ کمیٹیاں form نہیں ہوئیں لیکن جو form ہو

چکی ہیں انھیں بھی strengthen کرنے کے لئے اختیارات دیں۔ حکومت کے تمام محکمہ جات کا جتنا بجٹ ہے، ان کی جتنی پالیسیاں ہیں They should be thrashed out by those committees انھوں نے اس سلسلے میں تحریک بھی جمع کرائی ہوئی ہے۔ میری گزارش ہے کہ اس کو priority پر لیں۔ میں چاہوں گا کہ نہ صرف سٹینڈنگ کمیٹیاں form کی جائیں بلکہ ان کو بااختیار بھی کیا جائے اور حکومت کی تمام پالیسیاں اپنے اپنے محکمہ جات کی سٹینڈنگ کمیٹیوں سے thrash out ہو کر پھر اس ہاؤس میں آئیں تب ان پر بحث ہو۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہی وہ طریقہ ہے جس سے اس پارلیمنٹ کو بااختیار بنایا جا سکتا ہے، اس کی supremacy قائم رکھی جا سکتی ہے اور اس کے تقدس کو بحال کیا جا سکتا ہے۔ شکریہ

جناب سپیکر: دیکھیں! پوائنٹ آف آرڈرز پر پندرہ بیس منٹ ضائع ہو چکے ہیں۔ جو صاحب بھی بات کرے مہربانی فرما کر relevant بات کرے۔ اب میں question take up کرنا چاہتا ہوں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! آپ نے پریس گیلری سے متعلق میرے ساتھ جو معاملہ پہلے discuss کیا ہے، مجھے ایسے محسوس ہوا ہے کہ شاید ہمارے پریس گیلری کے دوست اس بات سے مطمئن نہیں ہوئے۔ میں آپ سے یہ کہوں گا کہ ابھی کچھ دیر بعد جو نہی نماز کا وقفہ ہو گا تو اسی وقفے کے دوران میں صحافی بھائیوں کے ساتھ بیٹھ جاؤں گا اور اس معاملے پر ان کے جو بھی reservations ہیں ہم انشاء اللہ تعالیٰ انھیں resolve کر لیں گے۔

جناب سپیکر: میرے خیال میں پریس گیلری کے حضرات نے یہ بات سن لی ہو گی، ذرا تھوڑا سا صبر کریں۔ رانا صاحب وقفہ نماز کے دوران آپ سے ملیں گے، اس بارے میں آپ سے بات کریں گے اور انشاء اللہ آپ کو مطمئن کریں گے۔

وزیر محنت وافرادی قوت (جناب محمد اشرف خان سوہنا): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: محترمہ! منسٹر صاحب کھڑے ہیں۔

محترمہ ساجدہ میر: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! ہماری پارٹی کے اشرف سوہنا صاحب نے پہلے جو بات کی ہے میں اس پر سخت احتجاج کرتی ہوں۔ دوسرا ہم اعجاز شفیع صاحب سے بہتر ہیں۔ جب ہمیں گھروں سے نکال کر گھر گھر ووٹ مانگنے کے لئے بھیجتے ہیں تو اس وقت ان کو اتنا بھی پتا نہیں ہوتا کہ ہمارے حلقے کون سے ہیں؟ یہ ہمیں پولنگ ایجنٹ بناتے ہیں۔ اس وقت ان کو پتا نہیں ہوتا کہ ہم کسی کی بہنیں یا

بیٹیاں ہیں؟ اشرف سوہنا صاحب! آپ جائیں باہر، ایک دفعہ نہیں ہزار دفعہ چلے جائیں۔ اگر آپ کو ہمارا اعتراض ہے تو ہم یہاں بیٹھی ہوئی ہیں۔ آپ چلے جائیں، بے شک جائیں۔

محترمہ لیلیٰ مقدس: جناب سپیکر! میں ایک شعر کہنا چاہتی ہوں۔

جب گلستان کو لہو کی ضرورت پڑے تو
سب سے پہلے گردن ہماری کٹے
پھر بھی کہتے ہیں یہ اہل چمن
یہ چمن ہے ہمارا، تمھارا نہیں

جناب سپیکر: نہیں، یہ آپ کا بھی چمن ہے۔

محترمہ لیلیٰ مقدس: یہ کیسے کہتے ہیں کہ سب کچھ ہمارا ہے، یہ کیسے کہتے ہیں کہ ہمیں funds نہیں ملنے؟ میں گزارش کروں گی کہ ہمیں بھی یہ funds ہر صورت ملنے چاہئیں۔

جناب سپیکر: یہ چمن آپ کی وجہ سے ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

محترمہ نرگس فیض ملک: جناب سپیکر! آج ہاؤس میں اس بات کو clear کریں کہ ہم خواتین اس ہاؤس کا حصہ ہیں یا نہیں ہیں؟ جس طرح سے ہمارے ساتھ غیر پارلیمانی الفاظ میں گفتگو کی جاتی ہے، جس طرح سے ہم پر تنقید کی جاتی ہے، فنڈز کو ایک side پر رکھیں۔ جس طرح سے خواتین کے ساتھ یہاں پر سلوک روا رکھا جاتا ہے، جو ہوٹنگ ہوتی ہے، جو بد تمیزی کی جاتی ہے وہ سب ناقابل برداشت ہے۔ یہ کیسی گریجوایٹ اسمبلی ہے کہ جہاں پر ماں، بہن اور بیٹی کی عزت نہ ہو؟ ہم بھی کسی کی ماں، بہن اور بیٹیاں ہیں۔ اس طرح سے ہم پر ہوٹنگ کرنے والے یہ کون ہوتے ہیں؟ آپ آج اس بات کو واضح کریں کہ آیا ہم اس ہاؤس کا حصہ ہیں یا نہیں؟ اگر ہم برابر کے ممبر نہیں ہیں تو آپ بے شک ہم سے resign لے لیں۔

جناب سپیکر: نہیں، نہیں۔ ایسا نہیں ہے۔ آپ کو یہ کوئی نہیں کہہ سکتا۔ آپ میرے لئے اتنی ہی معزز ہیں جتنے کہ دوسرے ممبران ہیں۔ آپ اس ہاؤس کی اسی طرح سے معزز رکن ہیں جس طرح سے میں ہوں یا جس طرح سے دوسرے ساتھی ہیں۔ آپ کا احترام ہم پر واجب بھی ہے اور لازم بھی ہے۔ آپ کے متعلق اگر کوئی غلط بات کرتا ہے تو میں اسے condemn کروں گا۔

جناب سپیکر: آپ سب بہنیں تشریف رکھیں کیونکہ قائد حزب اختلاف بات کرنا چاہتے ہیں۔ جی، فرمائیں!

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): بہت شکریہ۔ جناب سپیکر! میں پندرہ بیس منٹ سے ایک چیز کو دیکھ رہا ہوں اور مجھے نہایت افسوس کے ساتھ یہ بات کہنی پڑتی ہے کہ ایک سیاسی جدوجہد کے نتیجے میں جب یہاں پر ہماری بہنیں ممبران کی حیثیت سے تشریف لائی ہیں تو وہ contribute کر رہی ہیں۔ وہ Women Protection Bill لے کر آئی ہیں۔ جتنا انھوں نے contribute کیا ہے کسی لحاظ سے بھی نہیں کہا جا سکتا کہ مرد حضرات نے ان سے زیادہ contribute کیا ہے۔ ان کی تضحیک کئے جانے کو میں condemn کرتا ہوں۔ میں اپنی طرف سے ان معزز بہنوں کو یقین دہانی کرانا چاہتا ہوں کہ جب بھی کوئی شخص ان کے بارے میں نازیبا الفاظ کہے گا تو ہم اس کے آڑے آئیں گے اور اس کی مخالفت کریں گے۔

جناب سپیکر! میں آپ سے بھی یہ استدعا کروں گا کہ یہ جو رواج بن گیا ہے کہ کسی کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے ان معزز خواتین کی تضحیک کی جاتی ہے اس کو روکا جائے۔ کوئی بھی بلا وجہ walkout نہیں کرتا۔ آپ نے ابھی دیکھا ہے کہ دونوں اطراف کی خواتین کس طرح اٹھ کر باہر گئی ہیں۔ آپ نے مہربانی فرمائی کہ ان کو واپس لانے کے لئے ایک کمیٹی بنا دی۔ یہ آپ نے دانش مندی کا ثبوت دیا ہے۔ اس کمیٹی کے کئے دھرے پر پانی پھیرنے کے لئے یہاں سے اگر کوئی شخص کھڑا ہو جائے تو آپ کو اسے condemn کرنا چاہئے۔ جہاں تک فنڈز کی بات ہے تو میں کہتا ہوں کہ funds and privileges ان سب خواتین اور مرد ممبران کو equally ملنے چاہئیں۔ خواتین بھی اس ہاؤس کی معزز ممبر ہیں، ان کے ووٹ کی بھی اتنی ہی اہمیت ہے جتنی کہ مرد حضرات کی ہے۔ یہاں پر حکومت یا اپوزیشن خواتین کو minus کر کے اپنی strength پوری نہیں کر سکتے۔ جب ان کو اپنی strength پوری کرنے کے لئے رکھا جاتا ہے تو پھر ان کو دوسرے privileges کیوں نہیں دیئے جاتے؟ شکریہ

جناب محمد اعجاز شفیع: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! مجھے بات کرنے کی اجازت دی جائے، مجھے وضاحت کرنے کی اجازت دی جائے۔

(اس مرحلہ پر حزب اقتدار اور حزب اختلاف کی معزز خواتین ممبران
نے لوٹا، لوٹا کے نعرے لگانے شروع کر دیئے)

جناب سپیکر: آرڈر پلیز، آڈر پلیز۔ دیکھیں، بات سنیں، پلیز خاموشی اختیار کریں۔ پیاری بہنوں! بات سنیں۔

(حزب اقتدار اور حزب اختلاف کی معزز خواتین ممبران لوٹا، لوٹا کے نعرے مسلسل لگاتی رہیں)

جناب سپیکر: نہیں، نہیں۔ یہ درست نہیں۔ آپ سب خاموشی اختیار کریں۔ جی، راجہ ریاض صاحب!

محترمہ طیبہ ضمیر: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! راجہ ریاض صاحب نے کہا تھا کہ خواتین ممبران کو بھی funds دیئے جائیں گے۔ میں راجہ ریاض صاحب سے پوچھتی ہوں کہ وہ grant کدھر ہے، آٹھ ماہ گزرنے والے ہیں، ابھی تک وہ وعدہ کیوں پورا نہیں کیا گیا؟ آج یوم سیاہ ہے، آج 12-اکتوبر کا دن ہے، آج کے دن ایک آمر نے یہاں پر شب خون مارا تھا، منتخب حکومت کو ختم کیا گیا۔ آج اس کی مذمت کرنے کی بجائے رخ بدل دیا گیا ہے۔ آج ہمیں کیری لوگر بل کی فکر ہے لہذا اس پر بحث کی جائے۔

جناب سپیکر: جی، آپ تشریف رکھیں۔ ہم وہ بات بھی کرتے ہیں۔ جی، راجہ ریاض صاحب!

سینئر وزیر / وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! معزز خواتین ممبران چاہے ان کا تعلق پاکستان پیپلز پارٹی سے ہو، مسلم لیگ (ن) سے تعلق رکھتی ہوں، مسلم لیگ (ق) یا فنکشنل لیگ سے ان کا تعلق ہو وہ اس ہاؤس کی معزز ممبران ہیں۔ ہم سب کا فرض بنتا ہے کہ ہم ان کا احترام کریں۔ چودھری ظہیر صاحب نے بات کی ہے میں ان کی خدمت میں یہ عرض کر دوں کہ پاکستان پیپلز پارٹی کی خواتین ممبران پر ہمیں فخر ہے کیونکہ آمریت کے خلاف جتنی جدوجہد ان خواتین نے کی ہے میں سمجھتا ہوں کہ کسی اور پارٹی کی خواتین نے آمریت کے خلاف اتنی سیاسی جدوجہد نہیں کی۔ مسلم لیگ (ن) کی خواتین نے بھی پچھلے پانچ سال ہمارے شانہ بشانہ چل کر آمریت کا ڈٹ کر مقابلہ کیا ہے۔ اس معزز ہاؤس کی تمام خواتین ممبران قابل احترام ہیں۔ ہم سب کا احترام کرتے ہیں اور جس طرح چودھری ظہیر صاحب نے کہا ہے کہ اگر کسی خاتون ممبر کی تضحیک ہوئی تو وہ اس کا دفاع کریں گے۔ یہ اکیلے نہیں کریں گے بلکہ ہم سب اس کا دفاع کریں گے۔ یہ ہم پر لازم ہے۔ رانا ثناء اللہ صاحب، مجھ پر اور چودھری ظہیر صاحب ہم سب کا فرض ہے کہ ہم ان کی عزت کریں۔

جناب سپیکر! جہاں تک funds کی بات ہے تو میں اور رانا ثناء اللہ خان صاحب وزیر اعلیٰ سے بات کریں گے کہ تمام معزز خواتین خواہ ان کا تعلق اپوزیشن سے ہے یا حکومتی بنچز سے سب کو funds

دیئے جائیں۔ہم وزیر اعلیٰ سے بات کریں گے اور اگلے Monday والے دن آپ خواتین کی میٹنگ کروائیں گے اور اس بارے میں ایک واضح پالیسی اپنائی جائے گی۔

سوالات

(محکمہ جات ہاؤسنگ و شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ)

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

جناب سپیکر: Question Hour شروع ہے۔میاں نصیر احمد صاحب تشریف فرما ہیں؟

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر!ہمارے معزز رکن انجینئر شہزاد الٰہی صاحب ایوان سے walkout کر گئے ہیں، کسی کی ڈیوٹی لگائی جائے کہ وہ انہیں واپس ایوان میں لے آئے۔

جناب سپیکر: خواتین ممبران کو ایوان میں واپس لانے کے لئے جو معزز اراکین تشریف لے گئے تھے وہی معزز اراکین جاکر شہزاد الٰہی صاحب کو بھی ایوان میں واپس لے آئیں۔

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر!سوال نمبر 280۔

لاہور شہر میں سیوریج سسٹم سے متعلقہ تفصیلات

*280: **میاں نصیر احمد:** کیا وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) لاہور شہر میں سیوریج کے نکاس کے لئے کل کتنے آؤٹ لٹس ہیں اور یہ کس کس مقام پر واقع ہیں؟

(ب) لاہور شہر میں موجود سیوریج کے کتنے نالے موجود ہیں یہ کس کس جگہ سے گزر رہے ہیں؟

(ج) کیا یہ درست ہے کہ بعض نالوں کے اوپر لینٹر ڈالا گیا ہے اور بعض کھلے ہیں علیحدہ علیحدہ تعداد بتائی جائے؟

(د) لاہور شہر سے گزرنے والے نالوں کی کل لمبائی کیا ہے؟

(ہ) کیا موجودہ نالے لاہور کے شہریوں کی ضرورت کو صحیح طریقے سے پورا کر رہے ہیں؟

(و) لاہور میں سیوریج کے نظام کو بہتر بنانے کے لئے کون کون سے منصوبے حکومت کے زیر غور ہیں،ان سے متعلق تفصیل سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

پارلیمانی سیکرٹری ہاؤسنگ و شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (جناب ظفر اقبال ناگرہ):

(الف) لاہور شہر میں سیوریج کے نکاس کے لئے 14 آؤٹ لٹس موجود ہیں اور یہ مندرجہ ذیل مقامات پر واقع ہیں۔

1۔ محمود بوٹی
2۔ شاد باغ
3۔ کھوکھر روڈ
4۔ فرخ آباد
5۔ مین آؤٹ فال روڈ نمبر 1
6۔ مین آؤٹ فال روڈ نمبر 2
7۔ مین آؤٹ فال روڈ نمبر 3
8۔ گلشن راوی
9۔ ملتان روڈ
10۔ ماڈل ٹاؤن (ایل ایم پی بلاک)
11۔ نشتر ٹاؤن
12۔ شوکت خانم جوہر ٹاؤن
13۔ شاہدرہ ٹاؤن
14۔ فارسٹ کالونی

(ب) لاہور شہر میں مندرجہ ذیل بڑے نالے گزرتے ہیں۔

1۔ کینٹ ڈرین (میاں میر ڈرین)
2۔ سنٹر ڈرین
3۔ ستوکتلہ ڈرین
4۔ سکھ نہر ڈرین
5۔ گجر پورہ ڈرین
6۔ ہڈیارہ ڈرین
7۔ سرکلر روڈ ڈرین
8۔ والڈ سٹی ڈرین
9۔ چھوٹا راوی ڈرین
10۔ علامہ اقبال ٹاؤن ڈرین
11۔ لکشمی ڈرین

(ج) شہر کے اندر بڑے نالے (Primary Drains) اوپن ہیں اور شہر کے گلی محلوں کے چھوٹے نالے covered ہیں۔

(د) لاہور شہر سے گزرنے والے بڑے نالوں کی کل لمبائی 212 کلومیٹر ہے۔

(ہ) موجودہ سیوریج سسٹم لاہور کے شہریوں کے لئے کافی ہے۔ ہر کے پھیلاؤ کے ساتھ ساتھ سسٹم کو بڑھایا جا رہا ہے۔

(و) لاہور میں سیوریج کے نظام کو بہتر بنانے کے لئے جو منصوبہ زیر غور ہے اس میں 88 سکیمیں شامل ہیں اور اس منصوبہ کی لاگت تقریباً 703 ملین روپے ہے۔

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر! میرا یہ سوال لاہور میں سیوریج کے حوالے سے تھا۔ چند سال پہلے یہ plan بنایا گیا تھا کہ لاہور کے اندر جو سیوریج ڈالا جائے گا وہ سیوریج بطور role model پنجاب کے باقی بڑے شہروں کے اندر بھی اس role model کو اپنایا جائے گا اور لاہور کا سسٹم باقی شہروں کے اندر

نافذ کیا جائے گا۔ مجھے اس میں بڑا مبہم سا جواب دیا گیا ہے اس لئے میں ان سے supplementary question پوچھنا چاہتا ہوں کہ لاہور شہر میں سیوریج کے پانی کے نکاس کے لئے 14 outlets بنائے گئے جن میں سے یقینی طور پر صرف تین چار outlets ہیں جن کا پانی دریائے راوی میں جا سکتا ہے۔ میرا question یہ ہے کہ باقی سیوریج کا پانی کہاں جا رہا ہے اور کیا لاہور کی ایک کروڑ آبادی کو cater کرنے کے لئے 14 outlets کافی ہیں؟

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری صاحب! میں پہلے ایک بات آپ سے پوچھ لوں، آپ سیوریج کا پانی دریائے راوی میں بھجوا رہے ہیں جس میں کیمیکلز بھی ہوتے ہیں اور اس سے فصلات اور مویشیوں کو نقصان ہوتا ہے۔

محترمہ نرگس فیض ملک: جناب سپیکر! میڈیا والے walkout کر کے چلے گئے ہیں آپ کسی کی ڈیوٹی لگائیں کہ وہ باہر جا کر میڈیا والوں سے دریافت کرے کہ انہوں نے کیوں walkout کیا ہے اور انہیں واپس ایوان میں بھی لایا جائے کیونکہ میڈیا کے بغیر ہمارے ایوان کی کارروائی بے سود ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں اس سلسلے میں یہ تجویز دوں گا اور جیسے آپ نے بات کی تھی اور وہ بات طے ہو گئی تھی کہ جونہی ہاؤس کا وقفہ ہوتا ہے تو صحافی بھائیوں کا معاملہ جو انہوں نے آپ تک اور مجھ تک بھی پہنچایا ہے اس پر ان سے بات کر لیں گے اور اس سے میرا مقصد یہ بھی تھا کہ یہ واقعہ اس وقت ہوا جب ہم Business Advisory Committee کی میٹنگ میں بیٹھے تھے اور مجھے اس کے بارے میں کوئی علم بھی نہیں ہے تو میری آپ سے گزارش ہو گی کہ یہ واقعہ چونکہ لاہور میں ہوا اور وہاں پر غالباً ضعیم قادری صاحب اور لاہور کے ہمارے دوسرے معزز ممبران بھی موجود تھے۔ آپ ضعیم قادری صاحب اور ان کے ساتھ تنویر الاسلام صاحب کو بھیج دیں یہ صحافی بھائیوں سے ان کے walkout سے متعلق بات کر لیں اور یہ اس معاملے کو resolve کرنے کے لئے ہمیں جو guide line دیں گے تو اس میں میں بھی بیٹھوں گا، آپ بھی بیٹھ جائیں گے اور انشاء اللہ اس معاملے کو حل کر لیں گے۔

جناب سپیکر: جی، تنویر الاسلام صاحب اور ضعیم قادری صاحب! آپ ذرا صحافی بھائیوں سے بات کیجئے اور انہیں واپس ایوان میں لے کے آئیے۔

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): جناب سپیکر! میں میڈیا کے حوالے سے عرض کرنا چاہتا ہوں کہ جب آپ میڈیا کے ساتھیوں کو منانے کے لئے بھیجتے ہیں تو پہلے یہ practice رہی ہے کہ آپ نظر کرم فرماتے تھے اور ادھر سے بھی ہمارے کسی ساتھی کو بھیج دیا کرتے تھے اور اکثر لاء منسٹر صاحب بھی تجویز فرما دیا کرتے تھے۔

جناب سپیکر: جی جی، لغاری صاحب کو بھی ساتھ لے جائیں۔

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): جناب سپیکر! میں آپ کی اجازت سے لاء منسٹر صاحب کی بھی توجہ چاہتا ہوں اور یہ معاملہ بھی semi media سے متعلقہ ہے۔ تھانہ غالب مارکیٹ میں 163 لوگوں کے خلاف under Terrorist Act ایک پرچہ درج ہوا ہے جس میں دو خواتین بھی ہیں اور اگر اس ایف آئی آر کو پڑھا جائے اور لاء منسٹر صاحب تھوڑی سی توجہ فرمائیں تو اس سے صورت حال بہتر ہونے میں مدد ملے گی۔

جناب سپیکر: میں آپ سے اپیل کروں گا کہ relevant time میں relevant بات ہونی چاہئے۔

قائد حزب اختلاف (چودھری محمد ظہیر الدین خان): جناب سپیکر! میں ہمیشہ محتاط ہوتا ہوں اور پہلے 20 منٹ میں نے آپ کو زحمت بھی نہیں دی۔ میں نے اس لئے بھی گزارش کی کہ یہ معاملہ باہر Business Advisory Committee میں اٹھایا گیا تھا تو وہاں وعدہ ہوا تھا کہ میں رانا صاحب کو نشاندہی کروں گا اور یہ معاملہ بھی چونکہ تھوڑا سا میڈیا سے related ہے اس لئے میں نے گزارش کر دی ہے۔

جناب سپیکر: جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! قائد حزب اختلاف نے یہاں پر جو point raise کیا ہے اس بارے میں پہلے باہر بھی ہماری بات ہوئی تھی تو پنجاب کے ووکیشنل انسٹی ٹیوشنز کے چیئرمین یوسف کمال صاحب ہیں تو ان کے ساتھ وہاں پر ایک mishap ہوا اور اس کی بنیاد پر ان کے خلاف ایک پرچہ درج کیا گیا اور اس پرچے کو دیکھ کر مجھے بڑی حیرانگی ہوئی کہ اس میں دو خواتین کو بھی نامزد کیا گیا ہے تو میرے اور قائد حزب اختلاف کے درمیان یہی understanding ہوئی ہے کہ ہم آج ہی بیٹھ جائیں گے کیونکہ جو صحافی بھائی ہمارے پاس آئے تھے ان میں ایک معزز صحافی عدنان ملک صاحب کی اہلیہ کا بھی شاید نام اس مقدمے میں ہے تو ہم آج ہی بیٹھ کر اس معاملے کو sort out کریں

گے اور میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ اب تک اگر کسی کے ساتھ کوئی تجاوز یا زیادتی ہوئی ہے تو انشاء اللہ تعالیٰ اس کا بھی حساب لیا جائے گا اور جس کسی نے زیادتی کی ہے اس کے خلاف قانون کے مطابق کارروائی کی جائے گی لیکن اب سے آئندہ اس مقدمے کے سلسلے میں کسی قسم کی کوئی گرفتاری یا کسی قسم کا کوئی تجاوز نہیں ہوگا۔ یوسف کمال صاحب کے ساتھ بھی زیادتی ہوئی ہے کہ ان کے دفتر میں لوگوں نے گھس کر force کیا کہ آپ یہیں پر resign پر sign کریں، اگر ہم اس قسم کی practice کو allow کر دیں تو پھر ہر ادارے کے دس آدمی اکٹھے ہو کر اپنے ادارے کے سربراہ کے پاس جائیں گے اور اسے کہیں گے کہ resign کرو تو اس طرح سے پھر ادارے نہیں چل سکتے تو ہم اس ساری چیز کا جائزہ لینے کے بعد اس معاملے کو بہتر اور احسن طریقے سے resolve کریں گے اور میں انہیں یقین دلاتا ہوں کہ اس سے پہلے اس سلسلے میں جو crucial measures adopt کئے گئے وہ انشاء اللہ تعالیٰ اس کے بعد نہیں ہوں گے اور اس کو بیٹھ کر resolve کرائیں گے۔

جناب سپیکر: شکریہ

(اذانِ عصر)

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری ہاؤسنگ و شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (جناب ظفر اقبال ناگرہ):

جناب سپیکر! جو پانی ان چودہ disposal stations سے دریائے راوی میں نہیں جاتا وہ drains کے ذریعے دریائے راوی میں جاتا ہے اور جو گندے پانی کا مسئلہ ہے اس کے treatment کے لئے حکومت پنجاب جاپان اور فرانس کی حکومتوں کے ساتھ مل کر منصوبہ بنا رہی ہے۔ جس پر عنقریب عمل ہوگا اور گندے پانی کو صاف کر کے زراعت کے لئے بھی استعمال کیا جائے گا۔

جناب سپیکر: میاں نصیر احمد صاحب! کوئی اور ضمنی سوال ہے؟

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر! پارلیمانی سیکرٹری صاحب نے ابھی کہا ہے کہ جاپان کے ساتھ مل کر وہ کوئی سسٹم بنا رہے ہیں۔ ہمیں واسا کے حوالے سے جو بھی presentations دی جاتی ہیں یا یہ بناتے ہیں اور ورلڈ بنک کی رپورٹ کے مطابق بھی لاہور کی 40 فیصد آبادی کے لئے سیوریج کی سہولت نہیں ہے۔

جناب سپیکر! سوال یہ تھا کہ کیا موجودہ نالے لاہور کے شہریوں کی ضرورت کو صحیح طریقے سے پورا کر رہے ہیں؟ اس کا جواب یہ دیا گیا ہے کہ موجودہ سیوریج سسٹم لاہور کے شہریوں کے لئے کافی ہے۔

میرا اس میں ضمنی سوال یہ ہے کہ جب موجودہ سسٹم ٹھیک ہے تو لاہور میں سیوریج کے نظام کو بہتر بنانے کے لئے 88 سکیموں کے منصوبہ پر 703 ملین روپے کیوں خرچ کئے جا رہے ہیں؟ میرے پورے حلقے میں پوری آبادی کے لئے سیوریج کی سہولت نہیں ہے۔ کیا یہ بتائیں گے کہ یہ جواب ٹھیک نہیں ہے یا مکمل نہیں ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری ہاؤسنگ و شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (جناب ظفر اقبال ناگرہ): جناب سپیکر! لاہور کے لئے موجودہ سیوریج سسٹم ناکافی ہے لیکن اس کے لئے حکومت پنجاب نے 770 ملین روپے کی لاگت سے 88 سیوریج کی سکیموں پر مشتمل منصوبہ کو تبدیل کر کے اور اس کی آبادی کو دیکھتے ہوئے 1068 ملین روپے کی لاگت کا منصوبہ بنا دیا ہے جس میں 89 سیوریج کی سکیمیں اور 10 ڈرینز کی سکیمیں شامل ہیں۔ 89 سیوریج کی سکیموں کا تخمینہ لاگت 911.515 ملین روپے ہے جبکہ ڈرینز کی 10 سکیموں کا تخمینہ لاگت 124.794 ملین روپے ہے۔ اس 1068 روپے ملین کے منصوبے کا آغاز مالی سال 09-2008 میں ہوا۔ اس منصوبے پر 82.640 ملین روپے خرچ ہوئے جبکہ موجودہ مالی سال کے لئے اس منصوبے کے لئے 360 ملین روپے مختص کئے گئے ہیں جن میں سے 3۔ ستمبر 2009 تک مختلف سکیموں پر 30 ملین روپے خرچ کئے جا چکے ہیں۔ یہ منصوبہ چونکہ ایک بہت بڑا منصوبہ ہے اس پر کام اگلے مالی سال 11-2010 میں بھی جاری رہے گا اور جون 2011 کو پایہ تکمیل تک پہنچے گا البتہ جو جو سکیمیں مکمل ہو رہی ہیں وہ اسی وقت چالو کر دی جاتی ہیں اور ان کے چالو ہوتے ہی لوگ ان سے مستفید ہونا شروع ہو جاتے ہیں۔

جناب سپیکر: جی، میاں صاحب!

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر! پارلیمانی سیکرٹری صاحب نے پوری کتاب پڑھی ہے کہ سسٹم ٹھیک نہیں ہے۔ میں صرف ان کی درستی کے لئے بتانا چاہتا ہوں کہ جو جواب آیا ہے اور جو ادارہ لاہور کے سیوریج سسٹم کو own کرتا ہے وہ جواب دے رہے ہیں کہ سیوریج سسٹم کافی ہے اور نئے کی ضرورت نہیں ہے۔ جب نئی آبادیاں develop ہوں گی تو پھر سیوریج سسٹم کی ضرورت ہو گی۔ میں ان کو یہ بتانا چاہتا ہوں کہ یہ اس کو دیکھ لیں۔ میں اس سے زیادہ کچھ نہیں کہنا چاہتا۔

پارلیمانی سیکرٹری ہاؤسنگ و شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (جناب ظفر اقبال ناگرہ): جناب سپیکر! میں نے پہلے بھی ہاؤس کو بتایا ہے کہ آبادی کی شرح جس طرح بڑھ رہی ہے اس کے مطابق

یہ سسٹم ناکافی ہے۔ اس لئے ان ترقیاتی سکیموں پر 1068 ملین روپے سے کام شروع ہوا ہے۔ یہ بڑا منصوبہ ہے۔ اس پر تاحال کام جاری ہے اور انشاء اللہ تعالیٰ جلد پایہ تکمیل کو پہنچے گا۔

جناب سپیکر: چودھری علی اصغر منڈا صاحب!

چودھری علی اصغر منڈا (ایڈووکیٹ): شکریہ۔ جناب سپیکر! جیسا کہ پارلیمانی سیکرٹری صاحب نے یہ بتایا ہے کہ جو treatment plant ہم نے نکاس ہونے والے پانی جس میں کیمیکل شامل ہوتے ہیں، کیا یہ ہمیں بتانا مناسب سمجھیں گے کہ کب تک یہ project شروع ہو جائے گا۔ اس کے consequence میں زہریلا پانی دریائے راوی کے کناروں کے ساتھ آبادیوں اور گاؤں جن میں میرا حلقہ بھی شامل ہے وہاں گندے پانی کی وجہ سے بیماریاں پھیل رہی ہیں۔ میرا حلقہ جہاں سے ختم ہوتا ہے وہاں سے جناب کا حلقہ شروع ہوتا ہے۔ اس پر انھوں نے جو treatment plant لگانا ہے اس project کو یہ کب تک شروع کریں گے؟ یہ کوئی تاریخ دے دیں تاکہ باقاعدہ طور پر grounds پر کام ہو سکے۔ شکریہ

جناب محمد حفیظ اختر چودھری: جناب سپیکر! دریائے راوی میں لاہور کے گندے پانی کو پھینکا جارہا ہے۔ دریائے راوی تقریباً آدھے پنجاب کو سیراب کرتا ہے۔ کیا یہ بتا سکتے ہیں کہ اس میں کتنے کیوسک پانی لاہور کا گندہ پانی ہے جو treatment کے بغیر کب سے ڈالا جارہا ہے؟ اس سے ہماری فشریز کی انڈسٹری بھی تباہ ہو رہی اور ہماری زمینیں تباہ ہو رہی ہیں۔ دریائے راوی میں پہلے ہی بہت کم پانی آتا ہے۔ اس لئے یہ صرف ان کے حلقے کا مسئلہ نہیں ہے۔

جناب سپیکر: آپ کو اس کا نہیں پتا۔ آپ تشریف رکھیں۔ جی، رانا صاحب!

رانا منور حسین المعروف رانا منور غوث: جناب سپیکر! دریاؤں میں انڈسٹری کا کیمیکل والا پانی پھینکا جارہا ہے جس کی وجہ سے زمینیں، فشریز اور پینے کا پانی خراب ہو رہا ہے اس پر حکومت پنجاب کیا اقدامات کر رہی ہے؟

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری ہاؤسنگ و شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (جناب ظفر اقبال ناگرہ): جناب سپیکر! جو گندہ پانی دریائے راوی میں جارہا ہے۔ یہ جب سے پاکستان بنا ہے اس وقت سے جارہا ہے۔ میاں محمد شہباز شریف صاحب کی اس پر خصوصی توجہ ہے اس لئے وہ جاپان اور فرانس کی حکومتوں

کے ساتھ مل کر جلد از جلد اس منصوبے کو مکمل کر کے پنجاب کے شہریوں کو صاف پانی مہیا کرنا چاہتے ہیں، پنجاب کے زمینداروں کو صاف پانی مہیا کرنا چاہتے ہیں۔ انشاء اللہ تعالیٰ ایک سال میں یہ پلانٹ لگ جائیں گے اور پانی صاف ہو کر زمین کو لگے گا۔

جناب سپیکر: جی، محمد یار ہراج صاحب!

جناب محمد یار ہراج: جناب سپیکر! اس سوال میں لاگت 703 ملین روپے لکھی ہے اور اس کے بعد کے ایک سوال میں لاگت 850 ملین روپے کے قریب ہے تو میں پارلیمانی سیکرٹری صاحب سے یہ گزارش کروں گا کہ وہ یہ بات واضح کر دیں کہ فنڈز کہاں سے آ رہے ہیں کیونکہ پورے پنجاب کا بجٹ جو اس کام کے لئے مختص ہے وہ اس سے کم ہے۔ میں white paper سے کاپی لے کر آیا ہوں وہ اس سے کم ہے۔ کیا یہ واضح کریں گے کہ پنجاب کا پورا بجٹ کتنا ہے؟ جو white paper میں لکھا ہوا ہے اور ان projects کے لئے اس میں سے کتنا لاہور کے ان دو منصوبوں کے لئے استعمال ہو رہا ہے اور اس کے بعد کیا باقی پنجاب کے لئے بھی کچھ بچتا ہے یا نہیں بچتا؟

پارلیمانی سیکرٹری ہاؤسنگ و شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (جناب ظفر اقبال ناگرہ): جناب سپیکر! معزز رکن اسمبلی کا ضمنی سوال نیا بنتا ہے۔ یہ fresh question کریں انشاء اللہ تعالیٰ اس کا جواب دیا جائے گا۔

جناب سپیکر: جی، اگلا سوال بھی میاں نصیر صاحب کا ہے۔

میاں نصیر احمد: سوال نمبر 696۔

جناب سپیکر: جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے؟

میاں نصیر احمد: جی، پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

بحریہ ٹاؤن کی طرف سے لاہور میں عوام الناس کو پلاٹ الاٹ کرنے کا معاملہ و دیگر تفصیلات

*696۔ **میاں نصیر احمد:** کیا وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ لاہور میں بحریہ ٹاؤن پرائیویٹ لمیٹڈ نے عوامی ولاز کے نام پر ایک رہائشی سکیم شروع کی اور عوام الناس کو پانچ لاکھ روپے میں مکمل گھر بنا کر عرصہ دو سال میں دینے کا وعدہ کیا تھا؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ یہ گھر لاہور میں فراہم کرنے کا وعدہ کیا گیا تھا؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ اب یہ گھر لاہور کی بجائے رائیونڈ میں دیئے جانے کا امکان ہے نیز عرصہ دو سال گزر جانے کے باوجود اس سکیم پر کوئی ایک گھر بھی نہیں بنا اور یہ سکیم لاہور ٹھوکر نیاز بیگ سے بیس کلو میٹر کے فاصلے پر لانچ کی جا رہی ہے؟

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ سکیم کے مالکان نے عوام الناس سے تمام اقساط وصول کر لی تھیں جس کی کل رقم پانچ لاکھ روپے ہے۔

(ہ) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ سکیم کو مقررہ وقت میں مکمل نہ کرنے اور لوگوں کو وقت پر گھر فراہم نہ کرنے اور دھوکہ دہی سے لاہور کی بجائے رائیونڈ میں سکیم بنانے والوں کے خلاف کارروائی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر ہاں تو کب تک، اگر نہیں تو اس کی وجوہات سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

پارلیمانی سیکرٹری ہاؤسنگ و شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (جناب ظفر اقبال ناگرہ):

(الف) بحریہ ٹاؤن ہاؤسنگ سکیم (عوامی ولاز) محکمہ ایل ڈی اے سے منظور شدہ نہ ہے البتہ ایل ڈی اے نے بحریہ ٹاؤن کی دو عدد سکیمیں منظور کی ہیں جن کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

1- بحریہ ٹاؤن سیکٹر اے (موضع مراکہ اور جلیانہ) منظور شدہ 1998 رقبہ 684.90 کنال

2- بحریہ ٹاؤن موضع پاجی رائے ونڈ روڈ لاہور منظور شدہ 2007 رقبہ 446.10 کنال

ایل ڈی اے نے اس وقت لوگوں کی رہنمائی کے لئے بحریہ ٹاؤن کی منظور شدہ اور غیر منظور شدہ سکیموں کے بارے میں اشتہار بھی دیا تھا جو تتمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا ہے۔

(ب) تفصیلاً جواب جز (الف) میں دیا جا چکا ہے۔

(ج) -ایضاً-

(د) -ایضاً-

(ہ) ایل ڈی اے سے متعلقہ نہ ہے۔

جناب سپیکر: جی، کوئی ضمنی سوال؟

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر! عوامی ولاز کے نام سے انہوں نے ایک سکیم کا اعلان کیا تھا، اس سکیم کے تحت کروڑوں اربوں روپیہ اکٹھا کیا گیا اور لوگوں کو پلاٹ تقسیم کر دیئے گئے اس میں مجھے جواب یہ دیا گیا ہے کہ LDA نے متعلقہ سوسائٹی کے حوالے سے اخبار میں اشتہار دیا تھا لیکن اس اشتہار کے دینے کے باوجود صرف اس سوسائٹی نے نہیں بلکہ کئی درجنوں سوسائٹیوں نے کروڑوں روپیہ اکٹھا کیا۔ میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ کیا LDA اشتہار دینے کے بعد اپنی ذمہ داری سے بری الذمہ ہو سکتا ہے کہ ان کے اشتہار دینے کے بعد بھی سوسائٹیاں لوگوں سے پیسے اکٹھے کرتی رہتی ہیں؟

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری ہاؤسنگ و شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (جناب ظفر اقبال ناگرہ): جناب سپیکر! میرے معزز رکن نے فرمایا ہے کہ بحریہ ٹاؤن نے عوامی ولاز کے نام سے ایک رہائشی سکیم شروع کی تھی تو عوامی ولاز کی سکیم ایک پرائیویٹ شخص نے شروع کی تھی جس کا LDA کے ساتھ کوئی تعلق نہ ہے۔ عوامی ولاز کی تعمیر کے بارے میں بحریہ ٹاؤن کی انتظامیہ سے رابطہ کیا گیا جس میں کرنل نعیم اور ایئر کموڈر احسن شامل ہیں۔ دفتر سے رابطہ کرنے پر معلوم ہوا کہ عوامی ولاز ٹھوکر سے تقریباً 20 کلومیٹر بطرف رائے ونڈ تبلیغی اجتماع کے نزدیک بنائے جا رہے ہیں اور یہ علاقہ بھی علامہ اقبال ٹاؤن کے کنٹرول ایریا میں ہے۔ بحریہ ٹاؤن انتظامیہ نے روزنامہ جنگ میں بذریعہ اشتہار ممبران کو ان کے عوامی ولاز کے نمبروں کی الاٹمنٹ کے لئے 2۔ ستمبر 2009 کی تاریخ دی تھی۔ بحریہ ٹاؤن کے دفتر سے رابطہ کرنے پر معلوم ہوا کہ الاٹمنٹ کر دی گئی ہے اور عوامی ولاز کی تعمیر شروع ہو چکی ہے۔ یہ ایک پرائیویٹ سکیم ہے اور LDA کا اس کے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہے۔

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر! یہ بڑا عجیب و غریب جواب ہے۔

چودھری جاوید احمد (ایڈووکیٹ): ضمنی سوال۔

جناب سپیکر: جن کا سوال ہے اور اس پر انہوں نے محنت کی ہے ان کو آپ بولنے ہی نہیں دیتے۔ پلیز تشریف رکھیں۔ جی، میاں صاحب!

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر! LDA نے باقاعدہ اخبار میں اشتہار دیا ہے کہ سوسائٹی اس سے زیادہ سکیم نہیں بنا سکتی اور یہ کہہ رہے ہیں کہ وہ سکیم ہماری حدود میں نہیں آتی تو اشتہار انہوں نے مجھے جواب کے ساتھ دیا ہے۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! نماز کا وقفہ کر کے ہمارے پارلیمانی سیکرٹری صاحب کو تیاری کرنے کا موقع دیں کیونکہ ان کی تیاری ٹھیک نہیں ہے۔

جناب سپیکر: وہ اپنے جواب دیں گے آپ فکر نہ کریں۔

میاں نصیر احمد: روزنامہ "جنگ" اور "خبریں" میں اشتہار ہے جس میں یہ کہا گیا ہے کہ LDA نے ان کا نقشہ پاس نہیں کیا۔ میرا مقصد صرف ایک سوسائٹی پر توجہ دلانے کا نہیں ہے بلکہ میں یہ توجہ دلانا چاہتا ہوں کہ لاہور کے اندر اس طرح کی درجنوں سوسائٹیاں بنی ہیں۔ LDA کی چھتری کے نیچے کروڑوں اربوں روپے کی کرپشن ہو رہی ہے اس کے باوجود اس پر کوئی توجہ نہیں دی جا رہی۔ جتنی پرائیویٹ سوسائٹیاں ہیں وہ اخبار میں اشتہارات دے کر پلاٹ فروخت کرتی ہیں اور لوگوں کو دھوکا دے کر پیسے اکٹھا کرتی ہیں۔ جتنی بھی سوسائٹیاں ہیں ان کے متعلق اشتہار دینے کے بعد LDA اپنے آپ کو بری الذمہ قرار دیتا ہے اور یہ بھی اسی کی ایک مثال ہے۔

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری ہاؤسنگ و شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (جناب ظفر اقبال ناگرہ): جناب سپیکر! میں اپنی بہن کو یہ بتانا چاہتا ہوں کہ جتنے مرضی سوال کریں انشاء اللہ تعالیٰ میری پوری تیاری ہے اور ان کی پوری تسلی ہو گی۔ LDA نے دو سکیمیں منظور کی ہیں ان میں ایک بحریہ ٹاؤن سیکٹر اے موضع مراکہ منظور شدہ 1998 رقبہ 684.90 کنال ہے اور دوسری بحریہ ٹاؤن موضع پاجی رائے ونڈ روڈ لاہور منظور شدہ 2007 رقبہ 446.10 کنال ہے۔ LDA نے اس وقت لوگوں کی رہنمائی کے لئے بحریہ ٹاؤن کی منظور شدہ اور غیر منظور شدہ سکیموں کے بارے میں اشتہار بھی دیا تھا جس کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

چودھری جاوید احمد (ایڈووکیٹ): میرا سوال بھی انہی ہاؤسنگ سکیموں کے حوالے سے concern ہے۔ یہ پنجاب حکومت کا محکمہ ہے اور ہم پنجاب کی پالیسیوں کو ہی discuss کرنے کے لئے یہاں بیٹھے ہیں۔ ہمارے ہاں بھی سکیمیں جعلی بنتی ہیں اور محکمہ صرف یہ بات کرتا ہے کہ یہ ہمارے محکمے سے منظور شدہ نہیں ہے اور ایک اشتہار دے کر بری الذمہ ہو جاتا ہے۔ اگر ان کی آشیر باد نہ ہو تو لوگ ہاؤسنگ سکیمیں شروع نہیں کر سکتے۔ جب ان کی liability بنتی ہے، وہاں کے لوگوں کو سہولتیں نہیں ملتیں اور ان منصوبوں پر پوری طرح سے عملدرآمد نہیں ہوتا تو پھر وہ liability گورنمنٹ اور ہم لوگوں کے لئے

بنتی ہے لہذا میں اس حوالے سے پوچھنا چاہوں گا کہ ان کی کیا پالیسی ہے اور آج تک ان غیر قانونی سکیموں کے خلاف انہوں نے کیا action لیا ہے؟ یہ کہنے سے ان کی ذمہ داری ختم نہیں ہو جاتی کہ یہ ہمارے preview میں نہیں آتا۔ اگر LDA میں نہیں آتا تو محکمہ ہاؤسنگ کے preview میں تو آتا ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری ہاؤسنگ و شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (جناب ظفر اقبال ناگرہ): جناب سپیکر! جو سکیمیں ایل ڈی اے، ایف ڈی اے یا ایم ڈی اے سے منظور نہیں کروائی جاتیں اس پر حکومت پنجاب نے اب ایک کمیٹی بنا دی ہے۔ پہلے قانون کے مطابق جو لوگ جعلی سکیمیں بنا کر لوگوں کو دھوکا دیتے آئے ہیں ان کے خلاف کارروائی کے لئے ایک ایسا قانون بنایا جا رہا ہے تاکہ وہ دوبارہ پنجاب کے سادہ لوگوں کو اس طرح نہ لوٹ سکیں۔ نئے قانون میں پرائیویٹ ہاؤسنگ سکیم ریگولیشن 2009 بنا دیا گیا ہے جس سے اس طرح کی سکیموں کو زیادہ مؤثر طریقے سے handle کیا جا سکے گا اور ان کو زیادہ سے زیادہ سزا دی جائے گی۔

محترمہ آمنہ الفت: ضمنی سوال۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ آمنہ الفت صاحبہ!

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! یہ ایک انتہائی اہم issue ہے۔ اس میں جو مافیا ہے یہ بیچارے کم فہم لوگوں کو پوری طرح لوٹ رہے ہیں اور اس طرح کے اشتہارات اور موبائل کے ذریعے ان کو خوشخبریاں دی جاتی ہیں کہ آپ کا lucky draw کے ذریعے پلاٹ نکل آیا ہے۔ کھلم کھلا اشتہارات دیئے جاتے ہیں جن پر لوگ یقین کر لیتے ہیں اور گورنمنٹ یا LDA کی طرف سے قطعاً چیک نہیں کیا جاتا کہ یہ جو اخبارات میں اشتہارات آ رہے ہیں کیا یہ سکیم واقعی وہاں پر exist کرتی ہے یا نہیں؟ چونکہ اخبار میں اشتہار آ جاتا ہے اس لئے لوگ ان کے ہاتھوں لٹ جاتے ہیں اور صرف اس اشتہار پر یقین کرتے ہیں۔ میرا معزز پارلیمانی سیکرٹری صاحب سے سوال یہ ہے کہ کیا وہ اس لوٹ مار کو ختم کرنے کے لئے بھی کچھ کر رہے ہیں؟

جناب سپیکر: جی، کر رہے ہیں۔ اگلا سوال نمبر 823 جناب وسیم قادر صاحب کا ہے۔ تشریف نہیں رکھتے لہذا dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال نمبر 824 بھی وسیم قادر صاحب کا ہے dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال نمبر 1037 ڈاکٹر زمرد یاسمین رانا صاحبہ کا ہے۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! On her behalf سوال نمبر 1037 (معزز رکن نے ڈاکٹر زمرد یاسمین رانا کے ایماء پر طبع شدہ سوال نمبر 1037 دریافت کیا)

جناب سپیکر: جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے؟

محترمہ آمنہ الفت: جی، پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

غازی آباد لاہور کینٹ میں پارک کا قیام

*1037: ڈاکٹر زمرد یاسمین رانا: کیا وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ غازی آباد لاہور کینٹ کے علاقہ میں کوئی پارک نہ ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ اس علاقہ میں بے شمار سرکاری جگہوں پر قبضہ گروپ مافیا نے سابقہ دور میں قبضہ جما لیا ہے؟

(ج) کیا حکومت ان سرکاری جگہوں کو واگزار کروا کے علاقے کے لئے پارک بنانے کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو وجہ بیان فرمائیں؟

پارلیمانی سیکرٹری ہاؤسنگ و شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (جناب ظفر اقبال ناگرہ):

(الف) یہ درست ہے کہ غازی آباد میں پارکس اینڈ ہارٹیکلچر اتھارٹی کا کوئی پارک نہیں ہے اس لئے غازی آباد میں پی ایچ اے کا کوئی سٹاف بھی موجود نہیں ہے۔

(ب) چونکہ غازی آباد میں پارکس اینڈ ہارٹیکلچر اتھارٹی کا کوئی پارک نہیں ہے اس لئے پارکس اینڈ ہارٹیکلچر اتھارٹی کو قبضہ گروپ مافیا کے متعلق علم نہیں ہے۔

(ج) پنجاب حکومت کے حکم پر غازی آباد میں دو خالی جگہ پر پارک جلد ہی بنائے جا رہے ہیں جن کا PC-1 منظور ہو چکا ہے۔

جناب سپیکر! جی، کوئی ضمنی سوال؟

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! لاہور کینٹ غازی آباد کے علاقے میں کوئی پارک نہیں ہے۔ ہارٹیکلچر اتھارٹی کی طرف سے بھی یہ جواب آیا ہے کہ اس میں پی ایچ اے کا سٹاف بھی موجود نہیں ہے۔ معزز پارلیمانی سیکرٹری صاحب اس سلسلے میں بتانا چاہیں گے کہ کیا کوئی ایسا منصوبہ زیر غور ہے کہ وہاں پر پارک ہونا چاہئے؟ دوسرا سوال، میں نے جو کہا ہے کہ قبضہ گروپ مافیا نے سابقہ دور میں قبضہ جما لیا۔ یہ

اس سلسلے میں بھی بتادیں کہ کیا وہاں پر جو پارک کی جگہ تھی اس پر قبضہ ہو گیا ہے یا نہیں اور اس سلسلے میں ان کا کیا جواب ہے کہ حکومت سرکاری جگہ کو واگزار کروا کر وہاں پر پارک بنوانے کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں رکھتی تو اس کی وجوہات کیا ہیں، اس پر PC-I منظور ہے اس کے حوالے سے میں پوچھنا چاہتی ہوں کہ اس پر کب تک کام شروع ہو گا اس کی کوئی تاریخ مقرر ہے یا نہیں؟

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری ہاؤسنگ و شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (جناب ظفر اقبال ناگرہ): جناب سپیکر! غازی آباد میں جو پہلا سوال تھا اس میں پارکس اینڈ ہارٹیکلچر اتھارٹی کا کوئی پارک ہے اور نہ ہی وہاں پر کسی سرکاری جگہ پر قبضہ ہے۔ اب وہاں پر جو دو سرکاری جگہیں تھیں ان کا PC-I منظور ہو چکا ہے اور دو پارک بنائے جا رہے ہیں جس میں غازی پارک نمبر 1 کا covered area 2475 مربع فٹ ہے اور یہ -/790783 روپے کی لاگت سے زیر تعمیر ہے اور اس کا 70 فیصد کام مکمل ہو چکا ہے۔ دوسرا پارک 1800 مربع فٹ پر مشتمل ہے اور اس کی لاگت -/410331 روپے ہے اور اس پر بھی دس فیصد کام مکمل ہو چکا ہے۔ دونوں پارکس پر کام جاری ہے۔ انشاء اللہ یہ کام جلد پایہ تکمیل کو پہنچ جائے گا۔ (نعرہ ہائے تحسین)

محترمہ ثمینہ خاور حیات: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! پارلیمانی سیکرٹری صاحب نے ابھی جو بتایا ہے کہ اس کا PC-I منظور ہو چکا ہے جبکہ پنجاب حکومت نے PC-I کی سکیم کو ختم کر دیا ہوا ہے تو کون سا PC-I منظور ہوا ہے اور یہ منظور کیسے ہوا ہے جبکہ PC-I کی منظوری ختم ہو چکی ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری ہاؤسنگ و شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (جناب ظفر اقبال ناگرہ): جناب سپیکر! PC-I پہلے منظور ہو چکا ہے۔ PC-I اب ختم کیا گیا ہے۔ یہ منصوبہ پہلے سے منظور شدہ ہے اور اس پر عملدرآمد ہو رہا ہے اور کام شروع ہو گیا ہے۔

جناب سپیکر: میرے خیال میں اب یہ آخری سوال ہے۔ میاں شفیق آرائیں صاحب!

میاں محمد شفیق آرائیں: سوال نمبر 1422۔

جناب سپیکر: اس کو پڑھا ہوا تصور کیا جائے؟

میاں محمد شفیق آرائیں: جی، جناب! اس کو پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

واٹر یوزر کمیٹی بنانے کا طریق کار و دیگر تفصیلات

*1422: میاں محمد شفیق ارائیں: کیا وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) واٹر یوزر کمیٹی بنانے کا کیا طریق کار ہے، واٹر یوزر کمیٹی کتنے ممبران پر مشتمل ہوتی ہے، کمیٹی کی کتنی میعاد ہوتی ہے؟

(ب) اگر کمیٹی صحیح کام نہ کر رہی ہو اسے ختم کرنے کا کیا طریقہ کار ہے؟

(ج) اگر کمیٹی کے خلاف لوگوں کو شکایات ہوں تو کس سے رجوع کیا جائے، اگر کمیٹی کو معاملات ٹھیک رکھنے کے لئے کسی ادارہ کی مدد درکار ہو تو اس کا طریق کار کیا ہے، آگاہ فرمائیں؟

پارلیمانی سیکرٹری ہاؤسنگ و شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (جناب ظفر اقبال ناگرہ):

(الف) گاؤں کے لوگوں کی موجودگی میں کمیونٹی ڈویلپمنٹ آفیسر، ایس ڈی او واٹر یوزر کمیٹی بناتے ہیں۔ بنانے کا طریقہ گاؤں کے لوگوں کی منشأ کے مطابق ہوتا ہے۔ متفقہ طور پر بھی کمیٹی معرض وجود میں آجاتی ہے اور بعض دفعہ حاضرین کی موجودگی میں کمیٹی کا چناؤ بھی کیا جاتا ہے۔ کمیٹی سات یا دس افراد پر مشتمل ہوتی ہے۔ واٹر یوزر کمیٹی کا چناؤ ایک سال کی مدت کے لئے کیا جاتا ہے جو کہ لوگوں کی مرضی سے اور جنرل باڈی کی منظوری سے عرصہ بڑھ بھی سکتا ہے۔

(ب) اگر یوزر کمیٹی صحیح کام نہ کر رہی ہو تو صارفین ڈی سی او صاحب یا متعلقہ محکمہ کو واٹر یوزر کمیٹی کی reformation کے لئے درخواست دے سکتے ہیں جس کی بنیاد پر ایکسیئن صاحب متعلقہ کمیونٹی ڈویلپمنٹ آفیسر کو حکم صادر کرتے ہیں کہ وہ متعلقہ ایس ڈی او کے ساتھ مل کر کمیٹی دوبارہ بنائی جائے وہ متفقہ بھی ہو سکتی ہے اور الیکشن کے بعد بھی وجود میں آسکتی ہے۔

(ج) اگر لوگوں کو کمیٹی کے خلاف شکایت ہو تو متعلقہ پی ایچ ای، ایکسیئن سے رجوع کیا جاتا ہے۔اگر کمیٹی کو معاملات ٹھیک رکھنے میں دشواری پیش آ رہی ہے تو متعلقہ CDOPHE، XEN یا DCO سے رجوع کیا جا سکتا ہے ویسے واٹر یوزر کمیٹی کو قانونی اختیارات دینے کے لئے پی ایچ ای ڈیپارٹمنٹ ایک لیگل فریم ورک پر کام کر رہا ہے جو جلد ہی پاس کروا کر لاگو کیا جائے گا تاکہ واٹر یوزر کمیٹی کو قانونی اختیار حاصل ہو کہ وہ اپنے معاملات احسن طریقہ سے چلا سکے۔

جناب سپیکر: آپ ضمنی سوال کریں۔

میاں محمد شفیق آرائیں: جی، میں اسی طرف آؤں گا۔ جواب کے جز(ج) میں لکھا ہے کہ اگر لوگوں کو کمیٹی کے خلاف شکایت ہو تو متعلقہ پی ایچ ای ایکسیئن سے رجوع کیا جاتا ہے۔اگر کمیٹی کے معاملات ٹھیک رکھنے میں دشواری پیش آ رہی ہے تو متعلقہ XEN,CDO,PHE یا DCO سے رجوع کیا جا سکتا ہے۔

جناب سپیکر: میاں صاحب! آپ ایک منٹ تشریف رکھیں۔ میں رانا ثناء اللہ صاحب کو کہتا ہوں کہ وہ صحافیوں سے جا کر بات کریں اور ان کو واپس ہاؤس میں لے کر آئیں۔ جی، میاں صاحب!

میاں محمد شفیق آرائیں: جناب سپیکر! محکمہ خود ہی کہہ رہا ہے کہ واٹر یوزر کمیٹی کو قانونی اختیار دینے کے لئے پی ایچ ای ڈیپارٹمنٹ ایک Legal Framework کر رہا ہے۔ جب اس کے پاس کوئی قانونی جواز ہی نہیں ہے تو وہ کس طرح کام کریں گے؟ اسی کی طرف نشاندہی کرنے کے لئے میں نے یہ سوال دیا ہے کہ ایک طرف تو وہ خود ہی کہہ رہے ہیں کہ اس پر ابھی تک ہم نے Legal Framework نہیں بنایا۔ یہ کوئی جواب نہیں بنتا محکمہ اس کا کوئی صحیح جواب دے۔ مہربانی

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری صاحب! وہ جواب سے مطمئن نہیں۔ آپ ان کو بتائیں اور مطمئن کریں۔

پارلیمانی سیکرٹری ہاؤسنگ و شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (جناب ظفر اقبال ناگرہ): جناب سپیکر! اس کمیٹی کو واٹر یوزر کمیٹی کے اختیارات، فرائض اور سکیم کو چلانے کے متعلق معاملات کے لئے پی ایچ ای ڈیپارٹمنٹ کی طرف سے ایک سمری وزیر اعلیٰ صاحب کو منظوری کے لئے بھیجی گئی جس میں مندرجہ ذیل امور شامل ہیں تاکہ اس میں اچھے طریقے سے کام ہو سکے۔ جس میں رورل واٹر سپلائی سکیم کو چلانے کے لئے PHE اور CBO کے فرائض شامل ہوں گے۔ CBO میں متعلقہ یونین کونسل

کے سیکرٹری کی بطور ممبر شمولیت اور CBO کی رجسٹریشن، ضلعی سطح پر ڈی سی او صاحب کے تحت 5 ملین کا revolving fund رکھا جائے گا جو کہ تحصیل باڈی کی درخواست پر ایکسیئن صاحب کو سکیم کی مرمت کے لئے حکم دیں گے اور تحصیل کی سطح پر Water Regular Body کا قیام ہے تاکہ اگر کوئی کام صحیح نہ ہو تو اس پر کارروائی ہو سکے۔ اس باڈی کے ممبران کی تفصیل یہ ہے کہ ڈی ڈی او آر چیئرمین ہوں گے، ٹی ایم او ممبر ہو گا، ایس ڈی او، پی ایچ ای ڈی ممبر ہوں گے، چیئرمین CBO ممبر ہوں گے۔ کمیٹی کی کارکردگی کا جائزہ لینے کے لئے ماہانہ میٹنگ کریں گے اگر اس پر کام صحیح نہیں ہو گا تو پھر اس پر محکمانہ کارروائی ہو گی۔

جناب سپیکر: جی، شفیق صاحب!

چودھری جاوید احمد (ایڈووکیٹ): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: چودھری صاحب! اس بارے میں میرا آپ سے تھوڑا سا اختلاف ہے، جس معزز ممبر نے اس پر محنت کی ہے آپ اس کو بولنے کا موقع کیوں نہیں دیتے۔

چودھری جاوید احمد (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! انہوں نے ضمنی سوال کر لیا ہے۔

جناب سپیکر: انہوں نے ابھی اور ضمنی سوالات کرنے ہیں۔ ان کا حق پہلے ہے۔ جی، میاں صاحب!

میاں محمد شفیق آرائیں: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ یہ طریق کار کب تک واضح کر لیا جائے گا۔

پارلیمانی سیکرٹری ہاؤسنگ و شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (جناب ظفر اقبال ناگرہ): جناب سپیکر! کمیٹی جو اس بارے میں رپورٹ دے گی تو انشاء اللہ تعالیٰ دو تین ماہ کے اندر اندر اس کا طریق کار واضح کر دیا جائے گا۔

جناب سپیکر: جی، چودھری صاحب! اب آپ فرمائیں!

چودھری جاوید احمد (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میں اس بارے میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ یہ جو Water Users Committees بنائی جاتی ہیں یہ صرف rural areas میں کیوں ہیں؟ کیا یہ discrimination نہیں ہے؟ پچھلے سال اسی ہاؤس کے floor پر راجہ ریاض صاحب نے یہ یقین دہانی کرائی تھی کہ آئندہ یہ discrimination نہیں ہو گی اور دو فیصد جو rural area سے charge کر کے صاف پانی مہیا کیا جاتا ہے یا واٹر سپلائی لگائی جاتی ہیں وہ بھی انہی Water Users Associations

کے ذمے لگایا جاتا ہے۔ وہ محکمہ install کر کے ہم دیہاتوں میں کروڑوں، اربوں روپے لگا دیتے ہیں لیکن اس محکمہ کو چلانے کے لئے، اس چیز کو چلانے کے لئے نہ اس Water Users Association کے پاس technical expertise ہوتی ہیں، نہ ان کے پاس کوئی عملہ ہوتا ہے بلکہ وہ اپنی طرف سے پیسا پھینک دیتے ہیں، پیسا ضائع کرتے ہیں۔ محکمہ ان چیزوں کی کیوں ذمہ داری نہیں لیتا؟ جس طرح شہروں کو facilitate کرنے کے لئے عملہ تعینات کرتے ہیں تو دیہات میں رہنے والوں کے لئے بھی وہی سہولتیں مہیا کی جاتیں، اس بارے میں حکومت کی کیا پالیسی ہے؟

جناب سپیکر: آپ نے راجہ صاحب سے پوچھنا ہے یا پارلیمانی سیکرٹری صحت سے پوچھنا ہے؟

چودھری جاوید احمد (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میں پارلیمانی سیکرٹری صاحب سے پوچھ رہا ہوں کہ پچھلے سال on the floor of the House راجہ صاحب نے یقین دہانی کرائی تھی اور اس سال حکومت نے اس سلسلے میں کیا پالیسی بنائی ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری ہاؤسنگ و شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (جناب ظفر اقبال ناگرہ): جناب سپیکر! انہی خامیوں کو مدنظر رکھتے ہوئے وزیراعلیٰ پنجاب نے یہ کمیٹی بنائی ہے اور جلد اس پر کام ہو رہا ہے کیونکہ ہمارا جو کروڑں روپیہ ضائع ہو رہا ہے اس کے لئے جامع پالیسی بنائی جائے گی اور اس کو صحیح طریقے سے چلایا جائے گا اور جو افسران اس کو صحیح طور پر نہیں چلائیں گے ان کے خلاف محکمانہ کارروائی ہو گی۔

جناب سپیکر: جی، چودھری صاحب!

چودھری جاوید احمد (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میرا بنیادی سوال یہ ہے کہ یہ تفاوت یا یہ جو discrimination ہے، یہ rural areas کے ساتھ کیوں ہے، شہریوں کو تو حکومت ہر چیز اپنے خرچ پر مہیا کرے اور دیہاتیوں سے کہے کہ تم پیسے دو۔ یہ تفاوت کب تک ختم ہو گا؟

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری ہاؤسنگ و شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (جناب ظفر اقبال ناگرہ): جناب سپیکر! میرے معزز رکن نے جو مسئلہ اٹھایا ہے یہ پورے پنجاب کا مسئلہ ہے جسے جناب وزیراعلیٰ صاحب کے سامنے رکھیں گے اور اسے ہاؤس کے سامنے بھی رکھا جائے گا اور ہاؤس جو فیصلہ کرے گا انشاء اللہ تعالیٰ اس پر عملدرآمد ہو گا۔

جناب سپیکر: اگلا سوال عبدالوحید چودھری صاحب کا ہے۔

میجر (ر) عبدالرحمٰن رانا: on his behalf Sir سوال کا نمبر 1465 ہے اور اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔ (معزز رکن نے عبدالوحید چودھری کے ایماء پر طبع شدہ سوال نمبر 1465 دریافت کیا)

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

ڈی جی، ایم ڈی اے کی بے قاعدگیاں

*1465: جناب عبدالوحید چودھری: کیا وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ڈی جی، ایم ڈی اے نے ماسٹر پلان کی خلاف ورزی کرتے ہوئے گورنمنٹ سے ذاتی طور پر relaxation لے کر اپنے کاروباری حصہ داروں رانا ہمایوں چودھری، وسیم قریشی سے مل کر بوسن روڈ ابن قاسم اسلامک سنٹر کے سامنے سکیم منظور کروائی؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ کھاد فیکٹری کے سامنے جوائے لینڈ بوعہ پور روڈ پر اقبال ٹاؤن کے نام پر 3 فیز کی کالونی منظور کی لیکن ایم ڈی اے کو کوئی فیس ادا نہ کی گئی؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ ڈی جی ہر سکیم کی منظوری کے لئے قیمتی پلاٹس اور ہر پلازہ کی منظوری کے عوض قیمتی دکانیں اپنے خاص لوگوں کے ذریعے ایڈوانس حاصل کرتے ہیں؟

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ ویسٹرن فورڈ سکیم، قاسم بیلہ سکیم، گرین فورٹ، گلشن مہر کالونی ایم ڈی اے آفیسر ٹاؤن، پنجاب سمال کالونی، یونیورسٹی ٹاؤن، پی آئی اے کالونی الغنی گیسٹ ہاؤس وغیرہ کے مالکان سے پلاٹس اور دکانیں ایڈوانس حاصل کرنے کے بعد منظوری دی گئی؟

(ہ) کیا حکومت اس بارے میں انکوائری کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری ہاؤسنگ و شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (جناب ظفر اقبال ناگرہ):

(الف) یہ درست نہ ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ لوکل گورنمنٹ و رورل ڈویلپمنٹ گورنمنٹ آف پنجاب لاہور کے نوٹیفکیشن نمبری SO.Estate(LG)20-259/87(V-I) مورخہ 26-11-05 کے مطابق 2509 ایکڑ رقبہ زرعی زون سے رہائشی زون میں تبدیل کیا گیا۔ سفاری ٹاؤن لینڈ سب ڈویژن کا نقشہ 10.6 ایکڑ میں منظور کیا گیا لہذا ماسٹر پلان کی کوئی خلاف ورزی نہ کی گئی

ہے، ماسٹر پلان میں تبدیلی گورنمنٹ کا استحقاق ہے-ڈی جی، ایم ڈی اے کا کوئی اختیار نہ ہے لہذا یہ کہنا درست نہ ہے کہ سابق ڈی جی ایم ڈی اے نے ماسٹر پلان کی کوئی خلاف ورزی کی ہے-

(ب) بوعہ پور روڈ پر لینڈ سب ڈویژن کے تین کیس ہیں، اقبال لینڈ سب ڈویژن، گلشن اقبال اور اقبال ایونیو، اقبال لینڈ سب ڈویژن کا نقشہ -/271300روپے فیس وصول کرنے کے بعد منظور کیا گیا ہے جبکہ دیگر دو لینڈ سب ڈویژن کا نقشہ منظوری کے مراحل میں ہے-تاہم مالک نے دونوں لینڈ سب ڈویژن کے لئے بالترتیب-/891300 روپے اور-/668300روپے فیس ایم ڈی اے کے اکاؤنٹ میں جمع کروادی ہے لہذا یہ کہنا درست نہ ہے کہ ایم ڈی اے کو کوئی فیس ادا نہیں کی گئی-

(ج) الزام ذاتی نوعیت کا ہے-ریکارڈ سے ایسی کوئی بات ثابت نہیں ہوتی-سابق ڈی جی صاحب کے خلاف اس ضمن میں چیف منسٹرا نسپکشن ٹیم انکوائری کر رہی ہے-

(د) الزام ذاتی نوعیت کا ہے-ریکارڈ سے ایسی کوئی بات ثابت نہیں ہوتی-سابق ڈی جی صاحب کے خلاف اس ضمن میں چیف منسٹرا نسپکشن ٹیم انکوائری کر رہی ہے-

(ہ) چیف منسٹرا نسپکشن ٹیم پہلے ہی انکوائری کر رہی ہے-ٹیم کی سفارشات کی روشنی میں وزیر اعلیٰ کے احکام پر عمل کیا جائے گا-

میجر (ر) عبدالرحمٰن رانا: اس کے جواب میں کہا گیا ہے کہ الزام ذاتی نوعیت کا ہے اور ریکارڈ سے ایسی کوئی بات ثابت نہیں ہوتی۔ چونکہ محکمہ نے خود یہ تسلیم کیا ہے کہ انکوائری ہو رہی ہے اور سابق ڈی جی صاحب کے خلاف اس ضمن میں C.M.I.T ایک انکوائری کر رہی ہے تو میری یہ request ہے کہ انکوائری کا نتیجہ آنے تک اس سوال کو pending کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری ہاؤسنگ و شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (جناب ظفر اقبال ناگرہ): جناب سپیکر! یہ بات بالکل صحیح ہے اور مجھے اس پر کوئی اعتراض نہیں ہے۔

جناب سپیکر: یہ سوال pending کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال بھی عبدالوحید چودھری صاحب کا ہے۔

میجر (ر) عبدالرحمن رانا: on his behalf Sir سوال نمبر 1466۔(معزز رکن نے جناب عبدالوحید چودھری کے ایماء پر طبع شدہ سوال نمبر 1466 دریافت کیا)

ملتان، ایم ڈی اے میں بے قاعدگیاں

*1466: جناب عبدالوحید چودھری: کیا وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ڈی جی، ایم ڈی اے نے ایم ڈی اے کی سیلف سکیم انکم سے چار کروڑ روپے سالانہ ضلع ناظم ملتان کو خوش کرنے کے لئے دیئے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ ضلع ناظم کا ایم ڈی اے کالونیوں سے کوئی تعلق واسطہ نہ ہے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ ڈی جی، ایم ڈی اے نے ضلع ناظم کی ملی بھگت سے ایم ڈی اے کو بھاری نقصان پہنچایا؟

(د) کیا حکومت ان کے اس فراڈ کی انکوائری کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری ہاؤسنگ و شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (جناب ظفر اقبال ناگرہ):

(الف) جی، نہیں۔ یہ درست نہیں ہے۔ سال 08-2007 کے بجٹ میں ایم ڈی اے نے پرانی ہاؤسنگ سکیموں کی ڈویلپمنٹ کی مد میں 40 ملین روپے مختص کئے تھے (منسلکہ الف)، اس رقم کے عوض 13-11-2007 کو 13 عدد سکیموں کی انتظامی منظوری دی گئی جن کی کل رقم 30 ملین روپے بنتی ہے۔ یہ رقم ایم ڈی اے کی حدود کے اندر ایم ڈی اے کے زیر انتظام ترقیاتی کاموں پر خرچ کی گئی۔ بجٹ میں مختص شدہ اس رقم کی منظوری ایم ڈی اے کی گورننگ باڈی نے دی تھی جس میں حکومت پنجاب کے چار محکمہ جات HUD&PHE، LG& CD، Finance اور P & D کے نمائندگان شامل تھے۔ مذکورہ بالا 13 منصوبہ جات کی ایڈمنسٹریٹو اپرووَل ڈائریکٹر جنرل ایم ڈی اے نے جاری کی۔ اس طرح یہ رقم گورننگ باڈی آف ایم ڈی اے کی باقاعدہ منظوری کے بعد ایم ڈی اے کی منظور شدہ ترقیاتی سکیموں پر خرچ کی گئی، لہذا یہ کہنا بعید از حقیقت ہے کہ سابق ڈائریکٹر جنرل، ایم ڈی اے نے یہ رقم ضلع ناظم کو خوش کرنے کے لئے دی تھی۔

(ب) ضلع ناظم بلحاظ عہدہ چیئرمین ایم ڈی اے ہیں یہ کہنا درست نہیں ہے کہ ضلعی حکومت کے سربراہ اور ایم ڈی اے کا چیئرمین ہونے کے باوجود ایم ڈی اے کی کالونیوں سے ان کا کوئی تعلق واسطہ نہیں ہے۔

(ج) یہ درست نہیں ہے کہ سابق ڈائریکٹر جنرل ایم ڈی اے نے ضلع ناظم کی ملی بھگت سے ایم ڈی اے کو بھاری نقصان پہنچایا، مذکورہ بالا وضاحت کے پیش نظر ایم ڈی اے کی رقوم منظور شدہ سکیموں پر ترقیاتی کاموں کی تکمیل کے لئے خرچ کی گئیں جس کا براہ راست تعلق عوام سے ہے اور یہ رقم ایم ڈی اے کی حدود میں مفاد عامہ کی سکیموں پر خرچ کی گئی۔

(د) الزام میں جس مبینہ فراڈ کی نشاندہی کی گئی ہے اس کے بارے میں چیف منسٹرز انسپکشن ٹیم انکوائری کر رہی ہے۔

میجر (ر) عبدالرحمٰن رانا: جناب سپیکر! اس سوال کے جواب میں لکھا گیا ہے کہ الزام میں جس مبینہ فراڈ کی نشاندہی کی گئی ہے اس کے بارے میں C.M.I.T انکوائری کر رہی ہے تو انکوائری کا نتیجہ آنے تک اسے pending کیا جائے۔

جناب سپیکر: اسے بھی pending کیا جاتا ہے۔

میجر (ر) عبدالرحمٰن رانا: شکریہ۔ جناب سپیکر!۔۔۔

جناب محمد اختر ملک: جناب سپیکر! ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی، ملک صاحب!

جناب محمد اختر ملک: شکریہ۔ جناب سپیکر! عبدالوحید چودھری صاحب کے سوال کے ضمن میں میری request ہے کہ اس کی انکوائری رپورٹ اسمبلی میں بھی پیش کی جائے۔

جناب سپیکر: آپ جواب سے مطمئن نہ ہوئے تو پھر اس بارے میں دیکھ لیں گے۔ اگلا سوال محمد نوید انجم صاحب کا ہے۔ وہ تشریف فرما نہیں ہیں، disposed of اور next سوال ہے محترمہ عارفہ خالد پرویز صاحبہ!۔۔۔ تشریف فرما نہیں ہیں تو یہ بھی disposed of کیا جاتا ہے۔۔۔

محترمہ عائشہ جاوید: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: محترمہ! آپ تشریف رکھیں کیونکہ ابھی وقفہ سوالات چل رہا ہے اس لئے میں آپ کو بعد میں وقت دوں گا۔ اگلا سوال محترمہ انجم صفدر صاحبہ کا ہے۔

محترمہ انجم صفدر: شکریہ جناب سپیکر! میرے سوال کا نمبر 1729 ہے اور جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

فیصل آباد شہر میں بغیر ڈھکنوں کے مین ہولز کی تفصیلات

*1729: محترمہ انجم صفدر: کیا وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) فیصل آباد میں گزشتہ 9 سالوں کے دوران واسا کے بغیر ڈھکنوں کے مین ہولز میں گرنے سے کتنے افراد ہلاک و مضروب ہوئے ان کے نام اور پتا جات کیا ہیں؟

(ب) اس ضمن میں مذکورہ بالا عرصہ میں کتنے مقدمات درج ہوئے اور ان کا کیا فیصلہ ہوا کیا محکمہ ہذا کی جانب سے مرحومین و مضروبین کے لواحقین کو کوئی معاوضہ دیا گیا، ان کے نام پتا جات اور معاوضہ کی رقم کی تفصیل بیان کی جائے؟

(ج) فیصل آباد شہر میں اس وقت کتنے مین ہولز گٹر ڈھکنوں کے بغیر ہیں اور کیا حکومت اس ضمن میں کوئی انقلابی اقدامات اٹھانے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر ہاں تو کیا؟

پارلیمانی سیکرٹری ہاؤسنگ و شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (جناب ظفر اقبال ناگرہ):

(الف) اب تک تین افراد جاں بحق ہوئے ہیں۔نام اور پتا جات درج ذیل ہیں:-

1۔ شان علی ولد علی احمد مکان نمبر 564 گلی نمبر 3 موتی مسجد والا بازار محلہ شریف پورہ فیصل آباد

2۔ اسماعیل لاثانی ٹاؤن سرگودھا روڈ فیصل آباد

3۔ مبشر بلال ولد افتخار الحسن 880 جی گلستان کالونی فیصل آباد

(ب) لواحقین نے کوئی مقدمہ درج نہیں کروایا۔ لواحقین کو کوئی معاوضہ ادا نہیں کیا گیا۔

(ج) قبل ازیں یہ ذمہ داری واسا پر تھی واسا نے پچھلے سالوں میں تقریباً دس ہزار مین ہول covers تعمیر کروائے اور ضرورت کے مطابق خالی مین ہولز پر رکھوائے۔ اس سال 2008-09 میں بھی واسا نے 600 مین ہول covers تعمیر کروائے اور خالی مین ہولز پر رکھے ہیں لیکن لوکل گورنمنٹ / کمیونٹی ڈویلپمنٹ، گورنمنٹ آف پنجاب کے مراسلہ مورخہ 24-06-2008 کے مطابق ٹی ایم ایز کی حدود میں کھلے مین ہولز پر covers رکھنا متعلقہ

ٹاؤن / تحصیل میونسپل ایڈمنسٹریشن کی ذمہ داری ہے۔ اس ضمن میں متعلقہ ڈی سی او اس کو سپر وائز کرے گا اور اس پر عملدرآمد کو ensure کرے گا۔ اس وقت تقریباً ایک ہزار پندرہ سو مین ہول covers کی ضرورت ہے۔

محترمہ انجم صفدر: جناب سپیکر! اس سوال کے جواب کے جز (ب) میں کہا گیا ہے کہ ''لواحقین نے کوئی مقدمہ درج نہیں کروایا۔ لواحقین کو کوئی معاوضہ ادا نہیں کیا گیا۔'' جہاں تک میرے علم میں ہے کہ شان علی ولد علی احمد مکان نمبر 564 کے لوگ میرے پاس آئے تھے اور انہوں نے مجھے بتایا ہے کہ مبشر بلال اور شان علی بچوں کے مقدمات کو تھانہ میں رجسٹرڈ ہی نہیں کیا گیا اور انہوں نے ایف آئی آر کے اندراج کے لئے بار بار درخواستیں دیں لیکن ایف آئی آر درج ہی نہیں کی گئی۔ اس کی کیا وجوہات تھیں اور ان کی ایف آئی آرز کیوں درج نہیں ہوئیں؟ ظاہری بات ہے کہ جب ایف آئی آر درج ہی نہیں کی جائے گی تو ان غریب لوگوں کو معاوضہ کہاں سے دیا جائے گا؟ میں اس ایوان میں آپ سے یہ request کروں گی کہ شان علی اور مبشر بلال کے والدین ایف آئی آر کے اندراج کے لئے بارہا متعلقہ تھانوں میں چکر لگاتے رہے لیکن وہ درج نہ ہوئی۔۔۔

جناب سپیکر: محترمہ! آپ نے اس حوالے سے کسی سینئر آفیسر سے رابطہ کیا؟

محترمہ انجم صفدر: جناب سپیکر! جب لواحقین نے متعلقہ تھانے میں درخواست دی تھی تو اس تھانے کے ایس ایچ او صاحب تبدیل ہو چکے تھے اور اب تک اس تھانے کے دس ایس ایچ اوز آ چکے ہیں اس لئے ان لوگوں نے اس پر کوئی خاطر خواہ جواب دینے کی کوشش ہی نہ کی۔

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری ہاؤسنگ و شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (جناب ظفر اقبال ناگرہ): جناب سپیکر! یہ جو تین بچے جاں بحق ہوئے ہیں اور ان کی تفصیل جواب میں درج ہے۔ محترمہ نے فرمایا کہ شان علی اور مبشر کے والدین نے ایف آئی آر درج کروانے کی کوشش کی تو ایف آئی آر درج کروانے سے انہیں کسی نے نہیں روکا۔ مبشر اقبال ولد افتخار الحسن کو محکمہ نے ایک لاکھ روپے معاوضہ ادا کیا ہے اور وہ یہ معاوضہ لے چکے ہیں۔

محترمہ انجم صفدر: جناب سپیکر! جواب میں درج ہے کہ انہیں کوئی معاوضہ ادا نہیں کیا گیا اور پارلیمانی سیکرٹری صاحب فرما رہے ہیں کہ ایک لاکھ روپے معاوضہ ادا کیا گیا تو موصوف یہ بتائیں گے کہ آپ کے

اس جواب میں اور آپ کے بیان میں اتنا تضاد کیوں ہے ؟اس سوال کے جز(ج) میں جواب دیا گیا ہے کہ ابھی فیصل آباد میں تقریباً ایک ہزار یا 1500 مین ہول کو covers کی ضرورت ہے تو کیا آپ یہ چاہتے ہیں کہ ان کھلے مین ہولز میں مزید بچے گریں اور کس چیز کا انتظار کیا جا رہا ہے اور یہاں پر لکھی گئی بات کو پڑھ کر مجھے افسوس ہو رہا ہے اور میں سوچ رہی تھی کہ جواب یہ ہو گا کہ جتنے مین ہول کھلے ہیں ان پر covers ڈال دیئے گئے ہیں مگر یہ بات بڑے افسوس کی ہے چونکہ ان مین ہولز کے covers بنانے اور رکھوانے پر کوئی اتنا بڑا خرچہ بھی نہیں لیکن یہ محکمانہ غفلت ہے اور آپ اس چیز کا انتظار کر رہے ہیں کہ مزید بچے ان گٹروں اور ہولز میں گریں اور مزید ہلاکتیں ہوں اور آپ مزید لکھ دیں کہ کسی نے مقدمہ درج نہیں کروایا۔ کیا آپ یہ جواب چاہتے ہیں اور محکمہ یہ چاہتا ہے ؟

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری ہاؤسنگ و شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (جناب ظفر اقبال ناگرہ): جناب سپیکر! ان تین حادثات کے بعد مین ہولز covers کو کرنے کی ذمہ داری ٹی ایم اے کی ہے لیکن اس کے باوجود واسا کی طرف سے 1900 مین ہولز کے ٹینڈر ہو چکے ہیں اور تقریباً پچاس فیصد مکمل ہو کر پورے فیصل آباد میں لگا دیئے گئے ہیں اور ensure ہے کہ فیصل آباد میں کوئی بھی ایسا مین ہول نہیں ہے جو کھلا ہو اور تمام مین ہولز ڈھکے ہوئے ہیں۔

رانا محمد افضل خان: جناب سپیکر! ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

رانا محمد افضل خان: شکریہ۔ جناب سپیکر! واسا جو سکیمیں بناتا ہے وہ مین ہولز لگا کر مکمل کر دیتا ہے اور مین ہولز ٹوٹ جاتے ہیں یا چوری ہو جاتے ہیں تو یہاں پر انہوں نے ذکر کیا ہے کہ ڈی سی او ensure کر رہا ہے کہ مین ہولز لگیں گے تو میرا سوال یہ ہے کہ مین ہولز کے اندر اگر حادثہ ہوتا ہے اور کسی کی موت واقع ہو جاتی ہے تو کیا ایف آئی آر واسا کے خلاف ہو گی یا ڈی سی او کے خلاف ہو گی ؟ یہ اس سوال کا جواب دیں کہ ذمہ داری کا تعین کہاں پر ہے ؟ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری ہاؤسنگ و شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (جناب ظفر اقبال ناگرہ): پہلے ذمہ داری واسا پر عائد ہوتی تھی اور اب نئے قانون کے مطابق ذمہ داری ٹی ایم ایز کی ہے کہ جس

ٹی ایم اے کے اندر کوئی حادثہ ہو گا تو وہ ٹی ایم اے ذمہ دار ہو گا اور اس کے جو افراد ملوث ہوں گے یا جن کی محکمانہ غفلت ہو گی تو ان کے خلاف پرچہ درج کیا جائے گا۔

رانا محمد افضل خان: جناب سپیکر! میرا سوال یہ ہے کہ ٹی ایم ایز کے پاس تو واسا کے مین ہولز کے covers کے لئے فنڈز ہی نہیں ہیں۔ واسا کے مین ہولز کی ٹی ایم ایز ذمہ داری قبول ہی نہیں کرتے۔ کیا اس بارے میں کوئی نوٹیفکیشن ہو گیا ہے کہ ٹی ایم ایز کے پاس اس مد میں فنڈز ہیں کہ وہ واسا کے مین ہولز کے ڈھکن لگائیں گی؟

جناب سپیکر: جی، ناگرہ صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری ہاؤسنگ و شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (جناب ظفر اقبال ناگرہ): جناب سپیکر! یہ نوٹیفکیشن ہو چکا ہے اور تمام ٹاؤنز کی یہ ذمہ داری ہے کہ ان کے علاقوں میں قائم مین ہولز کے ڈھکنوں کو پورا کریں۔

جناب محمد یار ہراج: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی!

جناب محمد یار ہراج: جناب سپیکر! آپ کی مہربانی کہ آپ نے مجھے floor دیا۔ میں یہ point out کرنا چاہ رہا تھا کہ جناب پارلیمانی سیکرٹری سوالوں کے جواب صحیح طریقے سے prepare کر کے نہیں آئے ہوئے ہیں۔ جو یہاں لکھا ہوتا ہے وہ ایک repeated pattren نظر آ رہا ہے۔ جو پہلے سوال میں انہوں نے جواب لکھا تھا اس کی انہوں نے بول کر خود تردید کی۔ پہلے انہوں نے یہ لکھوایا کہ لواحقین کو کوئی معاوضہ ادا نہیں کیا گیا پھر انہوں نے کہا کہ انہوں نے ایک ایک لاکھ روپے معاوضہ لے لیا ہے۔

(اس مرحلہ پر جناب چیئرمین شاہ جہاں احمد بھٹی کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

اب یہ بات کر رہے ہیں کہ TMAs کی ذمہ داری ہے اگر TMAs کی ذمہ داری ہے تو مجھے بتائیں کہ کس قانون کے تحت ان کی ذمہ داری ہے کہ وہ واسا کی performance کو مکمل کرے؟ واسا کی صوابدید کا اختیار اگر TMAs کی حدود میں آ گیا تو کس قانون کے تحت آیا؟ یہ ایک repeated pattren چل رہا ہے ان کو سوالوں کا پتا ہے اور نہ جوابوں کا پتا ہے۔ ان سے اگر کوئی سوال پوچھے تو کہتے ہیں کہ یہ تو نیا سوال بنتا ہے۔ میں آپ سے گزارش کروں گا کہ آپ ان کو کہیں کہ یہ ہاؤس میں prepare ہو کر آیا کریں۔ جو وزراء بڑی بڑی اور نئی نئی گاڑیاں لے کر پھر رہے ہیں ان کو بھی کہیں کہ اگر وہ تھوڑی بہت ہاؤس میں

آنے کی تکلیف کر لیں جس چیز کی وہ تنخواہ لے رہے ہیں، وہ ہر مہینے تنخواہ لے رہے ہیں، اس تنخواہ کو پورا کرنے کے لئے کبھی وہ ادھر بھی تشریف لے آیا کریں اور عوام کے نمائندوں کو جوابدہ ہوں۔ اتنے inexperienced لوگ جن کو نہ آگے کا پتا، نہ پیچھے کا پتا ہے، ان کو یہاں بھیجنے سے پہلے اگر کچھ پڑھ لکھ لیا کریں تو شاید کچھ بہتری آ جائے گی۔ مہربانی۔

پارلیمانی سیکرٹری ہاؤسنگ و شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (جناب ظفر اقبال ناگرہ): جناب سپیکر! یہ معزز رکن مجھ سے جتنے مرضی سوال کریں میں اس ہاؤس میں انشاء اللہ تعالیٰ ان کی تسلی کراؤں گا۔

جناب محمد یار ہراج: جناب سپیکر! میں باقی سوالات withdraw کر لیتا ہوں یہ اگر مجھے اپنے محکمے کا بجٹ بتا دیں کہ کتنا ہے؟ میرے پاس بجٹ کی کاپی پڑی ہے مجھے پتا ہے کہ اس بجٹ میں کیا لکھا ہے میں ان کو یہاں سے دکھا رہا ہوں اگر یہ پڑھ کر بتا سکتے ہیں تو پڑھ کر بتا دیں کہ ان کے محکمے کا بجٹ اس سال کا کتنا ہے؟

سینئر وزیر / وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین: جناب سینئر منسٹر بات کرنا چاہتے ہیں۔

سینئر وزیر / وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): جناب چیئرمین! میں سب سے پہلے تو آپ کو مبارکباد پیش کرتا ہوں کہ آپ اس کرسی پر تشریف فرما ہیں اور دوسرے نمبر پر میں اپنے بھائی ہراج صاحب سے گزارش کروں گا کہ وہ ماشاء اللہ بڑے اچھے پارلیمنٹیرین ہیں۔ میری ان سے گزارش ہو گی کہ یہ جو question hour ہوتا ہے اس میں relevant ضمنی سوال کئے جاتے ہیں۔ اگر سوال میں پوچھا گیا ہے کہ بجٹ کتنا ہے؟ تو یہ پوچھ سکتے ہیں۔ یہ to the point آئیں اور جو اس سوال سے متعلقہ ضمنی سوال بنتے ہیں وہ اس ہاؤس میں پیش کریں۔ میرے بہت قابل احترام بڑے بھائی ہیں جن کا میں بہت احترام کرتا ہوں۔ میاں رفیق صاحب جو ہمارے ساتھ پاکستان پیپلز پارٹی میں بھی رہے ہیں۔ میں ان سے گزارش کروں گا کہ آپ ہمارے بڑے بھائی ہیں ہم نے آپ سے سیکھنا ہے لیکن آپ جس طریقے سے چیئر کو مخاطب کرتے ہیں، میری جناب چیئرمین کی وساطت سے میاں صاحب سے گزارش ہے کہ اگر چیئر کی عزت اور احترام ہم نہیں کریں گے تو پھر اور کون کرے گا؟ وہ تحمل کے ساتھ اور آرام سے چیئر کو مخاطب کیا کریں۔ وہ میرے سے بڑے ہیں میں ان سے سیکھنا چاہتا ہوں لیکن میری ان سے

گزارش ہے کہ وہ اپنے مخاطب کرنے کے انداز میں محبت اور وہ پیغام دیں جس سے ہم کچھ سیکھ سکیں۔ مہربانی۔

محترمہ انجم صفدر: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین: جی، محترمہ!

محترمہ انجم صفدر: جناب سپیکر! میری گزارش ہے کہ محکمے کی جانب سے غلط جواب دینے پر تحریک استحقاق پیش کی جائے۔ چونکہ محکمے نے مکمل طور پر غلط جواب دیا ہے لہذا اس کے لئے تحریک استحقاق بنتی ہے۔

جناب چیئرمین: جی، پارلیمانی سیکرٹری!

پارلیمانی سیکرٹری ہاؤسنگ و شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (جناب ظفر اقبال ناگرہ): جناب چیئرمین! محترمہ نے جب یہ سوال کیا تھا تو اس وقت تک کسی شخص کو، ہمارے جو تین افراد فیصل آباد میں فوت ہوئے ہیں کوئی معاوضہ نہیں دیا گیا تھا لیکن جواب آنے کے بعد latest رپورٹ کے مطابق واسا نے ایک لاکھ روپے ادا کیا ہے۔ یہ جواب درست ہے اور سوال کے مطابق ہی جواب دیا گیا ہے۔

میجر (ر) عبدالرحمٰن رانا: جناب چیئرمین! میرا ضمنی سوال ہے۔

جناب چیئرمین: جی، میجر صاحب! میرا سوال یہ ہے کہ اگر کسی غفلت کی وجہ سے یا کوئی اچانک ایسا حادثہ ہو جاتا ہے تو کیا معاوضہ لینے کے لئے مقدمہ درج کرانا ضروری ہے، مقدمہ درج کرائے بغیر معاوضہ کیوں نہیں مل سکتا؟

محترمہ انجم صفدر: جناب والا! یہاں پر یہ بھی جواب غلط آیا ہے۔ اس سوال کے آنے کے بعد معاوضہ ادا کیا گیا ہے۔ آپ کو شاید پتا نہیں ہے کہ یہ جو حادثات ہوئے ہیں یہ چھ چھ، آٹھ آٹھ، نو نو اور دس مہینے پہلے کے ہیں۔ یہ حادثات میرے سوال دینے سے پہلے کے ہیں اور یہاں پر مجھے دوبارہ غلط جواب دیا جا رہا ہے۔ مجھے تاریخ دی جائے کہ کس تاریخ کو معاوضہ ادا کیا گیا ہے پھر میں یہاں اس ہاؤس میں بیٹھوں گی ورنہ محکمے کے خلاف تحریک استحقاق لائی جائے گی۔

پارلیمانی سیکرٹری ہاؤسنگ و شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (جناب ظفر اقبال ناگرہ): جناب چیئرمین! میں محترمہ کو تاریخ محکمے سے لے کر بتا دیتا ہوں کہ کس تاریخ کو اس کو معاوضہ دیا گیا۔

جناب محمد یار ہراج: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین: جی، ہراج صاحب!

جناب محمد یار ہراج: جناب سپیکر! میں گزارش یہ کرنا چاہوں گا کہ ایک honourable member حکومت سے سوال کرتا ہے تو حکومت کا فرض ہے کہ اس سوال کا جواب درست دے۔ اگر یہ ہمیں repeatedly سوالوں کے غلط جواب دے رہے ہیں تو ہمارا اس میں استحقاق breach ہوتا ہے، اس ایوان کا استحقاق breach ہوتا ہے اور صوبے کی عوام کا استحقاق breach ہوتا ہے۔ میں آپ سے یہ گزارش کروں گا کہ یہ نو سال کی کارکردگی کی بات ہو رہی ہے اور ان کو پچھلے چار منٹ میں پتا چلا ہے کہ نو سال کے واقعات ہیں اس میں ایک لاکھ روپیہ اب دیا گیا ہے۔ یہ کیا ہے، کیا یہ ہمیں بے وقوف سمجھتے ہیں؟ میں گزارش یہ کروں گا کہ جب متعلقہ محکمہ اس ایوان میں جواب پیش کرتا ہے تو وہ درست ہونے چاہیئں اگر جواب درست نہیں ہیں تو آپ تنبیہہ کریں، آپ انہیں warning دیں، آپ ان in experienced لوگوں کو warning دیں کہ اس ایوان میں آکر معزز اراکین کا وقت ضائع مت کریں اور اس محکمے کو کسی اور دن کے لئے pending کر لیں۔

جناب چیئرمین: آپ تشریف رکھیں۔ جی، پارلیمانی سیکرٹری!

پارلیمانی سیکرٹری ہاؤسنگ و شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (جناب ظفر اقبال ناگرہ): جناب چیئرمین! میرے معزز رکن جو بات کر رہے ہیں میرا خیال ہے کہ میرے جواب ان کی سمجھ میں نہیں آئے۔ یہ مجھ سے جس طرح تسلی کرنا چاہتے ہیں کر لیں ایوان میں یا باہر مجھ سے میٹنگ کرنا چاہتے ہیں کر لیں، میں ان کی بھرپور تسلی کرانے کے لئے تیار ہوں۔

محترمہ سیمل کامران: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین: جی، محترمہ!

محترمہ سیمل کامران: جناب چیئرمین! میں آپ کے توسط سے یہاں پر ایک بات endorse کرنا چاہتی ہوں کہ پچھلے اجلاس میں بھی جب یہاں پر question hour کا چلا تھا تو یہاں پر معزز پارلیمانی سیکرٹریز اور منسٹرز صاحبان نے totally mis-statement دی تھی اور غلط جوابات دیئے

تھے۔آج وہی چیز میں یہاں پر repeat ہوتے ہوئے دیکھ رہی ہوں۔ پچھلی مرتبہ بھی ہم نے ان معزز اراکین منسٹرز صاحبان اور پارلیمانی سیکرٹریز کے لئے تحریک استحقاق move کی تھی کیونکہ قانون کی کتابوں میں لکھا ہوا ہے کہ اگر کوئی بھی پارلیمانی سیکرٹری یا منسٹر اس ہاؤس میں غلط جواب دیتا ہے یا جھوٹ بولتا ہے تو وہ breach of privilege کے زمرے میں آتا ہے۔ میں نہایت افسوس سے بتانا چاہوں گی کہ وہ تمام تحاریک استحقاقات ان لوگوں نے disallow کر دیں۔اس گٹر کے حوالے سے میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ۔۔۔

جناب چیئرمین: انہوں نے اس چیز کی وضاحت کر دی ہے۔

محترمہ سیمل کامران: جناب چیئرمین! گٹروں کے ڈھکنوں کے حوالے سے میرا supplementary question ہے کہ کیا پارلیمانی سیکرٹری یہ وضاحت فرمانا چاہیں گے کہ جو قوانین بنائے جاتے ہیں کیا وہ لاہور کے لئے علیحدہ اور فیصل آباد کے لئے علیحدہ ہیں یا یہ قوانین پورے پنجاب کے لئے بنائے جاتے ہیں؟ کیونکہ جب لاہور کی بات آتی ہے تو یہاں پر یہ فرمادیا جاتا ہے کہ اگر کسی گٹر کا ڈھکن نہیں ہوگا تو ایم ڈی واسا معطل ہو جائے گا تو یہ قانون فیصل آباد پر کیوں apply نہیں کیا گیا؟ یہ جو تین بچے مرے ہیں یہ بھی کسی ماں کے لخت جگر ہیں ان کی جگہ پر اگر پارلیمانی سیکرٹری صاحب یا منسٹر صاحب جو اس وقت یہاں پر موجود نہیں ہیں ان کا اپنا بچہ ہوتا تو کیا یہ آٹھ نو مہینے کے بعد جب ایک موصوفہ میری بہن نے سوال کیا ہے تو within no time انہوں نے ایک لاکھ روپے دے دیا ہے یہ کہاں کا قانون ہے، کیا ہم بے وقوف ہیں، کیا یہ ہمیں بے وقوف سمجھتے ہیں؟ ہم یہاں پر پورے پنجاب کو represent کرتے ہیں اور یہ ہمیں کس طرح سے بے وقوف پر بے وقوف بناتے جاتے ہیں؟

جناب چیئرمین: شکریہ۔جی، پارلیمانی سیکرٹری صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری ہاؤسنگ و شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (جناب ظفر اقبال ناگرہ): جناب چیئرمین! پہلے جو پورے پنجاب میں مسئلہ تھا اس کے ذمہ دار ایم ڈی واسا ہوتے تھے خواہ وہ فیصل آباد کا تھا یا لاہور کا۔اب جو نوٹیفکیشن ہوا ہے اس کے مطابق TMAs کو ڈیوٹی دے دی گئی ہے، اب وہ اس کے ذمہ دار ہیں۔جہاں پر بھی کوئی واقعہ ہوگا TMAs اس کے ذمہ دار ہوں گے۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! ان کی گورنمنٹ جب آئی تو انہوں نے کہا کہ واسا کا محکمہ proper کام نہیں کر رہا لہذا محکمہ کی کارکردگی کو بہتر کرنے کے لئے بلال یٰسین صاحب کو یہاں بھیج دیا

گیا۔ بلال یٰسین صاحب یہاں پر دو سال سے موجود ہیں، کون سی کارکردگی بہتر ہو گئی ہے۔ جب سکھ ڈرین کی بات لاہور میں ہوتی ہے اور جب وہاں کوئی بچہ مرتا ہے اور اپوزیشن اس کے خلاف motion لے کر آنا چاہتی ہے اور اس پر بات کرنا چاہتی ہے تو اس کو disallow کر دیا جاتا ہے۔ یہ کس قسم کا قانون ہے اور یہ کون سی good governance ہے، کبھی آٹے کی قطاروں میں لوگوں کو کھڑا کر کے مارتے ہیں۔ یہ تو قاتل حکومت ہے ان کو تو حکومت میں رہنے کا حق نہیں ہے۔

MR. CHAIRMAN: Next.

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! یہ ڈسٹرکٹ سطح پر نظام موجود ہے اور یہ ڈسٹرکٹ کونسلر بھی رہ کر آئی ہیں اور یہ اسمبلی ممبر بھی ہیں۔ واسا کا جو محکمہ ہے ڈسٹرکٹ ناظم کے under آتا ہے۔ لاہور کے ناظم اب بھی میاں عامر صاحب ہیں، آپ ان سے پوچھیں اور یہاں پر بلال یٰسین صاحب کے متعلق بات کرنے کی ضرورت نہیں تھی۔۔۔

جناب چیئرمین: شکریہ۔ تشریف رکھیں۔ جی، رانا صاحب!

رانا محمد افضل خان: جناب چیئرمین! میں محترمہ اور دوسرے جو میرے ساتھی ہیں ان کو بتانا چاہوں گا کہ واسا کے جو manhole covers ہیں۔ وہ چوری ہوتے ہیں اور جب وہ چوری ہو جاتے ہیں تو accidents ہو جاتے ہیں۔ واسا چاہتا ہے کہ اس کے اندر لوگ گر کر مریں اور نہ ہی کوئی اور ادارہ چاہتا ہے۔ یہ ایک معاشرے کا مسئلہ ہے اور یہ اچانک ایسے حادثات پیش ہوتے ہیں۔ ہمیں ان حادثات کے تدارک کے لئے seriously بات کرنا چاہئے۔ واسا کے manhole covers چوری ہو جاتے ہیں اور یہاں منسٹر کی لمبی گاڑی کا ذکر ہو جاتا ہے۔ واسا کے manhole covers اگر چوری ہو جاتے ہیں تو ہم ایک دوسرے پر words singing کرتے ہیں۔ یہ معاشرے کی ایک چوری کا مسئلہ ہے اور کوئی کسی کی جان کے ساتھ نہیں کھیلنا چاہتا۔ اس کا ہم نے حل ڈھونڈنا ہے اگر ذمہ داری آج TMA پر ہے تو۔۔۔

(اس مرحلہ پر جناب چیئرمین نواب زادہ سید شمس حیدر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

TMA کے پاس ٹاسک موجود ہے جو اس کی چیکنگ کرتا ہے اور اس کا اگر تعین ہو جاتا ہے کہ پرچہ کس پر ہونا ہے تو میرا خیال ہے کہ آج جیسے سیکرٹری صاحب نے کہا کہ اب پرچہ TMA پر ہوگا اور یہ اگر تعین ہو جاتا ہے کہ کس کی غفلت ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ اس معاملہ کے حل کی طرف ہم ایک قدم آگے بڑھ سکتے ہیں۔ بہت شکریہ

محترمہ سیمل کامران: جناب چیئرمین! ایک یہاں پر ہماری بد قسمتی ہے کہ نہ تو ہم اداروں کو کام کرنے دیتے ہیں۔ ابھی میری بہن نے فرمایا ہے کہ واسا کا جو محکمہ تھا اس کو ضلع ناظم میاں عامر محمود head کر رہے تھے تو یا ایک ادارے کو آپ independently کام کرنے دیں۔ آپ نہ اس ادارے کو کام کرنے دیتے ہیں، آپ ان پر بندے لا کر بٹھا دیتے ہیں جو اس کو سپروائز کرتے ہیں اور اس کو اپنی مرضی اور منشا کے مطابق چلاتے ہیں پھر مجھے اس بات پر احتجاج ہے کہ جب بھی اگر کوئی بات ہوتی ہے کہ اگر خادم اعلیٰ فرماتے ہیں کہ اگر گٹر کا ڈھکن چوری ہو گا تو MD واسا معطل ہو گا۔ معزز ممبر یہ فرما رہے ہیں کہ جب گٹر کا ڈھکن چوری ہو گا تو TMA کے عملہ پر پرچہ ہو گا۔ میں یہ کہتی ہوں کہ جب گٹر کا ڈھکن چوری ہوتا ہے تو اس وزیر پر بھی ایف آئی آر درج ہونی چاہئے کیونکہ وہ اس منسٹری کو head کر رہا ہے، وہ اس منسٹری کو look after کر رہا ہے تو... these responsibilities

رانا محمد افضل خان: جناب چیئرمین! یہ جو تینوں واقعات ہیں یہ سابق حکومت کے دور کے ہیں تو محترمہ سے اجازت لیں کہ اس وقت کے وزیر اعلیٰ پر پرچہ درج کروائیں۔

میاں محمد رفیق: پوائنٹ آف آرڈر۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر!۔۔۔

MR. CHAIRMAN: Just a second, let him talk first.

میاں محمد رفیق: جناب چیئرمین! آج کی تمام کارروائی میں نہ تو مجھے کسی ضمنی سوال پر اور نہ ہی پوائنٹ آف آرڈر پر بولنے کا موقع دیا گیا۔ مجھے حیرت ہے کہ میرے محترم دوست راجہ ریاض صاحب کو میری کس بات سے شکایت پہنچی ہے اور کس بات سے دل آزاری ہوئی ہے۔

جناب چیئرمین: شکریہ۔ جی، محترمہ!

محترمہ آمنہ الفت: جناب چیئرمین! یہاں پر صرف ڈھکنوں کی چوری کے حوالے سے بات ہو رہی ہے تو ماشاللہ خادم اعلیٰ کے under اتنی بڑی گورنمنٹ کام کر رہی ہے تو ایک آسان سا کام ہے کہ ان ڈھکنوں کے اندر باقاعدہ اس طریقے سے joint of lock لگا دیا جائے تو انہیں چوری کرنے کا سوال ہی نہ پیدا ہو تو میرا خیال ہے کہ اتنی لمبی چوڑی بحث اور ایوان کا اتنا وقت ہی ضائع نہ ہو اور صرف پانچ منٹ کی سوچ اور آئیڈیا سے یہ مسئلہ حل ہو سکتا ہے۔ براہ مہربانی ideas پر کام کریں اور چیزوں کو بچانے کے حوالے سے کام کریں اور نہ ہی بحث برائے بحث اور لمبی لمبی تقریریں جھاڑنے پر وقت ضائع کریں۔

جناب چیئر مین: ٹھیک ہے۔ جی!.Ministers concerned may note this please

سینئر وزیر/آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر!۔۔۔

جناب چیئر مین: جی، سینئر منسٹر صاحب!

سینئر وزیر/آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): جناب چیئر مین! میرے معزز ممبران جس بات کی نشاندہی کر رہے ہیں وہ بجا ہے کہ ہمارے معاشرے میں جس طرح آپ جانتے ہیں کہ بہت سارے جرائم کے ساتھ ساتھ یہ جو گٹر کا ڈھکن ہے اس میں لوہا ہوتا ہے اور اس کو لوگ چوری کرتے ہیں پھر اس کو توڑتے ہیں اور پھر اس سے لوہا نکال کر فروخت کرتے ہیں۔ اس کے لئے چاہئے کوئی بھی حکومت ہو، واسا ہو اور TMA ہو ہماری یہ پوری کوشش ہوتی ہے کیونکہ ڈھکن چوری ہونے سے کسی بھی وقت اور کسی بھی جگہ انسانی جان کا نقصان ہو سکتا ہے لیکن ہماری بد قسمتی ہے کہ یہ ڈھکن چوری ہوتے ہیں اور انہیں کوئی بھی نہیں روک سکتا کیونکہ یہ گلی میں پڑا ہوتا ہے اور ایک بازار کے کسی کونے میں پڑا ہوتا ہے اور رات کو زیادہ تر نشہ کرنے والے لوگ اسے لے جاتے ہیں تو ہماری پنجاب حکومت اور محکمہ کی پوری کوشش ہے کہ ہم اس طرح کے واقعات کو روکیں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

یہ پہلی حکومتوں میں بھی ہوتے رہے ہیں اور اب بھی ہو رہے ہیں اور ہم اس پر پوری توجہ دے رہے ہیں۔ اس کے لئے محکمہ نے ایک علیحدہ فنڈ رکھا ہے کہ اس کے پاس وافر مقدار میں ڈھکن موجود ہوں، جہاں چوری ہو فوری طور پر محکمہ واسا اور TMA کا بھی فرض بنتا ہے کہ جہاں پر ڈھکن چوری کی اطلاع آئے وہاں پر نیا ڈھکن رکھا جائے اور میں اس معزز ہاؤس کو ensure کرتا ہوں کہ انشاءاللہ پنجاب حکومت کی طرف سے اس پر احکامات جاری کئے جائیں گے کہ آئندہ سے جہاں سے بھی ڈھکن چوری ہوں میں محکمہ کو ہدایت دیتا ہوں کہ وہاں پر نئے ڈھکن لگائے جائیں تاکہ اس طرح کے افسوسناک واقعات نہ ہوں۔

MR. CHAIRMAN: Thank you minister.

جناب سعید اکبر خان: جناب چیئر مین!۔۔۔

جناب چیئر مین: جی، خان صاحب!

جناب سعید اکبر خان: جناب چیئر مین! میری یہ گزارش ہے کہ جس طرح میرے بھائی راجہ ریاض احمد صاحب نے بے بسی کا اظہار فرمایا ہے کہ یہ ڈھکن چوری ہوتے رہیں گے۔ ہم وہاں لگاتے رہیں گے۔ ہر چیز کا کوئی نہ کوئی متبادل سوچنا چاہئے کہ جہاں یہ کرائم یا یہ جرم قابو میں نہیں آتا اور لوگ یہ جرم کرتے

ہیں اور یہ مجھے بھی پتا ہے، آپ کو بھی پتا ہے، پورے ہاؤس اور پورے محکمہ کو پتا ہے۔ جب ہمیں پتا ہے کہ یہاں یہ جرم ہوتا ہے تو اس کے بارے میں سوچ کر کے اس کا ایسا substitute ڈھونڈنا چاہئے کہ جس سے یہ کرائم بھی ختم ہوں اور یہ لوگوں کو جو تکلیف ہے وہ بھی ختم ہو۔ اگر ہم بحیثیت گورنمنٹ ایک بے بسی کا اظہار کریں کہ جناب ہم ڈھکنیں لگائیں گے تو یہ چوری ہوں گے۔ ہمارے پاس اس کا substitute نہیں ہے۔ محکمے کے حضرات کو میری یہ تجویز ہے کہ اس میں کوئی اس طرح کا کوئی mechanism نکالیں جس سے یہ چوری ختم ہو۔۔۔

جناب چیئرمین: خان صاحب! اس میں آپ کوئی suggestions دینا چاہتے ہیں؟

جناب سعید اکبر خان: جناب چیئرمین! اس میں نیچے کوئی اس طرح کا جال بنا دیں اور اس کے نیچے کوئی لنٹر ڈال دیں تاکہ یہ وزنی ہو جائے کیونکہ یہ صرف ٹیکنیکل کام ہے اور اس میں ٹیکنیکل لوگوں سے تجاویز لے کر اس کو ختم کرنا چاہئے اور بے بسی کا اظہار نہیں کرنا چاہئے۔

سینئر وزیر/آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): جناب چیئرمین!۔۔۔

جناب چیئرمین: جی، سینئر منسٹر صاحب!

سینئر وزیر/وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): جناب چیئرمین! سعید اکبر نوانی صاحب میرے لئے انتہائی قابل احترام ہیں اور انہوں نے جو بات کی ہے میں نے بے بسی کی بات نہیں کی اور جو حقائق ہیں وہ اس ہاؤس کے سامنے رکھے ہیں۔ ایک دفعہ محکمہ نے یہ بھی کیا کہ ہر ڈھکن کے ساتھ زنجیریں لگائی جائیں اور جو نشہ کرنے والے لوگ ہیں وہ زنجیریں بھی ساتھ لے جاتے تھے۔ یہ لوگوں کو educate کرنے کا مسئلہ ہے اور اس issue کی جیسے جیسے development ہوگی اور جیسے جیسے awareness آئے گی اور جب ایجوکیشن ہوگی اور جب کسی آدمی کو یہ پتا ہوگا کہ میرے اس جرم سے کل صبح کو کوئی انسانی موت ہو سکتی ہے تو پھر یہ قابو پایا جائے گا۔ ہم ہرگز بے بس نہیں اور پوری توجہ اس پر دے رہے ہیں۔ ہم نے ہر جگہ spare ڈھکن رکھوا دیئے ہیں اور جہاں سے شکایت آئے گی میں ensure کرتا ہوں کہ وہاں پر نیا ڈھکن لگوا دیا جائے گا۔

جناب محمد وارث کلو: جناب چیئرمین!۔۔۔

جناب چیئرمین: جی، وارث کلو صاحب!

جناب محمد وارث کلو: جناب چیئرمین! میری بہن نے یہ جو particular سوال کیا ہے اس میں تین بندوں کی اموات کا ذکر ہے اور وہ محکمہ نے بھی بتا دیا ہے کہ وہ تین بچوں کے نام لکھے ہیں ان کی اموات ہوئی ہیں اور ساتھ یہ بھی کہا ہے کہ ان کو کوئی معاوضہ نہیں ملا۔ ڈیپارٹمنٹ نے یہ کہا ہے۔ بد قسمتی سے میری بہن کا یہ سوال ایک generalize قسم کی شکل اختیار کر گیا ہے اور اپوزیشن نے اس کو full politicize کر کے scoring کی کوشش کی ہے۔ میں پارلیمانی سیکرٹری سے یہ کہوں گا کہ ان تین اموات کو انہوں نے خود accept کیا ہے کہ محکمے کی غفلت کی وجہ سے تین اموات ہوئی ہیں اور پھر انہوں نے یہ بھی accept کیا ہے کہ ان اموات پر کوئی معاوضہ نہیں دیا گیا تو میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ کیا اب یہ commit کریں گے کہ یہ جو غریب لوگوں کے بچے مرے ہیں ان کو یہ کس طرح compensate کریں گے، اگر government level پر compensate نہیں کر سکتے تو پھر اس صورت میں جو تادیبی کارروائی بنتی ہے وہ کی جائے ، ایف آئی آر درج ہونی چاہئے اور whoever is responsible اس کے خلاف ایکشن ہونا چاہئے اور یہ کب تک ہو گا؟

پارلیمانی سیکرٹری ہاؤسنگ و شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (جناب ظفر اقبال ناگرہ): جناب سپیکر! جب یہ تین اموات ہوئی تھیں تو محترمہ نے یہ سوال کیا تھا اور اس وقت تک کسی کو کوئی معاوضہ نہیں دیا گیا تھا اس کے بعد جو معاوضہ دیا اس لئے میں نے ہاؤس کو latest information دے دی ہے کہ جو متوفیان تھے ان کو ایک لاکھ روپیہ دیا گیا ہے اور اگر دوسرے دو متوفیان کے لواحقین کوئی ایف آئی آر درج کروانا چاہتے ہیں تو انشاء اللہ تعالیٰ ان کی حق رسی ہو گی اور جس محکمہ کی غفلت کی وجہ سے یہ وقوعہ ہوا ہے ان کے خلاف ایف آئی آر درج کی جائے گی۔

جناب چیئرمین: Thank you very much آپ kindly اس کو دیکھ لیجئے گا۔ I think I'll give the floor to the gentleman there.

جناب شیر علی خان: .Thank you very much sir۔ جناب! یہاں پر سعید اکبر خان نے کہا کہ اس کے اندر ڈھکنے کے نیچے لنٹر بنا دیا جائے وہ تو اس کا لوہے کا وزن اور بڑھا دینے والی بات ہے جس طرح راجہ صاحب نے کہا ہے کہ زنجیر اگر ہو گی تو وہ زنجیر سمیت لے جائیں گے۔ راجہ صاحب نے کہا کہ ان کو زنجیر لگائی گئی اور چوری کرنے والے وہ زنجیر بھی لے گئے۔ میری اس میں یہ تجویز ہو گی کہ ڈھکنا کسی ایسے میٹریل کا بنایا جائے جس میں لوہا نہ ہو اور وہ چوری ہونے سے بچ جائے اور لوگوں کو اس طرح

کی تکالیف سے بچایا جا سکے کیونکہ یہ manholes کے ڈھکنے تو چوری ہوتے رہیں گے جب تک ان میں لوہا ہو گا۔

محترمہ عائشہ جاوید: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: آپ پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں یا supplementary پر ہیں؟

محترمہ سیمل کامران: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: آپ تو کافی دفعہ پوائنٹ آف آرڈر لے چکی ہیں، آپ تشریف رکھیں۔ جی، محترمہ! آپ فرمائیں آپ کے ساتھ میں نے وعدہ کیا تھا کہ میں آپ کو ٹائم دوں گا لیکن یہ relevant ہونا چاہئے۔

محترمہ عائشہ جاوید: .I am grateful sir, thank you جی، یہ relevant ہے کیونکہ یہ ہاؤسنگ سے متعلقہ سوالات تھے تو last session میں، میں نے point out کیا تھا کہ ہوم اکنامکس کالج کی ٹیچر کو over and above entitlement house allot کیا گیا ہے جبکہ تین محکمے ہیں، جوڈیشری ، ایس اینڈ جی اے ڈی اور اسمبلی۔ ان کے علاوہ کسی اور محکمے کو گھر الاٹ نہیں ہو سکتا۔ مجھے آپ کی توجہ چاہئے۔ لاء منسٹر صاحب نے یہاں on the floor of the House assurance دی تھی That he is going to submit the report within next two days تو آپ کی وساطت سے میں پوچھنا چاہوں گی کہ اس کے بارے میں کیا کیا گیا؟ میں نے اس کی فوٹو کاپی بھی دی تھی۔

جناب سپیکر: جی، آپ نے entitlement کے بارے میں کیا کہا ہے؟

محترمہ عائشہ جاوید: جی، میں repeat کر دیتی ہوں۔ لاء منسٹر صاحب نے assurance دی تھی کہ دو دن میں وہ رپورٹ دے دیں گے۔ میں نے آپ کو اس الاٹمنٹ لیٹر کی فوٹو کاپی بھی دی تھی۔

جناب سپیکر: پہلے subject تو بتا دیں۔

محترمہ عائشہ جاوید: جناب سپیکر! over and above entitlement ہوم اکنامکس کالج کی ٹیچر کو گھر الاٹ ہوا ہے جبکہ ان کی entitlement نہیں بنتی۔ Entitlement صرف تین محکموں کی بنتی ہے جس میں جوڈیشری، ایس اینڈ جی ڈی اور اسمبلی ہے یا تو سب کے لئے برابر ہونا چاہئے محکمہ صحت بھی ہے، محکمہ تعلیم بھی ہے ہم کہتے ہیں کہ سب کو دینا چاہئے تھا۔ لاء منسٹر رانا ثناء اللہ صاحب نے assurance دی تھی کہ وہ دو دن میں رپورٹ دیں گے۔ اس کے بارے میں کیا ہوا؟

سینئر وزیر/وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): ابھی question hour چل رہا ہے۔

جناب سپیکر: نہیں، انہوں نے مجھ سے ٹائم لیا ہوا ہے میں نے ان کو کہا تھا۔

سینئر وزیر/وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! میری عرض سن لیں۔

جناب سپیکر: جی، میں نے ان سے commitment کی تھی۔ راجہ صاحب! آپ تشریف رکھیں۔ جی، رانا صاحب! ذرا بات کو satisfy کریں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! یہ غالباً last session کی بات ہے۔ میں آج ہی ان سے مل کر اس بارے میں جو میری fresh information ہے وہ ادھر پہنچا دوں گا۔

رانا محمد افضل خان: جناب سپیکر! میرا سوال نمبر 2211 pending کر دیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، آپ کا سوال pending ہو گیا ہے۔

محترمہ سیمل کامران: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: نہیں، آپ تشریف رکھیں۔ اب question hour ختم ہوتا ہے۔ وہ ان کی بات کا جواب دیں گے۔

پارلیمانی سیکرٹری ہاؤسنگ و شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (جناب ظفر اقبال ناگرہ): جناب سپیکر! میں بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھتا ہوں۔

جناب سپیکر: بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھ دیئے گئے۔

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

(جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)

لاہور۔ علی پارک، محمود پارک یو سی۔37 میں سیوریج و سولنگ کے مسائل

*823: جناب وسیم قادر: کیا وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ سٹی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ لاہور یو سی۔37 پی پی۔144 میں علی پارک، محمود پارک کی گلیاں ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہیں، سیوریج بند پڑا ہے گلیوں میں گندہ پانی کھڑا ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ علی پارک اور محمود پارک کی مین گلیوں کے پائپ لائن سیوریج چھوٹے ہیں جبکہ پانی زیادہ ہے وہ بھی کوڑا کرکٹ، گار وغیرہ سے بھر جاتے ہیں؟

(ج) اگر جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت علی پارک یو سی۔37، محمود پارک گلی نمبر 35ڈی کی مین گلیوں کے سیوریج کا مسئلہ حل کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، تو کب تک اگر نہیں تو وجہ بیان فرمائیں؟

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (سردار دوست محمد خان کھوسہ):

(الف) سٹی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ لاہور یو سی۔37 پی پی۔144 میں علی پارک اور محمود پارک کی گلیوں میں سیور بند ہونے کی شکایت اکثر آتی رہتی ہے۔ جس کی وجہ سے گلیوں میں گندہ پانی کھڑا ہو جاتا ہے۔

(ب) سیور کا سائز رہائشی ضرورت کے مطابق کافی ہے لیکن علاقہ میں غیر قانونی انڈسٹری کے قیام کی وجہ سے استعمال شدہ پانی کی مقدار زیادہ ہو گئی ہے۔ جسے سٹی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ لاہور کی ڈرینوں کے ذریعے نکالا گیا تھا جو کہ وقت کے ساتھ تجاوزات کی وجہ سے بند ہو چکی ہیں اور اس کا دباؤ بھی واسا سیور پر پڑ گیا ہے۔

(ج) محکمہ واسا بند روڈ دروغہ والا تا محمود بوٹی پر 72 انچ قطر کی سیور لائن لگانے کا منصوبہ شروع کرنے کا ارادہ رکھتا ہے اس سلسلے میں 847 ملین مالیت کا پی سی 1 بنایا گیا ہے جو منظوری کے مراحل میں ہے۔ اس منصوبہ کی تکمیل کے بعد مذکورہ آبادیوں کا سیور اس کے ساتھ ملا دیا جائے گا اور مسئلہ کلی طور پر حل ہو جائے گا۔ وقتی طور پر سیور کی صفائی کر کے پانی رواں رکھا جا رہا ہے۔

لاہور میں محمد دین کالونی باغبانپورہ میں سیوریج کے مسائل

*824: جناب وسیم قادر: کیا وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ محمد دین کالونی باغبانپورہ پی پی۔144 کی گلیاں ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہیں اور جگہ جگہ گڑھے پڑے ہوئے ہیں؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ سیوریج کا نظام بھی ناکارہ ہو چکا ہے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ محمد دین کالونی باغبانپورہ کی گلیوں کی تعمیر کے لئے فنڈ منظور ہوا لیکن گلیاں تعمیر نہ کی گئیں؟

(د) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا متعلقہ انتظامیہ محمد دین کالونی کی گلیوں کی تعمیر کرنے اور سیوریج کا نظام درست کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، تو کب تک، اگر نہیں تو وجہ بیان فرمائیں؟

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (سردار دوست محمد خان کھوسہ):

(الف) واسا کے متعلقہ نہیں ہے۔ گلیوں کی مرمت اور دیکھ بھال سٹی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ لاہور کی ذمہ داری ہے۔

(ب) یہ درست نہیں ہے کہ سیوریج کا نظام بھی ناکارہ ہو چکا ہے۔ محمد دین کالونی کی جن گلیوں میں سیوریج موجود ہے وہ بالکل درست حالت میں ہے۔ کبھی کبھی سیوریج بند ہونے کی شکایت آتی ہے جو کہ بروقت عملہ بھیج کر درست کر دی جاتی ہے۔

(ج) واسا کے متعلقہ نہیں ہے۔ گلیوں کی مرمت اور دیکھ بھال سٹی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ لاہور کی ذمہ داری ہے۔ متعلقہ حکام بہتر بتا سکتے ہیں۔

(د) محمد دین کالونی میں لگا ہوا سیوریج درست کام کر رہا ہے اس لئے اس کو تبدیل کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔

لاہور میں مغلپورہ پل نہر پر انڈر پاس کی تفصیلات

*1649: **جناب محمد نوید انجم**: کیا وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) مغلپورہ پل نہر پر انڈر پاس بنانے کا منصوبہ کس مرحلہ پر ہے؟

(ب) اس منصوبہ پر کتنی لاگت کا تخمینہ بنایا گیا ہے؟

(ج) اس منصوبہ پر کام کب شروع ہونے کی امید ہے؟

(د) کیا حکومت ٹریفک کے بڑھتے ہوئے دباؤ کی وجہ سے اس کام کو جلد از جلد شروع کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر ہاں تو کب تک اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (سردار دوست محمد خان کھوسہ):

(الف) اس منصوبہ پر کام شروع ہو گیا ہے اور پائلنگ ورک اور گارڈز کی کنکریٹنگ پر کام ہو رہا ہے۔

(ب) یہ منصوبہ شالامار "انٹرچینج" کا حصہ ہے جس میں فلائی اوور بھی شامل ہے اس کی کل لاگت 1950 ملین روپے ہے۔

(ج) اس منصوبہ پر یکم ستمبر 2008 سے کام شروع کیا گیا ہے۔

(د) جز (ج) میں جواب درج کیا گیا ہے۔

فاطمہ جناح روڈ لاہور پر سیوریج کا مسئلہ

*1670: محترمہ عارفہ خالد پرویز: کیا وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ فاطمہ جناح روڈ (کوئنز روڈ) لاہور پر "پلازہ چوک" اور "دی سالویشن آرمی ہیڈ کوارٹرز برائے پاکستان" کی بلڈنگ کے سامنے 12 مہینے گٹر کا گندہ پانی کھڑا رہتا ہے؟

(ب) لاہور شہر کی اس مشہور و مصروف روڈ پر درج بالا دونوں مقامات پر گٹر کا گندہ پانی کھڑا رہنے کی کیا وجہ ہے؟

(ج) کیا حکومت فاطمہ جناح روڈ (کوئنز روڈ) کے درج بالا مقامات پر سے گندے پانی کو مستقل طور پر ختم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے تو کب تک، ایوان کو تفصیل سے آگاہ کیا جائے؟

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (سردار دوست محمد خان کھوسہ):

(الف) یہ درست نہ ہے کہ بارہ مہینے گٹر کا پانی کھڑا رہتا ہے بلکہ صرف بارش کی صورت میں یہاں ڈپریشن ہونے کی وجہ سے پانی کھڑا ہوتا ہے جس کو مشینوں کی مدد سے اٹھایا جاتا ہے۔ دی سالویشن آرمی ہیڈ کوارٹرز برائے پاکستان کی بلڈنگ کا سیور بیٹھ گیا تھا جو انہوں نے ٹھیک کر لیا ہے۔ مزید وہاں واسا نے وارث روڈ کی طرف "بائی پاس" سیور لگا کر مسئلہ حل کر دیا ہے۔ اب وہاں پانی کھڑا نہیں ہوتا۔

(ب) ۔ایضاً۔

(ج) ۔ایضاً۔

فیصل آباد شہر میں واٹر سپلائی کی تفصیلات

*1731: محترمہ انجم صفدر: کیا وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) فیصل آباد شہر میں کتنی یونین کونسلز یا محلوں میں واٹر سپلائی کے پائپ ناکارہ یا اپنی میعاد پوری کر چکے ہیں اور انہیں تبدیل نہیں کیا گیا، وجوہات بیان کی جائیں؟

(ب) فیصل آباد میں زیر زمین خراب پانی ہونے کی وجہ سے حکومت لوگوں کو صاف پانی فراہم کرنے کے لئے کیا اقدامات اٹھا رہی ہے؟

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (سردار دوست محمد خان کھوسہ):

(الف) فیصل آباد شہر میں واسا کے زیر کنٹرول علاقہ جات (تقریباً 70 یونین کونسلز) میں واٹر سپلائی کے ناکارہ اور پرانے پائپوں کی تبدیلی کا کام جاری ہے اس سلسلہ میں 344 کلو میٹر لمبی لائنیں تبدیل کی جائیں گی۔اب تک 169 کلو میٹر لائنیں تبدیل ہو چکی ہیں اور اس مالی سال کے اختتام تک باقی ماندہ پائپوں کی تبدیلی کا کام مکمل ہو جائے گا۔

(ب) چونکہ فیصل آباد کا زیر زمین پانی پینے کے قابل نہ ہے لہذا اس وقت لوگوں کو چنیوٹ ویل فیلڈ ایریا اور رکھ برانچ نہر کے کنارے لگے ٹیوب ویلز کے ذریعے پانی مہیا کیا جا رہا ہے۔
پانی کی کمی کو پورا کرنے کے لئے مندرجہ ذیل اقدامات کئے گئے ہیں:-

I- رکھ برانچ نہر پر مزید 12 عدد ٹیوب ویل لگائے جا رہے ہیں جس سے 5mgd پانی کا اضافہ ہو گا۔

II- چنیوٹ ویل فیلڈ ایریا میں پرانے ٹیوب ویلز کی مشینری کو تبدیل کروایا جا رہا ہے جس سے پانی کی سپلائی بہتر ہو گی۔

III- جاپان کے تعاون سے جھنگ برانچ کینال پر 25 عدد ٹیوب ویلز لگائے جائیں گے۔اس سلسلہ میں JICA سے معاہدہ ہو چکا ہے۔یہ ٹیوب ویلز لگنے سے 20 mgd پانی کا اضافہ ہو گا۔

IV- پرانے جھال خانوآنہ واٹر ورکس کی rehabilitation کا PC-I منظور ہو چکا ہے اور اس کو دوبارہ چالو کیا جائے گا۔اس سے بھی 10 mgd پانی کا اضافہ ہو گا۔

لاہور۔امامیہ کالج دو.بئی چوک کی زمین و دیگر تفصیلات

*1864: محترمہ نگہت ناصر شیخ: کیا وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ دو بئی چوک علامہ اقبال ٹاؤن میں امامیہ کالج این جی او چلا رہی ہے؟
(ب) دو بئی چوک علامہ اقبال ٹاؤن میں امامیہ کالج کو کس دور میں کتنی زمین الاٹ کی گئی تفصیل فراہم کی جائے؟
(ج) کیا یہ درست ہے کہ دو بئی چوک علامہ اقبال ٹاؤن میں امامیہ کالج کا ہر سال آڈٹ کروایا جاتا ہے نیز سال وار آڈٹ کی تفصیل فراہم کی جائے؟

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (سردار دوست محمد خان کھوسہ):

(الف) درست ہے۔
(ب) انجمن امامیہ شادمان کالونی کو پلاٹ نمبر 32 سوک سنٹر ستلج بلاک علامہ اقبال ٹاؤن سکیم رقبہ تعدادی 8 کنال 16 مرلے 170 مربع فٹ مورخہ 01-07-1990 کو بحساب 96000 روپے فی کنال الاٹ کیا گیا۔
(ج) متعلقہ ایل ڈی اے نہ ہے۔

ضلع لاہور میں پارکوں کی تفصیلات

*1893: محترمہ راحیلہ خادم حسین: کیا وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) ضلع لاہور کے کن کن باغوں اور پارکوں کو لاہور کینال سے سیراب کیا جاتا ہے؟
(ب) ضلع لاہور میں کتنے پارک ہیں اور کہاں کہاں واقع ہیں، تفصیل فراہم کی جائے؟
(ج) کیا یہ درست ہے کہ لاہور کے تمام باغوں اور پارکوں میں سرکاری عملہ تعینات ہے؟
(د) کیا یہ درست ہے کہ لاہور کے متعدد پارکوں پر لوگوں نے قبضہ کر رکھا ہے اور اسے عوام کے استعمال میں نہیں آنے دیتے؟
(ہ) کیا یہ بھی درست ہے کہ محکمہ نے پارکوں کی صفائی کے لئے ڈیلی ویجز پر عملہ رکھا ہوا ہے؟

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (سردار دوست محمد خان کھوسہ):

(الف) ضلع لاہور میں پی ایچ اے کے زیر کنٹرول گرین بیلٹ / پارک واقع بر لب نہر اور جیلانی پارک (ریس کورس پارک) کو کینال سے سیراب کیا جاتا ہے۔

(ب) ضلع لاہور میں پی ایچ اے کے زیر کنٹرول کل 850 پارک ہیں اور محکمہ ہذا ان کی دیکھ بھال تسلی بخش طریقہ سے کر رہا ہے۔ان پارکوں کی فہرست ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) یہ درست ہے کہ پی ایچ اے کے زیر کنٹرول تمام پارکوں میں سرکاری عملہ تعینات ہے۔

(د) یہ درست نہ ہے کہ پی ایچ اے کے زیر کنٹرول کسی پارک میں ناجائز قبضہ ہے بلکہ عوام ان پارکوں سے مستفید ہو رہی ہے۔

(ہ) یہ درست ہے کہ پی ایچ اے کے زیر کنٹرول پارکوں میں حسب ضرورت ڈیلی ویجز پر عملہ تعینات کیا ہوا ہے۔

چھپڑ سٹاپ تا سمن آباد روڈ پر سیوریج کے مسائل

*2045: محترمہ آمنہ الفت: کیا وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ملتان روڈ لاہور پر چھپڑ سٹاپ تا سمن آباد بارہ مہینے گٹر کا گندہ پانی کھڑا رہتا ہے جس سے عوام الناس شدید مضطرب ہے؟

(ب) کیا حکومت درج بالا روڈ پر سے گندے پانی کو مستقل طور پر ختم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے تو کب تک، اگر نہیں تو اس کی وجوہات سے آگاہ فرمائیں؟

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (سردار دوست محمد خان کھوسہ):

(الف) یہ درست نہ ہے کہ ملتان روڈ لاہور پر چھپڑ سٹاپ تا سمن آباد بارہ مہینے گٹر کا گندہ پانی کھڑا رہتا ہے۔بلکہ یہاں واسا کا سیوریج سسٹم نہ ہے۔صرف سی اینڈ ڈبلیو ڈیپارٹمنٹ کی روڈ ڈرین ہے جو کبھی کبھار over flow ہو جاتی ہے اور گندے پانی کو مشین کے ذریعے اٹھا لیا جاتا ہے۔

(ب) پنجاب حکومت ملتان روڈ کی دوبارہ تعمیر کر رہی ہے جس میں واسا کا ایریا ڈرینج شامل ہے۔ وزیر اعلیٰ پنجاب کے حکم کے مطابق سی اینڈ ڈبلیو ڈیپارٹمنٹ اور مشاورتی فرم نیسپاک اس کے ڈیزائن پر کام کر رہے ہیں۔ڈیزائن مکمل ہونے پر اس پر عملدرآمد شروع ہو گا اور اس منصوبہ کی تکمیل سے ملتان روڈ پر گندے پانی کے کھڑے ہونے کا مسئلہ مستقل طور پر حل ہو جائے گا۔

جوہر ٹاؤن لاہور میں گیارہ سو پلاٹوں کی الاٹمنٹس کی تفصیلات

*2155: محترمہ فرح دیبا: کیا وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ جوہر ٹاؤن لاہور میں بیوہ کے لئے صرف 100 پلاٹ تھے جو صرف بیوہ کو الاٹ ہوئے تھے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ ایل ڈی اے کے افسران اور عملہ نے 1100 کے قریب پلاٹ بیوہ کوٹا کے تحت مختلف افراد کو الاٹ کر دیئے جنہوں نے باقاعدہ پے منٹ کے بعد قبضہ کیا اور رجسٹری کروائی تھی؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ ان مکانات کی تعمیر سے قبل ان لوگوں نے ایل ڈی اے سے باقاعدہ نقشہ جات منظور کروانے اور این او سی حاصل کرنے کے بعد ان پر مکانات تعمیر کئے ہیں؟

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ 20 سال کے بعد ان 1100 پلاٹوں کے الاٹی حضرات کو غیر قانونی الاٹی قرار دیا جارہا ہے؟

(ہ) کیا یہ درست ہے کہ ان لوگوں کے احتجاج اور وزیر اعلیٰ کو درخواستیں دینے کے بعد جناب وزیر اعلیٰ نے ایل ڈی اے کو ان 1100 الاٹی حضرات کو الاٹمنٹ آرڈر جاری کرنے کے لئے پالیسی بنانے کے احکامات جاری فرمائے تھے؟

(و) کیا یہ بھی درست ہے کہ ایل ڈی اے نے اپنی تجویز / سفارشات چیئرمین ایل ڈی اے کو ارسال کی ہیں مگر چیئرمین ایل ڈی اے اس سلسلہ میں کوئی میٹنگ کال نہیں کر رہے ہیں؟

(ز) کیا چیئرمین ایل ڈی اے اس سلسلہ میں میٹنگ کال کرنے اور متاثرہ افراد کو ان 1100 پلاٹوں کی الاٹمنٹ جاری کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (سردار دوست محمد خان کھوسہ):

(الف) درست نہ ہے۔

(ب) درست نہ ہے۔

(ج) ایل ڈی اے کے ریکارڈ کے مطابق46 پلاٹوں کے الاٹیوں نے منظوری نقشہ کے لئے درخواستیں دیں جو منظور کر دی گئیں منظور کردہ نقشہ جات کی تفصیل تتمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) درست نہ ہے۔

(ہ) درست نہ ہے۔

(و) یہ درست نہ ہے ایل ڈی اے نے اپنے ڈائریکٹر پبلک ریلیشن کو سکروٹنی اور انکوائری کرنے کے لئے مقرر کیا تھا جنہوں نے اپنی سفارشات انکوائری مکمل کرنے کے بعد اتھارٹی کو بھجوائی تھیں جنہیں فیصلہ کے بعد اتھارٹی نے کیس نیب کو بھجوا دیا تھا فیصلہ اتھارٹی تتمہ (ب) ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا ہے۔

(ز) اتھارٹی میں کئے گئے فیصلے کے مطابق انکوائری کے لئے کیس نیب اتھارٹیز کو بھیجا جا چکا ہے چٹھی تتمہ (ج) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

ایل ڈی اے میں کمرشلائزیشن فیس کی تفصیلات

*2159: ڈاکٹر محمد اشرف چوہان: کیا وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ایل ڈی اے نے ڈیڑھ سال سے رہائشی زمینوں کی نئی کمرشلائزیشن بند کی ہوئی ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ نئی کمرشلائزیشن بند ہونے کی وجہ سے ایل ڈی اے کو کمرشلائزیشن فیس کی مد میں جو رقم ماہانہ کروڑوں روپے حاصل ہوتی تھی، بند ہو گئی ہے جو کہ ڈیڑھ سال کی اربوں روپے بنتی ہے؟

(ج) کمرشلائزیشن فیس بند کرنے کی وجوہات کیا ہیں نیز یہ کس کے حکم سے بند کی گئی ہے؟

(د) کیا حکومت کمرشلائزیشن سے پابندی ہٹانے اور اس پر پابندی لگانے کے ذمہ داران کے خلاف کارروائی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (سردار دوست محمد خان کھوسہ):

(الف) یہ درست ہے کہ کمرشلائزیشن پر کام پورے پنجاب میں بند ہے۔

(ب) درست ہے۔

(ج) لاہور ہائی کورٹ نے ایل ڈی اے سے متعلقہ ایک کیس میں کمرشلائزیشن پالیسی 2001 پر سوموٹو ایکشن لیتے ہوئے گورنمنٹ کے مجاز نمائندے کو عدالت میں طلب کیا اور کمرشلائزیشن پالیسی 2001 کی وجہ سے لاہور شہر میں بڑھتے ہوئے شہری مسائل کی بابت استفسار کیا جس پر نمائندے نے کہا کہ کمرشلائزیشن پالیسی کو جدید تقاضوں سے ہم آہنگ کرنے کے لئے اس کا ازسر نو جائزہ لیا جائے گا اور اس کی خامیوں کو دور کیا جائیگا۔اس بنا پر گورنمنٹ کی جانب سے ایک کمیٹی تشکیل دی گئی جس نے 2۔مئی 2007 کو اپنی سفارشات میں کمرشلائزیشن پالیسی 2001 کو معطل کرنے کی تجویز دی، لہذا مئی 2007 سے کمرشلائزیشن پر کام پورے پنجاب میں بند کر دیا گیا۔

(د) چونکہ لاہور ہائی کورٹ کے حکم پر کمرشلائزیشن پالیسی 2001 کی خامیوں کو دور کرنے اور اسے نئے تقاضوں کے ساتھ ہم آہنگ کرنے کے لئے پالیسی کو معطل کیا گیا لہذا کسی کے خلاف ایکشن لینے کا جواز نہ ہے۔موجودہ صورت حال یہ ہے کہ گورنمنٹ آف پنجاب نے نئی کمرشلائزیشن پالیسی بعنوان Lahore Development Authority Land Use (Classification, Re-Classification & Re-development), Rules 2009. کا نوٹیفکیشن 10۔فروری 2009 کو جاری کر دیا ہے اب محکمہ ایل ڈی اے اس نئی پالیسی کے مطابق کام کرے گا۔

ایل ڈی اے میں ڈپٹی ڈائریکٹرز کی منظور شدہ اسامیاں و دیگر تفصیلات

*2160: ڈاکٹر محمد اشرف چوہان: کیا وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ایل ڈی اے میں ڈپٹی ڈائریکٹر کی کتنی اسامیاں منظور شدہ ہیں ان میں سے کتنی ڈائریکٹ کوٹا اور کتنی پرموشن کوٹا کی ہیں؟

(ب) اس وقت کتنی اسامیاں کس کس کوٹا کی خالی ہیں؟

(ج) ڈپٹی ڈائریکٹر سے ہائر پوسٹ پر پرموشن کا کیا طریق کار ہے اور اس پرموشن کے لئے کتنا تجربہ درکار ہے؟

(د) ڈپٹی ڈائریکٹر سے ہائر پوسٹ پر پروموشن آخری مرتبہ کب ہوئی تھی؟

(ہ) کیا یہ درست ہے کہ محمد نواز وڑائچ ڈپٹی ڈائریکٹر ایل ڈی اے میں 23 سال سے کام کر رہا ہے؟

(و) کیا یہ بھی درست ہے کہ سال 05-2004 میں گورنمنٹ نے اس کو ریکوری کا ہدف 18 کروڑ کا دیا تھا جبکہ اس نے اس سال 54 کروڑ روپے ریکوری کی مد میں جمع کروائے؟

(ز) کیا حکومت مذکورہ ڈپٹی ڈائریکٹر کو پروموشن دینے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (سردار دوست محمد خان کھوسہ):

(الف) ایل ڈی اے میں ڈپٹی ڈائریکٹر انجینئرنگ کی کل 19 اسامیاں ہیں-ایل ڈی اے میں Appointment & Conditions of Service Regulations 1978 کے مطابق پروموشن کی جاتی ہے-تتمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا ہے-

(ب) خالی اسامیوں کی تعداد تتمہ (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے-

(ج) ڈپٹی ڈائریکٹر انجینئرنگ سے ہائر پوسٹ ڈائریکٹر انجینئرنگ کی ہے اس پوسٹ کی پروموشن کا طریق کار تتمہ (ج) ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا ہے-

(د) ڈپٹی ڈائریکٹر انجینئرنگ سے ہائر پوسٹ پر آخری پروموشن 1992 میں ہوئی تھی-

(ہ) درست ہے کہ محمد نواز 23 سال سے زائد عرصہ سے ایل ڈی اے میں کام کر رہا ہے لیکن بطور ڈپٹی ڈائریکٹر 13-05-1996 سے کام کر رہا ہے-

(و) سرکاری ملازم کے فرائض کی ادائیگی میں شامل ہے کہ جو ہدف دیا جائے اس کی تکمیل کی جائے-لہذا ریکوری کرنے سے پروموشن کا استحقاق نہ بنتا ہے جب کہ ریکوری کوئی اکیلا آفیسر نہ کرتا ہے اس میں پورا ٹیم ورک شامل ہوتا ہے-

(ز) مذکورہ آفیسر اسسٹنٹ ڈائریکٹر انجینئرنگ بی ایس 17 کا ہے اور ڈپٹی ڈائریکٹر کی پوسٹ پر کام کر رہا ہے-ڈپٹی ڈائریکٹر کے عہدے کے لئے ترقی کا کیس ایڈمنسٹریشن میں تیار کیا جا رہا ہے- ضوابط کی کارروائی مکمل ہونے پر ترقی کا کیس متعلقہ اتھارٹی کے سامنے پیش کیا جائے گا-

فیصل آباد کو میٹھے پانی کی فراہمی کے عوض چنیوٹ کو رائلٹی دینے کا مسئلہ

*2199: سید حسن مرتضیٰ: کیا وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ واسا فیصل آباد نے شہریوں کو میٹھے پانی کی فراہمی کے لئے 32 ٹیوب ویل چنیوٹ کی حدود میں لگائے ہوئے ہیں؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ ان ٹیوب ویلز کے 24 گھنٹے چلنے کی وجہ سے اس جگہ کا واٹر لیول نیچے چلا گیا ہے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ واسا فیصل آباد کے شہریوں سے پانی کی فراہمی کے عوض کروڑوں روپے ماہانہ وصول کرتا ہے، مگر چنیوٹ جہاں پر یہ ٹیوب ویلز نصب ہیں، اس علاقہ کے لوگوں کی فلاح کے لئے کوئی رقم بطور رائلٹی ادا نہیں کرتا؟

(د) کیا حکومت واسا فیصل آباد سے چنیوٹ کی فلاح و بہبود کے لئے رائلٹی دلوانے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (سردار دوست محمد خان کھوسہ):

(الف) واسا فیصل آباد نے تحصیل چنیوٹ میں اپنے شہریوں کو میٹھے پانی کی فراہمی کے لئے 29 ٹیوب ویلز لگائے ہوئے ہیں۔

(ب) واسا ٹیوب ویلز کے علاوہ چنیوٹ کے علاقہ میں سینکڑوں زرعی ٹیوب ویلز بھی لگے ہوئے ہیں اور زرعی ٹیوب ویلز کی تعداد میں اضافہ کی وجہ سے پورے پنجاب میں زمینی پانی نیچے جا رہا ہے۔

(ج) واسا فیصل آباد اپنے شہریوں کو پانی کی فراہمی کے لئے چارجز وصول کرتا ہے جو مشینری کی دیکھ بھال کے لئے بھی کافی نہ ہیں۔ لیکن ان ٹیوب ویلز پر سٹاف رکھنے کے لئے علاقہ کے رہائشیوں کو ترجیح دی جاتی ہے اور اس وقت تک تقریباً 70 لوگ علاقہ سے بھرتی کئے جا چکے ہیں۔

(د) واسا فیصل آباد میں اس قسم کی کوئی تجویز زیر غور نہ ہے۔

تحصیل چنیوٹ کے شہریوں کے لئے میٹھے پانی کی فراہمی کا مسئلہ و دیگر تفصیلات

*2221: سید حسن مرتضیٰ: کیا وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ واسا فیصل آباد نے تحصیل چنیوٹ کے علاقہ میں اپنے شہریوں کو میٹھے پانی کی فراہمی کے لئے ٹیوب ویل لگائے ہوئے ہیں، اس علاقہ میں سڑک بھی تعمیر کی ہوئی ہے؟

(ب) یہ سڑک کب، کتنی لاگت سے بنائی تھی؟

(ج) اس سڑک کی تعمیر سے اب تک اس کی سالانہ مرمت پر کتنی رقم خرچ کی گئی ہے، تفصیل سال وار بتائیں؟

(د) کیا یہ درست ہے کہ سڑک ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہے اگر ہاں تو اس کی تعمیر و مرمت کے لئے حکومت کیا اقدامات کر رہی ہے؟

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (سردار دوست محمد خان کھوسہ):

(الف) فیصل آباد شہر کو پینے کا پانی فراہم کرنے کے منصوبہ کے تحت تحصیل چنیوٹ کی کچھ سڑکیں پختہ کی گئی تھیں اور اسی منصوبہ کے تحت 29 ٹیوب ویل لگائے گئے ہیں اور ان ٹیوب ویلز کے سامنے سڑک (اپروچ روڈ) بنائی گئی ہے۔ یہ تمام سڑکیں عوام الناس کے زیر استعمال ہیں۔

(ب) یہ سڑک واسا ایف ڈی اے نے 87-1986 کے دوران تقریباً چالیس لاکھ روپے کی لاگت سے پختہ کی تھی۔

(ج) یہ سڑک چونکہ ڈسٹرکٹ گورنمنٹ کے زیر کنٹرول ہے اور واسا نے اسے صرف پختہ کیا تھا اس لئے واسا نے سالانہ مرمت کے سلسلہ میں کوئی رقم خرچ نہ کی ہے۔

(د) مذکورہ سڑک شاہراہ عام ہے اور ڈسٹرکٹ گورنمنٹ جھنگ کی ملکیتی ہے۔ علاقہ کے لوگوں کے زیر استعمال ہے۔ واسا نے 87-1986 میں واٹر سپلائی پراجیکٹ کی تعمیر کے دوران اس سڑک کا کچھ حصہ پراجیکٹ کی ضرورت کے لئے پختہ کیا تھا۔ اس لئے سڑک ہذا واسا کی تحویل میں نہ ہے بلکہ ڈسٹرکٹ گورنمنٹ جھنگ کی ملکیت ہے۔ لہذا ڈسٹرکٹ گورنمنٹ جھنگ سے درخواست کی گئی ہے کہ وہ اس سڑک کی تعمیر و مرمت کا کام جلد از جلد کروائیں۔

لاہور-ٹاؤن شپ بلاک نمبر 3 بی ون میں ٹیوب ویل لگانے کا مسئلہ

*2226: محترمہ آمنہ الفت: کیا وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ بلاک نمبر 3 سیکٹر بی (ون) ٹاؤن شپ لاہور کا ٹیوب ویل عرصہ 4 سال سے بند ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ محکمہ نے ایک ٹیوب ویل بلاک نمبر 3 میں لگانے کی منظوری دی مگر نائب ناظم 132 یو سی کی ملی بھگت سے یہ ٹیوب ویل بلاک نمبر 6 بی (ون) ٹاؤن شپ میں لگا دیا گیا؟

(ج) کیا محکمہ بلاک نمبر 3 بی (ون) ٹاؤن شپ لاہور میں ٹیوب ویل لگانے کا کوئی ارادہ رکھتا ہے، اگر ہاں تو کب تک اور اگر نہیں تو وجوہات بتائیں؟

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (سردار دوست محمد خان کھوسہ):

(الف) مذکورہ ٹیوب ویل اپنی عمر پوری کر کے بند ہو چکا ہے-

(ب) یہ درست نہ ہے- بلاک نمبر 3 سیکٹر بی (ون) ٹاؤن شپ اور دیگر قریبی آبادیوں کو پانی کی فراہمی کے لئے بلاک نمبر 16 سیکٹر بی (ون) میں ٹیوب ویل لگانے کی منظوری ہوئی تھی جس کی تنصیب جاری ہے- حکومت پنجاب لاہور شہر میں صاف پانی کی فراہمی کو مسلسل اور یقینی بنانے کے لئے 69 نئے ٹیوب ویلوں کی تنصیب پر مبلغ 412.309 ملین روپے خرچ کر رہی ہے مزید برآں بلاک نمبر 3 کے اطراف میں لگے ہوئے سیکٹر بی ون کے بلاک نمبر 6 اور بلاک نمبر 13 ٹیوب ویلوں کی مدد سے بھی اس علاقے میں پانی کی فراہمی کو یقینی بنایا جا رہا ہے-

(ج) حکومت پنجاب کی ہدایت پر بلاک نمبر 3 سیکٹر بی (ون) ٹاؤن شپ میں ایم پی اے پی پی-154 کے ترجیحی کے کاموں میں ایک نئے ٹیوب ویل کی تنصیب کا کام شامل ہے جس کی تنصیب عنقریب منظوری کے بعد شروع کر دی جائے گی-

ٹاؤن شپ لاہور، سکول کے لئے مختص پلاٹ پر سکول کی تعمیر کا مسئلہ

*2236: محترمہ راحیلہ خادم حسین: کیا وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ٹاؤن شپ لاہور میں بلاک نمبر 2 سیکٹر ون ڈی میں 21 کنال کا پلاٹ سکول کے لئے مختص ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ متذکرہ پلاٹ پر ابھی تک سکول کی عمارت تعمیر نہ کی گئی ہے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ متذکرہ پلاٹ پر قبضہ مافیا نے قبضہ کیا ہوا ہے جو سکول کی عمارت بنانے میں رکاوٹ بنا ہوا ہے؟

(د) مذکورہ پلاٹ سکول کے لئے کس نے کب مختص کیا تھا؟

(ہ) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو حکومت متذکرہ پلاٹ پر کب سکول تعمیر کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو کیوں اسکی وجوہات بیان کی جائیں؟

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (سردار دوست محمد خان کھوسہ):

(الف) درست ہے کہ بلاک نمبر 2 سیکٹر ڈی (ون) میں موجود پلاٹ سکول کے لئے مختص ہے جس کا رقبہ بمطابق قبضہ سلپ 17 کنال 18 مرلہ 110 مربع فٹ ہے۔

(ب) جی ہاں۔

(ج) یہ درست نہ ہے۔ موقع پر پلاٹ خالی ہے۔

(د) متذکرہ پلاٹ ایچ پی اینڈ ای پی ڈیپارٹمنٹ نے بذریعہ چٹھی نمبر DD/KLHP/86/9832 مورخہ 16-05-1987 کو میونسپل کارپوریشن لاہور کو الاٹ کیا تھا۔

(ہ) متعلقہ ای ڈی او ایجوکیشن سٹی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ لاہور ہے۔

راولپنڈی میں سٹی ماڈل ٹاؤن ہاؤسنگ سکیم سے متعلقہ تفصیلات

*2323: مسز ناظمہ جواد ہاشمی: کیا وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ نیو ائیر پورٹ راولپنڈی کے نزدیک "آزاد سنڈیکٹ پرائیوٹ لمیٹڈ" کی ہاؤسنگ سوسائٹی سٹی ماڈل ٹاؤن موجود ہے؟

(ب) اس کی درست لوکیشن کیا ہے، اس میں کتنے پلاٹ فروخت ہو چکے ہیں، کتنے پلاٹس فروخت نہیں ہوئے، کتنا ڈویلپمنٹ کا کام ہو چکا ہے، کیا مالکان کو ان پلاٹوں کا قبضہ دے دیا گیا ہے؟

(ج) اس میں کل کتنے مختلف کیٹیگری کے پلاٹس رکھے گئے تھے اور ان کی قیمت کیا ہے؟

(د) جن مالکان کو پیسے ادا کرنے کے باوجود نہ پلاٹس دیئے گئے اور نہ پیسے واپس کئے گئے ان کیلئے محکمہ کی کیا پالیسی ہو گی؟

(ہ) سٹی ماڈل ٹاؤن راولپنڈی کے مالکان کے نام اور پتہ جات کی تفصیل فراہم کی جائے؟

(و) کیا محکمہ اس سوسائٹی کے بارے میں کسی قسم کی کارروائی کا ارادہ رکھتا ہے؟

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (سردار دوست محمد خان کھوسہ):

(الف) یہ درست ہے کہ آزاد سنڈیکیٹ پرائیویٹ لمیٹڈ کی ہاؤسنگ سوسائٹی سٹی ماڈل ٹاؤن موضع مصریوٹ وکولیاں پڑ چکری روڈ پر واقع ہے۔ سکیم نیو اسلام آباد ایئرپورٹ سے تقریباً دس کلو میٹر فاصلہ پر واقع ہے جو آر ڈی اے کے قیام سے پہلے کاغذات کی حد تک موجود تھی اور مالک سکیم نے پلاٹوں کی سیل کا سلسلہ شروع کر رکھا تھا۔

(ب) سٹی ماڈل ٹاؤن موضع مصریوٹ وکولیاں پڑ، چکری روڈ، راولپنڈی میں واقع ہے۔ چونکہ سکیم کی حیثیت غیر قانونی ہے لہذا پلاٹس کی تفصیل بتانے سے قاصر ہیں۔ موقع پر روڈ لیولنگ کا کام جاری ہے۔

(ج) چونکہ سکیم کی حیثیت غیر قانونی ہے لہذا پلاٹس کی تفصیل بتانے سے قاصر ہیں۔

(د) چونکہ سکیم کی حیثیت غیر قانونی ہے لہذا تفصیل بتانے سے قاصر ہیں۔ مزید برآں قانون وضابطہ کے مطابق کارروائی عمل میں لائی گئی ہے اور چالان زیر دفعہ 34 سینئر سپیشل مجسٹریٹ صاحب کی عدالت میں زیر سماعت ہے۔ لہذا عوام الناس کو بار بار مطلع کیا گیا کہ اس سکیم میں کسی قسم کا لین دین نہ کیا جائے ورنہ خود ذمہ دار ہوں گے۔ اخباری اشتہارات کی کاپیاں ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہیں۔

(ہ) راجہ محمد آزاد خان، راجہ محمد ثاقب ولد راجہ محمد آزاد خان، آفس نمبر 65، پونچھ ہاؤس، آدم جی روڈ صدر راولپنڈی

(و) محکمہ نے پہلے ہی پنجاب شہری ترقیاتی ایکٹ مجریہ 1976 زیر دفعہ 34 چالان اور زیر دفعہ 39(2)، 39(1) اور 12(5) کے قانونی نوٹسز جاری کئے تھے۔ متعدد بار بذریعہ اخبارات بھی عوام الناس کو آگاہ کیا گیا ہے کہ سکیم کی حیثیت غیر قانونی ہے اور ہدایت کی گئی ہے کہ اس سکیم میں کسی قسم کا لین دین نہ کیا جائے ورنہ خود ذمہ دار ہوں گے۔ اخباری اشتہارات کی کاپیاں ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہیں۔

راولپنڈی میں، ہاؤسنگ سوسائٹیز کی تعداد و دیگر تفصیلات

*2338: مسز ناظمہ جواد ہاشمی: کیا وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) راولپنڈی میں 2000 سے آج تک کتنی ہاؤسنگ سوسائٹیز بنائی گئیں، نام اور تفصیلات بیان کریں؟

(ب) ان ہاؤسنگ سوسائٹیز میں کتنی اصلی تھیں اور کتنی جعلی، ایوان کو تفصیل سے آگاہ کریں؟

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (سردار دوست محمد خان کھوسہ):

(الف) راولپنڈی ڈویلپمنٹ اتھارٹی کی حدود میں سال 2000 سے کل 39 ہاؤسنگ سکیمیں پرائیویٹ سیکٹر میں بنائی گئیں جن کی تفصیل "Annex "A ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) مندرجہ بالا ہاؤسنگ سکیموں میں سے 19 ہاؤسنگ سکیموں کے Lay out Plan گورنمنٹ کے مقرر کردہ رولز، ریگولیشنز کے مطابق منظور کئے گئے تھے تفصیل "Annex "B ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے جبکہ 16 ہاؤسنگ سکیمیں غیر منظور شدہ ہیں جن کے خلاف پنجاب شہری ترقیاتی ایکٹ مجریہ 1976 کے تحت قانونی کارروائی جاری ہے جس کی تفصیل "Annex "C ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے مزید برآں 4 سکیموں کے مالکان / سپانسرز نے منظوری کی درخواست دفتر ہذا میں داخل کروائی ہے جس پر حسب ضابطہ کارروائی جاری ہے جس کی تفصیل "Annex "D ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

قصور، پی پی۔176 میں واٹر سپلائی کی صورتحال

*2343: ملک اختر حسین نول: کیا وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) حلقہ پی پی۔176 ضلع قصور میں واٹر سپلائی کی کتنی سکیمیں کام کر رہی ہیں، ان سکیموں کے نام، تخمینہ لاگت کی تفصیل بیان کریں؟

(ب) ان میں کتنی سکیمیں بند پڑی ہیں اور ان کی بندش کی وجوہات کیا ہیں؟

(ج) حلقہ پی پی۔176 یونین کونسل نمبر 32 بھمبہ کو واٹر سپلائی کی سکیم کے سلسلہ میں کتنا فنڈ جاری کیا گیا اس سکیم پر کتنا فنڈ خرچ کیا گیا اور کتنا باقی ہے؟

(د) کیا حکومت مذکورہ حلقہ کے گاؤں میں مزید واٹر سپلائی کی سکیمیں جاری کرنے کو تیار ہے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجنیئرنگ (سردار دوست محمد خان کھوسہ):

(الف) حلقہ پی پی-176 ضلع قصور میں مندرجہ ذیل واٹر سپلائی سکیمیں چل رہی ہیں:-

نمبر شمار	سکیم کا نام	تخمینہ لاگت
1-	رورل واٹر سپلائی سکیم مدکے	0.727 ملین
2-	رورل واٹر سپلائی سکیم کلارک آباد	1.169 ملین
3-	رورل واٹر سپلائی سکیم چک نمبر 55	2.126 ملین
4-	رورل واٹر سپلائی سکیم بابلیانہ اوتاڑ	2.214 ملین
5-	رورل واٹر سپلائی سکیم ظفرکے	2.543 ملین
6-	رورل واٹر سپلائی سکیم ہندال	2.679 ملین
7-	رورل واٹر سپلائی سکیم بوہڑ	3.715 ملین
8-	رورل واٹر سپلائی سکیم چھینا اوتاڑ	3.136 ملین
9-	رورل واٹر سپلائی سکیم بھمبہ کلاں	10.500 ملین

(ب) حلقہ پی پی-176 ضلع قصور میں مندرجہ ذیل واٹر سپلائی سکیمیں بند پڑی ہیں وجہ لف ہذا ہیں-

نمبر شمار	سکیم کا نام	وجہ بندش
1-	رورل واٹر سپلائی سکیم چک نمبر 55	سکیم مکمل کرنے کے بعد یوزر کمیٹی کے سپرد کر دی گئی تھی-یوزر کمیٹی کی لاپرواہی کی وجہ سے بجلی کے واجبات ادا نہ کئے گئے اور مشینری بھی چوری ہو چکی ہے-
2-	رورل واٹر سپلائی سکیم بابلیانہ اوتاڑ	-ایضاً-
3-	رورل واٹر سپلائی سکیم ظفرکے	-ایضاً-
4-	رورل واٹر سپلائی سکیم ہندال	-ایضاً-
5-	رورل واٹر سپلائی سکیم بوہڑ	-ایضاً-
6-	رورل واٹر سپلائی سکیم چھینا اوتاڑ	-ایضاً-

(ج) واٹر سپلائی سکیم بھمبہ کلاں یونین کونسل نمبر 32، محکمہ پی سی ڈبلیو ایس ایس پی نے مبلغ 10.500 ملین روپے کی لاگت سے مکمل ہو چکی ہے اس کے تمام انتظامی امور مقامی یوزر کمیٹی کے پاس ہیں وہ اس کو چلا رہی ہے-

(د) حکومت پنجاب ایسے تمام اضلاع میں واٹر سپلائی کی سکیمیں بنانے کا ارادہ رکھتی ہے۔جہاں کا پانی مضر صحت ہے۔

جناب ملک اختر حسین نول صاحب نے اپنے ذاتی فنڈز سے واٹر سپلائی سکیم ہلڑ کے پیمار Indentify کی تھی اس کا ابتدائی تخمینہ لاگت منظور ہو چکا ہے اور جلد ہی اس پر کام شروع ہو جائیگا اور اپنی مقررہ مدت میں مکمل کر دی جائیگی۔

ایف ڈی اے / واسا فیصل آباد میں تعینات ڈائریکٹرز اور ڈپٹی ڈائریکٹرز کی اسامیوں سے متعلقہ تفصیلات

*2414: جناب جوئیل عامر سہوترا: کیا وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ :-

(الف) ایف ڈی اے اور واسا (فیصل آباد) میں ڈائریکٹرز اور ڈپٹی ڈائریکٹرز کی کتنی سیٹیں منظور شدہ ہیں؟

(ب) مذکورہ اداروں میں مذکورہ اسامیوں پر تعینات افسران کے نام اور عرصہ تعیناتی کی مکمل تفصیل بیان کی جائے؟

(ج) مذکورہ اداروں میں مذکورہ افسران کی پوسٹنگ اور ٹرانسفر کا criteria کیا ہے؟

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (سردار دوست محمد خان کھوسہ):

(الف) واسا، ایف ڈی اے فیصل آباد میں ڈائریکٹرز کی 9 اور ڈپٹی ڈائریکٹرز کی 17 سیٹیں منظور شدہ ہیں۔

(ب) تفصیل تتمہ (الف) و (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) مذکورہ ٹرانسفر پوسٹنگ پبلک کے بہترین مفاد میں اور ادارہ کی فلاح و بہبود کو پیش نظر رکھ کر کی جاتی ہیں۔

ایف ڈی اے سکیم فیصل آباد میں گھپلوں سے متعلقہ تفصیلات

*2416: جناب جوئیل عامر سہوترا: کیا وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ :-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ایف ڈی اے سٹی سکیم فیصل آباد میں مبینہ طور پر گھپلے ہوئے ہیں؟
(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ مبینہ گھپلوں اور مالی بدعنوانیوں کے خلاف انٹی کرپشن میں انکوائری ہو رہی ہے؟
(ج) ان گھپلوں میں ملوث افسران کے نام اور ان کی مالی بدعنوانی اور اب تک ہونے والی تحقیقات کی مکمل تفصیل بیان کی جائے؟

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (سردار دوست محمد خان کھوسہ):

(الف) جولائی 2008 میں انٹی کرپشن اسٹیبلشمنٹ فیصل آباد کو مبینہ طور پر ایک شکایت بابت الزامات کرپشن / ناجائز استعمال اختیارات موصول ہوئی تھی جس پر متعلقہ ریکارڈ انٹی کرپشن اسٹیبلشمنٹ فیصل آباد کے حوالے کر دیا گیا اور افسران واہلکاران ایف ڈی اے سے اس سلسلہ میں پوچھ گچھ بھی کی گئی ابھی تک کسی حتمی فیصلہ سے اس دفتر کو مطلع نہ کیا گیا ہے لہذا اس مرحلہ پر عدم ثبوت وعدم اطلاع ان نام نہاد الزامات کو گھپلے نہ کہا جا سکتا ہے۔
(ب) ایف ڈی اے کی اطلاع کے مطابق انکوائری ابھی تک زیر تکمیل ہے اور کوئی حتمی ثبوت سامنے نہ آ سکا ہے۔
(ج) چونکہ انکوائری تاحال زیر تکمیل ہے لہذا کسی افسر / اہلکار کے ملوث ہونے یا نہ ہونے کے بارے میں کوئی ثبوت / اطلاع نہ ہے۔

جلالپور بھٹیاں ضلع حافظ آباد میں سیوریج سکیم سے متعلقہ تفصیلات

*2425: چودھری محمد اسد اللہ: کیا وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ جلالپور بھٹیاں ضلع حافظ آباد میں سیوریج بچھانے کے لئے سکیم تیار کی گئی جس کے تحت سیوریج کے پائپ بچھائے گئے ہیں، اگر ہاں تو اس پر کتنی لاگت آئی ہے؟
(ب) کیا یہ درست ہے کہ مذکورہ سکیم کا 40 تا 50 فیصد حصہ مکمل ہوا ہے اور اسے تعمیر ہوئے تقریباً ایک سال ہو گیا ہے مگر ابھی تک اسے چالو نہیں کیا گیا؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ سکیم کی تعمیر ناقص ہوئی ہے اور مین ہول کے نیچے پیڈ نہیں بنائے گئے اور مین ہول کو اندر سے سیمنٹ وغیرہ نہیں کیا گیا؟

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ سکیم کے ٹھیکیدار کو سیکورٹی محکمہ نے واپس کر دی ہے؟

(ہ) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ سکیم کو کلوز کر دیا گیا ہے جبکہ سکیم ابھی مکمل نہیں ہوئی ہے کیا حکومت اس سکیم کو مکمل کرنے کے لئے مزید فنڈز مہیا کر کے مکمل کرنے کو تیار ہے، اگر ہاں تو کب تک، اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟

(و) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ سکیم کے سیوریج کی ناقص تعمیر کی انکوائری کروانے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر ہاں تو کب تک اور اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (سردار دوست محمد خان کھوسہ):

(الف) درست ہے۔اس سکیم پر 2.95 کروڑ روپے لاگت آئی۔

(ب) سکیم جون 2007 میں مکمل ہوئی تھی۔ڈسپوزل چلا دیا گیا تھا اور 70 فیصد سیوریج لائن بھی چل چکی ہے۔

(ج) سکیم کی ناقص تعمیر ہونے نہ ہونے کا تعین کرنے کے لئے محکمہ انٹی کرپشن کی ٹیکنیکل ٹیم انکوائری کر رہی ہے۔

(د) اس سلسلہ میں وزیر اعلیٰ پنجاب کی مقرر کردہ انکوائری کمیٹی کی سفارش پر متعلقہ افسران / اہلکاران اور ٹھیکیدار کے خلاف ایف آئی آر درج کروا کر قانونی کارروائی عمل میں لائی جا چکی ہے۔

(ہ) مذکورہ سکیم گورنمنٹ کے منظور شدہ عرصہ کی limit کے اندر مکمل کی گئی ہے البتہ انکوائری کمیٹی نے Left over area کے لئے فیز II مرتب کرنے کی سفارش کی ہے اور یہ سکیم 9.094 کروڑ روپے کی مالیت سے مورخہ 16-04-2009 کو منظور ہو گئی ہے اور اس کے لئے فنڈز مہیا کئے جا رہے ہیں۔

(و) جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا ہے محکمہ انٹی کرپشن انکوائری کر رہا ہے۔

موضع ہر بنس پورہ لاہور میں سرکاری ہاؤسنگ کالونیز کی تعداد و دیگر تفصیلات

*2455: محترمہ نگہت ناصر شیخ: کیا وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) موضع ہر بنس پورہ لاہور میں کون کونسی سرکاری ہاؤسنگ کالونیز ہیں ان کے نام و تفصیل فراہم کی جائے؟

(ب) موضع ہر بنس پورہ میں کتنی رجسٹرڈ، غیر رجسٹرڈ ہاؤسنگ کالونیز ہیں، تفصیل فراہم کی جائے؟

(ج) موضع ہر بنس پورہ لاہور میں کس کس ادارے کو ہاؤسنگ کالونیز بنانے کی اجازت دی گئی، تفصیل فراہم کی جائے؟

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (سردار دوست محمد خان کھوسہ):

(الف) مذکورہ موضع میں صرف ایک ہاؤسنگ سکیم ہے جس کا نام لاہور پریس کلب (جرنلسٹ کالونی) ہے-

(ب) موضع ہر بنس پورہ ایل ڈی اے کے بلڈنگ کنٹرول ایریا میں شامل نہ ہے 2005 سے پہلے ضلع لاہور میں پرائیویٹ ہاؤسنگ سکیموں کو پاس کرنے کا اختیار تمام ٹاؤنز کو حاصل تھا جو اپنے اپنے ایریا میں سکیمیں پاس کرتے تھے ان کی تفصیل متعلقہ ٹی ایم اے کو فراہم نہ کی ہے- حکومت پنجاب نے 2005 میں پہلی دفعہ پورے ضلع لاہور میں پرائیویٹ سکیموں کو پاس کرنے کا اختیار قانونی طور پر ایل ڈی اے کو دے دیا-اس قانون کے تحت ایل ڈی اے نے موضع ہر بنس پورہ میں تاحال کوئی ہاؤسنگ سکیم پاس نہ کی ہے-

(ج) جواب جز (الف) میں دیا جا چکا ہے-

واسا، فیصل آباد میں بھرتی کی تفصیلات

*2723: رائے اعجاز حسین: کیا وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع فیصل آباد میں ایم ڈی واسا نے 2003تا2007 کے دوران کتنے ٹیوب ویل آپریٹر بھرتی کئے؟

(ب) تحصیل جڑانوالہ میں کتنے ٹیوب ویل آپریٹر تعینات کئے گئے ان میں کتنے وہاں پر ڈیوٹی سرانجام دے رہے ہیں اور کتنے ایسے ہیں جو بھرتی ہو گئے ہیں لیکن اپنی تعیناتی کی جگہ کام نہیں کر رہے؟

(ج) فیصل آباد میں واسا کے کتنے ملازمین کام کر رہے ہیں گریڈ وائز اور عہدہ وائز تفصیل سے آگاہ کریں؟

(د) ان میں کتنے ایسے ملازمین ہیں جو آفیسران کے گھروں پر ڈیوٹی دے رہے ہیں اور کتنے ایسے ہیں جن کی حاضری دفتر میں لگ رہی ہے لیکن وہ ڈیوٹی سرانجام نہیں دے رہے، ایسا کیوں ہے؟

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (سردار دوست محمد خان کھوسہ):

(الف) اس عرصہ کے دوران واسا، فیصل آباد میں کوئی ٹیوب ویل آپریٹر بھرتی نہ کیا گیا ہے۔

(ب) ۔ایضاً۔

(ج) واسا، فیصل آباد میں اس وقت 1816 ملازمین کام کر رہے ہیں جن کی تفصیل گریڈ وائز اور عہدہ وائز تتمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) تمام ملازمین اپنی جائے تعیناتی پر باقاعدہ ڈیوٹی سرانجام دے رہے ہیں۔

تحصیل جڑانوالہ میں واٹر و سیوریج سکیموں کی تفصیلات

*2725: رائے اعجاز حسین: کیا وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) 2003تا2007 تحصیل جڑانوالہ ضلع فیصل آباد میں کتنی واٹر سکیمیں بنائی گئیں اور ان میں کتنی مکمل ہو چکی ہیں اور کتنی ابھی تک مکمل نہ ہوئی ہیں، اس کی وجوہات بیان فرمائیں؟

(ب) مذکورہ سکیمیں کتنی لاگت میں مکمل ہوئی تھیں اور اب تک ان پر کتنی لاگت آچکی ہے اور مزید کتنی رقم کی ضرورت ہے، آگاہ فرمائیں؟

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (سردار دوست محمد خان کھوسہ):

(الف) تحصیل جڑانوالہ میں 07-2003 تک محکمہ پبلک ہیلتھ انجینئرنگ نے دیہی علاقہ میں ایک بھی واٹر سپلائی سکیم نہیں بنائی ہے۔البتہ پی سی ڈبلیو ایس ایس۔پی نے 15 عدد جب کہ تحصیل میونسپل ایڈمنسٹریشن جڑانوالہ نے ایک سکیم مکمل کی ہے اس طرح اب تک تحصیل جڑانوالہ میں کل 16 سکیمیں مکمل ہو چکی ہیں تمام سکیمیں فنکشنل ہیں۔تحصیل جڑانوالہ میں ایک اربن سکیم پر اس وقت کام ہو رہا ہے جس کی تکمیل 30۔ جون 2009 تک ہو گی بشرطیکہ منصوبہ کی تکمیل کے لئے درکار فنڈز فراہم کر دیئے جائیں۔

(ب) تحصیل جڑانوالہ میں 07-2003 دیہی علاقہ کے لئے 16 عدد سکیمیں 153.543 ملین روپے لاگت سے مکمل ہوئیں (تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔)

ایکسٹینشن اربن واٹر سپلائی سکیم جڑانوالہ پر کام ہو رہا ہے۔ منصوبہ ہذا پر اب تک 79.727 ملین روپے خرچ ہو چکے ہیں جب کہ اس کی تکمیل کے لئے مزید 15.850 ملین روپے درکار ہوں گے۔(تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے)

واسا فیصل آباد کا آڈٹ و دیگر تفصیلات

*2884: محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: کیا وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) واسا (فیصل آباد) کا آڈٹ کتنے عرصہ بعد کروایا جاتا ہے، آخری آڈٹ کب کروایا گیا، کتنی مالی بے ضابطگی سامنے آئی اور ملوث عناصر کے خلاف کیا کارروائی ہوئی؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ واسا کے شعبہ ریونیو میں مالی بے ضابطگیاں ہو رہی ہیں؟

(ج) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مالی بے ضابطگیوں میں ملوث اہلکاران / افسران کے خلاف تادیبی کارروائی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر ہاں تو کب تک اور نہیں تو کیوں؟

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (سردار دوست محمد خان کھوسہ):

(الف) واسا فیصل آباد کا آڈٹ ہر سال کروایا جاتا ہے آخری آڈٹ گزشتہ سال مئی 2008 میں کروایا گیا جس میں کوئی مالی بے ضابطگی نہ پائی گئی ہے۔

(ب) شعبہ ریونیو واسا میں کسی قسم کی مالی بے ضابطگی نہ ہو رہی ہے بلکہ منظور شدہ ٹیرف کے مطابق صارفین کے یوٹیلٹی بلز باقاعدگی سے جاری ہو رہے ہیں اور صارفین مجاز بنک برانچوں میں از خود بلوں کی ادائیگی کرتے ہیں-واسا انتظامیہ کے نوٹس میں جیسے ہی مالی بے ضابطگیوں کی کوئی اطلاع ملتی ہے تو متعلقہ اہلکاران کے خلاف فوراً قانونی کارروائی عمل میں لائی جاتی ہے- گزشتہ سال کے دوران عوامی شکایات پر چار ریونیو ملازمین مسمیان رائے محمد امتیاز خان، انچارج ریکوری ٹیم، محمد امین سٹینو گرافر، رانا نصیر احمد پمپ آپریٹر، محمد ریاض چوکیدار کو چراغ ٹاؤن کے سلسلے میں ملازمت سے معطل کر کے انکوائری کروائی گئی-انکوائری رپورٹ موصول ہو چکی ہے اور اس پر قواعد و ضوابط کے مطابق کارروائی زیر عمل ہے-مزید برآں شکایت پر مسمیان شبیر مسیح ولد نند مسیح کے خلاف انکوائری مکمل ہو چکی ہے اور مجاز اتھارٹی ذاتی شنوائی کے بعد کارروائی عمل میں لائے گی-علاوہ ازیں مسمی ندیم گل مسیح کو پیڈا ایکٹ کے تحت دو سالانہ ترقیاں برائے سال 2009-10 بند کئے جانے کی سزا سنائی جا چکی ہے-

(ج) -ایضاً-

ایف ڈی اے سٹی سکیم کی تفصیلات

*2885: محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: کیا وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ایف ڈی اے سٹی سکیم فیصل آباد کے فارم کی کتنی قیمت تھی، کتنے فارم فروخت ہوئے، اس مد میں کتنی رقم حاصل ہوئی اور کس بینک میں کون سے اکاؤنٹ میں جمع ہوئی؟

(ب) مذکورہ سکیم کے تحت جمع ہونے والی رقم کہاں کہاں خرچ ہوئی نیز کریڈٹ amount پر کس شرح سے مارک اپ حاصل کیا گیا؟

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (سردار دوست محمد خان کھوسہ):

(الف) ایف ڈی اے نے سٹی ہاؤسنگ سکیم فیصل آباد کے فارم کی قیمت مبلغ -/500 روپے تھی-کل 47053 عدد فارم فروخت ہوئے-اس مد میں کل رقم -/23526750 روپے حاصل ہوئی اور یہ رقم بنک الفلاح لمیٹڈ لیاقت روڈ مین برانچ فیصل آباد میں اکاؤنٹ نمبر 0036-01029343 میں جمع ہوئی-

(ب) سکیم ہذا کے تحت جمع ہونے والی رقم ترقیاتی مصارف اور خریداری زمین پر خرچ ہو رہی ہے۔ جمع شدہ رقم مختلف بنکوں / خزانہ میں حسب ضابطہ جمع کروائی گئی ہے اور اس پر 5 فیصد سے لے کر 18.55 فیصد سالانہ کے حساب سے مارک اپ وصول کیا جا رہا ہے۔

جناب سپیکر: اب چودھری طاہر محمود ہندلی (ایڈووکیٹ) مجلس قائمہ برائے صحت کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنا چاہتے ہیں۔ میں دعوت دیتا ہوں کہ وہ رپورٹ پیش کریں۔

رپورٹیں (جو پیش ہوئیں)

مسودہ قانون یونیورسٹی آف ہیلتھ لاہور مصدرہ 2009 کے بارے میں مجلس قائمہ برائے صحت کی رپورٹ کا ایوان میں پیش کیا جانا

چودھری طاہر محمود ہندلی (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میں یونیورسٹی آف ہیلتھ، لاہور 2009 کے بارے میں مجلس قائمہ برائے صحت کی رپورٹ ایوان میں پیش کرتا ہوں۔

جناب سپیکر: رپورٹ پیش کی گئی۔

(رپورٹ پیش ہوئی)

جناب سپیکر: جی، اب میں سردار خالد سلیم بھٹی صاحب کو دعوت دیتا ہوں۔

مسودہ قانون (ترمیم) بنک آف پنجاب مصدرہ 2009 کے بارے میں مجلس قائمہ برائے فنانس کی رپورٹ کا ایوان میں پیش کیا جانا

سردار خالد سلیم بھٹی: جناب سپیکر! میں

The Bank of Punjab (Amendment) Bill, 2009 (Bill No.VIII of 2009) کے بارے میں مجلس قائمہ برائے فنانس کی رپورٹ ایوان میں پیش کرتا ہوں۔

جناب سپیکر: جی، رپورٹ پیش کی گئی۔

(رپورٹ پیش ہوئی)

جناب سپیکر: next مہدی عباس خان صاحب! مجلس قائمہ برائے ٹرانسپورٹ کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنا چاہتے ہیں۔ میں انہیں دعوت دیتا ہوں کہ وہ رپورٹ ایوان میں پیش کریں۔

مسودہ قانون (ترمیم) صوبائی موٹر گاڑیاں مصدرہ 2009 کے بارے میں مجلس قائمہ برائے فنانس کی رپورٹ کا ایوان میں پیش کیا جانا

جناب مہدی عباس خان: جناب سپیکر!

The Provincial Motor Vehicles (Amendment) Bill, 2009

(Bill No. XIV of2009) کی رپورٹ ایوان میں پیش کرتا ہوں۔

جناب سپیکر: جی، رپورٹ پیش کی گئی۔

(رپورٹ پیش ہوئی)

جناب سپیکر: اب Call Attention Notice لیتے ہیں۔ جی، محمد محسن خان لغاری صاحب!

سید حسن مرتضیٰ: جی، جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: جی، میں نے آپ کا نام تو نہیں لیا۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! آپ نے محسن کہا میں حسن سمجھا۔

جناب سپیکر: میں نے ساتھ لغاری بھی کہا ہے اگر آپ وہ بننا چاہتے ہیں تو آپ کی مرضی ہے، ہم تو آپ کو سید بادشاہ کہتے ہیں۔

توجہ دلاؤ نوٹس

پیپلز کالونی فیصل آباد میں فائرنگ سے شہری کی ہلاکت

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! کیا وزیر اعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ مورخہ 09-09-06 کو چودھری عبدالمجید ولد فیض محمد قوم گجر سکنہ چک نمبر 254 سمندری روڈ، فیصل آباد نے تھانہ پیپلز کالونی، فیصل آباد میں قتل کا پرچہ زیر دفعہ 302/34 ت پ درج کرایا جس کی ایف آئی آر نمبر 813/09 ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ ایف آئی آر کے مطابق بابر علی اور داؤد نے عبدالمجید مذکور کے بھتیجے خالد وسیم جو لیڈر آف اپوزیشن پنجاب اسمبلی کا ٹرانسپورٹ مینجر تھا پر فائرنگ کر کے اسے قتل کر دیا؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ تقریباً ایک ماہ گزر چکا ہے مگر پولیس ابھی تک ملزمان کو گرفتار کرنے میں ناکام رہی ہے؟

(د) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا یہ درست نہ ہے کہ پولیس حکومت کی ایماء پر سیاسی وجوہات کے باعث دانستہ طور پر مجرموں کو گرفتار کرنے سے گریز کر رہی ہے اور اس قتل کو سیاسی دباؤ کے حربہ کے طور پر استعمال کیا جا رہا ہے۔ اگر نہیں تو اب تک ملزمان کو گرفتار نہ کرنے کی وجوہات اور تفصیل سے معزز ایوان کو آگاہ کیا جائے۔

MR. SPEAKER: Everybody should be attentive.

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان):

(الف) یہ درست ہے کہ چودھری عبدالمجید ولد فیض محمد کے بیان پر خالد وسیم کے قتل کا مقدمہ نمبر 813/2009 بجرم 302/34 ت پ تھانہ پیپلز کالونی میں درج ہوا ہے۔ اس مقدمے میں دو ملزمان بابر علی اور داؤد خان پٹھان پر اس قتل کا الزام ہے۔ ان میں سے ایک ملزم داؤد خان لکی مروت صوبہ سرحد کا رہنے والا ہے جبکہ بابر علی فیصل آباد کا رہائشی ہے۔ ایس پی مدینہ ٹاؤن اعجاز شفیع صاحب کی زیر نگرانی سب انسپکٹر ناصر الدین اس مقدمے کی تفتیش کر رہا ہے۔ اس Call Attention Notice کے جواب کے سلسلے میں دونوں افسران کو آج بلایا تھا انھوں نے ملزمان کو گرفتار کرنے کے لئے اب تک جو کوششیں کی ہیں ان کے متعلق میں نے بھی تفصیلی briefing لی ہے پھر قائد حزب اختلاف چودھری ظہیر الدین صاحب سے بھی بات ہوئی ہے۔ انھوں نے اس وقت تک ملزمان کو پکڑنے کے لئے متعدد ریڈ کئے ہیں اور اس کا ثبوت یہ ہے کہ ملزمان ان کے خلاف سیشن کورٹ میں گئے اور رٹ کے ذریعے ایک حکم حاصل کیا کہ ان کے اہل خانہ اور ان کے دوسرے لوگوں کو پریشان نہ کیا جائے لیکن اس کے باوجود بھی پولیس ملزمان کو گرفتار کرنے کے لئے بھرپور کوششیں کر رہی ہے۔ انھوں نے انہی افسران کے خلاف ایک توہین عدالت کی درخواست بھی دائر کی ہوئی ہے جو کارروائی under section(87)Cr.P.C ہے، وہ بھی اس وقت in progress ہے چونکہ یہ معاملہ قائد حزب اختلاف کے ایک ملازم، ان کے ایک عزیز اور شہر کا ہے تو اس briefing کے بعد وہ بھی satisfied ہیں۔ میں نے ان کی موجودگی میں ایس پی مدینہ ٹاؤن اعجاز شفیع صاحب کو یہ target دیا ہے کہ وہ بھرپور کوشش کر کے within two weeks ہر قیمت پر ملزمان کو

گرفتار کریں۔ میں معزز رکن محسن لغاری صاحب اور قائد حزب اختلاف کو بھی یقین دلاتا ہوں کہ اس مقدمے کی تفتیش پوری commitment کے ساتھ کی جائے گی اور ہر قیمت پر ان ملزمان کو گرفتار کیا جائے گا۔ میں سمجھتا ہوں کہ ان کی یہ سوچ درست نہیں ہے اور انھوں نے جس information کی بنیاد پر ایسا خیال کیا یہ بالکل غلط ہے۔ اس مقدمے میں کسی قسم کا political یا otherwise کوئی pressure نہیں ہے۔ حکومت قطعی طور پر نہ صرف اس کیس میں بلکہ ہر کیس میں اس بات کو ensure کرتی ہے کہ without any political motivation تمام معاملات انصاف پر، میرٹ پر اور with transparency آگے چلیں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! لاء منسٹر صاحب نے دو ہفتوں کی بات کی ہے۔ میرے خیال میں دو ہفتے تو یہ اجلاس جاری رہے گا۔ انشاء اللہ ان دو ہفتوں میں کوئی پیشرفت ہو گی، اگر نہیں ہو گی تو پھر میں اسے دوبارہ ایوان میں لانے کے لئے اپنا right reserve رکھتا ہوں۔

محترمہ سیمل کامران: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی نہیں۔ آپ تشریف رکھیں۔ اگلا Call Attention Notice جناب علی نور حیدر نیازی صاحب کی طرف سے ہے۔

جوہر آباد ضلع خوشاب میں شہری کا اغواء برائے تاوان

جناب علی حیدر نور خان نیازی: کیا وزیر اعلیٰ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ جوہر آباد ضلع خوشاب میں ثناء اللہ نامی شخص کو بعوض 30 لاکھ روپے کے اغواء کیا گیا؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ تھانہ جوہر آباد میں مذکورہ اغواء کی ایف آئی آر نمبر 229 زیر دفعہ 365-A ت پ کے تحت مورخہ 09-6-12 کو درج ہوئی؟

(ج) مذکورہ بالا اغواء برائے تاوان کے سلسلے میں آج تک متعلقہ پولیس نے کیا کارروائی کی اس کی مکمل تفتیش سے ایوان کو آگاہ فرمائیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان):

(الف) درست ہے۔

(ب) درست ہے۔

(ج) مورخہ 2009-6-12 کو مستغیث مقدمہ حاجی فیض محمد نے مقدمہ نمبر 229 بجرم 365-A ت پ تھانہ جوہر آباد میں درج کروایا کہ ملزمان اس کے بیٹے ثناء اللہ معنوی کی رہائی کے لئے مبلغ 30 لاکھ روپے تاوان طلب کر رہے ہیں۔ پولیس کی بروقت کارروائی کے نتیجے میں معنوی کو بغیر ادائیگی زرتاوان صحیح سلامت برآمد کر لیا گیا اور تین کس ملزمان کو موقع سے گرفتار کیا۔ ایک کس ملزم محمد ریاض نے عبوری ضمانت لاہور ہائی کورٹ لاہور سے کروائی تھی جو بعد میں confirm ہوئی۔ دوران تفتیش محمد منیر ملزم کو گرفتار کر کے بغرض شناخت پریڈ حوالات جوڈیشل شاہپور جیل بھجوایا جس کو گواہان نے شناخت پریڈ کے دوران شناخت کر لیا۔ اس کے بعد اسے برآمدگی اسلحہ کرنے کے بعد اسے بھی حوالات جوڈیشل بھجوایا گیا۔ پانچ کس ملزمان کے خلاف چالان مرتب کر کے انسداد دہشت گردی سرگودھا کی عدالت میں زیر سماعت ہے جس کی آئندہ تاریخ پیشی 2009-10-23 مقرر ہے۔ مقدمہ ہذا میں چھ کس ملزمان کے خلاف زیر دفعہ 87 (ض،ف) عمل میں لاتے ہوئے انہیں اشتہاری مجرمان قرار دیا جا چکا ہے۔ ایک کس ملزم عبدالجبار شامل تفتیش ہوا جس کی گرفتاری تفتیشی افسر نے التوا میں رکھی۔ محمد وارث ملزم کے خلاف کوئی ٹھوس و معقول شہادت قابل چالان میسر نہ آ سکی ہے۔ مقدمہ ہذا کی اول تبدیلی تفتیش بحوالہ حکم نمبر such and such مصدرہ جناب ایڈیشنل انسپکٹر جنرل پولیس انوسٹی گیشن برانچ پنجاب لاہور ایس ایس پی انوسٹی گیشن فیصل آباد منتقل ہو چکی ہے۔ جہاں مقدمہ ہذا کی مزید تفتیش عمل میں لائی جا رہی ہے۔

جناب علی نور حیدر خان نیازی: جناب سپیکر! میں اس کیس کے حوالے سے آپ کے اور لاء منسٹر صاحب کے سامنے چند facts رکھنا چاہتا ہوں۔ میرے ضلع میں وقتاً فوقتاً اغواء برائے تاوان کی بہت سی وارداتیں ہو رہی تھیں جس سے میانوالی کے تمام لوگ پریشان تھے کہ یہ کونسا گینگ ہے جو اس قسم کی حرکات کر رہا ہے؟ اسی طرح میانوالی سے یہ ثناء اللہ نامی بندہ بھی اغواء ہوا۔ اسے جوہر آباد سے اغواء کیا گیا۔ جناب سپیکر! میں آپ کی توجہ چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: میں آپ کی بات سن رہا ہوں۔

جناب علی نور حیدر خان نیازی: ہمیں اطلاع ملی کہ ثناء اللہ نامی معنوی جوہر آباد میں ایک جگہ پر موجود ہے اور اتنے بجے اسے وہاں سے شفٹ کیا جائے گا۔ میں بذات خود آئی جی پنجاب کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اس وقت تقریباً گیارہ بارہ بجے کا ٹائم تھا میں نے آئی جی کو بتایا کہ انھوں نے اس معنوی کو چار بجے فلاں جگہ

سے shift کرنا ہے۔آئی جی صاحب نے ڈی پی او خوشاب کی ڈیوٹی لگائی۔ڈی پی او خوشاب کی دیانتداری پر کوئی شک نہیں ہے انھوں نے بروقت کارروائی کرکے موقع سے معنوی برآمد کیا اور ملزمان کو بھی موقع پر گرفتار کیا۔لیکن مجھے یہ بات افسوس سے کہنا پڑ رہی ہے کہ پرچے میں ایک نامزد ملزم کو سیاسی دباؤ کی وجہ سے چھوڑا گیا۔اس کیس کی باقاعدہ تفتیش ہوئی اس میں یہ ملزمان گناہ گار قرار پائے انھیں چالان کرکے جیل بھیج دیا گیا اور ان کا کیس دہشت گردی کی عدالت میں بھیج دیا گیا۔ان ملزمان نے دوران تفتیش انکشاف کیا کہ میانوالی میں اغوا برائے تاوان کے دوسرے cases بھی انھوں نے کئے تھے اور انھوں نے ایک بندے کو اغوا کرکے سات لاکھ روپے ransom وصول کیا اس کی تھانہ ہنالی ضلع میانوالی میں ایف آئی آر درج ہے۔اس میں بھی یہ ملزم گناہ گار ہو کر چالان ہو چکے ہیں۔ انھوں نے دوبارہ تفتیش کرنے کی درخواست ایڈیشنل آئی جی انوسٹی گیشن کو دی تو اس کے لئے بورڈ بنایا گیا۔وہ بورڈ 15-8-2009 کو ان recommendations کے ساتھ یہ کہتا ہے کہ تفتیش بالکل ٹھیک ہوئی ہے لہذا اس کی دوبارہ تفتیش کی ضرورت نہیں اور ابھی تک چھ ملزمان اشتہاری ہیں جب تک وہ پیش نہیں ہوں گے دوبارہ تفتیش نہیں کی جا سکتی۔

جناب سپیکر!ضلع بھکر میں اسی طرح 302 کا کیس ہوا اس میں ملزمان اشتہاری تھے تو اسی ایڈیشنل آئی جی انوسٹی گیشن نے ان کی تبدیل ہوئی تفتیش cancel کر دی کہ جب تک ملزمان اشتہاری ہیں ان کی تفتیش تبدیل نہیں ہو سکتی اور یہی recommendations ایک بورڈ نے 15-8-09 کو دی ہیں اور اس بورڈ میں تین یا چار ایس پی صاحبان موجود تھے انھوں نے کہا کہ اس کی تفتیش صحیح ہوئی ہے لہذا دوبارہ ضرورت نہیں ہے اور چھ ملزمان اشتہاری ہیں۔لیکن اس کے بعد اس ایڈیشنل آئی جی نے دوبارہ ایک بورڈ تشکیل دیا اور اس بورڈ میں بھی وہی ممبران ہیں۔وہ بورڈ 15-8-09 کو تو کہتا ہے کہ دوبارہ تفتیش نہیں ہونی چاہئے لیکن 3-9-09 کو کہتا ہے کہ اس کی تفتیش دوبارہ ہونی چاہئے۔پولیس آرڈر 2002 کا (6) Rule-18 یہ کہتا ہے کہ:

> Investigation shall not be changed except after due deliberations and recommendations by a board headed by an officer not below the rank of Senior Superintendent of Police and two Superintendents of Police one being-in-charge of the investigation of the concerned district

کہ reasons کے ساتھ، پہلے وہی بورڈ کہتا ہے کہ تفتیش تبدیل نہیں ہونی چاہئے پھر ایڈیشنل آئی جی صاحب آرڈر کرتے ہیں کہ یہ تفتیش تبدیل کر دی جائے لیکن اس میں کوئی reason نہیں ہے۔ایک مقدمہ جس میں چھ ملزمان اشتہاری ہیں اس میں وہ کہتا ہے کہ ان اغوا برائے تاوان کے ملزمان کی تفتیش دوسرے ضلع میں تبدیل نہیں ہونی چاہئے۔دوسری سب سے بڑی یہ دھاندلی کی گئی جس کی کوئی مثال ہی نہیں ملتی کہ وہ تفتیش سرگودھا ریجن سے فیصل آباد ریجن میں بھیجی گئی اور ابھی تفتیش نہیں ہوئی لیکن جو ملزمان جیل میں ہیں انھوں نے ہائی کورٹ سے اپنی bail applications withdraw کر لی ہیں۔کیا اغوا برائے تاوان کے ملزمان اتنے V.V.I.P's ہیں کہ ان کے لئے تین تین دفعہ boards بنائے جائیں اگر پچھلے ایک دو سال میں سرگودھا ریجن کی کوئی اور تفتیش کسی دوسرے ریجن میں بھیجی گئی ہے تو ہمیں بتایا جائے؟اس ایڈیشنل آئی جی (investigation) جیسی کالی بھیڑیں ہمارے وزیراعلیٰ صاحب کے vision کو خراب کرنے کی کوشش کر رہی ہیں۔ہمارے وزیراعلیٰ جو کہ دن رات محنت کر کے اس صوبے کے اندر good governance کی ایک مثال قائم کرنے کی کوشش کر رہے ہیں، جو ساری ساری رات جاگ کر اس صوبے کی معصوم عوام کو انصاف فراہم کرنے کی کوشش کر رہے ہیں اس طرح کی کالی بھیڑیں ہمارے وزیراعلیٰ کے اس vision کو خراب کرنے کی کوشش کر رہی ہیں۔

جناب سپیکر!میں وزیر قانون صاحب سے یہ گزارش کرتا ہوں کہ یہ ملزمان مجھے جیل سے فون کر کے دھمکیاں دے رہے ہیں۔جس وقت میں بڑے بڑے افسران کے پاس جاتا ہوں تو اس ایف آئی آر کا ایک نامزد ملزم ان کے پاس بیٹھ کر coffee پی رہا ہوتا ہے جس پر میرا خون کھولتا ہے۔لہذا وزیر قانون صاحب سے میری گزارش ہے کہ اس بات کا نوٹس لیں۔اگر اغواء برائے تاوان کے ملزمان کو اس طرح سے پروٹوکول دیا جاتا رہا تو پھر صوبے میں امن وامان کے نام کی کوئی چیز نہیں رہے گی۔

جناب سپیکر:وزیر قانون صاحب نے تو آپ کو تمام تفصیل بتا دی ہے اب اس کے بعد آپ کیا چاہتے ہیں؟

جناب علی حیدر نور خان نیازی:اس کے بعد میں نے جو بات بتائی ہے وہ وزیر قانون صاحب کے نوٹس میں نہیں تھی۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور(رانا ثناء اللہ خان):جناب سپیکر!محترم نیازی صاحب نے اس case کے حالات کے بارے میں جو تبصرہ کیا ہے وہ انھوں نے بالکل ایک گورکھ دھندا سا بنا کر پیش کیا ہے۔ایک طرف وہ کہہ رہے ہیں کہ وہاں مقامی طور پر سیاسی دباؤ ہے اور اس کے بعد وہ اس بات پر بھی اعتراض کر

رہے ہیں کہ investigation دوسرے ضلعے میں کیوں تبدیل کی گئی ہے؟ انھیں بورڈ کی recommendations پر بھی اعتراض ہے تو میں ان کی باتوں سے جو سمجھ پایا ہوں وہ یہ ہے کہ شاید نیازی صاحب اس بات سے نالاں ہیں کہ یہ investigation دوسری ریجن میں کیوں منتقل کی گئی ہے، یعنی ضلع خوشاب سے فیصل آباد کیوں منتقل کی گئی ہے؟ میں آپ کی وساطت سے یہ کہنا چاہوں گا کہ اگر محترم نیازی صاحب کا یہی موقف ہے، یہی ان کا point ہے جو میں سمجھ پایا ہوں کہ وہ اس تفتیش کو فیصل آباد سے دوبارہ خوشاب ریجن میں لانا چاہتے ہیں اور وہاں کی پولیس پر ان کو اعتماد ہے کہ وہ اس case کی بہتر طور پر investigate کر سکتی ہے تو حکومت اس کے لئے تیار ہے۔ وہ یہ بات واضح طور پر فرما دیں۔

جناب سپیکر: وہ خوشاب میں نہیں کہہ رہے بلکہ ریجن میں تبدیل کرنے کا کہہ رہے ہیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): وہ پھر بتا دیں کہ کہاں کے لئے کہہ رہے ہیں؟

جناب علی حیدر نور خان نیازی: جناب سپیکر! عرض یہ ہے کہ یہ کوئی گورکھ دھندا نہیں ہے۔ روزانہ چھ سو investigations تبدیل ہوتی ہیں۔ میں پوچھنا چاہوں گا کہ مجھے کوئی ایک ایسی investigation بتا دیں کہ جو ایک ریجن سے دوسری ریجن میں تبدیل کی گئی ہو؟ یہ بھی بتائیں کہ ایک board بنا ہو اور اس نے not recommend کیا ہو اور اس پر دوبارہ board بنایا گیا ہو، کیا ایسی پہلے کوئی مثال موجود ہے؟ بہر حال میں یہ کہوں گا کہ اگر investigation واپس ہماری ریجن میں آتی ہے تو پھر میری تسلی ہوتی ہے۔ میں openly کہتا ہوں کہ ہم اس investigation کو join نہیں کریں گے، آپ اغواء برائے تاوان کے ملزمان کو بے شک چھوڑ دیں۔ ہمیں ان پر اعتماد ہی نہیں ہے کیونکہ ابھی تفتیش ہوئی نہیں اور انھوں نے ہائی کورٹ سے اپنی bail application withdraw کر لی ہے۔ کہنے کا مقصد یہ ہے کہ کیا اس افسر سے کوئی باز پرس کرنے والا نہیں ہے کہ آپ نے دو دو board کیوں بنوائے؟ کیا اس سے پوچھنے کے لئے کوئی موجود نہیں ہے کہ وہ کون سے V.V.I.P لوگ تھے جن کی وجہ سے آپ نے ایک ریجن کی investigation دوسری ریجن میں بھجوا دی جبکہ اس طرح کی پہلے کوئی مثال موجود نہیں ہے۔ اس Additional I.G کو یہاں بُلایا جائے اور اس سے یہ سب کچھ پوچھا جائے اور یہ investigation اس سے واپس لی جائے۔ شکریہ

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں محترم نیازی صاحب کی خدمت میں یہ عرض کروں گا کہ جو case investigation میں ہوتا ہے اس میں مختلف مراحل پر مختلف قسم کی صورتحال سامنے آتی رہتی ہیں۔ انھوں نے خود ہی کہا کہ وہ ملزم اتنے با اثر ہیں کہ جب میں بڑے بڑے

پولیس آفیسرز کے پاس جاتا ہوں تو وہ وہاں پر coffee پی رہے ہوتے ہیں۔ اگر تو یہ بات انھوں نے اپنی تقریر میں زور پیدا کرنے کے لئے اور ایک افسانوی انداز میں کی ہے تو مجھے انتہائی افسوس ہے۔ اگر ہم اپنے اداروں کو اس طرح سے blame کریں گے، اپنے آفیسرز کو اس طرح سے blame کریں گے تو یہ مناسب نہیں ہے۔ اب Additional I.G چودھری عبدالمجید صاحب جن کے بارے میں یہ بات کر رہے ہیں انھوں نے ان کے بارے میں نازیبا لفظ بھی بولا ہے اس آدمی کو میں ذاتی طور پر جانتا ہوں کہ ---He is an honest officer

MR ALI HAIDER NOOR KHAN NIAZI: Sorry sir, I don't call him an honest officer.

وہ کسی طرح بھی ایماندار آفیسر نہیں ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): This is not the way to talk آپ بیٹھیں، میری بات سنیں۔ دیکھیں بات یہ ہے کہ لوگوں کی reputation ہوتی ہے۔ سیاست دانوں، businessmen اور آفیسرز کی ایک reputation ہوتی ہے جو کہ ان کے ساتھ attach ہوتی ہے۔ ایک طرف آپ نے یہ کہا کہ وہ ملزم اتنے بااثر ہیں کہ جب میں بڑے بڑے پولیس آفیسرز کے پاس ان کے خلاف جاتا ہوں تو وہ وہاں پر بیٹھے ہوئے چائے پی رہے ہوتے ہیں جس پر مجھے غصہ آتا ہے اور میرا خون کھولتا ہے۔ It may be possible اور میں کہتا ہوں کہ یقیناً ایسے ملزمان کے مقدمات دوسری رینج میں تبدیل ہونے چاہئیں کیونکہ ایسے ملزمان مقامی طور پر زیادہ اثر انداز ہوتے ہیں۔ دوسرا آپ کا یہ موقف ہے کہ ایک دفعہ بورڈ بنا اور اس نے اپنی رپورٹ دی لیکن بعد میں دوبارہ بورڈ تشکیل دیا گیا تو میں کہتا ہوں کہ ایک یا دو ماہ بعد کچھ ایسے circumstances سامنے آسکتے ہیں کہ جن کی بنیاد پر بورڈ اپنی رائے change کر سکتا ہے۔ یہ بورڈ operational معاملات پر اپنی opinion دیتا ہے۔ وہ کوئی judicial معاملات نہیں ہیں کہ ایک دفعہ فیصلہ ہو گیا تو اس کے بعد اس عدالت کا اس فیصلہ سے کوئی تعلق نہیں رہتا، بعد میں appellate stage میں جائے۔ یہ operational معاملات ہیں۔

جناب سپیکر: اتنی لمبی بحث میں پڑنے کی ضرورت نہیں ہے۔ آپ نیازی صاحب کو کوئی وقت دیں اور اس Additional I.G کو بلوالیں۔ ان کی آپس میں ملاقات کروادیں یا پھر یہ تفتیش تبدیل کروادیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اگر یہ یہی چاہتے ہیں کہ تفتیش واپس ان کی range میں آ جائے۔

جناب سپیکر: نہیں، range تو کسی کی نہیں ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! range سے مراد یہ ہے کہ فیصل آباد سے سرگودھا ریجن میں تفتیش آ جائے۔ اگر یہ ایسا چاہتے ہیں تو اس کے لئے یہ باقاعدہ درخواست دے دیں۔ میں انھیں پورا یقین دلاتا ہوں کہ اس مقدمہ کی تفتیش ہم واپس اسی ضلع اور ریجن میں تبدیل کروا دیں گے۔ اصل میں Police Order, 2002 کو اتنا زیادہ lengthy and complicated کر دیا گیا ہے کہ جس کی وجہ سے اس قسم کے معاملات جنم لیتے ہیں۔

جناب سپیکر: جی، شکریہ۔ نیازی صاحب! اب آپ تشریف رکھیں۔

جناب علی حیدر نور خان نیازی: جناب سپیکر! رانا صاحب ماشاء اللہ وکیل بھی ہیں۔ ایک چیز circumstantial evidence ہوتی ہے۔

جناب سپیکر: نیازی صاحب! اب اس پر مزید بحث نہیں ہو سکتی۔ آپ کا وقت ختم ہو گیا ہے۔

جناب علی حیدر نور خان نیازی: چلیں، ٹھیک ہے۔ اس کو آپ Thursday تک pending کر دیں۔

جناب سپیکر: نہیں، اس کو pending کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ وزیر قانون صاحب نے آپ کو یقین دہانی کروا دی ہے۔ آپ درخواست دیں وہ آپ کی تفتیش تبدیل کروا دیں گے۔ یہ کوئی اتنا بڑا مسئلہ نہیں ہے۔

جناب علی حیدر نور خان نیازی: جناب سپیکر! کیا یہ آپ کی طرف سے یقین دہانی ہے؟

جناب سپیکر: ہم آپ کو وزیر قانون صاحب سے assurance دلوا رہے ہیں۔

جناب علی حیدر نور خان نیازی: چلیں، ٹھیک ہے۔ بہت شکریہ

جناب سپیکر: وزیر قانون رانا ثناء اللہ خان صاحب، سینئر وزیر راجہ ریاض صاحب اور قائد حزب اختلاف چودھری ظہیر الدین خان صاحب نے قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1997 کے قاعدہ نمبر

234 کے تحت قاعدہ 115 اور دیگر متعلقہ قواعد کو معطل کر کے دہشت گردی کی حالیہ وارداتوں کے حوالے سے ایک قرارداد پیش کرنے کی اجازت طلب کی ہے۔ محرک اپنی تحریک پیش کریں۔

قرارداد پیش کرنے کے لئے قواعد کی معطلی کی تحریک

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناءاللہ خان): جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:۔

"قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1997 کے قاعدہ نمبر 234 کے تحت قاعدہ 115 اور دیگر متعلقہ قواعد کو معطل کر کے دہشت گردی کی حالیہ وارداتوں کے حوالے سے ایک قرارداد پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔"

جناب سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:۔

"قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1997 کے قاعدہ نمبر 234 کے تحت قاعدہ 115 اور دیگر متعلقہ قواعد کو معطل کر کے دہشت گردی کی حالیہ وارداتوں کے حوالے سے ایک قرارداد پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔"

یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور اب سوال یہ ہے کہ:۔

"قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1997 کے قاعدہ نمبر 234 کے تحت قاعدہ 115 اور دیگر متعلقہ قواعد کو معطل کر کے دہشت گردی کی حالیہ وارداتوں کے حوالے سے ایک قرارداد پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔"

(تحریک متفقہ طور پر منظور ہوئی)

جناب سپیکر: اب محرک اپنی قرارداد پیش کریں۔

قرارداد

اسلام آباد میں اقوام متحدہ کی عمارت، جی ایچ کیو راولپنڈی پر دہشت گردی کے حملوں کی پرزور مذمت اور پاک فوج کے بہادر جوانوں کو زبردست خراج عقیدت کا پیش کیا جانا

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناءاللہ خان): جناب سپیکر میں یہ قرارداد پیش کرتا ہوں کہ:۔

"صوبائی اسمبلی پنجاب کا یہ نمائندہ ایوان 9-اکتوبر 2009 کو پشاور کے خیبر بازار، 5-اکتوبر 2009 کو اسلام آباد میں اقوام متحدہ کے عالمی پروگرام برائے خوراک کی عمارت اور ملک کے دیگر حصوں میں ہونے والی دہشت گردی کی حالیہ وارداتوں کی پرزور مذمت کرتا ہے اور ان واقعات میں ہونے والی ہلاکتوں پر اپنے گہرے رنج و غم کا اظہار کرتا ہے۔ یہ ایوان ہلاک شدگان کے لواحقین کے غم میں برابر کا شریک ہے۔

یہ ایوان 10-اکتوبر 2009 کو جی۔ایچ۔کیو راولپنڈی پر دہشت گردوں کے حملے کی بھی شدید مذمت کرتا ہے اور پاک فوج کے افسروں اور جوانوں کی جرأت کو سلام پیش کرتا ہے جنہوں نے نہایت بہادری اور پیشہ ورانہ مہارت سے اس حملے کو نہ صرف ناکام بنایا بلکہ انتہائی مختصر وقت میں درجنوں یرغمالی افراد کی قیمتی جانوں کے ساتھ اس ادارے کی ساکھ کو بھی بچا لیا۔ یہ ایوان جی۔ایچ۔کیو پر حملے میں شہید ہونے والے پاک فوج خصوصاً ایس۔ایس۔جی کے افسران اور اہلکاران کی جرات اور بہادری کو بھی زبردست خراج عقیدت پیش کرتا ہے جنہوں نے اپنی جانوں کا نذرانہ دے کر پاک فوج اور ملک کی عزت و آبرو میں اضافہ کیا۔ یہ ایوان اس امر پر مکمل یقین رکھتا ہے کہ ان شہداء کا خون رائیگاں نہیں جائے گا۔

یہ ایوان اس قرار داد کے ذریعے تمام دہشت گردوں کو یہ پیغام دیتا ہے کہ پوری قوم ان کے challenge کو قبول کرتے ہوئے پاک فوج، پولیس اور سکیورٹی کے دیگر اداروں کے شانہ بشانہ کھڑی ہے اور مملکت خداداد پاکستان کی سلامتی اور استحکام کے منافی ان کے ناپاک ارادوں کو ناکام بنانے کا عزم کرتی ہے۔"

جناب سپیکر: یہ قرار داد پیش کی گئی ہے کہ:

"صوبائی اسمبلی پنجاب کا یہ نمائندہ ایوان 9-اکتوبر 2009 کو پشاور کے خیبر بازار، 5-اکتوبر 2009 کو اسلام آباد میں اقوام متحدہ کے عالمی پروگرام برائے خوراک کی عمارت اور ملک کے دیگر حصوں میں ہونے والی دہشت گردی کی حالیہ وارداتوں کی پُرزور مذمت کرتا ہے اور ان واقعات میں ہونے والی ہلاکتوں پر اپنے

گہرے رنج وغم کا اظہار کرتا ہے۔ یہ ایوان ہلاک شدگان کے لواحقین کے غم میں برابر کا شریک ہے۔

یہ ایوان 10-اکتوبر 2009 کو جی۔ایچ۔کیو راولپنڈی پر دہشت گردوں کے حملے کی بھی شدید مذمت کرتا ہے اور پاک فوج کے افسروں اور جوانوں کی جرأت کو سلام پیش کرتا ہے جنہوں نے نہایت بہادری اور پیشہ ورانہ مہارت سے اس حملے کو نہ صرف ناکام بنایا بلکہ انتہائی مختصر وقت میں درجنوں یرغمالی افراد کی قیمتی جانوں کے ساتھ اس ادارے کی ساکھ کو بھی بچالیا۔ یہ ایوان جی۔ایچ۔کیو پر حملے میں شہید ہونے والے پاک فوج خصوصاً ایس۔ایس۔جی کے افسران اور اہلکاران کی جرات اور بہادری کو بھی زبردست خراج عقیدت پیش کرتا ہے جنہوں نے اپنی جانوں کا نذرانہ دے کر پاک فوج اور ملک کی عزت وآبرو میں اضافہ کیا۔ یہ ایوان اس امر پر مکمل یقین رکھتا ہے کہ ان شہداء کا خون رائیگاں نہیں جائے گا۔

یہ ایوان اس قرارداد کے ذریعے تمام دہشت گردوں کو یہ پیغام دیتا ہے کہ پوری قوم ان کے challenge کو قبول کرتے ہوئے پاک فوج، پولیس اور سکیورٹی کے دیگر اداروں کے شانہ بشانہ کھڑی ہے اور مملکت خداداد پاکستان کی سلامتی اور استحکام کے منافی ان کے ناپاک ارادوں کو ناکام بنانے کا عزم کرتی ہے۔

یہ قرارداد پیش کی گئی ہے اور اب سوال یہ ہے کہ:

"صوبائی اسمبلی پنجاب کا یہ نمائندہ ایوان 9-اکتوبر 2009 کو پشاور کے خیبر بازار، 5-اکتوبر 2009 کو اسلام آباد میں اقوام متحدہ کے عالمی پروگرام برائے خوراک کی عمارت اور ملک کے دیگر حصوں میں ہونے والی دہشت گردی کی حالیہ وارداتوں کی پُرزور مذمت کرتا ہے اور ان واقعات میں ہونے والی ہلاکتوں پر اپنے گہرے رنج وغم کا اظہار کرتا ہے۔ یہ ایوان ہلاک شدگان کے لواحقین کے غم میں برابر کا شریک ہے۔

یہ ایوان 10-اکتوبر 2009 کو جی۔ایچ۔کیو راولپنڈی پر دہشت گردوں کے حملے کی بھی شدید مذمت کرتا ہے اور پاک فوج کے افسروں اور جوانوں کی جرأت کو سلام پیش کرتا ہے جنہوں نے نہایت بہادری اور پیشہ ورانہ مہارت سے اس حملے

کو نہ صرف ناکام بنایا بلکہ انتہائی مختصر وقت میں درجنوں یرغمالی افراد کی قیمتی جانوں کے ساتھ اس ادارے کی ساکھ کو بھی بچالیا۔ یہ ایوان جی۔ ایچ۔ کیو پر حملے میں شہید ہونے والے پاک فوج خصوصاً ایس۔ ایس۔ جی کے افسران اور اہلکاران کی جرات اور بہادری کو بھی زبردست خراج عقیدت پیش کرتا ہے جنہوں نے اپنی جانوں کا نذرانہ دے کر پاک فوج اور ملک کی عزت و آبرو میں اضافہ کیا۔ یہ ایوان اس امر پر مکمل یقین رکھتا ہے کہ ان شہداء کا خون رائیگاں نہیں جائے گا۔

یہ ایوان اس قرارداد کے ذریعے تمام دہشت گردوں کو یہ پیغام دیتا ہے کہ پوری قوم ان کے challenge کو قبول کرتے ہوئے پاک فوج، پولیس اور سکیورٹی کے دیگر اداروں کے شانہ بشانہ کھڑی ہے اور مملکت خداداد پاکستان کی سلامتی اور استحکام کے منافی ان کے ناپاک ارادوں کو ناکام بنانے کا عزم کرتی ہے۔

(قرارداد متفقہ طور پر منظور ہوئی)

(اذانِ مغرب)

جناب سپیکر: نماز مغرب کے لئے آدھے گھنٹے کا وقفہ کرتے ہیں۔

(اس مرحلہ پر نماز مغرب کے لئے اجلاس کی کارروائی آدھ گھنٹے کے لئے ملتوی کی گئی

(اس مرحلہ پر نماز مغرب کے وقفہ کے بعد جناب سپیکر رانا محمد اقبال خان 7:25 پر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

تحاریک استحقاق

جناب سپیکر: اب ہم تحاریک استحقاق لیتے ہیں اور یہ تحریک میجر (ر) عبدالرحمن رانا صاحب کی ہے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! اجازت ہے؟

جناب سپیکر: کس چیز کی؟

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! آپ کو بھی معلوم ہے کہ کس چیز کی اجازت لے رہا ہوں۔ اگر آپ عنایت کر دیں کیونکہ میں آج چار بجے سے کوشش کر رہا ہوں کہ آپ سے تھوڑا سا وقت لے لوں کیونکہ آپ مہربانی کرتے ہیں اور گٹر کے ڈھکنوں پر پچیس منٹ تک بحث ہوتی ہے تو مجھے بھی دو چار منٹ دے دیں۔

جناب سپیکر: شیخ صاحب! تحریک استحقاق ختم ہو گی تو اس کے بعد آپ کو وقت دوں گا۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میں اسی کے بارے میں بات کرنا چاہتا ہوں۔ میری کوئی اپنی تحریک استحقاق نہیں ہے لیکن میں آپ کی اجازت سے، جس میں آپ کا، میرا اور اس پورے ایوان کا مسئلہ ہے کیونکہ میری کوئی تحریک پچھلے tenure میں تھی اور نہ ابھی تک آئی ہے اور نہ ہی انشاءاللہ آئے گی لیکن میں آپ سے صرف پانچ منٹ مانگتا ہوں اور گھڑی دیکھ کر مجھے پانچ منٹ دے دیں۔ اجازت ہے؟

جناب سپیکر: میں تحریک استحقاق کے لئے پکار چکا ہوں اس لئے اس کے بعد آپ وقت لے لیں۔

شیخ علاؤالدین: شکریہ۔ جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: میجر (ر) عبدالرحمن رانا صاحب کی تحریک استحقاق نمبر 28 ہے جو کہ پہلے پیش ہو چکی ہے اور آپ نے اس کا جواب دینا ہے۔

نشان زدہ سوال نمبر 558 کے غلط جواب کی فراہمی

(۔۔۔ جاری)

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناءاللہ خان): جناب سپیکر! اس کا جواب موصول ہو چکا ہے جس میں محکمہ کے کچھ افسران کے ساتھ میجر صاحب کی بیٹھ کر کوئی بات بھی ہوئی تھی اور انہوں نے غالباً visit بھی کرنا تھا تو میں اس جواب کی کاپی انہیں فراہم کر دیتا ہوں۔ یہ اسے دیکھ لیں اور اگر یہ مطمئن ہیں تو ٹھیک ہے اور اگر اس میں انہیں کوئی اعتراض ہے اور یہ مزید کوئی بہتری چاہتے ہیں تو اس بارے میں بھی محکمہ سے کہہ دیا جائے گا کیونکہ اس روڈ کے حوالے سے لوگوں کے ریلیف کے لئے یہ جو چاہتے ہیں تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ ایک اچھا کام ہے کہ اگر اس میں جتنی بھی بہتری ہو جائے تو یہ بہتر ہو جائے گا۔

جناب سپیکر: میرا خیال ہے کہ میجر صاحب اس کو پڑھ کر دیکھ لیں۔۔۔۔

میجر (ر) عبدالرحمن رانا: جناب سپیکر! اگر یہ جواب پڑھ کر سنا دیں تو یہ زیادہ مناسب ہو گا تاکہ اس پر مزید کوئی ممبر بات کرنا چاہیں تو کر لیں کیونکہ اس روڈ سے میں ہی اکیلا ایم پی اے affected نہیں بلکہ اس سڑک پر پورے جنوبی پنجاب یا اوپر سے جھنگ اور میانوالی کی طرف سے ایم پی ایز آتے ہیں۔ وہ سارے کے سارے affected ہیں۔ صرف ایم پی اے ہی نہیں بلکہ سارے لوگ affected ہیں۔ میں اتنی گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ اس issue کو بار بار پیش کرتے ہوئے اب مجھے خود محسوس ہو رہا ہے اور باہر کے لوگ بھی اب مجھ سے کہتے ہیں کہ تمہارے پاس سوائے اس کے اور کوئی چیز نہیں ہے؟ یہ مسئلہ سرے سے لگ ہی نہیں رہا ہے۔ ڈیڑھ سال کے اندر کوئی چار کمیٹیاں بنیں، CMIT کو بھیجی گئی اس کی

رپورٹ پیش نہیں ہوئی۔اس کے بعد ایک کمیٹی بنی جس کے انچارج چیف انجینئر رانا غوث صاحب تھے اب وہ ریٹائر ہو گئے ہیں۔ وہ اپنے ساتھ کمیٹی بھی لے گئے اور کمیٹی کی proceeding بھی ساتھ چلی گئی۔اب ایک اور کمیٹی بنی جس نے ایک مہینے کے بعد اپنی رپورٹ اسمبلی میں دینی تھی۔ایک مہینے کے بعد میں محکمے میں گیا تو انہوں نے مجھے ایک رپورٹ دکھائی جو بہت مضحکہ خیز تھی اور اس میں الٹا انہوں نے کہا کہ LEFCO مظلوم ہے اور یہ تمام ظالم ہیں جو اس کے خلاف تحریکیں پیش کر رہے ہیں۔

میری گزارش یہ ہے کہ جب تک ہم اسمبلی کو empower نہیں کرتے، جب تک ہم سارے ممبران کو empower نہیں کرتے، جب تک ہم سٹینڈنگ کمیٹیوں کو empower نہیں کرتے اس وقت تک یہ مسئلہ حل نہیں ہوگا۔اگر آج استحقاق کمیٹی موجود ہوتی تو میرا خیال ہے کہ یہ مسئلہ بہت دیر کا حل ہو چکا ہوتا، اگر C&W کی کمیٹی موجود ہوتی تو یہ مسئلہ حل ہو چکا ہوتا۔ازراہ مہربانی اس مسئلے کو حل کرتے وقت اس کی root cause بھی دیکھئے کہ یہ اتنا لمبا کیوں چلتا ہے؟ لاکھوں لوگوں کی relief کا مسئلہ ہے اور ہم ڈیڑھ سال سے اس پر صرف debate کر رہے ہیں، رپورٹ منگوا رہے ہیں، رپورٹ آ رہی ہے، رپورٹ جا رہی ہے۔ سیدھی سیدھی بات ہے کہ اس agreement کو اسمبلی اور آپ کی چیئر null and void قرار دے کیونکہ یہ Constitution کے خلاف ہے۔Agreement میں لکھا ہوا ہے کہ arbitration ہوگی۔کیوں نہیں ایک کمیٹی بنتی چاہئے جو ان کی پارٹی کے ساتھ arbitration کرائے تاکہ دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی ہو، یہ کمیٹیوں سے گزارا نہیں چلے گا۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: جی، رانا صاحب! وہ مطمئن نہیں ہو رہے ہیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں نے تو اسی لئے کہا تھا کہ یہ جواب پڑھ لیں تاکہ ان کی تقریر سے ہم محفوظ رہیں۔اگر انہوں نے یہی تقریر کرنی تھی تو پھر میں ہی پہلے جواب پڑھ دیتا۔انہوں نے جو تحریک استحقاق میں بیان فرمایا ہے میں پہلے وہ تھوڑا سا حصہ پڑھ دوں تاکہ جواب کی relevancy اس سے ثابت ہو جائے۔ اب اس میں کبھی یہ معاہدے پر چلے جاتے ہیں، کبھی یہ سٹینڈنگ کمیٹی کے اختیارات پر چلے جاتے ہیں، کبھی یہ آپ سے کہتے ہیں کہ پنجاب حکومت نے سڑک کی تعمیر کے لئے کسی کمپنی سے جو معاہدہ کیا ہے آپ اس کو cancel کر دیں۔اگر اس طرح ہوگا تو آپ مجھے بتائیں یا یہ مجھے سمجھائیں کہ پھر کس طرح سے معاملات چلیں گے؟ اگر حکومت کو جو اختیار Constitution یا یہ ایوان دیتا ہے کہ وہ اس قسم کے executive فیصلے کرے اور بعد میں ہم یہاں بیٹھ کر اس کو cancel کرنا شروع کر دیں تو معاملات کیسے چلیں گے؟ ان کی تحریک استحقاق میں بہت

واضح طور پر پوچھا گیا ہے کہ سڑک کی تعمیر کے لئے کل کتنی کمپنیوں نے ٹینڈر جمع کروائے ؟اس کا جواب جان بوجھ کر نہیں دیا گیا۔ اب جو جواب ہے اس میں تقریباً 7 کمپنیوں کے نام ہیں جن کو ٹینڈر دیا گیا ہے۔ پھر یہ فرماتے ہیں کہ اس سڑک پر toll tax جمع کرنے والی کمپنی اور ٹھیکے کا طریق کار پوچھا گیا تو اس کا جواب نہ دیا گیا ہے۔ مزید پوچھا گیا تھا کہ ٹھیکہ میں کتنی کمپنیوں نے حصہ لیا تو اس کا جواب بھی نہیں دیا گیا۔ جواب میں کہا گیا ہے کہ کمپنیوں نے 29 ماہ کی مدت میں project مکمل کر لیا جبکہ یہ project بہت دیر بعد مکمل ہوا۔ جواب میں کہا گیا ہے کہ toll tax کی منظور شدہ شرح سڑک کے استعمال پر منحصر ہے، یہ سراسر غلط ہے۔ انہوں نے یہ کہا کہ جواب نہیں دیا گیا تھا، وہ جواب ان کی تحریر کے بعد زیادہ مفصل اور واضح طور پر دے دیا گیا ہے۔ اب ان کا یہ کہنا کہ ان کی اطلاعات غلط ہیں تو اب اس کے لئے کوئی اور طریق کار نہیں ہے کہ جو محکمہ ایوان میں اس assurance کے ساتھ کہ جناب! یہ ہمارا ریکارڈ ہے اس کے مطابق ہم جواب دے رہے ہیں اگر اس کو یہ درست تسلیم نہیں کرتے تو ان کے پاس اب کیا evidence ہے؟ وہ evidences آپ کے سامنے لے آئیں یا مجھے دکھا دیں تاکہ اس کے مطابق محکمے سے پوچھا جا سکے۔ باقی وہ information جو انہوں نے پہلے کہا تھا کہ وہ نہیں دی گئی وہ تمام information اس جواب میں موجود ہے۔

جناب سپیکر: میجر صاحب! ایک تو آپ نے یہ کہا کہ C&W کی کمیٹی بھی نہیں ہے۔ میرے خیال میں وہ تو بن چکی ہے اور اس کا چیئرمین بھی ہے۔

میجر (ر) عبدالرحمن رانا: پھر اس کمیٹی کے پاس یہ مسئلہ جانا چاہئے نئی کمیٹیاں کیوں بن رہی ہیں؟ اگر C&W کی کمیٹی موجود ہے تو پھر یہ مسئلہ C&W کی کمیٹی کو refer کیجئے۔ دوسری بات یہ ہے کہ شاید یہ میری کمزوری ہے کہ میں لاء منسٹر کو سمجھا نہیں سکا یا ہم اس مسئلے کو اتنا serious نہیں لے رہے ہیں۔ صرف یہی تحریک نہیں ہے بلکہ ایسی چار تحاریک استحقاق کمیٹی میں پیش ہیں جو اسی مسئلے کے متعلق ہیں۔ اس مسئلے کی بنیاد ہی اس وقت کھڑی ہوئی تھی جب یہ کہا گیا تھا کہ اس agreement میں اسمبلی کو اختیار نہیں ہے کہ وہ legislation کرے۔ اس سے یہ جھگڑا کھڑا ہوا تھا اور چیزیں آگے چلتی گئیں۔ آگے مسائل در مسائل نکلتے گئے۔ اب انہوں نے کہا کہ انہوں نے جواب دے دیا ہے۔ میں یہی کہہ رہا ہوں کہ اسمبلی کا کسی کو خوف نہیں ہے، لگاتار غلط جواب دیا جا رہا ہے۔ مجھے کہا جاتا ہے کہ میں ثبوت پیش کروں، ثبوت تو زمین پر موجود ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہم سڑک کے استعمال کے مطابق toll tax لیتے ہیں۔

جناب والا! شاہ کوٹ سے ایک آدمی نکلتا ہے وہ دو کلو میٹر پر toll plaza cross کرتا ہے اس سے 25 روپے لئے جاتے ہیں۔ اس کا اور کیا ثبوت چاہئے، یہ کیوں بات کو لمبا کیا جا رہا ہے اور بات کو لٹکایا جا رہا ہے؟ ڈیپارٹمنٹ بار بار جواب دے رہا ہے کہ سڑک کے استعمال کے مطابق toll tax لیا جاتا ہے۔ سڑک کے استعمال کا مطلب یہ ہے کہ میں اگر 4 کلو میٹر سڑک استعمال کرتا ہوں اور 51 پیسے فی کلو میٹر اس کا ریٹ ہے تو مجھ سے 2 روپے لئے جائیں۔ مجھ سے 25 روپے کیوں لئے جاتے ہیں؟ اس کا ثبوت کیا میں نے دینا ہے، اس کا ثبوت سڑک پر بورڈ ہے جس پر لکھا ہوا ہے۔ اتنے بڑے بڑے 12,12 فٹ کے نوٹس بورڈ لگے ہوئے ہیں جہاں انہوں نے اپنا toll tax لکھا ہوا ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ یہ کہہ رہے ہیں وہ 29 ماہ میں مکمل ہوئی ہے۔ میں چیلنج کرتا ہوں آج بھی اس project کو 6 سال ہو گئے ہیں، agreement کے مطابق اس toll tax کے عوض انہوں نے جو سہولتیں دینی تھیں وہ ہمیں آج تک مہیا نہیں ہیں۔ جب تک تمام سہولتیں agreement کے مطابق مہیا نہ کر دی جائیں کیا project مکمل ہو جاتا ہے؟ آج ہی یہ ثابت کر دیں تو میں ہر سزا کے لئے تیار ہوں۔ بات یہ ہے کہ مجھے ثبوت دینے کی ضرورت نہیں ہونی چاہئے میں تو ایک چیز سامنے لا رہا ہوں کہ یہ مسئلہ ہے اور اس مسئلے کا حل ڈیپارٹمنٹ کو نکالنا چاہئے لیکن ڈیپارٹمنٹ seriously نہیں لے رہا ہے۔ اس کے لئے سوچنا پڑے گا کہ اسمبلی کا کیا اختیار ہے؟ میں نے اس لئے بات کی ہے میں نے کوئی چیز گڑبڑ نہیں کی ہے۔ میں کوئی تقریر نہیں کرتا میں نے پہلے دن بھی کہا تھا کہ یہ مسئلہ میرے حلقے کے لوگوں اور لاکھوں commuters کی آواز ہے۔ یہ میری تقریر نہیں ہے جس کو لاء منسٹر صاحب بار بار تقریر کا نام دے کر بٹھا دیتے ہیں اور خاموش کرا دیتے ہیں۔ یہ مسئلہ میرا خیال ہے کہ انہی کی وجہ سے ڈیڑھ سال لمبا ہوا ہے ورنہ یہ مسئلہ چھ ماہ کے اندر حل ہو جانا چاہئے تھا۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: جی، لاء منسٹر!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں نے محکمے کے سیکرٹری صاحبان کو ان کے ساتھ تین مرتبہ بٹھایا ہے۔ ان کو ان کی بات سمجھ آتی ہے اور نہ انہیں ان کی بات سمجھ آتی ہے۔ میں نے تین مرتبہ ان کو اپنے آفس میں دو، دو تین تین گھنٹے بٹھایا ہے۔ یہ بات یہ خود سمجھتے ہوں گے کہ موٹروے یا نیشنل ہائی وے پر ایک toll plaza سے دوسرے toll plaza تک جو فاصلہ ہے اس فاصلے کے مطابق ہر گاڑی سے toll tax لیتے ہیں۔ اب یا تو ہر گاڑی میں میٹر لگا ہوا ہو یا انہوں نے اگر لگوایا ہے تو وہ گاڑی بتائے کہ وہ کہاں سے شروع ہوئی اور toll plaza پر پہنچی۔ ایک آدمی یہاں سے چلے اور

toll plaza پر پہنچے اور ایک آدمی ایک میل پہلے چلے اور toll plaza پر پہنچے۔ اس قسم کا کوئی سسٹم اب تک موٹروے پر ہے اور نہ ہی نیشنل ہائی وے پر ہے کہ اس بات کو جانچا جا سکے کہ یہ جو گاڑی آئی ہے اس نے toll plaza سے toll plaza تک کا سفر کیا ہے یا اس نے دو میل کا سفر کیا ہے جیسے یہ مثال دے رہے تھے۔ اب جو معاملہ ہے میں آپ کو یہ پورے دعوے سے کہتا ہوں کہ یہ پانچ سال تک مسئلہ حل نہیں کر سکیں گے۔

جناب سپیکر: جی، میرے خیال میں اب بات ختم کرتے ہیں اور آپ کا یہ معاملہ C&W کی کمیٹی کے سپرد کیا جاتا ہے۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمن رانا: جناب سپیکر! ابھی تک تو C&W کے چیئرمین کا الیکشن نہیں ہوا۔

جناب سپیکر: پھر یہ Privilege Committee کے سپرد کرتے ہیں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! ابھی Privilege Committee کا الیکشن نہیں ہوا اور operational نہیں ہے۔

جناب سپیکر: آپ کیا کر رہے ہیں؟ .It is operational لغاری صاحب! وہ operational ہے۔

رانا محمد افضل خان: جناب سپیکر! ذرا میری بات سن لیں۔

جناب سپیکر: جی!

رانا محمد افضل خان: جناب سپیکر! اس معزز ہاؤس نے جب یہ ایوان شروع ہوا تھا ایک Select Committee بنائی تھی اور اس ایوان کے ممبران کی مہربانی تھی کہ میں اس سپیشل کمیٹی کا چیئرمین تھا۔ اس کمیٹی کے اندر یہ معاملہ کئی ماہ تک زیر بحث رہا۔ اس ایوان کی کمیٹی نے یہ معاملہ CMIT کو refer کیا on two counts, on contractual obligation and on operational obligation. یہاں جو معاملہ ہے، رانا صاحب کی بات صحیح ہے کہ یہ معاملہ پانچ چھ سال تک بھی حل نہیں ہو گا کیونکہ جو ٹھیکیدار ہے وہ اتنا strong اور اتنا ڈھیٹ ہے کہ وہ نہ اس اسمبلی کی writ کو مانتا ہے اور نہ حکومت پنجاب کی writ کو مانتا ہے۔ وہ یہ کہتا ہے کہ یہ contract جو حکومت پنجاب کے ساتھ sign ہوا ہے اس کو کوئی عدالت بھی interpret نہیں کر سکتی اور یہ کسی عدالت میں بھی پیش نہیں کیا جا سکتا۔ violation of contract دن دہاڑے ہو رہی ہیں۔ رانا صاحب نے بالکل صحیح بات کی ہے کہ ہم سب حقیقتاً اس ٹھیکیدار کے سامنے بے بس ہیں۔

جناب سپیکر: جب آپ کو اس کمیٹی کا چیئرمین بنایا گیا تھا تو آپ کے پاس یہ معاملہ take up نہیں ہوا؟

رانا محمد افضل خان: جناب سپیکر! اس معاملے پر ruling دی گئی اور اس معاملہ کو CMIT کے پاس refer کیا گیا کہ ایک مہینہ میں CMIT اس کی inspection کر کے on operational grounds, on construction obligations report اس ایوان کو دے گی، ڈیڑھ دو مہینے کی جدوجہد کے بعد انہوں نے contract کی کاپی ہمیں دی پہلے تو وہ contract کی کاپی ہمیں نہیں دے رہے تھے لیکن CMIT نے آج تک اس کی رپورٹ نہیں دی۔ یہ ٹھیکیدار اتنا strong ہے کہ اس نے اس کمیٹی کی ruling کو ایک دفعہ نہیں بلکہ کئی دفعہ violate کیا۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: جناب سپیکر! یہ معاملہ میری تحریک کا حصہ ہے جس کا جواب ابھی تک نہیں آیا۔

جناب سپیکر: اب آپ کی اس تحریک استحقاق کو استحقاق کمیٹی کے سپرد کیا جائے جو بننی ہے؟

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: جناب سپیکر! اس کمیٹی کو پیدا کریں اور بنائیں تو سہی۔

جناب سپیکر: اس کے ممبرز موجود ہیں اور وہ اپنا چیئرمین بنائیں گے۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: جناب سپیکر! الیکشن آپ نے کروانا ہے یا کمیٹی نے کروانا ہے۔ یہ آپ نے آرڈر دینا ہے۔

جناب سپیکر: وہ الیکشن جلدی کروا رہے ہیں اور ہم یہ اس کے سپرد کر دیتے ہیں وہ اس کو take up کرے گی۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: جناب سپیکر! ایسی چار تحریکیں میری وہاں پر پیش ہیں۔

جناب سپیکر: جی، آپ مجھے یہ بتائیں کہ اس کو کہاں لے جانا چاہتے ہیں؟

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: آپ تشریف رکھیں۔ میں ان کی بات سن رہا ہوں۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: جناب سپیکر! ڈیڑھ سال ہو گیا ہے آپ نے مجھے چپ کر کے بٹھائے رکھا، مجھے بات کر لینے دیں۔ میں نے اس تحریک کے اندر سوال کیا تھا کہ FWO,60 percent shareholder ہے اور اس کے پیسے کو ڈیپارٹمنٹ کہہ رہا ہے کہ یہ private پیسا ہے۔ میں نے سوال

کیا تھا کہ یہ بتایا جائے کہ یہ پرائیوٹ پیسا ہے یا سرکاری پیسا ہے؟ اب اس کا بھی ثبوت رانا صاحب مجھ سے مانگیں تو میرا خیال ہے زیادتی ہے کیونکہ ان کو خود پتا ہے کہ FWO سرکاری ادارہ ہے گورنمنٹ کا پیسا پرائیویٹ کمپنی میں لگایا گیا ہے تو کس قانون کے تحت لگایا گیا ہے؟ اس کے بعد رانا صاحب نے مجھے کہا کہ میں نے تین دفعہ اس کو افسران کے ساتھ بٹھایا اور جب افسران میرے ساتھ بیٹھتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ساڈی جان چھوڑو ساڈے کولوں تاں کنپٹی تے بندوق رکھ کے دستخط کرائے گئے سن، جو اس وقت کے C&W کے سیکرٹری ہیں آپ ان کو کمیٹی کے اندر بلائیں اور پوچھیں کہ اس agreement پر دستخط کیسے ہوئے تھے؟ وہ تو بات سننے کو تیار نہیں اور کہتے ہیں کہ ہمارا کوئی اختیار نہیں ہے اگر وہ افسران اور ڈیپارٹمنٹ کام کر رہے ہوتے تو آج یہ حالات پیدا ہوتے اور نہ ہی آج یہ situation پیدا ہوتی۔ اب آپ یہ کہہ رہے ہیں۔ ہماری کمزوری کا عالم یہ ہے کہ اس سے اگلے دن انہوں نے ہماری ٹریفک گزرنے کا جو بائی پاس بنا ہوا تھا اس پر اپنی گاڑی لا کر کھڑی کر دی اور سڑک بند کر دی۔ انہوں نے کہا کہ آپ ادھر سے نہیں گزر سکتے آپ ٹول پلازہ سے گزر سکتے ہیں جب انہوں نے دیکھا کہ ایک آدمی یا پورا ہال ڈیڑھ سال سے اسمبلی کے اندر چیخ چلا رہا ہے جو پنجاب میں سب سے بڑا فورم ہے اور ہاؤس کے اندر بھی ہمارا کچھ نہیں ہو رہا تو پھر انہوں نے تو دندنانا ہے اور انہوں نے پھر ہمارا گلا دبانا ہے تو کیوں نہ ہم اسے خود ہی پیشکش کریں کہ ہم ہار گئے ہیں آپ جیت گئے ہیں اور ہم حاضر ہیں کرو جو کرتے ہو۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: جی،

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں آپ کی خدمت میں عرض کرنے لگا تھا کہ اس وقت تقریباً گیارہ کمیٹیاں ہیں جن کے الیکشن ہونا باقی ہیں تو کل بھی اس بارے میں بات ہوئی تھی اور لیڈر آف دی اپوزیشن نے بھی بات کی تھی تو جب اجلاس ہو رہا ہو تو اس میں کسی کمیٹی کے اجلاس کو بلانے کے لئے سپیکر کی special permission کی ضرورت ہوتی ہے تو میں آپ سے چاہوں گا کہ اس سلسلے میں permission فرما دیں۔ ہم نے باقی جو کام ہے وہ سارا مکمل کر لیا ہے اور within one week انشاء اللہ ان تمام کمیٹیوں کے الیکشن ہو جائیں گے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! آپ نے ان کو اجلاس بلانے کی اجازت دی ہے؟

جناب سپیکر: کس کو؟

جناب محمد محسن خان لغاری: منسٹر صاحب نے جو کمیٹیوں کے اجلاس بلانے کی اجازت مانگی ہے۔

جناب سپیکر: جی، آپ میرا خیال ہے کہ بولنے کا موقع بھی نہیں دیں گے۔

سید حسن مرتضیٰ: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب محمد محسن خان لغاری: آپ ان کو allow کر رہے ہیں؟

جناب سپیکر: میں کس کی طرف بات کر رہا ہوں، میں نے ان کو allow نہیں کیا۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! شاہ صاحب کو۔۔۔

جناب سپیکر: نہیں نہیں، شاہ صاحب کو میں نے ابھی allow نہیں کیا۔ میں ان کی بات بعد میں سنتا ہوں پہلے میں بول رہا ہوں اور آپ میری بات سن لیں۔ جی، رانا صاحب آپ کو یہ ٹائم دیا جاتا ہے تو آپ مہربانی کریں اور ان کمیٹیوں کے الیکشن جلد از جلد مکمل کر لیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! انشاءاللہ تعالیٰ within one week ان تمام کمیٹیوں کا اجلاس بلا کر الیکشن کرواتے ہیں۔

جناب سپیکر: اب آپ کی اس تحریک استحقاق کو کمیٹی کے سپرد کرتے ہیں۔ جی، شاہ صاحب! پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! پچھلی دفعہ جب سیشن میں یہ بات ہوئی تھی تو رانا صاحب نے ایک ہفتہ کا ٹائم دیا تھا۔ اب پھر ایک ہفتہ کا ٹائم لے رہے ہیں، تو یہ سیشن جب گزر جاتا ہے تو یہ پکڑائی دیتے ہیں اور نہ ہی بات ہو سکتی ہے۔ اب اس سیشن کے دوران ہی ایک ہفتہ میں ہو جائے گا؟

جناب سپیکر: جی، لکھ لیں کہ ایک ہفتہ کی بات، بس نوٹ کر لیں ٹھیک ہے۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! اگر یہ بات خود وہ اپنی زبان سے کہہ دیں کیونکہ انہوں نے ایک ہفتہ کا کہا ہے اور ہفتہ کا ہی ٹائم ہر بات پر لیتے ہیں تو یہ ذرا مہربانی فرمادیں کہ وہ ہفتہ یہی ہفتہ ہے جو جا رہا ہے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! جی، یہی ہفتہ ہے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: جی، انہوں نے کہہ دیا ہے۔ جی، next ہے سردار خالد سلیم بھٹی صاحب!

سردار خالد سلیم بھٹی: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: ایک منٹ جی، ان کی بات ذرا سن لیجئے یہ تحریک استحقاق کے بارے میں کچھ کہنا چاہتے ہیں۔ رانا صاحب! ان کی بات ذرا غور سے سنیں۔

شیخ علاؤالدین: شکریہ۔ جناب سپیکر! بات یہ ہے کہ جو میرا پچھلا tenure تھا اور یہ جو ہے اس میں میرا اور آپ کا تو بڑا تجربہ ہے اکثر یہ دیکھا ہو گا کہ average پچیس سے تیس تحاریک استحقاق معزز ممبران کی آتی ہیں اور یہاں جب کوئی ممبر Privilege Motion Move کرتا ہے تو سوائے دو چار جو اس کے قریبی ساتھی ہیں ان کے علاوہ یہ ایوان اس پر کوئی خاص توجہ نہیں دیتا اور نتیجہ یہ ہے کہ جب مہینوں اجلاس نہیں ہوتے اور آپ جب مہربانی کرتے ہیں اور Privilege Motion floor پر آتی ہے تو آپ اس پر بہت مہربانی کرتے ہیں کہ اس کو کمیٹی کے سپرد کر دیتے ہیں لیکن کچھ ground realities ایسی ہیں جو میں آج آپ کے علم میں لانا چاہتا ہوں۔ جب کوئی ممبر Privilege Motion move کرتا ہے تو وہ انتہائی مجبور ہوتا ہے اس کا چاہے کسی پارٹی سے بھی تعلق ہو، سب سے پہلے یہ بات ہے کہ اس کے اندر پورے ایوان کو اس کا ساتھ دینا چاہئے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

دوسری بات یہ ہے کہ جب اس کو Privilege Motion move کرنے کی بے چارے پر مصیبت آتی ہے تو اس سرکاری ملازم کو فوری طور پر within 24 hours یہ اطلاع ہونی چاہئے اور آپ کو section 74 کے تحت اختیار ہے کہ آپ preliminary hearing chamber میں لیں، یہاں مہینوں انتظار ہوتا ہے اور آپ hearing لے کر، اگر موجود نہیں ہوتے۔ میری بات سن لیجئے، اس میں پورے ایوان اور آپ کا اپنا استحقاق مجروح ہوتا ہے کیونکہ آپ بھی اس ایوان سے ہیں۔ ہوتا یہ ہے کہ جب اس آدمی کو پتا لگتا ہے پہلے تو وہ اس کا مذاق اڑاتا ہے۔ میں اس معزز ممبر کا جان بوجھ کر نام نہیں لے رہا، جس کو سن کر مجھے پچھلے اجلاس میں تکلیف ہوئی تھی پھر میں نے اس پر غور کیا، میں نے آپ کو بھی اس سلسلے میں تکلیف دی تھی اور چیمبر میں حاضر ہوا تھا۔ اس ممبر نے یہاں floor پر یہ کہا تھا کہ اس نے ایک پولیس انسپکٹر کے خلاف Privilege Motion move کی، چھ مہینے ہو گئے کچھ نہیں بنا اور اس نے اس کے گھر جا کر صلح کر لی اور مٹھائی کا ڈبہ بھی لے گیا۔ اگر ایم پی ایز کے یہ حالات رہے تو پھر تو کام ہو گیا۔ میں یہ چاہتا ہوں کہ آپ آج اس پر ruling دیں۔ میں آپ کو سیکشن پڑھ کر سناتا ہوں، آپ کے پاس اختیارات ہیں کہ آپ کو فیکس کے ذریعے بھی جب کوئی Privilege Motion موصول ہو، آپ اگر لاہور میں ہیں یا اگر آپ پاکستان میں نہیں ہیں تو ڈپٹی سپیکر یا آپ کا nominated آدمی یہ کام کرے اس سرکاری ملازم کو اطلاع دی جائے کہ Look here Mr. There is a privilege

motion against you. Explain your position within 24 hours.لوگوں کو کچھ احساس ہو کہ وہ ایک ایم پی اے کے ساتھ کیا کر رہے ہیں؟ سرکاری ٹیلیفون سے سرکاری ملازمین کو خواب سے بھی اٹھایا جا سکتا ہے لیکن خدا کی قسم یقین کریں کہ جب میرا آپریٹر اس کو پرائیویٹ نمبر سے فون ملاتا ہے اور مجھے پتا ہوتا ہے کہ وہ بیٹھا ہوا ہے اور ڈپٹی سیکرٹری levelکا بندہ یہ کہتا ہے کہ بول دو میں میٹنگ میں گیا ہوا ہوں، میں اُدھر گیا ہوا ہوں تو سوچیں اس وقت ایک ایم پی اے کے دل پر کیا گزرتی ہے اور الحمد للہ! زیادہ تر ایم پی ایز کو کسی کو کوئی ذاتی کام نہیں ہوتا یہ حلقے کے مسائل ہیں۔ جب تک میں سیاست میں نہیں تھا خدا کی قسم، خدا کی قسم گیم بھی کرتا تھا، جم خانہ بھی جاتا تھا سب جگہ پھرتا تھا، آج گیارہ بجے رات کو آتا ہوں لیکن ہمارے ساتھ جو بیوروکریسی کر رہی ہے اگر آج آپ نے مجھے اس پرruling نہ دی تو یہ بہت بڑا ظلم ہوگا میں آپ کو سُنا دیتا ہوں اور پھر آپ کو بتاتا ہوں کہ ہمارے ساتھ کیا ہو رہا ہے۔

> **Rule-74:** Notwithstanding anything contained in this rule, the Speaker may after any question of privilege to the Committee on Privileges for examination and report.

آپ اپنے طور پرruling دے سکتے ہیں اگر اجلاس نہیں بھی ہو رہا تو بھی دے سکتے ہیں۔ میں صرف یہ چاہتا ہوں اور میں کچھ نہیں چاہتا کہ جس ممبر کی Privilege Motion through faxبھی آپ کے پاس آئے آپ ایک deterrentکے طور پر اس کو messageدیں کہ میرے پاس motionآئی ہے تم آ جاؤ، میں تمہیں سُننا چاہتا ہوں۔ اب آپ کیا کریں گے؟ اگر کمیٹی موجود ہے تو آپ اس کو direct بھیج دیں، نہیں، تو اس کو سُن لیں۔ فیصلہ جس دن اجلاس ہو آپ اس دن سنائیں لیکن کچھ تو ان کا بندوبست کریں۔ میں آپ کو ایک اور تکلیف دہ بات بتاؤں، ہم سب ووٹ لے کر آئے ہیں۔ نہ تو میں نے فرشتوں سے ووٹ لئے ہیں، نہ آپ نے اور نہ منسٹرز نے لیکن پتا نہیں کیا ہوتا ہے یہی ہمارے دوست جب منسٹر بن جاتے ہیں تو چیف منسٹر ہاؤس کے کہنے پر اور خدا کی قسم میں تیسری دفعہ قسم کھا رہا ہوں میرے حلقے کے مسائل ہوتے ہیں۔ منسٹر صاحب فون پر ہی نہیں آتے تو بے چارہ ہمارا بیوروکریٹ ہمارے لئے کیا کرے گا؟ میں یہ چاہتا ہوں کہ صرف آپ ایک مہربانی کر دیں کہ ہمیں اجازت دے دیں کہ ہم آپ کو direct faxکریں آپ اس پر چوبیس گھنٹے کے اندر اندر concerned officialکو کہیں کہ look here Mrاس کا جواب چاہئے تاکہ لوگوں کو کچھ تو احساس ہو۔ لوگ آتے ہی نہیں ہیں،

میرا کوئی ذاتی تعلق نہیں اور انشاء اللہ تعالیٰ میری privilege motion میری زندگی میں کبھی آئے گی بھی نہیں۔ میں کبھی بھی نہیں چاہوں گا کہ میری privilege motion آئے لیکن میں اپنے بھائیوں کی بے بسی اور یہاں یہ خواتین بے چاری جس طریقے سے بات کرتی ہیں میں قطعاً وہاں سے لے کر یہاں تک کبھی کسی کی کوئی بات نہیں کرتا، میں صرف 371 ممبران کی ایک جنرل بات کر رہا ہوں کہ خدا کے لئے ان کی عزت و وقار کے لئے کچھ کر دیں۔ Thank you.

جناب سپیکر: جی، رانا صاحب! آپ نے ان کی بات سن لی ہے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں نے محترم شیخ صاحب کی ساری روداد سنی ہے اب میں شیخ صاحب کے ساتھ بیٹھ کر اس پر بات کروں گا یعنی کہ وہ ایک اور لمبا چکر ممبران کو دینا چاہتے ہیں۔ اب تو یہ ہے نا کہ ممبر سیکرٹریٹ میں اپنی Privilege Motion جمع کرواتے ہیں اور اس کو جمع کروانے کے بعد وہ process ہونا شروع ہو جاتی ہے اور within no time اگر زیادہ نہیں تو کم از کم وہ اس official کو چلی جاتی ہے کہ وہ جواب دے لیکن یہ جو حوالہ دے رہے ہیں کہ:

> Notwithstanding anything contained in this rule, the Speaker may after any question of Privilege to the Committee on privileges for examination and report.

اب اس examination میں یہ بات نہیں آتی جو یہ کہہ رہے ہیں کہ اس کو بھیجیں اور اس سے جواب مانگیں۔ اب investigation میں بھی یہ بات نہیں آتی and report یعنی وہ آپ privilege committee کو بھیجیں گے جو پہلے اس کو examine کرے گی کہ وہ privilege motion ہے یا نہیں بنتی۔ پھر اس کو وہ investigate کریں گے اور پھر اس کے بعد اس کو رپورٹ کریں گے پھر اس کے بعد وہ مرحلہ شروع ہوگا جو انہوں نے فرمایا ہے کہ آپ اس کو فیکس کریں اور اس official کو پتا چلے کہ میرے خلاف privilege motion آگئی ہے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ محترم شیخ صاحب نے جو تقریر ان کے پاس جمع تھی اس کو بس پڑھا ہے اور پڑھنے کے بعد انہوں نے کہا ہے کہ بس اس پر اس کو فارغ کر دیا جائے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس میں بحث والی کوئی بات نہیں ہے۔ شیخ صاحب اور اس ایوان میں جو دو چار ممبران بیٹھے ہیں جن معاملات سے یا جن حالات سے دوچار ہیں آپ کے بھی علم میں ہے کہ ہم ان سے دس گنا برے حالات سے دوچار ہیں۔ آج وہ جیسے کہتے ہیں کہ "بدترین جمہوریت بہترین آمریت سے بہتر ہوتی ہے" آج بہر حال ایک جمہوری حکومت ہے میں یہ پورے دعوے سے کہتا ہوں

کہ آج وہ حالات نہیں ہیں جو پچھلے پانچ سال میں یا اس سے پہلے آمریت کے ادوار میں گزرے ہیں ۔میں اس معاملہ پر ان کو بالکل oppose نہیں کرتا انہوں نے جو بات کی ہے میں نے بھی آپ کے سامنے پڑھی ہے اور اس میں کوئی بات میں اپنے سے نہیں کرتا کہ :

Question of privilege to the Committee on Privileges for examination and report.

اگر اس میں سے وہ مطلب نکلتا ہے جو شیخ صاحب کہتے ہیں تو مجھے اس سے کوئی اختلاف نہیں ہے لیکن میرا خیال ہے کہ اس سے وہ مقصد حل نہیں ہوتا۔

شیخ علاؤالدین: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: میرے خیال میں آج اس پر بحث نہ کی جائے۔آپ کی بہت مہربانی۔آپ اس کا جواب نہ دیں۔آپ، میں اور لاء منسٹر صاحب کل سیشن کے بعد بیٹھیں گے،آپ کو مطمئن کریں گے اور اس کے بعد اگر آپ پھر بھی چاہیں گے کہ میں ruling دوں تو پھر میں یقیناً دے دوں گا۔بس آپ تشریف رکھیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! نہیں،آپ میری پوری بات سُنیں۔ایک منٹ کے لئے بات کر لینے دیجئے۔دیکھیں! ایک تو میں آپ کو بتاتا ہوں کہ رانا صاحب میرے لئے بہت محترم ہیں۔جتنی کمیٹیوں میں انہوں نے مجھے بلایا ہے میں گیا ہوں لیکن مجھے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ ان کی کوشش کے باوجود آج تک رزلٹ nil ہے۔ہم تو حج کا ایک حاجی نہیں بھیج سکے، ہماری کمیٹیاں کیا اور ہم کیا ہیں؟ باقی انہوں نے مجھے جتنی کمیٹیوں میں بلایا ہے آپ ان سے پوچھ لیں میں گیا ہوں اور انہوں نے بھی کوشش کر کے دیکھ لیا ہے۔آج میں آپ کو یہ بات بتانا چاہتا ہوں کہ اگر آپ صرف اپنا یہ اختیار استعمال کر لیں۔رانا صاحب یہاں تک تو مجھ سے متفق ہیں کہ جب کسی کی privilege motion آپ کے پاس آئے آپ اس کو کمیٹی کو دے دیں اگر کمیٹی زندہ ہے تو،نہیں تو آپ اس concerned official کو کہہ دیں۔ دوسری بات میں آج آپ کو بتاؤں یہ ہمارے میجر صاحب ڈیڑھ سال سے جس پر بات کر رہے ہیں، رانا ثناء اللہ صاحب اچھے وکیل ہیں ان کو پتا ہے کہ اصل بات کیا ہے اور وہ ہاؤس میں نہیں بتا رہے،آپ کو بھی نہیں بتا رہے۔

جناب سپیکر: اس بات کو آپ چھوڑیں۔

شیخ علاؤالدین: نہیں جناب! نہیں۔میری بات سنیں۔

جناب سپیکر: وہ کمیٹی کے سُپرد ہو گیا ہے۔ شیخ صاحب! وہ کمیٹی کے سُپرد ہو گیا ہے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! اصل بات یہ ہے کہ راناصاحب ہر بات کو بس کہتے ہیں کہ status quo ہو جائے۔ وہ جس کنٹریکٹ پر بول رہے ہیں وہ واقعی عوام کے ساتھ بہت ظلم ہے لیکن وہ under the Contract Law Estoppel ہے وہ اس کا اقرار کریں۔ نمبر دو یہ کہ گورنمنٹ writ میں 199 کے تحت کیوں نہیں جا سکتی؟ اور اس میں arbitration ہو ہی نہیں سکتی جب تک کہ وہ جس کے ساتھ اس کا کنٹریکٹ ہے وہ نہیں آئے گا۔ میں نے بس آپ کو اس ایوان میں حالات بتانے تھے۔ میرا ضمیر مطمئن ہے آپ اپنے اختیارات استعمال نہیں کریں گے تو تاریخ میں آپ کا نام اسی طرح آئے گا اور اگر آپ ہم سب کی بہتری کے لئے اپنے اختیارات استعمال کریں گے تو آپ بھی خلیفہ شجاع الدین کہلائیں گے۔ Thank you sir

جناب سپیکر: تو پھر اس بات پر آپ مطمئن نہیں ہیں کہ کل ہم آپ کے ساتھ میٹنگ کریں گے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میں آپ کے ساتھ ہر طرح سے مطمئن ہوں۔ جب آپ مجھے ٹیلیفون پر بھی کوئی حکم دیتے ہیں تو وہ میرے لئے بہت قابل احترام ہوتا ہے not as an MPA or Speaker میں اس رانا اقبال کو جانتا ہوں جو چالیس سال پہلے میرے ساتھ تھا اور اس وجہ سے میں آپ کی قدر کرتا ہوں۔ ورنہ You know me کہ میں کیسا ہوں، پتا نہیں میں کیا ہوں، کیا نہیں ہوں۔ میں آپ کی اس لئے قدر کرتا ہوں Thank you sir

معزز اراکین: بطور سپیکر کیوں نہیں؟

جناب سپیکر: نہیں، نہیں، کوئی بات نہیں۔ یہ ہمارے بھائی ہیں۔ میرے خیال میں کل ہم ان کے ساتھ میٹنگ رکھتے ہیں۔ راناصاحب! کل اجلاس کے بعد ہم آدھا گھنٹہ ان کے ساتھ بیٹھیں گے اور اس معاملے کو طے کریں گے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! آدھ گھنٹہ تو یہی بولیں گے اس لئے آپ ٹائم بڑھا دیں چونکہ کم از کم تین چار گھنٹے بیٹھنا پڑے گا۔ پھر جا کر کوئی بات ہو گی۔

جناب سپیکر: میرے خیال میں کوئی ایسی بات نہیں، مسئلہ طے ہو جائے گا۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! محترم شیخ صاحب! تحریک التوائے کار کے ذریعے لیکویڈیشن بورڈ میں properties کی نیلامی کے متعلق معاملہ ایوان میں لائے تھے۔وہ بالکل جائز معاملہ تھا میں نے باقاعدہ طور پر لیکویڈیشن بورڈ کے چیئرمین کو بلایا تھا اور وہ ان کے ساتھ بیٹھے۔ انھوں نے خود کئی مرتبہ یہ تسلیم کیا ہے کہ میری تحریک التوائے کار پیش کرنے اور آپ کا اس کمیٹی میں دلچسپی لینے سے بہت بڑا معاملہ ہوا۔اس سے نہ صرف حکومت کو بلکہ عام لوگوں کو بھی فائدہ ہوا ہے۔ آج جب شیخ صاحب وہ باتیں دہرا رہے تھے تو اس میں اس بات کو گول کر دیا اور اگر کسی کمیٹی کا رزلٹ نہیں نکل سکا تو وہ بتا دیا۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! رانا صاحب کی مہربانی تھی۔میں نے حکومت کا اربوں روپیہ بچایا اور انھوں نے میرے ساتھ تعاون کیا۔ انھوں نے on the floor of the House بھی میرا شکریہ ادا کیا لیکن میں آپ کو بتا دینا چاہتا ہوں کہ وزیر اعلیٰ صاحب بہت کام کر رہے ہیں انھوں نے ایک دن صبح مجھے کہا کہ آکر میرے ساتھ لیکویڈیشن بورڈ کے بارے میں میٹنگ کرو۔میں وہاں گیا تو ہمارے محترم سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ صاحب بھی موجود تھے۔وہاں اتنے سینئر سیاستدان تھے ان کی موجودگی میں مجھے کیا بات کرنی چاہئے تھی؟ لیکن رانا صاحب کے علم میں ہے کہ میں نے وہاں پر بھی یہ بات کہی تھی۔

جناب سپیکر: کون بیٹھے تھے؟

شیخ علاؤالدین: 90 شاہراہ پر ہمارے کھوسہ صاحب بیٹھے تھے۔

جناب سپیکر: سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ صاحب کے علاوہ اور کون تھے؟

شیخ علاؤالدین: رانا صاحب تھے، وزیر اعلیٰ صاحب نے لیکویڈیشن بورڈ کی میٹنگ بلائی تھی اور مجھ ناچیز کو بھی بلایا گیا تھا۔میں نے وہاں پر ایک سوال کیا تھا اور انھوں نے ابھی ایک بڑی اچھی بات کی ہے وہی بات اب ان پر آئے گی کہ ان کا معاملہ کیوں لٹک رہا ہے؟ میں نے وہاں بھی صرف ایک گزارش کی تھی کہ لیکویڈیشن بورڈ کی جتنی properties ہیں ان میں کھربوں روپے کی گڑبڑ ہوئی ہے۔اگر اس دن آپ بھی وہ شیٹ دیکھتے اور وزیر اعلیٰ صاحب جتنے ناراض تھے واقعی رونا آ رہا تھا۔آپ خود اچھے وکیل ہیں میں نے ایک بات کی تھی کہ اگر Mulla's Contract Law پڑھیں اس میں Transfer of Property Act کے اندر اگر اب ہم اس کو چیلنج کر سکتے ہیں تو جو forum ہے تو وہ صرف ہائی کورٹ ہے۔ہم اسے یہاں نہیں لا سکتے۔انھوں نے خود مانا تھا۔آپ بتائیں کہ جس طرح چار چار ہزار کنال زمین

فروخت کی گئی اگر آج ہم اسے چیلنج کرتے ہیں تو معاملہ وہی ہے جو ان کا contract ہے تو اسے کون کر سکتا ہے، اسے کسی صورت کوئی ایوان نہیں کر سکتا جب ایک contract ہو جائے sign ہو جائے registered document بن جائے تو وہ نہیں ہو سکتا اور میں رانا صاحب کو یہی کہہ رہا تھا۔انھوں نے ابھی کتنی اچھی بات یاد کرائی ہے کہ یہ estoppel ہے ایوان کو کہہ دیں کہ ہماری limit ہے اس پر دوسری پارٹی عدالت جائے گی اور الٹا damage کا بھی claim کرے گی۔لہذا ہمیں کچھ نہ کچھ تو صحیح بات کا پتا چلے کہ ہم کھڑے کہاں ہیں، یہی وجہ ہے کہ ہمارے ممبران کو بتایا جائے کہ ہمیں کیا کرنا ہے اور کیا دیکھنا ہے ؟انھوں نے لیکویڈیشن بورڈ کے معاملے میں میری مدد کی لیکن اس میں میرا کوئی ذاتی مسئلہ نہیں تھا۔میں نے تو ثابت کیا کہ کوئین روڈ کی پراپرٹی پر میری سوا کروڑ کی offer کے بعد وہ ایک کروڑ 26 لاکھ روپے میں دے دی۔رانا صاحب نے کہا کہ ہاں آپ صحیح کہہ رہے ہیں۔میں نے کہا کہ یہ ایک لاکھ روپے میں under the table negotiation ہوئی اور یہ ہوتا رہا ہے۔میں اس کام کو جانتا ہوں۔میں tendering کو جانتا ہوں کہ کیسے ہوتے ہیں۔مجھے سارا پتا ہے کہ یہ کیا دھندے ہیں لیکن میں مجبور ہوں۔بس ٹھیک ہے۔

جناب سپیکر: سردار خالد سلیم بھٹی صاحب اپنی تحریک استحقاق پیش کریں۔

سیکرٹری مال کا محترمہ بے نظیر بھٹو کے بارے میں نازیبا الفاظ کا استعمال اور رکن اسمبلی کے ساتھ ہتک آمیز رویہ

سردار خالد سلیم بھٹی: جناب سپیکر! میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔

جناب سپیکر: ہاؤس کا ٹائم آدھ گھنٹہ ٹائم بڑھا دیا جائے۔

(اذان عشاء)

سردار خالد سلیم بھٹی: معاملہ یہ ہے کہ میرے حلقہ پی پی-233 کے چک نمبر 255/EB کو بے نظیر ماڈل ویلج کے نام سے منسوب کر کے حکومت پنجاب نے declare کر دیا اور بے نظیر ماڈل ویلج کے لئے 96-1993 میں مرکزی حکومت نے ترقیاتی کاموں کے لئے مختلف مدات میں فنڈز مختص بھی کئے اور جاری بھی کئے اور اب حال ہی میں مرکزی حکومت کی طرف سے 3 کروڑ 10 لاکھ روپے کے فنڈز سوئی

گیس اور دیگر کاموں کے لئے مختص کئے گئے ان فنڈز کے استعمال کے لئے بے نظیر ماڈل ویلج کے نوٹیفکیشن کے لئے متعلقہ لوکل گورنمنٹ، ڈائریکٹر RND اور DCO نے NOC جاری کر دیا اور حتمی منظوری کے لئے فائل سیکرٹری ریونیو کے پاس چلی گئی۔ میں نے فائل کے جلد process کے لئے سیکرٹری ریونیو کو تین چار مرتبہ فون کیا۔ انھوں نے مختلف مصروفیات ظاہر کر کے متعلقہ فائل کو التوا میں رکھا اور مجھے واضح جواب نہ دیا۔

بالآخر میں آج مورخہ 10۔ جولائی 2009 کو بوقت 9.45 بجے دن مسٹر منور احمد مجوکہ سیکرٹری ریونیو کو ملنے کے لئے اس کے دفتر چلا گیا اور اس سے بے نظیر ماڈل ویلج کے نوٹیفکیشن جاری کرنے کے لئے عرض کی تو موصوف نے انتہائی ہتک آمیز گستاخانہ لہجے میں کہا کہ بے نظیر کونسی international fame اور خاص خاتون تھیں اور اس کے علاوہ اس نے ایسی باتیں بھی کیں جو میں یہاں بیان کرنا مناسب نہیں سمجھتا۔ اس نے public place پر سرکاری دفتر میں بیٹھ کر محترمہ کی شان میں جو گستاخی کی ہے وہ میں ایوان میں بیان نہیں کرنا چاہتا۔ اس کے علاوہ اس نے کہا کہ آپ نے بے نظیر ماڈل ویلج بنا لیا ہے۔ اگر آپ فنڈز لینا چاہتے ہیں تو پہلے اس ماڈل ویلج کا نام تبدیل کرو ورنہ فنڈز جاری نہیں ہوں گے تو میں نے ان سے عرض کی تھی کہ یہ فنڈز مجھے مرکزی حکومت سے 96-1993 میں ملے تھے اور اس دفعہ بھی مرکزی حکومت نے دیئے ہیں۔ ہم نے پنجاب میں تو apply ہی نہیں کیا۔ میں نے آفیسر موصوف کی اس بات پر احتجاج کیا کہ آپ محترمہ کے بارے میں ایسے الفاظ نہ کہیں جو توہین کے زمرے میں آتے ہوں۔ آپ ایک ذمہ دار آفیسر ہیں آپ کو یہ زیب نہیں دیتا جس پر موصوف مزید سیخ پا ہو گئے میرے ساتھ انتہائی ناروا سلوک سے پیش آتا رہا اور مجھے سنگین نتائج کی دھمکیاں دیتا رہا اور مجھے کہتا رہا کہ آپ کی پارٹی کی مرکز میں حکومت ہے۔ پنجاب میں ہم اپنی مرضی کریں گے۔ جاؤ آپ سے جو کچھ ہوتا ہے کر لو میں نے آپ جیسے بڑے ایم پی ایز دیکھے ہوئے ہیں۔ اب میرا مزید وقت ضائع کئے بغیر آپ جا سکتے ہیں۔ موصوف آفیسر کا ایک رکن اسمبلی کے ساتھ ناروا سلوک، ہتک آمیز اور توہین آمیز لہجہ سے بات کرنا اور میری پارٹی کی لیڈر محترمہ کے خلاف باتیں کرنا اور عوام کے ترقیاتی کاموں اور تحفظات کا خیال نہ رکھنا جو اسلامی جمہوریہ پاکستان کے آئین کے مطابق بیوروکریسی کی ذمہ داری ہے۔ ایسے آفیسر کا ملازمت میں رہنا ملک وقوم کے لئے کبھی سودمند ثابت نہیں ہو سکتا۔ اس کو فوری طور پر ملازمت سے برطرف کر کے کیفر کردار تک پہنچایا جائے۔ موصوف آفیسر کے اس رویہ کے

باعث میرا استحقاق مجروح ہوا ہے۔لہذا میری اس تحریک کو ایوان میں پیش کرنے کی اجازت دی جائے اور اسے باضابطہ قرار دیتے ہوئے مجلس استحقاقات کے سپرد کیا جائے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس تحریک استحقاق کا جواب موصول ہو چکا ہے لیکن وہ بالکل 90 degree اس موقف سے مختلف ہے جو کہ معزز رکن نے اس تحریک استحقاق میں اختیار کیا ہے۔ان کی درخواست کو جس طریقے سے وہ process کرتے رہے ہیں اس جواب میں اس کا ذکر بھی کیا گیا ہے اور اس کے ساتھ وزیر اعلیٰ صاحب کی observations بھی ہیں لیکن میں صورتحال کو اس تناظر میں نہیں لے جانا چاہتا۔میری آپ سے یہ گزارش ہے کہ اس تحریک کو آپ تین دن تک کے لئے pending فرما دیں اور یہ معاملہ سینئر منسٹر راجہ ریاض صاحب کو refer کر دیں۔یہ ان دونوں صاحبان کی بات سننے کے بعد جو حکم فرمائیں گے ہم اس کے مطابق عمل کریں گے۔اگر یہ اس تحریک کو استحقاق کمیٹی کے سپرد کرنے کا کہیں گے تو ہم اس پر بھی تیار ہوں گے اور اگر یہ معاملے کو resolve کر لیں گے تو پھر بھی ٹھیک ہے۔

جناب سپیکر: بھٹی صاحب! وزیر قانون صاحب تین دن کا وقت مانگ رہے ہیں۔

سردار خالد سلیم بھٹی: جناب سپیکر! میں یہ اختیار اپنے پارلیمانی لیڈر راجہ ریاض صاحب کو دیتا ہوں۔اگر تین دن تک اس بارے میں کوئی فیصلہ نہ ہوا تو ہم walkout بھی کریں گے اور سڑک پر جلوس بھی نکالیں گے۔جب تک ایسے آفیسر کے خلاف کارروائی نہیں ہو گی ہم چین سے نہیں بیٹھیں گے جو کہ محترمہ بے نظیر بھٹو صاحبہ کے بارے میں نازیبا الفاظ استعمال کرتا ہے۔محترمہ کی سیاست سے تو کسی کو اختلاف ہو سکتا ہے لیکن ان کی حب الوطنی پر کوئی اعتراض نہیں کر سکتا۔انھوں نے اپنی جان کا نذرانہ دے کر آمر ڈکٹیٹر کا مقابلہ کیا اور جمہوریت کو بحال کروایا ہے۔ایسی عظیم لیڈر کی تضحیک کرنے والے آفیسر کے خلاف فوری طور پر کارروائی ہونی چاہئے۔شکریہ

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں محترم و معزز رکن کے جواب میں صرف اتنا کہہ سکتا ہوں کہ کوئی بھی آفیسر اتنی جرات نہیں کر سکتا کہ وہ محترمہ بے نظیر بھٹو صاحبہ کے خلاف یا ان کی شان میں اس قسم کے الفاظ کہے۔راجہ ریاض صاحب اس معاملے کو دیکھ لیں۔اگر انھوں نے فرمایا کہ واقعی ایسا ہوا ہے تو پھر بے شک آپ اس تحریک کو استحقاق کمیٹی کے سپرد کر دیجئے گا اور جو وہاں سے رپورٹ آئے گی حکومت اس پر عمل کرنے کی پابند ہو گی۔

جناب سپیکر: بس چلیں، ٹھیک ہے۔ راجہ ریاض صاحب! یہ معاملہ آپ کے سپرد ہے اور آپ ہاؤس کو اس بارے میں تین دن تک رپورٹ پیش کریں گے۔

سینئر وزیر / وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): جی، ٹھیک ہے۔

جناب سپیکر: اب تحاریک استحقاق کا وقت ختم ہوا۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! ہماری بھی ایک تحریک تھی۔

جناب سپیکر: اب تحاریک استحقاق کا وقت ختم ہو چکا ہے۔ آپ کی تحریک کل آ جائے گی۔ وزیر قانون رانا ثناء اللہ خان اور سینئر منسٹر راجہ ریاض صاحب کی طرف سے قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1997 کے قاعدہ 234 کے تحت قاعدہ 115 اور دیگر متعلقہ قواعد کو معطل کر کے یوم دفاع جمہوریت کے حوالے سے ایک قرارداد پیش کرنے کی اجازت طلب کی ہے۔ محرک اپنی تحریک پیش کریں۔

قرارداد پیش کرنے کے لئے قواعد کی معطلی کی تحریک

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

"قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1997 کے قاعدہ 234 کے تحت قاعدہ 115 اور دیگر متعلقہ قواعد کو معطل کر کے یوم دفاع جمہوریت کے حوالے سے ایک قرارداد پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔"

جناب سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:-

"قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1997 کے قاعدہ 234 کے تحت قاعدہ 115 اور دیگر متعلقہ قواعد کو معطل کر کے یوم دفاع جمہوریت کے حوالے سے ایک قرارداد پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔"

کورم کی نشاندہی

محترمہ سیمل کامران: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! ہاؤس میں کورم نہیں ہے۔ میں کورم کی نشاندہی کرتی ہوں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! آپ چونکہ question put کر رہے ہیں اور جب question put کیا جا رہا ہو تو اس وقت کورم point out نہیں ہو سکتا۔ آپ question put کر لیں۔ اس کے بعد اگر محترمہ کورم کی نشاندہی کرتی ہیں تو آپ بے شک گنتی کروا لیجئے گا۔

جناب سپیکر: چونکہ کورم کی نشاندہی ہو چکی ہے لہذا گنتی کی جائے۔ (گنتی کی گئی)

کورم نہیں ہے۔ پانچ منٹ کے لئے گھنٹیاں بجائی جائیں۔

(پانچ منٹ کے لئے گھنٹیاں بجائی گئیں)

دوبارہ گنتی کی جائے۔ (دوبارہ گنتی کی گئی)

ہاؤس میں کورم نہیں ہے لہذا اجلاس 15 منٹ کے لئے adjourn کیا جاتا ہے۔

(اس مرحلے پر اجلاس کی کاروائی پندرہ منٹ کے لئے ملتوی کی گئی)

(کورم ٹوٹنے کے پندرہ منٹ کے وقفہ کے بعد جناب سپیکر 8 بج کر 40 منٹ پر کرسئ صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب سپیکر: ہاؤس کا وقت مزید 15 منٹ بڑھایا جاتا ہے۔ گنتی کی جائے۔ معزز ارکان سے درخواست ہے کہ سیٹوں پر تشریف رکھیں تاکہ گنتی ہو سکے۔ (گنتی کی گئی)

کورم پورا نہ ہے لہذا اب اجلاس بروز منگل مورخہ 13۔اکتوبر 2009 بوقت صبح 10 بجے تک کے لئے ملتوی کیا جاتا ہے۔

119

ایجنڈا

برائے اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب

منعقدہ، 13-اکتوبر 2009

تلاوت قرآن پاک و ترجمہ اور نعت رسول مقبول ﷺ

سوالات (محکمہ صحت)

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

حصہ اول

غیر سرکاری ارکان کی کارروائی

(مسودات قانون جو پیش کئے جائیں گے)

1. **THE PUNJAB DESTITUTE AND NEGLECTED CHILDREN (AMENDMENT) BILL 2009 (Bill No. 11 of 2009)**

Ch Zahir-ud-Din Khan: **Mr Muhammad Yar Hiraj:** **Mr Muhammad Mohsin Khan Leghari:** **Ch Moonis Elahi:** **Mr Tahir Iqbal Chaudhry:** **Mr Muhammad Shafiq Khan:** **Mr Sher Ali Khan:** **Mr Khurram Nawab:** **Mr Khalid Javed Asghar Ghural:** **Mian Shafi Muhammad:** **Dr Samia Amjad:** **Mrs Amna Ulfat:** **Syeda Majida Zaidi:** **Mrs Ayesha Javed:**	to move that leave be granted to introduce the Punjab Destitute and Neglected Children (Amendment) Bill 2009.

12 **Mrs Samina Khawar Hayat:**
Syeda Bushra Nawaz Gardezi:
Mrs Khadija Umar:
Mrs Qamar Aamir Ch:
Ms Amna Jehangir:
Engineer Shahzad Elahi:
Ch Zahir-ud-Din Khan:
Mr Muhammad Yar Hiraj:
Mr Muhammad Mohsin Khan Leghari:
Ch Moonis Elahi:
Mr Tahir Iqbal Chaudhry:
Mr Muhammad Shafiq Khan:
Mr Sher Ali Khan:
Mr Khurram Nawab:
Mr Khalid Javed Asghar Ghural:
Mian Shafi Muhammad:
Dr Samia Amjad:
Mrs Amna Ulfat:
Syeda Majida Zaidi:
Mrs Ayesha Javed:
Mrs Samina Khawar Hayat:
Syeda Bushra Nawaz Gardezi:
Mrs Khadija Umar:
Mrs Qamar Aamir Ch:
Ms Amna Jehangir:
Engineer Shahzad Elahi:

to introduce the Punjab Destitute and Neglected Children (Amendment) Bill 2009.

02. <u>THE PROVINCIAL ASSEMBLY OF THE PUNJAB PRIVILEGES (AMENDMENT) BILL 2009 (Bill No. 16 of 2009)</u>

Ms Farah Deeba: to move that leave be granted to introduce the Provincial Assembly of the Punjab Privileges (Amendment) Bill 2009.

Ms Farah Deeba: to introduce the Provincial Assembly of the Punjab Privileges (Amendment) Bill 2009.

حصہ دوم

(مفاد عامہ سے متعلق قرار دادیں)

1. جناب اعجاز احمد خاں: یہ ایوان صوبائی حکومت سے اس امر کی سفارش کرتا ہے کہ صحافی ہاؤسنگ

کالونی کی طرز پر بے گھر وکلاء کو گھر فراہم کرنے کی غرض سے وکلاء ہاؤسنگ کالونی بھی ہر سابق ڈویژنل ہیڈکوارٹر میں بنانے کا اہتمام کیا جائے۔

2. چودھری ظہیر الدین خان:
جناب محمد یار ہراج:
جناب محمد محسن خان لغاری:
چودھری مونس الٰہی:
محترمہ ثمینہ خاور حیات:

یہ ایوان حکومت سے سفارش کرتا ہے کہ Slow Learner بچوں کی جلد از جلد بحالی کی غرض سے ہر شہر میں ایک ایسے لرنر کلب (Learner Club) قائم کرنے کا اہتمام کرے جہاں مذکورہ بچوں کے مصروف رہنے کے لئے تعمیری مشاغل اور Play Grounds کا بھی انتظام ہو نیز وہاں ایک ماہر نفسیات لیڈی ڈاکٹر بھی موجود ہو جو مذکورہ بچوں کی نگہداشت اور تعلیم و تربیت کے لئے ان کی مناسب رہنمائی کرے۔

121

3. رانا بابر حسین:

یہ ایوان حکومت سے اس امر کی سفارش کرتا ہے کہ سابق وزیر اعلیٰ پنجاب
مرحوم غلام حیدر وائیں کی صوبہ میں انجام دی جانے والی خدمات کے پیش نظر میاں چنوں شہر سے گزرنے والی سابق جی۔ٹی۔روڈ نمبر 15۔ایل بائی پاس تا منوں ٹیکسٹائل ملز بائی پاس تک سڑک کا نام غلام حیدر وائیں روڈ رکھا جائے۔

4. میاں عطاء محمد خان مانیکا:

یہ ایوان حکومت سے سفارش کرتا ہے کہ پنجاب سیکرٹریٹ اور صوبائی دفاتر میں غیر سرکاری گاڑیوں کے داخلے پر پابندی کی وجہ سے معذور افراد اور مریضوں کی پریشانی کے تدارک کے لئے سرکاری دفاتر کے استقبالیہ پر وہیل چیئر کا بندوبست کیا جائے اور عمارتوں میں ریمپ تعمیر کئے جائیں تاکہ ان افراد کو نقل و حرکت میں آسانی ہو۔

5. جناب شیر علی خان:
جناب خالد جاوید اصغر گھرال:
محترمہ آمنہ اُلفت:
انجینئر شہزاد الٰہی:

یہ ایوان حکومت سے سفارش کرتا ہے کہ مستحق طلباء و طالبات کے لئے کم از کم بی۔اے تک مفت تعلیم کا اہتمام کیا جائے۔

حصہ سوم

(عام بحث)

1. **Mrs Samina Khawar Hayat:** That the policy of the Government vis-à-vis Constitution of Zakat Committees in the Province of

Punjab, be discussed.

2. **Ch Zahir-ud-Din Khan:**
Mr Muhammad Yar Hiraj:
Mr Muhammad Mohsin Khan Leghari:
Ch Moonis Elahi:

That the policy of the Government vis-à-vis availability and distribution of "Atta" among the people in the Province of the Punjab, be discussed.

3. محترمہ زوبیہ رباب ملک: صوبہ بھر میں بڑھتی ہوئی مہنگائی، قیمتوں میں ہوش ربا اضافہ سے عوام میں پائی جانے والی بے یقینی کی صورتحال پر بحث کی جائے۔

4. **Mr Tahir Iqbal Chaudhry:**
Mr Muhammad Shafiq Khan:
Mr Sher Ali Khan:
Dr Samia Amjad:

That the policy of the Government in the Home Department with particular reference to public order and internal security in the Province of the Punjab, be discussed.

122

5. **Mr Khurram Nawab:**
Malik Iqbal Ahmed Langriyal:
Mr Khalid Javed Asghar Ghural:
Mrs Khadija Umar:

That the policy of the Government in the Home Department with special reference to performance and evaluation of (کھلی کچہریاں) being held under the supervision of Senior Police Officers as per direction of the Chief Minister of the Punjab, be discussed.

123

صوبائی اسمبلی پنجاب

پندرھویں اسمبلی کا چودھواں اجلاس

منگل، 13-اکتوبر 2009

(یوم الثلاثہ، 23-شوال المکرم 1430ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز، لاہور میں صبح 11 بج کر 32 منٹ پر زیر صدارت جناب سپیکر رانا محمد اقبال خان منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک و ترجمہ قاری محمد علی قادری نے پیش کیا۔

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیمo

بِسۡمِ ٱللهِ ٱلرَّحۡمَٰنِ ٱلرَّحِيمِo

وَسِيقَ ٱلَّذِينَ ٱتَّقَوۡاْ رَبَّهُمۡ إِلَى ٱلۡجَنَّةِ زُمَرًاۖ حَتَّىٰٓ إِذَا جَآءُوهَا وَفُتِحَتۡ أَبۡوَٰبُهَا وَقَالَ لَهُمۡ خَزَنَتُهَا سَلَٰمٌ عَلَيۡكُمۡ طِبۡتُمۡ فَٱدۡخُلُوهَا خَٰلِدِينَo وَقَالُواْ ٱلۡحَمۡدُ لِلَّهِ ٱلَّذِي صَدَقَنَا وَعۡدَهُۥ وَأَوۡرَثَنَا ٱلۡأَرۡضَ نَتَبَوَّأُ مِنَ ٱلۡجَنَّةِ حَيۡثُ نَشَآءُۖ فَنِعۡمَ أَجۡرُ ٱلۡعَٰمِلِينَo وَتَرَى ٱلۡمَلَٰٓئِكَةَ حَآفِّينَ مِنۡ حَوۡلِ ٱلۡعَرۡشِ يُسَبِّحُونَ بِحَمۡدِ رَبِّهِمۡۖ وَقُضِيَ بَيۡنَهُم بِٱلۡحَقِّ وَقِيلَ ٱلۡحَمۡدُ لِلَّهِ رَبِّ ٱلۡعَٰلَمِينَo

سُوۡرَةُ الزُّمَر آیات 73 تا 75

اور جو اپنے رب سے ڈرتے تھے ان کی سواریاں گروہ گروہ جنت کی طرف چلائی جائیں گی یہاں تک کہ جب وہاں پہنچیں گے اور اس کے دروازے کھلے ہوئے ہوں گے اور اس کے دروغہ ان سے کہیں گے سلام تم پر تم خوب رہے تو جنت میں جاؤ ہمیشہ رہنےo اور وہ کہیں گے سب خوبیاں اللہ کو جس نے اپنا وعدہ ہم سے سچا کیا اور ہمیں اس زمین کا وارث کیا کہ ہم جنت میں ہیں جہاں چاہیں تو کیا ہی اچھا ثواب کامیوں (اچھے کام کرنے والوں) کاo اور تم فرشتوں کو دیکھو گے عرش کے آس پاس حلقہ کئے اپنے رب کی تعریف کے ساتھ اس کی پاکی بولتے اور لوگوں میں سچا فیصلہ فرما دیا جائے گا اور کہا جائے گا کہ سب خوبیاں اللہ کو جو سارے جہاں کا ربo

وما علینا الا البلاغo

نعت رسول مقبول ﷺ الحاج اختر حسین قریشی نے پیش کی۔

نعت رسول مقبول ﷺ

ایسا کوئی محبوب نہ ہو گا نہ کہیں ہے
بیٹھا ہے چٹائی پہ مگر عرش نشیں ہے
ملتا نہیں کیا کیا دو جہاں کو تیرے در سے
اک لفظ نہیں ہے جو تیرے لب پہ نہیں ہے
تو چاہے تو ہر شب ہو مثال شب اسریٰ
تیرے لئے دو چار قدم عرش بریں ہے
دل گریہ کناں اور نظر سوئے مدینہ
اعظم تیرا انداز طلب کتنا حسیں ہے

تعزیت

جناب شوکت منظور چیمہ ایم پی اے کے والد اور رکن قومی اسمبلی
محترمہ تہمینہ دولتانہ کے خاوند کی وفات پر دعائے مغفرت

جناب سپیکر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب شوکت منظور چیمہ کے والد اور محترمہ تہمینہ دولتانہ کے خاوند قضائے الٰہی سے وفات پا گئے ہیں ان کے لئے فاتحہ خوانی کی جائے۔

(اس مرحلہ پر فاتحہ خوانی کی گئی)

جناب شیر علی خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، ملک صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔ اب وقفہ سوالات شروع ہوتا ہے۔ صحت سے متعلقہ سوالات پوچھے جائیں گے لیکن وہ پوائنٹ آف آرڈر پر آ گئے ہیں۔

پوائنٹ آف آرڈر

پنجاب حکومت کا این ایف سی ایوارڈ پر پنجاب اسمبلی کو اعتماد میں نہ لینا

جناب شیر علی خان: جناب سپیکر! آج کے تمام اخبارات میں رپورٹ کیا گیا ہے اور یہ Dawn اخبار میں لکھا ہے کہ

"population no more sole criterion for NFC award"

یہاں پنجاب نے اپنے principal stand سے پنجاب اسمبلی کو confidence میں نہیں لیا اور یہ یکطرفہ فیصلہ، drastic قسم کا فیصلہ کیسے لے لیا گیا؟ اگر backwardness کی ہی بات کرنی ہے تو جب پنجاب کا بجٹ بنتا ہے تو ہم جو backward areas کے لوگ ہیں وہ اس criteria میں نہیں آتے اور تمام فنڈز لاہور میں لگا دیئے جاتے ہیں اس principal stand سے اگر پنجاب نے ہٹنا ہی تھا تو پنجاب اسمبلی کو کم از کم اس پر debate کرنی چاہئے تھی اور اگر اس طرح یکطرفہ فیصلے ہوں گے تو کیری لوگر بل کی طرح یہ نہ ہو کہ پنجاب بھی اس کو مسترد کر دے۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، آپ تشریف رکھیں۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! میں اسی ضمن میں بات کرنا چاہتی ہوں۔ یہ اسی سے connected ہے kindly مجھے اجازت دے دیں۔

جناب سپیکر: چلیں! آپ کی مرضی ہے۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: بہت شکریہ۔ جناب سپیکر! یہ اہم اس لئے بھی ہے کہ جب این ایف سی ایوارڈ کی بات ہوتی ہے تو جیسے اسمبلی کے سیشن نہیں ہوئے اسی طرح کابینہ کی بھی میٹنگز اتنی کم ہوئی ہیں کہ خود راجہ ریاض احمد اس دن ٹیلی ویژن پر بتا رہے تھے کہ ان دو سالوں میں کابینہ کی کل چار میٹنگز ہوئی ہیں۔ اگر کیبنٹ نے بھی اس پر رائے نہیں دی تو یہ سوچنے کی بات ہے کہ اتنی بڑی اسمبلی اور اس کابینہ کو مکمل کرنے کا process کب ختم ہو گا اور یہ اتنے اہم فیصلے جو عوام کو affect کرتے ہیں وہ کس طرح پورے ہوں گے؟

محترمہ سیمل کامران: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، نہیں۔ آپ تشریف رکھیں۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! میں صرف یہ کہنا چاہتی ہوں کہ کیا یہ ربڑ سٹیمپ اسمبلی ہے؟ یہ پورے پنجاب کا مسئلہ ہے۔

جناب سپیکر: میں نے آپ کو اجازت نہیں دی ہے۔ آپ تشریف رکھیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! جہاں تک این ایف سی ایوارڈ میں آبادی کے علاوہ دوسرے criteria کو مد نظر رکھنے کا معاملہ ہے۔ یقیناً چھوٹے صوبے ہمارے بھائی ہیں، بلوچستان اور سرحد کا یہ مؤقف ہے کہ دوسرے criteria کو بھی پیش نظر رکھا جائے لیکن اس میں موجودہ پنجاب گورنمنٹ نے قطعی طور پر اپنا stand revise نہیں کیا اور آج بھی ہمارا stand یہی ہے کہ federal sources کی distribution کا major part آبادی کی بنیاد پر ہی ہونا چاہئے۔ یہ درست ہے کہ پچھلے ادوار میں جب ایسے لوگ اس صوبے پر حکمران تھے جو وردی کے گیت گاتے تھے اور وردی کے ذریعے ہی اس صوبے پر مسلط تھے انھوں نے اس stand سے تھوڑا سا retrieve کیا تھا۔ بہر حال ہم اسے دوبارہ fortify کر رہے ہیں اور اس وقت پنجاب حکومت کا stated stand ہے کہ sources کی تقسیم میں major portion آبادی کی بنیاد پر ہی ہونا چاہئے۔

جناب سپیکر: جی، ٹھیک ہے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! یہ بہت اہم بات ہے کہ پنجاب کا stance آبادی کی بنیاد پر ہی ہونا چاہئے۔ میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ہمارے جنوبی پنجاب کی آبادی تقریباً 35 فیصد ہے لیکن ہمیں 2.8 فیصد ڈویلپمنٹ فنڈز ملتے ہیں۔ لہذا حکومت پنجاب کا یہ مؤقف نہیں ہے اور اس پر لاء منسٹر صاحب نے غلط بیانی کی ہے۔

جناب سپیکر: نہیں۔ میرے خیال میں غلط بیانی کے الفاظ درست نہیں ہیں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! میں یہ الفاظ واپس لیتا ہوں میں یہ کہہ دیتا ہوں کہ یہ حقائق پر مبنی نہیں ہے۔

جناب سپیکر: چلیں ٹھیک ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں categorically اپنے محترم بھائی محسن لغاری کی اس بات کو رد کرتا ہوں۔ یہ جو فرما رہے ہیں کہ آبادی 35 فیصد ہے اور 2.8 sources percent دیئے جا رہے ہیں۔ آپ اس بات پر میٹنگ رکھ لیں، اس پر بحث رکھ لیں میں یہ ثابت کروں گا کہ اس مالی سال میں جنوبی پنجاب کو اس کے حق سے بڑھ کر دیا گیا ہے۔ پچھلے دنوں وزیر اعلیٰ جنوبی پنجاب کے tour پر گئے تو انھوں نے وہاں بیٹھ کر ایک ایک چیز کا detail میں جا کر جائزہ لیا اور وہاں پر جو requirements تھیں ان کے مطابق وہاں انھوں نے orders کئے۔ اگر یہ point score کرنا چاہتے ہیں اور پریس گیلری میں note کروانا چاہتے ہیں تو علیحدہ بات ہے لیکن میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ بزنس ایڈوائزری کمیٹی کا کیا مقصد ہے؟ کل آپ کی صدارت میں بزنس ایڈوائزری کمیٹی کی میٹنگ ہوئی اس میں قائد حزب اختلاف اور جناب عبداللہ یوسف وہاں پر ڈیڑھ گھنٹہ بیٹھے رہے اور انھوں نے ہمارے ساتھ چار موضوع final کئے کہ اس اجلاس میں ان پر بحث ہو گی۔ اس وقت تو ان کو این ایف سی کا یاد نہیں رہا۔ اگر یہ اب بھی چاہتے ہیں تو میں اس مقصد کے لئے تیار ہوں، آپ ان چار میں سے کوئی ایک drop کر لیں اور این ایف سی پر بات کر لیں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب محمد یار ہراج: جناب سپیکر! ہم ان کی offer قبول کرتے ہیں۔ انھوں نے جو الفاظ استعمال کئے کہ جنوبی پنجاب کو اس کا حق دے دیا گیا ہے۔ ہم نے بجٹ میں بھی یہ point out کیا تھا کہ اس بجٹ کے ADP میں جنوبی پنجاب کے لئے 3 فیصد مختص کیا گیا ہے۔ اگر یہ سمجھتے ہیں کہ پنجاب کے تیسرے حصہ

کا حق صرف تین فیصد ہے۔بہر حال آپ اس کے لئے دن مقرر کریں ہم debate کے لئے welcome کرتے ہیں۔

جناب سپیکر: جب debate ہوگی تو پھر آپ کھل کر بات کریں۔

جناب محمد یار ہراج: جناب سپیکر! بالکل اس پر بات کریں اور ہم این ایف سی ایوارڈ پر بھی اسی دن بات کرنا چاہتے ہیں کہ پاکستان کے resources پر پنجاب نے اپنا مؤقف بیان کرنا ہے۔پنجاب حکومت کی ذمہ داری پنجاب کے عوام تک ہے۔

جناب سپیکر: آپ کی بات سن لی گئی ہے۔پلیز میری بات سنیں۔ایڈوائزری کمیٹی میں یہ فیصلہ ہوا ہے کہ چار محکمہ جات پر بحث ہوگی۔ اب آپ قائد حزب اختلاف سے پوچھ کر مجھے بتائیں کہ آپ ان میں سے کون سا drop کرنا چاہتے ہیں؟

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! این ایف سی ایوارڈ کی development بزنس ایڈوائزری کمیٹی کی میٹنگ کے بعد کی ہے۔بزنس ایڈوائزری کمیٹی کی میٹنگ تو کل ہوئی تھی لیکن یہ آج کے اخبارات میں آیا ہے۔یہ اس وقت کی development نہیں ہے۔ٹائم چلتا رہتا ہے اور آج یہ مؤقف ہمارے سامنے آیا ہے۔اگر کل یہ مؤقف ہمارے سامنے ہوتا تو ہم کل بھی اس پر بات کرتے۔

ملک محمد وارث کلو: جناب سپیکر! میرے دو بھائیوں نے stand لیتے ہوئے کہا کہ پنجاب کو آبادی کے مؤقف پر بات کرنی چاہئے اور یہ بھی کہا کہ حکومت اس مؤقف سے پیچھے ہٹ رہی ہے تو میں آپ کے توسط سے اپنے بھائیوں کے علم میں لانا چاہتا ہوں کہ۔۔۔

جناب سپیکر: آرڈر پلیز۔

ملک محمد وارث کلو: پنجاب کی آبادی 58 فیصد ہے اور پچھلی حکومت نے این ایف سی پر اپنے مؤقف سے stamped out کیا تھا اور انھوں نے 48 فیصد قبول کیا تھا۔یہ پچھلے دور میں اپنے مؤقف سے ہٹے تھے لیکن اس دور میں ابھی تک کوئی decision نہیں ہوا۔ہماری حکومت اپنے مؤقف پر قائم ہے اور آبادی کے فارمولے پر ہی stand لئے ہوئے ہے۔یہ تو point scoring کی بات کر رہے ہیں لیکن یہ point scoring کا وقت نہیں ہے۔شکریہ

ڈاکٹر سامیہ امجد: یہ خود اس حکومت میں شامل تھے اور آج condemn کر رہے ہیں۔

جناب شیر علی خان: جناب سپیکر! کل پنجاب کے وزیر خزانہ نے پریس کانفرنس میں جو statement دی ہے اس کے مطابق پنجاب اپنے مؤقف سے ہٹ گیا ہے۔یہ پچھلی حکومت کی بات کرتے ہیں میں عرض کرتا ہوں کہ پچھلی پنجاب حکومت تو اس بات پر قائم رہی ہے کہ ہمیں آبادی کی بنیاد پر این ایف سی سے حصہ ملنا چاہئے اور یہی وجہ ہے کہ این ایف سی ایوارڈ announce نہیں ہو سکا۔

ملک محمد وارث کلو: آپ بتائیں پنجاب کی آبادی کتنی ہے؟

MR. SPEAKER: No cross talk. Pleas no cross talk.

جناب شیر علی خان: جناب سپیکر! ہم نے آرام سے ان کی بات سنی ہے۔آپ ان سے کہیں کہ ہماری بات بھی سنیں۔انھوں نے یہ کہا کہ پچھلی حکومت میں پنجاب اپنے مؤقف سے ہٹا۔ اگر پنجاب یہ لچک دے دیتا تو پچھلی دفعہ ہی این ایف سی ایوارڈ announce ہو جاتا تھا۔این ایف سی ایوارڈ اسی وجہ سے نہیں ہوا تھا کہ پنجاب حکومت اس بات پر ڈٹی رہی کہ این ایف سی ایوارڈ کی بنیاد آبادی پر ہی ہوگی ۔شکریہ

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: جی، قائد حزب اختلاف!

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): شکریہ ۔جناب سپیکر! اس وقت ہمارے ساتھی شیر علی صاحب نے جو پنجاب کے حقوق کے بارے میں نشاندہی کی اور ادھر سے بھی پنجاب کے حقوق کی جو باتیں ہو رہی ہیں ہم کسی کی نیت پر شک نہیں کرتے۔لاء منسٹر صاحب کی offer اور آپ کا حکم ہے تو میرے خیال میں ٹائم یا دن بڑھانے میں کوئی قدغن نہیں ہے اور ایک دن بڑھا کر اس پر یہ بحث رکھی جا سکتی ہے لیکن اگر ٹائم کی کوئی قلت ہے تو میری تجویز ہے کہ جس دن زراعت پر بحث ہے جنوبی پنجاب کی محرومیوں اور این ایف اسی ایوارڈ پر بحث بھی اسی دن رکھ لی جائے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! آپ بے شک آج یا کل بزنس ایڈوائزری کمیٹی کی میٹنگ بلا لیں اس میں وزیر خزانہ بھی موجود ہوں گے۔ اس میٹنگ میں discuss کر کے ایک ٹائم دے دیں تاکہ ہم متعلقہ محکموں سے بھی consult کر لیں۔(شور وغل)

جناب سپیکر: آرڈر پلیز۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): وزیر خزانہ باقاعدہ این ایف سی ایوارڈ پر policy statement دیں گے کہ اس بارے میں حکومت پنجاب کا کیا stand ہے۔ کافی دیر سے جنوبی پنجاب

سے متعلق جو بات raise کی جارہی ہے۔ہم اس بارے میں ٹائم لے لیں گے اور باقاعدہ طور پر محکموں سے facts and figures لے کر آئیں گے۔یہ بھی باقاعدہ طور پر پچھلے پانچ سال کے اور موجودہ facts and figures لے آئیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ این ایف سی ایوارڈ پر پنجاب حکومت کا مؤقف اور جنوبی پنجاب سے متعلقہ معاملات کے لئے ایک علیحدہ دن بیٹھ کر طے کر لیتے ہیں۔

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): جناب سپیکر! لاء منسٹر صاحب نے بجا ارشاد فرمایا۔ہم نے تو ان کے کہنے پر کہا تھا کہ دونوں میں سے ایک drop کر دیا جائے۔ہماری تو یہی خواہش ہے کہ ان کے لئے ایک علیحدہ دن رکھا جائے اور اگر لاء منسٹر صاحب مہربانی فرما رہے ہیں تو بہت اچھی بات ہے۔

جناب سپیکر: نہیں۔چودھری صاحب! ہم ایڈوائزری کمیٹی کی میٹنگ بلا لیتے ہیں۔

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): جناب سپیکر! بے شک ایڈوائزری کمیٹی کی میٹنگ بلا لیں لیکن یہاں سارا ہاؤس اور سب لوگ موجود ہیں۔

جناب سپیکر: فنانس منسٹر صاحب کب آرہے ہیں یا ادھر ہی ہیں؟

سینئر وزیر / وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): آج شام آجائیں گے۔

جناب سپیکر: بزنس ایڈوائزی کمیٹی کی میٹنگ کل رکھ لیں؟

سینئر وزیر / وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): جی، کل رکھ لیں۔

جناب سپیکر: جی کل صبح 9 بجے ایڈوائزری کمیٹی کی میٹنگ ہوگی۔

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): جناب سپیکر! میں کل یہاں نہیں ہوں لہذا پرسوں میٹنگ رکھ لیں۔

جناب سپیکر: جی، پرسوں رکھ لیتے ہیں۔پرسوں صبح 9.30 پر بزنس ایڈوائزری کمیٹی کی میٹنگ ہوگی۔

جناب شیر علی خان: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: نہیں۔اب اس پر بات نہیں ہوگی۔

جناب شیر علی خان: جناب سپیکر! میں ایک وضاحت کرنا چاہتا ہوں کہ بار بار صرف جنوبی پنجاب کا ذکر کرتے ہیں۔پوٹھوہار اور ناردرن پنجاب کا ذکر ہی نہیں کرتے۔میری گزارش ہے کہ جب اس پر بات کریں

تو صرف جنوبی پنجاب پر بات نہ کریں بلکہ پوٹھوہار اور ناردرن پنجاب کو بھی شامل کریں۔آپ نے ہمیں فرنٹیئر کے ساتھ تو نہیں سمجھ رکھا؟

جناب سپیکر: جی،ان کا ذکر بھی آ جائے گا۔

قائد حزب اختلاف(چودھری ظہیر الدین خان): جناب والا!اگر آپ اجازت فرمائیں تو میں on recordلانا چاہتا ہوں کہ اب ہاؤس کے اندر ہمارا یہ طے ہوا ہے کہ ایڈوائزری کمیٹی میں آپ،لاء منسٹر صاحب اور راجہ صاحب کی موجودگی میں جو چار issues پر بحث کرنے کا طے ہوا تھا ان چاروں پر بحث ہونے کے علاوہ جنوبی پنجاب کی محرومیوں اور این ایف سی ایوارڈ پر پانچواں دن مختص کیا جائے گا۔ہمارا یہ طے ہو گیا ہے۔بہت شکریہ

جناب سپیکر: جی، نہیں۔ جس طرح آپ کہہ رہے ہیں اس طرح سے نہیں۔ ہماری میٹنگ کے بعد اس بارے میں کوئی final بات ہو گی۔

قائد حزب اختلاف(چودھری ظہیر الدین خان):جناب سپیکر!میٹنگ کس مقصد کے لئے ہوتی ہے؟ یہاں ہاؤس میں سب لوگ موجود ہیں لہذا ابھی فیصلہ کر لیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، نہیں۔آپ کے ساتھ بیٹھ کر بات کریں گے اگر آپ اس سے مطمئن نہیں ہوں گے تو پھر اس کے بعد کوئی فیصلہ کیا جائے گا۔

قائد حزب اختلاف(چودھری ظہیر الدین خان):جناب سپیکر!میں ابہام میں کوئی بات نہیں رکھنا چاہتا۔یہ پنجاب کے حقوق کا معاملہ ہے۔میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ ہم میٹنگ صرف اس مقصد کے لئے کر رہے ہیں کہ ان دونوں محکموں کو convenience کب ہے؟ان کی convenience کے مطابق date fix کرنے کے لئے ہم نے میٹنگ کرنی ہے۔

جناب سپیکر:چودھری صاحب!بات ہو گئی ہے۔اب پرسوں کا انتظار کریں۔مہربانی،تشریف رکھیں۔اب وقفہ سوالات شروع کرتے ہیں۔

چودھری جاوید احمد(ایڈووکیٹ):پوائنٹ آف آرڈر۔جناب سپیکر!صرف جنوبی پنجاب کی بات ہو رہی ہے،وسطی پنجاب کی کوئی بات ہی نہیں کرتا۔

جناب سپیکر:جی، سب کی بات ہو جائے گی،سارے پنجاب کی بات ہو گی۔آپ تشریف رکھیں۔ Order please, order please. Order in the House. محترمہ!آپ تشریف رکھیں۔

محترمہ سیمل کامران: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! یہ کس طرح کی so-called گریجوایٹ اسمبلی ہے؟ کل یہاں پر بیٹھ کر اعجاز شفیع صاحب جس طرح کی زبان استعمال کر رہے تھے۔ ہماری آپ سے گزارش ہے کیونکہ آپ اس ہاؤس کے custodian ہیں۔ وزیر قانون میرے لئے بہت قابل احترام ہیں لیکن یہ جب بھی الفاظ استعمال کرتے ہیں، کبھی یہ گورکھ دھندے کا word use کرتے ہیں اور کبھی کچھ کہتے ہیں۔ آپ نے ایک غلط بیانی کے word کو feel کیا اور آپ نے کہا کہ یہ غیر پارلیمانی لفظ ہے۔

جناب سپیکر: "گورکھ دھندا" غیر پارلیمانی لفظ نہیں ہے۔ جی، آپ تشریف رکھیں۔ ان کا مائیک بند کریں۔ اب محکمہ صحت کے بارے میں سوالات پوچھے جائیں گے اور ان کے جوابات دیئے جائیں گے۔ جی، سید حسن مرتضیٰ صاحب کا سوال ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: رانا صاحب! آپ رہنے دیں، بات لمبی ہو جائے گی اور بحث میں چلی جائے گی۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں انتہائی افسوس اور دکھ کے ساتھ یہ بات آپ اور اس پورے معزز ایوان کے علم میں لانا چاہتا ہوں کہ کل رات City-42 سے ایک پروگرام چلا ہے۔ اس میں محترمہ سیمل کامران صاحبہ اور ان کے ساتھ غالباً محترمہ عظمیٰ بخاری صاحبہ بیٹھی تھیں۔ اب تو یہ بات کر رہی ہیں کہ جی، گورکھ دھندا کا لفظ غیر پارلیمانی ہے۔ انہوں نے وہاں پر جس قسم کے الفاظ اس معزز ایوان اور اس میں بیٹھے ہوئے معزز اراکین کے متعلق استعمال کئے ہیں، میں سمجھتا ہوں کہ اس پروگرام کی آپ ریکارڈنگ منگوالیں اور اس کے بعد پھر ان سے پوچھیں کہ ان کی نظر میں اس معزز ایوان کی کیا قدر ہے؟ (قطع کلامیاں)

محترمہ آمنہ الفت: پوائنٹ آف آرڈر۔

محترمہ سیمل کامران: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: آرڈر پلیز۔ آرڈر پلیز۔ آپ سب تشریف رکھیں۔ محترمہ! آپ تشریف رکھیں۔ قاضی صاحب! آپ تشریف رکھیں۔ بلکہ قاضی صاحب آپ ادھر میرے پاس ایک منٹ کے لئے آئیں، میں آپ کی بات سننا چاہتا ہوں۔

محترمہ سیمل کامران: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! یہ وہ اسمبلی ہے جہاں پر ایک جماعت کے سینئر ممبر، جو کہ ایک main دھارے کی جماعت ہے اس کے رکن جب یہاں پر خواتین کا نام لیتے ہیں، ان کا ذکر کرتے ہیں تو وہ کہتے ہیں کہ "سندھ کی ایک عورت" وہ سندھ کی ایک عورت نہیں تھی بلکہ وہ سندھ کی منسٹر تھی۔ جب کل یہاں پر بیٹھ کر اعجاز شفیع خواتین کے بارے میں باتیں کر رہا تھا تو اُس وقت وزیر قانون صاحب کی توجہ کہاں تھی؟

سوالات

(محکمہ صحت)

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

جناب سپیکر: بس بات ختم کریں۔ تشریف رکھیں۔ میری بات سنیں۔ اس ہاؤس کے تمام معزز اراکین میرے لئے نہایت ہی قابل احترام ہیں۔ جس طرح سے میرے لئے آپ قابل احترام ہیں اسی طرح سے تمام ہاؤس کے معزز ارکان ایک دوسرے کا احترام کریں۔ یہ میں آپ کے ادارے کی بہتری کے لئے کہہ رہا ہوں۔ کسی forum پر بھی کسی معزز رکن کے بارے میں نازیبا الفاظ کا استعمال انتہائی غلط ہے۔ جی، شاہ صاحب! آپ اپنے سوال کا نمبر بولیں۔ میں نے آپ کو floor دیا ہے۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! جب سارے بول رہے تھے تو میں بیٹھ گیا۔

جناب سپیکر: چلیں، آپ اپنے سوال کا نمبر پکاریں۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! سوال نمبر 185۔

جناب سپیکر: کیا اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے؟

سید حسن مرتضیٰ: جی، ہاں اس کو پڑھا ہوا تصور کیا جائے؟

پی پی۔74 چنیوٹ میں محکمہ صحت کے زیر انتظام ڈسپنسریوں کی تفصیل

*185: سید حسن مرتضیٰ: کیا وزیر صحت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) پی پی۔74 تحصیل چنیوٹ میں محکمہ کے زیر انتظام ڈسپنسریوں کی کل تعداد کتنی ہے اور کہاں کہاں موجود ہیں؟

(ب) متذکرہ ڈسپنسریوں میں کام کرنے والے عملہ کی کل تعداد کیا ہے؟
(ج) کیا مذکورہ حلقہ کی ڈسپنسریوں میں فوری طبی امداد کے لئے تمام سہولتیں دستیاب ہیں؟

وزیر صحت (راناثناء اللہ خان):

(الف) حلقہ پی پی۔74 تحصیل چنیوٹ میں رورل ڈسپنسریوں کی تعداد 6 ہے جو کہ مندرجہ ذیل مقامات پر واقع ہیں۔

1- رورل ڈسپنسری بجاریاں
2- رورل ڈسپنسری لودھراں
3- رورل ڈسپنسری چک نمبر 139
4- رورل ڈسپنسری کوٹ احمد یار
5- رورل ڈسپنسری چک نمبر 128 ٹھیٹھیاں
6- رورل ڈسپنسری چک نمبر 151

جبکہ ایک یونانی ڈسپنسری بھی کوٹ وساوا میں کام کر رہی ہے۔

2 عدد ایم سی ایچ سنٹر کام کر رہے ہیں:۔

1- ایم سی ایچ سنٹر چک نمبر 131
2- ایم سی ایچ سنٹر چک نمبر 134 اور بنیادی مراکز صحت کی تعداد 13 ہے۔

1- رجوعہ سادات
2- مھترومہ
3- چک نمبر 134
4- چک نمبر 148
5- چک نمبر 153
6- چک نمبر 147
7- چک نمبر 157
8- چک نمبر 237
9- چک نمبر 221
10- چک نمبر اوبھان

-11 محمدی شریف

-12 عدلانہ

-13 چک نمبر 143

(ب) عملے کی کل تعداد 146 ہے جو کہ پی پی-74 چنیوٹ میں ڈسپنسریوں اور بنیادی مراکز صحت میں کام کر رہے ہیں۔

(ج) جی، ہاں تمام ڈسپنسریوں اور بنیادی مراکز صحت میں فوری طبی امداد کے لئے تمام سہولتیں دستیاب ہیں۔

جناب سپیکر: کیا آپ کوئی ضمنی سوال پوچھنا چاہتے ہیں؟

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! ضمنی سوال بھی ہے لیکن اس سے پہلے میں ایک گزارش کرنا چاہتا ہوں۔ میں آپ کی توجہ چاہوں گا۔ کل یہاں اسمبلی کے باہر پیرامیڈیکل سٹاف کے لوگ احتجاج کر رہے تھے۔ ہمارے وزیراعلیٰ صاحب نے اپنے پہلے خطاب میں یا شاید جب وہ دوسری دفعہ تشریف لائے تھے تو انھوں نے کہا تھا کہ میں تمام contract والے ڈاکٹروں کو permanent کرتا ہوں۔ میری گزارش یہ ہے کہ پیرامیڈیکل سٹاف والے کل سارا دن احتجاج کرتے رہے لیکن کسی نے ان سے نہیں پوچھا کہ وہ کیوں احتجاج کر رہے ہیں، ان کا کیا مسئلہ ہے؟ میرے خیال میں آج وزیر صاحب ابھی تک آئے نہیں ہیں تو میری آپ کی وساطت سے ان سے گزارش ہے کہ یہ پیرامیڈیکل سٹاف کے لوگ 25 سال سروس کرنے کے بعد بھی اسی گریڈ میں retire ہو جاتے ہیں جس میں بھرتی ہوئے تھے تو ان کے لئے بھی کوئی پالیسی بنائی جائے۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! یہ وقفہ سوالات ہے اور سید حسن مرتضیٰ صاحب کو سوال کرنے کے لئے floor دیا گیا ہے جبکہ وہ دوسرے حوالے سے باتیں کر کے وقفہ سوالات کا وقت ضائع کر رہے ہیں۔ لہٰذا اس بحث کو بعد کے لئے رکھ لیں یا پھر وقفہ سوالات کا وقت بڑھا دیں۔

جناب سپیکر: آپ کا پوائنٹ آف آرڈر valid ہے۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! میجر صاحب ایک سڑک کے لئے پچھلے تین سال سے اس ہاؤس کا وقت ضائع کر رہے ہیں۔ وہ 25 روپے کے لئے اس ہاؤس کا اتنا وقت ضائع کر چکے ہیں جبکہ میں تو پیرامیڈیکل سٹاف کی بات کر رہا ہوں، جو بے چارے 25/25 سال نوکری کرتے ہیں اور پھر اسی گریڈ میں retire ہو

جاتے ہیں، ان کے بچوں کا مستقبل محفوظ نہیں ہے۔ میں تو ان کی بات کر رہا ہوں۔ میجر صاحب اس ہاؤس کو ہمیشہ فوج کی طرح چلانے کی کوشش کرتے ہیں۔ وہ سمجھتے ہیں کہ یہ میری بٹالین ہے، یونٹ ہے اور میں نے اسے چلانا ہے۔ یہ ہاؤس ہے اور آپ اس کے custodian ہیں۔ آپ نے اسے چلانا ہے، اسے کسی فوجی نے نہیں چلانا۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: جناب سپیکر! تمام ممبران کا احترام کرنا سب پر لازم ہے۔ انھوں نے مجھ پر الزام لگایا ہے۔

جناب سپیکر: اگر کوئی نازیبا الفاظ استعمال کئے گئے ہیں تو ان کو حذف کیا جائے۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! میں نے کوئی نازیبا لفظ استعمال نہیں کیا۔ یہ میرے بڑے بھائی ہیں اور میں نے میجر صاحب سے کہا ہے۔ یہ میرے لئے بڑے قابل احترام ہیں۔ میں نے تو یہ کہا ہے کہ یہ یونٹ نہیں ہے بلکہ اسمبلی ہے۔ (قہقہے)

جناب سپیکر! اگر منسٹر صاحب کہیں ہیں تو انہیں کہہ دیں کہ وہ پیرا میڈیکل سٹاف کے لئے کچھ کریں۔

جناب سپیکر: آپ کو کتنے منسٹر چاہئیں؟ ماشاءاللہ کافی منسٹرز بیٹھے ہوئے ہیں۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! مجھے وزیر صحت کی ضرورت ہے، میں محکمہ صحت کے متعلق عرض کر رہا ہوں۔

جناب سپیکر: ماشاءاللہ آپ کی صحت بھی ٹھیک ہے۔ آپ اپنی بات کریں، آپ کوئی ضمنی سوال کرنا چاہتے ہیں تو وہ کریں۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! میں تو عرض کر رہا ہوں کہ پیرا میڈیکل سٹاف کو permanent کیا جائے۔

جناب سپیکر: کیا آپ ضمنی سوال نہیں کرنا چاہتے؟

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! میں وہ بعد میں کروں گا، پہلے میں بھی پوائنٹ آف آرڈر پر ہوں۔ آپ نے سب کو وقت دیا ہے لہذا مجھ پر بھی مہربانی فرما دیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور اور صحت (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! محکمہ صحت کا چارج آج میرے پاس ہے۔ میں ان کی صحت میں جو کمی بیشی ہے انشاء اللہ تعالیٰ اسے بہتر کر دوں گا۔ اب انہوں نے ضمنی سوال تو کوئی نہیں کیا بلکہ انہوں نے پیرا میڈیکل سٹاف جو کہ contract پر بھرتی ہوتے ہیں

ان سے متعلق بات کی ہے تو میں یہ بتانا چاہوں گا کہ contract پر بھرتی ہونے والے ہمارے جتنے بھی ملازمین ہیں ان سے متعلق وزیر اعلیٰ پنجاب، میاں محمد شہباز شریف نے ایک بہت ہی بنیادی اور انقلابی فیصلہ کیا ہے۔ اس کی سمری منظور ہونے کے بعد details کو file up کیا جا رہا ہے۔ اس کی آج یا کل announcement ہو جائے گی جس میں پیرامیڈیکل سٹاف کے لوگ بھی شامل ہیں۔

جناب سپیکر: جی، شاہ صاحب! اب آپ ضمنی سوال کریں، اس مسئلے کو چھوڑیں۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال ہے کہ جز(ب) میں انہوں نے جواب لکھا ہے کہ کل عملے کی تعداد 146 ہے۔ میں گزارش کروں گا کہ یہ جتنے B.H.U's اور رورل ڈسپنسریوں کے نام لکھے ہوئے ہیں ان میں سے اگر کہیں پر بھی کوئی M.O لگا ہوا ہے تو ذرا اس کے بارے میں بتا دیں۔ اگر سویپر، مالی اور چوکیدار 146 لگے ہوئے ہیں تو میرے خیال میں اس سے کوئی فائدہ نہیں ہے۔ کسی جگہ پر کسی B.H.U میں اگر کوئی M.O تعینات ہے تو وہ بتا دیں اور اگر نہیں ہے تو گورنمنٹ M.O تعینات کرنے کا کوئی ارادہ رکھتی ہے اور اگر رکھتی ہے تو کب تک ان کی بھرتیاں وغیرہ کر لے گی؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور اور صحت (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس سوال کے جز(ب) میں محترم حسن مرتضیٰ صاحب نے یہ پوچھا تھا کہ متذکرہ ڈسپنسریوں میں کام کرنے والے عملہ کی کل تعداد کیا ہے تو اس کے مطابق وہ جواب آ گیا ہے کہ کل تعداد 146 ہے۔ انہوں نے اس detail کے ساتھ تو پوچھا نہیں تھا، اب یہ جو detail فرما رہے ہیں اگر یہ چاہتے ہیں تو میں انہیں ڈیپارٹمنٹ سے لے کر دے دیتا ہوں۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! جز(ج) میں ہے۔ جی، ہاں! تمام ڈسپنسریوں اور بنیادی مرکز صحت میں فوری طبی امداد کے لئے تمام سہولتیں دستیاب ہیں۔ اس میں میری گزارش ہے کہ یہ جو تمام سہولتیں دستیاب ہیں اس میں ڈاکٹر کا ہونا تو ضروری ہے نا۔ اگر وہاں پٹی لگانے والا یا ٹیکہ لگانے والا ہی نہیں ہے تو یہ چیزیں دستیاب ہونے سے ان کا استعمال کون کرے گا۔ یہاں پر مجھے ذرا بتا دیں کہ تمام طبی سہولتیں جو فراہم ہیں وہاں پر ان کو استعمال کرنے والا بھی کوئی بندہ ہے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور اور صحت (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! عملے کی کل تعداد جو 146 بتائی گئی ہے وہ بالکل trained لوگ ہوتے ہیں، وہ ڈاکٹرز اور ڈسپنسرز لوگ ہوتے ہیں اُن سب کو ٹیکہ لگانے کی ٹریننگ ہوتی ہے اگر حسن مرتضیٰ صاحب کسی B.H.U پر جائیں تو ان کو بالکل ٹیکہ لگ جائے گا۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! ٹیکہ لگانا یقیناً ڈسپنسر ہی کا کام ہے لیکن کوئی medicine prescribe کرنے کی ذمہ داری صرف اور صرف ایک MBBS ڈاکٹر کی ہوتی ہے۔ اس بات کا جواب وضاحت سے دیا جائے اور حسن مرتضیٰ صاحب نے بالکل ٹھیک سوال پوچھا ہے، یہ کوئی مذاق تو نہیں ہے کہ ان کو ٹیکہ لگ جائے گا، ٹیکہ تو بھینسوں کو بھی لگتا ہے، دوسرے جانوروں کو بھی لگتا ہے اور ڈسپنسر ہی لگاتے ہیں لیکن اس کی prescription کے لئے ڈاکٹر کی ضرورت ہوتی ہے۔ حسن مرتضیٰ صاحب کو جواب دیں کہ ادھر کون ساڈاکٹر ہے اور اگر نہیں ہے تو کیوں نہیں ہے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور اور صحت (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! محترمہ نے جو وضاحت چاہی ہے میں نے اس کے متعلق یہ پہلے عرض کیا ہے کہ سوال ہی یہ تھا کہ متذکرہ ڈسپنسریوں میں کام کرنے والے عملے کی کل تعداد کیا ہے تو جواب میں کل تعداد 146 بتا دی گئی ہے اگر اس bifurcation کے ساتھ پوچھا جاتا کہ ڈاکٹرز کتنے ہیں، ڈسپنسر کتنے ہیں، سویپر کتنے ہیں تو اس کے مطابق جواب آ جاتا، کیونکہ اب انہوں نے یہ بات کی ہے تو میں نے کہا ہے کہ میں ڈیپارٹمنٹ سے جواب لے کر دے دیتا ہوں کہ کتنے B.H.U's میں ڈاکٹرز موجود ہیں اور کتنے B.H.U's میں ڈاکٹرز موجود نہیں ہیں اور میں ساتھ انہیں اس بات کا بھی یقین دلاتا ہوں کہ اگر کچھ B.H.U's میں ڈاکٹر نہیں ہیں تو ڈیپارٹمنٹ کو آج ہی یہ direction دی جائے گی کہ وہاں پر ڈاکٹروں کو بھرتی کرنے کے لئے process کا آغاز کریں۔

جناب سپیکر: جی، Next question 186 سید حسن مرتضیٰ صاحب!

تحصیل چنیوٹ شہر میں میڈیکل کالج کھولنے کا معاملہ

*186: سید حسن مرتضیٰ: کیا وزیر صحت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا حکومت پنجاب، تحصیل چنیوٹ شہر میں میڈیکل کالج کھولنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

(ب) اگر جواب اثبات میں ہے تو کب تک، اگر نہیں تو اس کی وجوہات بیان کی جائیں؟

وزیر صحت (رانا ثناء اللہ خان):

(الف) حکومت پنجاب تحصیل چنیوٹ شہر میں میڈیکل کالج کھولنے کا ارادہ نہیں رکھتی۔

(ب) صوبہ پنجاب میں اس وقت سرکاری انتظام کے تحت کنگ ایڈورڈ میڈیکل یونیورسٹی اور دیگر آٹھ میڈیکل کالج صوبہ کی ضرورت کے مطابق طبی تعلیم و سہولیات مہیا کر رہے ہیں چونکہ میڈیکل کالج کے قیام کے لئے مناسب تعلیمی ماحول، معاشی وسائل، موزوں ٹیچنگ ہسپتال

اور اعلیٰ تعلیم یافتہ فیکلٹی درکار ہے جو کسی تحصیل کی سطح پر دستیاب نہ ہو گی لہذا ایسے منصوبہ کا کامیاب ہونا محال ہے۔

مزید برآں چنیوٹ شہر سے 40 کلو میٹر فاصلے پر حکومت پنجاب کا قائم کردہ پنجاب میڈیکل کالج فیصل آباد موجود ہے جو کہ علاقے کی ضروریات کے مطابق مناسب ہے۔

جناب سپیکر: جی، Supplementary question۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! باقی تو جواب ٹھیک ہے مجھے صرف ایک چیز سے اختلاف ہے۔ انہوں نے لکھا ہے کہ چنیوٹ میں کسی میڈیکل کالج یا ٹیچنگ ہسپتال کی ضرورت نہیں ہے۔ فیصل آباد میں ایک ٹیچنگ ہسپتال ہے اور وہاں پر رش کا یہ حال ہے کہ ایک ایک بیڈ پر چار چار patients ہوتے ہیں آپ بے شک ابھی پتا کر لیں۔ میں پچھلے دنوں وہاں ایک مریض کا پتا کرنے گیا ہوں ادھر گائنی وارڈ میں ایک ایک بیڈ پر چار چار patients تھے۔

جناب سپیکر: شاہ صاحب! آپ کی بات ٹھیک ہے وہاں پر بستر کم ہوں گے لیکن آپ نے جو چار چار مریضوں والی بات کی ہے مجھے لگتا نہیں ہے کہ ایسا ہو گا۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! وہاں پر میجر صاحب کے بھائی ایم ایس ہیں آپ ابھی فون کر کے پتا کر لیں وہ آپ کو ساری صورتحال بتا دیں گے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور اور صحت (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! حسن مرتضیٰ صاحب نے ایک ایک بیڈ پر چار چار مریض بتائے ہیں تو یہ ہمیں لٹا کر دکھا دیں کہ ایک بیڈ پر چار مریض کیسے لیٹ سکتے ہیں، ہاں یہ تو کہا جا سکتا ہے کہ وہاں پر مریضوں کو داخلہ نہیں مل رہا یا وہاں پر مریضوں کو treatment نہیں مل رہی لیکن میں اُن کی اور آپ کی توجہ بھی اس question کی طرف دلانا چاہوں گا کہ انہوں نے question تو یہ پوچھا ہے کہ کیا حکومت پنجاب تحصیل چنیوٹ شہر میں میڈیکل کالج کھولنے کا ارادہ رکھتی ہے اور جز (ب) ہے، اگر جواب اثبات میں ہے تو کب تک، اگر نہیں تو اس کی وجوہات بیان کی جائیں؟ اس question میں ایک ہسپتال کا، بیڈ کا یا مریضوں کا تو کوئی معاملہ ہی نہیں ہے۔ اس سوال کے مطابق اگر ان کا کوئی supplementary question ہے تو فرمائیں میں اس کا جواب دے دیتا ہوں۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! رانا صاحب نے جیسے فرمایا ہے میں نے انہیں اسی سوال کا ضمنی سوال بھی کیا ہے اور میں نے جو بات کی ہے وہ related بھی ہے۔ میں نے انہیں بتایا ہے کہ وہاں پر ایک ہسپتال ہے، وہی پنجاب میڈیکل کالج ہے وہاں پر میں نے کہا ہے کہ ارد گرد جتنے بھی ہسپتال بن جائیں کیونکہ ایک ہسپتال ہے وہاں پر فیصل آباد ڈویژن کے مریض بھی جاتے ہیں جس میں لیہ، بھکر اور سرگودھا تک patients الائیڈ ہسپتال میں آتے ہیں تو میں نے تو انہیں وہ تعداد بتائی ہے وہ اگر تعداد سے زیادہ پریشان ہوئے ہیں تو ایک آدھ مریض کم کر لیں، اب رہی بات لٹانے والی تو اب میں یہاں لٹا کر دکھا تو نہیں سکتا لیکن جیسے یہ ممبرز ان چھوٹے چھوٹے بنچوں پر پورے آ گئے ہیں یعنی 200 ممبرز والے ہاؤس میں اگر 371 ممبرز پورے کر لئے ہیں تو وہاں بھی چار بندے لیٹ سکتے ہیں۔

جناب سپیکر: ہمارے پاس اوپر بھی جگہ ہے، ایسی بات نہیں ہے۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! میں نے اس لئے کہا ہے کہ چنیوٹ میں میڈیکل کالج ہونا، ٹیچنگ ہسپتال ہونا ہماری ضرورت ہے اس لئے میں نے ان سے عرض کی ہے کہ کیا حکومت اس کا ارادہ رکھتی ہے یا نہیں؟ وزیر صاحب نے جواب میں کہا ہے کہ حکومت ایسا کوئی ارادہ نہیں رکھتی تو میں کہہ رہا ہوں کہ حکومت یہ ارادہ کیوں نہیں رکھتی؟ کل یہاں سارا دن بحث ہوتی رہی ہے کہ لاہور شہر کے گٹروں کے ڈھکن چوری ہو رہے ہیں، پورا دن لاہور کے گٹروں کے ڈھکن بچائے جاتے رہے ہیں، یہاں سارا دن لاہور کا گندہ پانی نکالتے رہے ہیں تو لاہور کے گندے پانی کے ساتھ ساتھ ہمارے گندے پانی کا بھی سوچ لیں۔ فیصل آباد سے جو ڈرین آتی ہے وہ میرے حلقے سے گزرتی ہے، سارے حلقے میں ہیپاٹائٹس پھیل رہا ہے کوئی پوچھنے والا نہیں، backward ضلع ہے اس لئے اس کو قربان کر دیا جاتا ہے۔ ہمارا زمینی پانی بڑا میٹھا تھا فیصل آباد والے وہ بھی نکال کر لے گئے اب ہمارے پاس پینے کے لئے پانی نہیں رہا۔ گندہ پانی ہمارے دریائے چناب میں گرتا ہے جو میری total constituency سے گزرتا ہے وہاں پر ہیپاٹائٹس کا مرض اس تیزی سے پھیل رہا ہے کہ ایک ایک گھر میں ہیپاٹائٹس کی وجہ سے دو دو، تین تین فوتیدگیاں ہو چکی ہیں۔ اگر گورنمنٹ وہاں پر ٹیچنگ ہسپتال نہیں بنانا چاہتی تو کیوں نہیں بنانا چاہتی، ہمارے ساتھ یہ سلوک کیوں ہو رہا ہے؟

جناب سپیکر: گورنمنٹ کے پاس فنڈز نہیں ہوں گے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور اور صحت (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! گورنمنٹ چنیوٹ کے عوام کے ساتھ بڑی kind ہے اور آپ کو پتا ہی ہے کہ محترم حسن مرتضیٰ صاحب، مولانا الیاس چنیوٹی صاحب اور جتنے بھی چنیوٹ سے ہمارے معزز ممبرز ہیں ان سب کے مطالبے پر اس سال تحصیل چنیوٹ کو ضلع کا درجہ دیا گیا ہے۔ چنیوٹ میں جو پہلے تحصیل ہیڈ کوارٹر ہسپتال تھا وہ اب ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر ہسپتال بن جائے گا تو میرا خیال ہے کہ پہلے ڈیپارٹمنٹ اس ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر ہسپتال کو improve کرے اور اسے اس level پر لے کر آئے جس level پر اس کے ساتھ ایک میڈیکل کالج attach ہو سکتا ہے تو یہ ایک process ہے۔ ابھی انہوں نے اپنی تحصیل کو ضلع بنایا ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ انہوں نے اپنے ضلع کے عوام کی بہت بڑی خدمت کی ہے اور میں یہ بھی سمجھتا ہوں کہ اسی سلسلے کو مزید بہتر بناتے ہوئے انشاء اللہ یہ سہولت بھی ان کو آنے والے سالوں میں حاصل ہو جائے گی۔

جناب سپیکر: اگلا سوال محترمہ عارفہ خالد صاحبہ کا ہے۔ جی۔

محترمہ عارفہ خالد پرویز: سوال نمبر 270۔

پنجاب میں ہیپاٹائٹس پھیلنے کی وجوہات و تدارک

*270: محترمہ عارفہ خالد پرویز: کیا وزیر صحت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ہیپاٹائٹس (بی) اور (سی) کا مرض پنجاب میں بہت تیزی سے پھیل رہا ہے؟

(ب) پنجاب میں ہیپاٹائٹس کا مرض کس وجہ سے پیدا ہو رہا ہے اور اس مرض کے پھیلنے کی کیا وجوہات ہیں؟

(ج) سرکاری رپورٹ کے مطابق پنجاب میں اس مرض میں مبتلا لوگوں کی کل تعداد کتنی ہے؟

(د) عوام میں اس مرض کے بارے آگاہی کے لئے حکومت کیا پروگرام بنائے ہوئے ہے اور اس کی روک تھام کے لئے کیا اقدامات اٹھا رہی ہے، تفصیل سے آگاہ کیا جائے؟

وزیر صحت (رانا ثناء اللہ خان):

(الف) صوبہ پنجاب میں ہیپاٹائٹس (بی) اور (سی) کے امراض موجود ہیں اور ماضی کے مقابلے میں ان کی شرح آج زیادہ ہے۔

(ب) ان بیماریوں کے پھیلاؤ کی بنیادی وجہ عوام کی غفلت، عدم توجہی اور غیر صحت مندانہ طرز زندگی ہے۔یہ امراض عموماً انتقال آلودہ سرنج، آلودہ آلات جراحی اور آلودہ استرہ، بلیڈ وغیرہ کے ذریعے پھیلتے ہیں۔

(ج) سائنسی سروے اس سلسلہ میں دستیاب نہیں ہے لیکن WHO کے مطابق ہیپاٹائٹس کے پھیلاؤ میں پاکستان درمیانہ درجے کے ممالک میں خیال کیا جاتا ہے۔دو تا سات فیصد لوگ اس مرض میں مبتلا ہیں۔

(د) ہیپاٹائٹس کا علاج طویل، مشکل اور مہنگا ہے۔اس سلسلے میں سب سے اہم بات لوگوں کو بیماری کے پھیلاؤ اس کی وجوہات اور طریقوں سے عوام کو آگاہ کرنا ہے تاکہ وہ اس بیماری سے بچ سکیں اور بیماری کی صورت میں صرف مستند ڈاکٹر سے علاج کرائیں۔

حکومت پنجاب قلیل وسائل کے باوجود آگاہی کے سلسلے میں موثر اقدامات کر رہی ہے۔ریڈیو ٹی وی اور پریس کے ذریعے عوام کو ان بیماریوں سے بچاؤ کے بارے میں وقتاً فوقتاً آگاہ کیا جاتا ہے۔اس سلسلے میں مختلف ٹی وی چینلز پر معلوماتی کمرشلز پرائم ٹائم میں 7 سے 11 بجے شام تک نشر کئے جاتے ہیں۔ان چینلز میں پی ٹی وی، جیو، اے آر وائی، ڈان، ایکسپریس، پی ٹی وی ورلڈ، سی این بی سی، چینل 5 اور بزنس پلس شامل ہیں اس کے علاوہ ریڈیو پر بھی پیغامات نشر ہوتے ہیں۔ان پیغامات میں ہیپاٹائٹس کے پھیلاؤ کی بڑی وجوہات کی نشاندہی کی جاتی ہے۔اس سے بچاؤ کے اقدامات کے بارے میں آگاہی دی جاتی ہے خصوصاً ٹیکہ لگانے کی صورت میں نئی سرنج کا استعمال، سکرین شدہ انتقال خون و دانتوں کے آلات کا صاف ہونا، شیو کرانے کے لئے نئے بلیڈ کا استعمال، کان اور ناک چھیدوانے کے صاف آلات استعمال کرنے کی تنبیہ و تلقین کی جاتی ہے۔اس کے علاوہ ضلعی سطح پر آگاہی کے لئے مختلف سیمینار منعقد کئے جاتے ہیں ان میں سرکردہ سماجی شخصیات، این جی اوز، صحافی حضرات اور معاشرے کے باشعور طبقات کو شامل کیا جاتا ہے۔

جناب سپیکر: آپ کا کوئی ضمنی سوال ہے؟

محترمہ عارفہ خالد پرویز: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ سوال کے جواب جز (ب) میں لکھا ہوا ہے کہ ہیپاٹائٹس کی بیماری بنیادی طور پر عوام کی غفلت یا عدم توجہی کی وجہ سے پھیلتی ہے۔اس کے ساتھ ہی یہ واضح کیا گیا ہے کہ اس میں آلودہ سرنجوں اور دوسری چیزوں کا بھی ایک role ہے۔مجھے اس

کا کوئی connection سمجھ نہیں آ رہا کہ کیا اس بیماری میں زیادہ role عوام کی غفلت کا ہے یا ڈاکٹروں کی غفلت کا ہے؟

اس کے ساتھ میرا دوسرا ضمنی سوال جز (ج) کے حوالے سے ہے کہ W.H.O کی رپورٹ پر یہ dependent ہیں۔ ہمارا سائنسی سروے کیوں نہیں ہے اور اب تک کیوں نہیں کیا گیا؟

آخری ضمنی سوال یہ ہے کہ میڈیا کے چند چینلز کا ذکر کیا گیا ہے کہ وہ اس بیماری کے حوالے سے عوام کو information دیتے ہیں۔ کیا پرائیویٹ میڈیا چینلز کو حکومت سپانسر کرتی ہے یا ان کی اپنی efforts ہیں اور ان کا ہمارے ساتھ کیا تعلق بنتا ہے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور اور صحت (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس پر ایک informative note محکمے کی طرف سے مجھے موصول ہوا ہے۔ اگر میں اسے پڑھ دوں تو جن خدشات کا اظہار محترمہ نے کیا ہے وہ cover ہو جائیں گے۔

WHO اور Pakistan Medical Research Council کے سروے کے مطابق پنجاب میں ہیپاٹائٹس بی سے متاثرہ افراد کی تعداد 2.4 فیصد جبکہ ہیپاٹائٹس سی سے متاثرہ افراد کی تعداد 6.7 فیصد ہے۔ حکومت پنجاب نے ان بیماریوں کی روک تھام کے لئے ایک خصوصی پروگرام تشکیل دیا ہے جس پر منظور شدہ PC-I کے مطابق 3 سالہ مربوط پروگرام برائے ہیپاٹائٹس (بی) اور (سی) کے کنٹرول و علاج کے لئے 22.86 ملین روپے خرچ کئے جائیں گے۔ تشہیری مہم جو کہ پرنٹ اور الیکٹرانک میڈیا پر جاری ہے اس پر سالانہ 2 کروڑ روپے خرچ کئے جاتے ہیں۔ پرائیویٹ میڈیا کو حکومت سپانسر کرتی ہے اور اخراجات حکومت برداشت کرتی ہے لیکن اس میں، میں پرائیویٹ چینلز اور اخبارات کے good gesture کا ذکر ضرور کروں گا کہ وہ اس قسم کے اشتہارات کے لئے حکومت کو کافی concession دیتے ہیں اور وہ rate وصول نہیں کرتے جو وہ عام لوگوں سے وصول کرتے ہیں۔

محترمہ عارفہ خالد پرویز: میں اپنے سوال کے جواب سے مطمئن ہوں اور میں کوئی اور سوال نہیں کرنا چاہتی۔

جناب محمد یار ہراج: جناب سپیکر! میں ضمنی سوال کرنا چاہتا ہوں۔

محترمہ عارفہ خالد پرویز: جناب سپیکر! جب میں سوال سے مطمئن ہوں یہ کیوں سوال کرتے ہیں۔

جناب محمد یار ہراج: جناب سپیکر! سوالات جب ہاؤس میں آجاتے ہیں تو یہ ہاؤس کی پراپرٹی ہوتے ہیں۔ اس لئے مجھے rules کے مطابق اجازت دی جائے اور اگر آپ مہربانی کریں تو میں ایک ضمنی سوال کر لوں۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے۔ آپ ایک ضمنی سوال کر سکتے ہیں۔

چودھری علی اصغر منڈا (ایڈووکیٹ): جب وہ مطمئن ہیں تو آپ کیوں سوال کر رہے ہیں؟

جناب محمد یار ہراج: جناب سپیکر! یہ cross talk کر رہے ہیں۔ آپ ان کو سمجھائیں۔ آپ کے ہاؤس میں کیا ہو رہا ہے؟ ان کو آپ کا regard ہی نہیں ہے۔ یہ آپ کے حکم کے خلاف cross talk کر رہے ہیں، آپ ان کو روکیں۔ یہ آپ کا بھی احساس نہیں کرتے۔

جناب سپیکر! جس طرح رانا صاحب نے بات کی ہے کہ public education کے لئے ہیپاٹائٹس اور دیگر بیماریوں کے لئے پروگرام چل رہے ہیں، پرائیویٹ چینلز پر بھی information دی جاتی ہے۔ میں حکومت کے ان اقدامات کو خوش آئند کہوں گا کہ وہ اس طرح کے پروگراموں میں شامل ہے۔ میرا سوال صرف یہ ہے کہ حکومت پنجاب نے ان پروگراموں کا بجٹ پچھلے سال سے 10 فیصد کم کیا ہے۔ میں یہ پوچھتا ہوں کہ ان پروگراموں میں سے کون سا پروگرام کاٹا جائے گا؟

جناب سپیکر: جی، رانا صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور اور صحت (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! یہ ایک آگاہی مہم ہے۔ یہ 10 فیصد کمی کا کہہ رہے ہیں تو میڈیا ہی ہمیں کوئی 30 فیصد کے قریب رعایت دے رہا ہے۔ آگاہی مہم کے جو تقاضے ہیں اس کے مطابق اسے جاری رکھا جائے گا اور اس میں کسی قسم کی کمی نہیں کی جائے گی۔ یہ actual expenditure پر ہوگا اگر actual expenditures زیادہ ہوئے تو ہم اس کو ضمنی بجٹ میں پاس کروا لیں گے لیکن آگاہی مہم کے بارے میں، میں ہراج صاحب کو یقین دلاتا ہوں کہ اس میں کسی قسم کی کمی نہیں کی جائے گی۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے۔ اگلا سوال محترمہ عارفہ خالد پرویز صاحبہ کا ہے۔ جی!

محترمہ عارفہ خالد پرویز: سوال نمبر 276

صوبہ پنجاب میں جعلی ادویات کی فروخت وحکومتی اقدامات کی تفصیل

*276: محترمہ عارفہ خالد پرویز: کیا وزیر صحت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ :-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ صوبہ پنجاب میں جعلی ادویات کی فروخت ہوتی ہے؟

(ب) اگر جواب اثبات میں ہے تو محکمہ اس سلسلہ میں کیا اقدامات اٹھا رہا ہے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات سے آگاہ فرمائیں؟

وزیر صحت (رانا ثناء اللہ خان):

(الف) جعلی ادویات کی فروخت قانوناً جرم ہے۔ڈرگ ایکٹ 1976 کے تحت صوبہ پنجاب میں جعلی اور غیر معیاری ادویات کی فروخت قطعاً ممنوع ہے تاہم چند سماج دشمن عناصر دولت کے لالچ میں خفیہ طور پر اس گھناؤنے کاروبار میں ملوث ہیں۔

(ب) خادم اعلیٰ پنجاب کی ہدایات پر محکمہ صحت حکومت پنجاب نے صوبہ بھر سے جعلی ادویات کے قلع قمع کے لئے تین ٹاسک فورسز برائے شمالی، مرکزی اور جنوبی پنجاب تشکیل دی ہیں جن کے چیئرمین بالترتیب جناب تنویر اسلم ملک، ایم پی اے، پی پی۔21، ڈاکٹر سعید الہیٰ ایم پی اے، پی پی۔152 اور ڈاکٹر فرخ جاوید ایم پی اے، پی پی۔230 ہیں۔ہر ایک ٹاسک فورس میں مزید دو ایم پی اے حضرات، متعلقہ ڈویژنوں کے کمشنر صاحبان، متعلقہ ڈویژنل ہیڈکوارٹرز کے ای ڈی او (ہیلتھ) صاحبان کے علاوہ ڈائریکٹر فارمیسی ڈرگ ٹیسٹنگ لیبارٹری لاہور، سیکرٹری صوبائی کوالٹی کنٹرول بورڈ پنجاب، چیف ڈرگز انسپکٹر پنجاب، پاکستان فارماسیوٹیکل مینوفیکچرز ایسوسی ایشن کا نامزد نمائندہ اور این جی او کا نمائندہ شامل ہیں۔

ٹاسک فورسز کا نوٹیفکیشن جاری ہو چکا ہے جس کی کاپی (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔ٹاسک فورسز نے اپنے اپنے دائرہ کار میں کام کا آغاز کر دیا ہے اور جعلی ادویات کے دھندہ میں ملوث کالی بھیڑوں کے خلاف مہم جاری ہے۔گزشتہ چھ ماہ کی رپورٹ (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

محترمہ عارفہ خالد پرویز: اس سوال کا جواب ٹھیک ہے۔ میں اس سے مطمئن ہوں۔

جناب سپیکر: اگلا سوال میاں نصیر احمد صاحب کا ہے۔ جی، میاں صاحب!

میاں نصیر احمد: سوال نمبر 694

لاہور کے ہوٹلوں، کلبز اور ریسٹورنٹس میں شیشہ نوشی کرنے کا معاملہ

*694: میاں نصیر احمد: کیا وزیر صحت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ لاہور میں چھوٹے بڑے ہوٹلوں، کلبز اور ریسٹورنٹس میں شیشہ نوشی (شیشے کا حقہ) کی جا رہی ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ شیشہ نوشی کی قانونی اجازت ہے، اگر نہیں تو ایسے ہوٹلوں، کلبز اور ریسٹورنٹس کے خلاف کیا کارروائی کی جاتی ہے، ایوان کو تفصیل سے آگاہ کیا جائے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ شیشہ نوشی سے سرطان کا مرض لاحق ہو سکتا ہے، اگر ہاں تو اس پر حکومت کا نقطہ نظر کیا ہے، وضاحت فرمائی جائے؟

وزیر صحت (رانا ثناء اللہ خان):

(الف) یہ تاثر درست نہ ہے کہ شیشہ نوشی لاہور شہر کے تمام چھوٹے بڑے ہوٹلوں، کلبز و ریسٹورنٹس میں کھلے عام ہو رہی ہے۔

(ب) حکومت پاکستان کے "Prohibition of Smoking & Protection of Non-Smoking Health Ord.2002" کے تحت ملک بھر میں تمام پبلک مقامات، پارکوں، ہوٹلوں، دفاتر، کلبز و ہسپتالوں وغیرہ میں ہر قسم کی تمباکو نوشی پر مکمل پابندی ہے اور کھلے عام تمباکو نوشی ممنوع ہے۔ حکومت پنجاب نے اس ضمن میں اپنے زیر کنٹرول اداروں کو تمباکو نوشی سے متعلق ضروری ہدایات پہلے سے جاری کر رکھی ہیں۔ محکمہ صحت کے تمام ای ڈی او ہیلتھ کو بھی ہدایات جاری کر دی گئی ہیں اور وہ اپنے ضلع کے مہتمم اعلیٰ کے ساتھ مکمل طور پر تعاون کر رہے ہیں۔

(ج) یہ درست ہے کہ تمباکو نوشی سے کینسر کا مرض لاحق ہو جاتا ہے۔ حکومت پنجاب اپنے عوام کی فلاح و بہبود اور تمام ممکنہ امراض کی روک تھام و علاج معالجہ کے لئے ہر ممکن کوشش کر رہی ہے اور تمام وسائل بروئے کار لا رہی ہے۔

چند ایک پارک اور ریسٹورنٹس میں اس کے استعمال کی شکایات ملی تھیں۔ چونکہ لوکل گورنمنٹ آرڈیننس کے تحت لاہور کے تمام ہوٹل وغیرہ ضلعی حکومت کے دائرہ اختیار میں ہیں اس سلسلہ میں متعلقہ ای ڈی او ہیلتھ کو ضروری ہدایات جاری کر دی گئی ہیں۔

جناب سپیکر: میاں صاحب! کوئی ضمنی سوال؟

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر! شیشے کی وباء بڑی تیزی سے پھیل رہی ہے اس لئے میں پہلے منسٹر صاحب سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ شیشے کی تعریف کیا ہے، یا شیشہ کیا ہے؟

جناب سپیکر: وہ تو یہ پیتے نہیں وہ کیسے بتائیں گے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور اور صحت (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میاں نصیر احمد صاحب نے سوال کیا تھا کہ کیا یہ درست ہے کہ لاہور کے چھوٹے بڑے ہوٹلوں، کلبز اور ریسٹورنٹس میں شیشہ نوشی (شیشے کا حقہ) کی جا رہی ہے؟ اس میں انھوں نے اس کی تعریف تو نہیں پوچھی اگر یہ چاہتے ہیں تو میں لوگوں سے پوچھ کر انھیں بتا سکتا ہوں کیونکہ میرا اپنا اس بارے میں کوئی تجربہ نہیں ہے۔

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر! میں نے اس کی تعریف اس لئے پوچھی ہے کہ ایوان میں بیٹھے ہوئے دوستوں کو یہ پتا چلے کہ یہ کیا بیماری ہے جو روز بروز شہروں میں پھیل رہی ہے۔ اس کے علاوہ محکمے نے اتنے لمبے جواب دیئے ہیں اور متعلقہ منسٹر کو یہ پتا نہیں ہو گا کہ شیشہ کیا ہے تو میں جواب کیا لوں گا اس لئے میں چاہتا ہوں کہ یہ شیشے کے متعلق بیان فرما دیں کہ یہ کیا ہے؟

جناب سپیکر: انھوں نے کہہ دیا ہے کہ میں شیشہ نہیں پیتا۔ مجھے پتا نہیں ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور اور صحت (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! آپ دیکھیں کہ اس میں بہت ساری چیزیں ہیں۔ مثال کے طور پر سگریٹ نوشی ہے۔ اگر یہ کہیں کہ اس کا ذائقہ بتایا جائے تو وہ کوئی اور بات ہو گی۔ شیشہ حقیقتاً ایک نشہ ہے جس طرح دوسرے نشے ہیں۔ میاں صاحب جس طرح اس کی تعریف کا کہہ رہے ہیں تو میں اس پر پوری ریسرچ کر کے ان کو بالکل authentic and accurate information دینے کے لئے تیار ہوں۔

جناب سپیکر: جی، میاں صاحب!

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر! پورے پنجاب میں جو پوش علاقوں، کلبوں اور ریسٹورنٹس میں شیشہ پیا جا رہا ہے اس حوالے سے سرکاری طور پر بھی آگاہ نہیں کیا جاتا اس لئے کلب اور ریسٹورنٹس شیشے کی آڑ میں یہ خطرناک نشہ چلا رہے ہیں اور نوجوان نسل اس کا شکار ہو رہی ہے۔ ابھی منسٹر صاحب نے یہاں فرمایا ہے کہ Smoking Health Ordinance, 2002 کے تحت اس کو ممنوع قرار دیا گیا ہے۔ میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ اس آرڈیننس کے تحت اس کی سزا کیا ہے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور اور صحت (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! شیشے کا حقہ اسی قانون کے تحت آتا ہے جو Prohibition of Smoking and Protection of Non-Smoking Health Ordinance, 2002 ہے، اس کے تحت مختلف سزائیں ہیں۔ اگر پہلی دفعہ کوئی offence کرتا ہے تو پہلی سزا پانچ ہزار روپے جرمانہ اور تین ماہ قید سے شروع ہوتی ہے، پھر دوسری یا تیسری دفعہ کرتا ہے تو اس کی مختلف range ہے۔ اس میں different levels پر different punishments ہیں۔

محترمہ آمنہ الفت: میرا اس پر ایک ضمنی سوال ہے۔

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر! میں نے پہلے عرض کیا تھا کہ مجھے اس کی تعریف بتائیں کہ یہ بنیادی طور پر کیا چیز ہے؟

جناب سپیکر: محترمہ! آپ تشریف رکھیں، آپ کے متعلقہ یہ بات نہیں ہے۔ وہ بات سمجھا بھی رہے ہیں، سمجھ بھی رہے ہیں اور ہمیں بھی سمجھ آنے دیں۔

محترمہ آمنہ الفت: یہ سارے ہاؤس کا بزنس ہے۔

جناب سپیکر: اس طرح آپ کی پراپرٹی نہیں بنتی جس طرح آپ بنوا رہی ہیں، جن کا سوال ہے اُن کو جواب لینے دیں۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! میں پھر احتجاجاً کھڑی رہوں گی۔

جناب سپیکر: جی، میاں صاحب!

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر! میں نے اس کی تعریف اس لئے پوچھی تھی کیونکہ درحقیقت یہ شیشے کا حقہ روایتی حقہ نہیں ہے اس میں کوکین سے لے کر ہر قسم کا نشہ استعمال کیا جاتا ہے جسے لوگ پیتے ہیں۔ چونکہ اس کے بارے میں آگاہی نہیں ہے اس لئے منسٹر صاحب نے مجھے سگریٹ کے نشے کی سزا پانچ ہزار روپے اور تین ماہ کی قید بتائی ہے۔ میں تھوڑی سی وضاحت کرنا چاہتا ہوں کہ اس شیشے کے حقے کی آڑ میں لوگ نشہ کر رہے ہیں جس میں ہر قسم کا نشہ استعمال ہوتا ہے اور کیا جا سکتا ہے۔ انہوں نے جواب دیا ہے کہ یہ شیشہ چھوٹے بڑے ہوٹلوں اور ریسٹورنٹس میں کھلے عام استعمال نہیں ہو رہا۔ انہوں نے تو specific places بنائی ہوئی ہیں جہاں پر آج بھی شیشے کا بے جا استعمال ہو رہا ہے۔ باقاعدہ طور پر ان کے menu card چھپے ہوئے ہیں جس میں مختلف قسم کے flavours refer کئے جاتے ہیں اور بتایا یہ جاتا ہے کہ

اس میں صرف تمبا کو کی ہلکی سی مقدار استعمال ہوتی ہے، اس کے علاوہ کچھ نہیں ہے لیکن اس کے اندر استعمال ہونے والا سارے کا سارا نشہ دبئی سے آتا ہے اور لوکل استعمال میں نہیں لایا جاتا۔ میں منسٹر صاحب سے request یہ کرنا چاہتا ہوں کہ یہ اپنے متعلقہ محکمے کو دوبارہ حکم فرمائیں کہ اس کی detail رپورٹ دی جائے اور بتایا جائے کہ اس کے اندر کیا استعمال ہوتا ہے؟ شیشے کی سزا اور تمبا کو نوشی کی سزا میں یقیناً زمین آسمان کا فرق ہونا چاہئے کیونکہ نشے میں بھی خاصا فرق ہے۔ شکریہ

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور/صحت (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں محترم میاں نصیر صاحب کی خدمت میں عرض کروں گا کہ یہ درست ہے کہ تمبا کو نوشی اس آرڈیننس کے تحت offence ہے لیکن باقی جتنے بھی نشے مثلاً چرس یا ہیروئن ہے تو ان سب کو تمبا کو میں ملا کر استعمال کیا جاتا ہے لیکن اس کا مطلب یہ نہیں ہوتا کہ ایک آدمی سگریٹ پی رہا ہے تو سگریٹ میں اس نے چرس یا ہیروئن ملائی ہوئی ہے تو پھر اس پر تمبا کو نوشی کا ہی جرم لگے گا، اگر وہ اس قسم کا نشہ سگریٹ میں ملاتا ہے یا اپنے پاس رکھتا ہے تو وہ offence اُسی وقت تبدیل ہو جائے گا۔

جناب سپیکر: جی، ٹھیک ہے۔

ڈاکٹر آمنہ بُٹر: ضمنی سوال۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

ڈاکٹر آمنہ بُٹر: جناب سپیکر! اس سوال کے جز (ج) کے بارے میں میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ محکمے نے تسلیم کیا ہے کہ اس سے بھی کینسر ہوتا ہے مگر عوام کی ایجوکیشن کے لئے کیا اقدامات کئے جا رہے ہیں، خاص طور پر یونیورسٹیوں اور کالجوں میں کوئی campaign نظر نہیں آ رہی۔ اس حوالے سے campaign یونیورسٹیوں اور کالجوں میں چلائی جانی چاہئے کیونکہ زیادہ تر جوان بچے شیشہ پینے جاتے ہیں لہذا میرا منسٹر صاحب سے سوال ہے کہ اس کی پبلک ایجوکیشن کے لئے محکمہ صحت کیا اقدامات کر رہا ہے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور اور صحت (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! جہاں تک اس میں شیشہ نوشی کی بات ہے تو اس میں یہ تو درست ہے کہ اس حوالے سے researches موجود ہیں کہ تمبا کو نوشی سے کینسر کا مرض لاحق ہوتا ہے اس کے علاوہ سانس اور گلے کی بیماریاں بھی لاحق ہوتی ہے۔ میں پچھلے سال

سعودی عرب گیا تھا تو میں نے دیکھا کہ وہاں پر بھی بہت بڑی تعداد میں لوگ ریسٹورنٹس میں شیشہ نوشی کر رہے تھے حالانکہ آپ سعودی عرب میں تصور بھی نہیں کر سکتے کہ وہاں پر کسی آدمی کے پاس چرس ہو یا اس کے پاس ہیروئن ہو اور اگر وہاں پر اس قسم کا کوئی کیس پکڑا جائے تو وہاں پر اتنی سخت سزا ہے کہ اس کو موت کی سزا ملتی ہے اور اس میں کسی آدمی کا بچنا محال ہے۔ وہاں پر بھی بڑی آزادی کے ساتھ لوگ اس کو استعمال کر رہے ہیں لیکن یہ نہیں معلوم کہ اس میں تمباکو یا کس قسم کا مٹیریل استعمال ہوتا ہے؟ اب میں پوری گارنٹی سے تو نہیں کہہ سکتا کہ اس میں جو مٹیریل استعمال ہوتا ہے وہ واقعی کینسر کا سبب بنتا ہے لیکن prima facie محکمے کی اس وقت تک کی information یہی ہے کہ وہ اس کو تمباکو نوشی کے ساتھ ہی connect کر رہے ہیں۔

جناب سپیکر: رانا صاحب! ان کا سوال اور ہے۔ وہ کہہ رہے ہیں کہ ہاسٹلوں یا یونیورسٹیوں میں اس قسم کی چیزیں جو استعمال ہوتی ہیں ان کے بارے میں آپ کیا اقدامات کر رہے ہیں؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور اور صحت (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! فی الحال شیشہ نوشی کو ہم تمباکو نوشی کی ممانعت کے آرڈیننس کے تحت لے رہے ہیں اگر آپ اس کو کسی drug سے منسلک کریں گے جس طرح میاں نصیر نے فرمایا ہے تو پھر وہ another offence ہو گا۔ باقی تمباکو نوشی وغیرہ کے offence کے لئے قانون بالکل موجود ہے خواہ وہ کسی ہوسٹل میں ہو، ریسٹورنٹ میں ہو یا کسی پارک میں ہو وہ ہر جگہ پر جرم ہے۔

ڈاکٹر آمنہ بٹر: جناب سپیکر! میں نے awareness کے بارے میں سوال پوچھا تھا جیسے سگریٹ کی ڈبی پر لکھا ہوتا ہے کہ تمباکو نوشی صحت کے لئے مضر ہے تو اس طرح کے اشتہارات اور awareness campaign خاص طور پر کالجوں اور یونیورسٹیوں میں چلائی جانی چاہئے کیونکہ یہی بچے شیشہ نوشی کرتے ہیں اور کئی لوگوں کو یہ معلوم ہی نہیں کہ شیشہ نوشی بھی تمباکو نوشی کے برابر ہے۔ اس awareness campaign کے لئے محکمہ صحت کیا اقدامات کر رہا ہے، اس کا جواب منسٹر صاحب نے نہیں دیا۔

محترمہ آمنہ الفت: ضمنی سوال۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ فرمائیں!

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! کوئی relevant بات ہوتی ہے تو میں کھڑی ہوتی ہوں اور سنجیدگی سے چلتی ہوں۔

جناب سپیکر: جی، آپ ضمنی سوال کریں۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ انہوں نے جز (الف) کا جواب بالکل غلط دیا ہے۔ انہوں نے کہا ہے کہ یہ تاثر درست نہ ہے کہ شیشہ نوشی لاہور شہر کے تمام چھوٹے بڑے ہوٹلوں، کلبز و ریسٹورنٹس میں کھلے عام ہو رہی ہے۔ آپ ایم ایم عالم روڈ کے کسی بھی کیفے یا جدید ریسٹورنٹ میں چلے جائیں وہاں پر باقاعدہ menu میں شامل ہے اور نئی نسل کو یہ کہہ کر کہ اس کے اندر نشہ یا تمباکو نہیں ہے، facilitate کیا جاتا ہے اور انہیں تمباکو نوشی اور دوسرے نشوں کی طرف راغب کیا جاتا ہے۔ یہ ایک serious crime ہے جس کی طرف نئی نسل کو لایا جا رہا ہے۔ اس کے لئے بہت ہی سنجیدگی سے action لینے کی ضرورت ہے اور ہم نے اپنی نئی نسل کو ان چیزوں سے بچانا ہے لہٰذا اس کے لئے فوری اقدامات ہونے چاہئیں۔ جناب وزیر قانون نے اس سلسلے میں کیا اقدامات کئے ہیں کیونکہ اس سوال کو دیئے ہوئے بھی کافی عرصہ ہو گیا ہے۔ غلط جواب دیا جا رہا ہے کہ ہوٹلوں میں اس قسم کا تاثر غلط ہے جبکہ ہر ایک کو پتا ہے کہ یہ ہر جگہ دستیاب ہے۔ اب تو اس کی وباء گھر گھر پھیلتی جا رہی ہے۔ یہ غلط جواب دینے کا سلسلہ کب تک جاری رہے گا؟ یہ معاشرے کے اس قدر سنجیدہ issues ہیں جس پر ہر ماں باپ پریشان ہے لہٰذا محکمے کا یہ جواب بالکل غلط ہے اس کے لئے محکمے سے argue کرنے کی ضرورت ہے۔

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور اور صحت (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! محترمہ نے جو بات فرمائی ہے کہ ایم ایم عالم روڈ کے تمام ریسٹورنٹس یا ہوٹلوں میں شیشہ نوشی ہو رہی ہے تو ان کی بات بالکل درست ہے لیکن محکمے نے جو جواب دیا ہے وہ بھی بالکل درست ہے۔ محکمے نے یہ بالکل نہیں کہا کہ ایم ایم عالم روڈ پر شیشہ نوشی نہیں ہو رہی بلکہ محکمے نے تو یہ کہا ہے کہ یہ تاثر درست نہ ہے کہ شیشہ نوشی لاہور شہر کے تمام چھوٹے بڑے ہوٹلوں اور ریسٹورنٹس میں ہو رہی ہے۔ ایم ایم عالم روڈ جو پوش ایریا ہے اس حوالے سے محترمہ نے بالکل درست فرمایا ہے۔ جس طرح اِن سے پہلے محترمہ نے کہا کہ اس کے بارے میں پہلے step کے طور پر awareness مہم چلائی جائے کہ اس سے فلاں فلاں مضر اثرات مرتب ہو سکتے ہیں

تاکہ لوگ اس سے آگاہ ہوں اور وہ اس چیز سے رُک جائیں۔ Awareness مہم کے بعد پھر میں سمجھتا ہوں کہ penal action کی term آئے گی۔

جناب محمد یار ہراج: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: آپ تشریف رکھیں۔ میرے پاس سوالات ہیں اور اس طرح یہ رہ جائیں گے۔ جی، چودھری ظہیر الدین خان!

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! On his behalf (معزز رکن نے چودھری ظہیر الدین کے ایماء پر طبع شدہ سوال نمبر 714 دریافت کیا)

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

محترمہ سیمل کامران: سوال نمبر 714 ہے۔

جناب سپیکر: کیا اس کو پڑھا ہوا تصور کیا جائے؟

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! وزیر صاحب اس کے جواب کو پڑھ دیں پھر میں اس کو آگے چلاؤں گی۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور اور صحت (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں اچھی طرح سن نہیں سکا کہ انہوں نے on his behalf کہا ہے یا On her behalf کہا ہے؟ یہ سوال صحیح طرح سے take up نہیں ہوا ہے۔

جناب سپیکر: محترمہ نے his behalf کہا ہے اور میں نے یہ سنا ہے۔ جی، وزیر قانون!

ٹی ایم اے فیصل آباد میں فوڈ انسپکٹرز کی تعداد و دیگر تفصیلات

*714: چودھری ظہیر الدین خان: کیا وزیر صحت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ٹی ایم اے فیصل آباد میں کتنے فوڈ انسپکٹرز کام کر رہے ہیں اور کتنی مدت سے اس عہدہ پر فائز ہیں؟

(ب) ان کی تعیناتی کس بنیاد پر کی گئی؟

(ج) ان فوڈ انسپکٹروں کی آپس میں کیا کیا رشتہ داری ہے، بیان کریں؟

وزیر صحت (رانا ثناء اللہ خان):

ای ڈی او فیصل آباد کی رپورٹ کے مطابق:-

(الف) سٹی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ کے شعبہ ہیلتھ میں اس وقت 8 فوڈ انسپکٹرز اور 2 چیف فوڈ انسپکٹرز اپنے فرائض سر انجام دے رہے ہیں جن کے کوائف مندرجہ ذیل ہیں:-

1-	محمد اصغر، چیف فوڈ انسپکٹر	05-10-2005
2-	محمد یونس، فوڈ انسپکٹر	05-10-2005
3-	طاہر اقبال، فوڈ انسپکٹر	05-10-2005
4-	منیر احمد، فوڈ انسپکٹر	05-10-2005
5-	زبیر لطیف، فوڈ انسپکٹر	05-10-2005
6-	محمد ارشد، چیف فوڈ انسپکٹر	30-03-2007
7-	شہزاد ارشد، فوڈ انسپکٹر	30-03-2007
8-	عبدالقیوم، فوڈ انسپکٹر	30-03-2007
9-	محمد عارف، فوڈ انسپکٹر	30-03-2007
10-	ممتاز احمد، فوڈ انسپکٹر	11-07-2008

(ب) ان کی تعیناتی ڈسٹرکٹ کوآرڈینیشن آفیسر فیصل آباد نے اشیائے خورد و نوش میں ملاوٹ کی روک تھام کے لئے پیور فوڈ ایکٹ کے تحت کی ہے۔

(ج) محمد ارشد چیف فوڈ انسپکٹر اور شہزاد فوڈ انسپکٹر کا آپس میں باپ بیٹے کا رشتہ ہے۔ اس کے علاوہ باقی فوڈ انسپکٹرز کی آپس میں کوئی رشتہ داری نہ ہے۔

جناب سپیکر: جی، ضمنی سوال؟

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! معزز وزیر قانون صاحب کا جواب سن کر مجھے لگتا ہے کہ فیصل آباد میں تو پہلے ہی سے 2005 سے good governance چلتی آ رہی ہے جو کہ قابل تحسین بات ہے۔ میں یہ پوچھنا چاہتی ہوں کہ انہوں نے یہ تعیناتیاں جن کا ذکر کیا ہے کہ آٹھ فوڈ انسپکٹرز اور دو چیف فوڈ انسپکٹرز ہیں ان کا tenure کتنے عرصے کے لئے ہوتا ہے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور اور صحت (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! چونکہ یہ ڈسٹرکٹ کیڈر کی پوسٹ ہے یعنی انہوں نے اسی ضلع میں رہنا ہوتا ہے اس لئے tenure policy ان پر لاگو نہیں ہوتی۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! دوسرا میں ان سے یہ بات پوچھنا چاہتی ہوں کہ یہ جو آٹھ فوڈ انسپکٹرز ہیں یہ ہمیں بتائیں کہ انہوں نے اب تک کتنے ملاوٹ کے cases کو point out کیا ہے اور کتنے لوگوں کو سزائیں ملی ہیں؟

جناب سپیکر: محترمہ! آپ اپنے سوال کی طرف آئیں اور دیکھیں کہ کیا آپ نے یہ چیزیں سوال میں پوچھی ہیں؟

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! مجھے یہ بتا دیں کہ باپ اور بیٹا دونوں ایک ہی جگہ پر ایک ہی تاریخ کو تعینات کئے گئے ہیں۔ کیا پورے صوبے سے کسی اور نے apply نہیں کیا تھا۔ یہ کس میرٹ کے تحت ہیں، ان کو کتنی درخواستیں موصول ہوئی تھیں۔ یہ تو ان کے سرکاری دستاویز کا حصہ ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور اور صحت (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں محترمہ کی خدمت میں یہ عرض کروں کہ جز (ج) کی انہوں نے بات کی ہے۔ اس میں پوچھا گیا تھا کہ ان فوڈ انسپکٹروں کی آپس میں کیا کیا رشتہ داری ہے، بیان کریں۔ اگر انہوں نے تعیناتی کے بارے میں سوال کیا ہوتا تو یقیناً اس کا بھی جواب موصول ہوتا۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! وزیر قانون نے میری باتوں کو زیادہ ہی serious لے لیا ہے اس لئے ان کو سمجھ نہیں آرہی۔ میں نے انہی کے سرکاری doucments میں جو لکھا ہوا ہے ان کے رشتہ کے بارے میں، وضاحت پوچھی ہے کہ اوپر جز (الف) تھا اس کا چونکہ وزیر صاحب نے پورا جواب نہیں پڑھا تھا۔ اس میں سیریل نمبر 7 اور سیریل نمبر 8 شہزاد ارشد فوڈ انسپکٹر کو hire کرنے کی تاریخ 30-3-2007 ہے، عبدالقیوم فوڈ انسپکٹر 30-3-2007 اور محمد عارف فوڈ انسپکٹر 30-3-2007 یہ تین تعیناتیاں ایک ہی تاریخ کو ہوئی ہیں، ایک ہی شہر میں ہوئی ہیں، ایک ہی جگہ پر اور ایک ہی ڈیپارٹمنٹ میں ہوئی ہیں۔ ان تین افراد میں سے دو افراد ایک ہی گھر کے ہیں، ایک ہی خاندان کے ہیں۔ ایک باپ ہے اور ایک بیٹا ہے۔ کیا اس اسامی کے لئے کسی اور نے apply نہیں کیا تھا۔

جناب سپیکر: یہ تین تعیناتیاں نہیں چار ہیں جو کہ ایک ہی روز میں ہوئی ہیں۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! چلیں۔ چار ہی صحیح لیکن ان چار میں سے پچاس فیصد کوٹا کیا ایک ہی گھر میں جانا تھا۔ براہ مہربانی! اس کے میرٹ کے بارے میں مجھے آگاہ کر دیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور اور صحت (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! محترمہ نے غالباً سوال تو on his behalf پکار دیا لیکن انہوں نے سوال کو پڑھا نہیں ہے۔ یہ تاریخ تعیناتی نہیں ہے۔ یہ تو آپ نے پوچھا ہے کہ وہ کب سے اس عہدے پر کام کر رہے ہیں اور یہ وہ تاریخ ہے جس تاریخ سے یہ اس عہدے پر کام کر رہے ہیں۔ تعینات پہلے سے ہیں۔

خواجہ محمد اسلام: جناب سپیکر! میرا ایک ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

خواجہ محمد اسلام: جناب سپیکر! میں ایک وضاحت پوچھنا چاہتا ہوں کہ فیصل آباد میں ایک فوڈ انسپکٹر عبدالقیوم ہے۔ پچھلے دنوں ڈی سی او صاحب کی میٹنگ کے دوران اس نے اپنے چیف فوڈ انسپکٹر کو مارا اور اس کو زخمی بھی کیا۔ اس پر ایف آئی آر بھی ہوئی ہے لیکن ابھی یہ دوبارہ بحال ہو کر وہیں کام کر رہا ہے۔ میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ جس فوڈ انسپکٹر کے خلاف ایف آئی آر درج ہو، اس کی انوسٹی گیشن ہو رہی ہو کیا وہ اس صورت میں اپنی سیٹ پر بحال ہو سکتا ہے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور اور صحت (رانا ثناء اللہ خان):: جناب سپیکر! پنجاب حکومت کی اس بارے میں ایک unified policy ہے کہ اگر کسی ملازم کے خلاف ایف آئی آر کا اندراج ہو کسی بھی جرم کے تحت وہ خواہ انٹی کرپشن کے تحت ہو یا کسی اور جرم کے تحت ہو تو وہ آدمی جب تک اپنے آپ کو وہاں سے clear نہ کرے تو اسے کسی operational post پر نہیں لگایا جا سکتا۔ اگر ان انسپکٹرز میں سے کچھ لوگ ایسے ہیں کہ جن کے خلاف مقدمے زیر سماعت ہیں تو یہ نشاندہی کریں تو میں محکمے کو اس بارے میں direction دوں گا کہ وہ ایسے لوگوں کو ان کے عہدوں سے ہٹائے۔

خواجہ محمد اسلام: جناب سپیکر! یہاں پر عبدالقیوم فوڈ انسپکٹر ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور اور صحت (رانا ثناء اللہ خان): ہم آج ہی سیکرٹری فوڈ سے کہہ کر اس کو چیک کر لیتے ہیں۔ آپ بھی تھوڑا سا وقت نکالیں۔ آج ہی وقفہ سوالات کے بعد پتا کر لیتے ہیں۔

جناب سپیکر: اب وقفہ سوالات ختم ہوتا ہے۔

محترمہ انجم صفدر: جناب سپیکر! اس کے بعد میرا سوال ہے۔

جناب سپیکر: نہیں، اب وقت ختم ہو گیا ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور اور صحت: بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھتا ہوں۔

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

(جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)

فیصل آباد-یو سی 154 کے بنیادی مرکز صحت کے مسائل

*926: محترمہ انجم صفدر: کیا وزیر صحت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ فیصل آباد ٹھیکریوالہ کی یونین کونسل نمبر 154 میں بنیادی مرکز صحت کی بلڈنگ ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہو کر ایک کھنڈر کا منظر پیش کر رہی ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ بنیادی مرکز صحت سے قیمتی سامان بھی غائب ہے اور ڈاکٹر و عملہ اپنی ڈیوٹی سے غیر حاضری کے باوجود باقاعدگی سے تنخواہ وصول کر رہا ہے، یہاں پر تعینات ڈاکٹر و عملہ کے نام اور کب سے تعینات ہیں، مکمل تفصیلات بیان کی جائیں؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ مرکز صحت کے لئے ادویات اور تعینات عملہ کی تنخواہوں کے لئے فنڈز باقاعدگی سے مختص کئے جاتے ہیں؟

(د) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ بنیادی مرکز سے قیمتی سامان غائب کرنے، عملہ و ڈاکٹر کا ڈیوٹی سے غیر حاضر رہ کر تنخواہ وصول کرنے اور اس مرکز کے لئے مختص فنڈز کی خورد برد کرنے والوں کے خلاف کوئی کارروائی اور یہاں نیا عملہ تعینات کر کے اسے دوبارہ چلانے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر ہاں تو کب تک، نہیں تو کیوں؟

وزیر صحت (رانا ثناء اللہ خان):

(الف) یہ درست نہ ہے کہ فیصل آباد ٹھیکریوالہ کی یونین کونسل نمبر 154 میں بنیادی مرکز صحت کی بلڈنگ ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہو کر ایک کھنڈر کا منظر پیش کر رہی ہے البتہ قابل مرمت ضرور ہے اس کی مرمت کا کام سال 2007 میں ہوا تھا اور اب اس بنیادی مرکز صحت کی بلڈنگ کو اپ گریڈ کر کے رورل ہیلتھ سنٹر بنانے کے لئے PC-I منظور ہو چکا ہے اور اس کا ٹینڈر بذریعہ پراونشل بلڈنگ ڈویژن فیصل آباد بحوالہ چٹھی نمبری CB/5458-65 بتاریخ 08-10-08 منظور ہو چکا ہے لیکن ابھی تک مطلوبہ فنڈز جاری نہیں ہوئے امید ہے کہ عنقریب فنڈز دستیاب ہو جائیں گے۔

(ب) یہ درست نہ ہے اس بنیادی مرکز صحت پر تعینات ڈاکٹر ودیگر عملہ باقاعدگی سے اپنی ڈیوٹی سرانجام دے رہا ہے۔

عملہ کے نام وتاریخ تعیناتی درج ذیل ہے۔

1-ڈاکٹر افتخار حسین	17-04-99 (R) MO (R)
2-بشریٰ جبین	01-09-2008 (C) FMO
3-ضیاء الحق	15-02-2006 PRSP (C) Dispenser
4-محمد عدنان	14-06-2005 PRSP (C) Dispenser
5-محمد شفیق	22-02-2007 (R) M.T on Hajj Leave
6-کوکب نازلی	05-07-2001 (R) LHV
7-طالب حسین	06-03-1989 (R) Vaccinator
8-رضیہ پروین	05-05-2006 PRSP (C) Dai
9-زاہدہ بی بی	20-02-2008 (R) Dai
10-محمد مشتاق احمد	15-08-1995 (R) Naib Qasid
11-عابد حسین	21-02-2007 PRSP (R) Naib Qasid
12-گلزار گل	16-03-2006 (R) Chowkidar
13-صائمہ بی بی	11-02-2006 PRSP (C) Sanitary Worker
14-زبیر اقبال	17-08-92 (R) Sanitary Inspector

(ج) ہاں! یہ درست ہے کہ تمام بنیادی مراکز صحت کے لئے ادویات اور ان پر تعینات عملہ کی تنخواہوں کی ادائیگی کے لئے باقاعدہ فنڈز مختص کئے جاتے ہیں۔

(د) یہ درست نہ ہے کیونکہ وہاں سے کوئی سامان غائب ہوا ہے اور نہ ہی بنیادی مرکز صحت کا عملہ اپنی ڈیوٹی سے غائب رہتا ہے۔اس کے ثبوت میں ماہانہ out door مریضوں کی تعداد درج ذیل ہے:۔

ماہ	مریض
جنوری 2008	3615
فروری	3447
مارچ	3626
اپریل	3985
مئی	3359
جون	3635

جولائی	4624
اگست	4360
ستمبر	4186
اکتوبر	4230
نومبر	4484

شہروں اور دیہاتوں میں مچھروں سے پیدا ہونے والی بیماریوں کی روک تھام کے لئے سپرے کرنے کا مسئلہ

*1014: محترمہ آمنہ جہانگیر: کیا وزیر صحت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ قبل ازیں محکمہ شہروں اور گاؤں میں مچھروں سے پیدا ہونے والی بیماریوں کی روک تھام کے لئے سپرے کیا کرتا تھا؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ کافی سالوں سے محکمہ نے سپرے کرنا بند کر دیا ہے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ سپرے کی مد میں اب بھی فنڈز مختص کئے جاتے ہیں تو سالانہ کتنی رقم مختص کی جاتی ہے اور کہاں کہاں خرچ کی جاتی ہے؟

(د) اگر جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت بیماریوں کی روک تھام کی خاطر دوبارہ سپرے پروگرام شروع کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، ہاں تو کب تک، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر صحت (راناثناء اللہ خان):

(الف) یہ درست ہے۔

(ب) یہ درست نہ ہے۔

(ج) ملیریا اور ڈینگی بخار کے مریضوں کی جہاں تصدیق ہو وہاں ان بیماریوں کو پھیلانے والے مچھروں کو تلف کرنے کے لئے سپرے کیا جاتا ہے اور اس مقصد کے لئے مختص کئے گئے فنڈز کی تفصیل درج ذیل ہے:-

سال	مختص فنڈ	اضلاع جہاں سپرے کیا گیا
2006-07	2089816روپے	چکوال، میانوالی، ڈی۔جی۔خان، مظفر گڑھ، راجن پور، بہاولپور، بھکر۔
2007-08	2270000روپے	اٹک، چکوال، میانوالی، ڈی۔جی۔خان، جھنگ، لیہ، ملتان، ننکانہ، راولپنڈی، وہاڑی، مظفر گڑھ، راجن پور، بہاولپور

2008-09 3500000روپے علاوہ ازیں ضلع حکومتیں بھی اس مقصد کے لئے فنڈ مختص کرتی ہیں۔

دوسرے تمام اضلاع میں جہاں بیان کردہ بیماریوں کی تصدیق نہ ہوئی ادھر سپرے نہ کیا گیا۔ قومی / صوبائی سپرے پالیسی کے مطابق سپرے کرنے کے لئے 1000 افراد کی آبادی میں پورے سال میں کم از کم دو عدد Falci Parum ملیریا کے مریض ہونا ضروری ہیں۔

(د) حکومت پنجاب متعدی بیماریوں کی روک تھام کے لئے سپرے تسلسل سے کر رہی ہے مگر یہ اوپر بیان کردہ پالیسی کے مطابق صرف ٹارگٹ ایریاز میں کیا جاتا ہے اس سے شاید یہ تاثر پیدا ہوا ہے کہ سپرے نہیں کیا جاتا، جو کہ صحیح نہیں ہے۔یہ سپرے قومی / صوبائی سپرے پالیسی کے مطابق کیا جاتا ہے۔ (جس کی تفصیل اوپر والے پیرا میں دی گئی ہے)

اخبارات میں ہومیوپیتھک ڈاکٹرز، حکیموں کی جانب سے دوائیوں کے اشتہارات دینے کی تفصیلات

*1018: ڈاکٹر فائزہ اصغر: کیا وزیر صحت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ تمام اخبارات خصوصاً اتوار ایڈیشن میگزینز میں مختلف حکیموں اور ہومیوپیتھک ڈاکٹرز کے بڑے بڑے متاثر کن اشتہارات شائع ہوتے ہیں، جن میں اپنی ادویات کے ذریعے بڑی بڑی کامیابیوں کے دعوے کئے جاتے ہیں؟

(ب) کیا محکمہ صحت نے کبھی ان اشتہاری حکیموں اور ہومیوپیتھک ڈاکٹروں کی اسناد، قابلیت اور ادویات کو کسی لیبارٹری میں چیک کروایا ہے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے صوبہ میں ہر شخص جب چاہے اپنی مرضی سے ادویات بنا کر اشتہارات کے ذریعے فروخت کر سکتا ہے کیا محکمہ صحت اس طرح عام لوگوں کی صحت سے کھیلنے والوں پر کوئی پابندی عائد کرنے کا ارادہ رکھتا ہے؟

وزیر صحت (رانا ثناء اللہ خان):

(الف) ڈرگز ایکٹ مجریہ 1976 کی دفعہ 24 کے تحت کوئی شخص وفاقی حکومت محکمہ صحت کی اجازت کے بغیر اپنی ادویات اور علاج معالجہ سے متعلقہ تشہیر نہیں کر سکتا۔اس قانون پر عمل درآمد کروانا وفاقی حکومت کی ذمہ داری ہے۔البتہ صوبائی محکمہ صحت اس سلسلہ میں وقتاً فوقتاً میڈیا کو ہدایات جاری کرتا رہتا ہے۔

(ب) ڈرگز ایکٹ 1976 اور اس کے تحت بنائے گئے rules کے مطابق پنجاب حکومت صرف ایلوپیتھک ادویات اور اس کے متعلقہ معاملات کی جانچ پڑتال کرنے کی مجاز ہے۔ ہومیوپیتھک Ayurvedic ہربل اور یونانی ادویات کی تیاری، معیار کی جانچ پڑتال اور فروخت کو کنٹرول کرنے کے لئے اس وقت کوئی قانون موجود نہیں ہے۔البتہ وفاقی وزارت صحت حکومت پاکستان نے اس سلسلہ میں ایک مسودہ قانون بعنوان "یونانی-ایورویدک اینڈ ہومیوپیتھک ایکٹ" تیار کیا ہے جو کہ منظوری کے مراحل میں ہے۔

(ج) کوئی بھی شخص بغیر لائسنس اور رجسٹریشن کے کوئی ایلوپیتھک ادویات بنانے اور فروخت کرنے کا مجاز نہیں ہے۔البتہ جیسا اوپر بیان کیا گیا ہے۔ہومیوپیتھک، ایورویدک اور یونانی ادویات کی تیاری اور فروخت کے لئے فی الوقت کوئی قانون موجود نہ ہے۔البتہ وفاقی حکومت اس سلسلہ میں ایک مسودہ قانون پر کام کر رہی ہے جو کہ ابھی منظوری کے مراحل میں ہے۔

میانی شہر تحصیل بھلوال ضلع سرگودھا کے سرکاری ہسپتال میں بیڈز کی تعداد و دیگر تفصیلات

*1077: محترمہ زوبیہ رباب ملک: کیا وزیر صحت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) میانی شہر تحصیل بھلوال ضلع سرگودھا کا سرکاری ہسپتال کتنے بیڈز پر مشتمل ہے؟

(ب) اس ہسپتال میں ڈاکٹرز کی منظور شدہ اسامیاں کتنی ہیں اور کتنی کب سے خالی ہیں؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ گائنی وارڈ تو موجود ہے مگر گائناکالوجسٹ تعینات نہیں ہے اس کی وجوہات کیا ہیں کب تک گائناکالوجسٹ تعینات کر دی جائے گی؟

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ چائلڈ سپیشلسٹ کی اسامی بھی خالی ہے اس پر حکومت کب تک ڈاکٹر تعینات کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

(ہ) ہسپتال ہذا میں اس وقت کون کون سی مشینری ہے کیا یہ مشینری ہسپتال کی ضروریات کے مطابق ہے اگر ہاں تو حکومت کب تک مزید مشینری فراہم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

(و) کیا یہ درست ہے کہ ہسپتال ہذا میں ایکسرے مشین تو موجود ہے مگر ایکسرے فلمیں نہیں ہیں کیا حکومت ایکسرے فلمیں فراہم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

(ز) اس ہسپتال میں بیڈز اور وہیل چیئر کتنی ہیں کیا یہ اس ہسپتال میں داخل ہونے والے مریضوں کے لئے کافی ہیں اگر ناکافی ہیں تو حکومت مزید بیڈز اور وہیل چیئرز فراہم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

(ح) کیا یہ درست ہے کہ ہسپتال ہذا میں گیس نہیں ہے جبکہ ڈیمانڈ نوٹس بھی ادا کر دیا گیا ہے محکمہ گیس لگوانے کے لئے کیا اقدامات اٹھا رہا ہے؟

(ط) اس ہسپتال کے کتنے ڈاکٹرز کو کب سے تنخواہوں کی ادائیگی نہیں ہو رہی، تنخواہوں کی ادائیگی کے لئے حکومت کیا اقدامات اٹھا رہی ہے؟

وزیر صحت (رانا ثناء اللہ خان):

(الف) میانی شہر کا سرکاری ہسپتال 22 بیڈز پر مشتمل ہے۔

(ب) 4 اسامیاں ڈاکٹرز کی منظور شدہ ہیں۔ چار اسامیوں میں سے ویمن میڈیکل آفیسر کی اسامی خالی ہے۔ درخواستیں طلب کی گئی تھیں لیکن کسی بھی امیدوار نے درخواست نہ دی ہے۔

(ج) گائنی وارڈ موجود ہے اور نہ ہی گائناکالوجسٹ کی اسامی موجود ہے۔

(د) چائلڈ سپیشلسٹ کی کوئی اسامی موجود نہ ہے۔

(ہ) 2 عدد ایمبولینس، ڈینٹل یونٹ، ایکسرے پلانٹ اور آپریشن تھیٹر موجود ہیں جو کہ ہسپتال کی ضروریات کے عین مطابق ہیں۔

(و) ایکسرے مشین چالو حالت میں ہے اور فلمیں بھی موجود ہیں۔

(ز) 22 عدد بیڈز موجود ہیں جبکہ وہیل چیئر نہ ہے۔ البتہ سٹریچر موجود ہے۔ وہیل چیئر کی خریداری کے لئے بجٹ نہ تھا۔ ڈسٹرکٹ گورنمنٹ سرگودھا کو فرنیچر کی خریداری کے لئے سپلیمنٹری گرانٹ میں سے بجٹ مختص کرنے کے لئے کہا گیا ہے۔ بجٹ مختص ہو جانے پر وہیل چیئر خرید کر مہیا کر دی جائے گی۔

(ح) 9-01-07 کو سوئی گیس میٹر کے لئے ڈیمانڈ نوٹس جمع کروا دیا تھا۔ محکمہ سوئی گیس نے ابھی تک میٹر نہیں لگایا۔ محکمہ کو بار بار یاددہانی کروائی جا رہی ہے۔

(ط) تمام ڈاکٹرز کو تنخواہوں کی ادائیگی ہو رہی ہے۔ اس ضمن میں انفرادی سطح پر شکایت کی صورت میں ضلعی حکومت سے رابطہ کیا جا سکتا ہے۔

سرگودھا تحصیل ہیڈکوارٹر ہسپتال بھاگٹانوالہ کی تعمیر

*1095: چودھری عامر سلطان چیمہ: کیا وزیر صحت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ تحصیل ہیڈکوارٹر ہسپتال بھاگٹانوالہ ضلع سرگودھا کی تعمیر کی منظوری سابق حکومت کے دور میں ہوئی تھی؟

(ب) کیا ہسپتال مذکورہ کی عمارت مکمل ہو گئی ہے اگر نہیں تو تعمیر کس مرحلے میں ہے اور کب تک مکمل ہو گی؟

(ج) اگر مذکورہ ہسپتال کی تعمیر مکمل ہو گئی ہے تو اس پر کتنی لاگت آئی ہے اور ٹھیکہ داروں کے نام کیا ہیں، کیا تعمیر کے لئے ٹینڈر طلب کئے گئے اگر ہاں تو اخبار کا نام اور تاریخ بتائیں؟

(د) کیا مذکورہ ہسپتال کے لئے عملہ کی تعیناتی ہو گئی ہے، اگر ہاں تو مکمل عملہ کی تفصیل مع نام، گریڈ، عرصہ تعیناتی، تعلیمی قابلیت وغیرہ ایوان کی میز پر رکھی جائے، نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

(ہ) کیا عملہ کی تعیناتی میرٹ پر ہوئی ہے اور باقاعدہ اخبارات میں اشتہارات دیئے گئے اگر ہاں تو اخبار کا نام اور تاریخ بتائی جائے؟

(و) کیا کچھ تقرریاں پنجاب پبلک سروس کمیشن کے ذریعہ بھی ہوئی ہیں، ان کی مکمل تفصیل بھی ایوان کی میز پر رکھی جائے؟

وزیر صحت (رانا ثناء اللہ خان):

(الف) جی ہاں، یہ درست ہے۔

(ب) تحصیل ہسپتال بھاگٹانوالہ کی عمارت مکمل ہو گئی ہے اور ایکسیئن صوبائی محکمہ تعمیرات سرگودھا نے بذریعہ چٹھی نمبری P7D/706-14699 مورخہ 08-11-3 مذکورہ بلڈنگ کو محکمہ صحت کے حوالے کرنے کے لئے کہا ہے اور ایک ماہ کے اندر اندر یہ محکمہ صحت کے حوالے کر دی جائے گی۔

(ج) عمارت مکمل ہو چکی ہے اور ایکسیئن صوبائی محکمہ تعمیرات سرگودھا کے مطابق اب تک 16.043 ملین روپے لاگت آئی ہے۔ ٹھیکیدار سید شبیر رضا نقوی ہے۔ محکمہ تعمیرات سرگودھا کی طرف سے اخبار "خبریں" میں مورخہ 04-11-15 کو اشتہار آیا تھا۔

(د) جی نہیں، کیونکہ عمارت محکمہ صحت کی تحویل میں آنے کے بعد گورنمنٹ کی پالیسی کے مطابق ضلعی حکومت حسب ضابطہ حکومت پنجاب کو تحصیل ہسپتال بھاگٹانوالہ میں عملہ کی پوسٹیں منظور کرنے کے لئے درخواست کرے گی۔

(ہ) ابھی تک کوئی تعیناتی نہیں ہوئی۔

(و) فی الحال کوئی تقرری نہیں ہوئی۔

موضع ملیار پنڈدادنخان، جہلم کی ڈسپنسری کے مسائل

*1150: جناب وسیم قادر: کیاوزیر صحت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ملیار گاؤں تحصیل پنڈدادنخان ضلع جہلم میں گورنمنٹ پنجاب کی ڈسپنسری تھی؟

(ب) کیایہ بھی درست ہے کہ ڈسپنسری کافی عرصہ سے بند ہے اور اس کا سامان غائب ہو چکا ہے؟

(ج) کیایہ بھی درست ہے کہ ڈسپنسری کی بلڈنگ ٹوٹ پھوٹ چکی ہے اور ملبہ لوگ اٹھا کر لے گئے ہیں؟

(د) کیاحکومت ڈسپنسری کو دوبارہ مرمت کروانے و کھولنے کا ارادہ رکھتی ہے تو کب تک اگر نہیں تو وجہ بیان فرمائیں؟

وزیر صحت (راناثناء اللہ خان):

(الف) یہ درست ہے کہ ملیار گاؤں تحصیل پنڈدادنخان ضلع جہلم میں واقع ہے اور وہاں پر گورنمنٹ پنجاب کی ڈسپنسری تھی ملیار گاؤں کی آبادی 2016 نفوس پر مشتمل ہے۔

(ب) یہ درست ہے کہ ڈسپنسری کافی عرصہ تقریباً 1996 سے بند ہے اور اس کا سامان بی ایچ یو کوٹلہ سیداں پر شفٹ کر دیا گیا ہے۔

(ج) یہ درست ہے کہ ڈسپنسری کی بلڈنگ جو 2 کمروں بمعہ برآمدہ پر مشتمل تھی، گر چکی ہے اور اس کا ملبہ پڑا ہوا ہے۔

(د) ملیار گاؤں یونین کونسل احمد آباد تحصیل پنڈدادنخان میں واقع ہے اور اس کی آبادی 2016 نفوس پر مشتمل ہے جبکہ احمد آباد یونین کونسل کی آبادی 17988 ہے اس یونین کونسل میں پہلے ہی دو بی ایچ یوز ہیں۔ گورنمنٹ پالیسی کے مطابق یونین کونسل میں صرف ایک

بی ایچ یو ہوتا ہے جب کہ اس یونین کونسل میں دو بی ایچ یوز ہیں-مزید برآں ملیار گاؤں سے بی ایچ یو کوٹلہ سیداں کا فاصلہ کم و بیش ایک کلو میٹر ہے-اس لئے موجودہ حالات میں گورنمنٹ ڈسپنسری ملیار کو دوبارہ کھولنے کا ارادہ نہیں ہے-

لاہور میں گنگارام ہسپتال کے ڈیلی ویجز ملازمین کے مسائل

*1151: جناب وسیم قادر: کیا وزیر صحت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) سر گنگارام ہسپتال لاہور میں ڈیلی ویجز ملازمین کی تعداد کتنی ہے؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ ڈیلی ویجز ملازمین کو تنخواہ تین تین مہینوں کے بعد ملتی ہے، وجہ بیان فرمائیں؟

(ج) اگر جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت ڈیلی ویجز ملازمین کی مہینہ وار سیلری ادا کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر ہاں تو کب تک؟

وزیر صحت (رانا ثناء اللہ خان):

(الف) سر گنگارام ہسپتال لاہور میں ڈیلی ویجز ملازمین کی تعداد چھ ہے-

(ب) یہ بات درست نہ ہے بلکہ ڈیلی ویجز ملازمین کی تنخواہیں ان کے کام کے دنوں کے حساب سے باقاعدگی سے ادا کی جاتی ہیں-

(ج) یہ بات درست نہ ہے بلکہ تمام ڈیلی ویجز ملازمین کو تنخواہ ہر ماہ کی 2تا3 تاریخ ادا کی جاتی ہے-

محکمہ صحت کو کثیر فنڈز کی فراہمی

*1199: ملک جہاں زیب وارن: کیا وزیر صحت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ حکومت ہر سال محکمہ صحت کو کثیر رقم بنیادی سہولیات ہیلتھ کی فراہمی کے لئے دے رہی ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ کثیر رقم کی فراہمی کے باوجود یہ محکمہ مجموعی طور پر عوام کو ریلیف فراہم نہیں کر رہا ہے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ ہر سال حکومت کی طرف سے فراہم کردہ کثیر رقم خورد برد کی جاتی ہے؟

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ محکمہ صحت کے ہیلتھ سنٹروں اور ہسپتالوں کے ایمرجنسی وارڈوں میں عملہ موجود نہیں ہوتا ہے؟

(ہ) حکومت اس سلسلہ میں کیا اقدامات اٹھا رہی ہے؟

وزیر صحت (راناثناء اللہ خان):

(الف) جی، ہاں! حکومت اپنے وسائل کے مطابق بنیادی سہولیات ہیلتھ کے لئے رقم فراہم کر رہی ہے۔

(ب) یہ درست نہ ہے محکمہ صحت اپنے وسائل کے مطابق صوبہ بھر میں عوام کو ہر ممکن طبی سہولیات فراہم کرنے کے لئے تندہی سے کام کر رہا ہے تاہم کہیں انتظامی یا مالی مشکلات کی وجہ سے کوئی دقت پیش آتی ہے تو اسے دور کر کے وسائل کے مطابق عوام کو ریلیف پہنچانے کی کوشش کی جاتی ہے۔

(ج) یہ بات درست نہ ہے حکومت کی طرف سے فراہم کردہ وسائل سے عوام کو ہر ممکن طبی سہولیات فراہم کی جاتی ہیں تاہم جہاں کہیں غلط استعمال کے بارے میں معلوم ہوتا ہے تو قانون کے مطابق کارروائی عمل میں لائی جاتی ہے۔

(د) یہ تاثر درست نہ ہے طبی عملہ ہمہ وقت ڈیوٹی سرانجام دیتا ہے تاہم اگر کوئی شکایت آتی ہے تو قانون کے مطابق کارروائی عمل میں لائی جاتی ہے۔

(ہ) موجودہ وزیراعلیٰ پنجاب کی ہدایات کی روشنی میں سسٹم کو مزید بہتر بنانے کے لئے کثیر جہتی اقدامات کئے جا رہے ہیں جس سے طبی سہولیات کی فراہمی کا نظام بہتر ہو رہا ہے۔

سروسز ہسپتال کی گائنی آؤٹ ڈور میں مریضوں سے ناروا سلوک

*1264: محترمہ راحیلہ خادم حسین: کیا وزیر صحت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ سروسز ہسپتال گائنی آؤٹ ڈور میں چیک کروانے والی خواتین کو ڈاکٹروں کا گھنٹوں انتظار کرنا پڑتا ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ وومن میڈیکل آفیسر مریض خواتین کو انتہائی غیر تسلی بخش اور غیر مناسب رویہ سے چیک کرتی ہیں؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ گائنی آؤٹ ڈور کی خواتین مریضوں کو بلڈ سیمپل، یورن و دیگر ٹیسٹ کے لئے گھنٹوں لمبی قطاروں میں کھڑے ہونا پڑتا ہے عملہ بھی بروقت نہیں آتا؟

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ اکثر الٹرا ساؤنڈ مشین پر تعینات عملہ، ڈاکٹر انتہائی ناروا سلوک کرتے ہیں نیز الٹرا ساؤنڈ کے لئے پندرہ سے ایک ماہ کی تاریخ دے دیتے ہیں، اسی روز الٹرا ساؤنڈ نہیں کرتے؟

(ہ) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت گائنی آؤٹ ڈور خواتین کے لئے بلڈ سیمپل، الٹرساؤنڈ و دیگر ٹیسٹوں کے لئے علیحدہ کاؤنٹر قائم کرنے، خواتین کو ترجیح دے کر بلڈ ٹیسٹ و دیگر ٹیسٹ اسی روز، بالخصوص الٹرا ساؤنڈ اسی روز کرنے کا ارادہ رکھتی ہے تو کب تک، نہیں تو کیا وجوہات ہیں نیز ڈاکٹر، پرچی عملہ، سیمپل کولیکشن عملہ کی حاضری صبح 8 بجے گائنی آؤٹ ڈور میں یقینی بنائی جائے؟

وزیر صحت (رانا ثناء اللہ خان):

(الف) یہ درست نہ ہے کہ ہسپتال ہذا کے گائنی آؤٹ ڈور میں چیک اپ کروانے والی خواتین کو گھنٹوں انتظار کرنا پڑتا ہے۔ اس بارے میں ہسپتال انتظامیہ کو کبھی کوئی شکایت موصول نہ ہوئی ہے۔

(ب) یہ بھی درست نہ ہے۔ تمام خواتین مریضوں کا تسلی بخش چیک اپ کیا جاتا ہے اور اس سلسلے میں کبھی کوئی شکایت بھی موصول نہ ہوئی ہے۔

(ج) یہ درست نہ ہے کہ بلڈ سیمپل، یورن اور دیگر ٹیسٹ لینے والا عملہ بروقت نہیں آتا، تمام سٹاف کی حاضری کو یقینی بنانے کے لئے ہسپتال انتظامیہ نے حاضری بذریعہ Thumb Scanner لگانے کا سب کو پابند کیا ہوا ہے اور ان کے کام کی نگرانی کے لئے ایک اے ایم ایس تعینات کیا ہوا ہے۔

(د) الٹرا ساؤنڈ مشین پر تعینات عملہ مریضوں کے ساتھ خوش اسلوبی سے پیش آتا ہے اور آؤٹ ڈور میں چیک اپ کروانے والے مریضوں کا الٹرا ساؤنڈ اسی روز کیا جاتا ہے کسی کو بھی ٹائم نہیں دیا جاتا۔

(ہ) ہسپتال انتظامیہ نے گائنی آؤٹ ڈور خواتین کے لئے لیبارٹری ٹیسٹوں اور الٹرا ساؤنڈ کے لئے علیحدہ علیحدہ عملہ تعینات کیا ہوا ہے اور تمام عملے کی حاضری کو یقینی بنایا جاتا ہے۔

محکمہ صحت میں مینجمنٹ کیڈر کا قیام

*1267: ڈاکٹر سامیہ امجد: کیا وزیر صحت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ محکمہ صحت پنجاب میں اس وقت ڈاکٹروں کے جو کیڈر موجود ہیں ان میں سپیشلسٹ کیڈر، ٹیچنگ کیڈر اور جنرل کیڈر شامل ہیں؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ اس وقت محکمہ صحت پنجاب میں ڈاکٹروں کا مینجمنٹ کیڈر نہ ہے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ اس وقت ڈاکٹروں کی مختلف تنظیموں اور بین الاقوامی پریکٹس کے مطابق اس کیڈر کی ضرورت ہے؟

(د) کیا مندرجہ بالا حقائق کی روشنی میں حکومت پنجاب مینجمنٹ کیڈر پر کام کر رہی ہے اور کب تک اس کیڈر کا اجرا ہو جائے گا اگر نہیں تو کیوں؟

وزیر صحت (رانا ثناء اللہ خان):

(الف) جی ہاں۔یہ درست ہے۔

(ب) جنرل کیڈر کے ڈاکٹر جن کے پاس ڈی پی ایچ اور ایم پی ایچ جیسی انتظامی ڈگریاں ہوتی ہیں وہی انتظامی عہدوں پر فائز ہوتے ہیں۔

(ج) جی ہاں، ویسے تو جنرل کیڈر کے وہ ڈاکٹر جن کے پاس میڈیکل سے متعلق انتظامی ڈگریاں / ڈپلومہ مثلاً ایم پی ایچ یا ڈی پی ایچ وغیرہ ہوتے ہیں وہی انتظامی عہدوں پر تعینات کئے جاتے ہیں اور ایک لحاظ سے دیکھا جائے تو یہی ایک defacto مینجمنٹ کیڈر ہے۔البتہ ایک dedicated مینجمنٹ کیڈر کی تشکیل کا معاملہ بھی آج کل محکمہ صحت میں زیر غور ہے۔

(د) یہ تجویز فی الحال زیر غور ہے اور اس کا اچھی طرح سے جائزہ لینے کے بعد ہی کوئی فیصلہ کیا جائے گا لہذا اس stage پر کوئی حتمی رائے نہیں دی جا سکتی۔

سروسز ہسپتال ڈاکٹروں کا بروقت ہسپتال نہ پہنچنے کی وجہ سے مریضوں کو پریشانی کا سامنا

*1276: محترمہ راحیلہ خادم حسین: کیا وزیر صحت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ سروسز ہسپتال میں مختلف شعبہ جات میں مریضوں کو چیک اپ کے لئے گھنٹوں انتظار کرنا پڑتا ہے اور چیک کروائے بغیر واپس جانا پڑتا ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ کوئی بھی ڈاکٹر 10 بجے سے قبل ہسپتال نہیں پہنچتا جو ڈاکٹر ہیں وہ یہ رونا روتے ہیں کہ ڈاکٹر کم اور مریضوں کی تعداد زیادہ ہے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ ہسپتال کے مختلف شعبہ جات کی 38 پوسٹیں خالی پڑی ہیں جن میں شعبہ میڈیکل کی تعداد 12، Surgery کی تعداد 2، Paeds Medicine کی تعداد 1، Anesthesia کی تعداد 1، Orthopedic کی تعداد 1، Chest Surgery کی تعداد 1، DMC کی تعداد 1، Gastroenterology کی تعداد 1، Infectious Diseases کی تعداد 1، Paeds Surgery کی تعداد 1، اور Cardiology کی تعداد 3 ہے ان تمام خالی پوسٹوں کو پر نہیں کیا جا رہا ہے۔

(د) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ بالا اسامیاں پر کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، تو کب تک، نہیں تو وجوہات کیا ہیں؟

وزیر صحت (رانا ثناء اللہ خان):

(الف) یہ درست نہ ہے کہ ہسپتال ہذا کے مختلف شعبہ جات میں مریضوں کو چیک اپ کروانے کے لئے گھنٹوں انتظار کرنا پڑتا ہے تمام شعبہ جات کے جونیئر اور سینئر ڈاکٹر صاحبان مقررہ اوقات میں مریضوں کا چیک اپ کرتے ہیں اور کوئی بھی مریض چیک کروائے بغیر نہیں جاتا۔ اس ضمن میں ہسپتال انتظامیہ کو آج تک کوئی شکائیت موصول نہیں ہوئی۔

(ب) تمام ڈاکٹرز مقررہ وقت پر آؤٹ ڈور آتے ہیں تمام سٹاف کی حاضری کو یقینی بنانے کے لئے ہسپتال انتظامیہ نے حاضری بذریعہ Thumb Scanner لگانے کا سب کو پابند کیا ہوا ہے اور ان کے کام کی نگرانی کے لئے ایک اے ایم ایس اور ڈی ایم ایس تعینات کئے ہوئے ہیں۔

(ج) ہسپتال ہذا کے مختلف شعبہ جات کی خالی پوسٹیں پر کرنے کے لئے اخبارات کے ذریعے درخواستیں مانگی گئی تھیں اور ان پوسٹوں کو پر کرنے کے لئے انٹرویو ہو گئے ہیں اور کچھ عرصہ تک ان پوسٹوں کو پر کر لیا جائے گا۔

(د) جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا ہے جلد ہی ان خالی پوسٹوں کو پر کر لیا جائے گا۔

میو ہسپتال میں ڈاکٹروں کو تنخواہ نہ دینے کا معاملہ

*1277: محترمہ آمنہ جہانگیر: کیا وزیر صحت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ نامعلوم وجوہات کی بنا پر اس وقت کنگ ایڈورڈ یونیورسٹی کے 30 سے 35 graduates میو ہسپتال میں بغیر تنخواہ کے کام کر رہے ہیں؟

(ب) اگر جواب اثبات میں ہے تو مذکورہ ہاؤس جاب کرنے والے ڈاکٹروں کو تنخواہ نہ دینے کی کیا وجوہات ہیں تفصیل سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

وزیر صحت (راناثناء اللہ خان):

(الف) حکومت پنجاب محکمہ صحت کی طرف سے کنگ ایڈورڈ میڈیکل یونیورسٹی کے graduates کے لئے سو فیصد وظائف کا بندوبست کیا گیا-یہ درست نہ ہے کہ کنگ ایڈورڈ میڈیکل یونیورسٹی میں 30 سے 35 graduates بغیر تنخواہ کے کام کر رہے ہیں بلکہ حقیقت یہ ہے کہ صرف 15 graduates اپنی مرضی اور چوائس کے وارڈز میں کام کر رہے ہیں-چونکہ جس جگہ پر میرٹ کے مطابق ان گریجوایٹس کو تعینات کیا جاتا ہے وہاں پر یہ کام کرنا نہیں چاہتے اور اپنی رضامندی سے اعزازی ہاؤس جاب کرتے ہیں-

(ب) چونکہ یہ گریجوایٹ ڈاکٹرز اپنی مرضی کی وارڈ/ سپیشلٹی میں تعیناتی چاہتے ہیں لیکن وہاں پر ان کے میرٹ کے مطابق stipend والی سیٹ نہ ہونے کی وجہ سے ان کو stipend نہیں دیا جاتا-

ٹی ایچ کیو ہسپتال میاں چنوں میں بیڈز کی تعداد و دیگر تفصیلات

*1282: رانا بابر حسین: کیا وزیر صحت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ٹی ایچ کیو ہسپتال میاں چنوں کتنے بیڈز پر مشتمل ہے؟

(ب) اس کی ایمرجنسی کتنے بیڈز پر مشتمل ہے؟

(ج) اس میں تعینات ڈاکٹرز کے نام، عہدہ، گریڈ اور شعبہ جات کی تفصیلات بتائیں؟

(د) کتنے ڈاکٹرز کی اسامیاں کب سے کس کس شعبہ کی خالی ہیں، خالی اسامیاں کب پر ہوں گی؟

(ہ) گائناکالوجسٹ کی اسامیاں کتنی ہیں ان پر تعینات ڈاکٹرز کے نام، عہدہ، گریڈ اور تعلیمی قابلیت بتائیں، کتنے گائناکالوجسٹ کو پرائیویٹ پریکٹس کی اجازت ہے؟

(د) گائناکالوجسٹ کی کتنی اسامیاں خالی کیوں پڑی ہیں؟

وزیر صحت (رانا ثناء اللہ خان):

(الف) ٹی ایچ کیو ہسپتال میاں چنوں ساٹھ بیڈز پر مشتمل ہے۔

(ب) اس کی ایمرجنسی دو بیڈز پر مشتمل ہے جبکہ دس بیڈز کی گنجائش باقی ہے۔

(ج) ٹی ایچ کیو ہسپتال میاں چنوں میں تعینات ڈاکٹرز کے نام، عہدہ، گریڈ اور دیگر تفصیلات درج ذیل ہیں:-

نمبر شمار	نام ڈاکٹر	عہدہ	گریڈ	شعبہ جات
-1	ڈاکٹر نعیم صادق ملی	ایم ایس	19	انچارج ہسپتال
-2	ڈاکٹر طارق عزیز	چلڈرن اسپیشلسٹ	18	چلڈرن وارڈ/آؤٹ ڈور
-3	ڈاکٹر ذوباریہ اسد	گائنی کالوجسٹ	18	شعبہ گائنی، شعبہ امراض نسواں
-4	ڈاکٹر علی سجاد قریشی	آئی سپیشلسٹ	18	شعبہ امراض چشم
-5	ڈاکٹر مشتاق	ایس ایم او	18	شعبہ ٹی بی و جنرل مریضاں
-6	ڈاکٹر عبدالستار	APMO	18	شعبہ ٹی بی و جنرل مریضاں
-7	ڈاکٹر محمد رفیق	APWMO	18	شعبہ جنرل مریضاں
-8	ڈاکٹر شازیہ انور	ڈینٹل سرجن	18	شعبہ دندان سازی
-9	ڈاکٹر شاہد احمد	ایم او	17	شعبہ جنرل مریضاں
-10	ڈاکٹر محمد اکبر	سی ایم او	17	شعبہ ایمرجنسی
-11	ڈاکٹر محمد خالد	سی ایم او	17	شعبہ ایمرجنسی
-12	ڈاکٹر محمد شہباز خان	سی ایم او	17	شعبہ ایمرجنسی
-13	ڈاکٹر جاوید اقبال	ایم او	17	شعبہ ایمرجنسی
-14	ڈاکٹر ارشاد حسین	Anesthetist	18	شعبہ انیستھیٹسٹ، آپریشن تھیٹر
-15	ڈاکٹر بینظیر ساجد	WMO	17	شعبہ امراض نسواں

(د) ٹی ایچ کیو ہسپتال میاں چنوں میں ڈاکٹرز کی خالی اسامیوں کی تفصیل درج ذیل ہے:-

نمبر شمار	نام اسامی	تعداد اسامی	شعبہ جات	کب سے خالی ہے
-1	سرجن	1	شعبہ سرجری	15-11-2007
-2	ریڈیالوجسٹ	1	شعبہ ایکسرے	01-07-2007
-3	پتھالوجسٹ	1	شعبہ لیبارٹری	01-07-2007
-4	ناک، کان، گلا اسپیشلسٹ	1	شعبہ ناک کان گلہ	20-09-2008
-5	ایڈیشنل پرنسپل میڈیکل آفیسر	1	شعبہ جنرل مریضاں	01-10-2007
-6	میڈیکل آفیسر	2	شعبہ جنرل مریضاں	01-09-2007
-7	لیڈی ڈاکٹر	2	شعبہ امراض نسواں	16-08-2008

(ہ) گائناکالوجسٹ کی ایک اسامی ہے جس پر ڈاکٹر زوباریہ اسد تعینات ہے اوراس کا گریڈ18 ہے اس نے D.G.O کیا ہوا ہے۔گائناکالوجسٹ کو residence پر یکٹس کی اجازت ہے۔

(و) گائناکالوجسٹ کی ایک اسامی ہے جو کہ پر شدہ ہے۔

پی پی۔201،یوسی نمبر68 میں قائم آر ایچ سی میں سرجری کی سہولت کی فراہمی

*1301: **ملک محمد عباس راں**: کیاوزیر صحت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ حلقہ پی پی۔201 یونین کونسل نمبر68 قادر پور راں ملتان میں قائم آر ایچ سی میں سرجری کی سہولت میسر نہ ہے جس کے لئے اہل علاقہ کو دور ہسپتال میں جانا پڑتا ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ اس رورل ہیلتھ سنٹر کے لئے جو فنڈ مہیا کئے جاتے ہیں وہ قلیل مقدار میں ہیں جبکہ وہاں کی آبادی زیادہ نفوس پر مشتمل ہے؟

(ج) کیا موجودہ حکومت اس صورت حال میں مذکورہ ہسپتال میں سرجری کی سہولت مہیا کرنے کا ارادہ رکھتی ہے تو کب تک،اگر نہیں تو اس کی وجوہات تفصیل سے بتائی جائیں؟

وزیر صحت (راناثناء اللہ خان):

(الف) رورل ہیلتھ سنٹر قادر پور راں، ملتان میں آپریشن تھیٹر کی سہولت موجود ہے جہاں ہر قسم کی مائنر سرجری ہو رہی ہے تاہم سپیشلسٹ سروسز نہ ہونے کے باعث جنرل سرجری کے لئے مریض کو ہائر سیکنڈری لیول کیئر ہسپتال یا ٹریشری کیئر ہسپتال میں ریفر کیا جاتا ہے۔

(ب) جی نہیں، ہسپتال ہذا کی اپ گریڈیشن اور missing facilities مہیا کرنے کے لئے ہیلتھ سیکٹر ریفارم پروگرام اور پنجاب ڈیوالڈ سوشل سروسز پروگرام کے تحت خطیر رقم خرچ کی گئی ہے جس میں عمارت کی تزئین وآرائش، مشینری وآلات،الیکٹرسٹی جنریٹر اور نئی ایمبولینس مہیا کی گئی ہے۔ہسپتال ہذا کو ادویات کی فراہمی کے لئے دوران سال وافر فنڈز موجود ہیں۔

(ج) حکومت پنجاب ہسپتالوں کو اپ گریڈ کر رہی ہے۔دیہی مراکز صحت کی سطح پر آپریشن تھیٹرز کو فنکشنل کرنے کے لئے خصوصی اقدامات کئے جارہے ہیں۔ ضلعی حکومت ملتان نے رورل ہیلتھ سنٹر قادر پور راں پبلک پرائیویٹ پارٹنر شپ کے تحت وزٹنگ سرجن، گائنی

کالو جسٹ اور انیستھیٹسٹ کی فراہمی کا منصوبہ بنایا ہے جس کے لئے میاں مختار رائے شیخ ویلفیئر ٹرسٹ فنڈز مہیا کرنے پر آمادہ ہے۔

نشتر ہسپتال ملتان میں لیتھوٹریپسی مشین ٹھیک کروانے کا مسئلہ

*1302: ملک محمد عباس راں: کیا وزیر صحت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ :-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ نشتر ہسپتال ملتان میں لیتھوٹریپسی کی مشین عرصہ دراز سے خراب ہے؟

(ب) مذکورہ مشین کی مرمت پر سالانہ کتنا خرچہ آتا ہے؟

(ج) کیا حکومت مذکورہ مشین کو فوری طور پر ٹھیک کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر ہاں تو کب تک اگر نہیں تو اس کی وجوہات بیان فرمائی جائیں؟

وزیر صحت (راناثناء اللہ خان):

(الف) جی ہاں-یہ درست ہے یہ مشین 06-04-29 سے خراب ہے-

(ب) مذکورہ مشین کو ٹھیک کروانے کے لئے متعدد بار اخبار میں اشتہار دیا گیا لیکن متعلقہ فرم جس نے مشین سپلائی کی تھی اس کے علاوہ کسی فرم نے ٹینڈر میں حصہ نہ لیا-متعلقہ فرم یعنی میسر ریڈی ٹیک لاہور نے مشین کی مرمت، سروس اور سالانہ دیکھ بھال کے لئے -/53500 یورو، جس کی مالیت پاکستانی پیسوں میں تقریباً ساٹھ لاکھ روپے سالانہ بنتی ہے مانگے ہیں- مسئلے کے حل کے لئے کیس کو بورڈ آف مینجمنٹ کی میٹنگ مورخہ 08-08-5 میں رکھا گیا- بورڈ آف مینجمنٹ نے ایک کمیٹی تشکیل دی ہے جو اس مشین کے حوالے سے ایک مفصل رپورٹ پیش کرے گی جس کی روشنی میں لائحہ عمل طے کیا جائے گا-

(ج) کمیٹی کے فیصلے کی روشنی میں کیس کو دوبارہ بورڈ آف مینجمنٹ کی اگلی میٹنگ میں بھیجا جائے گا اور اس سلسلے میں جتنے فنڈز کی ضرورت ہوگی حکومت کو آگاہ کر دیا جائے گا یا جو بھی فیصلہ ہوگا اس بارے میں حکومت کو وضاحت کر دی جائے گی-

راولپنڈی جنرل ہسپتال میں ڈاکٹرز و نرسسز کی کمی

*1326: مسز ناظمہ جواد ہاشمی: کیا وزیر صحت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ :-

(الف) راولپنڈی جنرل ہسپتال میں کتنے ڈاکٹرز اور نرسسز ہیں اور یہ مطلوبہ تعداد سے کتنے کم ہیں؟
(ب) حکومت کب تک اس ہسپتال میں عملے کی کمی کو پورا کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر صحت (راناثناء اللہ خان):

(الف) بینظیر بھٹو ہسپتال راولپنڈی میں ڈاکٹرز کی تعداد 116 ہے اور نرسز کی تعداد 119 ہے مطلوبہ تعداد سے ڈاکٹرز 36 کم ہیں اور نرسز 9 کم ہیں۔
(ب) ڈاکٹرز کی خالی اسامیوں کو پُر کرنے کے لئے پرنسپل، راولپنڈی میڈیکل کالج اور الائیڈ ہسپتال راولپنڈی نے اشتہار دیا ہے جبکہ چارج نرسوں کی اسامیوں کو پر کرنے کے لئے ایم ایس، بینظیر بھٹو شہید ہسپتال نے اشتہار دیا ہے۔ جلد ہی ان اسامیوں کو پُر کر لیا جائے گا۔

شعبہ گائنی جنرل ہسپتال راولپنڈی، ڈاکٹرز اور مریضوں کے مسائل

*1327: مسز ناظمہ جواد ہاشمی: کیا وزیر صحت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ جنرل ہسپتال راولپنڈی کے گائنی ڈیپارٹمنٹ میں فیڈرل گورنمنٹ کے لئے بھی کمرے مخصوص کئے گئے ہیں جس کی وجہ سے وہاں کے ڈاکٹرز اور مریضوں کو شدید مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے؟
(ب) کیا حکومت مذکورہ مسئلے کے تدارک کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر صحت (راناثناء اللہ خان):

(الف) بینظیر بھٹو ہسپتال (جنرل ہسپتال) راولپنڈی میں گائنی ڈیپارٹمنٹ میں فیڈرل گورنمنٹ کے لئے کمرے مخصوص نہیں کئے گئے ہیں۔
(ب) ایسا کوئی مسئلہ درپیش نہ ہے۔

بہاول وکٹوریہ ہسپتال کا رقبہ و دیگر تفصیلات

*1337: ملک جہانزیب وارن: کیا وزیر صحت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) بہاول وکٹوریہ ہسپتال کتنے رقبہ پر مشتمل ہے؟
(ب) یہ ہسپتال کتنے بیڈز پر مشتمل ہے اس میں کتنے شعبہ جات اور وارڈز ہیں اور ہر وارڈ کتنے بیڈز پر مشتمل ہے؟

(ج) ایمر جنسی وارڈ کتنے بیڈز پر مشتمل ہے روزانہ کتنے مریض اس میں علاج کے لئے داخل ہوتے ہیں؟

(د) ایمر جنسی میں داخل ہونے والے مریضوں کے لئے کیا کیا سہولیات موجود ہیں؟

(ہ) کیا اس ایمر جنسی میں داخل مریضوں کو فری ادویات اور ٹیسٹ کی سہولیات موجود ہیں؟

(و) ایمر جنسی وارڈ کا روزانہ کا خرچہ کتنا ہے؟

وزیر صحت (رانا ثناء اللہ خان):

(الف) بہاول وکٹوریہ ہسپتال 81 ایکڑ رقبے پر مشتمل ہے۔

(ب) بہاول وکٹوریہ ہسپتال 1410 بستروں پر مشتمل ہے اور اس میں 29 شعبہ جات / وارڈز ہیں۔ بیڈز کی تفصیل درج ذیل ہے:-

نمبر شمار	وارڈ کا نام	بستروں کی تعداد
1-	سینہ و طب وارڈ	70
2-	ہڈی وارڈ	88
3-	سرجیکل وارڈ نمبر 1	64
4-	سرجیکل وارڈ نمبر 2	64
5-	سرجیکل وارڈ 3	64
6-	سرجیکل وارڈ نمبر 4	64
7-	طب وارڈ نمبر 1	64
8-	طب وارڈ نمبر 2	64
9-	طب وارڈ نمبر 3	64
10-	طب وارڈ نمبر 4	64
11-	گائنی وارڈ نمبر 1	64
12-	گائنی وارڈ نمبر 2	64
13-	ڈائلیسز یونٹ	12
14-	ناک، کان، گلہ وارڈ	40
15-	انتہائی نگہداشت وارڈ	07
16-	امراض دل وارڈ	32
17-	گردہ وارڈ	50
18-	دماغی امراض مخصوصہ وارڈ	50
19-	شعبہ اطفال نمبر 1	70
20-	شعبہ اطفال نمبر 2	46

-21	تھیلیسیمایونٹ	12
-22	ناک، کان، گلہ وارڈ سائیڈ روم	21
23	شعبہ امراض چشم نمبر 1	32
-24	شعبہ امراض چشم نمبر 2	32
-25	بچہ سرجری وارڈ	50
-26	جلد وارڈ	10
-27	شعبہ نفسیات وانسداد منشیات	38
-28	پلاسٹک سرجری	10
-29	ایکسیڈنٹ وایمرجنسی ڈیپارٹمنٹ	100
	ٹوٹل	1410

(ج) ایمرجنسی وارڈ 100 بستروں پر مشتمل ہے اور اس میں روزانہ تقریباً 1600 سے 1800 تک مریض علاج و معالجہ کے لئے داخل ہوتے ہیں۔

(د) شعبہ ایمرجنسی میں داخل ہونے والے مریضوں کو درج ذیل سہولتیں فراہم کی جاتی ہیں:۔ تمام ادویات کی مفت فراہمی مفت ای سی جی کی سہولت، مفت ایکسرے اور سی ٹی سکین، مفت لیبارٹری ٹیسٹوں کی سہولت شدید زخمی مریضوں کے لئے ICU جس میں وینٹیلیٹر کی سہولیت میڈیکولیگل کی سہولت، مفت ایمبولینس، ایمرجنسی آپریشن تھیٹر۔

(ہ) جی ہاں، ایمرجنسی میں آنے والے مریضوں کے لئے تمام ادویات اور ٹیسٹوں کی فری سہولیات موجود ہیں۔

(و) ایمرجنسی وارڈ کا روزانہ کا خرچہ تقریباً -/172000 روپے ہے۔

پی پی۔279 بہاولنگر میں بی ایچ یوز اور آر ایچ سیز کی خالی اسامیوں کو پُر کرنے کا مسئلہ

*1343: رانا عبدالرؤف: کیا وزیر صحت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) پی پی۔279 بہاولنگر میں کل کتنے بی ایچ یوز اور آر ایچ سنٹرز ہیں، ان کی تعداد اور مقام سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

(ب) کیا متذکرہ بالا تمام بی ایچ یوز اور آر ایچ سنٹرز میں ڈاکٹرز اور پیرا میڈیکل سٹاف موجود ہے، اگر نہیں تو کون کون سے ایسے بی ایچ یوز اور آر ایچ سنٹرز ہیں، جن میں ڈاکٹر یا پیرا میڈیکل سٹاف نہیں ہے؟

(ج) جن بی ایچ یوز اور آر ایچ سنٹرز میں ڈاکٹر یا پیرا میڈیکل سٹاف کی خالی اسامیاں موجود ہیں، کیا حکومت ان کو پر کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر ہاں تو کب تک؟

وزیر صحت (رانا ثناء اللہ خان):

(الف) پی پی-279 بہاولنگر میں ایک آر ایچ سنٹر ڈونگہ بونگہ کے مقام پر واقع ہے جبکہ بی ایچ یوز کی تعداد سات ہے جن کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

1- بی ایچ یو-ملک پورہ
2- بی ایچ یو-کوٹ ہیمراج
3- بی ایچ یو-سونڈھا
4- بی ایچ یو- گلاب علی
5- بی ایچ یو-راجووالہ
6- بی ایچ یو-فتح کوٹ
7- بی ایچ یو-رام پورہ۔

(ب) متذکرہ بالا آر ایچ سی اور بی ایچ یوز میں ڈاکٹرز اور پیرا میڈیکل سٹاف کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

آر ایچ سی ڈونگہ بونگہ میں ڈاکٹرز اور دیگر عملہ کی تفصیل درج ذیل ہے۔

نام اسامی	منظور شدہ تعداد	پرشدہ تعداد	خالی
ڈاکٹرز	4	4	—
نرسز	6	6	—
پیرامیڈیکس	25	23	2

بنیادی مرکز صحت میں ڈاکٹرز اور دیگر عملہ کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

نمبر شمار	نام سنٹر	نام اسامی	منظور شدہ	پرشدہ	خالی
1	بی ایچ یو-ملک پورہ	ڈاکٹر	1	1	—
		پیرامیڈیکس	5	5	—
2	بی ایچ یو-کوٹ ہیمراج	ڈاکٹر	1	—	1
		پیرامیڈیکس	5	5	1
3	بی ایچ یو-سونڈھا	ڈاکٹر	1	1	—
		پیرامیڈیکس	5	5	—
4	بی ایچ یو-گلاب علی	ڈاکٹر	1	—	1
		پیرامیڈیکس	5	5	—

5	بی ایچ یو۔راجووالہ	ڈاکٹر	1	—	1
		پیرامیڈیکس	5	5	—
6	بی ایچ یو۔فتح کوٹ	ڈاکٹر	1	—	1
		پیرامیڈیکس	5	5	—
7	بی ایچ یو۔رام پورہ	ڈاکٹر	1	—	1
		پیرامیڈیکس	5	5	—

(ج) جی ہاں! گورنمنٹ آف پنجاب، محکمہ صحت کی ہدایات کے مطابق خالی اسامیوں پر تعیناتی کے لئے بھرتی اشتہار روز نامہ ''خبریں'' میں مورخہ 10۔مئی اور 17۔مئی 2009 کو دیا گیا ہے جس پر انٹرویو بالترتیب 09-06-15 اور 09-06-16 کو ہوں گے اور جلد ہی پیرامیڈیکس کی خالی اسامیوں پر موزوں امیدواروں کو تقرری نامے جاری کر دیئے جائیں گے چونکہ ڈاکٹروں کی کنٹریکٹ پر تعیناتی کا سلسلہ فی الحال بند کر دیا گیا اسی لئے ان کی مزید بھرتی اب بذریعہ PPSC ریگولر بنیادوں پر کرنے کا اہتمام کیا جارہا ہے۔

ضلع بہاولنگر میں آر ایچ سیز کی تعداد و دیگر تفصیلات

*1344: رانا عبدالرؤف: کیا وزیر صحت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع بہاولنگر میں کل کتنے RHCs ہیں تحصیل وار تفصیل سے آگاہ کیا جائے؟

(ب) ضلع بہاولنگر کے RHCs میں ڈاکٹرز و دیگر پیرامیڈیکل سٹاف کی منظور شدہ اسامیاں کتنی ہیں، کتنی اسامیوں پر ڈاکٹرز و دیگر عملہ کام کر رہا ہے اور کتنی اسامیاں خالی ہیں؟

(ج) کیا حکومت متذکرہ بالا RHCs میں خالی اسامیوں کو فوری پر کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو وجوہات سے آگاہ کیا جائے؟

وزیر صحت (رانا ثناء اللہ خان):

(الف) ضلع بہاولنگر میں کل 10 RHCs ہیں تحصیل وار تفصیل درج ذیل ہے:-

نمبر شمار	تحصیل	نام آر ایچ سیز
-1	بہاولنگر	آر ایچ سی، ڈونگہ بونگہ، مدرسہ
-2	چشتیاں	آر ایچ سی، 6 گجیانی، ڈاہرانوالہ، شہر فرید
-3	ہارون آباد	آر ایچ سی، فقیر والی
-4	فورٹ عباس	آر ایچ سی، کھچی والہ، مروٹ
-5	منچن آباد	آر ایچ سی، میکلوڈ گنج، منڈی صادق گنج

(ب) ضلع بہاولنگر کے RHCs کے ڈاکٹرز اور پیرا میڈیکل سٹاف کی اسامیوں کی تفصیل درج ذیل ہے:-

نمبر شمار	نام اسامی	منظور شدہ	پر شدہ	خالی اسامیاں
-1	ڈاکٹرز	40	24	16
-2	نرسز	60	31	29
-3	پیرامیڈیکس	234	248	86

(ج) گورنمنٹ آف دی پنجاب محکمہ صحت کی ہدایت کے مطابق ڈاکٹرز اور پیرا میڈیکل سٹاف کی بھرتی واک ان انٹرویو کے تحت ہر ماہ کی جارہی ہے اور جلد از جلد خالی اسامیوں کو پُر کرنے کی کوشش کی جارہی ہے۔

جھنگ، چک نمبر 262 کوٹ بھوجوآنہ کی ڈسپنسری کواپ گریڈ کرنے کا معاملہ

*1352: جناب محمد ثقلین انور سپرا: کیا وزیر صحت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ چک نمبر 262 کوٹ بھوجوآنہ تحصیل و ضلع جھنگ میں کم از کم عرصہ 50 سال سے ڈسپنسری قائم ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ اس ڈسپنسری سے کم از کم دس بڑے گاؤں اور باقی چھوٹی آبادیاں مستفید ہوتی ہیں؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ یونین کونسل نمبر 56 میں صرف یہی ڈسپنسری ہے اور اس میں کوئی BHU موجود نہیں ہے؟

(د) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت اس ڈسپنسری کو اپ گریڈ کر کے اسے BHU کا درجہ دے کر اس میں ڈاکٹر اور باقی عملہ تعینات کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر صحت (راناثناء اللہ خان):

(الف) درست ہے-1952 میں چک نمبر 262 کوٹ بھوجوآنہ میں ڈسپنسری قائم کی گئی تھی اور 1962 میں رورل ہیلتھ سنٹر موچیوالا بننے کے بعد اسے سب ہیلتھ سنٹر چک نمبر 262 بنا دیا گیا جواب تک قائم ہے۔

(ب) درست نہ ہے-اس سے پانچ بڑے گاؤں اور باقی چھوٹی آبادیاں مستفید ہوتی ہیں اور تقریباً 6000لوگ فائدہ اٹھارہے ہیں-

(ج) یہ درست ہے کہ اس میں کوئیBHU موجود نہ ہے لیکن اس یونین کونسل 56 میںRHC کھیانہ اور رورل ڈسپنسری ناصر آباد موجود ہے-

(د) نہیں- کیونکہ گورنمنٹ کی پالیسی کے مطابق ہر یونین کونسل میں ایک ہیلتھ سنٹر BHU/RHC ہونا چاہئے اور اس یونین کونسل میں ایکRHC کھیانہ، رورل ڈسپنسری ناصر آباد اور سب ہیلتھ سنٹر چک نمبر262 قائم ہیں اور یہاں 5 سے 10 کلومیٹر کے دائرے میں 5 طبی سہولیات کے درج ذیل مراکز صحت موجود ہیں-RHC کھیانہ، بی ایچ یو شیخ جوہڑ، BHU چک نمبر220 رورل ڈسپنسری ناصر آباد، سب ہیلتھ سنٹر چک نمبر262

ٹی ایچ کیو ہسپتال بھلوال میں بیڈز کی تعداد و دیگر تفصیلات

*1355: محترمہ زوبیہ رباب ملک: کیا وزیر صحت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ :-

(الف) ٹی ایچ کیو ہسپتال بھلوال کتنے بیڈز پر مشتمل ہے؟

(ب) ایمرجنسی وارڈ کتنے بیڈز پر مشتمل ہے؟

(ج) اس ہسپتال میں منظور شدہ اسامیوں کی تعداد گریڈ وار اور اسامی وار فراہم کریں؟

(د) کتنی اسامیوں پر ڈاکٹر تعینات ہیں اور کتنی اور کس کس شعبہ میں ڈاکٹرز کی اسامیاں کب سے خالی ہیں؟

(ہ) خالی اسامیوں کو کب تک پر کرنے کا حکومت ارادہ رکھتی ہے؟

(و) اس ہسپتال کے ایمرجنسی وارڈز میں کون کون سی طبی مشینری موجود ہے؟

(ز) ایمرجنسی میں داخل ہونے والے مریضوں کو کیا کیا فوری امداد فراہم کی جاتی ہے اور کون کون سی ادویات فراہم کرنے کی سہولت ہے؟

(ح) حکومت اس ہسپتال میں پنجاب ہیلتھ سیکٹر ریفارمز پروگرام کے تحت آئندہ کیا سہولیات مہیا کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر صحت (راناثناء اللہ خان):

(الف) تحصیل ہیڈکوارٹر ہسپتال بھلوال 60 بیڈز پر مشتمل ہے۔

(ب) ایمرجنسی میں چار بیڈز ہیں دو برائے مرد، دو برائے خواتین

(ج) ہسپتال ہذا میں منظور شدہ اسامیوں کی تعداد گریڈ وار اور اسامی وار کی لسٹ ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) (I) 14 عدد اسامیوں پر ڈاکٹرز تعینات ہیں۔

(II) 3 عدد W.M.O

4- عدد M.O

1 عدد پیتھالوجسٹ

1 عدد فزیشن اور دو عدد APMO کی اسامیاں پچھلے چھ ماہ سے خالی ہیں۔

(ہ) بھرتی کا پراسیس شروع کیا جارہا ہے اور جلد ہی خالی اسامیوں پر تعیناتی کر دی جائے گی۔

(و) ڈریسنگ ٹرالی، آکسیجن سلنڈر، انکوبیٹر سکر پمپ، الٹرا ساؤنڈ اور E.C.G مشین موجود ہے۔

(ز) ایمرجنسی میں داخل ہونے والے مریضوں کو ضروری ابتدائی طبی امداد فراہم کی جاتی ہے اور تقریباً ضرورت کی ادویات بھی فراہم کی جارہی ہیں۔

(ح) PHSRP پروگرام کے اگلے تین سالہ منصوبے کے لئے ایمرجنسی آپریشن تھیٹر کے آلات کی لسٹ پراونشل پروگرام کوآرڈینیشن National Maternal Newborn & Child Health (MNCH)Programmer ,Punjab بجھوائی جاچکی ہے اور جلد ہی یعنی مالی سال 2008-09 کے دوران ہی سامان مل جائے گا۔

مراد آباد مظفر گڑھ میں بی ایچ یو کو اپ گریڈ کرنے کا معاملہ

*1363: مہر ارشاد احمد خان سیال: کیا وزیر صحت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ حکومت پنجاب کی پالیسی کے مطابق پورے پنجاب کی ہر یونین کونسل میں کم از کم ایک آر ایچ سی کا قیام لازمی ہو گا؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ یونین کونسل مراد آباد ضلع مظفر گڑھ میں کوئی آر ایچ سی نہیں ہے؟

(ج) اگر جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ یونین کونسل کے بی ایچ یو کو اپ گریڈ کر کے آر ایچ سی کا درجہ دینا چاہتی ہے، اگر نہیں تو کیوں؟

وزیر صحت (رانا ثناء اللہ خان):

(الف) یہ درست نہ ہے۔ حکومت پنجاب کی پالیسی کے مطابق ہر یونین کونسل میں ایک BHU کا قیام لازمی ہے۔ آر ایچ سی دیہی ترقیاتی مرکز / تھانہ کی سطح پر قائم کیا جاتا ہے۔

(ب) یہ درست ہے کہ یونین کونسل مراد آباد میں کوئی آر ایچ سی نہ ہے کیونکہ آر ایچ سی ہر یونین کونسل میں قائم نہیں کیا جاتا بلکہ ہر یونین کونسل میں بی ایچ یو قائم کیا جاتا ہے اور بی ایچ یو مراد آباد میں کام کر رہا ہے۔

(ج) بی ایچ یو مراد آباد کو آر ایچ سی اپ گریڈ کرنا مناسب نہ ہے کیونکہ آر ایچ سی دیہی ترقیاتی مرکز / تھانہ کی سطح پر قائم کئے جاتے ہیں۔ موضع مراد آباد، دیہی ترقیاتی مرکز کا درجہ نہ رکھتا ہے اور نہ ہی وہاں پر تھانہ قائم ہے۔

ضلعی ہسپتال مظفر گڑھ کی اپ گریڈیشن

*1369: مہر ارشاد احمد خان سیال: کیا وزیر صحت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ضلع مظفر گڑھ کی آبادی تقریباً 35 لاکھ افراد پر مشتمل ہے جبکہ ضلعی ہسپتال صرف 150 بیڈز پر مشتمل ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ ڈیرہ غازی خان کی آبادی 25 لاکھ ہے لیکن وہاں کا ضلعی ہسپتال 500 بیڈز پر مشتمل ہے؟

(ج) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت آبادی کے لحاظ سے ضلعی ہسپتال مظفر گڑھ کو بھی اپ گریڈ کر کے 500 بیڈز کا کرنا چاہتی ہے اگر ہاں تو کب تک، نہیں تو کیوں، نیز کیا حکومت باقی اضلاع کی طرح ضلعی ہسپتال مظفر گڑھ میں بھی ٹراما سنٹر کے قیام کا ارادہ رکھتی ہے، اگر ہاں تو کب تک، نہیں تو کیوں؟

وزیر صحت (رانا ثناء اللہ خان):

(الف) یہ درست ہے کہ ضلع مظفر گڑھ کی آبادی تقریباً 35 لاکھ ہے تاہم یہ درست نہ ہے کہ ضلعی ہسپتال کے بیڈز کی تعداد 150 ہے بلکہ ضلعی ہسپتال کے بیڈز کی تعداد 236 ہے۔

(ب) ڈیرہ غازی خان کی آبادی تقریباً 21 لاکھ ہے تاہم حکومت ڈیرہ غازی خان ہسپتال کو اپ گریڈ کر کے 500 بستروں پر مشتمل ہسپتال تعمیر کر رہی ہے کیونکہ ڈیرہ غازی خان میں میڈیکل کالج کی تعمیر کا منصوبہ بنایا جا رہا ہے جس کے قیام کے لئے کم از کم 500 بستروں پر مشتمل ہسپتال ضروری شرط ہے۔

(ج) حکومت ضلعی ہسپتال مظفر گڑھ کو اپ گریڈ کر کے 500 بیڈز کا کرنے کا تا حال کوئی ارادہ نہ رکھتی ہے نیز فی الوقت ٹراما سنٹر کے قیام کی کوئی تجویز یا سکیم زیر غور نہ ہے۔

فیصل آباد کے ہسپتالوں میں برن یونٹس کی تعداد و دیگر تفصیلات

*1380: محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: کیا وزیر صحت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) فیصل آباد کے کون کون سے سرکاری ہسپتالوں میں برن یونٹس موجود ہیں ان میں بستروں کی تعداد کیا ہے ہر ہسپتال کی علیحدہ فہرست فراہم کی جائے؟

(ب) ان ہسپتالوں میں جلے ہوئے مریضوں کے داخلے کی اوسط تعداد کیا ہے نیز جلے ہوئے مریضوں کو علاج کے حوالے سے کیا کیا سہولیات فراہم کی جا رہی ہیں؟

وزیر صحت (رانا ثناء اللہ خان):

(الف) الائیڈ ہسپتال فیصل آباد میں:-

(I) برن وارڈ 1999 میں قائم کیا گیا۔

(ii) مختص شدہ بستروں کی تعداد 12 ہے۔

(iii) 55 بستروں پر محیط نیا برن یونٹ زیر تعمیر ہے جس کی تکمیل دسمبر 2009 میں متوقع ہے۔

(ب) الائیڈ ہسپتال فیصل آباد میں:-

(i) سالانہ اوسط برن مریضاں 350 تا 400 ہے۔

(ii) تمام ادویات کی سہولیات برائے شعبہ بیرونی، اندرونی اور آپریشن میں استعمال ہونے والی ادویات گورنمنٹ کے منظور شدہ بجٹ کے مطابق فراہم کی جا رہی ہیں۔

فیصل آباد میں پیپلز فارمیسیز کی تعداد و دیگر تفصیلات

*1381: محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: کیا وزیر صحت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ 1973 اور پھر 1993 میں قائم کی گئیں پیپلز فارمیسیز پنجاب میں کام کر رہی ہیں؟

(ب) کیا یہ حکومتی اداروں کے طور پر چلائی جارہی ہیں یا انہیں ٹھیکے پر دے دیا گیا ہے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ ہسپتالوں کے اندر یا باہر موجود یہ فارمیسیز ادویات پر رعائت نہیں دے رہی ہیں، اگر ہاں تو کیوں؟

(د) ٹھیکے پر دی گئی فارمیسیز کن شرائط پر پرائیویٹ اداروں / دکانداروں یا افراد کے حوالے کی گئیں؟

(ہ) فیصل آباد میں کتنی اور کہاں کہاں پر یہ فارمیسیز کام کر رہی ہیں اور انہیں کون چلا رہا ہے؟

وزیر صحت (رانا ثناء اللہ خان):

(الف) یہ فارمیکس فیئر پرائس شاپ (Pharmax Fair Price Shop) کے نام سے 19-03-95 سے سیکرٹری ہیلتھ گورنمنٹ آف پنجاب اور متعلقہ کمپنی کے مابین معاہدہ کے تحت صرف شیخوپورہ، میانوالی، منڈی بہاؤالدین، جہلم، سرگودھا، گوجرانوالہ اور راولپنڈی کے اضلاع میں کام کر رہی ہیں۔

(ب) یہ حکومتی اداروں کے طور پر نہیں چلائی جارہیں بلکہ ان کو ٹھیکے پر دے دیا گیا ہے۔

(ج) مریضوں کو ڈسکاؤنٹ پر ادویات فراہم کر رہی ہیں۔ نیشنل کمپنی کی ادویات پر 15 فیصد ملٹی نیشنل کمپنیوں کی ادویات پر 10 فیصد اور امپورٹڈ ادویات پر 5 فیصد رعائت دی جاتی ہے۔

(د) مریضوں کی فلاح اور سہولت کے لئے ان شرائط پر پرائیویٹ اداروں کے حوالے کی گئی 24 گھنٹے سروس، معیاری ادویات کی فراہمی ڈسکاؤنٹ ریٹ پر اور کوالیفائیڈ فارماسسٹ کی زیر نگرانی ادویات کی فروخت۔

(ہ) فیصل آباد میں پیپلز فارمیسیز کے نام سے کوئی فارمیسی کام نہیں کر رہی ہے۔

فیصل آباد کے ہسپتالوں میں ٹراما سنٹرز کا قیام

*1383: محترمہ انجم صفدر: کیا وزیر صحت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) فیصل آباد کے سرکاری ہسپتالوں میں کتنے ٹراما سنٹرز کب سے کام کر رہے ہیں اور ان پر کتنی لاگت آئی؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ فیصل آباد میں صرف الائیڈ ہسپتال میں ہی ٹراما سنٹر ہے اگر ہاں تو ڈی ایچ کیو ہسپتال اور دوسرے ہسپتالوں میں یہ سنٹر قائم کرنے کا کوئی ارادہ ہے، ہاں تو کب تک، نہیں تو وجہ بیان فرمائیں؟

وزیر صحت (راناثناء اللہ خان):

(الف) اس وقت فیصل آباد میں مندرجہ ذیل دو ٹراما سنٹرز کام کر رہے ہیں۔

ہسپتال کا نام	تاریخ اجراء	لاگت
الائیڈ ہسپتال فیصل آباد	2004	80.0 ملین
ڈی ایچ کیو ہسپتال فیصل آباد	2008	64.0 ملین

(ب) یہ درست نہ ہے کیونکہ ڈی ایچ کیو ہسپتال فیصل آباد میں بھی اگست 2008 سے ٹراما سنٹر کام کر رہا ہے۔ جہاں تک دوسرے ہسپتالوں میں ٹراما سنٹرز کے قیام کا مسئلہ ہے اس کے لئے حکومت مرحلہ وار منصوبہ رکھتی ہے۔

حلقہ پی پی۔65 فیصل آباد میں ڈسپنسریز کی تعداد و دیگر تفصیلات

*1389: محترمہ افشاں فاروق: کیا وزیر صحت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) حلقہ پی پی۔65 فیصل آباد میں میڈیکل ڈسپنسریز کی تعداد کتنی ہے اور یہ کہاں کہاں واقع ہیں تفصیل فراہم کی جائے؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ ان میڈیکل ڈسپنسریز میں مناسب سہولتیں نہ ہونے کے برابر ہیں وجہ بیان فرمائی جائے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ یونین کونسل 198 اور 199 نشاط آباد محلہ گارڈن، حیدر آباد اور گردونواح کی آبادی میں کوئی میڈیکل ڈسپنسری نہ ہے؟

(د) اگر جز(ج) کا جواب اثبات میں ہے تو کیا مذکورہ یونین کونسلوں کی آبادیوں میں بھی ڈسپنسری قائم کرنے کا حکومت کوئی ارادہ رکھتی ہے، ہاں تو کب تک اگر نہیں تو وجہ بیان فرمائیں؟

وزیر صحت (راناثناء اللہ خان):

(الف) حلقہ پی پی-65 فیصل آباد میں 5 میڈیکل ڈسپنسریاں موجود ہیں جن کے نام مع جگہ درج ذیل ہیں:-

1- گورنمنٹ ڈسپنسری علی ٹاؤن

2- گورنمنٹ ڈسپنسری حاجی آباد

3- گورنمنٹ ڈسپنسری نورپور

4- گورنمنٹ ڈسپنسری نورالامین کالونی

5- گورنمنٹ ڈسپنسری سید آباد

(ب) یہ درست نہ ہے بلکہ ان تمام ڈسپنسریوں میں معمول کے علاج معالجہ کی بہتر سہولیات میسر ہیں-

(ج) یہ درست نہ ہے-محلہ نشاط آباد / محلہ گارڈن کے ساتھ ریلوے لائن کے دوسری طرف ملحقہ ٹاؤنز یعنی امین ٹاؤن میں اور حیدر آباد کے ساتھ حاجی آباد (اشرف آباد) میں ڈسپنسریاں موجود ہیں-

(د) حلقہ پی پی-65 فیصل آباد سٹی ایریا ہے اس حلقہ میں

(i) الائیڈ ہسپتال (ٹیچنگ ہسپتال) فیصل آباد

(ii) ڈسٹرکٹ ہیڈکوارٹرز ہسپتال فیصل آباد

(iii) اس کے علاوہ شہر میں ایک تحصیل ہیڈکوارٹر لیول کا ہسپتال غلام محمد آباد ہے-

(iv) گورنمنٹ آف پنجاب کی طرف سے شہری یونین کونسلز میں ڈسپنسریز بنانے کا کوئی پیمانہ (yard stick) مقرر نہ کیا گیا ہے اس لئے سٹی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ کی ایسی کوئی پالیسی نہیں ہے کہ شہری علاقہ میں ہر یونین کونسل میں ڈسپنسری بنائی جائے-کیونکہ شہری علاقہ میں آبادی گنجان ہے-ہر ایک شہری یونین کونسل کا رقبہ ایک دیہاتی یونین کونسل سے بہت کم ہے-زیادہ تر سڑکیں پختہ ہیں مواصلات اور نقل و حرکت کے بہتر ذرائع ہیں اور ملحقہ یونین کونسل یا نزدیکی یونین کونسل جہاں ہیلتھ کی ڈسپنسری یا اس سے بڑی سرکاری سہولت موجود ہے کا فاصلہ بہت ہی کم ہے اور وہاں تک آسانی سے پہنچا جا سکتا ہے-اس طرح اس حلقہ میں صحت کی سہولیات وافر تعداد میں موجود ہیں-

محترمہ انجم صفدر: جناب سپیکر! چونکہ میری باری تھی براہ مہربانی! اس کو pending کر لیں- میرا سوال نمبر 926 ہے اور اس کا جواب غلط ہے اس لئے اس کو pending کر لیں؟

جناب سپیکر: دیکھیں! یہ pending نہیں ہو سکتا۔

محترمہ انجم صفدر: میں نے پہلے بھی ایک سوال دیا تھا اس کا جواب بھی محکمہ نے غلط دیا تھا اور اب اس سوال کا جواب بھی غلط دیا گیا ہے۔ یہ محکمانہ غفلت ہے۔ براہ مہربانی! میرے سوال کو pending کر لیں۔

جناب سپیکر: آپ محکمے کے خلاف لکھ کر دے دیں اس کے خلاف ایکشن لیں گے لیکن یہ سوال pending نہیں ہو گا۔

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: جناب سپیکر! میرے بھی دو سوال ہیں۔(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: محترمہ آپ کیا کر رہی ہیں۔ تشریف رکھیں۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! میرا سوال نمبر 1196 ہے۔ اس کا یہاں پر لکھا ہوا ہے کہ جواب موصول نہیں ہوا جبکہ مجھے یہ سوال بھیجے ہوئے ایک سال ہو گیا ہے۔ یہ لکھ کر بھیج دینا کہ جواب موصول نہیں ہوا۔

جناب سپیکر: وہ آ جائے گا۔ ہم نے ان کو وقت دیا ہے۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! میں نے ایک request کرنی ہے اور تمام ہاؤس میری اس بات کی تائید بھی کرے گا کہ وقفہ سوالات کو بڑھایا جائے۔ ایک گھنٹہ بہت کم ہے ہم اپنے سوالات نہیں کر سکتے۔

جناب سپیکر: اس طرح سپیکر وقت نہیں بڑھا سکتا اس کے لئے ترمیم لانا ہو گی۔ آپ تشریف رکھیں۔ کل جو باقی بزنس رہ گیا تھا اور جب rules معطل کرنے کی قرارداد آئی تھی جسے رانا صاحب نے پیش کیا تھا اور میں پڑھ رہا تھا کہ اسی دوران اذان ہو گئی۔۔۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! آج پرائیویٹ ممبرز ڈے ہے اس لئے حکومت کا بزنس نہیں ہو سکتا۔

جناب سپیکر: لغاری صاحب! یہ گورنمنٹ کا بزنس تو نہیں ہے۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! یہ government business ہے۔

جناب سپیکر: آپ ایسے نہ کریں یہ تو اتر تھا۔

(حزب اختلاف کے بنچوں پر بیٹھے اراکین اپنی نشستوں پر کھڑے ہو کر نہ، نہ پکارنے لگے)

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں آپ کی خدمت میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ کل بھی جب میں نے یہ قرارداد پیش کی تھی۔۔۔

جناب سپیکر: جی، کل آپ نے پیش کر دی تھی۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! یہ rules معطل کرنے کی قرارداد تھی اور آپ question put کر رہے تھے۔ آج بھی اسی صورت قرارداد پیش ہو گی جب rules معطل ہوں گے۔ آج آپ question put کریں اور House اجازت دے گا تو یہ پیش ہو جائے گی۔ (قطع کلامیاں)

ملک محمد وارث کلو: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

ملک محمد وارث کلو: شکریہ۔ جناب سپیکر! یہ ایک پارٹی کی طرف سے قرارداد ہے اور وہ بھی rules معطل کر کے آپ نے allow کرنی ہے اور Its your prerogative یہ command کر رہے ہیں۔ انہیں command نہیں کرنی چاہئے۔ یہ government business نہیں ہے بلکہ یہ قرارداد ایک پارٹی کی طرف سے ہے۔ یہ اس طرح trap نہیں کر سکتے۔ یہ غلط بیانی سے کام لے رہے ہیں کہ یہ government business ہے۔ rules آپ نے معطل کرنے ہیں کہ قرارداد پیش ہو۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! اگر ایسا ہوا تو rules معطل کر کے آپ ہمیں بھی اجازت دیں۔

جناب سپیکر: لغاری صاحب! میری بات سنیں میں نے rules آج معطل نہیں کئے بلکہ کل کئے تھے۔ میں نے اس کی کل اجازت دے دی تھی۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں محترم اپوزیشن اراکین سے گزارش کروں گا کہ وہ اگر تشریف رکھیں اور میری بات سنیں کہ یہ rules معطل کرنے کی تحریک جو کل پیش ہوئی تھی اور ابھی آپ نے question put نہیں کیا۔ اب آپ نے question put کرنا ہے تو معزز ممبران اس تحریک کو oppose کر سکتے ہیں اور اس پر بات کر سکتے ہیں۔ اس کے بعد جب میں یہ resolution پڑھوں گا تو یہ اسے بھی oppose کر سکتے ہیں اور اپنا اظہار خیال کر سکتے ہیں اور پھر اس کے بعد ووٹنگ ہونی ہے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! اگر آپ neutral ہو کر ان کے لئے rules معطل کر رہے ہیں تو ہمارے لئے بھی rules معطل کئے جائیں کیونکہ ہم بھی کیری لوگر بل پر rules معطل کروانا چاہتے ہیں۔

جناب سپیکر: جی، نہیں۔ لغاری صاحب! تشریف رکھیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں یہ بات کرنا چاہتا ہوں کہ سپیکر صاحب rules معطل نہیں کرتے بلکہ یہ ایوان نے کرنے ہیں۔ اگر ان کے لئے بھی ہو جائے تو پھر ٹھیک ہے۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! آپ ہمیں بھی rules معطل کر کے ایک قرارداد پیش کرنے کی اجازت دیں۔

جناب سپیکر: کس حوالے سے؟

ڈاکٹر سامیہ امجد: کیری لوگر بل کے حوالے سے۔

جناب سپیکر: ڈاکٹر صاحبہ! اس کی میں نے آپ کو اجازت نہیں دی لہذا آپ اپنی نشست پر تشریف لے جائیں اور میرے پاس مت آئیں۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! آپ اس ایوان کے custodian ہیں اور میرے بزرگ ہیں اس لئے میں بصد احترام آپ سے request کر رہی ہوں۔

جناب سپیکر: آپ میرا کیا احترام کر رہی ہیں؟

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! میں چلی جاتی ہوں۔

جناب سپیکر: جب میں نے کل انہیں اجازت دی اور انہوں نے پڑھ دی اور اس کی repetition میری طرف سے ہونی تھی کہ اسی دوران انہوں نے کورم کی نشاندہی کر دی۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! آپ ہماری بات بھی سن لیں۔

جناب سپیکر: کیوں نہیں سنوں گا؟

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): جناب سپیکر! آج اگر یہ tradition شروع ہونی ہے کہ پرائیویٹ ممبرز ڈے پر بھی government business لیا جائے گا اور اس میں rules relax کرنے ہیں تو ایسا کرنے کے لئے۔۔۔

جناب سپیکر: چودھری صاحب! آج میں نے rules relax نہیں کئے۔ یہ غلط بیانی سے کام لیا جا رہا ہے۔

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): جناب سپیکر! کل کے دن کے ساتھ ہی کل کا business بھی ختم ہو گیا تھا اور ہم یہی گزارش کر رہے ہیں۔

جناب سپیکر: نہیں، نہیں۔ چودھری صاحب!

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): جناب سپیکر! کل حکومت کے نمائندوں نے اس پر عدم اعتماد کیا اور displeasure دیا اب کوئی pressurize کر کے یا کسی اور طریقے سے ان کو اگر یہاں اکٹھا کیا گیا ہے تو اس کے لئے آپ کی کرسی کی طرف سے ان کی حوصلہ افزائی نہیں ہونی چاہئے۔ ہم کیری لوگر بل کی مذمت کے لئے ایک قرارداد لانا چاہتے ہیں تو ہمیں بھی سب سے پہلے rules relax کرانے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر: چودھری صاحب! آپ میری بات سنیں گے؟

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): جی، جناب!

(اس مرحلہ پر میجر (ر) عبدالرحمن رانا rules پڑھنے لگے
تو حزب اختلاف کی طرف سے کئی اراکین کھڑے ہو گئے)

جناب سپیکر: رانا صاحب! آپ تشریف رکھیں اور میں بات کرنے لگا ہوں۔ اگر rules کی ضرورت پڑے گی تو آپ کا مؤقف سنا جائے گا۔ آپ ایوان کے تقدس کو برقرار رکھیں۔ چودھری صاحب! بات یہ ہے کہ کل پہلے انہوں نے rules suspension کے لئے پڑھ دیا تھا۔ میری طرف سے انہیں اجازت ہو گئی تھی اور انہوں نے پڑھنا شروع کر دیا۔ اس کے بعد اسے repeat کرنا تھا اور میری repetition جاری تھی کہ اسی دوران اذان کا وقفہ آ گیا۔۔۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! نہیں نہیں، یہ بات نہیں ہے۔

جناب سپیکر: جب میں بات کر رہا ہوں تو آپ cross talk شروع کر دیں میں اس کی ہر گز اجازت نہیں دوں گا اور یہ برداشت بھی نہیں ہو گا۔ This is not good آج ہم نے اجازت نہیں دی بلکہ یہ اجازت کل دی تھی اور میں اسے پڑھ رہا تھا کہ اسی دوران اذان ہو گئی اور پھر اذان کے بعد محترمہ نے کورم کی نشاندہی کی۔ کورم پورا نہ ہو سکا اور میں نے اسے کل کے لئے adjourn کیا تھا۔ میں آج اس کی اجازت نہیں دے رہا۔

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): جناب سپیکر! آپ نے کل adjourn نہیں کر دیا تھا اور آپ نے pending فرمانے کا جو ریکارڈ پڑھا ہے تو اگر آپ نے pending کیا تھا تو پھر اس پر بات کی جا سکتی ہے لیکن کل کا business conclude ہو گیا تھا تو پھر آج یہ نہیں ہو سکتا۔ ویسے آپ چونکہ اس ایوان کے custodian ہیں اور آپ کے اختیارات میں ہے۔ اگر کل conclude ہو گیا تھا تو پھر آج اسے اجازت نہ دیں اور ویسے میں کل یہاں موجود تھا اور آپ نے اسے pending نہیں فرمایا تھا۔ آپ نے کل کا House conclude کر دیا تھا۔

جناب سپیکر: چودھری صاحب! آپ فراخ دلی کا ثبوت دیں۔ مورخہ 12-اکتوبر کو نامکمل رہ جانے والی قرارداد۔۔۔

(اس مرحلہ پر معزز اراکین حزب اختلاف ایوان سے واک آؤٹ کر گئے)

چودھری صاحب کو نہیں جانا چاہئے۔ اپوزیشن والے بہنوں اور بھائیو! بات سنیں، ادھر بیٹھیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے سیاحت (رانا محمد ارشد): جناب سپیکر! یہ آمریت کی پیداوار تھے اور آج انہوں نے یہ ثابت کیا ہے کہ یہ واقعی مشرف کی باقیات ہیں اور یہ نہیں چاہتے کہ پاکستان کے اندر جمہوریت کی بالادستی ہو۔ آج اگر پاکستان کے حالات ایسے ہیں اور جو خودکش حملے ہو رہے ہیں۔۔۔

قرارداد پیش کرنے کے لئے قواعد کی معطلی کی تحریک

(۔۔۔جاری)

جناب سپیکر: آپ تشریف رکھیں۔ میں گزارش کروں گا کہ اپوزیشن کا یہاں ہونا ضروری ہوتا ہے اس لئے میں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن صاحب، قریشی صاحب، راجہ صاحب اور رائے شاہ جہاں صاحب سے گزارش کروں گا کہ آپ حضرات اپوزیشن والوں کو منا کر لائیں، اب ہم کارروائی شروع کرتے ہیں۔ مورخہ 12-اکتوبر کو نامکمل رہ جانے والی قرارداد کی باقی ماندہ کارروائی کے دوران وزیر قانون رانا ثناء اللہ

خان نے ایک قرارداد اور قواعد کی معطلی کی تحریک پیش کی تھی۔ جب میں نے اس کو دہرایا تو سوال put کرنے سے قبل کورم کی نشاندہی ہو گئی تھی اور کورم پورا نہ ہونے کی بناء پر اجلاس ملتوی کر دیا گیا تھا۔ اب ہم اس کارروائی کو آگے بڑھاتے ہیں۔

یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے کہ:

"قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1997 کے قاعدہ 234 کے تحت قاعدہ 115 اور دیگر متعلقہ قواعد کو معطل کر کے یوم دفاع جمہوریت کے حوالہ سے ایک قرارداد پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔"

(تحریک منظور ہوئی)

جناب سپیکر: جی، وزیر قانون!

قرارداد

فوجی آمر کی جانب سے جمہوریت پر شب خون مارنے کی پُرزور مذمت

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): شکریہ۔ جناب سپیکر! میں یہ قرارداد پیش کرتا ہوں کہ:

"صوبائی اسمبلی پنجاب کا یہ نمائندہ ایوان یوم دفاع جمہوریت کی مناسبت سے مورخہ 12-اکتوبر 1999 کو جمہوریت پر مارے جانے والے شب خون کی پُرزور مذمت کرتا ہے۔ یہ ایوان اس امر کا برملا اظہار کرتا ہے کہ فوجی آمریت کبھی بھی جمہوریت کا نعم البدل نہیں ہو سکتی۔ تاریخ نے یہ ثابت کیا ہے کہ آمریت کے دور میں ملک دولخت ہوتا ہے، جناب ذوالفقار علی بھٹو، محترمہ بے نظیر بھٹو اور اکبر بگٹی جیسے عوامی لیڈر شہید کئے جاتے ہیں۔ میاں محمد نواز شریف اور میاں محمد شہباز شریف جیسے مقبول لیڈر ملک بدر کئے جاتے ہیں اور دہشت گردی پروان چڑھتی ہے جبکہ جمہوری دور میں ملک کو متفقہ آئین ملتا ہے، پاکستان دنیا کی واحد اسلامی ایٹمی پاور کا درجہ پاتا ہے اور دہشت گردی کے خاتمے کے لئے مربوط جدوجہد ہوتی ہے۔ صوبائی اسمبلی پنجاب کا یہ نمائندہ ایوان اس عزم کا بھی عہد کرتا ہے کہ سیاسی اداروں کو مضبوط بنایا جائے گا اور آمریت کو کسی بھی شکل میں کبھی بھی قبول نہیں کیا جائے گا۔"

جناب سپیکر: یہ قرارداد پیش کی گئی ہے کہ:

"صوبائی اسمبلی پنجاب کا یہ نمائندہ ایوان یوم دفاع جمہوریت کی مناسبت سے مورخہ 12-اکتوبر 1999 کو جمہوریت پر مارے جانے والے شب خون کی پُرزور مذمت کرتا ہے۔ یہ ایوان اس امر کا برملا اظہار کرتا ہے کہ فوجی آمریت کبھی بھی جمہوریت کا نعم البدل نہیں ہو سکتی۔ تاریخ نے یہ ثابت کیا ہے کہ آمریت کے دور میں ملک دولخت ہوتا ہے، جناب ذوالفقار علی بھٹو، محترمہ بے نظیر بھٹو اور اکبر بگٹی جیسے عوامی لیڈر شہید کئے جاتے ہیں۔ میاں محمد نواز شریف اور میاں محمد شہباز شریف جیسے مقبول لیڈر ملک بدر کئے جاتے ہیں اور دہشت گردی پروان چڑھتی ہے جبکہ جمہوری دور میں ملک کو متفقہ آئین ملتا ہے، پاکستان دنیا کی واحد اسلامی ایٹمی پاور کا درجہ پاتا ہے اور دہشت گردی کے خاتمے کے لئے مربوط جدوجہد ہوتی ہے۔ صوبائی اسمبلی پنجاب کا یہ نمائندہ ایوان اس عزم کا بھی عہد کرتا ہے کہ سیاسی اداروں کو مضبوط بنایا جائے گا اور آمریت کو کسی بھی شکل میں کبھی بھی قبول نہیں کیا جائے گا۔"

اس قرارداد کی مخالفت تو نہیں ہوئی۔ یہ قرارداد پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے کہ:

"صوبائی اسمبلی پنجاب کا یہ نمائندہ ایوان یوم دفاع جمہوریت کی مناسبت سے مورخہ 12-اکتوبر 1999 کو جمہوریت پر مارے جانے والے شب خون کی پُرزور مذمت کرتا ہے۔ یہ ایوان اس امر کا برملا اظہار کرتا ہے کہ فوجی آمریت کبھی بھی جمہوریت کا نعم البدل نہیں ہو سکتی۔ تاریخ نے یہ ثابت کیا ہے کہ آمریت کے دور میں ملک دولخت ہوتا ہے جناب ذوالفقار علی بھٹو، محترمہ بے نظیر بھٹو اور اکبر بگٹی جیسے عوامی لیڈر شہید کئے جاتے ہیں۔ میاں محمد نواز شریف اور میاں محمد شہباز شریف جیسے مقبول لیڈر ملک بدر کئے جاتے ہیں اور دہشت گردی پروان چڑھتی ہے۔ جبکہ جمہوری دور میں ملک کو متفقہ آئین ملتا ہے، پاکستان دنیا کی واحد اسلامی ایٹمی پاور کا درجہ پاتا ہے اور دہشت گردی کے خاتمے کے لئے مربوط جدوجہد ہوتی ہے۔ صوبائی اسمبلی پنجاب کا یہ نمائندہ ایوان اس عزم کا بھی عہد کرتا

ہے کہ سیاسی اداروں کو مضبوط بنایا جائے گا اور آمریت کو کسی بھی شکل میں کبھی بھی قبول نہیں کیا جائے گا۔"

(قرارداد منظور ہوئی)

خواجہ محمد اسلام: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

خواجہ محمد اسلام: جناب سپیکر! میں یہ کہنا چاہوں گا کہ 12-اکتوبر جو کہ پاکستان کی تاریخ میں ایسا سیاہ دن تھا جس میں پاکستان مسلم لیگ (ن) میاں محمد نواز شریف کی دو تہائی اکثریت کو رات کی سیاہی میں شب خون مارتے ہوئے اس ملک کے آمر اور ڈکٹیٹر نے میاں محمد نواز شریف اور پاکستان مسلم لیگ (ن) کی دو تہائی اکثریت کو شب خون مارتے ہوئے cannonade کیا تھا میری اس ایوان سے استدعا ہے کہ اس پر مقدمہ چلا کر اسے پھانسی دی جائے۔ میں یہ کہنا چاہوں گا کہ آج اس ملک سے جب آمر اور ڈکٹیٹر کا خاتمہ ہونے کو ہے تو ان کی باقیات کا بھی قلع قمع ہونا چاہئے۔ میری اس معزز ایوان سے استدعا ہے کہ آج یہاں ایک قرارداد آنی چاہئے اور اس ملک سے ڈکٹیٹر اور آمر کا خاتمہ ہونا چاہئے۔ شکریہ

پارلیمانی سیکرٹری برائے سیاحت (رانا محمد ارشد): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: یہ پوائنٹ آف آرڈر پر تقریر شروع ہو گئی ہے، جی، فرمائیں!

پارلیمانی سیکرٹری برائے سیاحت (رانا محمد ارشد): جناب سپیکر! آج جو قرارداد پیش ہوئی اور اس ایوان نے پاس کی میں ببانگ دہل یہ کہنا چاہوں گا کہ آج پنجاب اسمبلی کے نو منتخب ممبران نے یہ ثابت کیا ہے کہ واقعی وہ 7 کروڑ عوام کی نمائندگی کر رہے ہیں۔ یہ ملک جمہوریت کی بنیاد پر بنا تھا، اسلام کی بنیاد پر بنا تھا، یہ ملک کسی آمر نے بنایا تھا اور نہ ہی یہ بندوق کی نوک پر بنا تھا۔ آج ہم ببانگ دہل 12-اکتوبر 1999 کی مخالفت کرتے ہیں اور ایسے آمر کے ساتھی بھی سزا کے مستحق ہیں جو یہاں اسی اسمبلی ہال کے اندر اعلان کرتے تھے کہ ہم دس دس بار وردی میں صدر منتخب کرائیں گے۔ میں سمجھتا ہوں کہ وہ پاکستان کی عوام کے مجرم ہیں ان کے خلاف بھی سخت کارروائی ہونی چاہئے اور مشرف کو آرٹیکل 6 کے تحت سزائے موت دینی چاہئے۔ یہ پاکستان جمہوریت کی بنیاد پر بنا تھا اور میں سمجھتا ہوں کہ 32 سالہ آمریت نے جو پاکستان پر حکومت کی ہے اس میں جناب ذوالفقار علی بھٹو کو سزائے موت ہوتی ہے، اس میں میاں محمد نواز شریف کو دربدر کر کے جلاوطن کیا جاتا ہے تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ اب کسی بھی آمر کے لئے اس

پاکستان میں جگہ نہیں ہونی چاہئے اور جو ان کے ساتھی ہیں ان کے خلاف بھی سخت سے سخت کارروائی ہونی چاہئے۔

جناب محمد ثناء اللہ خان مستی خیل: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، خان صاحب!

جناب محمد ثناء اللہ خان مستی خیل: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! مجھے انتہائی افسوس کے ساتھ یہ بات کہنی پڑ رہی ہے کہ ہماری پیاری پیاری اپوزیشن نے جو آج واک آوٹ کیا ہے کہ 12-اکتوبر 1999 کو چودھری پرویز الٰہی اس اسمبلی کے سپیکر تھے اور چودھری شجاعت حسین پاکستان کے وزیر داخلہ تھے لیکن ان کی تضاد کی جو سیاست ہے وہ آج آشکار ہو کر سامنے آ گئی ہے۔ اس قرارداد کے اندر ہم نے یہ کہا ہے کہ ہمیشہ ہمیشہ کے لئے آمریت کو اس ملک میں نہیں آنے دیں گے تو کیا اپوزیشن یہ سمجھتی ہے کہ پھر آمریت آ جائے؟ میں سمجھتا ہوں کہ پوری قوم ایک سو ستر ملین عوام کا یہ متفقہ فیصلہ ہے کہ یہ ملک جمہوریت کے لئے بنایا گیا تھا۔ اس ملک کو بنانے میں حضرت قائد اعظم محمد علی جناح ایک civilian تھے۔ ہم کسی ڈکٹیٹر شپ کو پھر اجازت نہیں دیں گے کہ اس ملک کے اندر شپ خون مارے۔۔۔

تحاریک استحقاق

جناب سپیکر: جی، اب debate کی ضرورت نہیں ہے، میرے خیال میں اس کو رہنے دیں، آپ کی مہربانی ہوگی۔ اب ہم تحاریک استحقاق کی طرف چلتے ہیں، یہ لغاری صاحب کی تحریک استحقاق ہے ان کا تھوڑا انتظار کرتے ہیں۔ جناب اعجاز احمد خان صاحب! آپ نے بھی تحریک استحقاق پیش کی ہوئی ہے؟

جناب اعجاز احمد خان: جی، جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: آپ اپنی تحریک پڑھیں۔

صوبہ کے امور کے متعلق حکمت عملی کے اصولوں کی پابندی
اور اس پر عملدرآمد کے بارے میں سالانہ رپورٹ کا ایوان میں پیش نہ کیا جانا

جناب اعجاز احمد خان: جناب سپیکر! میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو اسمبلی کی فوری داخل اندازی کا متقاضی ہے۔

معاملہ یہ ہے کہ اسلامی جمہوریہ پاکستان کے آرٹیکل 29 کے تحت لازمی قرار دیا گیا ہے کہ ہر صوبہ کا گورنر اپنے صوبہ کے امور کے متعلق حکمت عملی کے اصولوں کی پابندی اور عملدرآمد کے بارے میں ہر سال کی بابت ایک رپورٹ تیار کروائے گا اور اس پر بحث کے لئے صوبائی اسمبلی کے سامنے پیش کرائے گا۔ اس دستوری تقاضے کے مطابق قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب کے تحت ایک الگ قاعدہ نمبر 130 موجود ہے۔ دستور کی تشریح کے مطابق بابت سال 09-2008 کی متذکرہ رپورٹ ابھی تک پیش نہیں کی گئی جس سے اس ایوان کا اجتماعی استحقاق بری طرح مجروح ہوا ہے اور وہ دستوری تقاضے کے مطابق اس پر بحث کرنے کے حق سے محروم ہے۔ لہذا میری اس تحریک کو ایوان میں پیش کرنے کی اجازت دی جائے اور اسے باضابطہ قرار دیتے ہوئے مجلس استحقاقات کے سپرد کیا جائے۔

جناب سپیکر: راناصاحب! آپ نے ان کی بات سن لی ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناءاللہ خان): جناب سپیکر! اس کا جواب اگر آپ کہیں تو میں پڑھ دیتا ہوں۔

جناب سپیکر: جی، پڑھ دیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناءاللہ خان): جناب سپیکر! یہ گورنر سیکرٹریٹ نے چٹھی نمبر such and such مطلع کیا ہے کہ Annual Report on Observation and Implementation of Principles of Policy for the year 2008, Privilege Motion No. 40 کے متعلق گزارش ہے کہ Principles of Policy کی سالانہ رپورٹ حکومت پنجاب کے محکمہ جات سے حاصل شدہ معلومات کی بنیاد پر تیار کی جاتی ہے لہذا سالانہ رپورٹ بابت سال 2008 کے لئے حکومت پنجاب کے تمام محکمہ جات کو بحوالہ چٹھی نمبر مورخہ 10۔جنوری 2009 درخواست کی گئی ہے اور کاپی لف ہے کہ مورخہ 15۔مارچ 2009 تک مقررہ performa میں مطلوبہ رپورٹ اس محکمہ کو پہنچائی جائے اور مذکورہ رپورٹ کی تمام محکمہ جات سے وصولی حال ہی میں مکمل ہوئی ہے۔ رپورٹ کتابی صورت میں مرتب کر کے صوبائی کابینہ کی منظوری کے فوراً بعد معزز ایوان میں پیش کر دی جائے گی۔ اب اس کی reports وغیرہ موصول ہو چکی ہیں اور ان کی formation کتابی صورت میں ہو رہی ہے تو اس کے بعد انشاءاللہ تعالیٰ کوشش کریں گے کہ اسی سیشن میں ان کو ایوان کی میز پر رکھ دیا جائے۔

جناب سپیکر: اب اس کو dispose of کر دیا جائے؟

جناب اعجاز احمد خان: جناب سپیکر! میری گزارش ہو گی کہ Tat is not submitted till the time. لہذا اسے pending کر لیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، آپ کی بات بھی سن لی ہے، یہ pending نہیں ہو گی۔ انہوں نے آپ کو بتا دیا ہے---

جناب اعجاز احمد خان: جناب سپیکر! آپ مجھے موقع فراہم کریں کہ میں اپنی تحریک استحقاق کی pursuance میں گزارش کر رہا ہوں اور جناب منسٹر صاحب کا reply آنے کے بعد کہ انہوں نے جو assurance دی ہے کہ اس کی reports آنے کے بعد کابینہ میں پیش کی جائے گی اور اس کے بعد پنجاب اسمبلی میں پیش کی جائیں تو meantime Rules of the Procedure permit کرتے ہیں کہ اس کو pending کر دیا جائے کیونکہ یہ ایک ایسا issue ہے کہ اگر میں اس پر تفصیل سے بات کروں تو یہ پچھلے سال 2007-08 کی رپورٹ بھی نہیں submit ہوئی تھی اور یہ سالہا سال سے submit نہیں ہو رہی ہے۔ Constitution of Pakistan کی spirit اور Rules of Procedure کی روشنی میں یہاں ہاؤس میں آنی چاہئے اور اس کی ایک اہمیت ہے۔ اس کی اہمیت کی نوعیت کو مدنظر رکھتے ہوئے میں استدعا کروں گا کہ اسے pending کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، رانا صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں محرک سے یہ گزارش کروں گا کہ میں سمجھتا ہوں کہ یہ ان کی بڑی positive contribution ہے کہ انہوں نے اس معاملے میں شاید اس سے پہلے اتنی توجہ نہیں دینی کہ جتنی توجہ ہونی چاہئے۔ انہوں نے اس کو pinpoint کیا ہے اس کے اوپر tension focus ہوئی اب جب یہ معاملہ اس وقت in progress ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ اس کی pendency کی ضرورت نہیں ہے اور یہ مکمل ہو رہی ہے۔ کابینہ کی منظوری کے بعد اسے انشاء اللہ تعالیٰ جلد اس ایوان میں پیش کر دیا جائے گا۔

جناب سپیکر: میرے خیال میں dispose of کر دیا جائے۔ جی، محترمہ سکینہ شاہین خان صاحبہ! آ گئیں---آپ کی بڑی عمر ہے ماشاء اللہ، آپ کی تحریک استحقاق نمبر 41 ہے اس کو پڑھیں۔

ایس ایچ او تھانہ ساندہ لاہور کا معزز خاتون رکن اسمبلی کا فون سننے سے انکار

محترمہ سکینہ شاہین خان: جناب سپیکر! میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے تحریک استحقاق پیش کرتی ہوں جو اسمبلی کی فوری داخل اندازی کا متقاضی ہے۔ معاملہ یہ ہے کہ میں نے مورخہ 25/07/2009 کو ایک مفاد عامہ کے کام سلسلہ کے میں S.H.O ساندہ کو متعدد مرتبہ فون کیا لیکن موصوف S.H.O نے میرا فون attend نہیں کیا۔ بعدازاں میں نے اپنے ایک عزیز کے ہمراہ ایک مظلوم عورت کی دادرسی کے لئے انہیں تھانہ ساندہ کے S.H.O مسٹر جاوید لطیف کے پاس بھجوایا۔ وہاں پر میرے عزیز نے S.H.O موصوف کو موبائل فون کے ذریعہ میرے ساتھ بات کروانے کی کوشش کی تو موصوف S.H.O نے فون سننے سے انکار کر دیا۔ حتیٰ کہ فون ہاتھ سے پکڑ کر بند کر دیا اور انہیں کہا کہ میں میٹنگ میں مصروف ہوں ابھی بات نہیں کر سکتا۔ جبکہ موصوف S.H.O اپنے کمرے میں بیٹھا ہوا اپنے دوستوں کے ہمراہ خوش گپیوں میں مصروف تھا۔ موصوف S.H.O کا ایک معزز خاتون رکن اسمبلی کے ساتھ بات نہ کرنا حتیٰ کہ فون بند کر دینا اور خود کو مصروف ظاہر کر کے توہین کرنا۔ جس سے میرا استحقاق مجروح ہوا ہے جبکہ استحقاقات ایکٹ 1972 کے قاعدہ کے تحت ایم پی اے کو VIP declare کیا گیا ہے اس کو نظرانداز کرنا توہین کے زمرے میں آتا ہے۔ لہذا میری اس تحریک کو ایوان میں پیش کرنے کی اجازت دی جائے اور اسے باضابطہ قرار دیتے ہوئے مجلس استحقاقات کے سپرد کیا جائے۔

جناب سپیکر! اکثر و بیشتر ایسا ہوتا رہتا ہے اور پولیس کے رویہ میں کوئی تبدیلی نہیں آئی حالانکہ ان کی تنخواہیں بڑھا کر جناب چیف منسٹر نے انہیں بے شمار مراعات دی ہیں تو mostly پولیس کا رویہ ایسا ہی ہوتا ہے۔ بہت شکریہ

جناب سپیکر: جی، رانا صاحب آپ کے پاس تحریک استحقاق نمبر 41 ہے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس کا جو جواب موصول ہوا ہے تو اس کے مطابق جو متعلقہ S.H.O ہے۔ اس کا مؤقف یہ ہے کہ میری دو مرتبہ ان سے ٹیلی فون پر بات ہوئی ہے اور ان کا یہ کہنا ہے کہ یہ کیسے ممکن ہے کہ میں ان معزز رکن سے بات کرنے سے انکار کروں۔ اس میں دو فریقین کا معاملہ ہے جس میں ایک فریق کو محترمہ کے مؤقف کے مطابق ریلیف نہیں دیا جا رہا

تھا تو میں سمجھتا ہوں کہ اس کو آپ adjourn فرما دیں یا pending فرما دیں۔ اس S.H.O کو بلوا کر میں کوشش کروں گا کہ یہ معاملہ حل ہو جائے۔

جناب سپیکر: اسے کب تک pending کیا جائے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس کو next week تک pending کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، یہ تحریک استحقاق next week تک penidng کی جاتی ہے۔ جی، next، چودھری شفیق احمد گجر صاحب ہیں۔

ایس پی مدینہ ٹاؤن فیصل آباد کا معزز رکن اسمبلی کی سیاسی ساکھ کو نقصان پہنچانا

چودھری شفیق احمد گجر: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔ معاملہ یہ ہے کہ مورخہ 14-اگست 2009 بوقت 10 بجے رات، میں یوم آزادی کے سلسلہ میں زم زم ٹیکسٹائل فیکٹری ستیانہ روڈ فیصل آباد سے ایک ریلی جس میں تقریباً چار سے پانچ ہزار افراد شامل تھے جن میں پندرہ سو سے دو ہزار افراد پیدل اور موٹر سائیکلوں پر سوار تھے باقی اپنی اپنی گاڑیوں میں سوار تھے، کی قیادت کرتے ہوئے ڈی گراؤنڈ ریڈیو چوک فیصل آباد پہنچا تو ایک بغیر نمبر پولیس ڈالہ آیا جس میں اکرم بابر اے ایس آئی، ممتاز ڈرائیور، عمران، ریاض شاہد، عاشق ندیم شہزاد اور تین نامعلوم افراد سوار تھے۔ انہوں نے آتے ہی ریلی میں شامل میرے دوستوں پر ڈنڈے برسانے شروع کر دیئے۔ میرے سیکرٹری احسان نے ان کو روکا تو ان پولیس ملازمین نے اس کو بھی ڈنڈے مارے۔ یہ پولیس ملازم اکرم بابر اے ایس آئی کی قیادت میں پندرہ / بیس منٹ تک اس ریلی میں شامل میرے دوست احباب پر بلاوجہ ڈنڈے برساتے رہے۔ ریلی میں شامل افراد نے ان سادہ کپڑوں میں ملبوس ایلیٹ فورس کے جوانوں کو کنٹرول کیا اور ان سے دریافت کیا کہ آپ اس ریلی پر بلاوجہ کیوں ڈنڈے برسا رہے ہیں تو انہوں نے کہا کہ ہم یہ سب کچھ ڈی ایس پی مہر شعیب سرکل پیپلز کالونی اور راؤ منیر ایس پی مدینہ ٹاؤن فیصل آباد کے کہنے پر ساری کارروائی کر رہے ہیں۔ اس کے فوراً بعد ممتاز سپاہی جو اس ڈالے کا ڈرائیور تھا نے میڈیا پر جھوٹی اور من گھڑت پٹی چلا دی کہ اس ریلی کی قیادت کرنے والے ایم

پی اے یعنی میں نے ان سے زبردستی پسٹل چھین لیا اور ان کو زدوکوب کیا اور اس وقت میں نے شراب پی رکھی تھی اس پٹی چلنے کے پانچ منٹ بعد میں نے تمام صورتحال میڈیا کو ایک پریس بریفنگ میں واضح کی اور ان کو بتایا کہ یہ ساری کارروائی راؤ منیر ایس پی مدینہ ٹاؤن فیصل آباد کے پہلے سے پلان کردہ جھوٹے اور من گھڑت منصوبہ کے تحت کی جا رہی ہے۔ میں آپ کے سامنے موجود ہوں اگر آپ کو میں شراب کے نشہ میں معلوم ہوتا ہوں تو میرا چیک اپ کروا لیا جائے۔ ان واقعات کے دوران یا بعد میں میرے ساتھ راؤ منیر ایس پی مدینہ ٹاؤن فیصل آباد نے کوئی رابطہ نہ کیا۔ اس طرح انہوں نے نہ صرف میری سیاسی ساکھ کو نقصان پہنچایا ہے بلکہ میری پارٹی کو بھی نقصان پہنچایا ہے۔ اس طرح ان لوگوں نے نہ صرف میرا بلکہ اس ایوان کا بھی استحقاق مجروح کیا ہے۔ لہذا میری اس تحریک کو ایوان میں پیش کرنے کی اجازت دی جائے اور اسے باضابطہ قرار دیتے ہوئے مجلس استحقاقات کے سپرد کیا جائے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس کا ابھی جواب موصول نہیں ہوا۔ آپ اس کو next week کے لئے pending فرما دیں تاکہ جواب آنے کے بعد اس پر بات ہو سکے۔

چودھری شفیق احمد گجر: جناب سپیکر! میں اس پر کچھ کہنا چاہتا ہوں۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ راؤ منیر جو ایس پی مدینہ ٹاؤن ہے اس کو واقعہ کے بعد انعام کے طور پر فیصل آباد میں ایس ایس پی انوسٹی گیشن لگا دیا گیا ہے اور دوسرے جتنے ملازمین ہیں اسی طرح دندناتے پھر رہے ہیں اور آج تک کسی نے ہم سے کوئی رابطہ تک نہیں کیا اور میں یہ حلفاً کہتا ہوں کہ یہ جتنا بھی وقوعہ ہے راؤ منیر کا ہی پلان کردہ ہے اور اس نے ہی سب کچھ کیا ہے۔ پہلے ہی اس واقعہ کو 14- اگست سے لے کر آج تک دو ماہ ہو چکے ہیں۔ ہم فیصل آباد میں رہتے ہیں، ہم ایم پی اے ہیں لیکن ہم نے کس سے بات کرنی ہے، انوسٹی گیشن افسر سے بات کرنی ہے، ہم کس کو مل سکتے ہیں؟ ہمیں تو بیٹھنے کے لئے جگہ نہیں دی جا رہی۔ میں آپ سے درخواست کروں گا کہ یہ مسئلہ جلد سے جلد نمٹایا جائے۔ اس میں ملک کامران یوسف جو فیصل آباد میں ایس پی ہیں انہوں نے بھی تحقیقات کی ہیں اور انہوں نے تمام تر وقوعہ کو جھوٹا قرار دیا ہے۔ میری آپ سے درخواست ہے براہ مہربانی جتنی جلدی ہو سکے اس پر عمل کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، next احمد خان بلوچ صاحب تشریف فرما ہیں؟

ڈاکٹر محمد اختر ملک: جناب سپیکر! وہ میٹنگ میں ہیں، ان کی کھوسہ صاحب کے ساتھ میٹنگ چل رہی ہے۔

جناب سپیکر: اسے dispose of کر دیا جائے؟

چودھری سرفراز افضل: جناب سپیکر! اس کو pending کر دیا جائے۔ چھ، چھ ماہ بعد ہمیں موقع ملتا ہے اگر ایک دن رکن اسمبلی کسی وجہ سے نہیں آسکے تو میرا خیال ہے کہ ایک دن انتظار کر لیا جائے اور اس کو pending کر دیا جائے۔

جناب سپیکر: نہیں، ان کو چاہئے تھا کہ وہ مجھے بتا کر جاتے یا میرے سٹاف کو بتا کر جاتے یہ تو کوئی بات نہ ہوئی۔

چودھری سرفراز افضل: جناب سپیکر! میرے خیال میں ایک دن pending کر دینے میں کوئی زیادتی نہیں ہو گی۔

جناب سپیکر: جی، چلیں! next please! چودھری رضا نصر اللہ گھمن صاحب!

ڈی ڈی او (آر) فیصل آباد کا معزز رکن اسمبلی کا فون نہ سننا

چودھری رضا نصر اللہ گھمن: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔ معاملہ یہ ہے کہ میرے حلقہ پی پی-62 فیصل آباد کی ایک یونین کونسل نمبر 145 چک نمبر 215 ر۔ب میں ماہ رمضان میں سستا سیل پوائنٹ میں آٹا کی تقسیم کے لئے مانیٹرنگ کمیٹی کے ممبران کے تقرر کے سلسلہ میں مذکورہ بالا ڈی ڈی او (آر) نے میری مشاورت کے بغیر اپنی مرضی سے اپنے پسندیدہ ممبران کا تقرر مورخہ 18/8/2009 کو کر دیا۔ بعد ازاں جب میں نے اس سلسلہ میں پوچھا تو مجھے کوئی معقول جواب نہ مل سکا بلکہ یہ کہہ دیا کہ آپ اب اپنے ممبران کے نام دے دیں جو میں نے نام دیئے تو مورخہ 22/8/09 کو ترمیمی آرڈر جاری کر کے ممبران کا تقرر کر دیا۔ مورخہ 26/8/09 کو ندیم فلور ملز جڑانوالہ روڈ فیصل آباد نے آٹا کی گاڑی مانیٹرنگ کمیٹی کے ممبران کو اطلاع دیئے بغیر اور بغیر چیک کروائے اور گنتی کروائے اپنی مرضی سے یونین کونسل کے ناظم کے ڈیرہ پر لے گئے جو مانیٹرنگ کمیٹی کا ممبر نہ تھا۔ مذکورہ بالا ڈی ڈی او (آر) نے اس معاملہ کی انکوائری کرنے کے بعد متعلقہ فلور ملز والوں کو فائدہ پہنچاتے ہوئے معاملہ ہذا کی ایف آئی آر یونین کونسل کے ناظم کے خلاف

کروادی۔ ایف آئی آر کروانے سے قبل ڈی ڈی او(آر) جب تھانہ صدر فیصل آباد میں موجود تھے تو میں نے بذریعہ موبائل فون ڈی ڈی او(آر) سے رابطہ کرنا چاہا تو مذکورہ بالا ڈی ڈی او(آر) نے میرا فون سننا گوارا نہ کیا۔ بعد ازاں میں نے چودھری محمد حنیف (ایڈووکیٹ) ہائی کورٹ سابق ناظم (ممبر مانیٹرنگ کمیٹی) اس کے موبائل فون کے ذریعہ سے ڈی ڈی او(آر) سے رابطہ کیا اور میں نے ڈی ڈی او(آر) سے کہا کہ قصور فلور ملز والوں کا ہے۔ آپ متعلقہ یو سی ناظم کے خلاف مقدمہ درج نہ کروائیں اس سے عوام اور معاشرہ میں حکومتی پالیسی کے خلاف نفرت اور انتشار پیدا ہو گا جس پر ڈی ڈی او(آر) نے برملا کہا کہ یہ میرا انتظامی معاملہ ہے اور میں اسے بہتر طریقے سے حل کرنا جانتا ہوں۔ ڈی ڈی او(آر) نے میرے پیشگی منع کرنے اور بعد کے حالات کے بارے میں آگاہ کرنے کے باوجود گھناؤنی سازش کے تحت متعلقہ یو سی ناظم کے خلاف نامزد ایف آئی آر درج کروادی اور لالچ و طمع نفسانی کی خاطر فلور ملز والوں کو نامزد نہ کیا اس کے بعد مورخہ 28/8/09 کو متعلقہ یو سی ناظم کی قیادت میں حلقہ کی عوام نے بینرز تحریر کر کے میرے خلاف اور حکومت پنجاب کے خلاف احتجاجی جلوس اور ریلی نکال کر جڑانوالہ روڈ ٹریفک کے لئے بند کر دی جس کو الیکٹرانک میڈیا نے براہ راست نشر کیا اور پرنٹ میڈیا پر بھی خبر آئی۔ ڈی ڈی او(آر) کے اس فعل اور غلط رویہ کی وجہ سے میری ساکھ کو بہت نقصان پہنچا ہے اور عوام میں میرا امیج خراب ہوا ہے جس سے میرا استحقاق مجروح ہوا ہے۔ متعلقہ ڈی ڈی او آر کے خلاف سخت محکمانہ اور انضباطی کارروائی کی جائے۔ لہذا میری اس تحریک کو ایوان میں پیش کرنے کی اجازت دی جائے اور اسے باضابطہ قرار دیتے ہوئے مجلس استحقاقات کے سپرد کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، رانا صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس تحریک استحقاق کو مجلس استحقاقات کے سپرد کر دیں۔

جناب سپیکر: کیا یہ تحریک مجلس استحقاقات کے سپرد کر دی جائے؟

معزز ممبران: کر دیں۔

جناب سپیکر: یہ تحریک استحقاق مجلس استحقاقات کے سپرد کی جاتی ہے۔ اگلی تحریک استحقاق محمد نوید انجم صاحب کی طرف سے ہے۔

سپیشل مجسٹریٹ شالامار ٹاؤن لاہور کا معزز رکن اسمبلی کے ساتھ ہتک آمیز رویہ

جناب محمد نوید انجم: میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔معاملہ یہ ہے کہ میں نے مورخہ 28۔اگست 2009 کو رمضان بازار شالامار باغ لاہور کا وزیر اعلیٰ پنجاب / خادم اعلیٰ پنجاب کے احکامات کی روشنی میں وزٹ کیا اور مختلف سٹال کا معائنہ کیا تو معلومات کرنے پر پتا چلا کہ TMA کا عملہ چینی کے اڑھائی کلو کے پیکٹ فروخت کر رہا ہے۔ان کا وزن پورا نہ ہے جس پر چالیس کے قریب پیکٹ کا وزن چیک کیا تو ہر پیکٹ میں 100 سے 150 گرام چینی کی کی مقدار کم پائی گئی جس پر میں نے ڈی سی او لاہور کو فون پر اطلاع دی اور اس کے ذمہ داران کے خلاف قانونی کارروائی کرنے اور ایف آئی آر درج کروانے کے لئے کہا اور کمشنر لاہور نے بھی موقع پر چیک کیا اور ان کو بھی ساری صورتحال کے بارے میں تفصیلاً بتایا۔تقریباً ایک گھنٹہ کے بعد ایک نامعلوم آدمی موقع پر آیا اور آتے ہی چلانا شروع کر دیا کہ مجھے پتا چلا ہے کہ یہاں پر ایم پی اے اور کوآرڈینیٹر کی چٹ پر چینی فروخت کی جا رہی ہے اور اس نے اور بھی غلط زبان استعمال کی۔میں اس سٹال پر اس وقت حاجی اللہ رکھا ایم پی اے اور میرے حلقہ کے دیگر معززین کے ہمراہ موجود تھا میں نے ان سے اس نامعلوم آدمی کے بارے میں پوچھا کہ جناب کی تعریف بتائیں تو اس نے اپنے ساتھ پولیس گارڈ کو حکم دیا کہ ان کو یہاں سے اٹھا کر باہر پھینک دو۔بعدازاں معلوم کرنے پر پتا چلا کہ اس کا نام عامر خان سپیشل مجسٹریٹ ہے۔معلوم کرنے پر پتا چلا کہ یہ تمام پیکٹ جو یہاں پر فروخت کئے جا رہے ہیں اس کی نگرانی میں بنائے گئے تھے اور اس کم وزن کا حکم بھی اسی نے جاری کیا تھا۔اس طرح اس نے میرا استحقاق مجروح کیا ہے۔لہٰذا اسمبلی کی دیگر کارروائی روک کر میری اس تحریک کو ایوان میں پیش کرنے کی اجازت دی جائے اور اسے باضابطہ قرار دیتے ہوئے مجلس استحقاقات کے سپرد کیا جائے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر!اس تحریک کا جو جواب موصول ہوا ہے اس میں ایک بڑی مضحکہ خیز بات یہ ہے کہ عامر خان صاحب ڈپٹی ڈسٹرکٹ آفیسر فرما رہے ہیں کہ مجھے بعد میں معلوم ہوا کہ صاحب موصوف ایم پی اے صاحب ہیں۔یعنی ان کی کوآرڈینیشن اس قسم کی تھی کہ انھیں یہ بھی معلوم نہیں تھا کہ وہ جس حلقے میں کام کر رہے ہیں اس حلقے کا ایم پی اے کون ہے؟ لہٰذا آپ اسے مجلس استحقاقات کے سپرد کر دیں تا کہ وہاں اس پر کوئی investigation ہو جائے۔

جناب سپیکر: کیا یہ تحریک استحقاق مجلس استحقاقات کے سپرد کر دی جائے؟

معزز ممبران: جی، کر دیں۔

جناب سپیکر: جی، یہ تحریک استحقاق مجلس استحقاقات کے سپرد کی جاتی ہے۔اگلی تحریک استحقاق محترمہ دیبا مرزا صاحبہ کی طرف سے ہے۔

محترمہ شمیلہ اسلم: On her behalf میں اسے پیش کرنا چاہتی ہوں۔

جناب سپیکر: ایسے نہیں ہو سکتا۔

محترمہ شمیلہ اسلم: جناب سپیکر! پھر اسے pending کر دیں۔

جناب سپیکر: جی، ٹھیک ہے۔یہ تحریک استحقاق next day تک pending کرتے ہیں۔اگلی تحریک استحقاق محترمہ صغیرہ اسلام صاحبہ کی طرف سے ہے۔تشریف نہیں رکھتیں یہ بھی pending کی جاتی ہے۔اگلی تحریک استحقاق مہر اعجاز احمد اچلانہ صاحب کی طرف سے ہے۔

سپرنٹنڈنٹ دارالامان لیہ کا معزز رکن اسمبلی کے ساتھ ہتک آمیز رویہ

مہر اعجاز احمد اچلانہ: میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔معاملہ یہ ہے کہ مورخہ 2009-9-10 کو ایک معذور شخص غلام عباس میرے پاس آیا اور کہا کہ میں دفتر دارالامان لیہ میں نائب قاصد ہوں۔دارالامان کی سپرنٹنڈنٹ نے بلا جواز میری تنخواہ روک رکھی ہے۔ڈسٹرکٹ آفیسر سوشل ویلفیئر کے احکامات کے باوجود مجھے تنخواہ نہیں دے رہی۔میں نے دفتر دارالامان کی سپرنٹنڈنٹ سے ان کے دفتر کے نمبر پر ٹیلی فون کیا اور سپرنٹنڈنٹ کو بتایا کہ میں مہر اعجاز احمد اچلانہ ایم پی اے پی پی۔265 لیہ بات کر رہا ہوں اور کہا کہ غلام عباس نائب قاصد کی تنخواہ ڈسٹرکٹ سوشل ویلفیئر آفیسر کے احکامات کے باوجود کیوں نہیں دی جا رہی؟ تو سپرنٹنڈنٹ دارالامان لیہ عافیہ بلال نے کہا کہ میں کسی ڈسٹرکٹ آفیسر سوشل ویلفیئر کو جانتی ہوں اور آپ مجھ سے اس سلسلہ میں بات کریں اور نہ ہی کسی ایم پی اے کو میں جانتی ہوں۔اس کے ساتھ ہی ہتک آمیز رویہ اپناتے ہوئے مجھ سے بات کی اور میری بات کرنے کے دوران اپنا ٹیلی فون بند کر دیا۔اس ہتک آمیز رویہ سے نہ صرف میرا بلکہ پورے ایوان کا استحقاق مجروح ہوا ہے۔لہذا میری اس تحریک کو ایوان میں پیش کرنے کی اجازت دی جائے اور اسے باضابطہ قرار دیتے ہوئے مجلس استحقاقات کے سپرد کیا جائے۔

(اس مرحلہ پر جناب ڈپٹی سپیکر کرسی صدارت پر متمکن)

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! ابھی تک اس تحریک کا جواب موصول نہیں ہوا لہذا میری گزارش ہے کہ اسے next week کے لئے pending فرما دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اس کا جواب آ لینے دیں۔ یہ تحریک استحقاق next week تک کے لئے pending کی جاتی ہے۔ تحریک استحقاق نمبر 49 الحاج محمد الیاس چنیوٹی صاحب کی طرف سے ہے۔ جی، چنیوٹی صاحب اپنی تحریک استحقاق پیش کریں۔

ڈی سی او چنیوٹ کا معزز رکن اسمبلی کے خلاف نازیبا الفاظ کا استعمال

الحاج محمد الیاس چنیوٹی: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔ معاملہ یہ ہے کہ چند روز قبل ڈی سی او آفس کے ایک اہلکار جو کہ ایک جونیئر کلرک ہے کی شکایت لے کر ڈی سی او چنیوٹ کے پاس گیا اور بتایا کہ آپ کے آفس کا ایک اہلکار جائز کاموں میں رکاوٹ ڈال کر سر عام رشوت کا مطالبہ کرتا ہے اور رشوت لے رہا ہے جس کے میرے پاس ٹھوس ثبوت موجود ہیں۔ میری بات ڈی سی او نے سنی ان سنی کر دی تو میں نے دوبارہ کہا کہ آپ کے آفس میں سر عام رشوت لی جا رہی ہے تو موصوف کوئی مناسب جواب دینے کی بجائے غصے میں آ گئے اور کہنے لگے کہ ہاں مجھے علم ہے کہ وہ اہلکار رشوت میں ملوث ہے مگر جب تک میں یہاں ڈی سی او ہوں اسے کوئی رشوت لینے سے روک سکتا ہے اور نہ ہی اسے کوئی ڈی سی او آفس سے نکال سکتا ہے۔ ڈی سی او کے اس جواب پر میں نے کہا کہ اس کا مطلب ہوا ہے کہ آپ رشوت کو promote کر رہے ہیں جس پر موصوف میرے سمیت تمام ایم پی ایز کو برا بھلا کہنے لگا اور مزید کہنے لگا کہ جاؤ میرے خلاف جو کرنا ہے کر لو۔ موصوف ڈی سی او صاحب کے اس رویہ سے نہ صرف میرا بلکہ پورے ایوان کا استحقاق مجروح ہوا ہے لہذا میری تحریک کو ایوان میں پیش کرنے کی اجازت دی جائے اور اسے باضابطہ قرار دیتے ہوئے مجلس استحقاقات کے سپرد کیا جائے۔

جناب سپیکر! مجھے یہ دیکھ کر افسوس اور حیرانگی بھی ہو رہی ہے کہ ہمارے نیک سیرت، نیک نام وزیر اعلیٰ میاں محمد شہباز شریف جن کی شب و روز یہ کوشش ہے کہ ہماری حکومت کی کارکردگی بہتر بن ہو جائے اور میں یقین سے کہتا ہوں کہ میاں محمد شہباز شریف قطعاً رشوت لینے دینے والے کسی

افسر کے حق میں نہیں ہیں بلکہ وہ افسران سے متعدد بار کہہ چکے ہیں کہ یہ پیسا تمہارے پاس اللہ کی امانت ہے اور ایک ایک پیسے کا حساب ہو گا۔یہ ڈی سی او 1994 سے لے کر 1996 تک یہاں لاہور میں تعینات تھے اور انھوں نے C.B ٹیکس کی مد میں چار کروڑ روپے کا غبن کیا جس کی چار ایجنسیوں نے تحقیق کی اور سب نے مطالبہ کیا کہ ان کو معطل کیا جائے اور معطل ہی رہنے دیا جائے۔ وہ معطل تھے لیکن مجھے سمجھ نہیں آتی کہ وہ کسی عدالتی فیصلے کے بغیر بحال کیسے ہو گئے، انھیں رشوت کو promote کرنے کے لئے، رشوت لینے والے افسروں اور اہلکاروں کو support کرنے کے لئے کیسے نامزد کر دیا گیا ہے؟ میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ میرے پورے ضلع کے ساتھ ناانصافی ہو رہی ہے لہذا اس کا فوری حل نکلنا چاہئے۔ بہت شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، وزیر قانون صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! مولانا صاحب نے جو بات کی ہے اس حوالے سے آپ کے بھی علم میں ہے کہ یہ اس پالیسی کا ایک exception ہے جس پر عملدرآمد کرتے ہوئے وزیر اعلیٰ صاحب D.C.O and D.P.O صاحبان کی تعیناتی کرتے ہیں۔ میں یہ نہیں کہتا کہ مولانا صاحب کے خدشات غلط ہیں بلکہ میں سمجھتا ہوں کہ یہ بڑا serious matter ہے۔ پنجاب حکومت اس معاملے کو پوری طرح سے investigate کرے گی اور ڈی۔سی۔او چنیوٹ سے جواب بھی لے گی اس لئے اس معاملے کو آپ pending فرمادیں تاکہ حکومت اس سارے معاملے کو اپنے طور پر thrash out کرلے اور متعلقہ ڈی۔سی۔او صاحب سے جواب بھی طلب کر لیا جائے، اس کے بعد اس تحریک کو take up کیا جائے۔ میں گزارش کروں گا کہ اس تحریک کو آپ for one week pending فرمادیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: چنیوٹی صاحب! جیسا کہ وزیر قانون صاحب فرما رہے ہیں کہ یہ بڑے serious allegations ہیں لہذا اس بارے میں متعلقہ ڈی۔سی۔او سے جواب لیا جانا چاہئے تاکہ اس کے اوپر اس حساب سے کارروائی ہو سکے تو اس تحریک کو اگلے ہفتے تک کے لئے pending کیا جاتا ہے۔

الحاج محمد الیاس چنیوٹی: جناب سپیکر! میری صرف یہی گزارش ہے کہ یہ معاملہ چھوڑنے والا نہیں ہے۔ میں اس حوالے سے پورے ثبوت پیش کروں گا اور میری گزارش یہ ہے کہ اس تحریک کو مجلس استحقاقات کے حوالے کیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: تمام ممبران ہمارے لئے بڑے معزز ہیں۔آپ نے on the floor of the House بات کی ہے۔انشاءاللہ اس بارے میں مکمل کارروائی کی جائے گی لیکن پہلے جواب موصول ہو لینے دیں۔اسی اجلاس کے دوران اس کا جواب آ جائے گا۔ہم اگلے ہفتے کے لئے اس کو pending کر رہے ہیں۔

الحاج محمد الیاس چنیوٹی: جناب سپیکر! اسی اجلاس کے دوران ہی اس کا فیصلہ ہونا چاہئے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور(رانا ثناءاللہ خان): جناب سپیکر! مجلس استحقاقات تو صرف اس پہلو کا جائزہ لے سکتی ہے کہ آیا اس ڈی۔سی۔او نے ان کے ساتھ misbehave کیا ہے یا نہیں؟ اس تحریک میں مولانا صاحب نے allegations لگائے ہیں کہ اس آدمی کو corruption کے case میں سزا ہوئی تھی، وہ معاملہ ابھی تک pending ہے لیکن اس کے باوجود اس کو ڈی۔سی۔او تعینات کر دیا گیا ہے۔یہ بڑا serious matter ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ اس طرح کی exception نہیں ہونی چاہئے۔اس پورے معاملے کی مکمل طور پر انکوائری کر کے میں اس معزز ایوان کو آگاہ کروں گا اور اگر یہ درست پایا گیا تو سخت کارروائی بھی عمل میں لائی جائے گی۔استحقاق کمیٹی تو استحقاق کے حوالے سے کارروائی کرے گی لیکن اگر یہ درست پایا گیا تو انشاءاللہ تعالیٰ پنجاب حکومت بھی اس پر action لے گی۔

خواجہ محمد اسلام: جناب سپیکر! وزیر قانون صاحب کی بات درست ہے لیکن مہربانی کر کے اس کا اسی اجلاس میں فیصلہ کر لیا جائے۔

تحاریک التوائے کار

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، وہ فیصلہ تو ہو گیا ہے کہ اس تحریک کو next week، اسی اجلاس میں take up کیا جائے گا۔جتنی تحاریک استحقاق تھیں وہ ختم ہو گئی ہیں۔اب تحاریک التوائے کار کو take up کرتے ہیں۔

محترمہ نرگس فیض ملک: پوائنٹ آف آرڈر۔جناب سپیکر! میں ایک گزارش کرنا چاہتی ہوں۔یہ پورے ہاؤس کا استحقاق ہے کہ ہم سب ممبران کو Official Passport جاری کیا جائے۔تمام منسٹرز، ایم۔این۔اے اور Senators کو Official Passport جاری کیا جاتا ہے لیکن پنجاب اسمبلی کے ممبران کو یہ جاری نہیں ہوتا۔سندھ اسمبلی میں یہ شروع ہو گیا ہے اور اب سندھ کے تمام ایم۔پی۔اے صاحبان کو یہ Official Passport ملتا ہے۔آپ مہربانی کر کے اس حوالے سے احکامات جاری

کریں۔وفاقی حکومت سے بات کریں کہ پنجاب اسمبلی کے تمام ایم۔پی۔اے صاحبان کو blue passport جاری کیا جائے۔

خواجہ محمد اسلام: جناب سپیکر! میں بھی اس کی تائید کرتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ٹھیک ہے، آپ اس کی تائید کر رہے ہیں اور میں بھی اس کی تائید کرتا ہوں لیکن یہ معاملہ پہلے بھی on the floor of the House take up ہوا تھا اور اس وقت سینئر منسٹر راجہ ریاض صاحب کے ذمے لگایا گیا تھا کہ وہ وفاقی حکومت سے بات کر کے House کو apprise کریں گے۔جب وہ خود ہاؤس میں موجود ہوں گے تو پھر اس بارے میں بات کریں گے بلکہ میرا خیال ہے کہ آپ ان سے رابطہ کر کے updates معلومات لے لیں اور کل ہاؤس کو بتائیں۔

جناب ضیاء اللہ شاہ: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! عمرہ کے ویزہ کے لئے ہماری پنجاب اسمبلی کی طرف سے جو خط وزارت خارجہ کو جاتا ہے آج تک اس خط پر سعودی ایمبیسی نے کسی ممبر کو ویزہ نہیں دیا، وجہ یہ ہے کہ ہماری پنجاب اسمبلی کی طرف سے وزارت خارجہ کے Section Officer (Protocol-III) کو خط بھیجا جاتا ہے جو کہ سب سے کم Low profiled کا آفیسر ہوتا ہے۔وہ یہ خط آگے بھیجتے ہیں، جس پر کوئی عمل درآمد نہیں ہوتا۔ میں ہر تین مہینے بعد عمرے پر جاتا ہوں۔ ہر تین مہینے بعد پنجاب اسمبلی سے letter لیتا ہوں اور ہر تین مہینے بعد یہ letter reject ہوتا ہے۔ میں پھر کسی اور کا سفارشی خط لے کر، کبھی راجہ ظفر الحق صاحب اور کبھی کسی پیر صاحب کا خط لگوا کر عمرہ کے ویزے کے لئے جاتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، اس سارے معاملے کو thrash out کرتے ہیں۔ مجھے ابھی سیکرٹری اسمبلی بتا رہے تھے کہ راجہ ریاض صاحب کو جو معاملہ refer ہوا تھا وہ حج سے متعلق تھا لیکن میں آج یہ معاملہ بھی راجہ ریاض صاحب کو refer کرتا ہوں۔آپ ان سے خود بھی بات کر لیں تاکہ وہ اس کا جواب ہمیں اسی اجلاس کے دوران ہی دے دیں۔

الحاج محمد الیاس چنیوٹی: جناب سپیکر! میں بھی ان کی تائید کرتا ہوں کیونکہ میرے ساتھ بھی ایسا تجربہ ہوا ہے۔ میں یہاں پنجاب اسمبلی سے خط لے کر گیا مگر مجھے رمضان شریف میں عمرے کا ویزہ نہیں ملا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اس پر کافی بات ہو چکی ہے، اب کارروائی کو آگے چلنے دیں۔

جناب خلیل طاہر سندھو(پارلیمانی سیکرٹری برائے انسانی حقوق و اقلیتی امور):جناب سپیکر! minorities ممبران کے ساتھ بھی ایسا ہی معاملہ در پیش ہے لہذا اس حوالے سے بھی بات کی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر:جی، ہاں minorities کی بھی وہی بات ہے جو سب کی بات ہے اور یہ سب کی اکٹھی بات ہو جائے گی۔ بہت شکریہ۔ تشریف رکھیں۔ تحریک التوائے کار نمبر 136، شیخ علاؤالدین صاحب کی طرف سے ہے۔ جی، شیخ صاحب!

شیخ علاؤالدین:بہت شکریہ۔ جناب سپیکر!میں اس تحریک التوائے کار سے پہلے آپ کی خدمت میں ایک بات عرض کرنی چاہوں گا جس سے اندازہ ہوگا کہ آخر اس ہاؤس کے ساتھ ہو کیا رہا ہے ؟آپ کے علم میں ہوگا کہ میں نے پچھلے سال تقریباً انہی ایام میں حج کوٹا کے بارے میں بات کی تھی۔ میں نے بار بار point out کیا، اخبارات کی زینت بھی بنا لیکن ہوا کیا؟اس دن سپیکر صاحب نے ایک کمیٹی مقرر کی، انھوں نے کہا کہ یہ کمیٹی اس حوالے سے وفاقی حکومت سے بات کر کے کوئی فیصلہ کرے گی۔آپ کو سن کر افسوس ہوگا کہ اس کمیٹی کا آج تک کوئی اجلاس نہیں ہوا۔ یہ ریکارڈ پر ہے، آپ سیکرٹری اسمبلی سے پوچھ سکتے ہیں۔Finally یہ ہوا کہ راجہ ریاض صاحب وفاقی حکومت سے بات کریں گے۔اس دوران وقت گزرتا گیا اور راجہ ریاض صاحب نے ایک دن آکر یہاں ہاؤس میں بیان فرمایا کہ ہم اگلے سال ممبران کو ضرور کچھ نہ کچھ accommodate کریں گے۔اب اس سال انھوں نے یہ کہہ دیا ہے کہ ہم نے کوٹا ختم کر دیا ہے لیکن آج بھی وہ لوگ اپنے سب rights استعمال کر وا رہے ہیں۔انتہا اور المیہ یہ ہے کہ پرسوں وفاقی حکومت نے پرائیویٹ ٹور آپریٹرز کو 10 ہزار حاجیوں کا مزید کوٹا دیا ہے۔چنانچہ میری آپ سے گزارش ہے کہ کم از کم اس ایوان کے ہر رکن کے لئے پانچ سے سات آدمیوں کا کوٹا دے دیں۔ پیسے دے کر جانا ہے، کوئی مفت نہیں جائے گا۔اس طرح ہم اپنے حلقے کے کچھ لوگوں کو accommodate کر لیں گے۔ میں on the floor of the House یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ چار چار لاکھ روپے دیئے جا رہے ہیں اور میں نے بھی کل دیئے ہیں۔ جب پیسے لے کر بھجوایا جا رہا ہے تو ہمارے حلقے کے وہ لوگ جو ساری عمر تھوڑے تھوڑے پیسے اپنے گھروں یا banks میں جمع کرتے رہتے ہیں، انتظار کرتے رہتے ہیں اور پھر rate بڑھ جاتے ہیں۔اب یہ جو 10 ہزار مزید حاجیوں کا کوٹا دیا جا رہا ہے اس میں سے ہمیں پانچ پانچ آدمیوں کا کوٹا دیا جائے یہ کوئی 1800/1900 سیٹیں بنیں گی۔آپ اس حوالے سے رولنگ دیں کہ یہ ہمیں پانچ پانچ آدمیوں کا کوٹا دے دیں تاکہ ہم بھی اپنے حلقے کے لوگوں کو accommodate کر سکیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: معزز ممبران سے میری گزارش ہے کہ تحریک التوائے کار کا وقت 30 منٹ ہوتا ہے۔اب چونکہ announce کر دیا ہوا ہے کہ ہم تحاریک التوائے کار take up کر رہے ہیں تو اب یہاں پر جو بھی باتیں ہو رہی ہیں یہ سارا وقت اسی میں سے minus ہو گا۔ ممبران کی بڑی اہم تحاریک التوائے کار کافی دیر سے pending چلی آ رہی ہیں اس طرح سے تو ان کی باری نہیں آئے گی۔ شیخ صاحب!جب تحاریک التوائے کار کا وقت ختم ہوتا ہے تو ہم پھر اس معاملے کو take up کرتے ہیں۔وزیر قانون صاحب!واقعی یہ بات on the floor of the House زیر بحث آئی تھی اور راجہ ریاض صاحب نے اس وقت House کے اندر یہ assurance بھی دی تھی کہ میں اس پر وفاقی حکومت سے بات کر کے بتاؤں گا۔اس حوالے سے مرکز کی طرف سے کوئی پالیسی یا statement لازمی طور پر آ جانی چاہئے۔آپ مہربانی کر کے راجہ صاحب سے بات کریں اور make sure کریں کہ کل اس حوالے سے کوئی final بات سامنے آ جائے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! جو بات محترم شیخ صاحب نے کہی ہے وہ بالکل درست ہے اور پچھلی دفعہ پورے ہاؤس کا یہ consensus تھا کہ ایسا ہونا چاہئے۔ راجہ ریاض صاحب نے اس بارے میں وعدہ بھی کیا تھا۔اس وقت راجہ صاحب موجود نہیں ہیں۔ کل وہ جس وقت موجود ہوں تو اس وقت اس معاملے کو take up کیا جائے تاکہ اس کا جواب بھی ساتھ ہی آ جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شیخ صاحب! آپ اپنی تحریک التوائے کار پیش کریں۔

لاہور میں زہریلے دودھ کی فراہمی سے بچوں کی نشوونما متاثر ہونے کا خدشہ

شیخ علاؤالدین: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ لاہور اور اس کے گردونواح کے تمام اضلاع میں انتہائی زہریلا دودھ عوام کو پلایا جا رہا ہے جو عوام اور خاص طور پر بچوں کی صحت کے لئے تباہ کن ثابت ہو رہا ہے---

جناب ڈپٹی سپیکر: شیخ صاحب! ایک منٹ ذرا تشریف رکھیں کیونکہ وزیر قانون صاحب کچھ کہنا چاہتے ہیں۔ جی، وزیر قانون صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! شیخ صاحب کی جو یہ تحریک التوائے کار نمبر 136 ہے، میرے پاس جو فائل ہے اس میں تو یہ pending ہے اور یہ غالباً پڑھی جا چکی ہو گی۔ کیا یہ fresh ہے یا پہلے پڑھی جا چکی ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ fresh ہے، پڑھی نہیں گئی اور request کر کے pending کروائی گئی تھی۔ جی، شیخ صاحب!

شیخ علاؤالدین: لاہور ہائی کورٹ کی observation اس معزز ایوان کے ہر رکن کے لئے نہایت اہم ہے اور اب ایک لمحہ ضائع کئے بغیر ملاوٹ شدہ اور زہریلا دودھ بیچنے والے مافیا کو آہنی ہاتھوں سے نمٹنا ضروری ہو گیا ہے۔ میں نے کچھ عرصہ پہلے ملاوٹ شدہ اور زہریلے دودھ سے متعلقہ ایک تحریک التواء اس ایوان میں پیش کی تھی جو اسمبلی ریکارڈ کا حصہ ہے جس پر حکومت نے یقین دہانی کرائی تھی کہ اس اہم مسئلے کی طرف بہت جلد توجہ دی جائے گی لیکن نامعلوم وجہ کی بناء پر ایسا نہ ہو سکا اور اب جب کہ لاہور ہائی کورٹ نے مسٹر شہزاد شوکت کی سربراہی میں اچانک ایک کمیشن تشکیل دیا ہے تو کمیشن کی رپورٹ کچھ اس طرح سے آئی ہے کہ سٹی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ کی Food Testing Laboratory میں سرے سے کوئی جدید آلہ ہی نہ ہے اور جو آلہ ہے وہ 50 سال قبل خریدا گیا تھا۔ 50 سال قبل کے زمانہ کے لوگ آج جیسے نہ تھے وہ خوفِ خدا رکھتے تھے۔ اس وقت ایسے ایسے کیمیکلز اور ڈٹرجنٹ پاؤڈر بھی ایجاد نہ ہوئے تھے جو دودھ میں ملائے جا سکتے ہوں اور مزید حیرانی کی بات یہ ہے کہ ہائی کورٹ کو جو رپورٹ دی گئی ہے اس کے مطابق لیبارٹری کا Chief Appraiser ایک میٹرک پاس شخص ہے۔ سیکرٹری ہیلتھ کی طرف سے جو بیان عدالت عالیہ میں دیا گیا اس کے بعد اب ایوان کے ہر معزز رکن پر یہ سوچنا لازم ہو گیا ہے کہ اگر عدالتوں نے ہی petitions or suo moto actions پر عوامی مسائل کو دیکھنا ہے یا حل کرنا ہے تو ہم سب یہاں کیا کر رہے ہیں؟ دودھ جو انسانی زندگی میں اللہ کی بڑائی کا شاہکار اور نور ہے، ہر شخص اور بچے کا بنیادی حق ہے کہ اسے مناسب مقدار میں دودھ مہیا کیا جائے۔ اب وقت آ گیا ہے کہ ہنگامی بنیادوں پر دودھ کی distribution کو ایک foolproof نظام کے تحت حکومت خود subsidized rates پر مہیا کرے۔ اس کے لئے no profit no loss basis پر ایک کمپنی بنائی جائے جس کے پاس جدید storage chillers and containers ہوں۔ پنجاب کے تمام بڑے شہری حلقوں کے MPA's کو خاص طور پر اس کام میں شامل کیا جائے۔ دودھ میں ملاوٹ کرنے والوں کو summary trial کے ذریعے سزائیں دی جائیں اور فوری طور پر Mobile Testing

Mobile Laboratories کا قیام عمل میں لایا جائے۔ میں تھوڑا سا واضح کرنا چاہتا ہوں کہ یہ Testing Laboratories دودھ کے samples کو موقع پر ہی check کریں۔ شہروں میں داخل ہونے والے تمام راستوں پر ان laboratories کا قیام ضروری ہے کیونکہ یہ امر کوئی پوشیدہ نہ ہے کہ لئے گئے samples آنکھوں آنکھوں میں ہی تبدیل ہو جاتے ہیں یہاں تو چرس اور افیون کے laboratory test کو گڑھ بنادیا جاتا ہے لہذا میری استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کی اجازت دی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! محترم شیخ علاؤالدین صاحب نے جس مسئلے کی نشاندہی کی ہے تو اب اس میں تو کوئی شک نہیں ہے کہ حالات واقعی اتنے ہی بُرے ہیں جس طرح سے انہوں نے اس تحریک میں ذکر کیا ہے لیکن یہاں پر میں یہ بات کرنا چاہوں گا کہ جو لوگ اس ڈسٹرکٹ گورنمنٹ کے نظام کی تعریفیں کرتے نہیں تھکتے اور کہتے ہیں کہ یہ نظام پچھلے 8 سالوں میں پتا نہیں کیا کیا انقلابی تبدیلیاں لے کر آیا ہے، آپ یہ دیکھ لیں کہ میں سمجھتا ہوں کہ تمام ڈسٹرکٹ گورنمنٹس میں سے میں بہتر نہیں کہتا لیکن اگر آپ نے comparatively بہتر قرار دینا ہے تو اس کے لئے لوگ لاہور کی مثال دیتے ہیں۔ اب سٹی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ لاہور کا یہ حال ہے کہ وہ لوگوں کو پینے کے لئے خالص دودھ بھی مہیا نہیں کر سکی اور شیخ صاحب نے جس طرح اپنی تحریک میں یہ لکھا ہے کہ ان کے پاس کوئی طریق کار، کوئی لیبارٹری یا کوئی نظام ہی نہیں ہے۔ اب انہوں نے ایک جواب لکھ کر بھیجا ہے وہ جواب تو اسی طرح سے ہے جیسے وہ ایک لگی بندھی بات ہوتی ہے کہ یہ بھی کر رہے ہیں، وہ بھی کر رہے ہیں تو میں سمجھتا ہوں کہ اگر ایوان اس پر بحث کے لئے وقت مختص کرنا چاہتا ہے تو مجھے اس پر بھی کوئی اعتراض نہیں ہے لیکن میں سمجھتا ہوں کہ یہاں پر 2 گھنٹے بحث کرنے کے بعد بھی ایوان نے اس پر جو direction دینی ہے میں سمجھتا ہوں کہ اگر اسی تحریک کو بنیاد بنا کر متعلقہ سٹی ڈسٹرکٹ ناظم کے ساتھ جو ڈی سی او صاحب یا ٹی ایم اے صاحب ہیں انہیں بلا کر اس تحریک کی کاپی دے کر انہیں direction دی جائے اور ہائی کورٹ نے بھی انہیں ایک طریق کار بتایا ہے کہ آپ اس صورت حال کو اس طرح سے بہتر کریں تو اس تحریک کو base بناتے ہوئے شیخ علاؤالدین صاحب کی خدمات بھی حاصل کریں اور میں سمجھتا ہوں کہ اس نظام میں بہتری لانے کی بہت اشد ضرورت ہے اور اس میں واقعی اسی طرح سے خرابی ہے جس طرح سے اس تحریک میں اس کا ذکر کیا گیا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میں سمجھتا ہوں کہ یہ اتنا important issue ہے کہ جب Pure Food Act بھی موجود ہے لیکن اس کی implementation کا مسئلہ بھی ہے اور اس کے ساتھ ساتھ میں یہ سمجھتا ہوں کہ جس طرح سے آپ کمیٹی کا فرما رہے ہیں تو وہ result oriented committee ہونی چاہئے کیونکہ یہ نوجوان نسل اور ہم لوگوں کی صحت کا مسئلہ ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس میں میرا نقطہ نظر یہ ہے کہ rules کے مطابق تو یہ ہے کہ ہم ایک دن fix کریں 2 گھنٹے اس پر discussion ہو اور اس کے بعد کوئی فیصلہ ہو تو میں سمجھتا ہوں کہ اس معزز ایوان کا وقت بھی بڑا قیمتی ہے اور شیخ صاحب نے اس میں بڑی تفصیل سے بتایا ہے اور ان کی یہ باتیں 99 فیصد درست ہیں اگر آپ یہ حکم فرمائیں تو اس Adjournment Motion کو ایک direction کے ساتھ متعلقہ سٹی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ کے ذمہ دار میڈیکل آفیسر جن کی یہ ذمہ داری ہے کہ وہ Pure Food Act کے تحت انہیں یہ direction دی جائے کہ وہ within one month or two month اس صورتحال کو بہتر کر کے ہائی کورٹ میں بھی رپورٹ پیش کریں کیونکہ وہاں سے بھی انہیں direction آئی ہے اور اگر یہ رپورٹ اس ایوان میں بھی آ جائے تو میں سمجھتا ہوں کہ لاہور کے عوام کو ریلیف دینے کے لئے اس ہاؤس کی ایک contribution ہو گی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بالکل صحیح ہے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ جس طرح Food Test Laboratory ہے اب اتنی بڑی بات کہ ہائی کورٹ کی observation بھی اور جو کمیشن بنا اس کی observation بھی کہ وہاں پر سرے سے test کرنے کا کوئی سامان ہی نہیں ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ سٹی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ کا کام ہے کہ اس کے اوپر ہنگامی بنیادوں پر food testing کے اقدامات ہونے چاہئیں۔ اس پر آپ کمیٹیاں بناتے رہیں سارا کچھ کرتے رہیں لیکن اس سسٹم کو درست کرنے کی ضرورت ہے۔ ہم اس کو pending کر لیتے ہیں آپ تمام متعلقہ محکموں سے پوچھ لیں کہ یہ لیبارٹریز کب تک establish ہو جائیں گی اور ہائی کورٹ کی observation پر جو کمیشن بنا وہ بھی ایک مہینے سے اوپر کی بات ہو گئی ہے اور آج تک اس کے اوپر کوئی کارروائی نہیں ہوئی تو یہ عوام کی صحت کا مسئلہ ہے اور صحت مند معاشرہ ہی آگے صحت مند کردار ادا کرتا ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ اس کو pending کر کے اس پر باقاعدہ ایک رپورٹ منگوالی جائے کہ اس کے اوپر اب تک ہوا کیا ہے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میں ایک بات اور عرض کرنا چاہوں گا کہ اگر آپ مہربانی فرما دیں اور میں لاء منسٹر صاحب کا بھی بہت شکر گزار ہوں کہ انہوں نے اس مسئلے کی اہمیت کو پہچانا ہے اور آپ نے بھی۔

میں صرف ایک بات کرنا چاہوں گا کہ اس پر آپ یا لاء منسٹر صاحب Food Test Laboratory قائم کر دیں کیونکہ وقت تیزی سے جا رہا ہے اور میں آپ کو بتانا چاہتا ہوں کہ بچوں میں ہڈیوں اور دانتوں کی بیماریاں اس کی وجہ سے ہیں۔ مجھے یہ بتاتے ہوئے شرم آتی ہے کہ دنیا میں بے شمار ممالک، بہت develop نہیں عام ممالک میں بھی بچوں کو سکول میں دودھ دیا جا رہا ہے اور اسی لاہور میں جب میں سکول میں پڑھتا تھا تو ہمارے سکول میں بھی دودھ دیا جاتا تھا وہ دودھ recess میں ہمیں سکول کی طرف سے دیا جاتا تھا اور وہ دودھ صحیح ہوتا تھا لیکن سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اگر ہم ان بچوں کا کچھ نہیں کر سکتے اور کل کو پھر ہم باتیں کرتے ہیں۔ آپ دیکھیں کہ پولیس، رینجرز اور آرمی میں کتنے بچے صرف height کی وجہ سے رہ جاتے ہیں وہ ہمارے پاس آتے ہیں، آپ کے پاس آتے ہیں کہ جی آدھا انچ کم ہے ہم تو اس آدھے انچ کو بڑھا ہی نہیں سکتے ناں، کیونکہ وہ تو criteria ہے اور اس کی وجہ یہ دودھ ہے۔ میں آپ کا اور لاء منسٹر صاحب کا بھی شکر گزار ہوں تو میں یہ چاہتا ہوں کہ آپ اس میں صرف یہ کر دیں اور میں آپ کو surety دیتا ہوں کہ لاہور میں دودھ enter ہونے کے مخصوص راستے ہیں وہاں پر Food Test Laboratory بنا دیں۔ یہ لیبارٹریز صرف لاہور میں ہی نہیں بلکہ ہر شہر میں ہونی چاہئیں اور ان کی location change ہوتی رہے آج یہاں ہے، کل وہاں ہے، پرسوں وہاں ہے تاکہ انہیں پکڑا جائے۔ اس لیبارٹری میں مجسٹریٹ اندر بیٹھا ہو، وہیں sample test ہو، رپورٹ آئے اور وہیں فیصلہ ہو۔ شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ تو آگے طے کرنے والی بات ہے ناں۔ رانا صاحب! میرا خیال ہے کہ اس کو دو دن کے لئے pending کر لیا جاتا ہے تاکہ اس کے اوپر Food Test Laboratory کے حوالے سے محکمے نے جو اقدامات کئے ہیں وہ آپ ایوان کو بتا سکیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس میں ٹائم تھوڑا سا بڑھا دیں اور اس کو اگلے ہفتے میں رکھ لیں۔ اب ڈسٹرکٹ ناظم صاحب کا تو پتا نہیں ہے کہ وہ کام بھی کرتے ہیں یا نہیں کرتے؟ ان ڈسٹرکٹ گورنمنٹس نے ماسوائے اس آمر کے حکم ماننے کے کوئی کام نہیں کیا جس نے ان کو جنم دیا تھا۔ انھوں نے کوئی اور کام آٹھ سالوں میں نہیں کیا۔ انھوں نے کرپشن کی ہے یا بلدیاتی نظام کا بیڑہ غرق کیا ہے۔ اس کی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ میں جو صورتحال ہے وہاں یہ معلوم ہی نہیں ہوتا کہ کس کی اتھارٹی ہے، کس کو پوچھیں اور کس سے کام کروائیں؟ آپ اس سلسلے میں ایک ہفتے کا ٹائم دے دیں۔ میں لاہور کے ڈی سی او اور ڈسٹرکٹ ناظم کے بعد جو اتھارٹی ہے ان کو شیخ صاحب کے ساتھ بٹھاؤں گا۔ میرا

خیال نہیں کہ ان کے پاس اتنی capacity یا فنڈز کی صورتحال ہے کہ وہ موبائل لیبارٹری شروع کر سکیں۔ اس میں اچھے خاصے پیسے خرچ ہوں گے۔ وہاں پر کیا سسٹم ہے۔ ان سے پتا کر کے رپورٹ ایوان میں پیش کر دی جائے گی۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میں رانا صاحب کی بات کو تھوڑا سا آگے بڑھاؤں گا جیسا کہ یہ ابھی فرما رہے ہیں کہ ضلعی نظام بالکل فیل ہو چکا ہے۔ آپ بھی روزانہ دیکھتے ہیں اور میں بھی دیکھتا ہوں کہ لاہور کا صرف ایک علاقہ ایسا ہے کہ جہاں کوڑے کو آگ نہیں لگائی جاتی۔ پچھلے دور میں بھی میں نے اس پر تحریک التوائے کار پیش کی تھی کیونکہ صبح جب آپ بھی walk پر نکلتے ہیں تو آپ دیکھتے ہیں کہ جہاں لکھا ہوتا ہے کہ یہاں کوڑا جلانا جرم ہے تو عین اس کے نیچے کوڑے کا پورا کنٹینر جلایا جا رہا ہوتا ہے۔ وہ پیسا کہاں جاتا ہے، آج تک ہم یہ بھی معلوم نہیں کر سکے۔ ہم الحمد للہ پنجاب کی governing body ہیں۔ وزیر قانون صاحب نے پہلی دفعہ مہربانی کی ہے کہ ان کو بلایا جائے گا اور پوچھا جائے گا۔ اگر ایسا ہو گیا اور ہم ان کو پوچھ سکے تو اس سے بڑی بہتری کی کوئی بات نہ ہو گی۔ یہ وقت بتا دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: رانا صاحب! آپ جب ڈی سی او اور دوسرے افسران کی میٹنگ بلائیں گے تو اس میں شیخ صاحب کو ساتھ رکھیں۔ یہ تحریک اگلے ہفتے تک pending کی جاتی ہے تاکہ رپورٹ ہاؤس میں پیش ہو سکے۔ اب اگلی تحریک التوائے کار 145 شیخ علاؤالدین صاحب کی ہے۔ جی، شیخ صاحب!

پنجاب میں خواتین پر تیزاب پھینکنے کے واقعات میں اضافہ

شیخ علاؤالدین: میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ جنوری تا مارچ 2009 کے درمیان 68 خواتین کے چہرے اور جسموں کو معاشرے کے بدکار لوگوں نے جلایا۔ یہ تعداد صرف لاہور اور اس کے قریبی اضلاع کی ہے جبکہ پورے پنجاب میں خواتین کے ساتھ ظلم اور زیادتی کا جو طوفان سرگرم عمل ہے اس کے سوچنے سے ہی جھرجھری سی آ جاتی ہے۔ بے شمار واقعات ایسے ہیں کہ جس میں بدکردار لوگوں نے آپس کے جھگڑوں کا۔۔۔

(اذان ظہر)

حساب بے باک کرنے کے لئے ایک دوسرے کی گھریلو خواتین کو ظلم و ستم کا نشانہ بنایا۔ میرے ذاتی علم میں ایسے واقعات ہیں کہ گھروں کے صحن میں سوئی ہوئی خواتین کے چہرے اور جسم کے مختلف حصوں

پر handy pumps اور بڑی syringes کے ذریعے تیزاب پھینک کر اس طرح سے جلایا گیا کہ وہ تمام عمر کے لئے زندہ در گور ہو گئیں۔ جن خاندانوں کو ایسے حالات و واقعات کا سامنا ہوا ہے وہ مسلسل پریشانی میں مبتلا ہیں اور یہ امر بھی حیران کن ہے کہ پورے پنجاب میں صرف میو ہسپتال میں ایک مکمل Burn Unit ہے جو بڑی تعداد میں مریضوں کو cater نہ کر سکتا ہے اور بہت سی اموات infection پھیلنے کی وجہ سے ہوتی ہیں۔ اب وقت آ گیا ہے کہ فوری طور پر ایسے اقدامات کئے جائیں جس سے تیزاب کی دستیابی ناممکن ہو جائے۔ ایسے تمام مقدمات day to day سنے جائیں اور مجرموں کو عبرت ناک سزا دی جائے۔ ایسی تمام خواتین کو حکومتی خرچہ پر plastic surgery کے لئے لازمی سہولت مہیا کی جائے۔ کسی خاتون کے ایک یا دونوں آنکھوں کے ضائع ہونے کی صورت میں اس خاتون کو معقول وظیفہ تمام زندگی دیا جائے اور ان تمام خواتین کو بھی وظیفہ دیا جائے جو کسی بھی قسم کی معذوری کا شکار ایسے حادثات میں ہو جاتی ہیں اور ایسی خواتین جن کے خاندان ان کو نہیں رکھ سکتے حکومت ان کے لئے protect homes بنائے۔ لہٰذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس انتہائی افسوسناک اور قابل مذمت واقعات کی طرف محترم شیخ صاحب نے توجہ دلائی ہے۔ اس معاملے میں گورنمنٹ نے بھی نوٹس لیا ہے اور پچھلے ہفتے میں تقریباً دو تین واقعات ہوئے ہیں۔ حکومت پنجاب نے اس بارے میں فیصلہ کیا ہے کہ آئندہ جتنے بھی تیزاب پھینکنے کے واقعات ہوں گے ان پر 7(A)T.A کا اطلاق ہوگا اور آئندہ یہ مقدمات دہشتگردی کی عدالتوں میں چالان ہوں گے اور دہشتگردی کی عدالتوں میں چلیں گے اور یقیناً day to day hearing ہوگی۔ میں نے سیکرٹری پراسیکیوشن کی زیر نگرانی ایک کمیٹی قائم کر دی ہے جو ان کیسوں کی day to day پیروی کرے اور ایسے سفاک مجرموں کو قرار واقعی سزا دلوائے۔ جہاں تک plastic surgery سے متعلق معاملہ ہے تو اب تک جتنے بھی کیس رپورٹ ہوئے ہیں یا جن خواتین نے apply کیا ہے تو محترم وزیر اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف کے صوابدیدی کوٹے سے ان تمام کا مفت علاج ہوا ہے اور plastic surgery کی سہولت بھی دی گئی ہے۔ اس کے علاوہ قانون سازی کے لئے محترم شیخ صاحب متعلقہ قانون میں کوئی ترمیم تجویز کریں گے تو حکومت اس کو بھی welcome کرے گی۔ میں خود بھی محکمہ صحت کو کہوں گا کہ اس سلسلے میں وہ تحرک کریں۔

جناب سپیکر! شیخ صاحب نے جو protect homes کی بات کی ہے تو اس میں پہلے ہی دارالامان موجود ہیں اور وہاں پر اس بات کی سہولت موجود ہے کہ ایسی بے سہارا عورتیں جو کام نہ کر سکتی ہوں، معذور ہوں یا کسی وجہ سے وہ معاشرے میں اپنی زندگی نہ گزار سکتی ہوں تو وہ ان دارالامان میں رہ سکتی ہیں۔ اس سے متعلق بھی خصوصی ہدایات جاری کر دی جائیں گی۔

جناب سپیکر! اس کے علاوہ انھوں نے جو معقول وظیفے کی بات کی ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ اس پر بھی غور کیا جا سکتا ہے۔ شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، شیخ صاحب!

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! وزیر قانون صاحب نے جو بتایا ہے یہ انتہائی اطمینان کا باعث ہے۔ میں صرف اس میں دو باتوں کا اضافہ چاہوں گا۔ اگر وزیر قانون اس پر غور کر لیں تو بہتر ہو گا۔ میں ایک ترمیم یہ چاہوں گا کہ اس قسم کے کیسوں میں جب conviction ہو اور ملزم کو واقعی مجرم قرار دیا جائے تو اس کی پراپرٹی اس متاثرہ خاتون کو ملے۔ دوسرا میں چاہوں گا کہ گورنمنٹ اس میں amendment لائے۔ لاء منسٹر صاحب کو خود پتا ہے کہ دارالامان میں کیا حالات ہیں اور آپ بھی جانتے ہیں۔ ہم سب الحمدللہ پریکٹیکل لوگ ہیں اور ground realities کو جانتے ہیں، ہم کوئی ٹی وی کے سیاستدان نہیں ہیں کہ ہمیں بطور اینکر بلا لیں۔ ہم لوگوں میں رہتے ہیں اور ہمیں پتا ہے کہ دارلامان میں کیا ہو رہا ہے؟ میں آپ سے ایک چھوٹی سی بات عرض کرنا چاہتا ہوں کہ میرے حلقہ میں ایک بے چاری جوان لڑکی کے چہرے کا تمام گوشت جل گیا جسے میں دیکھ نہیں سکتا۔ اس بچی کی عمر تقریباً 18 سال ہے۔ اس کا باپ دو دفعہ اسے میرے ڈیرے پر لایا جو old and poor person ہے میں اسے face نہیں کر سکتا تھا لیکن میں نے اسے کہا کہ جو آپ کرنا چاہتے ہو، کر لو میں اس کے لئے حاضر ہوں۔ میں یہ چاہتا ہوں کہ ایسے کیسز میں گورنمنٹ فوری طور پر اس کی guardian بن جائے، ماں باپ بن جائے۔ باقی محترم وزیر اعلیٰ صاحب نے جو مہربانی کی ہے اس کے لئے میں ان کا، آپ کا اور لاء منسٹر صاحب کا بھی شکر گزار ہوں۔ میں صرف دو گزارشات چاہتا ہوں اگر اس میں یہ amendment کر دی جائے تو میں شکر گزار ہوں گا۔ شکریہ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! ایک تو محترم شیخ صاحب نے جس بچی کا ذکر کیا ہے کہ وہ 18 سال کی بچی تھی، اس پر جب تیزاب پھینکا گیا تو اس کی حالت انہوں نے جو بیان کی ہے

میں on behalf of the Government, on behalf of Chief Minister ان سے یہ commitment کرتا ہوں کہ یہ اس بچی کو arrange کروادیں تو اس کے علاج کے لئے اور پلاسٹک سرجری کے لئے جتنا خرچہ ہوگا وہ گورنمنٹ برداشت کرے گی۔ اس کے علاوہ اگر ان کی condition ایسی ہے کہ انہیں آئندہ زندگی کے لئے کوئی مدد کی ضرورت ہے تو وزیراعلیٰ پنجاب وہ بھی کریں گے۔ باقی انہوں نے amendments کی بات کی ہے تو Anti Terrorist Court Act میں amendment غالباً پنجاب حکومت نہیں کر سکتی کیونکہ یہ federal subject ہے۔ اس حوالے سے ایک قرارداد بے شک شیخ صاحب ہی لے آئیں تو اس اسمبلی سے پاس کروا کر بھجوا دیں گے۔ باقی Guardian Act کا جائزہ لینے کے بعد میں شیخ صاحب کو مطلع کر دوں گا۔ (نعرہ ہائے تحسین)

شیخ علاؤالدین: شکریہ

جناب سعید اکبر خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: نوانی صاحب! بات صرف اتنی سی ہے کہ جب تحاریک التوائے کار take up کرتے ہیں تو صرف 30 منٹ کا ٹائم ہوتا ہے اور میں دیکھ رہا ہوں کہ سارے دوست بات کرنا چاہ رہے ہیں، rules اس بات کو permit نہیں کرتے کیونکہ اس میں short statement ہو سکتی ہے اور نہ ہی بحث ہو سکتی ہے۔ جب تحاریک التوائے کار کا وقت ختم ہو جائے گا تو اس کے بعد میں آپ کو بالکل ٹائم دوں گا۔ شیخ صاحب! اس یقین دہانی پر تحریک کو dispose of کر دیا جائے؟

شیخ علاؤالدین: جی، ٹھیک ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، تحریک dispose of کی جاتی ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 153/09 بھی شیخ علاؤالدین صاحب کی ہے۔

رکشوں میں غیر معیاری آئل اور گھٹیا ٹیکنالوجی کے استعمال سے عوام الناس کی صحت متاثر ہونے کا خدشہ

شیخ علاؤالدین: میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ پنجاب کے بڑے شہروں اور خصوصاً لاہور کے عوام اور بچوں کی زندگی میں ٹو سٹروک رکشوں کی منحوس و مکروہ آواز اور گندے موبل آئل اور لیکوڈ گیس کے زہریلے دھوئیں نے عوام کی صحت کے ساتھ جو کیا اور جس کا آج

تک کوئی حکومت کوئی مداوانہ کر سکی۔ لہذا اس وقت بھی پورا لاہور ایک گندے دھوئیں کے لبادے میں لپٹا ہونے کے علاوہ دنیا کے سب سے زیادہ شور زدہ اور زہریلی آب وہوا کا شہر بن چکا ہے اور کسی بھی دن صبح کی فلائیٹ سے یہ منظر دیکھا جا سکتا ہے۔ Environment Protection Department کا کردار بھی کوئی ڈھکا چھپا نہ ہے۔ یہ بھی المیہ ہے کہ محکمہ کی چیئر مین 4۔ فروری 2009 کو جا چکی ہے اور اب محکمہ مزید عضو بے کار ہو چکا ہے۔ ان رکشوں سے عوام کو نجات دلانے کے لئے سابق حکومت کے دور میں کچھ منظور نظر نام نہاد ماہرین ٹرانسپورٹ نے C.N.G. رکشے جن کی تمام تر ٹیکنالوجی چین سے لی گئی جو مختلف assemblers نے بنائے۔ انتہائی گھٹیا معیار اور اٹھارویں صدی کی ٹیکنالوجی سے بھی بدتر ثابت ہوئے۔ ان C.N.G. رکشوں کو اور ان کے assemblers کو گرین سگنل دینے والے قومی مجرموں نے ایک طرف بنکوں کا اربوں روپیہ ڈبو دیا اور اس کو صدر مملکت کی روزگار سکیم کا نام بھی دے دیا گیا تاکہ کوئی نہ پوچھ سکے۔ یہ امر اس معزز ایوان کے ہر رکن کے لئے باعث حیرت ہو گا کہ چین سے حاصل کردہ defective ٹیکنالوجی کا تمام تر تجربہ پاکستان کے عوام پر کیا جا رہا ہے جبکہ چین نے خود اس ٹیکنالوجی کی initial stages بھی طے نہ کی ہیں۔ اب تکلیف دہ زمینی حقائق یہ ہیں کہ ان C.N.G. رکشوں کے لینے والوں کے گھروں میں چولہے جلنا بھی بند ہو گئے ہیں اور یہ محنت کش لوگ بنک کے قرضے کی ادائیگی کسی صورت بھی نہ کر سکتے ہیں کیونکہ یہ تمام C.N.G. رکشے ان کے لئے ایک عذاب مسلسل بن چکے ہیں۔ عوام کو ٹرانسپورٹ کی سہولت جو تنگ سڑکوں اور گلیوں تک پہنچ سکے مہیا کرنا حکومت کے اولین فرائض میں آتا ہے۔ اس کے لئے ضروری ہے کہ فوری طور پر تمام ٹو سٹروک اور C.N.G. رکشوں کے مالکان اور خاص طور پر مقروض لوگوں کو lease کی بنیاد پر، میں واضح کر دینا چاہتا ہوں کہ قرضے کی بنیاد پر نہیں صرف lease کی بنیاد پر سوزوکی C.N.G. پک اپس فوری طور پر مہیا کئے جائیں جن کی ملکیت حکومت پنجاب کی ہو اور حکومت پنجاب 25 فیصد ایکویٹی کی بنیاد پر اس سکیم کا فوری اجراء کرے۔ تمام ٹو سٹروک رکشوں کو ایسے شہروں میں منتقل کر دیا جائے جہاں ابھی کوئی زیادہ polution کے مسائل نہ ہیں تاکہ یہ رکشے وہاں جلد اپنی موت مریں۔ بہتر یہ ہو گا کہ ان کو scrap کر دیا جائے۔ C.N.G. رکشوں کے قرضوں میں جکڑے ہوئے مالکان جو آئے دن لاہور کی سڑکوں پر مع بیوی بچوں کے احتجاج کرنے پر مجبور ہیں کے لئے فوری اقدامات کئے جائیں اور ان رکشوں کے assemblers اور بنکوں سے جامع مذاکرات کر کے ان مظلوم لوگوں کو مکمل تحفظ دیا جائے۔ لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس تحریک کے سلسلے میں محکمے سے جو جواب موصول ہوا ہے وہ اس طرح سے ہے کہ صوبائی محکمہ ٹرانسپورٹ آلودگی سے پاک ماحول فراہم کرنے میں سنجیدگی سے کوشاں ہے۔ ٹو سٹروک رکشوں کی رجسٹریشن پر مکمل پابندی ہے۔ فور سٹروک رکشوں کو تیزی سے متعارف کروایا جارہا ہے مزید برآں سی این جی بسوں کو بھی متعارف کروایا جارہا ہے جس سے لاہور شہر اور صوبہ کے دوسرے بڑے شہروں میں آلودگی پر قابو پانے میں مدد ملے گی اور لاہور کو بہتر بنایا جائے گا۔ جو چین سے درآمد شدہ ٹیکنالوجی ہے، محکمہ ٹرانسپورٹ نے اس سلسلہ میں سیکرٹری پی ٹی اے، ڈپٹی سیکرٹری پلاننگ، محکمہ ٹرانسپورٹ اور موٹر وہیکل ایگزامینز پر مشتمل کمیٹی بھی بنا رکھی ہے جو ان فیکٹریوں میں تیار شدہ سی این جی رکشوں کا باقاعدہ معائنہ کرتی ہے اور کسی شکایت کی صورت میں باقاعدہ انکوائری کر کے کارروائی عمل میں لاتی ہے۔ میں اس سلسلے میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس سے بہتر صورتحال کو سمجھنے اور لوگوں کے ان مسائل جن کا ذکر محترم شیخ صاحب نے کیا ہے اس میں مدد ملے گی۔ آپ اس کو اس یقین دہانی پر dispose of فرمادیں کہ میں کل یا جس وقت شیخ صاحب کے پاس ٹائم ہو تو میں سیکرٹری ٹرانسپورٹ کو بلا لیتا ہوں اور جن خدشات کا انہوں نے ذکر کیا ہے، ان کے ساتھ بیٹھ کر یہ discuss کر لیں۔ اس کے علاوہ سی این جی رکشوں سے متعلق جو کمیٹی بنی ہے اور جس طرح یہ کہہ رہے ہیں کہ اب لوگ سی این جی رکشے لے کر پھنس گئے ہیں اور وہ اپنی روزی کمانے سے بھی قاصر ہیں تو اس سلسلے میں ان کی رہنمائی میں بہتر پالیسی بنا کر ان سے کہیں گے کہ وہ اس پر عمل کریں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، شیخ صاحب!

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! سب سے پہلے تو میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ جس طرح محترم لاء منسٹر صاحب نے کہا کہ ٹو سٹروک رکشوں کی رجسٹریشن بند ہے۔ آپ کو سن کر حیرانگی ہوگی کہ جب ٹو سٹروک رکشوں پر پابندی لگی تو assemblers نے advance chassis number, engine دے کر اور advance sale certificate بنا کر دس ہزار رکشے رجسٹر کروالئے۔ میں یہاں بیٹھے بیٹھے ابھی بتا دوں کہ میں نے دو ہزار رکشہ بنایا ہوا ہے، گودام میں کھڑا ہے اور اُس کا فلاں فلاں chassis number ہے۔ ایک تو ظلم وہ ہوا تھا جس کو اب پانچ سال ہوگئے ہیں اور اب میں اسے ریکارڈ پر لا رہا ہوں۔ دوسری بات یہ ہے کہ لوگوں کو جو سی این جی رکشے دیئے گئے ہیں، آپ بھی روزانہ دیکھتے ہیں کہ

وہ بے چارے لوگ کبھی پریس کلب کے آگے، کبھی اِدھر اُدھر پھر رہے ہیں اور ان رکشوں کی ٹیکنالوجی کا میں نے پہلے ذکر کیا ہے جس میں ڈیفالٹ ہے اور آئندہ بھی ہو گا۔ آپ دیکھ رہے ہیں کہ بنکوں کی پورے کے پورے صفحات کی auction لسٹ آ رہی ہے اور اس کا کوئی خریدار بھی نہیں ہے۔ انہوں نے ان کو recapture کیا ہے یعنی ان رکشہ والوں سے واپس بھی لئے ہیں لیکن ان کا کوئی مزید خریدار نہیں مل رہا۔ لاء منسٹر صاحب میری تھوڑی سی help کریں کیونکہ یہ سیکرٹری ٹرانسپورٹ کو بلائیں گے تو مجھے پتا ہے کہ انہوں نے کیا کہنا ہے، وہ مجبور ہیں کیونکہ انہوں نے بنکوں کی recovery کرنی ہے۔ بنکر اگر آپ کا سگا بھائی بھی ہو تو اللہ اس کے شر سے بچائے کیونکہ اس نے یہ کہنا ہے کہ تم جیب میں پیسے نہ رکھو بلکہ میرے بنک میں رکھو اور اس نے یہ بھی کہنا ہے کہ تم میرے سے پیسا بھی لو۔ اپنا پیسا 12 فیصد پر دو اور میرے سے 18 فیصد پر لو۔ میں یہ چاہتا ہوں کہ ان کو بچانے کے لئے پنجاب حکومت زیادہ نہیں تھوڑے سے پیسے مختص کرے۔ میں انشاء اللہ تعالیٰ on the floor of the House آپ کو گارنٹی سے کہتا ہوں کہ میں لاہور کے علاوہ پنجاب کے ہر شہر کو ان رکشوں سے پاک کر سکتا ہوں۔ جس کا powerful product ہے اس کو کوئی پروا نہیں ہے۔ یہ جو powerful product ہو گا دس سال بعد بھی وہ فروخت کر سکتا ہے، بنک اور وہ خود بھی فروخت کر سکتا ہے اس طرح اس کا کوئی asset بن جائے گا۔ میں یہ چاہتا ہوں کہ آپ مہربانی کریں یا وزیر قانون صاحب اس پر کوئی مہربانی کریں اور کوئی ایسی کمیٹی بنا دیں جو purely ان شہروں کو ان رکشوں سے نجات دلا دے اور ان لوگوں کو جو بے چارے رکشے والے ہیں ان کو سوزوکی سی این جی پک اپ دیں۔ میرے پاس ایک پلان موجود ہے میں کر سکتا ہوں۔ حکومت کا کوئی پیسا نہیں لگے گا۔ میں آپ کو یہ بتانا چاہتا ہوں کہ یہ equity کی بنیاد پر ہو گا، وہ گاڑیاں حکومت کی ملکیت ہوں گی۔ میں ان کو loaning نہیں کر رہا میں ان کو صرف equity کی بنیاد پر دینا چاہوں گا اگر یہ مجھے کہیں گے میں بالکل اس میں شامل ہوں گا۔ نہیں تو میں پلان بنا کر دے دوں گا۔ یہ لاہور، راولپنڈی، فیصل آباد اور ملتان جیسے بڑے شہروں پر بہت بڑا احسان ہو گا۔ اس کی وجہ سے لوگ بیمار ہو رہے ہیں۔ چھوٹے چھوٹے بچے عورتوں نے ہاتھ میں اٹھائے ہوتے ہیں اور چاروں طرف رکشوں کی گڑ گڑ اور دھواں ہوتا ہے اور وہ جا بھی ڈاکٹر کے پاس رہے ہوتے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس سلسلے میں میری گزارش ہے کہ محترم شیخ صاحب ایک point of view پیش کر رہے ہیں۔ اب اس میں محکمے کا بھی اپنا point of

view ہے کہ محکمہ جو کر رہا ہے اس سے متعلق یہ اتنے consequences کا ذکر کر رہے ہیں کہ جی وہ جو کر رہے ہیں اس سے معاملات خراب ہو رہے ہیں۔ یہ سیکرٹری ٹرانسپورٹ کے ساتھ بیٹھ جائیں اور جس فارمولے پر یا جس معاملے پر یہ متفق ہوں اگر تو وہ اس طرح حکومت کو refer کریں تو حکومت بالکل لوگوں کی بہتری کے لئے ان کی guidance پر عملدرآمد کر کے لوگوں کی بہتری کرنے میں دلچسپی رکھتی ہے۔ اگر کوئی ایسا معاملہ ہو کہ جس میں مزید بحث کی ضرورت ہو تو یہ معاملہ قائمہ کمیٹی برائے ٹرانسپورٹ کو refer کر دیں گے۔ اس کو بہتر انداز سے دیکھ لیں اور جو وہ پالیسی بہتر انداز سے recommend کرے اسے ہاؤس recommend کرے تو حکومت بالکل اس پر عمل کرے گی۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! ٹھیک ہے آپ اس کو سٹینڈنگ کمیٹی کو بھیج دیں اور اگر آپ مجھے کہیں گے تو میں انشاء اللہ تعالیٰ وہاں آ کر اس کا پلان دے دوں گا اور اس کا کوئی حل نکل آئے گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شیخ صاحب! اس کا procedure یہی ہے کہ جس طرح وزیر قانون صاحب فرما رہے ہیں کہ سیکرٹری ٹرانسپورٹ کے ساتھ آپ کی ایک میٹنگ ہو۔ اس میں جو فیصلہ ہوتا ہے پھر وہ سٹینڈنگ کمیٹی ٹرانسپورٹ کو refer ہو گی اور پھر اس کا جو بھی فیصلہ ہو گا۔

شیخ علاؤالدین: چلیں، ٹھیک ہے۔ subject to assurance of the Law Minister آپ اس کو dispose of کر دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: وہ تو on the floor of the House کہہ رہے ہیں but assurance is there جی، وزیر قانون صاحب! آپ ان کی میٹنگ بھی کرائیں گے اور پھر جو اس پر کارروائی ہونا ہے---

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! آپ شیخ صاحب سے وقت پوچھ لیں کہ یہ کل کس وقت available ہوں گے؟ سیکرٹری ٹرانسپورٹ کے آفیسرز یہاں پر موجود ہیں شیخ صاحب وقت بتا دیں اس وقت سیکرٹری صاحب یہاں پر ہوں گے۔ یہ دونوں صاحب بیٹھ جائیں اور جس بات پر بھی متفق ہوں---

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! وزیر قانون صاحب جو وقت دیں گے میرے لئے تو خوشی کا مقام ہے کہ وزیر قانون صاحب مجھے وقت دیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): شیخ صاحب صبح ساڑھے آٹھ بجے آ جائیں۔ (قہقہے)

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! ایسے وقت پر تو عشق بھی نہیں ہو سکتا، یہ ساڑھے آٹھ بجے بلا رہے ہیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): عشق کرنے کی ویسے ان کی عمر ہی نہیں رہی۔ (قہقہے)

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! یہ تو آزمائش ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! یہ آزمائش والی بات نہیں ہے، ہمت والی بات ہے جو کہ ان میں نہیں ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ ٹو سٹروک اور فور سٹروک کا مسئلہ ہے۔ (قہقہے)

کل تین بجے کا وقت رکھ لیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): ٹھیک ہے۔ جناب سپیکر! کل تین بجے سیکرٹری ٹرانسپورٹ یہاں پر موجود ہوں گے اور شیخ صاحب بیٹھ کر ان کے ساتھ اس مسئلہ کو discuss کر لیں۔

غیر سرکاری ارکان کی کارروائی

مسودات قانون

(کوئی مسودہ قانون پیش نہ ہوا)

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔ اب تحاریک التوائے کار کا وقت ختم ہو چکا ہے۔ اب غیر سرکاری ارکان کی کارروائی شروع کرتے ہیں۔ آج کے ایجنڈے پر درج ذیل کارروائی ہے۔ پہلے مسودات قانون ہیں، پھر اس کے بعد مفاد عامہ سے متعلق قراردادیں ہیں اور پھر عام بحث ہے۔ سب سے پہلے The Punjab Destitute and Neglected Children (Amendment) Bill, 2009(Bill No.11 of 2009) ہے اس کے محرک چودھری ظہیر الدین صاحب ہیں۔ وہ لوگ چونکہ بائیکاٹ پر ہیں اس لئے اس کو pending کیا جاتا ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! آج پرائیویٹ ممبرز ڈے ہے۔ اپوزیشن نے تو بائیکاٹ اس قرارداد کا کیا تھا جو کہ جنرل مشرف اور آمریت کے دور کے خلاف تھی۔ چونکہ اپوزیشن سے متعلق کسی کو شبہ نہیں کہ یہ آمریت کی پیداوار ہے اور جنرل مشرف کی پیداوار ہے۔ آپ کو

پتا ہے کہ ہمارے محترم لیڈر آف اپوزیشن اس بنچ پر کھڑے ہو کر جنرل مشرف کے حق میں دھمال ڈالتے رہے ہیں۔ یہ ان کے لئے بڑا تکلیف دہ امر تھا کہ کل یہ قرارداد پاس ہوتی یا آج یہ قرارداد پاس ہوئی ہے اس کا انہوں نے بائیکاٹ کیا تھا۔ کیا اس کے بعد انہوں نے پورے پرائیویٹ ممبرز ڈے کا بائیکاٹ کیا ہے، میں سمجھتا ہوں کہ اگر انہوں نے پورے ڈے کا بائیکاٹ کیا ہے تو یہ پنجاب اسمبلی کی تاریخ میں پہلی دفعہ ہو گا اپوزیشن پرائیویٹ ممبرز ڈے کا بائیکاٹ کرے گی۔ اگر انہوں نے اس طرح کا بائیکاٹ کیا ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ آپ اس کو on record لائیں اور ان کا بزنس pending نہیں ہونا چاہئے بلکہ dispose of ہونا چاہئے اور اگر وہ زیادہ interested ہوں گے تو دوبارہ اس کو لے آئیں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ کی بات بالکل ٹھیک ہے۔ اگلا بزنس جو آئے گا اس کو دیکھ لیں گے کیونکہ اس پر میں already ruling دے چکا ہوں۔ اگلا بل The Provincial Assembly of the Punjab Privileges (Amendment) Bill 2009 (Bill No.16 of 2009) اس کی محرک فرح دیبا صاحبہ ہیں۔۔۔ وہ موجود نہیں ہیں اسے dispose of کیا جاتا ہے۔

قراردادیں

(مفاد عامہ سے متعلق)

وکلاء کے لئے صحافی کالونی کی طرز پر ہاؤسنگ کالونی کا قیام

جناب ڈپٹی سپیکر: اب مفاد عامہ سے متعلق قراردادیں ہیں۔ پہلی قرارداد جناب اعجاز احمد خان صاحب کی ہے۔ جی،

جناب اعجاز احمد خان: میں یہ قرارداد پیش کرتا ہوں کہ:

> یہ ایوان صوبائی حکومت سے اس امر کی سفارش کرتا ہے کہ صحافی ہاؤسنگ کالونی کی طرز پر بے گھر وکلاء کو گھر فراہم کرنے کی غرض سے وکلاء ہاؤسنگ کالونی بھی ہر سابق ڈویژنل ہیڈ کوارٹر میں بنانے کا اہتمام کیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ قرارداد پیش کی گئی ہے کہ:

> یہ ایوان صوبائی حکومت سے اس امر کی سفارش کرتا ہے کہ صحافی ہاؤسنگ کالونی کی طرز پر بے گھر وکلاء کو گھر فراہم کرنے کی غرض سے وکلاء ہاؤسنگ کالونی بھی ہر سابق ڈویژنل ہیڈ کوارٹر میں بنانے کا اہتمام کیا جائے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں اس کو oppose کرتا ہوں اس request کے ساتھ کہ اگر mover اس میں صرف subject to availability of land یعنی سرکاری زمین کی دستیابی کا لفظ اس میں ڈال دیں تو مجھے اس پر کوئی اعتراض نہیں ہے۔ اسے pending کر دیں اور یہ اس کو تھوڑا سا amend کر لیں کہ subject to availability of Government. land اس پر غور کرنے اور اس کو ہاؤس سے پاس کروانے میں ہمیں کوئی اعتراض نہیں ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: خان صاحب! بڑی reasonable بات ہے۔ اگر آپ یہ amendment لے آئیں تو وہ اس کو دوبارہ put کر دیں۔

جناب اعجاز احمد خان: جناب سپیکر! میں وزیر قانون کا بہت مشکور ہوں کہ انہوں نے graciously لیا ہے لیکن صحافیوں کی جو ہاؤسنگ سکیم ہے اس میں acquisition کے تحت رقبہ لیا گیا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اگر acquisition کا جو law ہے اس کو بروئے کار لایا جائے تو ریاست کے پاس یہ حق موجود ہے کہ وہ کسی بھی عوام کے طبقہ کی فلاح و بہبود کے لئے رقبہ acquire کر سکتے ہیں اور میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس community نے تو پاکستان کی تاریخ میں سنہرے باب رقم کئے ہیں کہ انہوں نے آزاد عدلیہ کی بحالی کے لئے انہوں نے جیلوں کی یاترا بھی کی، اپنے جسموں پر زخم بھی سہے اور انہوں نے شہادتیں بھی پیش کیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ ہمیں technicalities سے آگے بڑھ کر اگر کسی جگہ پر سرکاری رقبہ نہیں ہے اور وہاں پر ہمیں رقبہ acquire بھی کرنا پڑے تو حکومت اس نیک مقصد کے لئے گریز نہ کرے۔ بہرکیف وزیر قانون نے کہا ہے آپ اس کو pending فرمالیں اس پر ان سے consultation کر لیتے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میرے خیال میں اس کو consultation کے بعد پیش کر دیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! لینڈ ایکوزیشن ایکٹ میں بھی سرکاری زمین کا دستیاب ہونا ضروری ہے کیونکہ ایک سرکاری پلاٹ ہو تو اس میں کچھ acquisition کر کے پرائیویٹ زمین کو حاصل کر سکتے ہیں۔ straight away آپ پرائیویٹ زمین کو acquire کر کے اس قسم کی official housing colonies نہیں بنا سکتے۔ آپ اس کو amend کر لیں اور اس کو آئندہ پرائیویٹ ممبرز ڈے پر لے آئیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: رانا صاحب! میرا خیال ہے کہ چونکہ ہم بات کرتے ہیں اس میں لائرز کا جو contribution رہا ہے، آپ ماشاء اللہ خود بھی وکیل ہیں اور ہمارے پاس یہ ہے کہ اگر آپ فوری طور پر amendment یہیں پر کرلیں اور پھر پیش کر دیں۔ ابھی آپ اس میں صرف دو الفاظ جو وزیر قانون صاحب نے کہے ہیں کہ سرکاری زمین کے بارے میں، اس amendment کے ساتھ آپ اس کو ابھی پیش کر دیں۔

رانا اعجاز احمد خان: جی، میں ابھی پیش کر دیتا ہوں۔

جناب اعجاز احمد خان: جناب سپیکر! میں ترمیم شدہ قرارداد پیش کرتا ہوں کہ

"یہ ایوان صوبائی حکومت سے اس امر کی سفارش کرتا ہے کہ صحافی ہاؤسنگ کالونی کی طرز پر بے گھر وکلاء کو بشرط دستیابی زمین۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اعجاز صاحب! بشرط دستیابی سرکاری زمین کر لیں۔

جناب اعجاز احمد خان: جناب سپیکر! اس سے scope محدود ہو جائے گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: لاء منسٹر صاحب بھی جانتے ہیں کہ جب زمین acquire کریں گے اور سب کچھ کریں گے تو وہ ہو یا نہ ہو تو basic جو چیز ہے وہ تو ان کی favour میں جا رہی ہے۔

جناب اعجاز احمد خان: جناب سپیکر! میں یہ گزارش کروں گا کہ سرکاری زمین کی acquisition کی ضرورت نہیں ہوتی۔ سرکار کا یہ حق ہے کہ وہ سرکاری زمین کو مفاد عامہ کے لئے کہیں بھی استعمال کرے۔ پرائیویٹ زمین کی acquisition ہوتی ہے لیکن لاء منسٹر صاحب نے یہ بات کی ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ ایک consensus builtd ہو رہا ہے تو اس حوالے سے۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: لاء منسٹر صاحب! کیا سرکاری لکھنا ضروری ہے یا بشرط دستیابی زمین بھی چل جائے گا؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! سرکاری لکھنا ضروری ہے۔

جناب اعجاز احمد خان: سرکار کی نیک نیتی کو مد نظر رکھتے ہوئے ہم اس کو شامل کر لیتے ہیں کہ:۔

"سرکاری زمین فراہم کرنے کی غرض سے وکلاء ہاؤسنگ کالونی بھی ہر سابق ڈویژنل ہیڈ کوارٹر میں بنانے کا اہتمام کیا جائے۔"

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ قرارداد پیش کی گئی ہے کہ:

"یہ ایوان صوبائی حکومت سے اس امر کی سفارش کرتا ہے کہ صحافی ہاؤسنگ کالونی کی طرز پر بے گھر وکلاء کو گھر بشرط دستیابی سرکاری زمین فراہم کرنے کی غرض سے وکلاء ہاؤسنگ کالونی بھی ہر سابق ڈویژنل ہیڈ کوارٹر میں بنانے کا اہتمام کیا جائے۔"

چونکہ اس کی مخالفت کسی نے نہیں کی اس لئے یہ قرارداد پیش کی گئی ہے اور اب سوال یہ ہے کہ:

"یہ ایوان صوبائی حکومت سے اس امر کی سفارش کرتا ہے کہ صحافی ہاؤسنگ کالونی کی طرز پر بے گھر وکلا کو گھر بشرط دستیابی سرکاری زمین فراہم کرنے کی غرض سے وکلا ہاؤسنگ کالونی بھی ہر سابق ڈویژنل ہیڈ کوارٹر میں بنانے کا اہتمام کیا جائے۔"

(قرارداد منظور ہوئی)

میاں محمد رفیق: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، میاں صاحب!

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! شکریہ۔ آپ نے موقع فراہم کیا۔ میں اس قرارداد کے مخالف تو نہیں ہوں اور حق میں بھی "ہاں" کہہ دی ہے لیکن میرا سوال یہ ہے کہ صحافیوں اور وکلاء کے لئے تو یہ مانگ کی جاتی ہے کہ انہیں پلاٹ دیئے جائیں یا زمینوں کی acquisition کی جائے اور ان کے لئے رہائشی کالونیاں بنائی جائیں۔ میرا سوال یہ ہے کہ دیہاتوں میں آباد 70 فیصد آبادی کے لئے الاٹمنٹ کا کوئی قانون نہیں ہے۔ جو لوگ دو گز دفن کے برابر گھر بنا کر بیٹھ جاتے ہیں تو ان کے خلاف 34/32 کی کارروائی کر کے دو گز دفن کی جگہ کو بھی گرا دیا جاتا ہے۔ ان کے لئے باقاعدہ الاٹمنٹ کا کوئی قانون نہیں ہے۔ میں یہاں پر چاہوں گا کہ صحافیوں یا وکلاء کی کالونیوں کی بات کی جاتی ہے تو وہاں پر دیہاتوں میں بسنے والے عام غریب غرباء مجبور ہیں کہ سر چھپانے کے لئے دو گز دفن کی زمین کے برابر سرکاری جگہ پر گھر بنا کر بیٹھ جائیں۔ انہیں گھر بنا کر بھی نہیں رہنے دیا جاتا تو ان کے لئے بھی الاٹمنٹ کا کوئی قانون بنایا جانا چاہیئے۔ بہت شکریہ

پوائنٹ آف آرڈر

پی پی۔286 رحیم یار خان میں میاں بیوی پر حملہ اور متعلقہ پولیس کی ایف آئی آر درج کرنے میں تاخیر

قاضی احمد سعید: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، قاضی صاحب!

قاضی احمد سعید: سپیکر! بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ شکریہ۔ جناب سپیکر! رات میرے حلقے میں ایک واقعہ ہوا جس کی طرف آپ کی توجہ چاہوں گا اور آپ کی توسط سے لاء منسٹر صاحب سے جواب چاہوں گا۔ واقعہ یہ ہے کہ میرے حلقہ پی پی۔286 رحیم یار خان کی حدود میں پولیس سٹیشن شیدانی ہے۔ رات بارہ ساڑھے بارہ بجے کا واقعہ ہے کہ زاہد نامی شخص کے گھر پانچ چھ افراد کلاڑیوں سے مسلح ہو کر داخل ہو کر میاں بیوی پر حملہ کر کے انہیں مضروب کیا اور وہ شدید زخمی ہوئے۔ اس کے لواحقین دونوں میاں بیوی کو لے کر پولیس سٹیشن شیدانی پہنچے اور مجھے بھی رات ایک بجے اطلاع دی۔ میں حلفاً یہ کہتا ہوں کہ تقریباً دو گھنٹے کوشش کرتا رہا لیکن کسی فون نمبر سے کسی پولیس والے نے کوئی جواب نہیں دیا۔ صبح پانچ ساڑھے پانچ بجے ساجد نامی ایک ہیڈ کانسٹیبل آیا جس نے زاہد نامی شخص کی پوزیشن دیکھی کہ وہ serious ہے تو وہ انہیں بغیر کسی رپٹ اور رپورٹ کے ہسپتال لے گیا۔ پھر R.H.C خان گڑھ پہنچے تو ڈاکٹر نے ان کی پوزیشن دیکھ کر انہیں رحیم یار خان refer کر دیا۔ صبح تک ایس ایچ او سیف اللہ خان سے رابطہ کرنے کی کوشش کرتا رہا ہوں لیکن کوئی ایف آئی آر اور نہ کوئی رپورٹ درج ہوئی۔ میں نے ڈی پی او صاحب کو تقریباً دس ساڑھے دس بجے بتایا کہ یہ صورتحال ہے اور اتنی غفلت برتی گئی ہے۔ مجھے پتا چلا تھا کہ دو بجے تک کوئی ایف آئی آر درج ہوئی اور نہ کوئی action لیا گیا۔ لاء منسٹر صاحب موجود ہیں اور میں آپ کے توسط سے انہیں گزارش کروں گا کہ وہ اس کی رپورٹ لیں اور جن ملازمین کی غفلت ہے اور قانون کی خلاف ورزی کی گئی ہے تو ان کے خلاف کارروائی کی جائے۔ شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! قاضی صاحب نے جس واقعہ کا ذکر کیا ہے تو انتہائی افسوس ہے کہ ان کی مداخلت کے باوجود بھی اس پر فوری عملدرآمد نہیں کیا گیا۔ ابھی ساڑھے تین بجے ایک میٹنگ ہے جس میں آئی جی پی صاحب تشریف لا رہے ہیں تو میں قاضی صاحب سے کہوں گا کہ وہ بھی تشریف لے آئیں تو اس پر انشاء اللہ تعالیٰ proper legal action جو ہونا چاہئے وہ کرواتے ہیں۔

قاضی احمد سعید: بہت شکریہ

پارلیمانی سیکرٹری برائے انسانی حقوق و اقلیتی امور (جناب خلیل طاہر سندھو): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں!

پارلیمانی سیکرٹری برائے انسانی حقوق و اقلیتی امور (جناب خلیل طاہر سندھو): بہت شکریہ، جناب سپیکر! میں پہلے شعر سناتا ہوں کہ:

کانے اتے ٹنگے رہ گئے میرے ہار
لوکی اپنے اکھر وچ کے ٹر گئے نیں
شہر وچ میرا رتی شہد وی وکیا نئیں
او بھونڈاں دی کھکھر وچ کے ٹر گئے نیں

جناب سپیکر! آپ کا بجٹ کے دوران بھی اور آج بھی وقت دینے پر بہت شکریہ۔ یہاں پر بات ہو رہی تھی marginalized or down trodden communities کی جیسے میاں رفیق صاحب نے غریب لوگوں کا ذکر کیا کہ جس طرح سے وکلاء اور صحافیوں کو پلاٹ دیئے جائیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس ملک میں اقلیتوں کے لوگ They are also same time they are voiceless and simultaneously they are down trodden as well as marginalized تو میری ایوان اور worthy Law Minister سے گزارش ہو گی کہ اقلیتوں سے تعلق رکھنے والے لوگ جن کے پاس گھر نہیں ہیں، تو جس طرح حکومت کی طرف سے یہ باتیں اور یقین دہانیاں ہو رہی ہیں تو انہیں بھی مدنظر رکھا جائے کیونکہ:

اکو سچا اکو مٹی تے پکیاں اکو بھٹے
ایہہ کیوں نالی وچ نیں لگیا اوہ کیوں محل دے متھے

پریا وچ میں تاں جاواں گا جے گل میری وی منو
کسے اک دی خاطر اوتھے منجا کوئی نہ ڈٹھے
ماڑے نوں وکھ بنن نالوں تگڑے دے سنگ بنوں
جیہڑا ساجھی کھرلی وچوں کھان نئیں دیندا پٹھے
تے ساڈے وچ کی اے کیہ سانوں آکھو کی
ساڈے نال کھلو کے ویکھن راجے جیہے جٹھے
بہت شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: سندھو صاحب! اتنے اچھے شعر آپ اتنے شرمندہ ہو کر کیوں سنا رہے ہیں؟
(نعرہ ہائے تحسین)

رانا محمد افضل خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں!

رانا محمد افضل خان: شکریہ۔ جناب سپیکر! میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ میرے معزز بھائی نے marginalized کی بات کی ہے اس معزز ایوان میں جہاں ہم پورے پنجاب کے لئے قانون سازی کرتے ہیں اور میں سمجھتا ہوں کہ پاکستان میں کوئی marginalized community نہیں ہے۔ marginalized individuals ہو سکتے ہیں لیکن marginalized community نہیں ہے۔ یہ تو ہمارے ملک کی insult ہے کہ اس ملک میں کوئی ایسی community ہے جس کے لئے marginalization ہو رہی ہے اور دوسری communities اس کے ساتھ زیادتی کر رہی ہیں۔ میں یہ درستی چاہوں گا ایسے واقعات ہوتے رہتے ہیں اور آپ نے دیکھا ہو گا کہ ان واقعات پر پورا ایوان ان کے ساتھ مکمل ہمدردی، ان کے مکمل تحفظ اور ان کے مکمل restoration کے لئے پوری کوشش کرتا ہے اس لئے پاکستان کے اندر کوئی marginalized community نہیں ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ بالکل صحیح بات ہے اور میں آپ کی بات کی اس طرح تائید کروں گا کہ جب پاکستان بنا تھا تو سب کو equal rights دیئے گئے تھے اگر ان rights پر کبھی کوئی ڈاکا پڑتا ہے تو ہم سب اکٹھے ہوتے ہیں اور اس شب خون کے خلاف ہم سب اکٹھے ہیں۔ اب اگلی قرارداد چودھری ظہیر الدین خان، جناب محمد یار ہراج، جناب محمد محسن خان لغاری، چودھری مونس الٰہی اور محترمہ ثمینہ خاور حیات کی

طرف سے ہے چونکہ وہ موجود نہیں ہیں اس لئے یہ dispose of کی جاتی ہے۔ تیسری قرارداد رانا بابر حسین کی ہے وہ اس کو پیش کریں۔

میاں چنوں کی ایک سڑک سابق وزیر اعلیٰ جناب غلام حیدر وائیں روڈ کے نام سے موسوم کرنا

رانا بابر حسین: شکریہ۔ جناب سپیکر!

"یہ ایوان حکومت سے اس امر کی سفارش کرتا ہے کہ سابق وزیر اعلیٰ پنجاب مرحوم غلام حیدر وائیں کی صوبہ میں انجام دی جانے والی خدمات کے پیش نظر میاں چنوں شہر سے گزرنے والی سابق جی۔ٹی۔ روڈ نمبر 15۔ ایل بائی پاس تا منوں ٹیکسٹائل ملز بائی پاس تک سڑک کا نام غلام حیدر وائیں روڈ رکھا جائے۔"

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

"یہ ایوان حکومت سے اس امر کی سفارش کرتا ہے کہ سابق وزیر اعلیٰ پنجاب مرحوم غلام حیدر وائیں کی صوبہ میں انجام دی جانے والی خدمات کے پیش نظر میاں چنوں شہر سے گزرنے والی سابق جی۔ٹی۔ روڈ نمبر 15۔ ایل بائی پاس تا منوں ٹیکسٹائل ملز بائی پاس تک سڑک کا نام غلام حیدر وائیں روڈ رکھا جائے۔"

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! غلام حیدر وائیں صاحب ایک بڑے genuine اور سچے سیاسی worker تھے۔ وہ ایسے درویش انسان تھے کہ انہوں نے ساری زندگی باوجود اس کے کہ وہ وزیر رہے، وزیر اعلیٰ رہے اور آج ان کا میاں چنوں میں اپنا گھر بھی نہیں ہے۔ وہ بہت درویش صفت انسان تھے اور میں بالکل اس قرارداد کی تائید کرتا ہوں اور یقین دلاتا ہوں کہ اس ایوان کے اس قرارداد کو پاس کرنے کے بعد انشاء اللہ تعالیٰ حکومت اس پر عمل کرے گی۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب ڈپٹی سپیکر: چونکہ اس قرارداد کی مخالفت کسی نے نہیں کی اب میں سوال put کرتا ہوں۔ یہ قرارداد پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے کہ:

"یہ ایوان حکومت سے اس امر کی سفارش کرتا ہے کہ سابق وزیر اعلیٰ پنجاب مرحوم غلام حیدر وائیں کی صوبہ میں انجام دی جانے والی خدمات کے پیش نظر میاں

چنوں شہر سے گزرنے والی سابق جی۔ٹی۔روڈ نمبر 15۔ایل بائی پاس تا منوں ٹیکسٹائل ملز بائی پاس تک سڑک کا نام غلام حیدر وائیں روڈ رکھا جائے۔"

(قرارداد منظور ہوئی)

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ قرارداد منظور ہونے کے بعد میں رانا بابر صاحب کو مبارکباد پیش کروں گا کہ اس ہاؤس میں جو ہم political maturity کی بات کرتے ہیں یہ ہمارے معزز بھائی جن کا تعلق پاکستان پیپلز پارٹی سے ہے اور یہ ایک ایسے وزیراعلیٰ کے بارے میں قرارداد لائے ہیں جو مسلم لیگ کے ٹکٹ پر وزیراعلیٰ ہوئے تھے لیکن ان کی خدمات پورے پنجاب کے لئے تھیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ political maturity ہے اور اس کا مظاہرہ جب تک ہم کرتے رہیں گے اس ملک میں جمہوریت اور جمہوری اداروں کو کوئی نقصان نہیں پہنچے گا۔ رانا بابر صاحب! میں آپ کو مبارکباد پیش کرتا ہوں۔

(نعرہ ہائے تحسین)

رانا بابر حسین: جناب سپیکر! آپ کا بہت شکریہ۔ جو باتیں میں کرنا چاہتا تھا وہ آپ نے اپنی زبان سے کہہ دی ہیں، آپ کا بہت شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: اب چوتھی قرارداد میاں عطاء محمد خان مانیکا کی طرف سے ہے وہ تشریف نہیں رکھتے لہٰذا یہ dispose of کی جاتی ہے۔ پانچویں قرارداد جناب شیر علی خان، جناب خالد جاوید اصغر گھرال، محترمہ آمنہ الفت اور انجینئر شہزاد الٰہی کی جانب سے ہے وہ تشریف نہیں رکھتے اس کو dispose of کیا جاتا ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ترقی خواتین (محترمہ صغیرہ اسلام): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، محترمہ!

پارلیمانی سیکرٹری برائے ترقی خواتین (محترمہ صغیرہ اسلام): جناب سپیکر! میں یہ بات کرنا چاہوں گی کہ صبح مجھے PIC جانے کا اتفاق ہوا۔ وہاں پر پورے پنجاب سے آئے ہوئے مریضوں کا انتارش تھا کہ وہ میرے بیان سے باہر ہے۔ مجھے وہاں ڈاکٹر ضیغم صاحب نے بتایا تھا کہ وزیراعلیٰ پنجاب نے تحصیل ہیڈکوارٹر کی سطح پر اہتمام کیا ہے کہ جو لوگ heart کے مریض ہیں ان کے لئے ایسے unit قائم کئے گئے ہیں جہاں پر یہاں سے ڈاکٹر جاتے ہیں۔ وہاں advertisement کی جاتی ہے اور مریض آجاتے ہیں جن کو medicine دی جانی ہوتی ہے انہیں medicine دے دی جاتی ہے اور جو زیادہ serious

مریض ہوتے ہیں ان کو ہسپتال آنے کا ٹائم دے دیا جاتا ہے اس طریقے سے رش کم ہو جاتا ہے۔ میں وزیر قانون رانا ثناء اللہ سے یہ درخواست کروں گی کہ یہ 16 تحصیلوں میں کیا گیا ہے یہ کام پورے پنجاب میں کیا جائے تاکہ لوگوں کو اپنی تحصیلوں، اپنے ضلعوں میں علاج کی بہتر سہولت میسر آسکے اور PIC میں مریضوں کا رش کم ہو جائے۔ اس کے انچارج غالباً رانا ثناء اللہ صاحب ہی ہیں اس لئے میں ان سے درخواست کروں گی کہ اس کو پورے پنجاب میں ہر تحصیل ہیڈ کوارٹر پر کیا جائے تاکہ لوگ بہتر طریقے سے علاج سے مستفید ہو سکیں۔ میں وزیر قانون صاحب سے عرض کروں گی کہ وہ بتائیں کہ کیا یہ واقعی ممکن ہے کہ اس کا انتظام پورے پنجاب میں ہو سکے گا؟

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! پنجاب انسٹیٹیوٹ آف کارڈیالوجی کے چیف ایگزیکٹو ڈاکٹر جواد ساجد صاحب ہیں اور وہاں پر ڈپٹی میڈیکل سپرنٹنڈنٹ ڈاکٹر ضیغم صاحب ہیں۔ انہوں نے واقعی بہت اچھا project شروع کیا ہے جس کے تحت وہ تحصیل ہیڈ کوارٹرز پر جا کر لوگوں کو awareness بھی دیتے ہیں اور اس کے علاوہ لوگوں کے ٹیسٹ وغیرہ کر کے انہیں time دیتے ہیں۔ اس ٹائم کے مطابق لاہور آ کر یا ملتان میں بھی کارڈیالوجی سنٹر بن گیا اور فیصل آباد میں بھی بن گیا ہے وہاں جا کر لوگ اپنا علاج معالجہ کرواتے ہیں۔ ان کے project کو پنجاب حکومت کی backing ہے اور اس سلسلے میں ان کو مزید فنڈ بھی جاری کئے جا رہے ہیں۔ انشاء اللہ تعالیٰ اس سلسلے کو ہم تمام تحصیل ہیڈ کوارٹرز تک بڑھانے کا ارادہ رکھتے ہیں۔

عام بحث

(کوئی تحریک پیش نہ ہوئی)

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔ اب ایجنڈے کا اگلا آئٹم عام بحث ہے۔ عام بحث کی پہلی تحریک محترمہ ثمینہ خاور حیات کی ہے وہ موجود نہ ہیں۔ دوسری تحریک چودھری ظہیر الدین خان، جناب محمد یار ہراج، جناب محمد محسن خان لغاری اور چودھری مونس الہیٰ کی جانب سے ہے وہ بھی موجود نہ ہیں۔ تیسری تحریک محترمہ زوبیہ رباب ملک کی جانب سے ہے وہ بھی موجود نہ ہیں۔ چوتھی تحریک جناب طاہر اقبال چودھری، جناب محمد شفیق خان، جناب شیر علی خان اور ڈاکٹر سامیہ امجد کی جانب سے ہے وہ بھی موجود نہ ہیں۔ پانچویں اور آخری تحریک جناب خرم نواب، ملک اقبال احمد لنگڑیال، جناب خالد جاوید اصغر گھرال

اور محترمہ خدیجہ عمر کی جانب سے ہے۔ چونکہ یہ تمام موجود نہ ہیں اس لئے تمام کی تمام تحاریک dispose of کی جاتی ہیں۔ آج کے اجلاس کا ایجنڈا مکمل ہو گیا ہے لہذا اب اجلاس کل بروز بدھ مورخہ 14-اکتوبر2009 صبح 10 بجے تک ملتوی کیا جاتا ہے۔

234

ایجنڈا

برائے اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب

منعقدہ،14۔اکتوبر 2009

تلاوت قرآن پاک و ترجمہ اور نعت رسول مقبول ﷺ

سوالات (محکمہ جات سکول ایجوکیشن اور ہائر ایجوکیشن)

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

سرکاری کارروائی

قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1997 میں ترمیم

قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب مصدرہ 1997 میں ترمیم کے لئے

قاعدہ 244۔اے کے تحت پیش کی جانے والی تحریک

وزیر قانون تحریک پیش کریں گے کہ قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1997 میں مجوزہ ترمیم کی تحریک پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔

وزیر قانون تحریک پیش کریں گے کہ مجوزہ ترمیم کو زیر غور لایا جائے۔

وزیر قانون یہ تحریک پیش کریں گے کہ مجوزہ ترمیم منظور کی جائے۔

(مجوزہ ترمیم کی نقل منسلکہ پر لف ہے)

آرڈیننسوں کا پیش کیا جانا

1۔ آرڈیننس (ترمیم) صوبائی موٹر گاڑیاں مجریہ 2007 (آرڈیننس نمبر 17 بابت 2007)

ایک وزیر آرڈیننس (ترمیم) صوبائی موٹر گاڑیاں مجریہ 2007 ایوان میں پیش کریں گے۔

2۔ آرڈیننس (ترمیم) کچی آبادیاں پنجاب مجریہ 2007(آرڈیننس نمبر 18 بابت 2007)

ایک وزیر آرڈیننس (ترمیم) کچی آبادیاں پنجاب مجریہ 2007 ایوان میں پیش کریں گے۔

235

3۔ آرڈیننس انضباط خریداری اتھارٹی پنجاب مجریہ 2007(آرڈیننس نمبر 19 بابت 2007)

ایک وزیر آرڈیننس انضباط خریداری اتھارٹی پنجاب مجریہ 2007 ایوان میں پیش کریں گے۔

4۔ آرڈیننس (ترمیم) امتناع پتنگ بازی پنجاب مجریہ 2007(آرڈیننس نمبر 20 بابت 2007)

ایک وزیر آرڈیننس (ترمیم) امتناع پتنگ بازی پنجاب مجریہ 2007 ایوان میں پیش کریں گے۔

5۔ آرڈیننس کرایہ کی املاک پنجاب مجریہ 2007(آرڈیننس نمبر 21 بابت 2007)

ایک وزیر آرڈیننس کرایہ کی املاک پنجاب مجریہ 2007 ایوان میں پیش کریں گے۔

6۔ آرڈیننس (ترمیم) پنجاب گورنمنٹ ایمپلائز ویلفیئر فنڈ مجریہ 2007(آرڈیننس نمبر 22 بابت 2007)

ایک وزیر آرڈیننس (ترمیم) پنجاب گورنمنٹ ایمپلائز ویلفیئر فنڈ مجریہ 2007 ایوان میں پیش کریں گے۔

7۔ آرڈیننس (ترمیم) ماہی پروری پنجاب مجریہ 2007(آرڈیننس نمبر 23 بابت 2007)

ایک وزیر آرڈیننس (ترمیم) ماہی پروری پنجاب مجریہ 2007 ایوان میں پیش کریں گے۔

8۔ آرڈیننس (ترمیم) صوبائی موٹر گاڑیاں مجریہ 2007(آرڈیننس نمبر 25 بابت 2007)

ایک وزیر آرڈیننس (ترمیم)صوبائی موٹر گاڑیاں مجریہ 2007ایوان میں پیش کریں گے۔

9۔ آرڈیننس تاریخی مقامات کی منصوبہ بندی، ترقی اور تنظیم پنجاب مجریہ 2007
(آرڈیننس نمبر26بابت2007)

ایک وزیر آرڈیننس (ترمیم) تاریخی مقامات کی منصوبہ بندی، ترقی اور تنظیم پنجاب مجریہ 2007ایوان میں پیش کریں گے۔

10۔ آرڈیننس سستی روٹی اتھارٹی مجریہ 2009(آرڈیننس نمبر3بابت2009)

ایک وزیر آرڈیننس سستی روٹی اتھارٹی مجریہ 2009ایوان میں پیش کریں گے۔

236

11۔ آرڈیننس پبلک۔پرائیویٹ پارٹنرشپ برائے انفراسٹرکچر، پنجاب مجریہ 2009
(آرڈیننس نمبر4بابت2009)

ایک وزیر آرڈیننس پبلک۔پرائیویٹ پارٹنرشپ برائے انفراسٹرکچر، پنجاب مجریہ 2009ایوان میں پیش کریں گے۔

مسودات قانون کا پیش کیا جانا

1۔ مسودہ قانون(ترمیم)منزل ڈویلپمنٹ کارپوریشن پنجاب مصدرہ 2009
(مسودہ قانون نمبر17بابت2009)

ایک وزیر مسودہ قانون (ترمیم)منزل ڈویلپمنٹ کارپوریشن پنجاب مصدرہ 2009ایوان میں پیش کریں گے۔

2۔ مسودہ قانون ہائی ٹیک یونیورسٹی ٹیکسلا مصدرہ 2009(مسودہ قانون نمبر 18بابت 2009)

ایک وزیر مسودہ قانون ہائی ٹیک یونیورسٹی ٹیکسلا مصدرہ 2009 ایوان میں پیش کریں گے۔

صوبائی اسمبلی پنجاب

پندرھویں اسمبلی کا چودھواں اجلاس

بدھ،14۔اکتوبر 2009

(یوم الاربعاء،24۔شوال المکرم 1430ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز، لاہور میں صبح 11 بج کر 21 منٹ پر زیر صدارت جناب سپیکر رانا محمد اقبال خان منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک و ترجمہ قاری سید صداقت علی نے پیش کیا۔

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیمo

بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَـٰنِ ٱلرَّحِيمِ ۝o

وَٱعۡلَمُوٓاْ أَنَّ فِيكُمۡ رَسُولَ ٱللَّهِۚ لَوۡ يُطِيعُكُمۡ فِي كَثِيرٖ مِّنَ ٱلۡأَمۡرِ لَعَنِتُّمۡ وَلَـٰكِنَّ ٱللَّهَ حَبَّبَ إِلَيۡكُمُ
ٱلۡإِيمَـٰنَ وَزَيَّنَهُۥ فِي قُلُوبِكُمۡ وَكَرَّهَ إِلَيۡكُمُ ٱلۡكُفۡرَ وَٱلۡفُسُوقَ وَٱلۡعِصۡيَانَۚ أُوْلَـٰٓئِكَ هُمُ
ٱلرَّٰشِدُونَo فَضۡلٗا مِّنَ ٱللَّهِ وَنِعۡمَةٗۚ وَٱللَّهُ عَلِيمٌ حَكِيمٞo وَإِن طَآئِفَتَانِ مِنَ ٱلۡمُؤۡمِنِينَ ٱقۡتَتَلُواْ
فَأَصۡلِحُواْ بَيۡنَهُمَاۖ فَإِنۢ بَغَتۡ إِحۡدَىٰهُمَا عَلَى ٱلۡأُخۡرَىٰ فَقَـٰتِلُواْ ٱلَّتِي تَبۡغِي حَتَّىٰ تَفِيٓءَ إِلَىٰٓ أَمۡرِ
ٱللَّهِۚ فَإِن فَآءَتۡ فَأَصۡلِحُواْ بَيۡنَهُمَا بِٱلۡعَدۡلِ وَأَقۡسِطُوٓاْۖ إِنَّ ٱللَّهَ يُحِبُّ ٱلۡمُقۡسِطِينَo إِنَّمَا
ٱلۡمُؤۡمِنُونَ إِخۡوَةٞ فَأَصۡلِحُواْ بَيۡنَ أَخَوَيۡكُمۡۚ وَٱتَّقُواْ ٱللَّهَ لَعَلَّكُمۡ تُرۡحَمُونَo يَـٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُواْ لَا
يَسۡخَرۡ قَوۡمٞ مِّن قَوۡمٍ عَسَىٰٓ أَن يَكُونُواْ خَيۡرٗا مِّنۡهُمۡ وَلَا نِسَآءٞ مِّن نِّسَآءٍ عَسَىٰٓ أَن يَكُنَّ خَيۡرٗا
مِّنۡهُنَّۖ وَلَا تَلۡمِزُوٓاْ أَنفُسَكُمۡ وَلَا تَنَابَزُواْ بِٱلۡأَلۡقَـٰبِۖ بِئۡسَ ٱلِٱسۡمُ ٱلۡفُسُوقُ بَعۡدَ ٱلۡإِيمَـٰنِۚ وَمَن
لَّمۡ يَتُبۡ فَأُوْلَـٰٓئِكَ هُمُ ٱلظَّـٰلِمُونَo

سُوۡرَةُ الحُجرَات آیات 7 تا 11

اور جان رکھو کہ تم میں اللہ کے پیغمبر موجود ہیں اگر بہت سی باتوں میں وہ تمہارا کہا مان لیا کریں تو تم مشکل میں پڑ جاؤ گے لیکن اللہ نے تم کو ایمان عزیز بنا دیا اور اس کو تمہارے دلوں میں سجا دیا اور کفر اور گناہ اور نافرمانی سے تم کو بیزار کر دیا۔ یہی لوگ راہ ہدایت پر ہیںO یعنی اللہ کے فضل اور احسان سے اور اللہ جاننے والا اور حکمت والا ہےO اور اگر مومنوں میں سے کوئی دو فریق آپس میں لڑ پڑیں تو ان میں صلح کرا دو اور اگر ایک فریق دوسرے پر زیادتی کرے تو زیادتی کرنے والے سے لڑو یہاں تک کہ وہ خدا کی طرف رجوع کرلے پس جب وہ رجوع لائے تو دونوں فریق میں مساوات کے ساتھ صلح کروا دو اور انصاف سے کام لو کہ اللہ انصاف کرنے والوں کو پسند کرتا ہےO مومن تو آپس میں بھائی بھائی ہیں تو اپنے دو بھائیوں میں صلح کرا دیا کرو اور اللہ سے ڈرتے رہو تاکہ تم پر رحمت کی جائےO مومنو کوئی قوم کسی قوم سے تمسخر نہ کرے ممکن ہے کہ وہ لوگ ان سے بہتر ہوں اور نہ عورتیں عورتوں سے تمسخر کریں ممکن ہے کہ وہ ان سے اچھی ہوں اور اپنے مومن بھائی کو عیب نہ لگاؤ اور نہ ایک دوسرے کا برا نام رکھو۔ ایمان لانے کے بعد برا نام رکھنا گناہ ہے اور جو توبہ نہ کرے وہ ظالم ہےO

وماعلینا الاالبلاغo

نعت رسول مقبول ﷺ جناب محمد افضل نوشاہی نے پیش کی

نعت رسول مقبول ﷺ

اللھم صلے علیٰ سیدنا ومولانا محمد
وعلیٰ آلہ واصحابہ وبارک وسلم
دلوں سے غم مٹاتا ہے محمد ﷺ نام ایسا ہے
نگر اجڑے بساتا ہے محمد ﷺ نام ایسا ہے
انہی کے ذکر سے روشن رُتیں پھر لوٹ آتی ہیں
نصیبوں کو جگاتا ہے محمد ﷺ نام ایسا ہے
انہی کے ذکر سے پائی فقیروں نے شہنشاہی
خدا سے بھی ملاتا ہے محمد ﷺ نام ایسا ہے
نگر اجڑے بساتا ہے محمد ﷺ نام ایسا ہے
محبت کے کنول کھلتے ہیں ان کو یاد کرنے سے
بڑی خوشبوئیں لاتا ہے محمد ﷺ نام ایسا ہے
دلوں سے غم مٹاتا ہے محمد ﷺ نام ایسا ہے
نگر اجڑے بساتا ہے محمد ﷺ نام ایسا ہے

سوالات (محکمہ جات سکول ایجوکیشن اور ہائر ایجوکیشن)

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

جناب سپیکر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ اب وقفہ سوالات شروع کیا جاتا ہے۔ آج محکمہ ایجوکیشن سے متعلقہ سوالات پوچھے جائیں گے اور ان کے جوابات دیئے جائیں گے۔

سید حسن مرتضیٰ: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، شاہ صاحب!

سید حسن مرتضیٰ: شکریہ۔ جناب سپیکر! کل میں نے یہاں پوائنٹ آف آرڈر پر حکومت سے گزارش کی تھی، رانا صاحب نے بھی مہربانی فرمائی تھی اور کہا تھا کہ ہم contract ملازمین کو permanent کرنے کے لئے کچھ کرتے ہیں۔ میں حکومت، جناب وزیراعلیٰ صاحب، جناب وزیر قانون اور راجہ ریاض صاحب کا بے حد ممنون ہوں کہ انہوں نے تمام contract ملازمین کو permanent کر کے ان کے سروں پر لٹکتی ہوئی تلوار کو ہٹایا ہے۔

جناب سپیکر: بہت اچھی بات ہے۔

چودھری سرفراز افضل: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی۔

چودھری سرفراز افضل: جناب سپیکر! کل اپوزیشن کی طرف سے اسمبلی کے باہر آپ پر جو الزامات کی بوچھاڑ کی گئی میں اس کی پرزور الفاظ میں مذمت کرتا ہوں۔ کل میڈیا کے سامنے یہ تاثر دیا گیا کہ شاید آپ اس کرسی پر بیٹھ کر حکومتی جماعت کی نمائندگی کر رہے ہیں اور آپ نے حکومتی جماعت کو ان کی قرارداد لانے کے لئے اجازت دی ہے جو کہ سراسر غلط تھا۔ اس کے بعد یہ بھی تاثر دیا گیا کہ شاید ایوان میں بیٹھی حکومتی جماعتیں پاکستان مسلم لیگ (ن) اور اس کی coalition جماعتیں کیری لوگر بل کی حمایت میں ہیں اس لئے کیری لوگر بل کے خلاف قرارداد لانے کے لئے ان کو منع کیا گیا جبکہ تاریخ گواہ ہے اور آپ نے بھی دیکھا کہ جب قومی اسمبلی کا اجلاس شروع ہوا تو پاکستان مسلم لیگ (ن) پہلی واحد جماعت تھی جس نے کیری لوگر بل کی مخالفت کی اور اس کے خلاف قرارداد پیش کی۔ کل میڈیا کے سامنے اپوزیشن لیڈر نے آپ پر جو الزامات کی بوچھاڑ کی میں اس کی پُرزور الفاظ میں مذمت کرتا ہوں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! شاید میں اس بارے میں کوئی بات نہ کرتا کیونکہ یہ بات گزر گئی تھی تو گزر گئی تھی لیکن اب ہمارے معزز رکن نے یہ بات اٹھائی ہے تو پھر میں اس موقع کا فائدہ اٹھاتے ہوئے ان کو کہتا ہوں کہ ہمارے ساتھ مل کر کیری لوگر بل کے خلاف resolution لے کر آئیں۔ اس کو مسلم لیگ (ن) اور ہم مشترکہ لے کر آتے ہیں تاکہ دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی ہو جائے۔ میری آپ کی توسط سے یہ offer ہے کہ جو مسلم لیگ (ن) کے ممبر نے یہ بات کی ہے میرے ساتھ یہ اس resolution کے joint mover بنیں۔

سینئر وزیر / وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی۔

سینئر وزیر / وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! انتہائی معذرت کے ساتھ عرض کروں گا کہ بہت سے ایسے افراد ہیں کہ جنہوں نے کیری لوگر بل کو پڑھا نہیں ہے وہ لوگ صرف تنقید برائے تنقید کے خواہشمند ہیں۔ لغاری صاحب بھی میرا خیال ہے کہ ان لوگوں میں سے ہیں، چونکہ یہ بات یہاں پر کی گئی ہے تو پھر ہم بھی یہاں اس کے دفاع کے لئے بیٹھے ہیں اور پھر یہ بات بہت دور تک جائے گی۔ پھر ہزاروں ایکڑ زمین پر لغاریوں نے جو ناجائز قبضے کئے اور جو ہزاروں ایکڑ اراضی الاٹ کراوئی ہے وہ بھی یہاں پر آئیں گے۔ لغاری نے جو پیپلز پارٹی کے ساتھ غداری کی ہے وہ بھی یہاں پر آئے گی۔ پھر یہ بات وہاں تک جائے گی کہ آپ یہاں منہ دکھانے کے قابل نہیں رہیں گے بلکہ آپ اس ہاؤس میں بیٹھنے کے قابل نہیں رہیں گے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! میں راجہ صاحب کو چیلنج کرتا ہوں کہ یہ کیری لوگر بل انگریزی میں پڑھ کر سنا دیں یا اس کو سمجھا دیں۔ یہ مہربانی کر کے اسمبلی کو جلسہ گاہ نہ بنائیں، اسمبلی کو اسمبلی ہی رہنے دیں۔ یہاں ہم ایک مہذب طریقے سے debate کریں اور یہ ذاتی attack، ذاتی الزامات، انہوں نے پہلے بھی ایک دفعہ میرے اوپر ذاتی attack اور ذاتی الزامات لگائے تھے پھر ان کو معذرت کرنا پڑی تھی۔ یہ تہمتیں اور الزامات لگانے کا میدان نہیں ہے بلکہ یہ forum پنجاب حکومت کی policies، پنجاب حکومت کو guide کرنے اور پنجاب حکومت کو مشورے دینے کا ہے۔ مہربانی کر کے یہ الفاظ کارروائی سے حذف کروائیں اور کیری لوگر بل پر ایک دن debate کے لئے رکھیں۔ میرا راجہ صاحب کو چیلنج ہے کہ وہ مجھے انگریزی میں سارا بل پڑھ کر بتا دیں۔ میں ان کو کاپی بھی مہیا کرتا ہوں۔

جناب سپیکر: آپ تشریف رکھیں۔ راجہ صاحب! Personal باتیں جو ہیں یہ ٹھیک نہیں ہیں، آپ تو ماشاء اللہ بڑے پرانے پارلیمنٹرین ہیں ان باتوں کو چھوڑ کر باقی باتیں کرنا مناسب ہوتی ہیں۔

محترمہ ساجدہ میر: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، ساجدہ میر صاحبہ!

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! ابھی اپوزیشن کی طرف سے کیری لوگر کے حوالے سے جو اعتراضات آئے ہیں یا تو کہیں کہ ہم نے روکھی سوکھی کھانی ہے گرانٹ نہیں لینی تو پھر بات چلتی ہے اور ہم بھی ان کے ساتھ فاقے مرنے کے لئے تیار ہیں۔ یہ پوری قوم کا مسئلہ ہے اور اس پر debate بھی چاہیں تو ہم کرنے کے لئے تیار ہیں لیکن کل انہوں نے N.F.C Award کو بھی تنقید کیا اور میں سمجھتی ہوں کہ یہاں غربت زیادہ ہے اور غربت کے حوالے سے اگر اس ایوارڈ کا فیصلہ ہو رہا ہے تو اس پر حرج کیا ہے اور حکومت پنجاب اپنے موقف سے ہٹی نہیں ہے، ان کو اس کی گہرائی کا پتا نہیں ہے۔ اگر debate کرنی ہے تو کریں ہم تیار ہیں لیکن آپ فاقے مرنے کے لئے تیار ہیں تو کریں۔۔۔

جناب سپیکر: جی، آپ تشریف رکھیں۔ میرے خیال میں اب وقفہ سوالات شروع کرتے ہیں۔

جناب محمد یار ہراج: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: جی، ہراج صاحب!

جناب محمد یار ہراج: جناب سپیکر! محترمہ نے جو کیری لوگر بل کے حوالے سے بات کی ہے میں گزارش کروں گا کہ ہمارے خون کی قیمت کوئی نہیں ہے اور اگر یہ بات کرتے ہیں کہ ہم روکھا سوکھا کھالیں گے تو ہماری اپنی خود مختاری پر چیلنج ہونے سے بہتر ہے کہ ہم روکھا سوکھا کھائیں اور بھوکے مر جائیں۔۔۔

جناب سپیکر: یہ ساری باتیں national level پر ہو چکی ہیں، میرے خیال میں اب اس کو رہنے دیں اور مجھے ایجنڈے کے مطابق چلنے دیں۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: جی، شاہ صاحب!

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! جیسے ہراج صاحب فرما رہے ہیں کہ ہم روکھا سوکھا کھالیں گے تو یہ پچھلے پانچ سال امریکہ میں رہ کر ڈالر اکٹھے کرتے رہے ہیں اس وقت افریقہ رہ لینا تھا۔ اگر روکھا سوکھا کھانے کا زیادہ شوق ہے۔۔۔

MR. SPEAKER: No personal, no personal, don't be personal please. (Interreptions)

Order, please Order, please

بہت مہربانی! آپ دونوں طرف سے تشریف رکھئے گا اوراب وقفہ سوالات شروع ہوتا ہے۔

جی، حسن مرتضیٰ صاحب! سوال نمبر بولئے گا۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! مجھے پڑھ تو لینے دیں؟۔۔۔

جناب سپیکر: سوال آپ کا ہے تو آپ پڑھ کر کیوں نہیں آئے، آپ کو نمبر کا بھی پتا نہیں ہے؟

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! میں پڑھ تو رہا تھا۔ سوال نمبر 37(اے) ہے۔

جناب سپیکر: سوال نمبر پڑھ دیجئے گا؟

سید حسن مرتضیٰ: میں نے پڑھ دیا ہے کہ سوال نمبر 37(اے) ہے۔

جناب سپیکر: آپ نے یہ کب پڑھا ہے؟

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! یہ ابھی پڑھا ہے۔

جناب سپیکر: پڑھا ہوا تصور کر لیا جائے؟

سید حسن مرتضیٰ: جی، جناب سپیکر! پڑھا ہوا تصور کر لیا جائے۔

تحصیل چنیوٹ، 2003 تاحال محکمہ تعلیم میں بھرتی سے متعلقہ تفصیلات

*37(اے): سید حسن مرتضیٰ: کیا وزیر سکولز ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) یکم جنوری 2003 سے آج تک تحصیل چنیوٹ محکمہ تعلیم میں جن افراد کو بھرتی کیا گیا ہے، ان کے نام، عہدہ، گریڈ، تعلیمی قابلیت، مستقل پتا اور ڈومیسائل کی تفصیل فراہم کی جائے؟

(ب) یکم جنوری 2003 سے آج تک تحصیل چنیوٹ محکمہ تعلیم میں جن افراد کو معذور کوٹا کے تحت بھرتی کیا گیا، ان کے نام، ولدیت، عہدہ، گریڈ، مستقل پتا اور ڈومیسائل کی تفصیل فراہم کی جائے؟

(ج) اگر جز(ب)میں بھرتی کردہ افراد کو میرٹ پر بھرتی کیا گیا تو میرٹ کی تفصیل میرٹ بنانے کا طریق کار اور میرٹ بنانے والے افسران واہلکاران کے نام، عہدہ، گریڈ اور موجودہ تعیناتی کی تفصیل فراہم کی جائے؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمن):

(الف) تحصیل چنیوٹ محکمہ تعلیم میں 2003 سے آج تک ڈی ای او (ایس ای) آفس نے 300 اور ڈی ای او (ڈبلیو ای ای) آفس نے 329 افراد کو بھرتی کیا (ان کے نام، عہدہ، گریڈ، تعلیمی قابلیت، مستقل پتا اور ڈومیسائل کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) تحصیل چنیوٹ محکمہ تعلیم میں 2003 سے آج تک جن افراد کو معذور کوٹے کے تحت بھرتی کیا گیا ان کے نام، عہدہ، گریڈ، تعلیمی قابلیت، مستقل پتا اور ڈومیسائل کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے

(ج) جز(ب)میں معذور افراد کو گورنمنٹ کی مرتب کردہ پالیسی کے مطابق کل اسامیوں کا 2 فیصد کوٹا نکال کر ان کو میرٹ پر بھرتی کیا گیا ہے۔میرٹ کی تفصیل، میرٹ کا طریقہ کار اور میرٹ بنانے والے افسران واہلکاران کے نام، عہدہ، گریڈ اور موجودہ تعیناتی کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

جناب سپیکر: جی، ضمنی سوال؟

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر میرا ضمنی سوال ہے کہ یہ جو تفصیل ایوان کے میز پر رکھی گئی ہے اس میں انہوں نے لکھا ہے کہ 2004 میں ایلیمنٹری سکول ایجوکیٹر 101 مرد اور 138 خواتین بھرتی کی گئیں اور اس کا 20 فیصد کوٹا انہوں نے disable person کے لئے رکھا ہے۔ اس 101 کا 20 فیصد کوٹا 2004 میں مرد 4 ہیں اور خواتین کوئی بھی نہیں ہے یعنی 2 فیصد بنتا ہے۔ میری یہاں یہ گزارش ہے کہ---

جناب سپیکر: آپ مہربانی فرما کر میری طرف مخاطب ہوں، آپ ادھر بات نہ کریں اور میرے ساتھ بات کریں۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! وہ بات کر رہے تھے تو آپ انہیں بھی منع فرمائیں۔

جناب سپیکر: آپ اس کی بات نہ سنیں اور مجھ سے بات کریں۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! آپ مجھ پر مہربانی فرمائیں، راناصاحب کی نہ سنیں کیونکہ floor آپ نے مجھے دیا ہے۔

جناب سپیکر: یہ privilege مجھے ہے۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! بالکل ہے اور اس کے بعد ہی میں نے بات کی ہے۔ میری گزارش یہ ہے کہ یہاں پر جو انہوں نے disable کوٹا مختص کیا ہے جو افسران ہیں ان کے من پسند افراد بھرتی ہیں اگر آپ دیکھیں کہ کسی کا ناخن ٹوٹا ہوا ہو گا تو وہ disable ہو گا۔ یہاں تک ہے کہ اگر کسی کے سر پر بال کم ہیں تو اسے بھی disable کوٹا پر نوکری دے دیتے ہیں۔ (قہقہے)

میں گزارش یہ کرتا ہوں کہ کوئی یہ ضروری نہیں ہے کہ اس ملک میں بیوروکریٹس ہی ایماندار ہیں یا وہی بہتر طریقے سے یہ کام سرانجام دے سکتے ہیں۔ میری یہاں منسٹر موصوف سے گزارش ہے کہ انہوں نے یہ جو disable بھرتی کئے ہیں۔ انہیں آپ یہاں بلا کر دیکھ لیں کہ وہ disable ہیں یا نہیں ہیں۔ اب میرے ضلع میں بھرتیاں ہوئی ہیں، 12 اسامیاں تھیں میرے پاس ان کی تفصیل موجود ہے۔ اس افسر نے ایک اپنا بیٹا بھرتی کیا ہے، دو سگے بھتیجے بھرتی کئے ہیں، ایک اپنے ذاتی ملازم کا بیٹا بھرتی کیا ہے، ایک اپنے بیٹے کا کلاس فیلو بھرتی کیا ہے اور ایک فیصل آباد کے ڈسٹرکٹ اکاؤنٹ افسر کا بیٹا بھرتی کیا ہے۔

جناب سپیکر! اگر یہی میرٹ ہے تو میرا خیال ہے کہ یہ پنجاب کے عوام کے ساتھ انتہائی زیادتی ہے اور یہ جو جواب دیا گیا ہے یہ بالکل غلط ہے۔ آپ کل کا ٹائم دے دیں، افسران موجود ہیں آپ انہیں کہیں کہ جو disable ہیں ان بندوں کو بلا لیں، آپ خود اپنی آنکھوں سے دیکھ لیں کہ وہ کتنے disable ہیں اور جو حقیقتاً disable لوگ ہیں انہیں کوئی بھرتی نہیں کرتا۔ میں خود اس منسٹر کے پاس گیا۔۔۔

جناب سپیکر: سوہنا صاحب! آپ انہیں disturb نہ کریں، بات کرنے دیں اچھی باتیں کر رہے ہیں۔ دیکھیں! ان کی نشاندہی کر رہے ہیں۔ جی۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! وزیر خزانہ صاحب کے پاس میں خود گیا اور میں نے انہیں کہا کہ بارہ اسامیوں میں سے سات اس بندے نے اپنے گھر میں دے دی ہیں، انہوں نے ایک سیکرٹری کو میری وہ complaint پکڑا دی، غالباً کوئی پاشا صاحب سیکرٹری فنانس تھے اور کہا کہ انکوائری کرو۔ میں پاشا صاحب کے پاس ایک ہفتہ بعد گیا تو انہوں نے کہا کہ یہ قانوناً تو کوئی جرم نہیں ہے لیکن اخلاقاً انہوں نے بُرا

کیا ہے، میں نے کہا کہ عجیب بات ہے۔ کلاس فور کے بھرتی کئے ہیں جس میں کوئی سند ہے اور نہ ہی کوئی اور چیز نہیں ہے صرف انٹرویو ہے وہ بھی نام نہاد ہوتا ہے۔ آپ کو پتا ہے جس طرح کے یہ انٹرویو لیتے ہیں اور انہوں نے اپنے لوگ بھرتی کر لئے اور کوئی نہیں مانا، اس کے بعد میں ایک اور وزیر صاحب کے پاس چلا گیا، میں نے انہیں کہا کہ آپ کے محکمہ میں یہ ہو رہا ہے آپ مہربانی کریں، اس نے اپنے کمرے میں جیمر لگایا ہوا ہے اور موبائل چلنے نہیں دیتا۔ اگر ہم عوامی لوگ اپنے کمروں میں جیمر لگا کر بیٹھ جائیں تو کس طرح یہ حکومت چلے گی؟ جن کا وزیر اعلیٰ جسے ہم نے ووٹ دیئے ہیں وہ اٹھارہ اٹھارہ گھنٹے سوتا نہیں ہے، صبح اگر اٹک میں ہوتا ہے تو شام کو رحیم یار خان میں ہوتا ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

اس کی کابینہ کے وزیر اپنے دفتروں میں جیمر لگا کر بیٹھے ہوئے ہیں کہ موبائل نہیں چلنے دینا۔ میں نے انہیں کہا کہ انشاء اللہ تعالیٰ آپ لگائیں جیمر، یہاں آپ کے جیمرز ہوں گے، حلقے میں عوام بھی جیمرز لگا دے گی اور یہ سیٹیں repeat نہیں ہوں گی۔

وزیر خوراک (ملک ندیم کامران): آپ وزیر کا نام بتائیں؟

سید حسن مرتضیٰ: نام لینے کی کوئی ضرورت نہیں ہے جس کا جیمر ہے اس کو پتا چل جائے گا، میں کیوں لوں نام؟ مٹھی بھر وزیر ہیں، آپ خود ڈھونڈ لیں۔

جناب سپیکر: شاہ صاحب! آئندہ ایسی شکایت نہیں ملے گی۔۔۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! اگر اس وزیر نے خود اٹھ کر وضاحت نہ کی تو پھر میں ضمنی میں اس کا نام بھی لے لوں گا، بہتر ہے کہ وہ خود اٹھ کر وضاحت کرے۔

جناب سپیکر: جی، وزیر موصوف!

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! ان کے سوال کا جواب دینے سے پہلے میں یہاں پر بات کرنا چاہوں گا کہ جو چیف منسٹر پنجاب نے ڈیڑھ لاکھ سے زیادہ لوگوں کو مستقل کیا ہے اس میں محکمہ تعلیم کے ہمارے ٹیچر حضرات ہیں اور دوسرا اسٹاف ہے وہ سب سے زیادہ facilitate ہوئے ہیں جن میں 1 لاکھ 9 ہزار 6 سو 33 لوگ محکمہ تعلیم۔۔۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! یہ سوال کا جواب نہیں ہے۔

جناب سپیکر: لغاری صاحب! آپ بیٹھیں، آپ کو اس بات سے کیا تکلیف ہوئی ہے؟

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! یہ سوال کا جواب نہیں ہے۔ یہ پوائنٹ آف آرڈر ہے۔

جناب سپیکر: وہ جواب دے رہے ہیں اور یہ ایجوکیشن سے متعلقہ ہے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! اگر سوال کے جواب میں سیاسی تقریریں کرنی ہیں تو بس۔۔۔

جناب سپیکر: وہ بات کر رہے ہیں انہیں بات کرنے دیں۔ جی، منسٹر صاحب!

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! عرض یہ ہے کہ یہ لوگ خود تو یہ کام نہیں کر سکے جو ہماری حکومت اور ہمارے چیف منسٹر پنجاب نے کیا۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! اگر سیاسی تقریریں کرنی ہیں تو پھر وقفہ سوالات ختم کر دیں۔۔۔

جناب سپیکر: جی، آپ پریشان نہ ہوں، میں سیاسی تقریریں نہیں کرنے دے رہا۔

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! یہ سیاسی تقریریں نہیں ہیں۔ یہ کام خود نہیں کر سکے۔ It is a big achievement in the Punjab.، ہم نے لوگوں کو regularize کیا ہے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! یہ سیاسی تقریر کر رہے ہیں۔ ان سے کہیں کہ اصل سوال کا جواب دیں۔ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: جی، یہ میں ان سے پوچھتا ہوں۔ یہ میرا حق ہے۔ آپ تشریف رکھیں۔

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! میرے محترم جناب حسن مرتضیٰ صاحب نے جو سوال کیا ہے اس کا جواب یہ ہے کہ ان کی سابق تحصیل چنیوٹ جو کہ اب ضلع بن گیا ہے اس میں 07-2003 تک کل 712 اسامیاں تھیں اور اس میں ہمارے پاس نو لوگ disable quota میں آئے تھے اس میں سے ایک صاحب میرٹ پر چلے گئے تھے اور ایلیمنٹری سکول ایجوکیٹرز میں چار مرد حضرات 2004 میں بھرتی ہوئے اور سینئر ایلیمنٹری سکول ایجوکیٹرز میں تین مرد حضرات 2006 میں بھرتی ہوئے اور ایلیمنٹری سکول ایجوکیٹرز خواتین میں ایک بھرتی ہوئی اور overall اس وقت یہ ڈسٹرکٹ جھنگ تھا کیونکہ چنیوٹ ڈسٹرکٹ ابھی recently بنا ہے تو اس وقت total disable quota میں 24 لوگ بھرتی ہوئے تھے جس میں 17 males and 7 females تھیں اور تحصیل چنیوٹ میں وہی جس طرح میں نے پہلے عرض کیا کہ 7 males and 2

females بھرتی ہوئے۔ اس کے علاوہ جھنگ سے 9 males and 2 females اور احمد پور سیال تحصیل جوان کی ہے اس میں اس وقت 1 male and 1 female ہے۔ جس طرح یہ فرما رہے ہیں اور جو figures میرے پاس ہیں اس کے مطابق اس وقت disable quota میں آٹھ لوگ درکار ہیں۔ مگر ابھی تک ہمارے پاس ٹیچرز کے حوالے سے disable recruitment میں چار applications receive ہوئی ہیں۔ جہاں تک انہوں نے lower staff کے quota متعلق بات کی ہے تو میں ان کو on the floor of the House کہتا ہوں کہ جو disable quota کا criteria بنا ہوا ہے اس کی کاپی بھی ہم نے ایوان کی میز پر رکھ دی ہے۔ یہ 2 percent quota ہوتا ہے اگر اس کی خلاف ورزی کہیں بھی ہوئی ہے تو اس کے خلاف کارروائی کی جائے گی۔

جناب سپیکر: جی، انہوں نے ایک بات کی ہے کہ ایک ہی شخص نے اپنے گھر کے تمام افراد disable quota میں بھرتی کئے ہیں۔ وہ آپ سے ان کے بارے میں پوچھ رہے ہیں۔ ان کو بُلا کر دیکھیں تو سہی، آپ ان کی بات سُنیں۔ ان کے ساتھ ٹائم رکھ لیں۔

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمن): جی، یہ بہت ہی بُرا فعل ہے اور اگر اس نے اس طرح کیا ہے تو یہ اس کی discretion میں نہیں ہے کہ وہ اس طرح کرے۔ ہم فوری طور پر اس کو take up کر لیتے ہیں اور کل میں ان کو اس پر exact figures دے دوں گا۔ یہ ضمنی سوال تھا انہوں نے مجھے جس طرح اس کے بارے میں بتایا ہے اگر ایک فرد نے اس طرح کیا ہے تو اس کے خلاف محکمانہ کارروائی کی جائے گی۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: جی، شکریہ۔ شاہ صاحب آپ کے ساتھ یہ ٹائم طے کرتے ہیں۔ وہ کل کی بات کر رہے ہیں کہ میں کل بُلاؤں گا۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! آپ مہربانی فرما کر ایک کمیٹی بنا دیں۔

جناب سپیکر: ہاؤس کی کمیٹی تو اس پر موجود ہے، ایجوکیشن کمیٹی۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! میری عرض سُن لیں۔ میں یہ عرض کر رہا ہوں کہ اس کی ضرورت نہیں ہے۔ آپ، لاء منسٹر صاحب، مجتبیٰ شجاع الرحمن صاحب اور بے شک کوئی ایک آدھ وزیر شامل ہو جائیں اور ایک کمیٹی بنا دیں، میں پیسوں والی کمیٹی کی بات نہیں کر رہا۔

جناب سپیکر: وزیر مکمل ہیں، آدھا وزیر کوئی نہیں ہے۔

سید ناظم حسین شاہ: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: وہ ابھی پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! میں بھی پوائنٹ آف آرڈر پر ہوں۔

جناب سپیکر: ان کی بات سن لیں، انہوں نے پوائنٹ آف آرڈر لیا ہوا ہے۔

سید حسن مرتضیٰ: شکریہ۔ جناب سپیکر! میری عرض کا مقصد یہ ہے کہ یہ کوئی اتنا لمبا کام نہیں ہے کل یا پرسوں کا ٹائم رکھ لیں ان لوگوں کو بُلا لیتے ہیں وہ یہاں آکر بات کر لیں گے۔ ایک آدھ گھنٹے کی تو بات ہے۔

سید ناظم حسین شاہ: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی۔

سید ناظم حسین شاہ: جناب سپیکر! میں اس پر آپ کی ruling چاہوں گا کہ جب اس ہاؤس میں کوئی بھی محکمہ یا کوئی بھی آفیسر غلط جواب دیتا ہے تو اس ہاؤس کے Rules of Procedure کے تحت ممبر کی privilege کے ساتھ اس کے خلاف ایکشن ہوتا ہے کیا آپ وہ ایکشن لیں گے؟ حسن مرتضیٰ صاحب نے جو بات کی ہے کہ انہوں نے جواب غلط دیا ہے، اقربا پروری کی ہے اس لئے انہوں نے آپ کے ساتھ کمیٹی کی بات کی ہے۔ اس ہاؤس کی ہمیشہ سے یہ tradition رہی ہے جب ایک ممبر یہاں پر بات کرتا ہے تو presumption یہ ہوتی ہے کہ اس کی بات کو من وعن مانا جاتا ہے۔ اس وقت جب آپ انکوائری کرائیں اگر اس کی بات غلط ہو تو اس ممبر کے خلاف کارروائی ہوتی ہے۔ جب انہوں نے اتنے وثوق کے ساتھ کہا کہ اتنی اقربا پروری کی گئی ہے اور ان کو جو disable نہیں تھے disable بنا کر بھرتی کیا گیا تو اس لئے میں نے یہ بات آپ سے کی ہے۔ آپ Rules of Procedure دیکھ لیں، انہوں نے آپ سے بھی کہا ہے کہ You are the custodian of the House. آپ خود بلا کر دیکھ لیں اور اس کے بعد جو ایکشن ہو وہ اس پورے ہاؤس کو بتا دیا جائے کہ اس آفیسر کے خلاف کیا ہوا ہے، کس نے یہ زیادتی کی ہے؟

جناب سپیکر: انہوں نے کمیٹی کی بات کی ہے۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! میری بات سُن لیں۔

جناب سپیکر: ایک منٹ شاہ صاحب! آپ تشریف رکھیں۔ رانا صاحب کی بات سُن لیں۔ جی، رانا صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور(رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میری یہ گزارش ہے کہ حسن مرتضیٰ صاحب نے اس ہاؤس میں بہت serious allegation لگایا ہے جبکہ موجودہ حکومت پنجاب اور چیف ایگزیکٹو وزیر اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف نے میرٹ کو ensure کیا ہے اور اس ہاؤس میں بیٹھے ہر ممبر کی contribution ہے کیونکہ اگر ان ممبران کا co-operate نہ ہو تو میاں محمد شہباز شریف بھی میرٹ کو ensure نہیں کر سکتے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ اگر کسی آفیسر نے یہ حرکت کی ہے جس کا انہوں نے یہاں پر ذکر کیا ہے تو اس کو نظر انداز کرنا نہ صرف وزیر اعلیٰ پنجاب سے بلکہ اس پورے ہاؤس سے زیادتی ہوگی۔ آپ صرف کل کا وقت دے دیں۔ انہوں نے جو بات کی ہے وہ ریکارڈنگ پر آ گئی ہے وہاں سے بھی ہم لے سکتے ہیں اور اس کے علاوہ یہ in writing ہماری مدد کر دیں اور اس آفیسر کو بھی دے دیں۔ جس طرح سے انہوں نے کہا ہے کہ اس نے اپنے بیٹے کو رکھا ہے، بھتیجے کو رکھا ہے پھر انہوں نے کہا کہ ایک اکاؤنٹس افسر کے بیٹے کو رکھا ہے۔ اگر یہ بات درست ہوئی تو ان کے خلاف مثالی کارروائی ہو گی جس طرح اس سے پہلے جب constables کی بھرتی ہوئی تھی تو ایک constable کا صرف ڈومیسائل ،ایک ڈی ایس پی نے اپنے ضلع میں بھرتی کروانے کے لئے غلط بنوایا تھا۔ وہ ڈی ایس پی، اس ڈسٹرکٹ میں بھرتی کرنے والے بورڈ کا جو انچارج ہے وہ، ڈی پی او اور ڈی آئی جی تمام کے تمام نوکری سے باہر ہو گئے تھے اسی طرح کا stern action ان کے بھی خلاف ہو گا اور انشاء اللہ تعالیٰ پرسوں ہم یہاں پر آپ کے سامنے اس رپورٹ کو بھی پیش کریں گے۔ اس معزز ہاؤس کو بھی اعتماد میں لیں گے اور دوسری میری گزارش یہ ہے کہ حسن مرتضیٰ صاحب نے ایک اور بات کی کہ جی منسٹر صاحبان، ایک منسٹر صاحب ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس طرح سے ابہام پیدا کرنا ایک انتہائی نامناسب رویہ ہے۔ جب بعد میں، میں نے ان سے پوچھا کہ آپ نام بتائیں تو انھوں نے کہا کہ اگر وہ تردید نہیں کریں گے تو پھر میں نام بتاؤں گا۔ میں نے کہا کہ مجھے تو بتائیں تو انھوں نے کہا کہ حاجی اسحاق صاحب۔ میں کہوں گا کہ حاجی اسحاق صاحب اس بات کی وضاحت کریں اور اگر شاہ صاحب نے غلط الزام لگایا ہے تو میں آپ سے کہوں گا کہ آپ ان سے معذرت کروائیں اور اگر حاجی اسحاق صاحب نے دفتر میں jammers لگائے ہیں تو ہم بھی اور آپ بھی حاجی اسحاق صاحب سے گزارش کریں کہ وہ jammers remove کر دیں۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! میں رانا صاحب کا بڑا مشکور ہوں کہ انھوں نے یہ مہربانی فرمائی اور ensure کروایا کہ ہم اس معاملے کی تحقیق کر کے پرسوں ایوان میں بتائیں گے۔ انھوں نے فرمایا ہے کہ میں ان کی معاونت کروں تو میں انہیں وہ شکایت تحریری طور پر دے دیتا ہوں اور ساتھ اپنا resign

بھی دے دیتا ہوں۔ اگر میری بات غلط ثابت ہو تو رانا صاحب پرسوں میرا resign آپ کو submit کر دیں۔۔۔

جناب سپیکر: نہیں، نہیں۔ آپ اتنی دور تک نہ جائیں۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! میری گزارش سنیں۔ میں on the floor of the House بات کر رہا ہوں۔ میں ایک ذمہ دار شخص ہوں۔ میں کسی پر الزام نہیں لگا رہا۔

جناب سپیکر: آپ عوام کے نمائندے ہیں۔ آپ سے resignation کون مانگ سکتا ہے؟

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! اس کے باوجود میں resign دیتا ہوں اور اگر وہ بندہ غلط ثابت ہو تو جیسے انھوں نے فرمایا ہے ویسی ہی کارروائی اس کے خلاف ہونی چاہئے۔

جناب سپیکر: ہو گی۔

سید حسن مرتضیٰ: بہت شکریہ۔ باقی وہ jammers اتار دیں گے؟

جناب سپیکر: شاہ صاحب jammer نہیں ہے، ایسے کوئی jammer نہیں لگوا سکتا۔

سینئر وزیر / وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! جس طرح لاء منسٹر صاحب نے کہا ہے بالکل یہ بجا بات ہے کہ وزیر اعلیٰ پنجاب نے پورے صوبے میں بڑے واضح الفاظ میں میرٹ کی ہدایت دی ہوئی ہے، اگر کسی جگہ اس کی خلاف ورزی ہوئی ہے تو حکومت اس پر بڑا serious action لے گی اور میں حسن مرتضیٰ صاحب کو یقین دلاتا ہوں کہ کل اس معاملے پر رپورٹ منگوائی جائے گی اور serious action لیا جائے گا۔

جناب سپیکر! ہمارے ہاؤس کی معزز خواتین نے پرسوں فنڈز کے لئے واک آؤٹ کیا تھا۔

جناب محمد محسن خان لغاری: اس بات کا اس سوال کے ساتھ کیا تعلق ہے؟

سینئر وزیر / وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): میں ایک چیز کی وضاحت کر رہا ہوں۔ انھوں نے ابھی پھر کہا ہے کہ حکومت کا آج کا وعدہ تھا۔ میں نے سردار ذوالفقار خان کھوسہ صاحب سے بات کی ہے اور میں ہاؤس کی معزز خواتین ممبران کو یقین دلاتا ہوں کہ ان کے 80/80 لاکھ کے جو فنڈز تھے وہ بعض کے release ہوئے ہیں اور بعض کے نہیں ہوئے۔ ہم نے اس پر serious action لیا ہے اور تمام خواتین کے فنڈز فوری طور پر جاری کرنے کے احکامات جاری کئے ہیں۔ اگر کسی معزز خاتون کے فنڈز جاری نہ ہوں چاہے وہ کسی بھی پارٹی سے تعلق رکھتی ہو تو وہ میرے ساتھ رابطہ کرلے۔

جناب سپیکر: خوشی کا اظہار نہیں ہوا۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! بات دوسری طرف نکل گئی۔ آپ افسران کے بارے میں تو کہہ رہے ہیں لیکن جب سے اسمبلی شروع ہوئی ہے ہم تڑی تو بار بار لگا رہے ہیں لیکن ابھی تک اس پر عمل درآمد نہیں ہوا۔ جب یہاں پر وزرائے کرام غلط جواب دیتے ہیں اور غلط بات کرتے ہیں تو اس بارے میں بھی کچھ مہربانی کریں۔ اس چیز پر پرانے سپیکرز کی rulings ہیں کہ جب کوئی وزیر ہاؤس کو misguide کرنے کے لئے جواب دے اس پر breach of privilege بنتا ہے۔ اس پر میری Assurance Motions جمع ہیں وہ take up نہیں کی گئیں۔ میری تحریک استحقاق بھی ہے لیکن وہ بھی take up نہیں کی گئی۔ وزراء کو بھی صاف گوئی اور درست جواب دینے کا اسی طرح پابند ہونا چاہئے جیسے آپ افسروں کے لئے کہہ رہے ہیں۔ لہذا آپ مہربانی فرما کر اس پر کوئی رولنگ دے دیں۔

جناب سپیکر: آپ کی یہ بات درست ہے کہ on the floor of the House جو بات ہوتی ہے وہ correct ہوتی ہے، وہ صحیح بات ہوتی ہے، دیانتداری کی بات ہوتی ہے اور اس میں بد دیانتی نہیں کی جا سکتی۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ترقی خواتین (محترمہ صغیرہ اسلام): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ صغیرہ اسلام صاحبہ!

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: آپ کی بات سن لی ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ترقی خواتین (محترمہ صغیرہ اسلام): جناب سپیکر! شکریہ

جناب محمد محسن خان لغاری: ان کے لئے کیا سزا تجویز کی ہے؟

جناب سپیکر: کن کے لئے؟

جناب محمد محسن خان لغاری: جو وزراء غلط بیانی کرتے ہیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ترقی خواتین (محترمہ صغیرہ اسلام): یہ سارے ہی غلط بیانی کرتے ہیں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: میں ثبوت فراہم کر سکتا ہوں۔

جناب سپیکر: رپورٹ تو آ جانے دیں۔ دیکھتے ہیں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: آپ ان کا دفاع نہ کریں۔

جناب سپیکر: میں دفاع نہیں کرتا۔ آپ پہلے اوپر دیکھ لیں پھر میرے ساتھ بات کر لینا۔ جی، محترمہ!

پارلیمانی سیکرٹری برائے ترقی خواتین (محترمہ صغیرہ اسلام): جناب سپیکر! ابھی راجہ صاحب نے یقین دہانی کرائی ہے کہ فنڈز release ہو جائیں گے۔ پونے دو سال تو یہی کہتے کہتے ہو گئے ہیں کہ ہو جائیں گے۔ میں صرف یہ پوچھنا چاہتی ہوں کہ کب ہوں گے؟ (نعرہ ہائے تحسین) یکم تاریخ کو کہا گیا تھا کہ تین دن کے بعد فنڈز جاری ہو جائیں گے۔ تین دن کے بعد remind کرایا تو کہتے ہیں کہ وہ فنڈز release ہو جائیں گے۔ میں صرف یہ پوچھنا چاہتی ہوں کہ فنڈز کب release ہوں گے۔ مجھے صرف تاریخ چاہئے؟

سینئر وزیر / وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! اگر کسی کا انفرادی طور پر کوئی مسئلہ ہے۔۔۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ترقی خواتین (محترمہ صغیرہ اسلام): جناب سپیکر! اگر میرے فنڈز جاری نہ ہوئے تو میں باہر بھوک ہڑتال کر دوں گی۔

سینئر وزیر / وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! اگر کسی کا کوئی مسئلہ ہے تو ہم ذاتی طور پر ان کا مسئلہ حل کرانے کے لئے تیار ہیں۔

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! میں راجہ صاحب کی شکر گزار ہوں کہ انھوں نے ہمارے فنڈز release کرانے کی یقین دہانی کرائی ہے۔ سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ صاحب یہاں موجود ہیں مجھے پورا یقین ہے کہ یہ ہماری مدد کریں گے اور انشاء اللہ تعالیٰ ایک دو دن میں یہ مسئلہ حل ہو جائے گا اور ہم سب شکریہ ادا کرتے ہیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ترقی خواتین (محترمہ صغیرہ اسلام): پوائنٹ آف آرڈر۔

MR SPEAKER: No point of order. Please have a seat.

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! میرے سوال کا جواب نہیں آیا۔

جناب سپیکر: شاہ صاحب! میرے خیال میں اب آپ کو مطمئن ہونا چاہئے۔ کیا اس میں آپ کا کوئی اور ضمنی سوال بھی ہے؟

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! ابھی تو میرے سوال کا جواب آیا ہی نہیں؟

جناب سپیکر: انھوں نے آپ کو جواب دے دیا ہے۔

سید حسن مرتضیٰ: اچھا کمیٹی بن گئی ہے؟

جناب سپیکر: جی، یہ دونوں صاحبان ہیں اور آپ معاونت کریں گے۔ سینئر منسٹر صاحب کو بھی اس کمیٹی میں رکھ لیں۔ تینوں پرسوں رپورٹ دیں گے۔

سید حسن مرتضیٰ: میں صرف یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ میں نے بات کی تو سارے معزز ایوان نے ڈیسک بجائے اور جب منسٹر صاحب نے وہی بات کی تو اس وقت بھی سارے ہاؤس نے ڈیسک بجائے۔ اب پتا نہیں دونوں میں سے سچا کون ہے؟ اور یہ کس کے لئے دل سے ڈیسک بجا رہے ہیں؟

جناب سپیکر: جی، اب اگلا سوال۔

وزیر تعلیم (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! میں حسن مرتضیٰ صاحب کو یہ بتانا چاہوں گا کہ 04-2003 میں (ق) لیگ کی حکومت تھی اور یہ بھرتیاں اسی دور میں ہوئی ہیں لیکن آپ کو پتا ہے کہ ہماری حکومت اور وزیر اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف کی پالیسی ہے اور ہمارے دور میں ابھی تک اس طرح کا کوئی معاملہ نہیں ہوا۔ رانا ثناء اللہ صاحب نے ابھی ہاؤس کو ایک ڈی پی او کا واقعہ بتایا ہے۔ میں یہی کہوں گا کہ اگر حسن مرتضیٰ صاحب چاہتے ہیں تو کمیٹی بنا دیں نہیں تو انھوں نے ابھی ہاؤس میں جو بتایا ہے میں وہ بھی ان سے تحریری طور پر لے لیتا ہوں اور متعلقہ افسران نے جو معاملات کئے ہیں ان کے خلاف جو سخت سے سخت کارروائی ہو گی محکمہ تعلیم وہ کرے گا۔

جناب سپیکر: جی، شکریہ

سید حسن مرتضیٰ: مجھے یقین ہے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! کمیٹی بنانے کی بجائے یہ معاملہ ایجوکیشن کی سٹینڈنگ کمیٹی کے سپرد کر دیں اور تین دن کے اندر رپورٹ لے لیں۔

جناب سپیکر: تین دن میں رپورٹ مکمل نہیں ہو سکتی۔ یہ ہمیں پرسوں جواب دے رہے ہیں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: آپ اسمبلی کو empower کریں۔

جناب سپیکر: آپ بیٹھیں۔آپ کس کا اختیار استعمال کر رہے ہیں آپ کیا کر رہے ہیں؟ میں ان سے تین دن کے اندر اندر جواب لے رہا ہوں اور انھوں نے ہاؤس کو جواب دینا ہے۔اگلا سوال میجر عبدالرحمٰن رانا صاحب کا ہے۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: سوال نمبر 927 ہے اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

محکمہ تعلیم کے لئے 08-2007 میں مختص بجٹ کی تفصیلات

*927: میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: کیا وزیر ہائر ایجوکیشن از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) محکمہ تعلیم کو 08-2007 میں کتنا بجٹ ملا؟

(ب) محکمہ تعلیم نے اس میں سے کتنا خرچ کیا اور کتنی رقم surrunder کی؟

(ج) اگر کوئی رقم surrunder ہوئی تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

(د) اس بجٹ کی رقم خرچ کرنے کی کس کس کی ذمہ داری تھی؟

(ہ) آئندہ بجٹ کی پوری رقم خرچ کرنے کے لئے کیا اقدامات کئے گئے ہیں؟

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) محکمہ تعلیم حکومت پنجاب کو مالی سال 08-2007 میں 21754568000 روپے کا بجٹ ملا اس رقم میں سے ہائر ایجوکیشن کو 7086308000 روپے غیر ترقیاتی اور 9936000000 روپے ترقیاتی بجٹ کی مد میں ملے۔

(ب) محکمہ ہائر ایجوکیشن نے غیر ترقیاتی بجٹ کی مد میں کوئی رقم surrunder نہیں کی جبکہ ترقیاتی بجٹ میں 824 ملین روپے محکمہ تعمیرات و مواصلات نے surrunder کئے۔

(ج) اس کی وجوہات درج ذیل ہیں۔

1۔ محکمہ تعمیرات جو رقم اس مالی سال کے دوران خرچ نہ کر سکا وہ surrunder کرنا پڑی۔

2۔ محکمہ تعلیم کے منصوبے میں کچھ نئی سکیمیں شامل تھیں، تاہم تکنیکی مشکلات کی وجہ سے ان سکیموں کو عملی شکل میں نہ ڈھالا جا سکا۔

3۔ چند ہی نئی سکیمیں زمین کی عدم دستیابی اور بعض قانونی تنازعات کی وجہ سے شروع نہ کی جا سکیں جنکی مختص رقوم surrunder کرنا پڑیں۔کیونکہ الیکشن کمیشن کی ہدایات کے مطابق نئی سکیموں کو منظور کرنے پر پابندی عائد رہی۔

(د) یہ رقم خرچ کرنا محکمہ تعمیرات و مواصلات کی ذمہ داری تھی۔

(ہ) آئندہ بجٹ کی پوری رقم خرچ کرنے کے لئے ہر مہینے review میٹنگ بلائی جاتی ہے جس کی دو میٹنگز ہو چکی ہیں جس میں تمام D.E.Os اور بلڈنگ ڈیپارٹمنٹ کے نمائندے موجود ہوتے ہیں۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: جناب سپیکر! میں ضمنی سوال کرنے سے پہلے جواب پر کچھ observation دینا چاہتا ہوں۔

MR. SPEAKER: Order please.

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: جناب سپیکر! یہ سوال 28-جون 2008 کو اسمبلی کے اندر submit ہوا تھا۔یہاں سے 26-جولائی 2008 کو بھیجا گیا اور محکمے سے 10-اکتوبر 2009 کو جواب آیا یہ مہینے گن لئے جائیں۔ نمبر (2) میں نے سوال کے اندر محکمہ تعلیم کے متعلق پوچھا تھا لیکن جواب سے مجھے یہ تاثر مل رہا ہے کہ یہ ہائر ایجوکیشن سے متعلق ہے اس کے اندر سکول ایجوکیشن کا کوئی ذکر نہیں ہے۔ نمبر (3) جہاں تک مجھے علم ہے اس کے مطابق ہماری کیبنٹ کے اندر وزیر تعلیم ہے لیکن کوئی وزیر ہائر ایجوکیشن نہیں ہے اور میری چوتھی observation یہ ہے کہ (الف) محکمہ تعلیم حکومت پنجاب کو مالی سال 08-2007 میں 21-ارب 75 کروڑ 45 لاکھ 68 ہزار روپے کا بجٹ ملا اس رقم میں سے 7 کروڑ اور کچھ اور غیر ترقیاتی بجٹ 9-ارب 93 کروڑ روپے ہے اگر اس کو جمع کیا جائے تو یہ 17-ارب روپیہ بنتا ہے۔ محکمہ دو لائنوں میں 4-ارب روپیہ غائب کر گیا ہے۔وہ کدھر ہے؟ مجھے اس حساب کی کوئی سمجھ نہیں آتی۔

جناب سپیکر! اب یہ چار observations دینے کا میرا مقصد یہ ہے کہ یہ department کا ایک non-serious attitude ہے۔ سوال کا جواب آنے میں وقفہ، ان کے اعداد و شمار کی گنتی کرنے کا جو حساب کتاب ہے، وزیر ہائر ایجوکیشن کے nomenclature کو ہی بدل دیا گیا۔ ان چیزوں سے ظاہر ہوتا ہے کہ ہم اسمبلی کے معاملات کو کتنا serious لیتے ہیں۔ میں بار بار اس ہاؤس میں کھڑا ہو کر یہ کہہ

چکا ہوں کہ جب تک ہاؤس کو in-power نہیں کیا جائے گا، جب تک ان کے tools کو اچھی طرح استعمال نہیں کیا جائے گا جو کہ Standing Committees and Parliamentary Secretaries ہیں تو پھر اس طرح کے جوابات آتے رہیں گے [*******]۔

جناب سپیکر: نہیں، یہ الفاظ مناسب نہیں ہیں۔[*******] It does not look nice میں اسے کارروائی سے حذف کرتا ہوں۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمن رانا: جناب سپیکر! میں یہ الفاظ استعمال کرنے کی گستاخی کی معافی چاہتا ہوں لیکن مسئلہ یہ ہے کہ کل میں ٹی وی کے سامنے بیٹھا C-42 کے اوپر اسمبلی کے متعلق ایک پروگرام دیکھ رہا تھا اس کی وجہ سے میرے منہ سے یہ لفظ نکل گیا ہے۔ کاش! سارے ممبر وہ پروگرام دیکھیں اور وہاں پر دیئے گئے comments سنیں کہ وہ اسمبلی کے متعلق کیا کہہ رہے تھے۔

جناب سپیکر: جس کسی نے بھی اس قسم کے comments دیئے ہیں وہ غلط ہیں۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمن رانا: چلیں، ٹھیک ہے۔ خدا کرے کہ وہ غلط ہوں اور ہم صحیح ہوں۔ میں اگلا ضمنی سوال کرتا ہوں۔ انھوں نے کہا ہے کہ جو رقم surrunder ہوئی ہے وہ 8-ارب 24 کروڑ روپے ہے۔ ان کے مطابق 9,936,000000 روپے ترقیاتی بجٹ تھا اور اس میں سے 8-ارب 24 کروڑ روپے surrunder کئے گئے یعنی تقریباً سارے کا سارا بجٹ surrunder ہوا ہے اور اس کا الزام محکمہ تعمیرات و مواصلات پر دے دیا گیا ہے۔ یہ بجٹ تو محکمہ تعلیم کو allocate ہوتا ہے، خرچ بھی انہوں نے کرنا ہے۔ جب تک ہم اپنی ذمہ داری قبول نہیں کریں گے تو اس وقت تک اصلاح ممکن نہیں۔ وزیر صاحب اس کا جواب دیں کہ محکمہ تعمیرات و مواصلات کس طرح اس کا ذمہ دار ہو گیا؟ یہ پیسے کس قانون کے تحت محکمہ تعمیرات و مواصلات نے surrunder کئے ہیں؟ اس کا جواب آ جائے تو پھر میں اگلا سوال کروں گا۔

وزیر تعلیم (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمن): جناب سپیکر! میرے بھائی نے بڑی لمبی چوڑی تقریر کر دی ہے۔ سب سے پہلے تو میں کہنا چاہوں گا کہ انھوں نے اپنے سوال میں پوچھا ہے کہ محکمہ تعلیم کو 08-2007 میں کتنا بجٹ ملا اور اس میں سے کتنا surrunder کیا گیا؟ میں ان سے اتفاق کرتا ہوں کہ محکمہ کی طرف سے اس کا جو جواب دیا گیا ہے وہ مکمل نہیں آیا۔ اس کے ساتھ school side کا جواب

* بحکم جناب سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

بھی آنا چاہئے تھا۔ ہائر ایجوکیشن سے relatedیہاں پر جو جواب دیا گیا ہے وہ بالکل ٹھیک ہے۔ میجر صاحب نے اس میں درست calculation نہیں کی ہے کیونکہ جو رقم surrender کی گئی ہے وہ 824 ملین ہے جو کہ تقریباً 82 کروڑ روپے بنتے ہیں جبکہ میجر صاحب 8-ارب روپے کہہ گئے ہیں۔ 2007-08 کے لئے محکمہ تعلیم ہائر ایجوکیشن کو جو ترقیاتی بجٹ ملا اس میں 92 فیصد بجٹ utilize ہوا ہے۔

جناب سپیکر! ہمارے محکمہ میں جو constructions ہوتی ہیں وہ محکمہ تعمیرات و مواصلات کے through کروائی جاتی ہیں کیونکہ ان کے پاس سارے resources ہیں۔ اس construction کے بجٹ میں سے 824 ملین روپے محکمہ C&W نے surrunder کئے ہیں۔

جناب محمد یار ہراج: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! ابھی وزیر صاحب نے correction کی بات کی ہے تو اس حوالے سے میں تھوڑی سی وضاحت کرنی چاہوں گا۔ اصل میں یہ بجٹ شاید ہائر ایجوکیشن کا بھی نہیں ہے بلکہ پورے محکمہ تعلیم کا ہے۔ یہ بجٹ نہ school side کا ہے اور نہ ہی ہائر ایجوکیشن کا ہے۔ اس جواب میں جو لکھا ہے وہ بھی غلط ہے اور وزیر صاحب نے جو کچھ کہا ہے وہ بھی غلط ہے۔ پورے محکمہ تعلیم کا بجٹ تقریباً 22-ارب روپے ہے تو ان کی وضاحت بھی غلط ہے اور محکمہ کی طرف سے جو جواب دیا گیا ہے وہ بھی غلط ہے۔ میں صرف یہی گزارش کروں گا کہ ہاؤس میں صحیح اعداد و شمار دیئے جائیں اور اس بات کو ensure کیا جائے کہ ایسی غلطی دوبارہ نہ ہو۔

جناب سپیکر: جی، بالکل ان چیزوں کا خیال رکھا جائے، جو جوابات آتے ہیں وہ سوالات کے مطابق ہونے چاہیئں۔

وزیر تعلیم (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! آئندہ سے محکمہ کو سختی سے ہدایت کی جائے گی کہ اس معزز ہاؤس میں بالکل صحیح اعداد و شمار پیش کئے جائیں۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: جناب سپیکر! یہاں جواب میں کہا گیا ہے کہ محکمہ تعلیم کے منصوبے میں کچھ نئی سکیمیں شامل تھیں تاہم تکنیکی مشکلات کی وجہ سے ان سکیموں کو عملی شکل میں نہ ڈھالا جا سکا۔ میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ وہ کون سی مشکلات تھیں؟ میرے علم کے مطابق بجٹ میں پیسے allocate ہونے سے پہلے feasibility report تیار کی جاتی ہے اور اس feasibility report کے اندر تمام technical مسئلے حل کئے جاتے ہیں۔ اس کے علاوہ جواب میں بتایا گیا ہے کہ چند نئی سکیمیں زمین کی عدم دستیابی اور بعض قانونی تنازعات کی وجہ سے شروع نہ کی جا سکیں جن کی مختص

رقوم کو surrunder کرنا پڑا کیونکہ الیکشن کمیشن کی ہدایت کے مطابق نئی سکیموں کو منظور کرنے پر پابندی عائد رہی۔ میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ الیکشن کمیشن کی پابندی کتنی دیر رہی؟ میرے علم کے مطابق الیکشن ختم ہونے پر وہ پابندی بھی ختم ہو گئی تھی۔ انھوں نے اس پابندی کو آڑ بنا لیا ہے۔ مجھے ان دونوں سوالوں کا جواب چاہئے۔ اگر بجٹ کی کتاب اٹھائی جائے تو معلوم ہو گا کہ محکمہ تعلیم کو 22-ارب روپے allocate ہوئے تھے جن میں سے 14-ارب خرچ ہوئے اور 8-ارب روپے surrunder کئے گئے ہیں۔ منسٹر صاحب اس بات کو بھی چیک کر لیں۔ اور میرے پہلے دونوں سوالات کے جواب بھی دے دیں، اس کے بعد پھر میں اگلا سوال کروں گا۔

وزیر تعلیم (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! 8-ارب روپے surrunder نہیں ہوئے، اس میں school side کے figures نہیں ہیں۔ میجر صاحب نے چونکہ overall محکمہ تعلیم کے حوالے سے سوال کیا تھا۔ یہاں جواب میں دیا گیا ہے کہ 08-2007 میں 9,936,000000/ روپے ترقیاتی بجٹ تھا۔ اس میں پچھلی حکومت اور care taker set up بھی شامل ہے اور پھر درمیان میں الیکشن بھی آ گئے۔ ان کو معلوم ہو گا کہ الیکشن کا process لمبا ہو گیا تھا، محترمہ بے نظیر بھٹو شہید کی شہادت کی وجہ سے الیکشن کچھ delay ہو گئے تھے جس کی وجہ سے تقریباً پانچ سے چھ ماہ تک سکیمیں رُکی رہی تھیں۔

جناب سپیکر: منسٹر صاحب! ایک منٹ تشریف رکھیں۔ اعجاز احمد خان صاحب! اپنے ساتھی کو ذرا اٹھائیں۔ رائے صاحب! یہ بتائیں کہ یہاں ہاؤس میں کیا بات چل رہی ہے، منسٹر صاحب کیا بات کر رہے ہیں؟ رائے صاحب! میں آپ سے پوچھ رہا ہوں کہ اس وقت منسٹر صاحب کیا بات کر رہے ہیں؟ very sorry، افسوس ہی کر سکتے ہیں۔

رائے محمد اسلم خان: جناب سپیکر! ہم پوری توجہ سے سن رہے ہیں لیکن جب جوابات ایسے ہوں، جب figures درست نہ ہوں تو ہم کیا کریں؟ آپ وہ ایک گورکھ دھندے والی بات نہ کریں۔ ہر جواب اور ہر سوال پر پوری توجہ ہے۔

جناب سپیکر: چلیں، ٹھیک ہے۔ شکریہ

وزیر تعلیم (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! میں معزز رکن سے یہ کہوں گا کہ وہ بغور سنیں کیونکہ جو یہاں پر figures دی جا رہی ہیں وہ بالکل ٹھیک ہیں، غلط نہیں ہیں۔ دوسرا جو زمین کی دستیابی کے حوالے سے بات کی گئی ہے اس بارے میں کہوں گا کہ ہم کالجوں کی government land پر

construction کرتے ہیں یا کوئی ہمیں land donate کرے تو وہاں پر construction کی جاتی ہے اور کچھ land ایسی ہوتی ہے کہ جس کو ہم approve کرتے ہیں کہ یہاں پر کالج بنایا جائے اور اس بارے میں درمیان میں کچھ litigations آ جاتی ہیں تو اس کی وجہ سے بھی کچھ پراجیکٹ کے complete ہونے میں تاخیر ہو جاتی ہے۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: جناب سپیکر! میرا تیسرا اور آخری supplementary سوال یہ ہے، میں ڈیپارٹمنٹ کا مشکور ہوں کہ انہوں نے اس سوال کی spirit کو سمجھا اور اگلے سال کے لئے انہوں نے لائحہ عمل اختیار کیا کہ پورا بجٹ خرچ ہو کیونکہ مجھے ان کے جواب سے ظاہر ہوتا ہے کہ آئندہ بجٹ کی پوری رقم خرچ کرنے کے لئے ہر مہینے review meeting بلائی جاتی ہے جس کی دو meetings ہو چکی ہیں۔ کیا میں یہ جان سکتا ہوں کہ اس لائحہ عمل کو اختیار کرنے سے 09-2008 میں بجٹ کے خرچ میں کیا بہتری آئی؟

وزیر تعلیم (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! یہ جب اسمبلی میں آیا تو اس وقت تک Review Committee کی دو meetings ہوئی تھیں مگر اب میرے ساتھ 3 میٹنگ ہو چکی ہیں۔ جب ہم جواب بھیج چکے تھے تو اس کے بعد بھی ایک میٹنگ اور ہوئی ہے تو اس وقت تین میٹنگ ہو چکی ہیں اس وقت کام کی رفتار تسلی بخش ہے اور محکمہ ہائر ایجوکیشن نے 10-2009 کے لئے 8762 ملین روپے غیر ترقیاتی اور 6125 ملین روپے ترقیاتی بجٹ کی مد میں رکھے ہیں۔ تمام غیر ترقیاتی بجٹ ہر سال میں خرچ ہو جاتا ہے جبکہ ترقیاتی بجٹ میں سے اس وقت تک 3271.4 ملین روپے جاری ہوئے ہیں جن میں سے 251.024 ملین اس وقت تک خرچ ہوئے ہیں جبکہ اس میں سے کوئی رقم surrender نہیں ہوئی ہے۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: جناب سپیکر! میرا سوال 09-2008 سے متعلقہ تھا، وہاں پر meetings پوری ہو چکی ہیں، بجٹ ختم ہو چکا ہے، اس کے متعلق میرا سوال ہے کہ کیا خرچ ہوا اور کیا surrender ہوا؟

وزیر تعلیم (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! میں نے 09-2008 کے figures دیئے ہیں اس میں 6125 ملین ترقیاتی بجٹ ہے جس میں سے اس وقت 3271 ملین خرچ ہو چکا ہے اور 251 ملین ابھی بقایا ہے۔ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: جی، سارے بولیں، سارے ہی بولیں۔ سب کو میں نے اجازت دے دی ہے، سب بولیں۔

جناب محمد یار ہراج: جناب سپیکر! میجر صاحب کا یہ بہت اچھا سوال تھا اور انہیں جواب بھی صحیح نہیں دیا جا رہا۔ پہلے 08-2007 کا ذکر تھا جس میں وزیر صاحب نے correct figures کئے ہیں اور اس میں انہوں نے پوچھا تھا کہ اگلے سال ان کو بہتر کرنے کے لئے کیا steps لئے گئے ہیں تو میرے خیال میں منسٹر صاحب ایک سال اور skip کر گئے ہیں۔ 08-2007 میں budget utilization 25 percent تھی جو کہ انہوں نے ابھی بتایا ہے میں بھی ساتھ ساتھ نوٹ کر رہا تھا اور 09-2008 مکمل طور پر ختم ہو چکا ہے ہمارا مالی سال 30 جون کو ختم ہوتا ہے وہ مکمل طور پر ختم ہو چکا ہے۔ انہوں نے کہا ہے کہ وہ آئندہ پچھلے سال سے بہتر ہوگا تو وہ سال جو اس سال کے بعد آیا اس کا بجٹ already white paper میں اعداد و شمار publish ہو چکے ہیں اس میں ان کی 16.4 billions utilization ہونی چاہئے تھی اور وہ صرف 9.6 billions تھی جس میں انہوں نے کہا کہ 25 percent utilization ہوئی ہے اور وہ بری تھی اور اس کو بہتر کرنے کے لئے آئندہ سال یہ meetings ہوں گی اور اس کا actual use result 58 percnet budget ہوا یعنی پہلے 75 percent use ہوا تھا اور اس کی بہتری کے بعد 58 percent use ہوا اور اب جو figures بتا رہے ہیں وہ اس سے بھی اگلے سال کے ہیں تو میں گزارش کروں گا کہ منسٹر صاحب سے جو سوال پوچھا جائے اس کے مطابق جواب دیں۔ 08-2007 کے بعد 09-2008 آیا اور حکومت پنجاب کے شائع کردہ White paper کے تیسرے صفحہ کے مطابق تقریباً 42 فیصد پیسا حکومت پنجاب نے استعمال نہیں کیا تو پلیز اپنے correct figures کر کے آئیے اور میں پھر گزارش کروں گا کہ اگر منسٹر over burdens ہیں کہ ایک ایک منسٹر کے پاس پانچ پانچ منسٹریاں ہیں ان کے پاس میرے خیال میں ماشاء اللہ کافی منسٹریاں ہیں تو اس اسمبلی کا نظام بہتر کرنا ہم سب کے فائدے میں ہے، میں اس میں party politics میں نہیں جانا چاہتا۔ جس طرح میجر صاحب نے بات کی کہ لوگ ہم پر ہنستے ہیں کہ یہ اسمبلی کر کیا رہی ہے اور اگر ہم اپنی کارکردگی بہتر نہیں کریں گے تو پھر ہمارے یہاں آنے کا کوئی جواز پیدا نہیں ہوتا۔

جناب سپیکر! آپ نے پہلے بھی اس کا نوٹس لیا ہے میں گزارش کروں گا، ان کو کہیں کہ اپنے figures درست کر کے آئیں اور اگر یہ prepared نہیں ہوتے تو ایک دن آگے extend کر دیں کہ وہ تیاری کر رہے ہیں، ابھی مکمل طور پر نہیں پڑھ سکے۔ سوال موصول ہونے کے ڈیڑھ سال بعد اگر وہ تیاری نہیں کر پائے اور انہیں اگر دو دن اور چاہیئں تو ہماری طرف سے کوئی اعتراض نہیں ہوگا۔ شکریہ

چودھری سرفراز افضل: جناب سپیکر! میں وزیر موصوف کی توجہ دلانا چاہتا ہوں کہ میرے حلقے راولپنڈی میں بھی اسی طرح کیا گیا۔

22 Teaching and 28 Non-Teaching posts of Women Degree College for Women Rehmat Abad, Rawalpindi, dated 29-01-2009.

جناب سپیکر: نہیں، کوئی supplementary question ہے تو وہ کریں۔

چودھری سرفراز افضل: جناب سپیکر! میں وزیر موصوف سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ آپ ہمیں یہ بتائیں کہ یہاں پر ہمارے سامنے جو اعداد و شمار پیش کئے جا رہے ہیں، جو اوپر سے نیچے اور نیچے سے اوپر جا رہے ہیں، جو پیسا approve ہو چکا ہے، approve letters ہو چکے ہیں تو ان کے فنڈز کیوں نہیں جاری کئے گئے؟

جناب سپیکر: بات سنیں، بات سنیں۔ (قطع کلامیاں)

میں کہتا ہوں بات سنیں۔ آپ supplementary question کیجئے، تقریر کی اجازت نہیں ہو گی Thank you very much. (قطع کلامیاں)

بیٹھ جائیں۔ میں کہتا ہوں آپ بیٹھ جائیں۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمن رانا: جناب سپیکر! اگر ممکن ہے تو اس سوال کو pending کر دیا جائے اور ڈیپارٹمنٹ کو ٹائم دیا جائے کہ اس کا ٹھیک جواب submit کر دیں۔

جناب سپیکر: جواب تو pending نہیں ہو گا۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمن رانا: جناب سپیکر! لیکن پھر ٹائم دیجئے کہ اس کا جواب ٹھیک آئے تا کہ اس کے مطابق پھر supplementary questions کئے جائیں۔

جناب سپیکر: وزیر صاحب! اس سوال کا correct جواب لے کر انہیں satisfy کریں۔

وزیر تعلیم (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمن): جناب سپیکر! جیسے آپ کا حکم ہو گا۔ یہ جو figures چاہ رہے ہیں یہ exact figures بالکل ان کو مل جائیں گے۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمن رانا: جناب سپیکر! آپ نے کیا فیصلہ دیا؟

جناب سپیکر: وہ کہہ رہے ہیں کہ میں اس کی تفصیلات لے کر آپ سے رابطہ کر کے آپ کو بتائیں گے۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمن رانا: جناب سپیکر! یہ مناسب نہیں ہوگا۔ یہ تفصیلات ہاؤس میں دی جائیں تاکہ سب دوست اس سے آگاہ ہو سکیں اگر ممکن ہو سکے تو میری گزارش کو قبول کر لیجئے کہ ہاؤس میں جواب آئے تو بہتر ہوگا تاکہ دوستوں کو اعتراض نہ ہو۔

وزیر تعلیم (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمن): جناب سپیکر! جیسے آپ حکم صادر فرمائیں گے۔

جناب سپیکر: آپ اس کا جواب کب تک دے دیں گے؟

وزیر تعلیم (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمن): جناب سپیکر! کل اس کا جواب دے دیں گے۔

جناب سپیکر: جی، کل جواب لے لیں گے۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! یہ بہت important issues ہیں۔ ابھی یہاں پر جتنے بھی questions پیش ہوئے ہیں honourable minister صاحب صرف یہ کہہ کر فارغ ہو جاتے ہیں۔۔۔

جناب سپیکر: محترمہ! یہ Question Hour ہے۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! یہ Question Hour سے related ہی ہے۔

جناب سپیکر: اگر تو آپ نے اسی طرح بات کرنی ہے تو کوئی فائدہ نہیں ہے۔

محترمہ سیمل کامران: پلیز، آپ بات سنیں۔ یہ سرکاری document ہے اس کو اتنا lightly نہ لیا جائے کہ اس کو یہ کہہ کر فارغ کر دیا جائے کہ محکمے کی طرف سے غلط جواب آیا ہے۔ آپ دیکھیں کہ یہ Constitution کی violation ہو رہی ہے، آپ پلیز اسے seriously لیجئے، میں یہ document آپ کی نذر کرنا چاہتی ہوں۔ اس کے جز (ب) میں لکھا ہوا ہے کہ "خادم اعلیٰ پنجاب کی ہدایت پر" یہ constitution کی کتاب میرے ہاتھ میں ہے میں اسے گھر سے نہیں لے کر آئی ہوں یہ Constitution of the Islamic Republic of Pakistan کے page 71 پر chapter 3 ہے، 'The Provincial Government'

جناب سپیکر: جی، آپ تشریف رکھیں۔ پڑھ لیں، آپ اپنے لئے پڑھ لیں، ٹھیک ہے۔ حسن مرتضیٰ صاحب! آپ question Number بولیں۔ (قطع کلامیاں)

محترمہ! اس کو درست کر رہے ہیں، کوئی بات نہیں۔ بھئی! ان کی تسلی کے لئے وزیر اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف کا نام لکھیں۔

محترمہ سیمل کامران: جی، ٹھیک ہے۔

جناب سپیکر: اگلا سوال سید حسن مرتضیٰ صاحب کا ہے۔ جی، شاہ صاحب!

سید حسن مرتضیٰ: سوال نمبر 141

محکمہ تعلیم چنیوٹ کے 2007 میں ٹرانسفر کئے گئے ملازمین کی تعداد و دیگر تفصیل

*141: سید حسن مرتضیٰ: کیا وزیر سکولز ایجوکیشن از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

ضلع جھنگ تحصیل چنیوٹ سال 2007 میں محکمہ تعلیم میں کتنے ملازمین کو ٹرانسفر کیا گیا، ٹرانسفر آرڈرز، تاریخ اور ڈیوٹی پر حاضر ہونے کی تاریخ فرداً فرداً بتائیں؟

وزیر سکول ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

محکمہ تعلیم ضلع جھنگ تحصیل چنیوٹ میں سال 2007 میں تبادلہ جات ملازمین کی تفصیل درج ذیل ہے۔

1۔ مردانہ معلمین / جونیئر کلرک مردانہ تحصیل چنیوٹ 47

(لسٹ ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔)

2۔ زنانہ معلمات تحصیل چنیوٹ کی 22

(لسٹ ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔)

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! انھوں نے تو یہ کہہ دیا کہ تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی ہے۔ میرے پاس تفصیل کی یہ کاپی موجود ہے۔ میں ہاؤس میں آ کر کیا اس ساری تفصیل کو پڑھ سکتا ہوں۔ اس میں یہ چاہے گانے لکھ دیں، چاہے شاعری لکھ دیں یا کوئی افسانہ لکھ دیں۔ اسے یہاں کیسے پڑھا جا سکتا ہے۔ میری یہ گزارش ہے کہ۔۔۔

جناب سپیکر: آپ میری بات سنیں۔ آپ اپنے یہ الفاظ واپس لیں کہ اس میں گانے لکھے ہوئے ہیں۔ آپ کیا کرتے ہیں؟

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ یہ ساری کاپی پڑھی نہیں جا سکتی۔ میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ جن ممبران کے سوالات سے متعلقہ تفصیل ہو تو انھیں کم از کم ایک دن پہلے سوالات کے ساتھ یہ تفصیل ملنی چاہئے۔

جناب سپیکر: متعلقہ ممبر صاحب کو بھی چاہئے کہ وہ آکر چیک کریں کہ میرے جوابات آگئے ہیں یا نہیں آئے۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! جب ہاؤس میں دوسرے کے سوالات تقسیم کئے جاتے ہیں تو تفصیل بھی اس ممبر کو مہیا کر دی جائے تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔

جناب سپیکر: شاہ صاحب! وقت ضائع نہ کریں۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! میں وقت ضائع نہیں کر رہا۔ میری گزارش یہ ہے کہ دوران ban تبادلے ہوئے ہیں۔ اگر یہ تبادلے کرنے ہی تھے تو ban کیوں لگایا جاتا ہے، اس کی کیا ضرورت ہوتی ہے، ban لگا دیا جاتا ہے اور تبادلے متواتر ہوتے رہتے ہیں اس کی کیا وجہ ہے؟

جناب سپیکر: آپ نشاندہی کریں۔ آپ particular case بتائیں۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! میں نے تو اپنا ضمنی سوال کیا ہے کہ ban کیوں لگایا جاتا ہے، کیا صرف ان لوگوں کے لئے ban لگایا جاتا ہے کہ جو وزیر اعلیٰ ہاؤس تک approach کر سکتے ہیں وہ تبادلے کروا لیں اور جن کی approach نہیں ہے وہ تبادلے نہ کروا سکیں؟

وزیر تعلیم (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! یہ انتظامی طور پر تو ہمیشہ سے چلا آرہا ہے کہ ban کے دوران جتنے بھی تبادلے ہوتے ہیں وہ وزیر اعلیٰ کی approval کے بعد کئے جاتے ہیں۔ یہ جس وقت کی بات کر رہے ہیں اس وقت نہ صرف محکمہ تعلیم میں ban تھا بلکہ overall ban لگا ہوا تھا۔

سیدہ ماجدہ زیدی: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، سیدہ ماجدہ زیدی صاحبہ!

سیدہ ماجدہ زیدی: جناب سپیکر! میرا پوائنٹ آف آرڈر ایجوکیشن سے متعلق ہے کہ جونیئر ماڈل سکول، وحدت کالونی سے کچھ طالبعلموں نے 08-2007 میں جماعت پنجم کے وظیفے کا امتحان دیا تھا۔ جس میں سید عون اور محمد حنیف نے وظیفے کا امتحان پاس کیا جس پر حکومت نے اعلان کر کے ان کے آرڈرز جاری کر دیئے لیکن دو سال ہو گئے ہیں ان بچوں کو وظیفہ نہیں مل سکا جبکہ حکومت پنجاب پوزیشن ہولڈروں کو تفریح کرانے کے لئے لاکھوں روپے خرچ کر رہی ہے۔ میں سمجھتی ہوں کہ یہ دہرا معیار ہے۔ مجھے اس کا وزیر تعلیم سے جواب چاہئے کہ یہ کب تک ان بچوں کو وظیفہ دے دیں گے؟

وزیر تعلیم (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! یہ آرڈرز کی کاپی مجھے دے دیں۔ میں انکوائری کروا لوں گا کہ وظیفہ کیوں نہیں دیا گیا۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے۔ اب وقفہ سوالات ختم ہوتا ہے۔

وزیر تعلیم (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! میں بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھتا ہوں۔

جناب سپیکر: بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھ دیئے گئے ہیں۔

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

(جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)

اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور اولڈ کیمپس کی مرمت کا مسئلہ

*1001: سیدہ بشریٰ نواز گردیزی: کیا وزیر ہائر ایجوکیشن از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور Old Campus میں مرمت کا کام آخری بار کب کروایا گیا تھا؟

(ب) کیا حکومت مذکورہ بالا یونیورسٹی کے Old Campus کو کسی دوسری جگہ منتقل کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو اس کی مرمت وغیرہ کا کام کب تک شروع کیا جائے گا؟

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) اسلامیہ یونیورسٹی بہاول پور اولڈ کیمپس میں مرمت کا کام آخری بار 14۔اکتوبر 2008 کو شروع ہوا اور 13۔اپریل 2009 کو ختم ہوا۔

(ب) اسلامیہ یونیورسٹی کے اولڈ کیمپس کو کسی دوسری جگہ منتقل کرنے کا کوئی ارادہ نہیں ہے۔ آئندہ مرمت کا کام مالی سال 10-2009 میں ضرورت کے مطابق کیا جائے گا۔

صوبہ پنجاب میں گورنمنٹ کے سکولوں اور کالجوں میں پرائیویٹ کمپیوٹر سنٹرز کی تفصیلات

*291: محترمہ عارفہ خالد پرویز: کیا وزیر سکولز ایجوکیشن از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ صوبہ پنجاب میں گورنمنٹ کے سکولوں اور کالجوں میں پرائیویٹ کمپیوٹر سنٹر بنائے گئے ہیں؟

(ب) لاہور میں جن گورنمنٹ کے سکولوں اور کالجوں میں پرائیویٹ کمپیوٹر سنٹرز بنائے گئے ہیں، ان کے نام، پرائیویٹ کمپیوٹر سنٹرز کے نام، ان کے مالکان کے نام مع رہائشی پتا جات اور جو مختلف کورسز کی فیس وصول کی جاتی ہے ہر ادارے کے مطابق علیحدہ علیحدہ تفصیل سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

(ج) اگر گورنمنٹ کے سکولوں اور کالجوں میں پرائیویٹ کمپیوٹر سنٹرز بنانے کے لئے حکومت پنجاب نے کوئی نوٹیفکیشن جاری کیا تھا تو اس کی کاپی ایوان میں فراہم کی جائے؟

(د) کیا یہ بھی درست ہے مذکورہ پرائیویٹ کمپیوٹر سنٹرز چلانے والے افراد 90 فیصد آمدن خود لیتے ہیں اور 5 فیصد ادارے کے حصہ میں آتی ہے؟

(ہ) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ پرائیویٹ کمپیوٹر سنٹرز کی انتظامیہ گورنمنٹ کے سکولوں اور کالجوں کی انتظامیہ سے ملی بھگت کرکے طلبہ وطالبات کو زبردستی ان کمپیوٹر سنٹرز میں داخلہ لینے کے لئے مجبور کرتی ہے؟

(و) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت ان پرائیویٹ کمپیوٹر سنٹرز کے مالکان کے خلاف کوئی ایکشن لینے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) یہ درست ہے کہ کمپیوٹر کی تعلیم دینے کے لئے C.P.P اور I.T پراجیکٹ کے تحت تعلیمی اداروں میں کمپیوٹر لیب قائم کرنیکی اجازت دی گئی تھی ان معاہدوں کی تجدید نہ ہوئی جس کی بنیاد پر یہ Labs ختم کر دی گئی ہیں۔ تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) C.P.P کے تحت سکولوں میں جو پرائیویٹ کمپیوٹر سنٹر قائم کئے گئے تھے وہ تمام 2005 سے بند کر دیئے گئے ہیں۔ تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔ اب کوئی پرائیویٹ کمپیوٹر سنٹر کسی سکول میں کام نہیں کر رہا۔

(ج) کمپیوٹر labs قائم کرنیکی اجازت دینے کے ضمن میں گورنمنٹ کی طرف سے جاری کردہ چٹھی کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) درست نہ ہے C.P.P معاہدہ کی روشنی میں پرائیویٹ کمپیوٹر سنٹر چلانے والے افراد 90 فیصد آمدنی خود لیتے تھے اور 10 فیصد ادارے کے حصے میں آتی تھی۔

(ہ) یہ درست نہ ہے۔

(و) تفصیلی جواب ضمن (ب) میں دیا جا چکا ہے پرائیویٹ اداروں کی طرف سے پبلک اداروں میں قائم کمپیوٹر labs تقریباً بند ہو چکی ہیں کیونکہ گورنمنٹ خود اب کمپیوٹر labs قائم کر رہی ہے چونکہ کوئی شکایت زیر کارروائی نہ ہے اس لئے ایکشن لینے کی بات غیر متعلقہ ہے۔

پی پی۔269 بہاولپور میں گرلز / بوائز ڈگری کالجز بنانے کا مسئلہ

*1032: ملک جہاں زیب وارن: کیا وزیر ہائر ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ پی پی۔269 بہاولپور میں کوئی گرلز / بوائز ڈگری کالج نہ ہے؟

(ب) کیا حکومت اس حلقہ کی عوام کی خاطر بوائز اور گرلز ڈگری کالج قائم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) درست ہے۔

(ب) حلقہ پی پی۔269 بہاولپور میں تین بڑی آبادیوں میں سے ہتھیجی اور ڈھور کوٹ محکمہ ہائیر ایجوکیشن کے نئے کالجز کے قیام کے لئے وضع کردہ طریقہ کار کے مطابق feasible نہ ہے، تاہم مبارک پور میں کالج کے قیام کا جائزہ لیا جا رہا ہے۔ اور محکمہ کے وضع کردہ طریقہ کار کے مطابق فیصلہ کیا جائے گا۔

حکومت پنجاب کے تعلیمی ادارے، این جی اوز کو سپرد کرنے کا معاملہ

*316: محترمہ عارفہ خالد پرویز: کیا وزیر سکولز ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ حکومت پنجاب کے تعلیمی ادارے این جی اوز کے سپرد کئے جاتے ہیں؟

(ب) اگر جواب اثبات میں ہے تو کس پالیسی اور کن قواعد و ضوابط کے تحت مکمل تفصیل سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) حکومت پنجاب شعبہ تعلیم اپنے زیر انتظام چلنے والے اداروں کا انتظام خود سنبھالے ہوئے ہے۔ البتہ پنجاب کے ضلع لاہور میں چند N.G.Os نے تعلیمی اداروں کے ماحول اور تعلیمی

معیار میں بہتری لانے میں مدد دینے کے لئے متعلقہ ضلعی حکومت سے ایک معاہدے کے بعد چند اداروں کو adopt کیا ہے۔

(ب) شعبہ تعلیم کا انتظام ضلعی سطح پر متعلقہ ضلعی حکومتوں کو devolve کیا گیا ہے متعلقہ ضلعی حکومت N.G.O کی مدد سے ان اداروں میں بہتری لانے کے لئے مقررہ شرائط پر ان اداروں کو N.G.Os سے adopt کرواسکتی ہے۔ یہ ادارے بدستور متعلقہ ضلعی حکومت کے زیر کنٹرول رہتے ہیں تاہم تدریسی عمل کی نگرانی adopt کرنے والی N.G.O کرتی ہے۔

پنجاب یونیورسٹی میں بیرون ملک سکالرشپ سے متعلقہ تفصیلات

*1041: ڈاکٹر زمرد یاسمین رانا: کیاوزیر ہائرایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ پنجاب یونیورسٹی نے اپنے بجٹ بابت سال 2008-09 میں بیرون ملک سکالرشپ کے لئے رقم دو کروڑ سے چار کروڑ کر دی ہے؟

(ب) بیرون ملک سکالرشپ کے حصول کا طریق کار اور میرٹ بیان فرمائیں؟

(ج) سال 2007-08 میں مذکورہ سکالرشپ پر بیرون ملک جانے والے طلبا کے نام، متعلقہ مضامین، ممالک اور سٹڈی کا دورانیہ بیان فرمائیں؟

وزیر ہائرایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) درست ہے۔

(ب) بیرون ملک سکالرشپ کے حصول کے لئے ٹیچرز /آفیسر کا انتخاب یونیورسٹی کی قائم کردہ اعلیٰ سطحی کمیٹی قانون وضوابط کے تحت میرٹ پر کرتی ہے۔ قانون وضوابط منسلکہ (الف) برائے ملاحظہ ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) سال 08۔2007 میں مذکورہ سکالرشپ پر بیرون ملک جانے والے طلبا کے نام، متعلقہ مضامین، ممالک اور سٹڈی کے دورانیہ کی تفصیل منسلکہ (ب) برائے ملاحظہ ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

شالامار ٹاؤن جی ٹی روڈ پر رجسٹرڈ وغیر رجسٹرڈ سکولز کی تعداد و دیگر تفصیلات

*404: محترمہ راحیلہ خادم حسین: کیاوزیر سکولزایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) شالامار ٹاؤن، سنگھ پورہ، باغبانپورہ، جی ٹی روڈ سے متصل لاہور میں کتنے پرائیویٹ سکولز ہیں جو غیر رجسٹرڈ ہیں؟

(ب) کیا حکومت غیر رجسٹرڈ سکولز کے خلاف کوئی قانونی کارروائی کا ارادہ رکھتی ہے؟

(ج) جن پرائیویٹ سکولز میں چھٹی سے دسویں کلاسز تک لڑکے اور لڑکیاں اکٹھی پڑھتی ہیں محکمہ ان کی انسپکشن کرتا ہے جن آفیسرز نے انسپکشن کی ان کے نام و عہدہ سے آگاہ کریں؟

(د) سنگھ پورہ اور باغبانپورہ میں پرائیویٹ سکولز میں تعینات تمام ٹیچرز کی تعداد مع عہدہ فراہم کی جائے، ان غیر رجسٹرڈ اور پرائیویٹ سکولز میں کام کرنیوالی ٹیچرز کو کس حساب سے تنخواہ دی جاتی ہے، تفصیل سے آگاہ کریں؟

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمن):

(الف) شالامار ٹاؤن، سنگھ پورہ، باغبانپورہ، جی ٹی روڈ سے متصل لاہور میں کل 14 سکول غیر رجسٹرڈ تھے جن میں سے 7 سکولز رجسٹرڈ ہو چکے ہیں۔ رجسٹریشن سکول کی کاپیاں ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہیں۔ 3 سکولز کی رجسٹریشن کے لئے درخواستیں جمع ہو چکی ہیں اور 4 سکولز بند ہو چکے ہیں۔ سروے رپورٹ ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) پرائیویٹ سکولوں کی رجسٹریشن ہو چکی ہے صرف تین سکولوں کے کیس زیر غور ہیں اور انہیں مکمل ہونے پر ان کی رجسٹریشن کر دی جائے گی اندریں حالات قانونی کارروائی کی ضرورت نہ ہے۔

(ج) گورنمنٹ rules کے مطابق پانچویں جماعت تک مخلوط تعلیم کی اجازت ہے جبکہ 6th تا 10th جماعت تک مخلوط تعلیم کی اجازت نہیں ہے۔ جو آفیسران سکولز کی انسپکشن کرتے ہیں ان ممبران کمیٹی کے نام کی لسٹ ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) کل 41 رجسٹرڈ سکولز ہیں جن میں تقریباً 410 ٹیچرز تعینات ہیں۔

عہدہ	ہیڈ ماسٹر / ہیڈ مسٹریس	B.Ed	FA/CT	Matric/PTC	U.T	ٹوٹل
تعداد	41	80	120	105	64	410
تنخواہ	4000-8000	3000-4000	2500-3000	2000-2500	1500-2000	

گورنمنٹ ڈگری کالج بھلوال کے مسائل

*1094: چودھری عامر سلطان چیمہ: کیا وزیر ہائر ایجوکیشن از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ گورنمنٹ ڈگری کالج بھلوال ضلع سرگودھا کی تعمیر کے لئے سابق حکومت کے دور میں ضلعی حکومت نے رقم مختص کی تھی اگر ہاں تو کتنی رقم مختص کی گئی تھی؟

(ب) کیا نئی عمارت کی تعمیر مکمل ہو گئی ہے، اگر نہیں ہوئی تو کتنے فیصد کام ہوا ہے اور کتنا بقایا ہے تعمیر کے لئے ٹھیکہ کس کو دیا گیا ٹھیکہ دار کا نام کیا ہے کیا ٹھیکہ دینے سے قبل ٹینڈر طلب کئے گئے؟

(ج) کیا نئی عمارت میں لیبارٹری کی تعمیر مکمل ہو گئی ہے اگر ہاں تو عملہ کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھی جائے اگر لیبارٹری کی تعمیر مکمل نہیں ہوئی اور نہ ہی عملہ تعینات کیا گیا ہے، تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) گورنمنٹ بوائز ڈگری کالج بھلوال ضلع سرگودھا کی عمارت 1967 میں تعمیر ہوئی تاہم مالی سال 05-2004 میں ڈسٹرکٹ گورنمنٹ سرگودھا نے کالج ہذا میں سائنس لیبارٹریز اور ملٹی پرپز ہال کی تعمیر کے لئے ایک سکیم منظور کی جس کا تخمینہ لاگت 15220200 روپے تھا۔ تاہم اس منصوبے کے لئے 3229300 روپے جاری ہوئے اور مالی سال 06-2005 تک خرچ ہو گئے۔

(ب) پرانے ہال کو گرانے کا کام مکمل ہو چکا ہے تاہم نئے ہال کی عمارت کی تعمیر کا کام ابھی تک شروع نہ کیا گیا ہے۔ سائنس لیبارٹریز کی دائیں طرف کی تعمیر کا کام 50 فیصد تک مکمل ہے۔ تعمیر کے لئے ٹھیکہ شبر رضا نقوی کو دیا گیا جو کہ گورنمنٹ کا منظور شدہ ٹھیکیدار تھا۔ ٹھیکہ سے قبل باقاعدہ ٹینڈر طلب کئے گئے۔

(ج) لیبارٹریز کی تعمیر کا کام نامکمل ہے ابھی تک صرف دائیں طرف کی تعمیر کا کام چھت تک مکمل ہوا ہے چونکہ ڈسٹرکٹ گورنمنٹ سرگودھا نے سکیم کے لئے فنڈز 06-2005 میں روک لئے تھے اس لئے باقی ماندہ تعمیری کام مکمل نہ ہو سکا۔ کالج میں سائنس ٹیچرز کی کل تعداد تین ہے یہ تینوں اساتذہ لیکچرار ہیں اور ان کے مضامین فزکس، کیمسٹری اور بائیولوجی ہیں۔ مزید برآں نان ٹیچنگ سٹاف کی تعداد پانچ ہے جن میں سے تین (3) لیکچرار اسسٹنٹ اور (2) لیبارٹری اٹنڈنٹس ہیں۔

پرائیویٹ تعلیمی اداروں کی جانب سے اپنی مرضی سے فیسیں بڑھانے کا مسئلہ

*446: میاں نصیر احمد: کیا وزیر سکولز ایجوکیشن از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ پرائیویٹ تعلیمی اداروں کے مالکان اپنی مرضی سے جب چاہیں فیسوں میں اضافہ کر لیتے ہیں؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ حکومت کی طرف سے پرائیویٹ تعلیمی اداروں پر ان کی فیسوں کے حوالے سے کوئی چیک نہ ہے، اگر چیک ہے تو تفصیل سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

(ج) اگر جز (الف) کا جواب درست ہے تو کیا حکومت کوئی ایسا اقدام اٹھانا چاہتی ہے کہ پرائیویٹ تعلیمی ادارے حکومت کی منشأ کے بغیر فیسیں نہ بڑھا سکیں، اگر نہیں تو اس کی وجوہات سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) یہ درست ہے کہ پرائیویٹ تعلیمی اداروں کے مالکان ٹیوشن فیس کا تعین از خود کرتے ہیں اور وقتاً فوقتاً اس میں اضافہ بھی کرتے رہتے ہیں۔

(ب) فی الحال حکومت کی طرف سے پرائیویٹ تعلیمی اداروں کے مالکان پر فیسوں کے تعین کرنے یا ان میں اضافہ کرنے کے بارے میں کوئی پابندی نہ ہے۔ تاہم وزیر اعلیٰ پنجاب نے پرائیویٹ سکولوں کے رجسٹریشن قوانین پر نظر ثانی کے لئے ایک ٹاسک فورس تشکیل دی ہے، جو ایسے تمام امور کا جائزہ لے رہی ہے۔

(ج) حکومت پنجاب ایسے قابل عمل اور مؤثر طریقہ کو رائج کرنے پر غور کر رہی ہے جو نجی شعبہ میں قائم سکولوں کے مالکان کے لئے بھی قابل قبول ہو اور جس سے طلباء طالبات کے والدین بھی مطمئن ہو جائیں جو کہ مندرجہ بالا ٹاسک فورس کے ریفرنس میں آتا ہے۔

جنڈیالی بنگلہ (میاں چنوں) گرلز و بوائز کالجز بنانے کا مسئلہ

*1122: رانا بابر حسین: کیا وزیر ہائر ایجوکیشن از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ جنڈیالی بنگلہ کے 25 کلو میٹر دونوں اطراف کوئی گرلز و بوائز کالج / ہائر سیکنڈری سکولز نہ ہیں؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ بچوں اور بچیوں کو مڈل اور ہائی سکول کلاسز کے بعد 25 سے 30 کلو میٹر تک سفر کر کے میاں چنوں یا وہاڑی کے کالجز میں داخلہ لینا پڑتا ہے؟

(ج) کیا حکومت جنڈیالی بنگلہ کے مقام پر بوائز و گرلز کالجز قائم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر ہاں تو کب تک، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) درست ہے۔

(ب) درست ہے۔

(ج) جنڈیالی بنگلہ کے مقام پر گرلز اور بوائز کالج کی تعمیر کے لئے ڈسٹرکٹ ایجوکیشن آفیسر (کالجز) کو محکمہ ہائر ایجوکیشن کی طرف سے ہدایات جاری کی جاچکی ہیں کہ وہ اس کی feasibility report تیار کرے۔ نیز بورڈ آف ریونیو کو درخواست کی گئی ہے کہ جنڈیالی بنگلہ کے مقام پر زمین مہیا کرے، زمین کی دستیابی کی صورت میں کالج کے قیام کے لئے مزید اقدامات کا آغاز کر دیا جائے گا۔

گورنمنٹ گرلز ماڈل ہائی سکول میاں چنوں کا قیام و دیگر تفصیلات

*727: رانا بابر حسین: کیا وزیر سکولز ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) گورنمنٹ گرلز ماڈل ہائی سکول میاں چنوں کب قائم ہوا تھا؟

(ب) اس وقت اس سکول میں بچوں کی تعداد کلاس وار فراہم کی جائے نیز ہر کلاس کے کتنے سیکشن ہیں؟

(ج) اس سکول کی عمارت کتنے کمروں پر مشتمل ہے نیز 2001 سے آج تک اس سکول میں کتنے کمرے کتنی رقم سے تعمیر کئے گئے؟

(د) کیا موجودہ عمارت سکول میں زیر تعلیم بچیوں کی تعداد کے مطابق کافی ہے؟

(ہ) کیا حکومت پنجاب ایجوکیشن سیکٹر ریفارم پروگرام کے تحت اس سکول کی تمام ضروریات کے فنڈز فراہم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) ضلع خانیوال تحصیل میاں چنوں کا گورنمنٹ گرلز ماڈل ہائی سکول 1953 میں قائم ہوا تھا۔

(ب) طالبات کی کلاس وار تعداد کی لسٹ ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) سکول ہذا کی عمارت 35 کمروں پر مشتمل ہے اور 2001 سے آج تک 3 عدد کمرے تعمیر کئے گئے ہیں جن کی لاگت مبلغ 1.693 ملین ہے۔

(د) عمارت کافی نہ ہے۔

(ہ) سکول کی ضروریات پورا کرنے کے لئے Accelerated Programmer کے تحت فنڈز مہیا کر دیئے گئے ہیں۔

راولپنڈی شہر کے گرلز / بوائز کالجز میں تبادلوں اور خالی اسامیوں سے متعلقہ معلومات

*1183: چودھری محمد ایاز: کیا وزیر ہائر ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) راولپنڈی شہر میں گرلز و بوائز کالجز کے نام اور جگہ کی تفصیل بتائیں؟

(ب) 18۔فروری 2008 سے 15۔جون 2008 تک ان کالجوں میں جن کے تبادلے ہوئے ان کے نام، عہدہ، گریڈ اور کالج کی تفصیل بتائیں نیز کتنے تبادلہ جات ملازمین کی اپنی درخواست پر ہوئے اور کتنے محکمہ کے افسران کی مرضی سے ہوئے؟

(ج) ان کالجوں میں خالی اسامیوں کی تفصیل عہدہ اور گریڈ کالج وار فراہم کی جائے؟

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) راولپنڈی شہر میں لڑکوں کے چار کالج ہیں اور لڑکیوں کے 18 کالجز ہیں جن کی تفصیل (Appendix-I) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) 18۔فروری 2008 سے 15۔جون 2008 تک ان کالجوں میں تبادلے عہدہ، گریڈ اور کالج کی تفصیل (Appendix-II) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے نیز کتنے تبادلہ جات ملازمین کی اپنی درخواست پر ہوئے اور کتنے محکمہ کے افسران کی مرضی سے ہوئے ان کی تفصیل بھی (Appendix-II) میں درج ہے۔

(ج) ان کالجوں میں عہدہ، گریڈ اور کالج وائز خالی اسامیوں کی تفصیل (Appendix-III) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

جلال پور پیر والہ ملتان ڈی ڈی ای (ایف) کے دفتر میں قائم مانیٹرنگ سیل کی کارکردگی

*812: محترمہ ثمینہ نوید (ایڈووکیٹ): کیا وزیر سکولز ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) جلالپور پیروالا ضلع ملتان میں سکولوں کی چیکنگ کے لئے کل کتنی مانیٹرنگ ٹیمیں بنائی گئی ہیں؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ مانیٹرنگ پر مامور اہلکاران غیر حاضر اساتذہ اور دیگر عملہ کے متعلق بذریعہ مانیٹرنگ سیل ڈی ڈی ای او ایف کے دفتر میں رپورٹ کرتے ہیں؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ تمام اساتذہ کی مکمل تنخواہ ان کے اکاؤنٹ میں آتی ہے؟

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ غیر حاضر پائے جانے والے اساتذہ اور دیگر عملہ سے ڈی ڈی ای او ایف دفتر کے اہلکاران و افسران نقد 350روپے فی غیر حاضری پے ریفنڈ کروانے کے نام پر بغیر رسید کے وصول کرتے ہیں اگر ہاں تو کس قانون اور ضابطے کے تحت 350روپے نقد وصول کئے جاتے ہیں، ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

(ہ) جنوری2005 سے جون2008 تک جو لوگ غیر حاضر پائے گئے ان سے کتنی رقم pay refund کی مد میں وصول کی گئی اور کتنی رقم حکومتی خزانے میں جمع کروائی گئی ہے غیر حاضر پائے جانے والے اساتذہ اور دیگر عملہ کے نام ان سے وصول کی جانے والی رقم اور غیر حاضری کی تاریخ سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) تحصیل جلال پور پیروالا میں 4 اہلکاران مانیٹرنگ کے فرائض سرانجام دے رہے ہیں۔ ان کو مختلف areas ڈسٹرکٹ مانیٹرنگ آفیسر کی طرف سے تفویض کئے جاتے ہیں اور باہمی طور پر تبدیل ہوتے رہتے ہیں۔

(ب) یہ درست نہیں ہے۔ مانیٹرنگ اہلکاران اپنی رپورٹ ڈسٹرکٹ مانیٹرنگ افسر کے ذریعے وزیر اعلیٰ مانیٹرنگ سیل کو ارسال کرتے ہیں۔ جہاں سے یہ رپورٹ EDO(Education) کو بھیجی جاتی ہے پھر ڈسٹرکٹ ایجوکیشن افسر کے ذریعے متعلقہ ڈپٹی ڈسٹرکٹ ایجوکیشن افسر کو برائے ضروری کارروائی بھجوادی جاتی ہے۔

(ج) جی ہاں! یہ درست ہے کہ تمام اساتذہ کی مکمل تنخواہ ان کے اکاؤنٹ میں آتی ہے۔

(د) غیر حاضر پائے گئے اساتذہ اور اہلکاران ایلیمنٹری ایجوکیشن کو باقاعدہ شوکاز نوٹس دینے کے بعد قواعد کے مطابق کارروائی کی جاتی ہے۔ غیر حاضر ثابت ہونے پر چالان نمبرA-32 کے

ذریعے غیر حاضری والے دنوں کی بنیادی تنخواہ کے برابر رقم نیشنل بنک / خزانہ سرکار میں جمع کروائی جاتی ہے جس کا تمام ریکارڈ موجود ہے۔

(ہ) جنوری 2005 تا جون 2008 غیر حاضر پائے جانے والے اساتذہ و دیگر عملہ سے کل 22652 روپے بذریعہ چالان نمبر 32 حکومتی خزانہ میں جمع کروائے گئے ہیں تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

صوبہ پنجاب کے گرلز و بوائز کالجز میں لائبریرین کی خالی اسامیوں کو پر کرنے کا مسئلہ

*1290: جناب محمد محسن خان لغاری: کیا وزیر ہائر ایجوکیشن از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ صوبہ پنجاب کے 452 گرلز و بوائز کالجز میں لائبریرین کی 269 اسامیاں خالی ہیں؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ 1997 کے بعد صوبہ کے کسی بھی کالج میں کوئی بھی لائبریرین بھرتی نہیں کیا گیا؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ جس ملک میں لائبریریز کھلی رہتی ہیں وہ ملک ترقی کرتے ہیں؟

(د) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو حکومت پنجاب کالجز میں لائبریرین کی خالی اسامیوں پر کب تک لائبریرین بھرتی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) جی ہاں! یہ درست ہے کہ صوبہ پنجاب کے 425 گرلز و بوائز کالجز میں لائبریرین کی تقریباً 215 اسامیاں خالی ہیں۔

(ب) درست ہے

(ج) درست ہے۔

(د) لائبریرین کی بھرتی کے لئے ریکوزیشن برائے P.P.S.C تیار کی جارہی ہے جو جلد پبلک سروس کمیشن کو بھیج دی جائے گی تاکہ تمام خالی اسامیاں پر کی جاسکیں۔

ڈی ڈی ای او (ایف) جلال پور پیر والہ ملتان کے دفتر میں اساتذہ
سے فنڈز وصولی کی شکایات

*813: محترمہ ثمینہ نوید (ایڈووکیٹ): کیا وزیر سکولز ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ جلالپور پیر والا ضلع ملتان کے ڈی ڈی ای او (ایف) آفس میں تمام خواتین اساتذہ سے درج ذیل فنڈ وصول کیا جاتا ہے؟

1۔	بجٹ فنڈ	50روپے سالانہ
2۔	پے سلپ فنڈ	10روپے ماہانہ
3۔	تنخواہ کلیئر کروانے کا فنڈ	50روپے ماہانہ
4۔	آفس فرنیچر فنڈ	50روپے سالانہ
5۔	آفس کو چونا کروانے کا فنڈ	50روپے سالانہ

(ب) اگر درج بالا فنڈ وصول کئے جاتے ہیں تو کس قانون اور ضابطے کے مطابق، اگر کسی ضابطے کے تحت نہیں تو ایسے کلرک اور دیگر عملہ جو اس میں ملوث ہے، ان کے خلاف اب تک کیا کارروائی کی گئی ہے، اگر کوئی کارروائی نہیں کی گئی تو اس کی وجوہات سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) دفتر ڈپٹی ڈی ای او زنانہ جلال پور پیر والا میں خواتین اساتذہ سے کسی قسم کا کوئی فنڈ وصول نہیں کیا جاتا۔

1۔ 50روپے سالانہ بجٹ فنڈ وصول نہیں کئے جاتے
2۔ پے سلپ فنڈ 10 روپے ماہانہ وصول نہیں کیا جاتا
3۔ تمام اساتذہ و دیگر عملہ کی تنخواہ AG آفس میں کمپیوٹرائزڈ ہے ان کے اکاؤنٹ میں جاتی ہے
4۔ آفس فرنیچر فنڈ وصول نہیں کیا جاتا
5۔ آفس کو چونا کروانے کا فنڈ وصول نہیں کیا جاتا

(ب) کوئی کلرک یا دیگر عملہ کسی قانون اور ضابطے کے مطابق کسی قسم کا کوئی فنڈ اساتذہ سے وصول نہیں کر سکتا اور نہ ہی کبھی کسی اہلکار یا افسر نے کوئی فنڈ خواتین اساتذہ و دیگر عملہ سے وصول کیا ہے اگر کوئی فنڈ وصول کیا جاتا تو ملوث اہلکار کے خلاف قانون و ضابطہ کے مطابق کارروائی عمل میں لائی جاتی۔

کنٹریکٹ پر بھرتی لیکچرارز کی تنخواہ و سالانہ ترقی کا مسئلہ

*1303: محترمہ طلعت یعقوب: کیا وزیر ہائر ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ کنٹریکٹ پر بھرتی کئے گئے لیکچرارز کو بی ایس 17 کی بنیادی تنخواہ جو کہ 6210 روپے تھی پر حکومت نے گورنر کی منظوری سے رکھا تھا اور ان کی کارکردگی کو مدنظر رکھتے ہوئے ہر سال اضافی تنخواہ میں 465 روپے کا اضافہ کر دیا جاتا ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ کنٹریکٹ پر بھرتی کئے گئے ملازمین کو پینشن، جی پی فنڈ اور دیگر سہولتیں نہیں دی جاتیں؟

(ج) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ لیکچرارز کو نئے پے سکیل کے مطابق تنخواہ اور سالانہ ترقی دینے کے لئے تیار ہے، اگر ہاں تو کب سے اگر نہیں تو اس کی وجہ کیا ہے؟

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) یہ درست ہے کہ محکمہ ایجوکیشن نے گورنر صاحب کی منظوری سے تمام لیکچرار جو 2002 اور 2005 کے کنٹریکٹ پر کام کر رہے ہیں ان کو بنیادی سکیل 17 میں حاصل ہونے والی مراعات کا حامل قرار دیا ہے اور ہر سال ہونے والی انکریمنٹ کا اضافہ بھی کر دیا جاتا ہے، کنٹریکٹ بھرتی کی کاپی ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) درست ہے۔

(ج) کنٹریکٹ لیکچرار کو بنیادی پے سکیل 17 کے مطابق حکومت کی طرف سے وقتاً فوقتاً دی گئی مراعات حاصل ہیں۔

صوبہ پنجاب کی تعلیمی پالیسی و دیگر تفصیلات

*870: چودھری جاوید احمد (ایڈووکیٹ): کیا وزیر سکولز ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) حکومت پنجاب کی تعلیمی پالیسی کیا ہے؟

(ب) پنجاب کی تعلیمی پالیسی کب بنائی گئی اور کس نے بنائی؟

(ج) حکومت پنجاب طبقاتی نظام تعلیم کو بدلنے کے لئے کیا اقدامات اٹھا رہی ہے اور اس کے تعلیمی اہداف کیا ہیں اور کن کن علاقوں میں ترجیحاً کام کیا جا رہا ہے؟

(د) صوبہ پنجاب کے فرسودہ نظام تعلیم کو کب تک تبدیل کر کے مساوی اور بامقصد تعلیم کا ٹارگٹ پورا کیا جائیگا؟

(ہ) کیا یہ درست ہے کہ تعلیم کے شعبہ کو سکولز، کالجز، سپیشل ایجوکیشن اور لٹریسی جیسے شعبوں میں تقسیم کرنے سے بہتری آنے کی بجائے، انحطاط کا شکار ہوگیا ہے؟

(و) ضلع پاکپتن کے پرائیویٹ تعلیمی اداروں رجسٹرڈ یا غیر رجسٹرڈ کی تفصیلات سے آگاہ فرمائیں ان پرائیویٹ تعلیمی اداروں کی فیس کیا ہے، اس کی تفصیل مع نام ادارہ سے آگاہ فرمائیں، ان میں زیر تعلیم طلباء وطالبات کی تعداد کیا ہے؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمن):

(الف) تعلیمی پالیسی وفاقی حکومت بناتی ہے۔صوبہ پنجاب وفاقی حکومت کی طرف سے مرتب کردہ تعلیمی پالیسی پر عمل کرتا ہے۔تاہم حکومت پنجاب کی موجودہ تعلیمی پالیسی کوالٹی ایجوکیشن ہے جس کے تحت تعلیم کے شعبہ سے متعلقہ تمام امور کا جائزہ لینااور تعلیمی معیار میں بہتری اور تمام ایسے بچوں کو جو اس وقت سکول سے باہر ہیں ان کو سکولوں میں لانا شامل ہے۔

(ب) وفاقی حکومت کی طرف سے تعلیمی پالیسی 1998 سے 2010 ترتیب دی گئی ہے جس پر صوبہ پنجاب میں عمل کیا جارہا ہے تاہم اس تعلیمی پالیسی کو مرتب کرنے میں صوبہ پنجاب نے اہم اور مؤثر کردار ادا کیا۔

(ج) حکومت پنجاب طبقاتی نظام تعلیم کے خلاف ہے اور یکساں نظام تعلیم رائج کرنے کی خواہاں ہے۔تاہم اس پر بتدریج ہی عمل کیا جا سکتا ہے تاکہ یہ لاکھوں طلباء طالبات جو مختلف نظام تعلیم کے تحت تعلیم حاصل کر رہے ہیں تبدیلی سے متاثر نہ ہوں تعلیمی نظام میں بہتری کے لئے اقدامات کئے جارہے ہیں۔عوامی نمائندگان کی سربراہی میں ایلیمنٹری تعلیم اور دیگر شعبوں میں اصلاحات تجویز کرنے کے لئے ٹاسک فورسز قائم کر دی گئی ہیں جو نظام تعلیم میں اصلاحات تجویز کرنے کے لئے حکومت کو سفارشات پیش کریں گے۔

(د) پورے تعلیمی نظام کو فرسودہ کہنا درست نہ ہوگا۔تاہم تعلیمی نظام کو جدید تقاضوں کے مطابق لانے کے لئے مؤثر اقدامات کئے جارہے ہیں جبکہ تعلیمی شعبہ میں بھی یہ on going process ہے۔

(ہ) حکومت نے کام کے زیادہ پھیلاؤ اور بہت زیادہ حجم کے پیش نظر اور کارکردگی بڑھانے کے لئے اسے مختلف شعبوں میں تقسیم کیا ہے۔ حکومت کے اس اقدام سے مختلف شعبوں کی کارکردگی میں بہتری پیدا ہوئی ہے۔

(و) ضلع پاکپتن میں اس وقت کل پرائیویٹ تعلیمی اداروں کی تعداد 222 ہے جس میں سے 192 پرائیویٹ تعلیمی ادارے رجسٹرڈ ہیں اور 30 غیر رجسٹرڈ ہیں۔ پرائیویٹ تعلیمی اداروں کی طرف سے وصول کی جانیوالی فیسوں کی تفصیل اور ان کے نام ایوان کی میز پر رکھ دیئے گئے ہیں۔

سیالکوٹ، بجوات میں گرلز کالج کے قیام کا معاملہ

*947: محترمہ محمودہ چیمہ: کیا وزیر سکولز ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ سیالکوٹ کا علاقہ بجوات جو تقریباً 86 دیہات پر مشتمل ہے اور آج تک وہاں گرلز کالج کا قیام عمل میں نہیں آیا؟

(ب) کیا حکومت پنجاب گرلز کالج کے قیام کے سلسلے میں کوئی اقدامات اٹھانے کا ارادہ رکھتی ہے تو کب تک، اگر نہیں تو اس کی وجوہات سے معزز ایوان کو آگاہ فرمائیں؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) درست ہے۔

(ب) 1996 میں علاقہ بجوات کے ایک رہائشی نے 40 کنال رقبہ برائے تعمیر گرلز کالج پھوکلیاں بطور عطیہ دیا رقبہ محکمہ تعلیم کے نام منتقل ہو چکا ہے۔ وفاقی حکومت نے حکومت پنجاب کو بذریعہ لیٹر نمبر PM,s sect U.O. No. (JS(P)/Misc/NA-III/7819/796/DS(NP-1) بوساطت ڈاکٹر فردوس عاشق اعوان وفاقی وزیر برائے خاندانی منصوبہ بندی حکومت پاکستان برائے تعمیر محترمہ بے نظیر بھٹو شہید خواتین ڈگری کالج کے قیام کے لئے 50:50 حصہ داری کی بنیاد پر رقم فراہم کرنے کی تجویز پیش کی ہے۔ اس ضمن میں ضلعی آفیسر تعلیم (کالجز) کے دفتر نے زمین کے کاغذات مع چٹھی نمبر 800 بتاریخ 28-03-09 محکمہ بلڈنگ کو بھجوائے ہیں تاکہ rough cost estimate تیار ہو جسے بعد ازاں PC-1 کی شکل میں محکمہ اعلیٰ تعلیم کے (criteria) کے مطابق تیار کر کے منظوری کے لئے پیش کیا جائے گا۔

ڈی ای او سیالکوٹ آفس میں درجہ چہارم کے ملازمین کی بھرتی کی تفصیلات

*975: جناب لیاقت علی گھمن: کیا وزیر سکولز ایجوکیشن از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) محکمہ تعلیم میں دسمبر 2007 تا حال کس کس دورانیہ کے لئے ملازمتوں پر پابندی رہی اور کب ختم ہوئی، پابندی لگنے اور ختم ہونے کے احکامات فراہم کریں؟

(ب) ڈی ای او (ایس ای) سیالکوٹ کے توسط سے مذکورہ بالا عرصہ کے دوران درجہ چہارم کے ملازمین کن کن تاریخوں کو بھرتی کئے گئے، نام، ولدیت سے آگاہ فرمائیں؟

(ج) مذکورہ بالا عرصہ کے دوران جن ملازمین درجہ چہارم کو نکالا گیا ان کے نام، ولدیت اور نکالے جانے کی تاریخ و جوہات بیان فرمائیں؟

(د) کیا یہ درست ہے کہ بوگس ریکارڈ کے مطابق جن ملازمین کو نکال دیا گیا، درحقیقت وہ کام کرتے رہے ہیں اور تنخواہیں بھی خزانے سے نکلتی رہی ہیں؟

(ہ) اگر جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت اس فراڈ کے ذمہ دار افراد کے خلاف کارروائی کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمن):

(الف) محکمہ تعلیم میں بحوالہ چٹھی نمبر SO(SE-IV)234-/2007 بتاریخ 07-01-2008 کو ملازمتوں پر پابندی لگی اور SOR-IV(S&GAD)10-1/2003 بتاریخ 03-02-2009 پابندی ہٹالی گئی۔ نوٹیفکیشن ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا ہے۔

(ب) 87 ملازمین درجہ چہارم بھرتی کئے گئے تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) بھرتی شدہ ملازمین میں سے کسی ملازم کو نہیں نکالا گیا۔

(د) جز (ج) کے جواب کی روشنی میں مزید وضاحت کی ضرورت نہ ہے۔

(ہ) جز (ج) کے جواب کی روشنی میں مزید وضاحت کی ضرورت نہ ہے۔

ستمبر 2007 سے تا حال ڈی ای او آفس سیالکوٹ میں بھرتی کی تفصیلات

*976: جناب لیاقت علی گھمن: کیا وزیر سکولز ایجوکیشن از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) دسمبر 2007 تا حال ڈی ای او (ایس ای) سیالکوٹ کے توسط سے بھرتی ہونے والے درجہ چہارم کے ملازمین کے نام، ولدیت، ڈومیسائل اور پتاجات فراہم کریں؟

(ب) اگر مذکورہ بھرتی سے قبل قواعد کے مطابق اخبار میں مشتہر کیا گیا تو اس کی نقل اگر مشتہر نہیں کیا گیا تو اس کی وجوہات بیان فرمائیں؟

(ج) کیا یہ درست ہے کہ امیدواروں کی درخواستوں کی وصولی کا اندراج دوران بین بھرتی کرنے کے لئے روزمرہ کے ڈاک رجسٹرڈ میں نہیں کیا گیا؟

(د) اگر جواب اثبات میں ہے تو درخواستوں کی وصولی کے لئے علیحدہ رجسٹر بنانے کی وجوہات بیان فرمائیں؟

(ہ) کیا حکومت اس بے قاعدگی پر ذمہ داران کے خلاف کارروائی کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) 87 ملازمین درجہ چہارم کے نام، ولدیت، ڈومیسائل اور پتاجات کی فہرست ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) بھرتی سے قبل قواعد کے مطابق اخبار میں اشتہار دیا گیا۔ جس کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) امیدواروں کی درخواستوں کی وصولی کا اندراج متعلقہ رجسٹر میں ہی کیا گیا ہے۔

(د) درخواستوں کی وصولی کے لئے علیحدہ رجسٹر نہ بنایا گیا ہے۔

(ہ) اگر بے قاعدگی کا کوئی مرتکب پایا گیا تو ان کے خلاف ضرور کارروائی عمل میں لائی جائے گی۔

نیا سکول کھولنے کے لئے دو کنال اراضی کی شرط نرم کرنے کا معاملہ

*1019: چودھری ظہیر الدین خان: کیا وزیر سکولز ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ حکومت کی پالیسی کے تحت نئے سکول کھولنے کے لئے کم از کم دو کنال زمین ہونا لازمی ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ صوبہ کے بڑے شہروں میں اراضی کی قیمت لاکھوں روپے فی کنال ہونے کی وجہ سے حکومت کو نئے سکول کھولنے میں کافی مشکلات کا سامنا ہے؟

(ج) کیا حکومت اس پالیسی میں نرمی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو وجوہات کیا ہیں؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) نئے پرائمری سکول کے اجراء کے لئے پہلے کم از کم دو کنال رقبہ کی کمیونٹی کی طرف سے مفت فراہمی کی شرط تھی۔ حکومت نے اب رقبہ کی تعداد میں کمی کر دی ہے۔ نئی پالیسی کے مطابق شہری علاقوں کے لئے کمیونٹی کو دس مرلہ سے ایک کنال تک مفت رقبہ فراہم کرنا ہوگا۔ جبکہ دیہاتی علاقوں کے لئے ایک کنال رقبہ مفت فراہم کرنا ہوگا۔ بشرطیکہ ایک کلومیٹر radius کے اندر دوسرا سرکاری سکول قائم نہ ہو۔

(ب) نئے سکول کے اجراء کے لئے حکومت نے مطلوبہ رقبہ میں کمی کر دی ہے۔ جس کی تفصیل اوپر ضمن الف میں بیان کر دی گئی ہے اگر کمیونٹی نئے سکول کا اجراء چاہتی ہے تو اسے مطلوبہ رقبہ فراہم کرنا ہوگا۔ تاہم ناگزیر حالات میں تعمیر کے منصوبہ میں زمین بازاری قیمت پر ایکوائر کی جاسکتی ہے۔

(ج) جواب اوپر دے دیا گیا ہے۔

پنجاب کے سکولز میں اساتذہ کی موجودہ و مطلوبہ تعداد کی تفصیلات

*1022: ڈاکٹر فائزہ اصغر: کیا وزیر سکولز ایجوکیشن از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ پنجاب میں پرائمری، مڈل، ہائی اور ہائر سیکنڈری سکولز میں اساتذہ کی تعداد کم ہے؟

(ب) اگر جواب ہاں میں ہے تو حکومت اساتذہ کی کمی کو دور کرنے کے لئے کیا اقدامات اٹھا رہی ہے؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) درست ہے۔

(ب) حکومت پنجاب ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ 34054 اساتذہ بھرتی کر رہی ہے، جو دو ماہ تک مکمل ہو جائے گی۔ پالیسی ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

گورنمنٹ گرلز ہائی سکول غازی آباد لاہور کینٹ کے مسائل

*1039: ڈاکٹر زمرد یاسمین رانا: کیا وزیر سکولز ایجوکیشن از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ علاقہ غازی آباد لاہور کینٹ میں واحد گورنمنٹ گرلز ہائی سکول ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ اس سکول میں داخل بچیوں کی تعداد 2500 سے زیادہ ہے، کلاس وار تعداد بتائی جائے اور سکول میں فرنیچر بھی بچیوں کی تعداد کے لحاظ سے کم ہے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ سکول میں منظور شدہ اسامیوں کی تعداد سے کہیں کم سٹاف کام کر رہا ہے کیا حکومت اس کمی کو پورا کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو وجہ بیان فرمائیں؟

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ اس علاقے کے واحد سکول میں اب تک کوئی بھی سائنس ٹیچر نہ ہے، جس کی وجہ سے بچیوں کو مجبور کیا جاتا ہے کہ آرٹس مضامین رکھیں یا پرائیویٹ سائنس ٹیچر معاوضے پر بلایا جاتا ہے جس کا خرچہ بچیوں سے وصول کیا جاتا ہے، کیا حکومت مذکورہ مسائل حل کرنے کا ارادہ رکھتی ہے تو کب تک؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) درست ہے۔

(ب) درست نہ ہے۔ سکول کی کل تعداد 1729 طالبات پر مشتمل ہے کلاس وار مندرجہ ذیل ہے۔

Class	I	II	III	IV	V	VI	VII	VIII	IX	X	Total
Enrollment	224	107	149	121	136	239	177	167	253	156	1729

فرنیچر کی کمی کو پورا کرنے کے لئے اس مالی سال میں اس سکول کے لئے پانچ لاکھ روپے رکھے گئے ہیں۔

(ج) درست نہ ہے۔ کیونکہ منظور شدہ اسامیوں کے مطابق سٹاف پورا ہے۔

(د) درست نہ ہے۔ سکول میں سائنس ٹیچر موجود ہے اور سائنس کی تعلیم باقاعدگی سے دی جا رہی ہے۔

گورنمنٹ گرلز پرائمری سکول برتھ شرقی میانی ضلع سرگودھا کے مسائل

*1073: محترمہ زوبیہ رباب ملک: کیا وزیر سکولز ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) گورنمنٹ گرلز پرائمری سکول گاؤں برتھ شرقی میانی تحصیل بھلوال ضلع سرگودھا میں طالبات کی تعداد کلاس وار کتنی ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ سکول ہذا صرف دو کمروں پر مشتمل ہے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ سکول ہذا میں باتھ روم تو ہیں مگر وہ ناقابل استعمال ہیں؟

(د) کیایہ بھی درست ہے کہ گاؤں میں بجلی موجود ہے مگر سکول ہذا میں بجلی نہیں ہے؟

(ہ) کیاحکومت پنجاب ایجوکیشن سیکٹرز ریفارمز پروگرام کے تحت سکول ہذا کے مذکورہ مسائل حل کرنے کاارادہ رکھتی ہے، اگر ہاں توکب تک، اگر نہیں تواس کی وجوہات کیاہیں؟

وزیر سکولزایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) طالبات کی تعداد کلاس وار مندرجہ ذیل ہے۔

ادنیٰ	اعلیٰ	دوئم	سوئم	چہارم	پنجم	میزان
22	11	10	09	05	06	63

(ب) جی ہاں! سکول ہذا میں 2 کمرے ہیں۔

(ج) سکول ہذا میں 2 لیٹرین موجود ہیں اور قابل استعمال ہیں۔

(د) جی ہاں! گاؤں میں بجلی ہے سکول ہذا میں بجلی نہ ہے۔

(ہ) تحصیل بھلوال ایجوکیشن آفس نے missing facilities کے ضمن میں مذکورہ سکول کی بجلی کی ڈیمانڈ کی ہے۔ بجلی کی فراہمی کے لئے بیس ہزار روپے مختص کر دیئے گئے ہیں پراسیس مکمل کرنے پر بجلی کابندوبست کر دیاجائیگا۔

گورنمنٹ بوائز پرائمری سکول برتھ مشرقی میانی ضلع سرگودھا کے مسائل

*1076: محترمہ زوبیہ رباب ملک: کیاوزیر سکولزایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) گورنمنٹ بوائز پرائمری سکول گاؤں برتھ شرقی میانی تحصیل بھلوال ضلع سرگودھا میں طالبعلموں کی تعداد کلاس وائز کتنی ہے؟

(ب) کیایہ بھی درست ہے کہ سکول ہذا صرف دو کمروں پر مشتمل ہے؟

(ج) کیایہ بھی درست ہے کہ سکول ہذا میں باتھ روم توہیں مگر وہ ناقابل استعمال ہیں؟

(د) کیایہ بھی درست ہے کہ گاؤں میں بجلی موجود ہے مگر سکول ہذا میں بجلی نہیں ہے؟

(ہ) کیاحکومت پنجاب ایجوکیشن سیکٹرز ریفارمز پروگرام کے تحت سکول ہذا کے مذکورہ مسائل حل کرنے کاارادہ رکھتی ہے، اگر ہاں توکب تک، اگر نہیں تواس کی وجوہات کیاہیں؟

وزیر سکولزایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) بوائز پرائمری سکول کی تعداد کلاس وار مندرجہ ذیل ہے۔

ادنیٰ	اعلیٰ	دوئم	سوئم	چہارم	پنجم	میزان
14	16	06	05	05	02	48

(ب) جی ہاں! سکول ہذا میں 2 کمرے ہیں۔

(ج) جی نہیں! سکول ہذا میں 2 باتھ روم موجود ہیں اور قابل استعمال ہیں۔

(د) گاؤں میں بجلی ہے لیکن سکول میں نہ ہے تاہم ہیڈ ماسٹر نے بجلی کنکشن کے لئے واپڈا کو درخواست دے رکھی ہے۔

(ہ) اس سکول میں صرف بجلی موجود نہ ہے متعلقہ ہیڈ ماسٹر نے ڈیمانڈ نوٹس کے لئے درخواست دے رکھی ہے جونہی ڈیمانڈ نوٹس موصول ہوگا سکول کونسل کے ذریعے سکول ہذا میں بجلی مہیا کر دی جائے گی۔

ضلع سرگودھا میں اپ گریڈ کئے گئے سکولوں کی تفصیل

*1099: چودھری عامر سلطان چیمہ: کیا وزیر سکولز ایجوکیشن از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع سرگودھا میں سال 2002 تا 2006 کتنے سکول اپ گریڈ کئے گئے، سکول کا نام اور مکمل تفصیل مہیا کی جائے؟

(ب) کیا اپ گریڈ ہونے والے سکولوں کی عمارات مکمل ہو گئی ہیں اگر ہوئی ہیں تو ہر سکول کی عمارت پر کتنی لاگت آئی ہے اور کیا تعمیر سے قبل ٹینڈر طلب کئے گئے تفصیل دی جائے؟

(ج) کیا اپ گریڈ ہونے والے سکولوں میں عملہ تعینات کر دیا گیا ہے، سکول وائز عملہ کی تعداد مع نام، عہدہ، گریڈ اور عرصہ تعیناتی کی تفصیل مہیا کی جائے؟

(د) اگر اپ گریڈ ہونے والے سکولوں کی عمارات مکمل نہیں ہوئیں تو کب تک مکمل ہو جائیں گی اور اب تک عمارتیں مکمل نہ ہونے میں کیا رکاوٹیں ہیں تفصیل سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) ضلع سرگودھا میں سال 2002 تا 2006، 156 سکولز اپ گریڈ کرنے کی منظوری دی گئی ہے ان سکولوں کے نام اور مکمل تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) اپ گریڈ ہونے والے 156 سکولوں میں سے 92 سکولوں کی عمارات مکمل ہو گئی ہیں۔ ہر سکول کی عمارت پر آنے والی لاگت اور ٹینڈر کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) ان میں سے 78 مدارس میں عملہ تعینات ہو چکا ہے اور 14 مدارس کی SNE منظوری کے مراحل میں ہے تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) جن 64 مدارس کی عمارات نامکمل ہیں ان کے فنڈز دستیاب ہیں اور DDSC کے ذریعے تخمینہ لاگت Revised کرنے کے بعد تعمیر کا کام جاری ہے۔ انشاء اللہ یہ عمارات جلد مکمل ہو جائیں گی۔ تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

سرکاری سکولز میں دو شفٹوں میں تعلیم کی فراہمی کی تفصیلات

*1104: محترمہ راحیلہ خادم حسین: کیا وزیر سکولز ایجوکیشن از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ سرکاری سکولز میں طلباء و طالبات کو دو شفٹوں کے ذریعے تعلیم فراہم کی جاتی ہے جن کے اوقات صبح اور دوپہر کے ہیں؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ سیکنڈ شفٹ کے طلباء و طالبات کو کافی دیر تک سکول میں بیٹھنا پڑتا ہے کیونکہ این جی اوز نے اپنی اجارہ داری قائم کرنے کے لئے سرکاری سکولوں پر قبضہ کیا ہوا ہے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ پرائیویٹ این جی اوز سرکاری فرنیچر، بجلی اور عمارت استعمال کر کے پرائیویٹ طلباء وطالبات کو وظیفے کے نام پر مختلف ریفریشر کورسز کرواتے ہیں؟

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ این جی اوز کی طرف سے ریفریشر کورسز کروانے کے لئے اعلیٰ حکام سے کوئی اجازت نہ لی گئی ہے اور نہ ہی کوئی ایسا حکم نامہ جاری ہوا ہے؟

(ہ) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت ان نام نہاد این جی اوز کے خلاف کوئی کارروائی کا ارادہ رکھتی ہے، تو کب تک اگر نہیں تو وجوہات بیان کی جائیں؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) یہ درست ہے کہ پنجاب کے چند اضلاع میں سیکنڈ شفٹ سکولوں کا اجراء کیا گیا ہے ان سکولوں میں طلباء وطالبات کو صبح اور دوپہر کے اوقات میں زیور تعلیم سے آراستہ کیا جاتا ہے۔ تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) یہ درست نہ ہے صبح کے وقت فرسٹ شفٹ سکول اور دوپہر کے وقت سیکنڈ شفٹ سکول اسی عمارت میں قائم ہیں جن میں الگ الگ شفٹوں میں طلباء وطالبات تعلیم حاصل کرتے ہیں دونوں شفٹوں کے الگ الگ اوقات مقرر ہیں ان سکولوں میں این جی اوز کا عمل دخل نہ ہے۔

(ج) یہ درست نہ ہے حکومت کے منظور شدہ پروگرام (C.P.P) کے تحت باقاعدہ منظوری کے بعد دوپہر کے سکولوں کے اجراء کی منظوری دی گئی ہے یہ ادارے سرکاری سکولوں کی عمارت اور فرنیچر وغیرہ سکولوں کے بند ہونے کے بعد استعمال کرتے ہیں بعض اضلاع میں N.G.Os اور دیگر پرائیویٹ اداروں نے سکولوں کو ضلعی حکومت کے ساتھ تحریری معاہدہ کے نتیجہ میں adopt کیا ہے۔ دو N.G.Os Intel Corporation اور C.A.R.E دوران تعطیلات موسم گرما بالترتیب اساتذہ کو کمپیوٹر کے استعمال کی ترتیب اور پیشہ ورانہ تربیت دیتے ہیں۔

(د) درست نہ ہے جزہذا کا جواب ضمن (ج) میں دیا جا چکا ہے۔

(ہ) جزہذا کا جواب ضمن (ج) میں دیا جا چکا ہے۔

لاہور میں شیلٹر لیس سکولز کی تعداد و دیگر تفصیلات

*1108: سیدہ بشریٰ نواز گردیزی: کیا وزیر سکولز ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) لاہور میں شیلٹر لیس سکولوں کی تعداد کتنی ہے اور یہ سکول کہاں کہاں واقع ہیں؟

(ب) ان شیلٹر لیس سکولوں کو عمارت فراہم کرنے یا ان کے عملہ کو دیگر تعلیمی اداروں میں کھپانے میں کیا رکاوٹیں ہیں؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) کل 25 سکولز ہیں تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) ان سکولوں میں سے کچھ سکولز مختلف سکولز میں شفٹ کئے گئے ہیں، جبکہ سٹاف کو دوسرے سکولوں میں تعینات کر دیا گیا ہے۔ کمشنر اور ڈی سی او لاہور کی ہدایت کے مطابق ان سکولوں کو عمارت / زمین مہیا کرنے کے لئے درج ذیل طریق کار وضع کیا گیا ہے۔

1- سرکاری زمین کی صورت میں صرف بلڈنگ کے لئے A.D.P میں سے بلڈنگ کی فراہمی

2- سرکاری جگہ کی عدم دستیابی کی صورت میں نزدیکی بوائز یا گرلز سکول میں بلاک تعمیر کر کے سکول کو عمارت کی فراہمی

3۔ کمیونٹی کی طرف سے زمین کے عطیہ کی صورت میں A.D.P میں بلڈنگ کی تعمیر

4۔ زمین کی خرید کر کے A.D.P میں بلڈنگ کی تعمیر

درج بالا طریق کار کے مطابق سروے مکمل کر کے اس سال کی 10-2009 A.D.P میں سکیمیں بنادی گئی ہیں اور اس سال تمام شیلٹر لیس سکولوں کی جگہ اور بلڈنگ مہیا کر دی جائے گی۔

گورنمنٹ ہائی سکول ملیار ضلع جہلم کے مسائل

*1148: جناب وسیم قادر: کیا وزیر سکولز ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ گورنمنٹ ہائی سکول ملیار تحصیل پنڈ دادنخان ضلع جہلم کی بلڈنگ ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہے؟

(ب) مذکورہ سکول کی بلڈنگ کی تعمیر کے لئے 2002 سے 2008 تک جو بھی فنڈز منظور ہوئے اس کی تفصیل فراہم کی جائے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ گورنمنٹ ہائی سکول ملیار میں سائنس ٹیچر نہیں ہے کیا حکومت سائنس ٹیچر سکول میں تعینات کرنے کا ارادہ رکھتی ہے تو کب تک؟

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ سکول میں میٹھے پانی کا انتظام نہیں ہے کیا حکومت سکول میں میٹھے پانی کا انتظام کرنے کا ارادہ رکھتی ہے تو کب تک؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) درست ہے۔ 1992 کے سیلاب میں سکول کی عمارت کو نقصان پہنچا۔ سکول کے کل گیارہ کمروں میں سے نو کمرے مرمت طلب ہیں۔ اس وقت ایک ہال، دو کمروں اور سائنس لیبارٹری کو کلاس روم کے طور پر استعمال کیا جا رہا ہے۔

(ب) سکول ہذا میں سائنس لیب کی تعمیر کے لئے 2004 میں 680000 روپے کے فنڈز جاری ہوئے اور مورخہ 05-01-21 کو کام مکمل ہوا۔ سال 09-2008 سکول میں سہولیات کی فراہمی فیز IV پنجاب ایجوکیشن سیکٹر ریفارم پروگرام میں شامل کر کے 6.650 ملین کا تخمینہ لگا کر DDC کی میٹنگ میں مورخہ 08-6-2009 منظوری ہو چکی ہے۔ administrative approval جاری ہونے پر جلدی کام شروع کر دیا جائے گا۔

(ج) یکم مئی 2009 سے ایک کوالیفائیڈ سائنس ٹیچر ہائر کر لیا گیا ہے۔ جسے فروغ تعلیم فنڈ سے تنخواہ دی جائیگی۔ یہ تقرری عارضی طور پر کی گئی ہے گورنمنٹ کی ہدایت کے مطابق نئی تقرریاں جلد مستقل طور پر ہو جائیں گی۔

(د) سکول کے علاقہ میں زیر زمین پانی کڑوا ہے کچھ فاصلہ پر میٹھے پانی کی سپلائی لائن گزر رہی ہے، وہاں سے نئی پائپ لائن بچھا کر میٹھے پانی کا انتظام کر لیا گیا ہے۔

پی پی۔9 راولپنڈی کے تعلیمی اداروں، بلڈنگز اور فنڈز سے متعلقہ تفصیلات

*1181: چودھری محمد ایاز: کیا وزیر سکولز ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) پی پی۔9 راولپنڈی، گرلز / بوائز پرائمری، مڈل، ہائی اور ہائر سیکنڈری سکول کہاں کہاں واقع ہیں؟

(ب) کون کون سے اپنی بلڈنگ میں اور کون کون سے کرایہ کی بلڈنگ میں چل رہے ہیں؟

(ج) مذکورہ سکولوں کو آخری گرانٹ کب اور کتنی فی سکول کس مقصد کے لئے فراہم کی گئی تھی؟

(د) کتنے سکول بغیر عمارات کے کام کر رہے ہیں؟

(ہ) کیا حکومت، پنجاب ایجوکیشن سیکٹر ریفارمز پروگرام کے تحت بغیر عمارات کے سکولوں کی عمارات تعمیر کرنے کے لئے فنڈز فراہم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر ہاں تو کب، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمن):

(الف) پی پی۔9 راولپنڈی میں واقع گرلز / بوائز پرائمری، مڈل، ہائی اور ہائر سیکنڈری سکول کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) فہرست (اے) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) فہرست (بی) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) ایسا کوئی سکول نہیں ہے۔ تمام سکول سرکاری یا کرایہ کی عمارت میں چل رہے ہیں۔

(ہ) بغیر عمارت کے کوئی سکول کام نہیں کر رہا ہے۔ البتہ جو سکول کرائے کی عمارت میں کام کر رہے ہیں زمین کی فراہمی پر ان سکولوں کی سرکاری عمارات تعمیر کی جا سکتی ہیں۔

ولید پبلک سکول مرید کے کلاس دہم کے طلباء کے داخلوں کا مسئلہ

*1193: محترمہ ماجدہ زیدی: کیا وزیر سکولز ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ولید پبلک سکول کالا خطائی تحصیل مرید کے ضلع شیخوپورہ میں واقع ہے اور اس سکول کی کلاس دہم کے (لڑکے اور لڑکیاں) جن کی تعداد تقریباً 45 ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ سال 08-2007 میں صرف 20 بچوں کا داخلہ بورڈ آف انٹرمیڈیٹ اینڈ سیکنڈری ایجوکیشن لاہور کو بھیجا گیا اور تقریباً 25 بچوں کا داخلہ نہیں بھیجا گیا؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ کلاس دہم کے سارے بچوں سے داخلہ فیس وصول کر لی گئی تھی؟

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ جن بچوں کا داخلہ نہیں بھیجا گیا ان کا تعلیمی سال ضائع ہو گیا؟

(ہ) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت ایسے پرائیویٹ سکولوں کے خلاف کارروائی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے تو کب تک، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) کالا خطائی تحصیل مرید کے ضلع شیخوپورہ میں ولید پبلک سکول نام کا کوئی ادارہ نہ ہے جبکہ مطابق ریکارڈ رانا ولید ماڈل سکول کالا خطائی ہے جو بطور مڈل / ایلیمنٹری سکول رجسٹرڈ ہے۔

(ب) درست نہ ہے۔ رانا ولید پبلک سکول ماڈل ایلیمنٹری سکول کالا خطائی ضلع شیخوپورہ مڈل تک رجسٹرڈ ہے۔ 25 پرائیویٹ طلباء نے جو کہ رانا ولید اکیڈمی میں زیر تعلیم تھے پرائیویٹ طور پر داخلہ فارم کی فیس بنک میں جمع کروائی تھی لیکن فارم بروقت جمع نہ ہونے کی وجہ سے پرائیویٹ طلباء امتحان نہ دے سکے۔

(ج) جز (ب) کے جواب کی روشنی میں مزید تفصیل کی ضرورت نہ ہے۔

(د) جز (ب) کے جواب کی روشنی میں مزید تفصیل کی ضرورت نہ ہے۔

(ہ) ای ڈی او ایجوکیشن شیخوپورہ نے رانا ولید ماڈل ایلیمنٹری سکول کالا خطائی شیخوپورہ سے دفتری نمبری 1836/G-I/09 مورخہ 21-04-2009 کو بچوں کے نہم و دہم کے داخلہ کے بارے میں وضاحت طلب کی جس کے جواب میں متعلقہ پرنسپل نے بتایا ہے کہ وہ رانا ولید اکیڈمی کے تحت نہم و دہم کے پرائیویٹ طلباء کو پڑھاتے ہیں بچے اپنا داخلہ خود ہی بھیجنے کے ذمہ دار ہوتے ہیں ادارہ نے صرف ان کی فارم بھیجنے میں مدد کی تھی۔

2002تا2007 میں پڑھا لکھا پنجاب کے لئے فنڈز کا استعمال

*1240: محترمہ طیبہ ضمیر: کیا وزیر سکولز ایجوکیشن از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ :-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ سال 2002تا2007 حکومت نے "پڑھا لکھا پنجاب" کے لئے فنڈز مختص کیا تھا تو سال وار فنڈز کی تفصیل بتائی جائے ؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ ان فنڈز کو بے جا اشتہاری مہم پر خرچ کیا گیا ہے جس سے اصل مقصد فوت ہو گیا؟

(ج) اشتہاری مہم پر ہونے والے خرچہ کی تفصیل بتائی جائے نیز مفت کتابوں اور سکول کی یونیفارم پر سال وار کتنے اخراجات ہوئے ؟

(د) اب تک کتنے طلباء وطالبات اس سکیم کے تحت مستفید ہوئے ؟

(ہ) کیا حکومت پڑھا لکھا پنجاب فنڈز میں پائی جانے والی بے ضابطگیوں اور فنڈز کے خرد برد کرنے والوں کے لئے کارروائی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے تو کب تک، نہیں تو کیا وجوہات ؟

وزیر ہائر ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) یہاں یہ وضاحت ضروری ہے کہ ایجوکیشن ریفارم پروگرام کا آغاز سال 2002 میں نہیں بلکہ سال 04-2003 میں حکومت پنجاب اور عالمی بنک کے مالی تعاون سے ہوا تھا۔ سال 04-2003 تا سال 08-2007 تک کے لئے حکومت نے پنجاب ایجوکیشن سیکٹر ریفارم پروگرام کے تحت کل 35888.10 ملین روپے مختص کئے تھے ان میں 22543.16 ملین ترقیاتی اور 13344.94 ملین روپے غیر ترقیاتی فنڈز کی ذیل میں آتے ہیں۔ تفصیل گوشوارہ (Annex-A) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) اس پروگرام میں تقریباً 15 کروڑ روپے سالانہ تشہیر/آگاہی مہم کے لئے مختص کئے گئے جس کا مقصد عوام الناس کو تعلیم کی اہمیت اور حکومت کی طرف سے فراہم کردہ سہولتوں سے آگاہی دینا تھا۔ تین سال کے دوران یہ رقم تقریباً 444303494 کروڑ روپے تشہیر/آگاہی مہم پر خرچ کی گئی۔ تشہیر/آگاہی مہم ایک کمیٹی کے زیر نگرانی چلائی گئی جو کہ سیاسی تشہیر کا موجب بھی بنی۔

(ج) سال 04-2003 سے لے کر سال 08-2007 تک تشہیری/آگاہی مہم کی مد میں 44 کروڑ 43 لاکھ 3 ہزار 494 روپے خرچ کئے گئے۔ سال 04-2003 سے لے کر سال

2007-08 تک اس مہم پر اٹھنے والے اخراجات اور مختص کردہ فنڈ کی تفصیل گوشوارہ(Annex B)ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔ پنجاب ایجوکیشن سیکٹر ریفارم پروگرام کے تحت صوبہ پنجاب کے سرکاری سکولوں میں داخل شدہ طلبا وطالبات کے لئے مفت درستی کتب کی فراہمی کا آغاز سال2004میں کیا گیا ہے۔ پہلے سال یعنی2004میں کچی سے پانچویں جماعت تک تمام طلبا وطالبات کو مفت درسی کتب فراہم کی گئیں۔ دوسرے سال یعنی2005میں کچی سے آٹھویں جماعت تک اور اس کے بعد اگلے سال سے کچی سے دسویں جماعت تک زیر تعلیم تمام طلبا وطالبات کو مفت درسی کتب کی فراہمی کا سلسلہ جاری ہے۔ سال2004سے لے کر سال2008تک اس سہولت سے استفادہ کرنے والے بچوں کی کل تعداد59859987ہے۔ جس کی تفصیل گوشوارہ(Annex-C)ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔ واضح رہے کہ پنجاب ایجوکیشن ریفارم پروگرام کے تحت بچوں کو سکول یونیفارم مہیا نہیں کی جاتی۔

(د) سال2004سے لے کر سال2008تک اس سہولت سے استفادہ کرنے والے بچوں کی کل تعداد58859987ہے۔ جس کی تفصیل(Annex-C)ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ہ) P.E.S.R.Pکے تحت فنڈز کا استعمال مکمل قواعد وضوابط کے مطابق ہوتا ہے۔ اس کے لئے ہر سال آڈٹ کیا جاتا ہے اور فنڈز کے استعمال میں کسی قسم کی بے ضابطگی یا خورد برد نہیں ہوئی ہے۔

غیر نشان زدہ سوال اوراس کا جواب

گورنمنٹ پرائمری سکول بستی مورن رحیم یار خان کی اپ گریڈیشن

89: مخدوم سید احمد محمود: کیا وزیر سکولز ایجوکیشن از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ گورنمنٹ پرائمری سکول بستی مورن تحصیل صادق آباد ضلع رحیم یار خان کافی عرصہ سے پرائمری سکول چلا آرہا ہے؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ مذکورہ سکول سے کئی کئی کلومیٹر دور تک کوئی مڈل اور ہائی سکول نہ ہے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ سکول اپ گریڈیشن کے معیار پر پورا اترتا ہے؟

(د) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ سکول کو اپ گریڈ کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو وجوہات بتائی جائیں؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) درست ہے۔

(ب) درست نہ ہے۔ مذکورہ سکول کے نزدیک تین کلو میٹر کے فاصلے پر گورنمنٹ ماڈل سکول صادق آباد، گورنمنٹ ہائی سکول اجمل باغ صادق آباد، پانچ کلو میٹر کے فاصلے پر گورنمنٹ مڈل سکول چک نمبر 145پی اور گورنمنٹ ہائی سکول چندرامی واقع ہے۔

(ج) درست نہ ہے۔ مذکورہ سکول اپ گریڈیشن کے معیار پر پورا نہ اترتا ہے۔

(د) مذکورہ سکول کے طلبا کی تعداد اپ گریڈیشن کے معیار سے بہت کم ہے اس کے نزدیک ترین مڈل اور ہائی سکول پہلے سے موجود ہیں۔ لہذا مذکورہ سکول اپ گریڈیشن کے لئے موزوں نہ ہے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! غلط جوابات دیئے جا رہے ہیں۔ مہربانی فرما کر کوئی ruling جلد از جلد دے دیں کیونکہ پچھلے ڈیڑھ سال سے متواتر غلط جوابات آ رہے ہیں اور آپ ہر دفعہ کہتے ہیں کہ سختی سے نمٹا جائے گا۔

تحاریک استحقاق

جناب سپیکر: اب تحریک استحقاق لیتے ہیں۔ جناب محمد محسن خان لغاری کی تحریک استحقاق نمبر 39 ہے۔ جی، لغاری صاحب!

جناب محمد محسن خان لغاری: میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔ معاملہ یہ ہے کہ 2009-6-25 کو پنجاب کا پانی کم ملنے کے معاملے پر بیان دیتے ہوئے سینئر وزیر راجہ ریاض احمد نے فرمایا کہ میں یہ ensure کرتا ہوں کہ پنجاب کا ایک کیوسک پانی بھی کاٹا گیا تو میں ہاؤس میں استعفیٰ دے دوں گا۔ وزیر موصوف نے یہ بھی فرمایا تھا کہ پنجاب کا پورا پانی آج بھی مل رہا ہے اور کل بھی مل رہا تھا۔۔۔

جناب سپیکر: لغاری صاحب! آپ تھوڑا صبر کریں۔ سینئر منسٹر صاحب یہاں تشریف فرما نہیں ہیں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! کیا میں بولوں یا ان کا انتظار کرنا ہے؟

جناب سپیکر: بہتر تو یہی ہے کہ وہ آ جائیں اور آپ پھر بات کریں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! اتنے دن انتظار کر لیا ہے تو مزید انتظار بھی کر لیں گے؟

جناب سپیکر: جی، شیخ علاؤالدین صاحب!

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میں نے تحریک استحقاق کے بارے میں پرسوں گزارش کی تھی۔ آپ نے آج اس پر ہاؤس کو کچھ بتانا تھا۔ میں آپ کی توجہ صرف اس لئے چاہتا ہوں کہ تحاریک استحقاق اسی طرح آتی رہیں گی۔ آپ نے پرسوں بڑی مہربانی فرمائی تھی اور تحریک استحقاق کے بارے میں فرمایا تھا کہ میں اس کو چیمبر میں discuss کروں گا۔ کل وزیر قانون بھی تشریف لائے اور وہ معاملہ discuss کیا گیا۔

جناب سپیکر! میں یہ چاہتا ہوں اور آپ کو پتا ہے کہ شخصیات ادارے بناتی ہیں۔ یہ پورا ہاؤس آپ کو بہت sovereign دیکھنا چاہتا ہے۔ میرا تحریک استحقاق کے حوالے سے کوئی ذاتی مسئلہ نہیں ہے۔ میری کوئی تحریک استحقاق ہے اور نہ انشاء اللہ ہو گی لیکن میں آپ کو بہت powerful دیکھنا چاہتا ہوں۔ آپ صرف سیکشن 74 پڑھ لیں۔ وزیر قانون صاحب نے اس پر اپنے جن تحفظات کا اظہار کیا ہے میں اس سے agree کرتا ہوں۔ وزیر قانون صاحب کی سوچ بالکل positive ہے، فرض کریں کہ اگر writs 100 آتی ہیں اور alimony میں 80 فیصد writs خارج ہو جاتی ہیں تو 20 فیصد کو تو ریلیف ملتا ہے۔ میں یہ چاہتا ہوں کہ جو معزز ممبر آپ کو fax کے ذریعے یا کسی طرح اطلاع دے۔ میں دوبارہ پڑھ دیتا ہوں کہ آپ کو اختیار ہے۔

جناب سپیکر: آپ نہ پڑھیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! اس کے اندر جو لفظ "may" ہے وہ آپ کو پہاڑ سے زیادہ بڑے اختیارات دیتا ہے۔ آپ اس ہاؤس کی sovereignty کے لئے اسے کیوں استعمال نہیں کرنا چاہتے؟ یہ تمام ممبران اسی طرح تحاریک استحقاق دیتے رہیں گے اور کچھ نہیں بنے گا۔ میں آپ کو آج ایک اور بات بتاتا ہوں کہ تحریک استحقاق کے اوپر بات کرنے کے بعد مجھے ان دوستوں نے بھی فون پر کہا کہ علاؤالدین ہم تمہارا کام تو کرتے ہی ہیں تم نے ساری بیوروکریسی کو کہا ہے۔ اللہ ان کو سلامت رکھے

میرا کوئی ذاتی مسئلہ نہیں ہے لیکن جب میں اپنے بھائی اور خواتین اراکین کے واقعات سنتا ہوں تو مجھے تکلیف ہوتی ہے۔ آپ please ایسا کر دیں کہ جب آپ کے پاس کوئی تحریک استحقاق آئے تو آپ 24 گھنٹے کے اندر اندر اس کی کاپی متعلقہ آفیسر جس کے خلاف تحریک استحقاق آئی ہو، کو بھجوائیں کیونکہ پتا نہیں استحقاق کمیٹی کب ہوگی، نہیں ہوگی یا کیا کرے گی؟ خدارا! آپ اس ہاؤس کو sovereign بنائیں۔ میں صرف یہ چاہتا ہوں کہ آپ اپنی طاقت کو استعمال کریں، اس کا احساس کریں اور اس پر ruling دیں۔ میں آج آپ کو ایک اور بات بتا دوں کہ اگر آپ نے اپنے اس ہاؤس کا ساتھ نہ دیا تو تاریخ میں لکھا جائے گا۔ یہاں کبھی سر چھوٹو رام تھا جہاں پر آج میرے جیسا ناچیز بندہ آیا ہے اور آپ جیسے لوگ آئے ہیں۔ اس کے علاوہ اگر ایم این ایز اپنے لئے پلاٹس کا کوٹا مانگ سکتے ہیں تو ایم پی ایز کیوں نہیں مانگ سکتے؟ خدا کی قسم! مجھے پلاٹ نہیں چاہئے، میرے پاس لاہور میں بہت گھر ہیں لیکن اس ہاؤس کے بہت سے لوگ ایسے ہیں جن کا لاہور میں کوئی گھر نہیں ہے لہذا ان کو یہاں گھر بنانے کے لئے lease پر زمینیں ملنی چاہئیں۔ میں یہ بھی جانتا ہوں کہ یہاں بہت سے ممبر ایسے بھی ہیں جو پلاٹوں کے پیسے بھی نہیں دے سکیں گے اس لئے non transferable lands دی جائیں تاکہ وہ اپنا گھر بنا لیں۔ اس کے لئے زمینیں کہاں سے آئیں گی، میں بتا سکتا ہوں کہ زمینیں کہاں پر میسر ہیں اور مفت میسر ہیں۔ اس کے لئے ایم این ایز بات کر سکتے ہیں لیکن ہم نہیں کر سکتے۔ میں نے پرسوں اپنے بھائی راجہ ریاض صاحب سے بات کرنے کی کوشش کی تھی کہ دس ہزار حاجی آپ اور بھیج رہے ہیں، ہمیں پانچ پانچ حاجی کا کوٹا دے دیں مفت نہیں پیسوں سے دے دیں لیکن راجہ ریاض صاحب جلدی میں تھے، چلے گئے۔ خدا کے لئے ہاؤس کو sovereign بنائیں۔ میں اپنے ایسے بھائیوں کو جانتا ہوں جن کے پاس اتنے پیسے بھی نہیں ہیں کہ وہ اپنا گھر بنا سکیں، کیا ان کا لاہور میں گھر بنانے کا حق نہیں ہے؟ اللہ تعالیٰ نے آپ کو بڑے اختیارات دیئے ہیں اور میں آپ کو powerful دیکھنا چاہتا ہوں اسی لئے میں آپ کو بار بار کہہ رہا ہوں۔ شکریہ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: قوانین اور قواعد و ضوابط جس چیز کی مجھے اجازت دیتے ہیں وہ میں یقیناً کروں گا لیکن ان کے باہر میں نہیں جا سکتا۔

جناب اعجاز احمد خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

جناب اعجاز احمد خان: جناب سپیکر! لغاری صاحب نے تحریک استحقاق پیش کی تو اُس دوران سینئر وزیر راجہ ریاض صاحب کے حوالے سے آپ نے استفسار کیا تو میں نے گزارش کی کہ وہ ہاؤس سے باہر تشریف لے گئے ہیں لیکن جب وہ ہاؤس کے اندر تشریف لائے تو اُن کے ایک بازو پر کوٹ تھا۔ میں ان کا بہت احترام کرتا ہوں لیکن اس ایوان کا احترام سب شخصیات سے بلند و بالا ہے۔۔۔

جناب سپیکر: انہوں نے کوٹ پہن لیا ہے۔

جناب اعجاز احمد خان: جناب سپیکر! یہ dressing room نہیں ہے، ایک ایوان ہے اور ہمارا یہ role model ہے جس سے ہم نے بہت کچھ سیکھنا ہے۔ میں گزارش یہ کروں گا کہ آپ کی observation اس پر آئے کہ اس ہاؤس کے اندر کوئی بھی معزز رکن اپنے wearing apron کو تبدیل نہ کرے۔ اگر اس کو اس انداز میں کریں گے تو اس ہاؤس کا تقدس مجروح ہو گا۔

جناب سپیکر: جی، میں آپ کو بتاتا ہوں کہ کیا ہوا تھا۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، آپ تشریف رکھیں۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! یہ کوئی طریقہ نہیں ہے کہ اٹھ اٹھ کر ہم اس طرح criticize کریں۔ میں نے تو رانا صاحب کو کئی دفعہ دیکھا ہے کہ وہ اپنی جیب سے کنگھی نکالتے ہیں اور اپنی مونچھوں پر کنگھی کر رہے ہوتے ہیں۔ یہ کوئی dressing room نہیں ہے۔ واقعی آپ کو ان سب کو دیکھنا چاہئے، equal rules سب کے لئے ہوتے ہیں صرف راجہ ریاض صاحب کے لئے نہیں ہیں۔ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: اصل میں بات یہ ہے کہ راجہ صاحب کے متعلقہ بات تھی۔ جب ان کو پتا چلا کہ ہاؤس میں ان کے متعلقہ بات ہو رہی ہے تو پھر وہ تیزی سے آئے۔ اگر اس میں تھوڑی غلطی ہو گئی ہے تو اس کو چھوڑ دیا جائے۔ اب تحریک استحقاق کا وقت ہے۔ جی، لغاری صاحب! راجہ صاحب تشریف لے آئے ہیں اور رانا صاحب بھی بیٹھے ہیں، آپ اپنی تحریک استحقاق پڑھیں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! راجہ صاحب کا یہاں پر کپڑے بدلتے ہوئے آنا بھی ایسا ہے کہ وہ اس ایوان کو serious نہیں لیتے، غلط بیانیاں کرتے ہیں، ذاتی attack کرتے ہیں، ذاتی بد تمیزیاں کرتے ہیں۔۔۔

جناب سپیکر: No, No بد تمیزی کا لفظ آپ استعمال نہیں کر سکتے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: کیا وہ نہیں کرتے؟ آپ اس بات کے منصف ہیں۔

جناب سپیکر: نہیں، نہیں۔ ایسی بات نہیں کرتے۔ اگر کوئی بات کرتا ہے تو میں اس کا نوٹس لیتا ہوں۔ آپ اپنی تحریک پیش کریں۔

پنجاب کے نہری پانی کے حصہ میں کمی کے سلسلے میں غلط اعداد و شمار کی فراہمی

جناب محمد محسن خان لغاری: میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔ معاملہ یہ ہے کہ مورخہ 25-6-2009 کو پنجاب کو پانی کم ملنے کے معاملے پر بیان دیتے ہوئے سینئر وزیر راجہ ریاض احمد نے فرمایا کہ میں یہ ensure کرتا ہوں کہ پنجاب کا ایک کیوسک پانی بھی اگر کاٹا گیا تو میں ہاؤس سے استعفیٰ دے دوں گا۔ وزیر موصوف نے یہ بھی فرمایا تھا کہ پنجاب کو پورا پانی آج بھی مل رہا ہے اور کل بھی مل رہا تھا اور انہوں نے یہ دعویٰ بھی کیا تھا کہ پانی کی کمی اگلے دو دنوں میں پوری ہو جائے گی۔ لہذا کسی قرارداد کی ضرورت نہیں ہے تو اعداد و شمار لف ہیں جو جنوبی پنجاب کے پانی کی کٹوتی کا ثبوت ہیں جس سے ثابت ہوتا ہے کہ سینئر وزیر نے ایوان میں دانستہ طور پر غلط بیانی سے کام لیا ہے۔ جہاں تک ایک وزیر کے خلاف تحریک استحقاق منظور ہونے کا تعلق ہے تو اس سلسلے میں، میں آپ کی توجہ Punjab Assembly Decisions of the Chair 1947 to 1999 کے صفحہ نمبر 260 کی طرف مبذول کرانا چاہتا ہوں Ruling No. 234, 235 and 236 جس میں دانستہ طور پر غلط بیانی اور ہاؤس کو گمراہ کرنے کی صورت میں گزشتہ معزز سپیکر صاحبان نے اس کو استحقاق کے مجروح ہونے کی وجہ قرار دیا ہے جس سے نہ صرف میرا بلکہ اس ایوان کا استحقاق مجروح ہوا ہے۔ لہذا میری اس تحریک کو ایوان میں پیش کرنے کی اجازت دی جائے اور اسے باضابطہ قرار دیتے ہوئے مجلس استحقاقات کے سپرد کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، راناصاحب! آپ بات کریں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! محکمے کی طرف سے جو جواب موصول ہوا ہے وہ میں پڑھ دیتا ہوں۔ زیر بحث تحریک استحقاق کے سلسلے میں یہ واضح کرنا ضروری ہے کہ اِرسا پنجاب کے پانی کا حصہ دریاؤں میں موجود پانی کی دستیابی میں سے متعین کرتا ہے۔ اس سال جون کے مہینے میں دریائے سندھ اور کابل میں پانی کا بہاؤ بہت کم رہا اور 20 جون کو تربیلا ڈیم بھی خالی ہو گیا۔ چنانچہ اِرسا نے 20۔ جون 2009 کو پانی کی کمی کا جائزہ لیتے ہوئے صوبہ سندھ اور پنجاب کے لئے مندرجہ ذیل حصے متعین کئے۔ اس کی ساری تعداد کیوسکس میں دی گئی ہے جس میں پنجاب 39 ہزار 7 سو ہے، مقررہ حصہ 27 ہزار ہے اور اس کی ratio 32 فیصد ہے۔ اسی طرح سے ایک لاکھ 70 ہزار میں سے ایک لاکھ 16 ہزار ہے اور اس کی ratio بھی 32 فیصد ہے۔ پانی کی 32 فیصد کمی کو مناسب طریقے سے پنجاب کی نہروں میں تقسیم کر دیا گیا ہے۔ دریائے سندھ اور کابل میں پانی کی صورتحال 26۔ جون 2009 سے بہتر ہونا شروع ہو گئی ہے اور جنوبی پنجاب کی تمام نہریں آہستہ آہستہ 2۔ جولائی 2009 تک full supply یا ضروریات کے مطابق بڑھادی گئی ہیں۔ چنانچہ ارسا نے دریائے سندھ اور دریائے کابل کے دستیاب پانی میں سے صوبہ پنجاب کا صحیح حصہ مقرر کیا اور اس میں ایک کیوسک کی بھی کمی نہیں کی گئی۔ لہذا اس حوالے سے سینئر وزیر/وزیر آبپاشی راجہ ریاض احمد صاحب کا بیان بالکل درست تھا۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! میں نے اپنی تحریک کے ساتھ جو اعداد و شمار لگائے تھے اس میں محترمہ شازیہ مری کا بیان بھی تھا جو انہوں نے کراچی میں ارسا کی میٹنگ کے بعد دیا تھا۔ انہوں نے کہا تھا کہ تونسہ پنجند لنک کینال کا پانی کم اور اگر ضرورت پڑے تو بند کر کے سندھ کا پانی بڑھا دیا جائے گا۔ جب میں نے یہ تحریک استحقاق جمع کرائی تھی تو اس وقت یہ سارے ثبوت ساتھ لگائے تھے۔ تونسہ بیراج سے نکلنے والی تین نہریں ڈیرہ غازی خان کینال، مظفر گڑھ کینال اور تونسہ پنجند لنک کینال ہیں۔ تونسہ پنجند لنک کینال کے 14 ہزار کیوسک میں سے کاٹ کر 2 ہزار 900 کیوسک کر دیا، یہ اُس وقت کی بات ہے جب میں نے یہ بات اٹھائی تھی۔ 14 ہزار سے 2 ہزار کی کمی کیا منصفانہ ہوئی ہے؟ وزیر صاحب نے باقاعدہ صاف لفظوں میں یہ کہا تھا کہ اگر ایک بھی کیوسک کم ہوا تو میں استعفیٰ دے دوں گا۔ میں نے اپنی تحریک استحقاق کے ساتھ اسمبلی کی کارروائی کا ریکارڈ بھی لگایا تھا۔ جناب وزیر موصوف نے اُس دن بھی مجھ پر بہت سارے بہتان لگائے تھے۔ یہ جواب نہ دینے اور بات کو گول مول کر کے اس ہاؤس کو جلسہ گاہ بنا کر avoid کرنے والی بات ہے۔ آپ بار بار یہ دیکھ رہے ہیں اور اس بات کے شاہد ہیں کہ اسمبلی کے

اندر غلط جواب آ رہے ہیں۔ پچھلے پونے دو سال سے مستقل غلط جواب آ رہے ہیں اور ہر جواب پر بحث ہوتی ہے۔

جناب سپیکر: جی راجہ صاحب! ذرا تحمل سے ---(قہقہے)

سینئر وزیر/وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! واضح الفاظ میں لکھا ہوا ہے کہ پنجاب اور سندھ کا 32/32 فیصد حصہ ہے۔ انہوں نے یہ کہا تھا کہ کراچی میں ارسا کی جو میٹنگ ہوئی ہے اس میں پنجاب کا پانی کاٹ کر سندھ کو دیا گیا ہے۔ میں نے یہ کہا تھا کہ پنجاب کا پانی کاٹ کر سندھ کو نہیں دیا گیا۔ ارسا میں پنجاب، سندھ، سرحد اور بلوچستان کا نمائندہ ہے۔ اس کے علاوہ وفاق کا بھی ایک نمائندہ ہے۔ یہ پانچ آدمی بیٹھتے ہیں ان میں سے ایک چیئرمین ہوتا ہے اور پنجاب کا جو نمائندہ ہے وہ پنجاب کا دفاع کرتا ہے۔ میں نے اس دن بھی یہ کہا تھا کہ پنجاب کے نمائندے کے ذمہ یہ بات ہے کہ کسی جگہ پر ارسا ہمارے ساتھ زیادتی نہ کرے۔ ہمارا جو پنجاب کا ممبر ہے اس نے آج سے پانچ دن پہلے مجھے آ کر کہا کہ ایک میٹنگ منگل والے دن ہونی ہے اور چانس ہے کہ چیئرمین ارسا جو کہ ریٹائر ہو رہا ہے ہو سکتا ہے کہ سارے ممبرز مل کر پنجاب کے ساتھ زیادتی کریں۔ چونکہ ہر میٹنگ میں ہمارا پنجاب کا نمائندہ ہوتا ہے اور وہ پنجاب کے معاملات کی نگرانی کرتا ہے۔ میں نے اسی وقت وزیر اعظم صاحب کو لیٹر لکھا۔ وزیر اعظم صاحب کو فون کیا کہ ارسا کا چیئرمین ریٹائر ہو رہا ہے اس کو پابند کیا جائے کہ وہ ریٹائر ہونے سے پہلے کوئی فیصلہ نہ کرے۔ نیا چیئرمین جب آئے گا وہ اس پر میٹنگ کرے اور آپ سے منظوری لے اس کے بعد آپ اس معاملے کو دیکھیں۔ ہم ہر وقت اتنی احتیاط کرتے ہیں کہ پنجاب کے حصے کا ایک کیوسک پانی بھی ارسا کے rules سے باہر نہ جائے۔ میں نے اس دن بھی یقین دہانی کرائی تھی اور آج بھی کروا رہا ہوں کہ ارسا کے شیڈول کے مطابق پنجاب کا جو پانی ہے وہ پنجاب کو مل رہا ہے۔ جس دن نہیں ملے گا میں آپ کے ساتھ کھڑا ہو کر اس ہاؤس میں یہ بات کروں گا کہ پنجاب کا پانی آج کسی نے زبردستی لیا ہے۔ جب سے میں نے چارج لیا ہے آج تک ایک دن بھی پنجاب کا پانی ارسا کے شیڈول کے خلاف نہیں ہوا بلکہ شیڈول کے مطابق چل رہا ہے۔ جس دن نہیں چلے گا میں آپ سے وعدہ کرتا ہوں کہ اس دن میں یہاں پر کہوں گا کہ پنجاب کا پانی کسی نے زبردستی لیا ہے۔

جناب سپیکر! دوسری بات یہ کہ شازیہ مری صاحبہ نے جو بیان دیا تھا۔ میں نے انہیں فون کیا کہ آپ نے یہ بیان کس حوالے سے دیا ہے؟ انہوں نے مجھے کہا کہ میرے بیان کو جس طرح میں نے بات کی تھی میڈیا میں اس طرح نہیں چھپی۔ میں آپ سے معذرت چاہتی ہوں۔ میں نے کہا کہ اگر

آپ کا بیان حقیقت پر مبنی ہے تو ہماری اس پر reservations ہیں تو انہوں نے کہا کہ میں نے اس طرح بیان نہیں دیا۔ میں باہر نکلی تو میڈیا نے بات پوچھی۔ اگر وزیر آبپاشی بیان دیتا تو پھر تو بات تھی۔ یہ بیان شازیہ صاحبہ نے دیا ہے اور وہ کہتی ہیں کہ میں نے اس حوالے سے اس طرح بات نہیں کی بات اور کی تھی چھپ اور گئی۔ اس میں میڈیا نے یہ تاثر ظاہر کرنے کی کوشش کی کہ شاید پنجاب کا پانی کاٹ کر سندھ کو دیا گیا ہے۔ میں نے اس کی اس دن بھی تردید کی تھی، میں آج بھی تردید کرتا ہوں اور میں اپنے بھائی لغاری صاحب اور معزز اپوزیشن کے دیگر اراکین کو بھی یقین دلاتا ہوں کہ پنجاب کا پانی ہم کہیں نہیں جانے دیں گے۔ پنجاب کا حصہ ہمارے ہوتے ہوئے ایک کیوسک پانی بھی کوئی نہیں لے جا سکتا اور اگر کسی نے لینے کی کوشش کی تو اس میں کوئی اپوزیشن نہیں، کوئی حکومت نہیں ہم سب کا فرض بنتا ہے، اس پورے ہاؤس کا فرض بنتا ہے کہ ہم پنجاب کا دفاع کریں۔ میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ ہم پنجاب کا دفاع کریں گے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: جی، لغاری صاحب!

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! جس میٹنگ کے حوالے سے میں نے یہ پوائنٹ اٹھایا تھا اس میں ارسا کا پنجاب کا نمائندہ موجود نہیں تھا۔ آپ پرانا ریکارڈ چیک کر لیں۔ جہاں تک مجھے یاد پڑتا ہے کہ اس میٹنگ میں پنجاب کا نمائندہ موجود نہیں تھا۔ جہاں تک محترمہ شازیہ مری کے بیان کی بات کر رہے ہیں تو Associated Press of Pakistan جو کہ حکومت پاکستان کی آفیشل نیوز ایجنسی ہے یہ اس کی خبر ہے اور محترمہ شازیہ مری حکومت سندھ کی آفیشل ترجمان ہیں۔ یہی بات اگر اس طرح تھی تو راجہ ریاض صاحب اس دن یہی کچھ کہہ دیتے۔ اس دن تو انہوں نے میرے اوپر کیا کیا الزام لگائے۔ آپ اس چیز کے گواہ ہیں۔ میرا بات کرنے کا مقصد یہ ہے کہ It is not what he said but how he said it ان کے کہنے کا انداز، ان کی بدتمیزی والا ٹون، ان کی مجھے ذلیل کرنے کی کوشش کہ اس کی میں تذلیل کر لوں گا اور بات گھوم پھر جائے گی۔ میری اس کے خلاف تحریک استحقاق ہے اور ان کی غلط بیانی بھی ہے۔ میں نے ثبوت بھی لگائے ہیں۔ آپ جج کی حیثیت رکھتے ہیں، مہربانی کر کے میرے ثبوتوں کو لیں، اگر میرے ثبوت جھوٹے ہیں تو مجھے سزا دیں، اگر میرے ثبوت صحیح ہیں تو مہربانی کر کے اس کو استحقاق کمیٹی کے سپرد کریں۔ میں نے ثبوت لگائے ہیں، یہ ثبوت بھی لگائیں کہ وہاں پر ارسا پنجاب کے نمائندے نے یہ کہا ہے۔ کمیٹی میں ثبوت کے ساتھ ثبوت ٹکرائے گا تو پتا چل جائے گا۔ باقی انصاف میں آپ پر چھوڑتا ہوں، میں نے تو ثبوت دیئے ہیں یہ بھی ثبوت دیں کہ وہاں پر ارسا کا ممبر

تھا اس نے یہ کہا۔ جہاں تک مجھے یاد پڑتا ہے کہ بات پرانی ہے کیونکہ اسمبلی کا اجلاس اتنے اتنے دن نہیں ہوتا۔ وہاں پر ارسا کا نمائندہ نہیں تھا اور صدر زرداری صاحب نے میٹنگ بلا کر یہ فیصلہ کیا تھا۔ جناب! آپ منصف بنیں اور انصاف کا تقاضا پورا کریں۔

سینئر وزیر/وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! مجھے انتہائی دکھ ہے کہ میرے بھائی کو اگر میری کسی بات سے ان کے جذبات مجروح ہوئے ہیں تو میں معذرت چاہتا ہوں۔ اصل میں بات یہ ہے کہ [*********] میری زبان سے رک نہیں سکتا۔ (قہقہے)

جناب سپیکر: یہ الفاظ حذف کئے جائیں۔

سینئر وزیر/وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! میں ان سے معذرت چاہتا ہوں اور میں ان کو پورا یقین دلاتا ہوں کہ پنجاب کا حصہ کسی نے پہلے کاٹا ہے نہ کسی نے زبردستی پانی لیا ہے، مجھے دکھ اس بات کا لگتا ہے کہ زرداری صاحب پر خوامخواہ comment کیا جاتا ہے، وہ ہمارے اس ملک کے صدر ہیں۔۔۔

جناب سپیکر: نہیں نہیں۔ جو اس ہاؤس کا ممبر نہیں ہے اس کو comment نہ کریں۔

سینئر وزیر/وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! میں معزز صدر پاکستان کی بات کر رہا ہوں۔ یہ جب ان سے بات کو منسوب کرتے ہیں۔۔ (قطع کلامیاں)

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: محترمہ آپ تشریف رکھیں۔ جی، راجہ صاحب!

سینئر وزیر/وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! وہ اس ملک کے صدر ہیں۔۔۔

جناب سپیکر: صدر رہے ہیں، اب نہیں ہیں۔

سینئر وزیر/وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! آصف علی زرداری صاحب صدر ہیں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: آپ لغاری صاحب کی بات کر رہے تھے؟

* بحکم جناب سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

سینئر وزیر/ وزیرآبپاشی وقوت برقی (راجہ ریاض احمد): نہیں۔ جناب سپیکر! میں زرداری صاحب کی بات کر رہا ہوں کہ وہ صدر ہیں اور پاکستان پیپلز پارٹی، آپ بھی پیپلز پارٹی میں رہے ہیں۔ یہ چاروں صوبوں کی جماعت ہے اور ہم پنجاب، سندھ، سرحد اور بلوچستان کو ایک نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ پاکستان پیپلز پارٹی کسی محلے یا شہر کی جماعت نہیں ہے۔ ہمارے لئے چاروں صوبے ایک حیثیت رکھتے ہیں اور یہ پیپلز پارٹی کا کوئی کارکن، جناب آصف علی زرداری تو ہمارے شریک چیئرمین ہیں ہمارا کوئی کارکن بھی یہ نہیں سوچ سکتا کہ ہم کسی صوبے کے ساتھ زیادتی کریں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

یہ پنجاب ہمارا ہے آج بھی پنجاب سے پیپلز پارٹی کے 108 منتخب نمائندے یہاں اس ہاؤس میں موجود ہیں اور پنجاب کے ساتھ زیادتی کا پیپلز پارٹی تصور بھی نہیں کر سکتی۔ ہم پنجاب کے دفاع کے لئے یہاں پر موجود ہیں یہ ہماری آئینی، قانونی اور اخلاقی ذمہ داری ہے جو ہم پوری کرنے کے لئے دن رات محنت کر رہے ہیں، تیار ہیں اور میں اس معزز ہاؤس کو یقین دلاتا ہوں کہ پنجاب کا جب issue آئے گا تو پنجاب سے ہم تمام منتخب نمائندے اس پر احتجاج کریں گے۔

جناب محمد یار ہراج: جناب سپیکر! ہم نے پیپلز پارٹی کی صفائی مانگی تھی کہ وہ چاروں صوبوں کی جماعت ہے یا ملک کی جماعت ہے اور نہ ہی ہم نے اس بحث میں پڑنے کی بات کی تھی کہ لغاری صاحب کے خاندان کے کچھ افراد پیپلز پارٹی میں رہے یا نہیں؟

جناب سپیکر: وہ معذرت ہو گئی۔ آپ تشریف رکھیں۔

جناب محمد یار ہراج: جناب سپیکر! صرف ایک منٹ۔

جناب سپیکر:: جی۔

جناب محمد یار ہراج: اگر وزیر صاحب نے معذرت کرنی تھی تو جس طرح انہوں نے بات کی تھی۔ مجھے بڑی خوشی ہوئی کہ انہوں نے کہا کہ اگر میری بات سے ان کو کوئی مسئلہ ہوا تو میں معذرت چاہتا ہوں۔ اس کے بعد پھر یہ شروع ہو گئے [*******]---

جناب سپیکر: یہ الفاظ حذف ہو گئے۔ اس کے بعد معذرت پھر آئی ہے۔

---

* بحکم جناب سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

جناب محمد یار ہراج: جناب سپیکر! ہم نوٹ یہ کرانا چاہتے ہیں کہ آپ جیسے چاہیں اس مسئلے کو حل کریں۔ اس قسم کے ذاتی attacks جس طرح انہوں نے اس دن ذاتی attack کیا تھا اور جس طرح اس ایوان میں ہو جاتے ہیں تو ہمیں ان سے گریز کرنا چاہئے۔ آپ اس ایوان اور ہم سب کی عزت کے custodian ہیں۔ آپ watch out کریں اور آپ کرتے بھی ہیں۔ میں صرف یہ کہنا چاہتا ہوں کہ آپ اس مسئلے کو حل کریں اسے مزید طول نہ دیں۔ ہم نے پیپلز پارٹی کی صفائی نہیں مانگی تھی بلکہ ہم نے صرف ان کے رویے اور غلط بیانی کی بات کی تھی۔ آپ جیسے حل کرنا چاہیں وہ آپ کی صوابدید ہے۔ ہم صرف پوائنٹ آؤٹ یہ کرنا چاہ رہے ہیں کہ کوئی ممبر خواہ وہ حکومت کا ہو یا اپوزیشن کا کسی پر بھی ذاتی attacks نہیں ہونے چاہئیں اور اسے جھوٹا نہیں کہنا چاہئے اور کچھ نہیں کہنا چاہئے اور انہوں نے اس دن انہیں [***] کہا تھا۔

جناب سپیکر: میں نے وہ الفاظ حذف کروا دیئے تھے۔

جناب احمد یار ہراج: جناب سپیکر! انہیں آپ تنبیہ کر دیں۔۔۔

جناب سپیکر: نہیں، نہیں۔

جناب احمد یار ہراج: جناب سپیکر! ان میں مجھے بھی شامل کر لیں اور میں بھی موجود ہوں۔

جناب سپیکر: کسی بھی معزز ممبر کی تضحیک قابل برداشت نہیں ہے۔ فی الحال میں اس کی رولنگ reserve رکھتا ہوں۔ آپ اجلاس ختم ہونے کے بعد میرے چیمبر میں تشریف لائیں گے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! یہ سارے ثبوت تو پھر ضائع گئے ناں؟

جناب سپیکر: آپ میرے پاس تشریف لائیں تو میں پھر آپ کو بتاؤں گا۔ میں نے جو بات کی ہے وہ آپ کو سمجھ آنی چاہئے۔ میں رولنگ reserve رکھ رہا ہوں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! آپ اس کو pending کر لیں پھر۔

جناب سپیکر: رولنگ reserve رکھ رہا ہوں۔ آپ اس بات کو سمجھیں۔

جناب شیر علی خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

---

* بحکم جناب سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

جناب شیر علی خان: محسن لغاری صاحب کی تحریک کے جواب میں رانا ثناء اللہ صاحب نے یہاں ایک document پڑھا کہ تربیلا خالی ہو گیا ہے۔ یہ ذرا اس کی وضاحت کر دیں کیونکہ یہ پھر غلط بیانی یا غلط informaiton دی جا رہی ہے۔ تربیلا کیسے خالی ہو سکتا ہے؟

جناب سپیکر: کمی ہو گئی ہو گی، خالی نہیں ہوا ہو گا۔

سینئر وزیر/وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! میں اس کی وضاحت کرتا ہوں کہ وہ dead level تک آ گیا ہے، خالی نہیں ہوا۔

جناب سپیکر: چلیں correction کر لیتے ہیں۔

پوائنٹ آف آرڈر

سینیٹرز اور ایم این ایز کی طرح ایم پی ایز کو بھی حج کوٹا دینے کا مطالبہ

الحاج محمد الیاس چنیوٹی: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

الحاج محمد الیاس چنیوٹی: شکریہ۔ جناب سپیکر! میری گزارش ہے کہ جیسے سینیٹ اور قومی اسمبلی کے ممبران کو پانچ پانچ حاجیوں کا کوٹا ملتا ہے تو ہمارا بھی یہ مطالبہ ہے اور ہمارا بھی یہ حق بنتا ہے کہ صوبائی اسمبلی کے ممبران کو یہ دلوایا جائے۔ آپ ہمارے custodian ہیں اور آپ نے ہی ہماری جنگ لڑنی ہے، ایسے ہی ہمارا یہ پر زور مطالبہ ہے۔۔۔

جناب سپیکر: اگر میرے پاس یہ اختیارات ہیں تو میں انہیں استعمال کرتا ہوں لیکن میرے پاس یہ اختیارات نہیں ہیں تو پھر میں کیا کر سکتا ہوں؟

الحاج محمد الیاس چنیوٹی: جناب سپیکر! اس اسمبلی میں جو نووارد ہیں ان کا بھی یہ حق بنتا ہے کہ آپ انہیں لاہور میں پلاٹ دلوائیں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! پچھلے سال سینئر وزیر نے یہ commitment کی تھی کہ پانچ پانچ حاجیوں کا یہ کوٹا دلوائیں گے اور میری اس پر Assurance Motion جمع ہے جسے آپ متعلقہ کمیٹی کے سپرد نہیں کر رہے۔ پچھلے سال کی سینئر وزیر کی یہ commitment ہے اور میری

Assurance Motion بھی جمع ہے۔آپ وہاں پر سینئر وزیر کا دفاع کر رہے ہیں۔آپ وہاں پر بھی انہیں protect کر رہے ہیں۔(نعرہ ہائے تحسین)

ملک محمد وارث کلو: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

ملک محمد وارث کلو: شکریہ۔جناب سپیکر! جس طرح مولانا صاحب نے کہا ہے تو آپ اس ایوان کے custodian ہیں۔آپ نے اس اسمبلی کے total استحقاق کی حفاظت کرنی ہے۔یہ دو issues پچھلے سال سے چل رہے ہیں کہ پچھلی دفعہ جب ایم این ایز اور سینیٹرز کو 10/10 اور 15/15 پرائیویٹ حج کا کوٹا دیا گیا تھا تو آپ کو یاد ہو گا۔"یادش بخیر" یہاں وزیر موصوف نے statement دی تھی کہ اگلے سال اگر ہم یہ کوٹا اوپر دیں گے تو پنجاب اسمبلی میں بھی دیا جائے گا۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! یہ ریکارڈ کی بات ہے اور آپ ریکارڈ نکلوا کر دیکھ لیں۔

جناب سپیکر: آپ وزیر صاحب کی بھی سن لیں۔

ملک محمد وارث کلو: جناب سپیکر! میری دو تین باتیں ہیں پہلے آپ وہ سن لیں۔بات یہ ہے کہ ہماری پنجاب اسمبلی کے ساتھ آپ کے ہوتے ہوئے یہ سوتیلے پن والا سلوک ہو رہا ہے۔دوسری بات یہ ہے کہ جب وہاں تمام ایم این ایز کو پلاٹس دیئے جا رہے ہیں تو یہاں پر سارے لوگ ایسے ہی نہیں بیٹھے کہ جن کے ادھر گھر ہوں۔اگر یہاں ملٹری والوں کو گاؤں کے گاؤں دیئے جا سکتے ہیں تو جگہ دستیاب ہے ہمارے جتنے لوگ ہیں انہیں لیز پر دے دیں کیونکہ لاہور میں ملٹری نے پورے گاؤں کے گاؤں لے لئے ہیں۔اگر پلاٹس ایم این ایز کو ملیں گے تو آپ ایم پی ایز کو بھی لے کر دیں گے۔اس کے علاوہ یہ بات کرنا چاہتا ہوں کہ ایم این ایز اور سینیٹرز کو یہ کہا جاتا ہے کہ پارلیمنٹ کا کیا مطلب ہوتا ہے۔آپ constituency دیکھیں کہ پارلیمنٹ میں کیا ہوتا ہے؟ سینیٹ، قومی اسمبلی اور چاروں صوبائی اسمبلیاں مل کر پارلیمنٹ بنتی ہے اور جب پارلیمنٹ کے آدھے لوگ blue پاسپورٹ لے رہے ہیں، حج کوٹا لے رہے ہیں، پلاٹس لے رہے ہیں تو پنجاب اسمبلی کو اس طرح کی محرومیوں کا شکار کیوں کیا گیا ہے؟(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! آپ ہمارے custodian ہیں اور آپ نے یہ شفقت اور مہربانی کرنی ہے۔ان تینوں چیزوں سے متعلق لکھ کر ایک قرارداد آئے گی جسے آپ endorse کریں گے اور وہاں جائے گی کیونکہ اگر وہ لوگ عیش کر سکتے ہیں اور سارے مزے لے رہے ہیں تو ہمیں بھی دیں۔حقیقت یہ ہے کہ یہ

ہمارا استحقاق اور right ہے۔ آپ ہمارا یہ حق ہمیں لے کر دیں گے۔ ابھی وزیر صاحب بیٹھے ہیں تو ان سے پوچھیں کہ انہوں نے یہاں statement دی تھی یا نہیں کہ اگلے سال میں دلواؤں گا؟ شکریہ

جناب سپیکر: جی، راجہ صاحب!

سینئر وزیر/وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): شکریہ۔ جناب سپیکر! کلو صاحب میرے بھائی ہیں اور انہوں نے جذبات میں بڑی اچھی تقریر کی ہے۔ انہوں نے جو information لی ہے۔ پہلی بات یہ بتادوں کہ کسی ایم این اے کو پلاٹ نہیں دیئے جا رہے۔ یہ کوئی ثبوت لے آئیں جو جرمانہ آپ مجھے کریں گے میں وہ دینے کے لئے تیار ہوں۔ کسی ایم این اے کو پلاٹ نہیں دیئے جا رہے۔ جہاں تک حج کوٹا کا تعلق ہے تو میں نے بالکل یہ کہا تھا کہ اگلے سال اگر ایم این ایز کو کوٹا ملے گا تو پنجاب اسمبلی کے ایم پی ایز کو بھی وفاقی حکومت سے لے کر ہم دیں گے۔ اس کے بعد میری خورشید شاہ صاحب اور وزیر مذہبی امور جو آج کل بیمار ہیں، ان کے ساتھ میٹنگ ہوئی۔ میں نے انہیں کہا کہ میں اس سلسلے میں میٹنگ کرنا چاہتا ہوں تو انہوں نے مجھے خود call کیا اور خورشید شاہ صاحب نے وہ میٹنگ head کی اور اس میں یہ فیصلہ ہوا کہ آئندہ سال یہ جو حج کا سال ہے، کسی ایم این اے، کسی سینیٹر یا کسی ایم پی اے کا کوٹا نہیں ہوگا اور اس کوٹے کو ختم کر دینا ہے تاکہ کسی کو یہ اعتراض نہ ہو کہ وہ لے رہا ہے اور وہ نہیں لے رہا۔ جن لوگوں نے درخواستیں دیں قرعہ اندازی کے ذریعے ان کو ملے۔ یہ اگر ایم این ایز کو ملے تو میں assurance دیتا ہوں کہ پنجاب اسمبلی کے ممبران کو بھی ملیں گے اور اگر ایم این ایز کو نہیں ملتے تو پھر ہمیں کیسے مل سکتے ہیں؟ پلاٹ اور حج کوٹا ایم این ایز کو نہیں ملے گا۔ اگر ایم این ایز کو حج کوٹا ملا تو یہاں پر صوبائی اسمبلی کے ممبران کو بھی انشاء اللہ ضرور ملے گا۔

جناب سپیکر: راجہ صاحب! blue passport کی بھی بات کر دیں۔

سینئر وزیر/وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! آج انہوں نے بات کی ہے۔ میری اور رانا ثناء اللہ صاحب کی کمیٹی بنادیں ہم وزیر داخلہ سے مل لیں گے ان سے ہم request کریں گے۔

جناب سپیکر: جی، کمیٹی بنادی گئی۔ رانا ثناء اللہ صاحب اور سینئر وزیر راجہ ریاض صاحب دونوں کی کمیٹی بن گئی ہے۔ یہ اس بارے میں بات کر لیں گے پھر یہاں بتادیں گے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! آپ اپوزیشن والوں کو بھول گئے ہیں۔

جناب سپیکر: دیکھیں، یہ معاملہ فیڈرل گورنمنٹ کا ہے وہ ان سے discuss کر لیں گے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! جہاں پر بھی اسمبلی کی نمائندگی ہوگی وہاں پر اپوزیشن کا ہونا ضروری ہے اور یہی روایات ہیں۔ آپ باہر delegation بھیجتے ہیں اس میں بھی اپوزیشن کو نہیں بھیجتے اور آج یہاں کمیٹی بنا رہے ہیں اس میں بھی کوئی اپوزیشن کا ممبر نہیں ہے۔ ہم تھوڑے سے ہیں لیکن ہیں تو سہی، آپ ہمارے وجود کو قبول تو کریں۔

جناب سپیکر: مجھے یہ احساس ہی نہیں بلکہ یقین ہے۔ وہ affective افراد ہیں ان کی کمیٹی میں نے بنا دی ہے۔ میں ایک اور بات کرنا چاہتا ہوں کہ اگر کسی اور اسمبلی کو Blue Passport جاری ہوں اور اگر آپ کسی ایم پی ایز کے بارے میں مجھے ثبوت دیں گے تو میں یقیناً آپ کے لئے بھی ان سے ضرور ملوں گا، وزیراعظم صاحب سے ملوں گا اور متعلقہ منسٹر صاحب سے بھی ملوں گا۔ اگر آپ کے پاس ثبوت ہوں تو وہ مجھے دیجئے گا۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! آپ حکومت کی کمیٹی بنا رہے ہیں اسمبلی کی کمیٹی نہیں بنا رہے ہیں۔

جناب سپیکر: آپ کیا کرتے ہیں؟ جو ٹھیک ہو رہا ہوتا ہے اس کو بھی کہتے ہو کہ غلط ہو رہا ہے۔ میں نے کمیٹی بنا دی ہے اگر آپ کو کوئی اعتراض ہے تو وہ کر لیں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! آپ اپوزیشن کو ignore کر رہے ہیں۔

جناب سپیکر: میں نے وہ کرنا ہے جو affective ہو۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، رانا صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں voluntarily اپنا نام واپس لیتا ہوں آپ کمیٹی میں میری جگہ محسن لغاری صاحب کا نام دے دیں۔ محسن صاحب اور راجہ صاحب دونوں مل کر پتا کروا لیں گے۔

جناب سپیکر: پھر نتیجہ ہمارے سامنے ہے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! بات ہو رہی ہے اصول کی کہ جہاں پر بھی اسمبلی کی نمائندگی ہوگی۔۔۔

جناب سپیکر: آپ تمام حضرات تشریف رکھیں، no, no وارث کلو صاحب! No, I say no. آپ کیا کرتے ہیں؟ تحریک استحقاق کا وقت بھی آپ نے اسی طرح سے گنوا دیا۔ لغاری صاحب! آپ کیا چاہتے ہیں، کیا آپ وہاں جانا چاہتے ہیں؟

جناب محمد محسن خان لغاری: نہیں جناب سپیکر! میں نہیں جانا چاہتا۔ اگر آپ کہیں گے بھی تو میں نہیں جاؤں گا It is not a personal matter بات اصول کی ہے۔

جناب سپیکر: راجہ صاحب اور رانا صاحب! ہمارے اپوزیشن کے بھائی اصرار کر رہے ہیں۔

سینئر وزیر/وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! لغاری صاحب کو شامل کر دیں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! میں نہیں جاؤں گا۔

جناب سپیکر: نہیں، جس کو میں کہوں گا اس کو جانا پڑے گا میں اپوزیشن کی طرف سے جس کو کہوں گا اس کو جانا پڑے گا۔ لغاری صاحب! اس کمیٹی میں آپ بھی ممبر ہیں، آپ کو جانا پڑے گا۔ بس میری طرف سے یہ notify ہو گیا ہے۔

محترمہ نرگس فیض ملک: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی۔

محترمہ نرگس فیض ملک: جناب سپیکر! میں نے پوائنٹ آف آڈر پر پاسپورٹ کے حوالے سے بات کی تھی اور جناب سپیکر نے فرمایا تھا کہ راجہ صاحب کو اس بارے میں معلوم ہے پہلے آپ ان سے پوچھ لیں پھر وہ بعد میں ہاؤس میں جواب دے دیں گے۔ یہاں پر ہمارے ایک ممبر جمیل شاہ صاحب ہیں آپ سیکرٹری صاحب سے معلوم کر سکتے ہیں کہ ان کے پاس پاسپورٹ ہے۔ یہ کون سا criteria ہے کہ کسی ایک کے پاس ہو باقی کے پاس نہ ہو، تمام ممبرز equal ہیں۔ اگر کوئی illegal طریقے سے لیتا ہے تو وہ غلط بات ہے، چاہے وہ کوئی بھی ہو۔

جناب سپیکر: میرا خیال ہے کہ انہوں نے ممبر کی حیثیت سے نہیں لیا ہوگا۔

محترمہ نرگس فیض ملک: جناب سپیکر! ان کی تو کوئی حیثیت بنتی ہی نہیں ہے۔ سرکاری ملازم کے پاس ہوتا ہے یا پھر ممبر کے پاس ہوتا ہے آپ سیکرٹری صاحب سے پوچھ سکتے ہیں۔ دوسری بات یہ ہے کہ سندھ پارلیمنٹ کے سب ممبران کو مل گئے ہیں تو پھر پنجاب میں کیوں نہیں ہے؟ پنجاب آبادی کے لحاظ سے بھی سب سے بڑا صوبہ ہے اور ہر لحاظ سے بڑا ہے۔

جناب سپیکر: اس پر مکمل بات ہو چکی ہے، بس آپ چھوڑ دیں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! پچھلی دفعہ حج کوٹا کے حوالے سے بھی کمیٹی بنی تھی جس کا کچھ نتیجہ نہیں نکلا تھا۔ اس کی ایک بھی میٹنگ نہیں ہوئی، کہیں بھی نہیں گئے اسی لئے میں اس پاسپورٹ والی کمیٹی سے دست بردار ہوتا ہوں۔ پچھلی بار جو حج کوٹا کی کمیٹی بنائی گئی تھی اس کا ایک اجلاس بھی نہیں ہوا۔ وہ کہیں گئے اور نہ ہی کسی سے بات ہوئی۔

جناب سپیکر: اس کو چھوڑیں، اب جو بات ہو رہی ہے اس پر رہیں۔ محترمہ دیبا مرزا! آپ کی تحریک استحقاق ہے۔

محترمہ ساجدہ میر: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ!

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! ہم جمہوریت پر یقین رکھتے ہیں۔ ہم نے آمریت کے خلاف لڑائی لڑی ہے۔ یہ F.I.R میرے ہاتھ میں ہے۔ 150 ملازمین پر دفعہ 788(ت پ) لگائی ہے جن میں دو خواتین عمارہ اور بشریٰ بھی شامل ہیں۔ اگر اپنے حقوق کے لئے جلوس نکالنا اتنا بڑا جرم ہے تو پھر ہم کس جمہوریت کی جنگ لڑتے رہے ہیں، ہم کیوں جیلوں میں گئے ہیں اور ہم نے کیوں آمریت کے خلاف لڑائی لڑی ہے؟ یہاں پر لاء منسٹر صاحب بیٹھے ہیں، تھانہ گلبرگ غالب مارکیٹ میں یہ FIR درج کی گئی ہے، ان بے چارے ملازمین کے خلاف جو پنجاب حکومت کے سر پر ایک ادارہ چلا رہے ہیں، جو بچے پڑھتے نہیں ہیں ان کو skill training دیتے ہیں اور یوسف کمال کا ایک ڈرائیور جا کر دفعہ 788(ت پ) لگوا دے تو یہ سراسر ظلم ہے۔ ان کی انکوائری کی جائے اور اس F.I.R کو فوری طور پر ختم کروایا جائے۔

تحاریک التوائے کار

جناب سپیکر: اب تحاریک استحقاق کا وقت ختم ہوا۔ اب ہم تحریک التوائے کار لے رہے ہیں۔

جناب طارق محمود ساہی: جناب سپیکر! میں نے ایک تحریک استحقاق جمع کروائی ہے جو بہت ہی ضروری ہے۔

جناب سپیکر: اس کا وقت ختم ہو چکا ہے۔ اب کل بات کریں گے۔

جناب طارق محمود ساہی: جناب سپیکر! کل مجھے ٹائم ملے گا؟

جناب سپیکر: آپ کی باری آئے گی تو یقیناً ٹائم ملے گا ورنہ پھر اگلے دن پر چلا جائے گا۔ میں یہ وعدہ نہیں کر سکتا کہ کل لازمی باری آئے گی۔ ہو سکتا ہے کہ اگلے دن باری آ جائے۔

جناب طارق محمود ساہی: جناب سپیکر! یہ بہت اہم ہے۔ وہ تحریک نکال کر دیکھ لیں اس پر میری بات ضرور سنیں۔

جناب سپیکر: وہ ریکارڈ اب میرے پاس نہیں ہے۔ وہ نیچے چلا گیا ہے۔ جی، شیخ صاحب!

شیخ علاؤالدین: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں یہ تحریک التوائے کار پیش کرنے سے پہلے صرف ایک منٹ لوں گا۔

جناب سپیکر: شیخ صاحب! آپ کوئی اور بات کرنا چاہ رہے ہیں وہ میں نہیں سنوں گا۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میں relevant بات کروں گا۔

جناب سپیکر: اسی تحریک التوائے کار سے متعلقہ بات ہو گی اس کے علاوہ کوئی بات نہیں ہو گی۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! ابھی آپ نے مہربانی کی ہے اور فیڈرل گورنمنٹ سے بات کرنے کے لئے ایک کمیٹی بنائی ہے میں صرف یہ چاہتا ہوں کہ میرے پاس ثبوت ہے اور "Dawn" جیسے اخبار کی authentic news ہے کہ وہاں plots allocate ہو چکے ہیں میں چاہتا ہوں اسی کمیٹی کو کہہ دیں کہ وہ پلاٹ کی بات کر دیں اور خدا کی قسم مجھے پلاٹ نہیں چاہئے۔ آپ دیکھیں کہ 369 ممبرز آپ کے ساتھ ہیں اور 369 manpower آپ کے ساتھ ہے۔ 369 ہارس پاور پر تو بوئنگ (طیارہ) ہوا میں اڑ جاتا ہے۔۔۔

جناب سپیکر: شیخ صاحب! آپ اپنی بات کریں گے یا میری بات بھی سنیں گے ؟ کمیٹی میں شیخ علاؤالدین صاحب کا نام بھی شامل کیجئے ، یہ پلاٹ کے بارے میں جو بھی آپ کی باتیں ہیں ان کو assist کریں گے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! لیکن یہ بھی میں کہہ رہا ہوں کہ میں پلاٹ نہیں لوں گا ، یہ ریکارڈ پر لایا جائے کہ میں پلاٹ نہیں لوں گا اور میرے لئے پلاٹ حرام ہے۔

جناب سپیکر: جی، ٹھیک ہے۔

برطانیہ میں پاکستانی طالبعلموں کو دہشت گرد قرار دے کر گرفتار کرنا

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ حال ہی میں برطانیہ میں پاکستانی طالبعلموں کو برطانوی حکومت کے ایماء پر وہاں کی پولیس نے بلا ثبوت دہشت گرد قرار دے کر پکڑنا شروع کر دیا جبکہ حقیقت یہ ہے کہ انگلینڈ، آسٹریلیا، امریکہ اور کینیڈا کے بے شمار کالج اور یونیورسٹیاں صوبائی دارالحکومت کے فائیو سٹار ہوٹلوں میں اپنے اپنے اداروں میں داخلوں کے لئے اکثر اوقات مینا بازار بلکہ اتوار بازار لگاتے ہیں جو اصل میں سادہ لوح طالبعلموں اور ان کے والدین کو زندگی بھر کی پونجی سے فارغ کرنے کا طریقہ ہے۔ ایسے ایسے بروشرز اور پراسپیکٹس ایسی ایسی تصاویر کے ساتھ پیش کئے جاتے ہیں کہ جس نے نہ داخلہ لینا ہو وہ بھی پھنس جاتا ہے۔ The Times of London نے ان طالبعلموں کی گرفتاری پر حیرت انگیز انکشافات کئے ہیں۔۔۔

جناب سپیکر: پارلیمانی سیکرٹری برائے مذہبی امور و اوقاف (جناب افتخار احمد بلوچ) Be attentive please یہ بات درست نہیں ہے۔ دیکھیں! آپ اپنا مذاق خود اڑا رہے ہیں، بڑے افسوس کی بات ہے۔ دنیا آپ کو دیکھ رہی ہے اور آپ کیا کر رہے ہیں ؟ آپ کے پاس لابی ہے اگر آپ نے گپ شپ لگانی ہے تو ادھر جا کر لگائیں۔ جی،

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! شکریہ۔ I am personally grateful. جن کے مطابق برطانیہ کے ہوم آفس نے سینکڑوں ایسے نام نہاد کالجوں کا داخلہ دینے کی اجازت خود ہی دی جن کا اصل میں کوئی وجود ہی نہ تھا اور جن کو محکمہ کے ہوم آفیسرز نے کبھی دیکھا تھا۔ مانچسٹر میں قائم ایسے ہی کالج میں 100 پاکستانی طالبعلموں کو داخلہ دیا گیا جس کا کوئی وجود نہ تھا۔ برطانوی قانون کے مطابق ہر کالج و یونیورسٹی پر لازم ہے کہ وہ کسی بھی ایسے طالبعلم کی اطلاع جو غیر حاضر ہو فوراً ہوم آفس کو دے لیکن

خود برطانوی ہوم آفس ان کالجوں سے مل کر وہ سب کچھ کرتا رہا ہے جوان پاکستانی طالبعلموں اوران کے گھر والوں کے لئے پریشانی کا باعث بنا ہے اور ملک کی بد نامی بلاجواز ہو رہی ہے حالانکہ سب کیا دھرا خود برطانوی حکومت کا تھا۔

"The Times" مزید لکھتا ہے کہ ایک کالج ایسا ہے کہ جو صرف 50 پونڈ لے کر admission letter جاری کر دیتا ہے جس پر ویزا مل جاتا تھا۔ ایسے تمام کالج 2 سال بعد اپنی جگہ تبدیل کر لیتے ہیں۔۔۔

MR. SPEAKER: This is final for you, gentleman. I am very sorry. I am pointing out again and again. Nobody should eat anything while sitting in this honourble House. He should go out.

جی، شیخ صاحب!

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! اور نئی جگھوں پر نئے نام سے کام شروع کر دیتے ہیں۔ صرف 15 روز پہلے حکومتی اجازت سے ایسے پرکشش ناموں کے کالج جیسے ETON، Cambridge اور Oxford ہیں کھولے گئے ہیں۔ ان کالجوں میں نام نہاد داخلے کے بعد طالبعلموں کو حاضری کا دانستہ نہیں پوچھا جاتا اور سال کے خاتمے پر ایک ہزار پونڈ مزید لے کر انہیں completion course کا لیٹر تھما دیا جاتا ہے اور مزید ایک سال کے لئے داخلہ کا لیٹر جاری ہو جاتا ہے۔ یہ سب فراڈ عرصہ دراز سے برطانوی ہوم آفس اور حکومت کے علم میں ہے لیکن چونکہ یہ اربوں پونڈ کا بزنس برطانیہ کے مفاد میں ہے اس لئے وہاں کی حکومت اس سے چشم پوشی کرتی ہے۔ اب سوال یہ ہے کہ حکومت پنجاب کا محکمہ تعلیم کیا کر رہا ہے اور اس کی اجازت کے بغیر داخلوں کے یہ بینا بازار عین ان کی نگاہ کرم کے نیچے کیسے لگ سکتے ہیں، آخر محکمہ تعلیم پنجاب ان تمام اداروں کے سٹالز اور ان کے media میں اشتہارات کو monitor کیوں نہیں کرتا اور وہ لوگوں کو کیوں educate اور guide نہیں کرتے؟ لہٰذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر: جی، رانا صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس تحریک میں محترم شیخ علاؤالدین صاحب نے جس معاملے کی نشاندہی کی ہے یہ بالکل حقیقت پر مبنی ہے اور یہ واقعہ جس طرح ہوا ہے۔ انہوں نے کہا ہے کہ برطانیہ میں کچھ پاکستانی طالبعلم اس سلسلے میں پکڑے گئے اور وہاں پر کچھ ایسے

اداروں کا بھی انکشاف ہوا ہے کہ جن کا اس قسم کا کوئی infrastructure نہیں تھا کہ وہاں پر کوئی اس قسم کی تعلیم کی dispensation رہی ہو تو اب اس وقت برطانیہ میں بھی بڑے وسیع پیمانے پر اس قسم کے کالجز کو وہ sort out کر رہے ہیں، تقریباً سینکڑوں اس قسم کے اداروں کو بند کیا گیا ہے اور تقریباً بیس ہزار کے قریب figure بتائی جا رہی ہیں کہ اس کے قریب وہ لوگوں کو وہاں سے نکالنا چاہتے ہیں جو انہی اداروں کی بنیاد پر ویزے لگوا کر وہاں پر پہنچے ہوئے تھے۔اب یہ مسئلہ جس طرح سے شیخ صاحب نے فرمایا ہے اس کا ایک پہلو وہ سامنے لائے ہیں اور اس کا ایک پہلو اور بھی ہے کہ کچھ لوگ اس انداز سے وہاں جا کر اپنے حالات کو بہتر کرنے کے لئے محنت مزدوری کرتے ہیں اور ساتھ اگر پڑھائی کا موقع ملے تو وہ بھی کر لیتے ہیں ورنہ اپنے آپ کو شش کرتے ہیں کہ وہاں پر adjust کر لیں۔اب ان بیس ہزار لوگوں میں سے میں سمجھتا ہوں کہ کم از کم پندرہ سے سولہ ہزار ایسے لوگ ہوں گے جن کو واپس بھیجا جائے گا تو ان کے ساتھ بہت زیادتی ہو گی کہ اس بنیاد پر کہ وہ لوگ کسی نہ کسی طرح سے ویزہ حاصل کر کے وہاں پہنچتے ہیں، کم از کم بعض کیسز میں دس دس بارہ بارہ لاکھ روپیہ خرچ کر کے وہ لوگ وہاں پر پہنچے ہیں۔وہاں پر وہ مزدوری بھی کر رہے ہیں، کام بھی کر رہے ہیں اور ساتھ وہ اگر کوئی تعلیم کا سلسلہ ہے تو اس کو بھی جاری رکھے ہوئے ہیں۔اب حکومت پنجاب اور Interior Ministry کے درمیان رابطہ ہے۔پچھلے دنوں وزیر داخلہ رحمان ملک صاحب وہاں پر گئے بھی تھے اور اس سلسلے میں negotiation ہوئی ہے اور حکومت یہ چاہتی ہے کہ ان لوگوں کو کسی نہ کسی طرح معافی مل جائے اور وہ وہاں پر کچھ دیر stay کر لیں اور آئندہ کے لئے اس معاملے کو وہاں پر بھی کنٹرول کریں، اس قسم کے اداروں کو بند کریں اور پاکستان میں بھی اس سلسلے میں کوئی legislation ہونی چاہئے لیکن یہ punjab level پر نہیں ہو گی بلکہ یہ federal level پر ہو گی کیونکہ اگر یہ سلسلہ پنجاب میں بند ہونا ہے تو پھر سندھ، بلوچستان اور سرحد میں بھی بند ہونا چاہئے۔یہ all over the country ساری جگہوں پر ہونا ہے تو اس سلسلے میں یہ معاملہ highlight ہوا ہے اور یہ حکومت کے بھی نوٹس میں ہے۔اس سلسلے میں ہوم ڈیپارٹمنٹ بھی اور ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ بھی اپنی اپنی تیاری کر رہے ہیں جو نہی فیڈرل گورنمنٹ U.K کے ہوم ڈیپارٹمنٹ سے اس معاملے کو طے کر کے اس کے متعلق کوئی لائحہ عمل بناتی ہے تو انشاء اللہ تعالیٰ اس کے مطابق پنجاب حکومت عمل کرے گی اور میں اسی وضاحت کے ساتھ محترم شیخ صاحب سے چاہوں گا کہ اس کو مزید press نہ کریں کیونکہ اس میں کم از کم پندرہ سے بیس ہزار پاکستانیوں کا مسئلہ ہے جو وہاں پر

اس وقت ہیں اور ہم چاہتے ہیں کہ اگر وہ لوگ خواہ کسی بہانے سے چلے بھی گئے ہیں تو وہ وہاں پر adjust ہو جائیں اور آئندہ کے لئے اس میں جو برائی ہے اس کا تدارک ہو جائے۔

جناب سپیکر: جی، شیخ صاحب!

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میری بات سن لیجئے، آپ جو بھی کہیں گے میں وہی کروں گا۔ میں صرف یہ چاہتا ہوں کہ جیسے لاء منسٹر صاحب نے کہا ہے وہ بالکل ٹھیک ہے اس میں ہم سب پاکستانیوں کا یہ interest ہے کہ وہ وہاں عزت کی زندگی گزاریں۔ میں اس بات سے بالکل متفق ہوں اور میں اس کو press نہیں کر رہا لیکن میں ایک عرض کرنا چاہتا ہوں کہ یہ جتنے فائیو سٹار ہوٹل لاہور میں ہیں، یہاں پر یہ لوگ اگر اب کبھی داخلے کے سٹال لگائیں تو اس سے پہلے انہیں محکمہ تعلیم پنجاب سے NOC لینے کا پابند کیا جائے کہ کیا ان کے کالجز اور یونیورسٹیاں وہاں exist بھی کر رہی ہیں؟ بس ایک تو میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں، میں یہ retrospectively نہیں کہہ رہا لیکن میں یہ ضرور چاہوں گا کہ جو لوگ اس میں ملوث رہے ہیں جن کی یہ ڈیوٹی تھی کہ وہ دیکھیں کہ کیا یہ لوگ exist بھی کر رہے ہیں؟ وہ تو میرے بھائی محترم لاء منسٹر صاحب ایک چیز چھوڑ گئے انہوں نے باقی سب تو کہا کہ لوگوں نے کس طریقے سے وہاں کی شہریت لی۔ وہاں پر لوگوں نے جا کر مائیوں سے شادیاں بھی کیں اور اس طرح انہوں نے nationality حاصل کی۔ میں اس کو criticize نہیں کر رہا لیکن میں یہ ضرور چاہتا ہوں کہ آئندہ کے لئے یہ سلسلہ بند ہو جائے۔ آپ اس کو dispose of کر دیں۔

ڈاکٹر محمد اشرف چوہان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، ڈاکٹر صاحب!

ڈاکٹر محمد اشرف چوہان: جناب سپیکر! میں اس مسئلے پر اپنے محترم ممبران سے یہ گزارش کرنا چاہوں گا کہ میرا خیال ہے کہ وہ جو بات کر رہے ہیں وہ ہمارے اپنے ملک اور ہماری manpower کے خلاف ہے۔ ہمیں ان طلباء کو support کرنا چاہئے جو وہاں جاتے ہیں اور اپنا روزگار بناتے ہیں۔ میں ان کو دیکھتا ہوں اور یہ جن کالجوں کی بات کر رہے ہیں اس میں کافی زیادہ genuine students ہیں لیکن ان کے پاس پیسے نہیں ہوتے وہ کئی سال پڑھائی کے ساتھ ساتھ محنت مزدوری کرتے ہیں اور اپنا گزارا کرتے ہیں۔ اگر ہم نے اس پنجاب اسمبلی میں ان کے لئے کچھ کرنا ہے تو ہمیں ان طلباء کی مدد کرنی چاہئے اور ان کو وہاں rehabilitate کرنے کے لئے، جن کی وہاں آدھی تعلیم مکمل ہوئی ہے اور برطانیہ کی حکومت ان

کو نکال رہی ہے تو ہمیں برطانیہ کی حکومت پر زور دینا چاہئے کہ ان کی تعلیم مکمل ہو اور جو لوگ برطانیہ میں کام کر کے یا ملک سے باہر کام کر کے 7۔ارب ڈالر اس ملک میں بھیجتے ہیں ان میں آدھے لوگ اسی طریقے سے وہاں گئے ہیں اور دس پندرہ سال وہاں سٹوڈنٹ رہ کر ان کو اجازت مل جاتی ہے، ان کو شہریت ملتی ہے۔ میرے خیال میں شیخ صاحب کی بات ملکی مفاد کے خلاف ہے ان کو پوری بات سمجھ لینی چاہئے کہ یہ طلباء وہاں پر آپ کے ambassadors اور future investors ہیں اور اس ملک میں جو foreign remittance آ رہی ہے وہ بھی ان ہی کی وجہ سے آ رہی ہے۔

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! شیخ صاحب بہت معزز رکن ہیں اور بڑی اچھی باتیں کرتے ہیں لیکن دنیا کے کسی معاشرے میں عورت کو اس طرح سے نہیں پکارتے جس طرح انہوں نے آج پنجاب اسمبلی میں کہا ہے کہ "مائیں" مائی (My) کا مطلب تو "میرا" بھی ہوتا ہے لیکن یہ ایسی بات کرتے ہیں خدا کے لئے یہ پنجاب اسمبلی ہے ہم legislation کے لئے آئے ہیں اور پوری دنیا کی عورتوں کی نمائندگی کر رہے ہیں، ان کو ذرا سمجھائیں کہ عورتوں کے لئے کم از کم ایسے الفاظ استعمال نہ کیا کریں۔

جناب سپیکر: جی، نہ کیا کریں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! جو میرے بھائی نے بات کی ہے پہلے میں اس کا جواب دوں گا۔ آپ بالکل صحیح کہہ رہے تھے کہ لوگ توجہ سے نہیں سنتے۔ میری پوری تحریک التوائے کار کو یہ صاحب دیکھ لیں۔ میں انگلینڈ میں بھی رہتا ہوں پوری دنیا میں گھومتا ہوں اور ان کو remittances کا اتنا پتا نہیں ہو گا جتنا مجھے پتا ہے۔ میں الحمد للہ! سٹیٹ بنک کی طرف سے گورنمنٹ آف پاکستان کا ایجنٹ ہوں۔ میں ان کو بتانا چاہتا ہوں کہ میں نے ان کالجز اور یونیورسٹیوں کو جن کا کوئی وجود ہی نہیں ہے ان کو hit کیا ہے۔ مجھے پتا ہے کہ پاکستانی طالب علموں کا وہاں کیا حال ہوا ہے، یہاں ان کے parents کا کیا حال ہوا ہے اور یہ کہنا کہ میں ان کو support نہیں کر رہا۔ میرے سے زیادہ کون جانتا ہے میری کمپنی الحمد للہ! ڈیڑھ کروڑ ڈالر per month remittance دیتی ہے۔ الحمد للہ! with facts and figures کہتا ہوں۔ میں ڈیڑھ کروڑ ڈالر per month دیتا ہوں مجھے یہ remittance کا بتائیں گے اور وہ جو دوسری میری بہن ہیں میں ان سے کہوں گا کہ میں نے مائیوں کا ذکر ان گوریوں کے لئے کیا ہے جنہوں نے وہاں پاکستانیوں کو پھنسانے کے لئے باقاعدہ profession بنایا ہوا ہے۔ میں نے ان کی کوئی بات نہیں کی اور میرے کسی معاملے میں اور خاص طور پر ایسی بات میں کسی کو involve ہونے کی ضرورت نہیں جس کو

سمجھ نہ آتی ہو۔یہ پوری تحریک التوائے کار پڑھ لیں۔میں نے اپنے پاکستانی طالب علموں کوsupport کیا ہے، میں نے کوئی غلط بات نہیں کی۔یہ مجھےremittances کی بات نہ سمجھائیں۔

محترمہ ساجدہ میر: گوری ہو یا کالی ہو عورت، عورت ہوتی ہے۔

ڈاکٹر محمد اشرف چوہان: جناب سپیکر! سمجھنے کی بات نہیں ہے بلکہ آپ کے سمجھانے کی بات ہے اگر ان کی بات مان لی جائے تو پاکستان پہلا ملک ہوگا، جو اپنے ہی لوگوں کو باہر جانے سے روکے گا اور اپنے ہی ملک کیinvestment روکے گا۔ میرا خیال ہے یہ بات تو کر رہے ہیں کہ ان کو پتا تھا،ان کو آئیڈیا ہی نہیں ہے کہ وہ کیا بات کر رہے ہیں؟

جناب سپیکر: جی،وہ سمجھ گئے ہیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میری بات سنیں۔یہ میری بات کی غلطdeviation ہے۔ This is after thought and deviation. میں یہ کہہ رہا ہوں کہ ان کو ناجائز طریقے سے نہیں جانا چاہئے۔ میں یہ کب کہہ رہا ہوں کہ وہ نہ جائیں، میں تو خود ٹریننگ دلواتا ہوں،پتا نہیں کیا کیا کرتا ہوں۔ یہ مجھے سمجھا رہے ہیں۔آپ اس تحریک کو سن تو لیں،اس کو پڑھ تو لیں۔

ڈاکٹر محمد اشرف چوہان: شیخ صاحب! کیا پاکستانی طلباء ملک کے مفاد میں نہیں ہیں؟

محترمہ آمنہ الفت: پوائنٹ آف آرڈر۔

ڈاکٹر آمنہ بٹر: پوائنٹ آف آرڈر۔(شور وغل)

MR SPEAKER:I say order, order in the House. I say order in the House. I say order in the House.

ڈاکٹر آمنہ بٹر: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: آپ تشریف رکھیں۔

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! ان سے کہیں کہ یہ "مائیوں" والا لفظ واپس لیں۔

جناب سپیکر: جی،وہ واپس ہو گئے ہیں۔انہوں نے کہہ دیا ہے وہ واپس ہو گئے ہیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میں یہ بات بتانا چاہ رہا ہوں۔

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! ان سے کہیں کہ یہ پوری دنیا کی عورتوں سے معافی مانگیں۔

ڈاکٹر آمنہ بٹر: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، مجھے تو بولنے دیں۔آپ میری بات نہیں سن رہیں۔آپ کس طرح بول سکتی ہیں۔ I say No. No. Point of order while I am speaking. آپ کیا کرتی ہیں؟ میں بول رہا ہوں میں بات کر رہا ہوں۔آپ کی بات نہیں سنی جائے گی بی بی۔ محترمہ! آپ بیٹھ جائیں۔اصل میں غلط فہمی ہوئی ہے۔ شیخ صاحب کے کہنے کا مقصد یہ تھا کہ ہمارے یہاں کے طلباء کو وہاں کی بعض ایسی یونیورسٹیاں جن کا وجود نہیں ہوتا، ہمارے بچوں کو اس طرف مائل کر لیتی ہیں وہ یہاں سے چلے جاتے ہیں مگر آگے ان کا داخلہ نہیں ہوتا وہ بے چارے پریشان ہوتے ہیں۔انہیں بھی پتا ہے، ہمیں بھی پتا ہے کہ اس طرح کے cases نہیں ہونے چاہئیں اس لئے وہ کہہ رہے ہیں کہ ان چیزوں سے ہمیں ان کو روکنا چاہئے۔وہ یہ نہیں کہہ رہے کہ وہاں پاکستانیوں کا جانا ٹھیک نہیں ہے یا خدا نخواستہ وہاں ان کا پڑھنا ٹھیک نہیں ہے۔ان کا یہ مقصد نہیں ہے۔

ڈاکٹر محمد اشرف چوہان: جناب سپیکر! وہ کالجوں والے تھرڈ ورلڈ میں آکر یہ نہیں کہتے کہ داخلہ لیں، یہ ہماری ضرورت ہے۔ میرے اپنے تین بھتیجے انہی کالجوں سے پڑھے اور وہاں آج بڑا کاروبار کر رہے ہیں۔ وہاں جانے کا ایک ہی ذریعہ ہے شادی کا یا سٹوڈنٹ کا۔ دوسرا طریقہ ہی نہیں ہے تو اب یہ اپنے بچوں کے لئے جو loopholes وہ بند کروانا چاہتے ہیں مجھے تو اس بات کی سمجھ نہیں آتی۔

جناب سپیکر: جی، بس سمجھ میں آگئی ہے۔It is disposed of جی، next محترمہ ثمینہ خاور حیات صاحبہ!

رانا محمد افضل خان: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔ میں relevant اور مختصر بات کروں گا۔

جناب سپیکر: irrelevant بات میں سنوں گا بھی نہیں۔

رانا محمد افضل خان: جناب سپیکر! ہم اس عمر میں بھی نہیں ہیں کہ irrelevant بات کریں۔ ہاؤس جو ایک قانون ساز ادارہ ہے اور اگر اس ہاؤس کے چند ممبران یہاں کھڑے ہو کر یہ کہتے ہیں کہ ہم illegality کو justify کریں تو میں سمجھتا ہوں کہ ہم پوری دنیا کو ایک غلط message دے رہے ہیں کہ ہم illegal طریقے سے اپنے بچوں کو باہر بھیجنے کو جائز قرار دیں۔ کم از کم یہ بات اگر ہاؤس کے باہر کوئی کرے تو شاید اس کو برداشت کیا جاسکے بلکہ اس کو بھی برداشت نہیں کیا جاسکتا۔اس ہاؤس کے floor پر یہ کہنا کہ کسی غیر قانونی طریقے سے پاکستانیوں کو باہر بھیجنا انکم کو بڑھانا ہے۔۔۔

جناب سپیکر: میں نے مکمل بات کر لی ہے۔ میرا خیال ہے کہ آپ نے بھی سن لی ہے۔ رانا صاحب! آپ تشریف رکھیں، آپ تکلیف نہ کریں۔ بیٹھیے۔ جی، ثمینہ خاور حیات صاحبہ!

عارف والا کے رہائشی نابینا شخص کی بیٹی سے اجتماعی زیادتی اور ہلاکت

محترمہ ثمینہ خاور حیات: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتی ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ ایک موقر اخبار کی خبر کے مطابق "نابینا" شخص کی پندرہ سالہ بیٹی کو زیادتی کا نشانہ بنایا گیا۔ تفصیل یوں ہے کہ تحصیل عارف والا ڈی بلاک میں تین اوباش لڑکوں نے کرن امجد نامی لڑکی کو اغوا کیا اور اس لڑکی کے ساتھ ملک عثمان ولد ظفر نے دوستوں کے ہمراہ زیادتی کی۔ بعد ازاں اس زیادتی کو چھپانے کے لئے لڑکی نے جب انہیں پہچان لیا اور اہل محلہ نے علاقے میں اس ظلم کے خلاف آواز اٹھائی تو مقامی پولیس نے انصاف دلانے کی بجائے نابینا شخص کو دھمکیاں دیں۔ ملک عثمان اور اس کے شریک ملزم ساتھیوں کو بچانے کے لئے علاقے کی سیاسی اور با اثر شخصیات اور پولیس ان لوگوں پر ناجائز دباؤ ڈال کر معاملہ رفع دفع کرنے کا کہہ رہی ہے اور وہ ایم ایس گورنمنٹ ہسپتال عارف والا سے اپنی مرضی کا میڈیکل سرٹیفکیٹ بنوا کر اس واقعہ کی تفتیش کا رُخ کسی اور طرف موڑنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ اب مقتولہ کا باپ انصاف کے حصول کے لئے مارا مارا پھر رہا ہے لیکن اس کی کسی جگہ بھی شنوائی نہیں ہو رہی۔ یہ معاملہ اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔ لہٰذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر: جی، رانا صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! جس خبر کا محترمہ نے حوالہ دیا ہے اس وقوعہ سے متعلق ایک مقدمہ درج رجسٹرڈ ہوا تھا اس میں ملزمان کو گرفتار کر کے باقاعدہ طور پر تفتیش عمل میں لائی گئی اور ان کا چالان عدالت میں پیش کیا جا رہا ہے جہاں تک اس پوری کہانی میں انجکشن لگانے کا تعلق ہے اس سے متعلق جو نمونہ جات کیمیکل لیبارٹری میں بھجوائے گئے تھے کہ اسے زہر کا ٹیکہ لگایا گیا ہے اور اس ٹیکے کی وجہ سے اس کی موت واقع ہوئی ہے۔ کیمیکل لیبارٹری میں زہر ثابت نہیں ہوا بلکہ پوسٹ مارٹم کے بعد یہ opinion ہے کہ اس بچی کی موت infection کی وجہ سے ہوئی ہے۔ بہر حال investigation in progress ہے اور پولیس پر کسی قسم کا کوئی سیاسی یا otherwise

دباؤ نہیں ہے۔ بچی کے لواحقین کے بارے میں بھی مقامی ڈی سی او اور ڈی پی او کو کہا گیا ہے کہ وہ ان کو بلا کر اس بارے میں پوری طرح ان کو اعتماد میں لیں اور اگر انھیں کسی قسم کا pressure ہے تو وہ انھیں تحفظ دیں۔ اس کیس کی investigation in progress ہے اور ان ملزمان کو ان کے جرم کے مطابق قرار واقعی سزا دی جائے گی۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! رانا صاحب نے انجکشن کی بات کی ہے۔ میرے پاس وہاں کے ڈی سی او اور پولیس کی تفتیش کی رپورٹ آئی ہے کہ اسے زہر کا انجکشن نہیں دیا گیا بلکہ اس بچی کی موت بہت زیادہ bleeding ہونے کی وجہ سے ہوئی ہے۔ پندرہ سالہ بچی جس کا قصور یہ تھا کہ وہ اپنے سکول سے ساتویں جماعت کا رزلٹ لے کر خوش ہوتی ہوئی باہر نکلی تھی۔ وہاں کی پولیس اور سیاسی لوگ بھی اس بچی کے والد پر دباؤ ڈالنے میں ملوث ہیں جن کے نام مجھے معلوم ہیں لیکن میں ابھی اس کو سیاسی رنگ نہیں دینا چاہتی۔ اس لئے میں گزارش کر رہی ہوں کہ اس بچی کے نابینا باپ پر دباؤ ڈالا جا رہا ہے۔ اگر رانا صاحب کے پاس ان کی رپورٹس آئی ہیں تو براہ مہربانی اس معاملے کو جلد از جلد رفع دفع کرایا جائے اور اس ظالم کو کیفر کردار تک پہنچایا جائے۔ میری یہی درخواست ہے کہ جو قصوروار ہیں ان کو سزا دی جائے۔

جناب سپیکر: رانا صاحب! محترمہ کہہ رہی ہیں کہ اس میں جو قصوروار ہے اسے قانون کے مطابق سزا دی جائے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! ڈسٹرکٹ ایڈمنسٹریشن سے جو میری بات ہوئی ہے اس کے مطابق انھوں نے ایسی چیز سے deny کیا ہے۔ اگر ان کے پاس ایسی شخصیات کے نام ہیں جو اثر انداز ہو رہے ہیں تو یہ مجھے پہنچا دیں۔ میں ذاتی طور پر اس بات کو ensure کروں گا کہ اس غریب خاندان کے ساتھ کوئی pressure tactics استعمال نہ ہوں اور اس کیس میں ان ملزموں کو قرار واقعی سزا ملے۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ؟ Not pressed?

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! اس بچی کے مرنے کے بعد جو اس کے ساتھ زیادتی کی گئی میرے پاس وہ میڈیکولیگل رپورٹس ہیں۔ میرے پاس ساری رپورٹس ہیں لیکن مجھے معلوم نہیں کہ ابھی تک یہ رپورٹس رانا صاحب کے پاس کیوں نہیں پہنچیں؟ یہ حکومت پنجاب کی رپورٹس ہیں۔ چیف سیکرٹری صاحب نے میڈیکولیگل سرجنز کی کمیٹی بٹھائی تھی۔ کیا ان کے پاس وہ رپورٹ پہنچی ہے؟ کیا اس میں

نہیں لکھا ہوا کہ بچی کو cuts مارے گئے، اور ان cuts میں سے خون بہا پھر اس کی موت واقع ہوئی؟ کیا یہ رپورٹ رانا صاحب کو نہیں ملی؟ اگر نہیں ملی تو میں یہ رپورٹ جناب سپیکر کے توسط سے رانا صاحب کو بھجواتی ہوں کہ انہی کی بنائی ہوئی کمیٹی نے یہ فیصلہ کیا ہے۔ واقعی اس نابینا شخص پر سیاسی شخصیات دباؤ ڈال رہی ہیں لیکن میں اس وقت مناسب نہیں سمجھتی کہ میں ان کے نام on the floor of the House لوں۔ چونکہ آپ custodian of this House ہیں اس لئے میں personally آ کر آپ سے ملتی ہوں اور میرے پاس جو ثبوت ہیں وہ آپ کے حوالے کر دیتی ہوں۔ مگر آپ سے التماس کرتی ہوں کہ اس غریب بچی کے غریب والدین کو انصاف دلایا جائے اور میرے پاس جو رپورٹس ہیں وہ رانا ثناء اللہ صاحب کو دکھانا چاہتی ہوں۔

جناب سپیکر: جی۔ آپ کی بات ٹھیک ہے۔ رانا صاحب! آپ بھی یہ رپورٹ دیکھ لیں اور Justice should be done.

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں معزز محرک کو اس بات کی یقین دہانی کرواتا ہوں کہ بالکل واقعی یہ غریب اور نابینا آدمی ہے، اس کے ساتھ زیادتی ہوئی ہے اور اس کی بچی اسی زیادتی کی بنا پر ہی مری ہے خواہ انجکشن لگانے والا واقع صحیح ثابت ہو یا bleeding والا بہر حال وہ اسی واقع کی وجہ سے موت سے ہمکنار ہوئی ہے۔ لہذا اس میں بالکل انصاف کے تقاضوں کو پورا کیا جائے گا اور ہم پوری طرح اس شخص اور فیملی کو support کریں گے تاکہ اسے انصاف مل سکے۔

جناب سپیکر: جی، شکریہ

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: اب ٹائم ختم ہو گیا ہے۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: ہیلتھ ڈیپارٹمنٹ نے ادھر کے ایم ایس کو بدلنے کا آرڈر کیا ہوا ہے لیکن وہ وہاں پر دندناتا پھر رہا ہے اور جن ڈاکٹروں نے غلط میڈیکل رپورٹس بنائیں۔۔۔

جناب سپیکر: محترمہ! آپ کی بات مکمل ہو گئی ہے۔ اب تحاریک التوائے کار کا وقت ختم ہو گیا ہے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! اگر جناب کی اجازت ہو تو floor مل سکتا ہے؟ جناب آپ کی توجہ اور ایک منٹ چاہئے۔ جب آج اسمبلی کا اجلاس شروع ہوا تھا تو ہمارے (ن) لیگ والے بھائی نے کہا تھا کہ وہ کیری لوگر بل کے بارے میں move کرنا چاہتے ہیں تو۔۔۔ I move that the requirements of rule 115

جناب سپیکر: جی، نہیں۔ میں آپ کو اجازت نہیں دے رہا۔

جناب محمد محسن خان لغاری: آپ ہمیں move کرنے کی اجازت نہیں دے رہے؟

جناب سپیکر: نہیں۔ میری بات سنیں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! حکومتی بنچوں والے بھی ہمارے ساتھ ہیں۔

جناب سپیکر: جی نہیں۔ آپ تشریف رکھیں۔ ابھی میں نے آپ کو floor نہیں دیا تو آپ کس طرح بول رہے ہیں؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس وقت ہم official business take up کرنے جا رہے ہیں اگر لغاری صاحب اسے پیش کرنا چاہ رہے ہیں تو آپ اس کے بعد اسے لیں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: ہماری خواہش ہے کہ آپ بھی ہمیں join کریں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جب آپ پیش کریں گے تو پھر ہم اپنی خواہش کا بھی اظہار کر دیں گے۔ آپ تشریف رکھیں اور پہلے ہمیں official business کرنے دیں۔ کل کی طرح واک آؤٹ کر کے ہمیشہ کے لئے گھر نہ چلے جائیں۔ آپ تشریف رکھیں اس کے بعد اس کو take up کر لیں گے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: آپ یہ commitment دیں تو پھر ٹھیک ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): میں اس قسم کی کوئی commitment نہیں دیتا لیکن میں کہتا ہوں کہ official business کے بعد اس matter کو آپ سپیکر صاحب سے take up کر لیں اور سپیکر صاحب کا جو فیصلہ ہو گا۔

جناب محمد محسن خان لغاری: میں بھی یہی گزارش کر رہا ہوں کہ rules suspend کر کے ہمیں یہ پیش کرنے دیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): آپ یہ معاملہ سرکاری بزنس کے بعد take up کر لیں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: rules suspend کی روایت کس نے ڈالی ہے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): ہو سکتے ہیں لیکن آپ بعد میں کروا لیں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! آپ سیکرٹری صاحب کے ساتھ مصروف تھے، آپ ہماری بات تو سن ہی نہیں رہے۔

جناب سپیکر: آپ کو میرا انتظار کرنا چاہئے۔ آپ ان کے ساتھ direct کیسے ہوئے؟

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! میری آپ سے گزارش ہے کہ rules suspend کرنے کے لئے سرکاری بزنس ختم ہونے کی کوئی روایت نہیں ہے۔ آپ کسی وقت بھی rules suspend کر سکتے ہیں۔

جناب سپیکر: جی، نہیں۔ لغاری صاحب! آپ کسی بات کا خیال تو کرتے نہیں۔ میں کیا کروں؟ میں اس بارے میں آپ کو بہت سمجھاتا ہوں لیکن آپ کی مرضی ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر!۔۔۔

MR. SPEAKER: Now, we take up motion for leave to amend the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab, 1997.

سرکاری کارروائی

قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1997 میں ترمیم کی تحریک

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan) : Sir, I move:

> "That the leave be granted to move the proposed amendment to the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab, 1997''

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف ایوان سے واک آؤٹ
کر کے باہر تشریف لے گئے)

کیا ہو گیا، آپ کدھر جا رہے ہیں آپ کی مرضی ہے؟ لیکن یہ بات ٹھیک نہیں ہے۔ وزیر زراعت، وزیر مال اور عارفہ خالد صاحبہ جائیں اور اپوزیشن کے دوستوں کو منا کر واپس ایوان میں لائیں۔

میاں محمد رفیق: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! کیا ہم یہاں صرف کورم پورا کرنے کے لئے آتے ہیں؟ ہمیں بھی بات کرنے کا موقع دیں۔ ہمیں آپ موقع ہی نہیں دیتے۔

جناب سپیکر: No,. No please میں پڑھ رہا ہوں۔ آپ بیٹھیں، تشریف رکھیں۔

Now, we take up the motion for leave to amend the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997.

Minister for Law and Parliamentary Affairs has given notice of motion for leave to amend the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997.

The proposed amendment is as under in the Rules of the Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab, 1997 after rule 28, the following rule 28-A shall be inserted:

"28-A. Pre-budget discussion:

(1) Notwithstanding anything contained in these rules, the Minister for Law and Parliamentary Affairs in consultation with the Finance Minister shall include the general discussion seeking proposals of the Members for the next budget in a session of the Assembly which is held during the months of January to March during each year.

(2) The general discussion on budget proposals shall take place on at least four days during the session.

(3) The Assembly may recommend to the Government proposals for the next budget through a Resolution."

Minster for Law and Parliamentary may move motion for leave of the Assembly.

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMNETARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Sir, I move:

> "That leave be granted to move the proposed amendment to the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab, 1997."

MR. SPEAKER: The motion is moved and the question is:

> "That leave be granted to move the proposed amendment to the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab, 1997."

(The Motion was carried)

MR. SPEAKER: Leave is granted. Minister for Law and Parliamentary Affairs!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اپوزیشن بے شک walkout کر گئی ہے لیکن انہوں نے بھی اس motion میں ایک notice move کیا ہوا ہے تو میری آپ سے یہ گزارش ہے کہ اس proposed amendment کو آپ Standing Committee on Law and Parliamentary Affairs کو بھجوا دیں تاکہ وہاں پر اس پر بہتر طور پر debate ہو سکے consideration، ہو سکے اور اس کے بعد جب یہ vet ہو کر واپس آئے تو پھر یہ House اس کو consider کرے اور پاس کرے۔

جناب سپیکر: رانا صاحب! کیا اپوزیشن کا ایک آدھ منٹ انتظار کر لیا جائے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! انھوں نے جو amendment propose کی ہے میں اس کو accommodate کر رہا ہوں، باقی اگر آپ ان کا انتظار کرنا چاہتے ہیں تو مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے۔

جناب سپیکر: اگر وہ ہاؤس میں موجود ہوں تو اچھا لگتا ہے۔ کیا اطلاعات آ رہی ہیں، کیا وہ آ رہے ہیں یا نہیں؟ اپوزیشن کے ساتھیو! آ جائیں۔ لغاری بھائی! آ جائیں۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف واک آؤٹ ختم کر کے ایوان میں واپس تشریف لے آئے)

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! ہم اس understanding کے ساتھ واپس آئے ہیں کہ ہمیں بات کرنے کا موقع دیا جائے گا۔ کل بھی ہمیں بولنے نہیں دیا گیا تھا اور آج بھی موقع نہیں دیا گیا۔

جناب سپیکر: یہ government business ختم ہو لینے دیں اس کے بعد آپ کو پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنے کی اجازت دی جائے گی۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! آپ بے شک government business پیش کریں اس کے بعد ہمیں rules relax کر کے قرارداد پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔ اگر آپ اجازت نہیں دیں گے تو ہم پھر walkout کر جائیں گے کیونکہ ہمارے پاس اور کوئی tool ہی نہیں ہے۔ آپ لوگ majority میں ہیں، آپ کے ممبران زیادہ ہیں آپ ہر چیز یہاں سے پاس کروا سکتے ہیں۔

جناب سپیکر: اگر آپ rules کی بات کرتے ہیں تو پھر میں اسی حساب سے چلوں گا۔ اس کے لئے تو پھر House کی sense لی جائے گی۔

جناب محمد محسن خان لغاری: آپ جس طرح مناسب سمجھیں کر لیں۔

جناب سپیکر: میرے خیال میں یہ آپ ہی کا کام ہو رہا ہے جو میں ابھی کر رہا ہوں۔ آپ ہی کی طرف سے یہ proposal دی گئی تھی کہ اس میں اس طرح سے amendment کی جائے۔ اسی کے مطابق ہی ہم چل رہے ہیں۔ آپ تشریف رکھیں۔

"That the proposed amendment is referred to the Standing Committee on Law and Parliamentary Affairs with the direction to submit its report within one month."

آپ یہی چاہتے تھے اور ہم نے یہ کروا دیا ہے۔

ہنگامی قوانین (جو پیش ہوئے)

ہنگامی قانون (ترمیم) صوبائی موٹر گاڑیاں مجریہ 2007

MR. SPEAKER: Now, we take up the Provincial Motor Vehicles (Amendment) Ordinance, 2007 (XVII of 2007). Minister for Law and Parliamentary Affairs may lay the Provincial Motor Vehicles (Amendment) Ordinance, 2007.

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Sir, I lay the Provincial Motor Vehicles (Amendment) Ordinance, 2007.

MR. SPEAKER: The Provincial Motor Vehicles (Amendment) Ordinance, 2007 has been laid on the table of the House. It is deemed to be a Bill introduced in the House under rule 91(6) of the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab, 1997. It is referred to the Standing Committee on Home Affairs with the direction to submit its report up to 30th November 2009.

ہنگامی قانون (ترمیم) کچی آبادیاں پنجاب مجریہ 2007

MR. SPEAKER: Now, we take up the Punjab Katchi Abadies (Amendment) Ordinance, 2007 (XVIII of 2007). Minister for Law and Parliamentary Affairs may lay the Punjab Katchi Abadies (Amendment) Ordinance, 2007.

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan):Sir, I lay the Punjab Katchi Abadies (Amendment) Ordinance, 2007.

MR. SPEAKER: The Punjab Katchi Abadies (Amendment) Ordinance, 2007 has been laid on the table of the House. It is deemed to be a Bill introduced in the House under rule 91(6) of the

Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab, 1997. It is referred to the Standing Committee on Local Government with the direction to submit its report up to 30th November 2009.

ہنگامی قانون انضباط خریداری اتھارٹی پنجاب مجریہ 2007

MR. SPEAKER: Now, we take up the Punjab Procurement Regulatory Authority Ordinance, 2007 (XIX of 2007). Minister for Law and Parliamentary Affairs may lay the Punjab Procurement Regulatory Authority Ordinance, 2007.

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Sir, I lay the Punjab Procurement Regulatory Authority Ordinance, 2007.

MR. SPEAKER: The Punjab Procurement Regulatory Authority Ordinance, 2007 has been laid on the table of the House. It is deemed to be a Bill introduced in the House under rule 91(6) of the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab, 1997. It is referred to the Standing Committee on S&GAD with the direction to submit its report up to 30th November 2009.

ہنگامی قانون (ترمیم) امتناع پتنگ بازی پنجاب مجریہ 2007

MR. SPEAKER: Now, we take up the Punjab Prohibition of Kite Flying (Amendment) Ordinance, 2007 (XX of 2007). Minster for Law may lay the Punjab Prohibition of the Kite Flying (Amendment) Ordinance, 2007.

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Sir, I lay the Punjab Prohibition of Kite Flying (Amendment) Ordinance, 2007.

MR. SPEAKER: The Punjab Prohibition of Kite Flying (Amendment) Ordinance, 2007 has been laid on the table of the House. It is deemed to be a Bill introduced in the House under rule 91(6) of the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab, 1997. It is referred to the Standing Committee on Local Government with the direction to submit its report up to 30th November 2009.

ہنگامی قانون کرایہ کی املاک پنجاب مجریہ 2007

MR. SPEAKER: Now, we take up the Punjab Rented Premises Ordinance, 2007 (XXI of 2007). Minister for Law and Parliamentary Affairs may lay the Punjab Rented Premises Ordinance, 2007.

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Sir, I lay the Punjab Rented Premises Ordinance, 2007.

MR. SPEAKER: The Punjab Rented Premises Ordinance, 2007 has been laid on the table of the House. It is deemed to be a Bill introduced in the House under rule 91(6) of the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab, 1997. It is referred to the Standing Committee on Home Affairs with the direction to submit its report up to 30th November 2009.

ہنگامی قانون (ترمیم) پنجاب گورنمنٹ ایمپلائز ویلفیئر فنڈ مجریہ 2007

MR. SPEAKER: Now, we take up the Punjab Government Employees Welfare Fund (Amendment) Ordinance 2007 (XXII of 2007). Minister for Law and Parliamentary Affairs may lay the

Punjab Government Employees Welfare Fund (Amendment) Ordinance 2007.

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Sir, I lay the Punjab Government Employees Welfare Fund (Amendment) Ordinance 2007.

MR. SPEAKER: The Punjab Government Employees Welfare Fund (Amendment) Ordinance 2007 has been laid on the table of the House. It is deemed to be a Bill introduced in the House under rule 91(6) of the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab, 1997. It is referred to the Standing Committee on Finance with the direction to submit its report up to 30th November 2009.

ہنگامی قانون(ترمیم)ماہی پروری پنجاب مجریہ 2007

MR. SPEAKER: Now, we take up the Punjab Fisheries (Amendment) Ordinance, 2007 (XXIII of 2007). Minister for Law and Parliamentary Affairs may lay the Punjab Fisheries (Amendment) Ordinance, 2007.

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Sir, I lay the Punjab Fisheries (Amendment) Ordinance, 2007.

MR. SPEAKER: The Punjab Fisheries (Amendment) Ordinance, 2007 has been laid on the table of the House. It is deemed to a Bill introduced in the House under rule 91(6) of the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab, 1997. It is referred to the Standing Committee on Forestry and Fishery with the direction to submit its report up to 30th November 2009.

ہنگامی قانون (ترمیم) صوبائی موٹر گاڑیاں مجریہ 2007

MR. SPEAKER: Now, we take up the Provincial Motor Vehicles (Amendment) Ordinance, 2007 (XXV of 2007). Minister for Law and Parliamentary Affairs may lay the Provincial Motor Vehicles (Amendment) Ordinance, 2007.

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Sir, I lay the Provincial Motor Vehicles (Amendment) Ordinance, 2007.

MR. SPEAKER: The Provincial Motor Vehicles (Amendment) Ordinance, 2007 has been laid on the table of the House. It is deemed to be a Bill introduced in the House under rule 91(6) of the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab, 1997. It is referred to the Standing Committee on Transport with the direction to submit its report up to 30th November 2009.

ہنگامی قانون تاریخی مقامات کی منصوبہ بندی، ترقی اور تنظیم پنجاب مجریہ 2007

MR. SPEAKER: Now, we take up the Punjab Historic Areas Planning, Development and Regulation Ordinance, 2007 (XXVI of 2007). Minister for Law and Parliamentary Affairs may lay the Punjab Historic Areas Planning, Development and Regulation Ordinance, 2007.

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Sir, I lay the Punjab Historic Areas Planning, Development and Regulation Ordinance, 2007.

MR. SPEAKER: The Punjab Historic Areas Planning, Development and Regulation Ordinance, 2007 has been laid on the

table of the House. It is deemed to be a Bill introduced in the House under rule 91(6) of the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab, 1997. It is referred to the Standing Committee on S & GAD with the direction to submit its report up to 30th November 2009.

ہنگامی قانون سستی روٹی اتھارٹی مجریہ 2009

MR. SPEAKER: Now, we take up the Sasti Roti Authority Ordinance, 2009 (III of 2009). Minister for Law and Parliamentary Affairs may lay the Sasti Roti Authority Ordinance, 2009.

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Sir, I lay the Sasti Roti Authority Ordinance, 2009.

MR. SPEAKER: The Sasti Roti Authority Ordinance, 2009 has been laid on the table of the House. It is deemed to be a Bill introduced in the House under rule 91(6) of the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab, 1997. It is referred to the Standing Committee on Industry with the direction to submit its report up to 30th November 2009.

ہنگامی قانون پبلک پرائیویٹ پارٹنرشپ برائے انفراسٹرکچر پنجاب مجریہ 2009

MR. SPEAKER: Now, we take up the Punjab Public-Private Partnership for Infrastructure Ordinance, 2009 (IV of 2009). Minister for Law and Parliamentary Affairs may lay the Punjab Public-Private Partnership for Infrastructure Ordinance, 2009.

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Sir, I lay the Punjab Public-Private Partnership for Infrastructure Ordinance, 2009.

MR. SPEAKER: The Punjab Public-Private Partnership for Infrastructure Ordinance, 2009 has been laid on the table of the House. It is deemed to be a Bill introduced in the House under rule 91(6) of the Rules of the Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab, 1997. It is referred to the Standing Committee on Planning & Development with the direction to submit its report up to 30th November 2009.

مسودات قانون(جو پیش ہوئے)

مسودہ قانون(ترمیم)منرل ڈویلپمنٹ کارپوریشن پنجاب مصدرہ2009

MR. SPEAKER: Now, we take up the Punjab Mineral Development Corporation (Amendment) Bill, 2009 (Bill No. 17 of 2009). Minister for Law and Parliamentary Affairs to introduce the Punjab Mineral Development Corporation (Amendment) Bill, 2009.

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Sir, I move to introduce the Punjab Mineral Development Corporation (Amendment) Bill, 2009.

MR. SPEAKER: The Punjab Mineral Development Corporation (Amendment) Bill, 2009 has been introduced in the House under rule 91(5) of the Rules of the Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab, 1997 and is referred to the Standing Committee on Mine and Mineral for report up to 30th November 2009.

مسودہ قانون ہائی ٹیک یونیورسٹی ٹیکسلا مصدرہ2009

MR. SPEAKER: Now, we take up the HITEC University of Taxila Bill, 2009 (Bill No. 18 of 2009). Minister for Law and

Parliamentary Affairs to introduce the HITEC University of Taxila Bill, 2009.

وزیر قانون و پارلیمانی امور(رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر!اس سے پہلے کہ میں آخری بل introduce کروں۔ میں آپ کا بھی شکریہ ادا کرنا چاہوں گا اور حکومتی بنچوں پر بیٹھے تمام ممبران کا بھی شکریہ ادا کروں گا کہ انھوں نے کورم کو بہت احسن طریقے سے برقرار رکھا۔ میں اپوزیشن کے ممبران کا بھی شکریہ ادا کرتا ہوں کہ انھوں نے اس ساری کارروائی میں حصہ لیا۔ میں اس کے ساتھ ہی یاددہانی کے طور پر معزز ہاؤس سے یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ کل ہم نے اپوزیشن کی مشاورت کے ساتھ بزنس ایڈوائزری کمیٹی میں فیصلہ کیا تھا کہ Agriculture and Food with particular reference to Atta, Sugar and other essential items پر بحث کے لئے کل اور اس سے اگلے دن یعنی جمعہ کو بھی شامل کر دیا ہے۔ ان دو دنوں میں اس پر بحث ہو گی۔ ہمیں امید ہے کہ معزز ممبران کی آراء سے حکومت کو ان essential items کو available کرنے اور عوام کی سہولت کے لئے اچھی guidance ملے گی۔

Sir, I move to introduce the HITEC University of Taxila Bill, 2009.

MR. SPEAKER: The HITEC University of Taxila Bill, 2009 has been introduced in the House under rule 91(5) of the Rules of the Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab, 1997 and is referred to the Standing Committee on Education for report up to 30th November 2009. Thank you.

قرارداد پیش کرنے کے لئے قواعد کی معطلی کی تحریک

MR MUHAMMAD MOHSIN KHAN LEGHARI: I move

> "That the requirements of Rule 115 and all other relevant rules be dispensed with under Rule 234 of the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997 to move a resolution regarding disapproval of Kerry Lugar Bill."

وزیر قانون و پارلیمانی امور(رانا ثناء اللہ خان):Sir, I oppose this motion اگر یہ پیش کرنا چاہتے ہیں تو آپ ہاؤس کی sense لے لیں۔اگر ہاؤس اجازت دیتا ہے تو یہ بے شک move کر لیں۔

جناب سپیکر: مجھے ہاؤس سے اجازت لینا پڑے گی۔

"کیا انھیں move کرنے کی اجازت دے دی جائے۔"

(تحریک نامنظور ہوئی)

جناب محمد محسن خان لغاری: اس کا مطلب یہ ہے کہ آپ کیری لوگر بل کی حمایت کر رہے ہیں؟

جناب سپیکر: میں یہ بات نہیں کہتا۔آپ مجھ سے یہ نہ کہلوائیں۔میں کچھ اور کہنا چاہتا ہوں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر!آپ کے کہنے پر ہم واک آؤٹ ختم کر کے آئے ہیں۔

جناب سپیکر: میں نے آپ سے یہ commit تو نہیں کیا۔آپ کیا بات کر رہے ہیں؟آپ بات سنیں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر!آپ ہمیں کیری لوگر بل پر بات کرنے دیں۔

جناب سپیکر: میں نے کب کہا ہے کہ آپ کو بولنے کی اجازت نہیں ہے اور کس نے کہا ہے کہ آپ کو بولنے کی اجازت نہیں دی جائے گی۔آپ نے جو بات کی ہے اس پر ہاؤس کی رائے لینا میرے فرائض میں شامل ہے۔اس کے مطابق آگے بڑھنا چاہئے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور(رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر!میں اس سلسلے میں یہ وضاحت کرنا چاہوں گا کہ ہمارے اپوزیشن کے معزز رکن محترم محسن لغاری صاحب نے آج rules کو suspend کرنے کی motion پیش کرنا چاہی ہے۔جس کو ہم نے oppose کیا ہے۔اگر یہ resolution لانا چاہتے ہیں تو جو اس کا طریق کار ہے اس کے مطابق لائیں۔ہم کل جب آمریت کے خلاف اور جمہوریت کے حق میں قرارداد پاس کرنا چاہتے تھے۔یہ بے شک اس motion کو oppose کرتے لیکن participate کرتے تو شاید آج ہم بھی ان کے ساتھ cooperation otherwise کرتے۔ہم ان کی resolution کو move کرنے یا نہ کرنے کے حق کو نہیں روکتے۔یہ جو طریق کار ہے اس کے مطابق resolution move کریں لیکن انھوں نے out of turn suspension کی جو استدعا کی ہے میں نے اس کو oppose کیا ہے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! یہ جو بات کر رہے ہیں تو اس پر بھی ہمارا technical point تھا کہ اس کی اجازت آپ نے پرسوں دی تھی اور جب ہاؤس ختم ہو جائے تو وہ اجازت ختم ہو جاتی ہے۔ یہ ہمارا ایک technical اور legal point تھا جس پر ہم نے احتجاجاً واک آؤٹ کیا تھا۔ Private Members Day پر rules کو suspend کئے بغیر ایک resolution لائی گئی تو اس پر ہم نے واک آؤٹ کیا تھا اس لئے آج ہماری استدعا ہے کہ ہمارے resolution کو بھی rules suspend کر کے پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر: میں ہاؤس کی sense کے بغیر کس طرح rules suspend کر سکتا ہوں؟

جناب محمد محسن خان لغاری: کیا آپ نے کل ہاؤس کی sense لی تھی؟

جناب سپیکر: میں نے sense لی تھی۔

جناب محمد محسن خان لغاری: پرسوں لی تھی کل نہیں لی تھی۔ جب پرسوں کا دن ختم ہو گیا تو اس دن کا بزنس ختم ہو گیا۔

جناب سپیکر: میں replication کر رہا تھا جو انھوں نے move کی تھی۔ میں نے اجازت کل دی تھی۔

جناب محمد محسن خان لغاری: آپ نے rules کو suspend کرنے کی اجازت پرسوں دی تھی بے شک ریکارڈ منگوالیں، انٹرنیٹ پر بھی available ہے۔ جب پرسوں کا دن conclude ہو گیا تو اس دن کی اجازت ختم ہو گئی۔ آپ نے ان کو black and white تو اجازت نہیں دی کہ مستقل ہی ان کو rules کی suspension کی اجازت ہے۔

جناب سپیکر: دیکھیں، میں نے وہ دوبارہ تو نہیں لینی تھی۔ جو ایک بزنس چل رہا تھا اسی کے بارے میں میری continuity موجود تھی۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میری اس سلسلے میں رائے لے لیں۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! جو یہ بات فرما رہے ہیں وہ اس طرح سے درست نہیں ہے۔ اس دن آپ نے ہاؤس کی sense لینے کے بعد rules کو suspend کرنے کا حکم فرما دیا۔ اس کے بعد آپ نے مجھے motion move کرنے کی اجازت دی اور میں نے وہ move کر دی۔

آپ اس motion کو صرف repeat کر رہے تھے۔The business was in transit تو اب اس کو آپ نے continue کرنا تھا جس کے لئے آپ کو ہاؤس سے دوبارہ اجازت لینے کی ضرورت نہیں تھی۔

جناب سپیکر: لغاری صاحب! پہلے تو میں آپ سے یہ بات کرتا ہوں کہ آپ اُس وقت ہاؤس میں موجود تھے؟

جناب محمد محسن خان لغاری: کس وقت؟

جناب سپیکر: جب یہ معاملہ point out ہوا تھا کیا آپ اس وقت موجود تھے؟

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! لابی کے اندر ٹی وی لگے ہوئے ہیں جو مانیٹر کر کے سب کچھ دکھا رہے تھے اور میں اس کو دیکھ رہا تھا، counting ہوئی تھی اور کیا آپ نے یہ pending کیا تھا؟

جناب سپیکر: نہیں۔ میں نے pending نہیں کیا تھا لیکن میری continuity تھی اور کچھ الفاظ میں نے اس کے پڑھے تھے باقی وہ پڑھنے تھے جس کی اجازت میں نے ہاؤس سے لے لی تھی۔ جب انہوں نے پڑھ دیا تو اس کی repetition تو میں نے ہی کرنی تھی۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! آج جس وقت اسمبلی کا وقت شروع ہوا تھا تو صبح صبح حکومتی بنچوں سے نواز لیگ کے ایک بھائی نے یہ بات اٹھائی تھی اور انہوں نے کہا تھا کہ اس پر debate کرنے کے لئے وہ ہمارا ساتھ دیں گے۔ اگر ہم technicalities میں بات کو الجھائے رکھیں گے تو کیسے بات چلے گی، بات یہ ہے کہ کیری لوگر بل پر ہم نے debate کرنی ہے یا نہیں؟ ایسے ہی technicalities میں ہم rules اور قانون کی کھال اتارتے رہیں اور قانونی بحث کے اندر پھنس جائیں۔ ہم تو جٹ اور دیہاتی لوگ ہیں، موٹی موٹی بات ہے کہ ہم نے اس پر بحث کرنی ہے یا نہیں کرنی؟ اس پر مہربانی کریں اور وقت دیں۔

جناب سپیکر: ہاؤس بتائے گا کہ اس پر بات کرنی ہے یا نہیں؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں یہ عرض کرنی چاہوں گا کہ یہ خواہ مخواہ پنجاب کے عوام اور ایوان کی ہمدردیاں لینے کے لئے point scoring کر رہے ہیں حالانکہ ان لوگوں نے ایک ڈکٹیٹر کے ساتھ مل کر جو اب باہر جا کر ایک فلیٹ میں چھپ کر بیٹھا ہے، اس کا حشر ایک دیدہ عبرت نگاہ ہے اور یہ اُس کے ساتھ مل کر پنجاب اور پاکستان کے عوام کے ساتھ آٹھ سال تک

زیادتیاں کرتے رہے۔ بات یہ ہے کہ کیا پنجاب کے عوام نے ایم این ایز کو منتخب نہیں کیا، اس معاملے پر کیا اس وقت پارلیمنٹ میں بحث نہیں ہو رہی، کیا پوری قوم کا اس بات پر consensus نہیں ہے کہ پارلیمنٹ اس بارے میں جو فیصلہ کرے گی اس فیصلے کو پوری قوم اور گورنمنٹ قبول کرے گی، کیا وزیراعظم پاکستان نے on the floor of the House یہ commitment نہیں کی کہ پارلیمنٹ جو فیصلہ کرے گی ہم اسے قبول کریں گے تو اب یہ کون سی باتیں کر رہے ہیں؟ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: آرڈر پلیز۔ آرڈر پلیز۔ لغاری صاحب! آپ relevant بات کریں تو میں آپ کی بات سننے کو تیار ہوں لیکن اگر irrelevant بات ہو گی اور track سے اتریں گے تو برداشت نہیں ہو گی۔

جناب محمد یار ہراج: جناب سپیکر! میں اس میں عرض کرنا چاہوں گا۔۔۔

جناب سپیکر: نہیں۔ لغاری صاحب بات کر رہے ہیں پہلے ان کی بات سنیں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! کیا اس پر آپ debate کے لئے حکم کر رہے ہیں؟

جناب سپیکر: نہیں، آپ rules of procedure کی بات کریں۔ میرے ساتھ آپ بات کریں کہ آپ کیا کرنا چاہتے ہیں اور آپ نے کس لئے مجھے اپنی طرف متوجہ کیا ہے؟

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! ہم کیری لوگر بل پر ایک resolution move کرنا چاہتے ہیں۔

جناب سپیکر: اس کا طریق کار کیا ہوتا ہے؟

جناب محمد محسن خان لغاری: اس کا طریق کار یہ ہوتا ہے کہ ہم آپ سے request کرتے ہیں کہ مہربانی کر کے ہمیں بولنے دیں۔

جناب سپیکر: آپ بتائیں کہ کس طرح سے آپ مجھے request کریں گے، آپ مجھے تحریری طور پر دیں کہ آپ کی کیا بات ہے؟

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! ہم آپ سے request کریں گے کہ آپ مہربانی کر کے rules کو suspend کر کے ہمیں اس پر بحث کرنے کی اجازت دیں۔

جناب سپیکر: جی، میں rules کی suspension کے بارے میں آپ سے واضح طور پر کہہ چکا ہوں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں یہ بات واضح کر دوں کہ ہم ان کو resolution پیش کرنے سے نہیں روک رہے لیکن یہ طریق کار کے مطابق پیش کریں۔ باقی یہ پنجاب یا پاکستان کے عوام کی بات نہ کریں۔ پانچ سال تک ہم انہیں یہ کہتے رہے کہ لوٹو! تم آمر کا ساتھ نہ دو، لوٹو! تم اس ملک پر ظلم نہ کرو، ان لوٹوں کو ہم کہتے رہے کہ لوٹو! تم ایک آمر کا ساتھ دے کر اس ملک کا بیڑا غرق نہ کرو۔ ہم ایجنسیوں کی ماریں کھا کھا کر بھی یہاں آ کر ان لوٹوں سے کہتے رہے کہ لوٹو! تم اپنے ضمیر کو جگاؤ، لوٹو! اس ملک کا بیڑا غرق نہ کرو لیکن یہ لوٹے ایک ہی بات کرتے رہے کہ ہم وردی کے ساتھ ہیں اور ان لوٹوں کا سردار چودھری پرویز الٰہی اس وقت کہتا تھا کہ میں دس مرتبہ وردی کو منتخب کروں گا۔ ان لوٹوں کا پانچ سال تک ضمیر نہیں جاگا۔ ہم ان لوٹوں سے کہتے رہے کہ لوٹو! کچھ شرم کرو اور اس ملک کے اوپر رحم کرو لیکن یہ باز نہیں آئے۔ یہ لوٹے پانچ سال تک اُس آمر کا ساتھ دیتے رہے۔ اب جب وہ آمر بھاگ گیا ہے تو اب یہ عوام کی باتیں کر رہے ہیں۔ اب یہ عوام کے اور ملک کے مفاد کی بات نہ کریں بلکہ اپنے مفاد کی بات کریں۔ اب یہ کوئی طریق کار اختیار کریں تو ہم ان کی بات سننے کے لئے تیار ہیں۔

جناب سپیکر: رانا صاحب! تشریف رکھیں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! میں نے پہلے بھی گزارش کی تھی کہ مہربانی کر کے اس اسمبلی کو جلسہ گاہ نہ بنائیں۔ اگر یہ history میں جاتے ہیں تو جناب! آپ والی کرسی کے اوپر جنرل ضیاء الحق بھی بیٹھا ہے جو اُسی طرح کا آمر تھا۔ تاریخ اکتوبر 1999 سے شروع نہیں ہوتی، تمام skeleton classes ہیں۔ اس وقت مہربانی کر کے کوئی دودھ نہایا نہ بنے۔ اگر پچھلے پانچ سال پر بحث کرنی ہے تو اس کے لئے ایک دن مختص کر کے بحث کریں۔ بات تو آج کی ہو رہی ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ثقافت و امور نوجوانان (محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: محترمہ! میں آپ کو اجازت نہیں دے رہا۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ثقافت و امور نوجوانان (محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری): جناب سپیکر! مجھے بھی بات کرنے کا موقع دیں۔

جناب سپیکر: آپ کو بہت مواقع ملے ہیں اور ٹی وی پر بھی بہت مواقع ملے ہیں۔ میں نے آپ سے وہ بات ابھی کرنی ہے۔ آپ نے اس ہاؤس کے ساتھ جو کیا ہے وہ بھی میں نے سن لیا ہے، وہ بات بھی میں آپ سے کروں گا۔ I am sorry, I do not allow.

پارلیمانی سیکرٹری برائے ثقافت و امور نوجوانان (محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری): آپ مجھے ہاؤس میں بات کرنے سے نہیں روک سکتے۔

جناب سپیکر: جی، آپ تشریف رکھیں۔ کارروائی چل رہی ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ثقافت و امور نوجوانان (محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری): اگر آپ کو کسی اور بات سے اعتراض ہے تو اس کو میں defend کر سکتی ہوں لیکن اس ہاؤس کی کارروائی سے حصہ لینے سے آپ مجھے نہیں روک سکتے۔

(اس مرحلہ پر کئی ممبران نے ڈیسک بجائے)

جناب سپیکر: جو پیچھے تالیاں بجا رہے ہیں میں ان سے پوچھتا ہوں کہ آپ کو پتا ہے کہ بات کیا ہوئی ہے؟ آپ کو (الف) کا پتا ہے، نہ (ب) کا، جی، محترمہ! آپ پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں بات کریں۔ Be relevant

پارلیمانی سیکرٹری برائے ثقافت و امور نوجوانان (محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری): جناب سپیکر! میرا خیال ہے کہ میں نے تھوڑا سا rules of procedure پڑھا ہوا ہے اور مجھے پتا ہے کہ پوائنٹ آف آرڈر کیا ہوتا ہے؟ میں صرف ایک منٹ کے لئے بات کرنا چاہ رہی ہوں۔ ہمارے اپوزیشن کے معزز اراکین کیری لوگر بل پر بات کرنا چاہتے ہیں جو ان کا حق ہے لیکن اس پر دو پوائنٹ ہیں پہلی بات تو یہ ہے کہ already اس پر قومی اسمبلی کے اندر debate جاری ہے اور قومی اسمبلی کی debate سے پہلے میں نہیں سمجھتی کہ پنجاب اسمبلی میں debate کرنے کی کوئی urgency ہے جو ہونی چاہئے۔ دوسری بات یہ ہے کہ 2003 میں جب مشرف صاحب اور ان کے حواری اس ملک پر قابض تھے تب 2003 کے اندر پاکستان کے لئے جو امداد لی گئی اس بل کے اندر (ق) لیگ کی حکومت نے accept کیا تھا جس میں لکھا تھا کہ Pakistan occupied portion of Kashmir اس کشمیر کے پاکستان کے حصے کو occupied by Pakistans لکھا گیا تھا۔ یہ کشمیر کی cost پر تو پیسے لے کر کھا چکے ہیں اور آج یہ کیری لوگر بل پر کس منہ سے بات کرنا چاہتے ہیں؟ جب کیری لوگر بل پر بات ہو گی تو ہم بھی بات کریں گے اور ہمیں کیری لوگر بل کا دفاع کرنا آتا ہے لیکن وہ لوگ بات کریں جن کا ضمیر صاف ہو، وہ لوگ بات کریں جن کا دامن صاف ہو مگر ان جیسے لوگوں کو اس پر بات کرنے کا کوئی حق نہیں ہے۔ ابھی جبکہ قومی اسمبلی میں اس پر بحث جاری ہے تو اس وقت یہ بات نہیں کر سکتے۔

جناب سپیکر: میرے خیال میں اب اس پر کافی بات ہو چکی ہے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! ہماری بات سنیں۔

جناب محمد یار ہراج: جناب سپیکر! آپ سارے ہاؤس کو موقع دے رہے ہیں ہمیں بھی بات کرنے دیں۔

جناب سپیکر: کیا آپ بولیں گے ؟

جناب محمد یار ہراج: ہم اس پر بات کرنا چاہتے ہیں۔

جناب سپیکر: آپ قواعد وضوابط کے مطابق نہیں چلتے اس لئے میں کیا کروں ؟

جناب محمد یار ہراج: کیا میرے ساتھ آپ کا ذاتی مسئلہ ہے کہ مجھے اجازت نہیں دے رہے ؟

(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: No, No پلیز تشریف رکھیں۔

جناب محمد یار ہراج: ان سب سے زیادہ مجھے بولنے کا حق ہے۔ یہ تو صبح سے بول رہے ہیں اور میری بات نہیں سنی جا رہی۔ مجھے بات کرنے کی اجازت دیں۔

MR. SPEAKER: No. No. Order please.

جناب محمد یار ہراج: جناب سپیکر! آپ نے مجھے floor دیا ہے اور اُدھر سے یہ کیوں کھڑے ہو گئے ہیں؟ میرے پاس floor ہے اس لئے سب بیٹھ جائیں۔

جناب سپیکر: آرڈر پلیز۔ آرڈر پلیز۔ Order in the House رانا صاحب! آپ بھی تشریف رکھیں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! آپ نے ہراج صاحب کو floor دیا ہے۔

جناب محمد یار ہراج: جناب سپیکر! میں نے floor مانگا اور آپ نے مجھے floor دیا ہے تو یہ کیوں اٹھ کر کھڑے ہو گئے ہیں؟ ہماری باتوں کو کیوں نہیں سنا جاتا۔ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: ہراج صاحب! میں آپ کو floor دے رہا ہوں آپ نے relevant رہنا ہے۔ جہاں آپ irrelevant ہوں گے تو پھر میں اپنا اختیار استعمال کروں گا۔

جناب محمد یار ہراج: جناب سپیکر! میں اس پوائنٹ پر بات کرنا چاہوں گا کہ میں صبح سے۔۔۔

جناب سپیکر: آپ positive بات کریں۔

جناب محمد یار ہراج: جناب سپیکر! میرا بات کرنے کا مقصد صرف اتنا سا ہے کہ یہ ذاتیات پر چلے جاتے ہیں اور تاریخ میں چلے جاتے ہیں۔ پنجاب کی عوام کے لئے، اس ملک کے عوام کے لئے ایک بہت بڑا issue کیری لوگر بل کا ہے۔ ہم نے اس issue کو قرارداد کے ذریعے discuss کرنا چاہا، ہم نے پوائنٹ آف آرڈر کے ذریعے اس کو discuss کرنا چاہا۔ یہ issue ہر اسمبلی discuss کر چکی ہے، سندھ اسمبلی discuss کر چکی ہے، سرحد اسمبلی discuss کر چکی ہے، بلوچستان اسمبلی اس کو رد کر چکی ہے، قومی اسمبلی میں اس پر بحث ہو چکی ہے، سینٹ نے اس پر اپنے تحفظات دیئے ہیں اور کیا پنجاب اس ملک کی اسمبلیوں کا حصہ نہیں؟ آپ ہمیں technicalities میں پھنسانا چاہ رہے ہیں جب ہم آج کے دن کی کوئی relevant بات کرتے ہیں تو پتا نہیں تاریخ کے دھارے کہاں چلے جاتے ہیں؟ اس بل میں جو کہ میں صبح سے گزارش کرنا چاہ رہا تھا کہ authorization for country presence section 103-B... (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: آپ اس طرح بات نہیں کر سکتے۔ آپ مجھ سے بات کریں۔

جناب محمد یار ہراج: جناب سپیکر! آپ نے مجھے floor دیا ہے اور میں بات کر رہا ہوں۔

جناب سپیکر: آپ مجھ سے بات کریں، ان سے بات نہیں کر سکتے۔ آپ تشریف رکھیں۔ میں آپ کو اجازت نہیں دیتا۔

جناب محمد یار ہراج: جناب سپیکر! میری چھوٹی سی گزارش ہے۔ میں صرف ایک بات کروں گا آپ خواہ مجھے قرارداد کا وقت نہ دیں۔

جناب سپیکر: آپ کس طرح کا وقت لینا چاہتے ہیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں ہراج صاحب کی خدمت میں یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ وہ ایک منٹ کے لئے میری گزارش سن لیں۔ (قطع کلامیاں)

MR. SPEAKER: No cross talks please. None is allowed to move like this…

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! ہراج صاحب نے جو پوائنٹ آف آرڈر اس وقت اٹھایا ہے اس کے بعد وہ بل کی تفصیل میں چلے گئے ہیں۔انہوں نے بالکل relevant بات کی ہے کہ ہم اس قرار داد کو لانا چاہتے ہیں اور کیری لوگر بل پر بحث کرنا چاہتے ہیں۔آپ ہمیں out of turn rules کو معطل کرنے کی اجازت دیں۔آپ اس بات کے گواہ ہیں کہ ہم اس ہاؤس میں دو قرار دادیں out of turn لائے ہیں اور یہ روایت ہے کہ out of turn قرار داد لانے کے لئے جس میں rules معطل کروانے ہوں اس میں باقاعدہ طور پر بزنس ایڈوائزری کمیٹی میں بات ہوتی ہے اور وہاں پر بات ہونے کے بعد جب طے ہوتا ہے تو پھر یہاں rules معطل کرنے کی درخواست کی جاتی ہے۔ اس بزنس ایڈوائزری کمیٹی میں یہ دونوں قرار دادیں اس وقت لیڈر آف اپوزیشن کمیٹی میں موجود تھے میں نے دونوں قرار دادیں آپ کی موجودگی میں لیڈر آف اپوزیشن کو پیش کیں،انہیں پڑھائیں اور ان سے کہا کہ ہم ان کو پیش کرنا چاہتے ہیں اور rules معطل کر کے out of turn پیش کرنا چاہتے ہیں۔اس کے بعد دونوں کو پڑھ کر انہوں نے کہا کہ ہم ایک میں آپ کا ساتھ دیں گے اور ایک میں ٹھیک ہے آپ نے بات کر لی ہے،آپ پیش کریں،rules کو معطل کروائیں لیکن اس میں ہم پارٹی نہیں ہوں گے۔اس کے بعد ہم نے ان کو open کہا کہ آپ اس اجلاس میں جس جس موضوع پر کوئی قرار داد لانا چاہتے ہیں، عام بحث چاہتے ہیں، کسی موضوع پر بات کرنا چاہتے ہیں آپ یہاں پر طے کر لیں۔انہوں نے چار موضوع select کئے اور اس کے مطابق چار دن متعین کئے کہ ان پر ہم عام بحث کریں گے۔آپ اس بات کے گواہ ہیں کہ اگر اس دن اپوزیشن کے لیڈر غالباً عبداللہ یوسف صاحب تھے اگر انہوں نے اس دن یہ بات کی ہو کہ ہم کیری لوگر بل پر قرار داد لانا چاہتے ہیں، یا ہم اسے out of turn لینا چاہتے ہیں تو میں اس بات کا جواب دینے کے لئے تیار ہوں۔وہاں پر کوئی بات نہیں ہوئی۔اب اگر آپ اس کو لانا چاہتے ہیں یا تو آپ جو procedure ہے اس کے مطابق لے آئیں ورنہ بزنس ایڈوائزری کمیٹی کا کل اجلاس ہے اس میں بات کر لیں اور اگر وہاں پر consensus ہو جائے تو اس کو پیش کر لیں۔

جناب محمد یار ہراج: جناب سپیکر! میں معذرت چاہتا ہوں اگر میں rules کے مطابق اس ہاؤس میں نہ چلوں تو آپ میری تصحیح کریں۔یہ عوام کا issue ہے اور اس کو discuss ہونا چاہئے۔

جناب سپیکر: کل صبح دس بجے ایڈوائزری کمیٹی کی میٹنگ ہے۔آپ یا آپ کے لیڈر آف اپوزیشن تشریف لائیں تو پھر بیٹھ کر بات کر لیں گے۔

جناب محمد یار ہراج: جناب سپیکر! ہماری طرف سے کوئی نہ کوئی ضرور آئے گا۔

جناب سپیکر: آپ تشریف رکھیں۔ کارروائی چلنے دیں۔

جناب علی حیدر نور خان نیازی: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

جناب علی حیدر نور خان نیازی: جناب سپیکر! میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اس وقت ہمیں تمام لوگ دیکھ رہے ہیں کہ ایوان ایک issue پر مچھلی منڈی بنا ہوا ہے۔ اس وقت اس ملک میں جمہوری حکومتیں کام کر رہی ہے اور یہ جمہوریت کا حسن ہوتا ہے کہ آپ ہر بات پر بات کریں۔ یہ جو کیری لوگر بل ہے یہ غلط ہے یا صحیح ہے یہ اس وقت پورے پاکستان کے عوام کی پراپرٹی ہے۔ یہ صرف قومی اسمبلی کا مسئلہ نہیں ہے۔ یہ اس وقت دودھ فروخت کرنے والے کا مسئلہ بھی ہے، یہ سبزی بیچنے والے کا بھی مسئلہ ہے یہ تمام پاکستان کے لوگوں کا مسئلہ ہے۔ میرے خیال میں کل بلوچستان اسمبلی نے بھی کیری لوگر بل پر قرار داد منظور کی ہے، سندھ اسمبلی نے بھی کی ہے۔ ہمیں اس بحث کو encourage کرنا چاہئے۔ یہ عوام کے منتخب نمائندوں کا کام ہے۔ یہ کسی کور کمانڈر کانفرنس میں چند جرنیل بیٹھ کر حکومتی پالیسیوں پر بیان دینا اور پالیسی بنانا ان کا کام نہیں ہے۔

جناب سپیکر: نیازی صاحب! آپ کی بات ہو گئی ہے۔

جناب علی حیدر نور خان نیازی: جناب سپیکر! پالیسی بنانا حکومت کا کام ہے۔

جناب سپیکر: آپ تشریف رکھیں۔ بس بات ہو گئی۔

جناب علی حیدر نور خان نیازی: جناب والا! میری گزارش ہے کہ اگر کوئی اس پر بات کرنا چاہتا ہے تو اس بل کو بحث کے لئے اسمبلی میں پیش کیا جائے۔

جناب سپیکر: جہاں تک اس ہاؤس کا تعلق ہے کوئی بھی ایسا معاملہ جس کی آئین اور ضابطہ اجازت نہیں دیتا سپیکر اس کو اپنے طور پر استعمال کیسے کرے گا؟ rules کو معطل کرنے کی بات جو آپ کر رہے ہیں وہ کس لئے؟ آپ کے پاس اللہ کا فضل ہے کہ بے شمار چینلز موجود ہیں۔ قاعدہ قانون اور ضابطہ جس کی مجھے اجازت نہیں دے گا تو میں وہ کیسے کروں گا؟ (قطع کلامیاں)

آج کے اجلاس کا ایجنڈا ختم ہو گیا ہے لہذا اب اجلاس کل بروز جمعرات 15-اکتوبر صبح 10.00 بجے تک کے لئے ملتوی کیا جاتا ہے۔

346

ایجنڈا

برائے اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب

منعقدہ،15۔اکتوبر2009

تلاوت قرآن پاک وترجمہ اور نعت رسول مقبولﷺ

سوالات(محکمہ داخلہ)

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

توجہ دلاؤنوٹس

علیحدہ فہرست میں شامل توجہ دلاؤنوٹسوں میں درج سوالات پوچھے جائیں گے اور ان کے زبانی جوابات دیئے جائیں گے۔

سرکاری کارروائی

چینی اور آٹے کے خصوصی حوالے سے زراعت اور خوراک پر عام بحث

348

صوبائی اسمبلی پنجاب

پندرھویں اسمبلی کا چودھواں اجلاس

جمعرات، 15-اکتوبر 2009

(یوم الخمیس، 25-شوال المکرم 1430ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز، لاہور میں صبح 11 بج کر 22 منٹ پر زیر صدارت جناب سپیکر رانا محمد اقبال خان منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک و ترجمہ قاری سید صداقت علی نے پیش کیا۔

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیمo

بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَـٰنِ ٱلرَّحِيمِo

يَـٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُواْ قُوٓاْ أَنفُسَكُمۡ وَأَهۡلِيكُمۡ نَارًا وَقُودُهَا ٱلنَّاسُ وَٱلۡحِجَارَةُ عَلَيۡهَا مَلَـٰٓئِكَةٌ غِلَاظٌ شِدَادٌ لَّا يَعۡصُونَ ٱللَّهَ مَآ أَمَرَهُمۡ وَيَفۡعَلُونَ مَا يُؤۡمَرُونَo يَـٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ كَفَرُواْ لَا تَعۡتَذِرُواْ ٱلۡيَوۡمَۖ إِنَّمَا تُجۡزَوۡنَ مَا كُنتُمۡ تَعۡمَلُونَo يَـٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُواْ تُوبُوٓاْ إِلَى ٱللَّهِ تَوۡبَةً نَّصُوحًا عَسَىٰ رَبُّكُمۡ أَن يُكَفِّرَ عَنكُمۡ سَيِّـَٔاتِكُمۡ وَيُدۡخِلَكُمۡ جَنَّـٰتٍ تَجۡرِي مِن تَحۡتِهَا ٱلۡأَنۡهَـٰرُ يَوۡمَ لَا يُخۡزِي ٱللَّهُ ٱلنَّبِيَّ وَٱلَّذِينَ ءَامَنُواْ مَعَهُۥۖ نُورُهُمۡ يَسۡعَىٰ بَيۡنَ أَيۡدِيهِمۡ وَبِأَيۡمَـٰنِهِمۡ يَقُولُونَ رَبَّنَآ أَتۡمِمۡ لَنَا نُورَنَا وَٱغۡفِرۡ لَنَآۖ إِنَّكَ عَلَىٰ كُلِّ شَيۡءٍ قَدِيرٌo

سُوۡرَةُ التّحۡرِيم آيات 6 تا 8

مومنو! اپنے آپ کو اور اپنے اہل و عیال کو آتش (جہنم) سے بچاؤ جس کا ایندھن آدمی اور پتھر ہیں اور جس پر تند خو اور سخت مزاج فرشتے (مقرر) ہیں۔ جو ارشاد خدا اُن کو فرماتا ہےo اُس کی نافرمانی نہیں کرتے اور جو حکم اُن کو ملتا ہے اُسے بجالاتے ہیںo کافرو! آج بہانے مت بناؤ۔ جو عمل تم کیا کرتے ہو اُنہی کا بدلہ تم کو دیا جائے گاo مومنو! خدا کے آگے صاف دل سے توبہ کرو۔ اُمید ہے کہ وہ تمہارے گناہ تم سے دُور کر دے گا اور تم کو باغہائے بہشت میں جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہیں داخل کرے گا۔ اُس خدا پیغمبر کو اور اُن لوگوں کو جو اُن کے ساتھ ایمان لائے ہیں رسوا نہیں کرے گا (بلکہ) اُن کا نور (ایمان) اُن کے آگے اور دائنی طرف (روشنی کرتا ہوا) چل رہا ہو گا اور وہ خدا سے التجاء کریں گے کہ اے پروردگار! ہمارا نُور ہمارے لئے پورا کر اور ہمیں معاف فرما۔ بے شک اللہ ہر چیز پر قادر ہےo

وماعلینا الاالبلاغo

نعت رسول مقبول ﷺ پیش کرنے کی سعادت جناب سرور حسین نقشبندی نے حاصل کی۔

نعت رسول مقبول ﷺ

وہ کیسا سماں ہو گا وہ کیسی گھڑی ہو گی
جب پہلی نظر ان کے روضے پہ پڑی ہو گی
کیا سامنے جا کے ہم حال اپنا سنائیں گے
سرکار ﷺ کا در ہو گا اشکوں کی جھڑی ہو گی
وابستہ جو ہو جائے سرکار ﷺ کے قدموں سے
ہر چیز زمانے کی اس کے قدموں میں پڑی ہو گی

جناب سپیکر: بسم اللہ الرحمن الرحیم۔

پوائنٹ آف آرڈر

دہشت گردی کے واقعات کے پیش نظر اجلاس کو ملتوی کرنے کی گزارش

سینئر مشیر برائے وزیراعلیٰ (سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

سینئر مشیر برائے وزیراعلیٰ (سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ): شکریہ۔ جناب سپیکر! ایوان کی کارروائی شروع کرنے سے پہلے میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ آج جیسے آپ اور سارا ایوان بھی سن چکا ہے کہ دہشت گردوں نے لاہور میں سرکاری اداروں کو نشانہ بنایا ہے اور بہت سا جانی نقصان بھی ہوا ہے۔ شہریوں کو تحفظ دینے کی خاطر بہت سے راستے بھی بند کر دیے گئے ہیں، زیادہ چیکنگ وغیرہ بھی ہو رہی ہے لیکن اس کے باوجود اتنی بڑی تعداد میں ممبران اسمبلی اور خاص طور پر خواتین یہاں تشریف لائی ہیں تو میں آپ کی وساطت سے ان سب کا شکریہ ادا کرنا چاہتا ہوں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! آپ کے علم میں ہے کہ آج وزیراعلیٰ پنجاب کی U.K میں ڈاکٹروں کے ساتھ appointment تھی، جن کی availability بھی بہت مشکل ہے۔ ان کا personal چیک اپ ہونا تھا جو ایک period چیک اپ کے لئے وہ جایا کرتے ہیں لیکن حالات کے تحت انہوں نے اپنا visit postpone کر دیا ہے۔ وہ ذاتی طور پر خود کنٹرول روم میں بیٹھ کر اس سارے سانحہ کی نگرانی کر رہے ہیں۔ ان حالات میں میری آپ سے درخواست ہے کہ آج کے business کو معطل کر دیا جائے اور آج کا اجلاس prorogue کر دیا جائے۔ بہت شکریہ

جناب سپیکر: جی، لیڈر آف دی اپوزیشن!

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): شکریہ۔ جناب سپیکر! اس وقت جو کچھ وزیراعلیٰ صاحب کے نمائندے نے ارشاد فرمایا ہے تو میں ان کی بات سے اتفاق کرتے ہوئے چند ایک معروضات پیش کرنا چاہتا ہوں کہ اس وقت ہماری پوری قوم حالت جنگ میں ہے اور یہ واقعات ملک کے ہر حصے میں ہو رہے ہیں اور پنجاب کو خصوصاً ٹارگٹ بنایا گیا ہے۔ فوج اور قانون نافذ کرنے والے تمام ادارے پارلیمنٹ اور اس federating unit کی Legislature اس بات کا متقاضی ہے کہ ہماری طرف سے ایک پیغام جائے کہ پوری قوم ان کے پیچھے کھڑی ہے اور میں اپنی طرف سے یہ کہنا چاہتا ہوں کہ ہماری فوج

اور قانون نافذ کرنے والے تمام ادارے جن میں پولیس، رینجرز اور دوسرے شامل ہیں، قومی سلامتی کے لئے جو اقدامات کر رہے ہیں ہم بالکل یکجہتی کے ساتھ ان کے پیچھے کھڑے ہیں۔(نعرہ ہائے تحسین)

اس وقت قوم کو ایک یکجہتی کی ضرورت ہے اور ہماری اس اسمبلی سے ایک پیغام جانا چاہئے کہ ہم دہشت گردوں کے کسی عمل سے ڈرنے والے نہیں ہیں۔ ہم consult کرنے والے لوگوں میں سے ہیں اور جب بھی ضرورت محسوس ہوئی تو ایک سپاہی، ایک کانسٹیبل یا ایک لیفٹیننٹ یا لیفٹیننٹ کرنل یا بریگیڈئر جس طرح جان دیتا ہے تو اسی طرح ہمارے منتخب لوگوں کو وہاں کھڑے ہوئے پایا جائے گا۔

میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ پچھلے واقعات میں شہید ہونے والوں کی روحیں ہمیں دیکھ رہی ہیں کہ وہاں پر ہمارے عمل سے انہیں شرمسار ہونے کی بجائے سرخرو ہونا چاہئے اور ہم نے اپنا عمل ایسا رکھنا ہے کہ ان شہدا کی روحوں کو اللہ کے حضور شرمسار نہ ہونا پڑے بلکہ وہ سرخرو ہو کر پیش ہوں۔ اپنے تمام نظریاتی اور پالیسی اختلافات کو ایک طرف رکھتے ہوئے میں اپنی پارٹی اور اپنے ساتھیوں کی طرف سے آپ کو اس معاملے میں پورے تعاون کا یقین دلاتا ہوں۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: چودھری صاحب! بڑی اچھی بات ہے۔

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): جناب سپیکر! میں اس بات پر بھی متفکر ہوں کہ وہی دو تین عمارتیں ایف آئی اے، ایلیٹ سنٹر بیدیاں اور مناواں پولیس سنٹر جہاں پر ایک ایک، دو دو دفعہ پہلے حملے ہو چکے ہیں اور آج بھی ان کو ہی ٹارگٹ بنایا ہے لیکن میں وزیر اعلیٰ صاحب کے نمائندے کے مؤقف سے اتفاق کرتے ہوئے اس سلسلے میں اپنا تمام تعاون انہیں پیش کرتا ہوں۔ شکریہ (نعرہ ہائے تحسین)

سینئر مشیر برائے وزیر اعلیٰ (سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ): جناب سپیکر! میں آپ کی اجازت سے لیڈر آف دی اپوزیشن پاکستان مسلم لیگ (ق) کے جذبات کا احترام کرتے ہوئے آپ کی وساطت سے ان کا شکریہ ادا کرنا چاہتا ہوں۔ یہی جذبہ قوم کا ہر قومی مسئلے پر ہونا چاہئے۔ ہم یہ تسلیم کرتے ہیں کہ ان کے اور ہمارے نظریے میں اختلاف ہے۔ وہ ایک نظریے کے تحت چلتے ہیں اور ہم جمہوری نظریے کے تحت چلتے ہیں لیکن آج انہوں نے جن جذبات کا اظہار کیا ہے میں آپ کی وساطت سے ان کا شکریہ ادا کرنا چاہتا ہوں اور یہ تسلیم کرتا ہوں کہ یہی قومی جذبہ ہونا چاہئے۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: راجہ ریاض صاحب!

سینئر وزیر/وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): شکریہ۔ جناب سپیکر! میں بھی آپ کی وساطت سے سردار ذوالفقار کھوسہ صاحب اور چودھری ظہیر الدین خاں صاحب کے جذبات کا اور تمام اپوزیشن اراکین کا شکریہ ادا کرتا ہوں اور انشاءاللہ تعالیٰ جو قومی جذبہ ہونا چاہئے اس ایوان میں پوری طرح اس کا اظہار ہو رہا ہے جس پر میں پورے ایوان کو مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ ہم تمام سب سے پہلے محب وطن پاکستانی ہیں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

آپ نے دیکھا کہ اس ایوان میں ایک مثالی یکجہتی نظر آئی ہے جس پر میں پورے ایوان کا شکریہ بھی ادا کرتا ہوں۔ دہشت گردوں کو اس ایوان کی طرف سے یہ پیغام دینا چاہتا ہوں کہ پاکستانی قوم اکٹھی ہے اور ہم جھکنے اور ڈرنے والے نہیں ہیں اور انشاءاللہ تعالیٰ ہم ان کا مقابلہ کر کے انہیں ختم کریں گے اور اپنی فورسز کو یقین دلاتے ہیں کہ پوری قوم ان کے ساتھ ہے اور ان کی بہادری، جرأت اور دلیری کے ساتھ اپنی جانوں کی قربانی دینے پر انہیں خراج تحسین پیش کرتی ہے۔ شکریہ

میاں نصیر احمد: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، میاں صاحب!

میاں نصیر احمد: شکریہ۔ جناب سپیکر! سردار ذوالفقار کھوسہ صاحب نے اعلان کیا ہے کہ شدید علالت کے باوجود خادم اعلیٰ پنجاب نے آج لندن جانے کا پروگرام ملتوی کر دیا ہے تو میں سب سے پہلے ان کے اس اقدام کو سراہتا ہوں اور اس کے ساتھ ساتھ چودھری ظہیر الدین خان صاحب کا۔۔۔

جناب سپیکر: میاں صاحب! تصحیح کر لیں کہ شدید علالت کی بات نہیں ہے بلکہ appointment ہے۔

میاں نصیر احمد: ان کے علاج کی بات تھی۔۔۔

جناب سپیکر: بہر حال انہوں نے اپنی مصروفیت ترک کر دی ہے جو کہ بہت اچھا قدم ہے۔

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر! آج لاہور کے اندر سکیورٹی فورسز کی جو صورتحال ہے اور آج لاہور حالت جنگ میں ہے تو ہم اس بات کی بھی تائید کرتے ہیں کہ اس ایوان کے business کو pending کر کے آج اس پر بحث ہونی چاہئے کہ ہمارا یہ پورا ایوان اپنی سکیورٹی فورسز کے ساتھ دل و جان کے ساتھ ہے اور انشاءاللہ آج یہ ایوان اس بات کا ثبوت دے گا کہ ہماری سکیورٹی فورسز ہی قربانیاں نہیں دیں گی بلکہ ہم بھی قربانیاں دینے والوں میں پیش پیش ہیں۔

سینئر مشیر برائے وزیر اعلیٰ (سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

سینئر مشیر برائے وزیراعلیٰ (سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ): شکریہ۔ جناب سپیکر! آپ نے بجا طور پر معزز ایم پی اے کو interrupt کیا ہے، خدا نہ کرے، ایسی شدید علالت نہیں ہے بلکہ وہ routine کے چیک اپ کے لئے جا رہے تھے اور میں آپ سے درخواست کرتا ہوں کہ House کو adjourn کر دیا جائے۔

میاں محمد رفیق: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

میاں محمد رفیق: شکریہ۔ جناب سپیکر! بڑے دنوں کے بعد، بڑی جستجو اور آرزوؤں کے بعد آپ نے بات کرنے کا موقع دیا۔

جناب سپیکر: آپ بات کریں۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! دہشت گردوں کی مذمت تو سب لوگ کرتے ہیں میں بھی مذمت کرنے والوں میں شامل ہوں۔ سوال یہ ہے جس پر کسی کی سوچ نہیں پڑتی کہ دہشت گردوں کی پالن کون کون لوگ کر رہے ہیں، کن لوگوں نے ان کی پالن کی ہے اور کون ان کی پرورش کرتے ہیں؟

جناب سپیکر: کوئی پاکستانی نہیں کرتا، دہشت گرد کسی کے ساتھی نہیں ہیں اور اس ملک کا کوئی باشندہ میرے خیال میں ان کو پناہ دینے والا نہیں ہے۔ دہشت گرد کا کوئی ملک نہیں ہوتا، اس کا کوئی مذہب نہیں ہوتا۔ میں تمام ہاؤس کے ارکان کا بہت شکر گزار ہوں خصوصی طور پر سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ، لیڈر آف دی اپوزیشن اور پاکستان پیپلز پارٹی کے جو ہمارے سینئر وزیر ہیں جنہوں نے اس بات کی نشاندہی کی ہے۔

آج کی کارروائی کل صبح 9 بجے تک کے لئے ملتوی کرتے ہیں۔ اب اجلاس کل مورخہ 16-اکتوبر 2009 صبح 9 بجے انشاء اللہ تعالیٰ اسی ہال میں ہو گا۔ شکریہ

354

ایجنڈا

برائے اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب

منعقدہ،16۔اکتوبر 2009

تلاوت قرآن پاک وترجمہ اور نعت رسول مقبول ﷺ

سوالات

(محکمہ جات جنگلات، جنگلی حیات وماہی پروری، سیاحت اور آبکاری ومحصولات)

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

سرکاری کارروائی

چینی اور آٹے کے خصوصی حوالے سے زراعت اور خوراک پر عام بحث

356

صوبائی اسمبلی پنجاب

پندرھویں اسمبلی کا چودھواں اجلاس

جمعتہ المبارک، 16-اکتوبر 2009

(یوم الجمع، 26-شوال المکرم 1430ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز، لاہور میں صبح 10 بج کر 03 منٹ پر زیر صدارت جناب سپیکر رانا محمد اقبال خان منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک و ترجمہ قاری عبدالغفار شاکر نے پیش کیا۔

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیمo

بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَٰنِ ٱلرَّحِيمِo

يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُواْ ٱسۡتَعِينُواْ بِٱلصَّبۡرِ وَٱلصَّلَوٰةِۚ إِنَّ ٱللَّهَ مَعَ ٱلصَّٰبِرِينَo وَلَا تَقُولُواْ لِمَن يُقۡتَلُ فِي سَبِيلِ ٱللَّهِ أَمۡوَٰتُۢۚ بَلۡ أَحۡيَآءٞ وَلَٰكِن لَّا تَشۡعُرُونَo وَلَنَبۡلُوَنَّكُم بِشَيۡءٖ مِّنَ ٱلۡخَوۡفِ وَٱلۡجُوعِ وَنَقۡصٖ مِّنَ ٱلۡأَمۡوَٰلِ وَٱلۡأَنفُسِ وَٱلثَّمَرَٰتِۗ وَبَشِّرِ ٱلصَّٰبِرِينَo ٱلَّذِينَ إِذَآ أَصَٰبَتۡهُم مُّصِيبَةٞ قَالُوٓاْ إِنَّا لِلَّهِ وَإِنَّآ إِلَيۡهِ رَٰجِعُونَo

سُوۡرَةُ البَقَرَة آیات 153 تا 156

اے ایمان! والو صبر اور نماز سے مدد لیا کرو بے شک خدا صبر کرنے والوں کے ساتھ ہےo اور جو لوگ خدا کی راہ میں مارے جائیں ان کی نسبت یہ نہ کہنا کہ وہ مرے ہوئے ہیں (وہ مردہ نہیں) بلکہ زندہ ہیں لیکن تم نہیں جانتےo اور ہم کسی قدر خوف اور بھوک اور مال اور جانوں اور پھلوں کے نقصان سے تمہاری آزمائش کریں گے تو صبر کرنے والوں کو (خدا کی خوشنودی کی) بشارت سنا دوo ان لوگوں پر جب کوئی مصیبت واقع ہوتی ہے تو کہتے ہیں کہ ہم خدا ہی کا مال ہیں اور اسی کی طرف لوٹ کر جانے والے ہیںo

وما علینا الا البلاغo

نعت رسول مقبول ﷺ جناب عابد رؤف قادری نے پیش کی۔

نعتِ رسول مقبول ﷺ

اللهم صلی علیٰ سیدنا محمد و علی آلہ واصحابہ وسلم
بلغ العلیٰ بکمالہ کشف الدجیٰ بجمالہ
حسنت جمیع خصالہ صلو علیہ وآلہ
اللهم صلی علیٰ سیدنا محمد و علی آلہ واصحابہ وسلم
میں تھا کیا مجھے کیا بنا دیا مجھے عشقِ احمد عطا کیا
ہو بھلا حضور ﷺ کی آل کا مجھے مرنا جینا سکھا دیا
اللهم صلی علیٰ سیدنا محمد و علی آلہ واصحابہ وسلم
ہے یہ آرزو جو ہو سرخرو ملے دو جہاں کی آبرو
میں کہوں غلام ہوں آپ کا وہ کہیں کہ ہم کو قبول ہے
اللهم صلی علیٰ سیدنا محمد و علی آلہ واصحابہ وسلم
لیا نام دل سے حضور ﷺ کا مجھے یوں لگا کہ وہ آ گئے
جھونکا اُٹھا اِک نور کا مجھے یوں لگا کہ وہ آ گئے
اُس نے بھی مدینہ دیکھ لیا اِس نے بھی مدینہ دیکھ لیا
سرکار کبھی تو میں بھی کہوں میں نے بھی مدینہ دیکھ لیا
جب حسن تھا اُن کا جلوہ نما انوار کا عالم کیا ہوگا
ہر کوئی فدا ہے بن دیکھے دیدار کا عالم کیا ہوگا

جناب سپیکر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ اب وقفہ سوالات شروع ہوتا ہے اور آج کے ایجنڈے پر محکمہ جنگلات، جنگلی حیات و ماہی پروری، سیاحت اور ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن سے متعلق سوالات پوچھے جائیں گے اور ان کے جوابات دیئے جائیں گے۔

تعزیت

لاہور میں دہشت گردی کے حملوں میں شہید ہونے والوں کے لئے دعائے مغفرت

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): جناب سپیکر! کل کے واقعات کے بعد شہداء کی نماز جنازہ اور تدفین ہو چکی ہے ان کے لئے دعائے مغفرت کروائی جائے۔ اس کے ساتھ ساتھ میں نے یہ گزارش کرنی تھی کہ کل کے لئے بزنس ایڈوائزری کمیٹی کی میٹنگ رکھی گئی تھی جس میں جنوبی پنجاب کی محرومیوں اور N.F.C award پر بحث کے لئے دن مقرر کرنے تھے۔ کل ایجنڈا adjourn ہو گیا تھا۔ جب ایجنڈا adjourn ہوتا ہے تو وہ total ہوتا ہے۔ آج ہم توقع کر رہے تھے کہ شاید اس مقصد کے لئے بزنس ایڈوائزری کمیٹی کی میٹنگ بلائی جائے گی لیکن شاید کسی وجہ سے نہ بلائی گئی ہے۔ اس بات کو مدنظر رکھئے گا کہ ہم نے ابھی وہ تاریخ مقرر کرنی ہے۔ اس کام کے لئے جب آپ طلب کریں گے تو ہم حاضر ہونے کے لئے تیار ہیں لیکن یہ معاملہ skip نہ ہو جائے۔ یہی میری گزارش ہے۔

جناب سپیکر: Monday کو اڑھائی بجے میٹنگ رکھ لیتے ہیں۔

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): جناب سپیکر! ٹھیک ہے۔

جناب سپیکر: اب شہداء کے لئے دعائے مغفرت کی جائے۔

(اس مرحلہ پر لاہور میں دہشت گردی کے حملوں میں شہید ہونے والوں کے لئے دعائے مغفرت کی گئی)

جناب سپیکر: اللہ تعالیٰ مرحومین کو جنت الفردوس میں جگہ عطا فرمائے، ان کے درجات بلند فرمائے اور لواحقین کو صبر جمیل عطا فرمائے۔

پوائنٹ آف آرڈر
ڈی جی رینجرز کے حقائق کے خلاف
بیان بازی پر وضاحت کا مطالبہ

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔ کل کے اخبارات میں ایک خبر آئی تھی اور انٹرنیٹ پر بھی یہ خبر ہے کہ ڈی جی رینجرز نے بیان دیا ہے کہ کوہ سلیمان رینج جو ڈیرہ غازی خان اور راجن پور کا tribal area ہے وہ القاعدہ اور دہشت گردوں کے ٹریننگ کیمپ ہیں۔ میں حکومت کی طرف سے اس کی وضاحت چاہوں گا کیونکہ میں اس علاقے کا نمائندہ بھی ہوں اور وہاں کا رہنے والا بھی ہوں۔ ایسی کوئی بات نہیں ہے تو ڈی جی رینجرز کیوں ایسی باتیں کر رہے ہیں؟ اس سلسلے میں حکومت پنجاب کی طرف سے ایک واضح بیان آنا چاہئے کہ اس علاقے کے ساتھ ڈی جی رینجرز کا کوئی تعلق نہیں ہے۔ ڈی جی رینجرز کا تعلق ہے تو وہ انڈیا اور پاکستان کے بارڈرز کو monitor کرنا ہے۔ ڈیرہ غازی خان اور راجن پور ملک کے عین درمیان میں ہیں، ہر طرف پورا پورا ایک صوبہ ہے۔ یہاں پر ڈی جی رینجرز کی کوئی domain ہے اور نہ ان کا کوئی عمل دخل ہے۔ ان کے کیا ذرائع ہیں؟ مہربانی کر کے حکومت پنجاب ان سے کہے کہ ہمارے معاملات کے اندر دخل اندازی نہ کریں۔ میری آپ سے یہ گزارش ہے۔ اگر اس پر debate رکھنی ہے تو میں اس کے لئے بھی تیار ہوں۔ اس سال شاید جنوری میں بدقسمتی سے ڈیرہ غازی خان کی ایک امام بارگاہ پر دہشتگردی کا حملہ ہوا تھا تو اس وقت یہ بات کی گئی تھی کہ پنجاب کے بارڈرز کو محفوظ کرنے کے لئے ایک نئی فورس تیار کی جائے گی۔ میں نے اس وقت بھی یہ گزارش کی تھی کہ نئی فورس تیار کرنے کی ضرورت نہیں ہے، ہماری colonial days سے ایک بارڈر ملٹری پولیس نامی فورس ہے جو ہمارے بلوچستان کے ساتھ بارڈر کو محفوظ کرنے کے لئے ہے۔ میں نے اس وقت بھی یہ گزارش کی تھی کہ اس فورس کی حالت بڑی خراب ہے۔ اس کی آدھی سے زیادہ اسامیاں خالی ہیں۔ بجٹ کی allocations میرے پاس ہیں۔ ہم نے اس سال بجٹ کے اندر اس پوری فورس کے لئے صرف 5 لاکھ روپے اسلحہ کے لئے رکھے ہیں۔ اگر اس وقت وزیر خزانہ یہاں موجود ہوتے تو میں ان سے پوچھتا کہ جب ایک سو روپے کی گولی آتی ہے تو پھر 5 لاکھ روپے کے ساتھ ایک fighting force کسی دہشت گرد کا کیا مقابلہ کرے گی؟ اس فورس کی ٹریننگ کے لئے کوئی چیز نہیں ہے۔ اس بات کو ایک سال ہونے والا ہے۔ جب میں نے یہ issue raise کیا تھا تو اس وقت کہا گیا تھا کہ ایک کمیٹی بنادی گئی ہے جو اس

کو look after کرے گی اس لئے میری گزارش یہ ہے کہ اس سلسلے میں حکومت پنجاب ڈی جی رینجرز کو کہے کہ مہربانی کر کے وہ ایسے بیانات نہ دیں جو حقیقت پر مبنی نہ ہوں کیونکہ ان کا اس علاقے میں source ہے، ان کی intelligence ہے، ان کا domain ہے اور نہ ہی ان کا اس کے ساتھ کوئی عمل دخل ہے۔ ہمارے علاقوں کو بدنام کرنے کے لئے یہ بیانات دیئے جا رہے ہیں یا پتا نہیں ان کا کوئی اور ایجنڈا ہو گا جس کی وجہ سے وہ بیان دے رہے ہیں اس لئے حکومت پنجاب کو اس پر ایک واضح موقف اختیار کرنا چاہئے اور اپنا بیان دینا چاہئے۔ ہمارے آئی جی صاحب کا اس پر بیان آیا ہے کہ ایسی کوئی بات نہیں ہے لیکن ڈی جی رینجرز کی بات بار بار پریس میں آ رہی ہے، ٹی وی چینلز بھی اس کو discuss کر رہے ہیں بلکہ رات کو ایک ٹی وی چینل پر اس پر ایک پروگرام بھی تھا اس لئے مہربانی کر کے حکومت پنجاب اس چیز کو واضح کرے کہ ہمارے ہاں کوئی ٹریننگ کیمپ نہیں ہے۔ شکریہ

محترمہ ساجدہ میر: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ ساجدہ میر صاحبہ!

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! میں محسن لغاری صاحب کی بات کو لے کر آگے چلنا چاہتی تھی کہ تین چار مہینے پہلے مولانا عزیز صاحب جن کو جنرل مشرف نے جیل میں ڈالا تھا ان کی مسز تونسہ شریف اور راجن پور گئیں۔ انہوں نے وہاں پر کوئی مذہبی اجتماع کیا، وہاں پر عورتوں کو بھی اکٹھا کیا گیا۔ یہ تو اخبارات میں بھی آیا ہے۔ یہ کوئی ڈی جی رینجرز کی بات نہیں ہے۔ یہ اس کو رہنے دیں وہاں سے کچھ لوگ گرفتار بھی ہوئے ہیں۔

جناب سپیکر: جی، وزیر خوراک!

وزیر خوراک (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ معزز رکن نے ابھی بڑا valid point اٹھایا ہے اور اس پر حکومت پنجاب کا بالکل واضح مؤقف سامنے آنا چاہئے۔ کل تک انشاء اللہ اس پر پوری detail حاصل کر کے پنجاب حکومت کا واضح مؤقف پیش کر دیا جائے گا۔ جیسے یہ کچھ information بتا رہے ہیں تو وہ ہمارے ساتھ share کر لیں، یقیناً وہ ہمارے لئے فائدہ مند ہو گی اور کل جو ہم نے اپنا مؤقف بیان کرنا ہے اس میں اس کی detail بھی شامل کر لی جائے گی۔ اس کے ساتھ ساتھ میں یہ بھی چاہتا ہوں کہ ان forces کو بھی خراج تحسین پیش کریں کیونکہ کل ایک بہت بڑا حادثہ ہونے والا تھا جس کو prevent کرنے کے لئے انہوں نے اپنی جان کی بازی لگائی۔ ان دہشت گردوں

کا جو ارادہ تھا جیسے ایک روایت بن چکی ہے کہ ان علاقوں میں داخل ہو کر hostages پیدا کئے جائیں اور اپنے مذموم ارادے پایہ تکمیل تک پہنچائے جائیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ کل جو تین جگہ پر بیک وقت action ہوا اس میں جن forces کے جوانوں نے کام کیا، اپنی جانوں کا نذرانہ پیش کیا اور دیگر لوگوں نے اپنے فرائض منصبی سرانجام دیئے ہمیں ان کو بھی appreciate کرنا چاہئے اور انہیں بتانا چاہئے کہ پورے پنجاب کے عوام ان کے ساتھ ہیں خاص طور پر پنجاب اسمبلی ان کے اس action پر انہیں appreciate کرتی ہے۔ میں اپنے تمام اراکین کی طرف سے ان کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: کل انہوں نے بڑی جرأت مندی کا ثبوت دیا ہے اس میں کوئی شک کی بات نہیں ہے۔ یہاں تک کہ ہمارا ایک نوجوان زخمی تھا اور وہ زخمی ہونے کے باوجود دہشت گردوں کو مارنے کے لئے جا رہا تھا، دوسرے ساتھیوں نے اُس کو روکا کہ آپ نہ جاؤ لیکن اس نے کہا کہ میں نے جانا ہے، پھر اُس کو زبردستی روکا گیا اور ایمبولینس میں ڈالا حالانکہ اس کو فائر بھی لگا ہوا تھا۔ یہ بڑی جرأت مندی کا ثبوت ہے اور وہ جوان ہمارے شیر ہیں۔(نعرہ ہائے تحسین)

پاک فوج، ایلیٹ فورس اور پولیس کو دہشت گردی کا جواں مردی سے مقابلہ کرنے پر خراج تحسین پیش کرنا

محترمہ سیمل کامران: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! آج ہم اس واقعہ پر بات کر رہے ہیں تو ہماری پاک فوج، ایلیٹ فورس، پولیس اور جو بھی اس طرح کی services provide کرتی ہیں ان سب کو میں سلام پیش کرتی ہوں۔ زندہ قومیں کبھی بھی اپنے شہداء کی قربانیوں کو فراموش نہیں کرتیں۔ جب بھی اس طرح کا کوئی واقعہ پیش آتا ہے تو ہم انہیں خراج تحسین بھی پیش کرتے ہیں، ان کی خدمات کو بھی سراہتے ہیں اور یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ ان کے خون کا آخری قطرہ بھی رائیگاں نہیں جائے گا لیکن بڑے افسوس کا مقام ہے کہ ہم کچھ عرصہ گزرنے کے بعد ان شہداء کی تمام قربانیوں کو فراموش کر دیتے ہیں۔ لبرٹی میں سری لنکا کی کرکٹ ٹیم پر حملہ ہوا تو ہمارے جوانوں نے جس طرح اپنی جانوں کا نذرانہ پیش کیا۔۔۔

محترمہ عارفہ خالد پرویز: پوائنٹ آف آرڈر۔

MR. SPEAKER: No cross talk without my permission.

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! جب اس ٹیم پر حملہ ہوا تو ہمارے نوجوانوں نے اپنی جانوں کا نذرانہ پیش کر کے پاکستان کی عزت بچائی لیکن ہم نے ان کی قربانیوں کو اس طرح فراموش کر دیا کہ وہاں سے ان کی تصاویر بھی ہٹالی گئیں۔ اگر ان کی جائے شہادت پر سیاسی جماعتوں کے پوسٹرز لگ سکتے ہیں تو ان شہداء کی تصویریں کیوں نہیں لگ سکتیں؟ اس پر میں شدید احتجاج کرتی ہوں۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ! فرمائیں!

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! شکریہ۔ کہ آپ نے مجھے موقع دیا child views کے حوالے سے ایک انتہائی مظلوم انسان کی میں بات کرنا چاہتی ہوں۔ 29۔ستمبر 2009 بروز منگل ٹوبہ ٹیک سنگھ کی تحصیل کمالیہ کے تھانے صدر کی حدود میں چوکی جھکڑ چک نمبر 735 گ ب۔۔۔

جناب سپیکر: اس وقت یہ آپ کا پوائنٹ آف آرڈر نہیں بنتا۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! میں یہ معاملہ ان کی information کے لئے لانا چاہتی ہوں۔

جناب سپیکر: نہیں۔ یہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہے۔ پلیز آپ تشریف رکھیں۔ اب وقفہ سوالات شروع ہوتا ہے۔

سید حسن مرتضیٰ: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: میں آپ تمام حضرات سے پُرزور اپیل کرتا ہوں کہ وقفہ سوالات انتہائی ضروری ہوتا ہے اس میں کوئی شک نہیں کہ تمام معاملات یہاں ضروری ہوتے ہیں لیکن اس وقت پوائنٹ آف آرڈر سے ذرا پرہیز کیجئے، اس میں آپ کا ہی فائدہ ہے۔ میرا خیال ہے کہ آپ کو ساری قوم دیکھتی ہے کہ ہمارے elected representatives کیا کرتے ہیں۔ مہربانی فرما کر اس سے ذرا اجتناب کیا جائے۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! اس ہاؤس کی روایات میں شامل ہے کہ وقفہ سوالات شروع ہونے سے پہلے اراکین پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرتے رہے ہیں۔

جناب سپیکر: میں نے تو آپ کو اجازت دے دی ہے۔ آپ اپنی بات کر لیں۔

ایڈہاک پولیس ملازمین کو مستقل کرنے اور اسمبلی سکیورٹی ملازمین کو رسک الاؤنس دینے کا مطالبہ

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! جس طرح کل کے واقعات پر سارے دوست بات کر رہے ہیں اور اپنے شہداء کو خراج عقیدت پیش کر رہے ہیں۔ اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ کل ہماری Law Enforcement Agencies نے جو کارروائی کی اور ہمارے جوان جس جرأت اور جواں مردی کے ساتھ دہشت گردوں کے ساتھ لڑے وہ قابل تعریف ہے۔ میں اُن کے جذبوں اور ان کی جرأت کو سلام پیش کرتا ہوں۔ میں یہاں پر ایک چھوٹی سی گزارش یہ بھی کروں گا کہ جب بھی اس ملک یا صوبے میں کوئی واقعہ پیش آتا ہے تو اسمبلی کے floor پر کھڑے ہو کر ہم سب ان کے جذبوں کو بھی سراہتے ہیں اور ان کی تعریف بھی کرتے ہیں لیکن جیسے ابھی میری بہن سیمل کامران نے کہا کہ ہم انہیں فراموش کر دیتے ہیں۔ اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ کچھ دن گزرنے کے بعد ہمیں ان کی قربانی یاد نہیں رہتی۔ میرے علم میں آیا ہے کہ اب بھی ہماری پولیس میں انسپکٹر رینک کے کچھ لوگ ایسے ہیں جن کو adhoc base پر رکھا گیا ہے، جو PCS کے through آئے تھے لیکن آج تک پانچ پانچ، چھ چھ سال گزرنے کے باوجود وہ لوگ adhoc basis پر کام کر رہے ہیں لہذا انہیں permanent کرنا چاہئے۔ آج جب میں اسمبلی آیا تو دیکھا کہ ہمارے اسلحے والے پولیس ملازمین پیچھے کھڑے تھے اور ہماری اسمبلی کی سکیورٹی کے لوگ فیصل چوک میں بیریئر کے آگے کھڑے ہو کر گاڑیاں چیک کر رہے تھے، ایم پی ایز کی شناخت کر کے انہیں آنے دے رہے تھے لیکن آج تک انہیں رِسک الاؤنس نہیں دیا گیا۔۔۔

جناب سپیکر: جی، وہ میں نے آپ کے سامنے کہہ دیا تھا۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! میں کوئی غلط بات نہیں کر رہا۔ جس طرح سارے بھائیوں نے ان کے جذبوں کو سلام کیا ہے تو میں ان کی پریشانیاں بتا رہا ہوں۔ ایک آدمی اگر جان دے کر ہماری جان بچاتا ہے تو ہمارا حق ہے کہ ہم اس کے حقوق کی بات کریں، ان کے بچوں کے مستقبل کا سوچیں۔ آپ کو پتا ہے کہ ایک سپاہی مر جاتا ہے تو اس بے چارے کی بیوہ کو شہید فنڈ لینے کے لئے اتنا ذلیل ہونا پڑتا ہے اور اتنی مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے جو آج تک کسی نے نہیں دیکھیں۔ ہمیں ان کے حقوق کی بات کرنی چاہئے۔ آٹھ دس ہزار روپے پر آپ کو جان دینے والا کوئی نہیں ملے گا۔ آپ خود اندازہ لگائیں کہ آپ کی، میری اور ہم سب کی جانیں بچانے والوں کی تنخواہ کتنی ہے؟ میں چاہتا ہوں کہ ان کی تنخواہیں بڑھائیں، الاؤنسز

بڑھائیں اور انہیں رِسک الاؤنس دیں۔ میں نے کوئی غلط بات کی ہے جیسے نیچے بیٹھے ہوئے آپ کے وزراء کہہ رہے ہیں۔ شاید انہیں میری بات گراں گزر رہی ہو۔ میں نے یہ تو نہیں کہا کہ اِن کی تنخواہوں سے کاٹ کر دے دیں۔

جناب سپیکر: یہ وزراء میرے نہیں ہیں۔ یہ وزراء اسمبلی کی طرف سے اور سارے پنجاب کے وزراء ہیں۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! میں ان کی بات کو second کرتی ہوں کہ سکیورٹی گارڈز کی تنخواہیں بڑھائی جائیں۔ باقی اسمبلیوں میں بھی ان کی تنخواہیں بڑھائی گئی ہیں لہذا ان کی بھی بڑھائی جائیں۔ میں چاہتی ہوں کہ سکیورٹی گارڈز کی ضروریات کے مطابق ان کی تنخواہ بڑھائی جائے۔

جناب سپیکر: جی، ہم انشاء اللہ کر رہے ہیں اور ان کے ساتھ مجھے مکمل ہمدردی ہے۔

وزیر آبکاری و محصولات / تعلیم (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمن): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

وزیر آبکاری و محصولات / تعلیم (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمن): جناب سپیکر! میں معزز رکن کو یہ بتانا چاہوں گا کہ ہمارے وزیر اعلیٰ پنجاب نے اس چیز کو دیکھتے ہوئے شہداء کے وارثین کے لئے تیس، تیس لاکھ روپے رکھے ہیں جو کہ پہلے پانچ لاکھ روپے ہوتے تھے۔ اب پانچ لاکھ روپے سے بڑھا کر تیس لاکھ روپے کر دیئے ہوئے ہیں جو شہداء کے ورثاء کو بغیر کسی problem کے مل جاتے ہیں۔ جیسے انہوں نے فرمایا ہے کہ اس فنڈ کے لئے انہیں کوفت اٹھانی پڑتی ہے تو میں بتاتا ہوں کہ انہیں بالکل بھی مشکل پیش نہیں آتی۔ ریسکیو 15 کے واقعہ میں جو لوگ شہید ہوئے تھے ان کے ورثاء کو میاں محمد نواز شریف نے خود بلا کر تیس، تیس لاکھ روپے کا چیک دیا۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! اس کے علاوہ ان کی families میں سے ایک بچہ یا بچی کی نوکری کا فوری طور پر بندوبست بھی کیا جاتا ہے جیسے وزیر اعلیٰ صاحب نے ابھی اعلان بھی کیا ہے اس کے علاوہ پولیس کا یا سکیورٹی کا جو ملازم شہید ہو اس کی جتنی ماہوار تنخواہ بنتی ہے اس کی بیوہ کو تمام زندگی اسی طرح ملتی رہے گی۔ باقی ان کے بچوں کے educational expenses بھی حکومت پنجاب برداشت کرے گی جو ہمارے وزیر اعلیٰ صاحب کی طرف سے بہت بڑی announcement تھی۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: جی، شاہ صاحب! آپ نے تمام بات سن لی ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری (چودھری شوکت محمود بسراء، ایڈووکیٹ): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

میاں محمد رفیق: پوائنٹ آف آرڈر۔

MR. SPEAKER: No, Point of order

جب ایک معزز ممبر پوائنٹ آف آرڈر پر بات کر رہے ہیں۔ جی۔

پارلیمانی سیکرٹری (چودھری شوکت محمود بسراء، ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! کل پنجاب میں یہاں پر جو واقعہ پیش آیا ہے جیسا کہ ابھی مجتبیٰ شجاع الرحمٰن فرما رہے تھے کہ وزیر اعلیٰ پنجاب نے ان کے لئے جن لوگوں نے جان کا نذرانہ دیا ہے اور صوبہ پنجاب کے عوام کی اور صوبہ پنجاب کے لوگوں کی جانیں بچائی ہیں۔ ان کو میں بھی یہاں خراج تحسین پیش کرتا ہوں اور ساتھ آپ نے کل یہ بھی دیکھا ہو گا کہ رحمٰن ملک صاحب بھی صدر پاکستان اور وزیر اعظم یوسف رضا گیلانی صاحب کے behalf پر پنجاب میں تشریف لائے تھے انہوں نے بھی ان کے لئے پلاٹ اور دوسری مراعات کا اعلان کیا ہے لیکن یہاں جس کے لئے میں کہنا چاہتا ہوں کہ کل الیکٹرانک میڈیا نے جو کردار ادا کیا ہے میں ان کو خراج تحسین پیش کرنا چاہتا ہوں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

کل انہوں نے ہر جگہ پر حکومت کو، قانون نافذ کرنے والے اداروں کو جس طرح خراج تحسین پیش کیا ہے اور حکومت کا ساتھ دیا ہے، حکومت کی ہدایات پر عمل کیا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ جو دہشت گرد ہیں ان کا مقصد ہی یہی ہوتا ہے کہ دنیا کو message دیا جائے کہ پاکستان غیر محفوظ جگہ ہے لیکن کل انہوں نے جس طرح instruction پر عمل کرتے ہوئے جب آپریشن ہو رہا تھا تو انہوں نے آپریشن کو روکا ہے میں ان کو خراج تحسین پیش کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: جی، میاں رفیق صاحب!

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! بے حد شکریہ

نالے بلبل کے سنوں اور ہمہ تن گوش رہوں
میں کوئی پھول ہوں کہ خاموش رہوں

(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! میں کوئی گو بھی کا پھول تو نہیں کہ میں یہاں پر کورم پورا کرنے آتا ہوں۔ میں بھی کچھ کہنا چاہتا ہوں۔ میرے اندر بھی کچھ جذبات ہیں۔ بات یہ ہے کہ کیا ہمارا یہی کام رہ گیا ہے کہ یہاں

ہم خراج عقیدت پیش کریں، تحسین پیش کریں اور فاتحہ خوانی کریں، خوشامد کریں، کیا ہمارا یہی کام ہے؟ ہم یہ کیوں نہیں سوچتے ہیں کہ ہم ان hatcheries کو بند کریں جن کے ذریعے سے یہ دہشت گرد پیدا ہو کر یہاں پر آتے ہیں۔ Nip the evil in the bud جب تک ہم ان hatcheries کو بند نہیں کرتے یہ دہشت گردی ختم نہیں ہو سکتی۔ کیا ہم فاتحہ خوانی کرتے رہیں گے، یہی ہمارا کام رہ گیا ہے، hatcheries کو بند کرنے کے لئے کیوں نہیں سوچتے ہیں۔ اس پر بھی بحث ہونی چاہئے۔

چودھری رضا نصر اللہ گھمن: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

چودھری رضا نصر اللہ گھمن: جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے عرض کروں گا کہ جس طرح ہمارے وزیر ایکسائز نے بتایا ہے کہ وزیر اعلیٰ پنجاب نے ہمارے شہداء کی فیملیوں کے لئے تیس لاکھ روپے فنڈز رکھے ہیں۔ میں اس کو مزید آگے بڑھانا چاہتا ہوں کہ یہ جو ہماری این جی اوز ہیں جس وقت کوئی criminal آدمی مر جاتا ہے تو ہمارے ایماندار آفیسرز کو shake کرنے کے لئے ان کو تنگ کرتے ہیں کہ یہ پولیس مقابلہ ہوا ہے اور آپ نے deliberate کیا ہے لیکن جب ہمارے پولیس کے سپاہی اور افسران شہید ہوتے ہیں تو ان این جی اوز نے اپنا کبھی مثبت کردار ادا نہیں کیا ہے۔ میں آپ کی وساطت سے ان این جی اوز کو کہنا چاہتا ہوں کہ جب کوئی مثبت رول ہو تو اس میں بھی آگے بڑھنا چاہئے۔

سوالات

(محکمہ جات جنگلات، جنگلی حیات، ماہی پروری، سیاحت اور آبکاری و محصولات)

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

جناب سپیکر: شکریہ۔ اب سید حسن مرتضیٰ صاحب کا سوال ہے۔

سید حسین مرتضیٰ: جناب سپیکر! ایہہ مریاں نوں جو دیندے نیں تے جیندیاں نوں دے دین۔ اسیں کدوں کہیا اے کہ وزیر اعلیٰ نے نئیں آکھیا۔

جناب سپیکر: جی آپ سوال کا نمبر پکاریں۔

سید حسن مرتضیٰ: سوال نمبر 74 ہے۔

جناب سپیکر: کیا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

سید حسن مرتضیٰ۔ جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

2005 سے آج تک بھرتی کئے گئے ایکسائز انسپکٹرز کی تعداد و دیگر تفصیلات

*74: سید حسن مرتضیٰ: کیا وزیر آبکاری و محصولات از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

جنوری 2005 سے آج تک جن افراد کو بطور ایکسائز انسپکٹر بھرتی کیا گیا ان ملازمین کے نام، ولدیت، تعلیمی قابلیت، ڈومیسائل، پتاجات اور موجودہ جگہ تعیناتی کی تفصیل فراہم کی جائے؟

وزیر آبکاری و محصولات (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

جنوری 2005 سے آج تک جن افراد کو بطور ایکسائز انسپکٹر بھرتی کیا گیا ان ملازمین کے نام، ولدیت، تعلیمی قابلیت، ڈومیسائل، پتاجات اور موجودہ جگہ تعیناتی کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔ یہاں اس امر کی وضاحت کی جاتی ہے کہ ایکسائز انسپکٹرز کی ریکروٹمنٹ پنجاب پبلک سروس کمیشن کے ذریعے ہی ہوتی ہے۔

جناب سپیکر: جی، کوئی ضمنی سوال؟

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! میں وزیر موصوف کے جواب سے پوری طرح مطمئن ہوں۔

(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: اگلا سوال میاں نصیر احمد صاحب کا ہے۔ میں آپ سے گزارش کروں گا کہ براہ مہربانی! آپ سیٹ چھوڑ کر ادھر آ جائیں۔ یہ سیٹ چھوڑ دیں۔ میں آپ کا نام نہیں لوں گا تاکہ کسی اور کو پتا نہ چلے۔

میاں نصیر احمد: آپ مجھے کہہ رہے ہیں؟

جناب سپیکر: نہیں، میں آپ کے ساتھ والے کو کہہ رہا ہوں۔

خواجہ عمران نذیر: جناب سپیکر! آپ مجھے کہہ رہے ہیں۔

جناب سپیکر: جی، جی، آپ ادھر ہو جائیں۔ میں نام نہیں لوں گا۔

میاں نصیر احمد: شکریہ۔ جناب سپیکر! سوال نمبر 447 ہے۔

جناب سپیکر: کیا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے؟

میاں نصیر احمد: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

پنجاب ٹورازم بس سروس بند کرنے کا مسئلہ

*447: **میاں نصیر احمد:** کیا وزیر سیاحت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ پنجاب ٹورازم کی بس سروس لاہور ملتان، ملتان لاہور اور لاہور راولپنڈی، راولپنڈی لاہور چلتی تھی؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ مذکورہ سروس کو بند کیا جا چکا ہے مذکورہ بس سروس کو بند کرنے کی وجوہات سے ایوان کو آگاہ کیا جائے، نیز کیا حکومت اس اہم اور منافع بخش بس سروس کو دوبارہ بحال کرنے کا ارادہ رکھتی ہے تو کب تک، نہیں تو اس کی وجوہات سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

وزیر سیاحت (ملک ندیم کامران):

(الف) یہ درست ہے کہ پنجاب ٹورازم کی بس سروس لاہور ملتان، ملتان لاہور اور لاہور راولپنڈی، راولپنڈی لاہور چلتی تھی۔

(ب) ٹورازم ڈویلپمنٹ کارپوریشن پنجاب نئے رجحان متعارف کروانے والا ادارہ ہے ٹی ڈی سی پی نے پاکستان میں پہلی بار بڑی اور لگژری بسوں کا فلیٹ متعارف کروایا جس کو دیکھتے ہوئے بہت سی نجی کمپنیاں میدان میں آ گئیں اور معیاری بس سروس پاکستان میں عام ہو گئی چونکہ ٹی ڈی سی پی پرائیویٹ سیکٹر کی حوصلہ افزائی بھی کرتی ہے اس لئے پرائیویٹ سیکٹر کے آنے کے بعد ٹی ڈی سی پی کی سروس کو بند کر دیا گیا اصل مقصد لوگوں کو معیاری بس سروس فراہم کرنا تھا جو کہ پرائیویٹ کمپنیاں بخوبی سر انجام دے رہی ہیں۔

مزید برآں 1998 میں حکومت پنجاب کی پالیسی کے مطابق تمام بس ٹرمینل شہر سے باہر منتقل کر دیئے گئے چونکہ ٹی ڈی سی پی کے ٹرمینل شہر کی حدود میں تھے اور شہر سے باہر مجوزہ علاقوں میں ٹرمینل نہ ہونے کی وجہ سے ٹی ڈی سی پی اپنی بس سروس جاری نہ رکھ سکی۔ محکمہ سیاحت پنجاب اب بس سروس شروع کرنے کا ارادہ نہیں رکھتا چونکہ اب پرائیویٹ سیکٹر میں معیاری بس سروس دستیاب ہے۔

جناب سپیکر: ضمنی سوال۔

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر! جز (ب) میں مجھے جو ٹورازم کے حوالے سے تھا کہ لاہور سے ملتان اور لاہور سے راولپنڈی جو ٹورازم کی بس سروسز چلتی رہی ہیں، جس زمانے میں یہ چلتی رہی ہیں بڑی اچھی سروسز دیتی رہی ہیں لیکن اب بتایا یہ گیا ہے کہ ان کو بند کر دیا گیا ہے۔ جب یہ بسیں چلتی تھیں تو ان کے ساتھ سینکڑوں خاندانوں کا روزگار وابستہ تھا اور دوسرا پلان میں یہ شامل تھا کہ یہ بسیں راستے میں جہاں بھی پنجاب ٹورازم کی جو بھی sights آتی تھیں ان کا visit بھی شامل تھا لیکن اس میں مجھے بتایا گیا ہے کہ پرائیویٹ کمپنیوں کے آنے کے بعد یہ سروسز بند کر دی گئی ہیں۔ بنیادی طور پر جو پرائیویٹ کمپنیاں آئی ہیں ان کا مقصد کمرشل ہے اور وہ اپنی بسیں کمرشل بنیادوں پر چلاتے ہیں۔ کیا وزیر صاحب بتانا پسند کریں گے کہ اگر یہ بسیں نقصان میں نہیں تھیں، یہ فائدہ میں جا رہی تھیں تو اس کے باوجود ان کو کیوں بند کر دیا گیا؟

وزیر سیاحت (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! فاضل ممبر نے یہ سوال اٹھایا ہے اس میں بڑی clear بات ہے کہ یہ ایک پالیسی کے تحت بند کی گئی تھیں اور یہ ایک دم سے بند نہیں کی گئی تھیں۔ 1988 میں اس کا آغاز کیا گیا تھا اور 2001 میں اس کو بند کر دیا گیا تھا۔ اس کی چند ایک وجوہات تھیں کہ شہر کے اندر جو بسوں کے اڈے تھے ان کو شہر سے باہر شفٹ کرنے کا حکومت پنجاب نے پروگرام بنایا جس کے تحت میونسپل حدود کے باہر ان اڈوں کو شفٹ کر دیا گیا۔ کیونکہ ٹورازم کے بس سٹینڈ اس جگہ پر نہیں جا سکتے تھے۔ ایک تو یہ مشکل آئی اس کے علاوہ اس میں یہ بات بھی بڑی clear تھی کہ یہ صرف دو جگہوں پر چل رہی تھی اس سے زیادہ نہیں چل رہی تھی۔ اس کے لئے جب پبلک پرائیویٹ پارٹنرشپ کے تحت بھی اس کو چلانے کی کوشش کی جا رہی تھی اور اسی کے تحت یہ چل رہی تھی۔ یہ اکیلا ٹورازم ڈیپارٹمنٹ نہیں چلا رہا تھا already پرائیویٹ سیکٹر اس میں involve ہو چکا تھا اور جب وہ اس معیار پر چلنا شروع ہو گیا تو اس کے بعد حکومت نے یہ مناسب سمجھا کہ یہ حکومت پر کچھ بوجھ بنتا جا رہا ہے لہٰذا اس کو بند کر دیا گیا اور فی الحال اس کو revive کرنے کا کوئی ارادہ نہیں ہے۔

جناب سپیکر: جی، میاں صاحب!

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر! جس طرح وزیر صاحب نے کہا ہے کہ اس کے جتنے بھی ٹرمینل تھے یہ لاہور شہر کے اندر تھے اور جب یہ بس سروسز بند کی گئی تو یہ ٹرمینل بڑی اچھی location پر تھے اور یہی

کہا گیا تھا کہ یہاں پر ٹورازم کے حوالے سے کوئی sight develop کی جائے گی۔ میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ جتنے بھی ٹرمینل ہیں جہاں سے بسیں چلتی تھیں۔ جب بسیں بند کی گئی ہیں تو ان ٹرمینل کو کس استعمال میں لایا جارہا ہے۔

وزیر سیاحت (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! میں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ یہ جو ٹرمینل بند ہو گئے تھے ان ٹرمینلز پر ٹورازم کے حوالے سے کچھ کام کر رہے ہیں۔ جو یہاں پر tours آتے ہیں وہ بین الاقوامی ہوں یا local level پر جو ہمارے ساتھ arrange ہوتے ہیں یا ہمیں ان کے ساتھ liaison ہوتا ہے تو ہماری ویگنیں یا بسیں جو وہ لوگ hire کرتے ہیں وہ انہی ٹرمینلز سے چلائی جارہی ہیں۔ اس طرح ان ٹرمینلز کا مناسب استعمال کیا جارہا ہے۔

جناب جوئیل عامر سہوترا: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں، اس کے بعد آپ سپلیمنٹری کرنا چاہیں گے؟

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! میں ضمنی سوال کرنا چاہوں گا۔ (قہقہے)

جناب سپیکر: جی، سہوترا صاحب!

جناب جوئیل عامر سہوترا: جناب سپیکر! محکمہ کی طرف سے جواب دیا گیا ہے کہ اصل مقصد لوگوں کو معیاری بس سروس فراہم کرنا تھا جو کہ پرائیویٹ کمپنیاں بخوبی بہم پہنچا رہی ہیں۔ میرا آپ کی وساطت سے ضمنی سوال یہ ہے کہ کیا محکمے کے پاس معیاری بسیں نہ تھیں کہ جو انہوں نے پرائیویٹ کمپنیوں کا مقابلہ کرنے کی بجائے اس کو بند کر دیا کیونکہ محکمہ خود تسلیم کر رہا ہے کہ ان کے پاس اس معیار کی بسیں یا سروس نہ تھی جو کہ پرائیویٹ سیکٹر کے پاس تھی۔ اس طرح تو T.D.C.P کے اپنے ریسٹورنٹ بھی ہیں اور پرائیویٹ سیکٹر کے بہت معیاری اور اعلیٰ ریسٹورنٹ اور ہوٹل صوبہ میں کام کر رہے ہیں۔ اگر اسی بات کو معیار بنانا ہے تو میری یہ گزارش ہو گی کہ محکمہ اپنے ان ریسٹورنٹ کو بند کر دے کیونکہ پرائیویٹ کمپنیاں بہتر اور اچھی سروس صوبہ کو دے رہی ہیں۔

وزیر سیاحت (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! میں فاضل ممبر کو بتانا چاہتا ہوں کہ ایسی بات نہیں تھی۔ اصل حقیقت یہ ہے کہ پرائیویٹ سیکٹر جب اس میں involve ہوا تو definitely ہمیں یہ تسلیم کرنا پڑے گا کہ جو سروسز ہم دے رہے تھے اس سے بہتر سروسز سامنے آگئیں اور اس کے ساتھ ساتھ یہ کوئی وجہ نہیں بنتی کہ اگر بسوں کو ہم نے بند کیا تو اس کے ساتھ ساتھ باقی جگہوں کو بھی بند کر دیا

جائے بلکہ ان کو ہمارے ساتھ شامل ہو کر ہمیں encourage کرنا چاہئے اور ہمیں push کرنا چاہئے کہ جہاں پر ہم substandard کام کر رہے ہیں یا up to the mark کام نہیں کر رہے وہاں پر ہمیں مزید محنت کر کے ایک standard پر لانا چاہئے تاکہ پرائیویٹ فیلڈ میں لوگوں کا مقابلہ کر سکیں۔

جناب سپیکر: انہوں نے trend settle کا کام کیا ہے اور ان کے بقول وہ اس میں کامیاب ہو گئے ہیں۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! محترم وزیر صاحب نے وضاحت میں یہ فرمایا ہے کہ چونکہ ٹورازم کی بسیں بوجھ بن گئی تھیں اس لئے انہیں بند کرنا پڑا ہے۔ میرا سوال یہ ہے کہ پرائیویٹ سیکٹر میں چلنے والی بسیں ایک سال چلنے کے بعد ایک "بچہ" پیدا کر دیتی ہیں یعنی ایک نئی بس پیدا ہو جاتی ہے تو یہ ٹورازم والی بسیں کیسے خسارے میں چلی گئیں؟ اس کی وجہ یہ ہے اور میں آپ سے یہ گزارش کروں گا کہ جیسے پنجابی کی ایک مثال ہے ناں "کچریاں دا راکھا گیدڑ" یہی ایک صورتحال پاکستان ریلوے کے ساتھ ہے۔ بورڈ آف مینجمنٹ میں پرائیویٹ سیکٹر کے ٹرانسپورٹرز کو رکھا گیا ہے اس لئے یہ ریلوے بھی خسارے میں جا رہا ہے اور ہمارے ٹورازم کی بسیں بھی خسارے میں گئی ہیں۔

جناب سپیکر: میاں صاحب! جواب بھی آپ نے خود ہی دے دیا اور سوال بھی کر لیا۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

جناب محمد محسن خان لغاری: شکریہ۔ جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ اس کے جز (ب) میں کہا گیا ہے کہ مزید برآں 1998 حکومتی پالیسی کے مطابق تمام بس سٹینڈز و ٹرمینل شہر سے باہر منتقل کر دیئے گئے تھے۔ مجھے جہاں تک علم ہے ایک بین الاقوامی نام والی کمپنی کا ٹرمینل بالکل عین کلمہ چوک کے ساتھ شہر کے وسط میں ہے۔ اس ایک کمپنی کے لئے exception کیوں کی گئی ہے؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر سیاحت (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! انہوں نے جو بات کی ہے اس کی بڑی وضاحت سے ہم نے کل انکوائری کی تھی۔ یہ ڈائیوو بس کے ٹرمینل کا ذکر کر رہے ہیں تو اس وقت ان کی location یا پوزیشن municipal limits سے باہر تھی اور بعد میں اس کی clarification کی گئی کہ یہ point

valid نہیں ہے چونکہ یہ بنادیا گیا تھا لہذا ہم نے اسے continue کیا اور حکومتی سطح پر بھی یہ فیصلہ ہو چکا ہے کہ ٹورازم کی بسوں کو بند کر رہے ہیں اور جیسا کہ آپ کو پتا ہے کہ حکومتی اداروں کے تحت چلنے والے سیکٹر بوجھ بنتے جا رہے تھے اور اس میں problems آ رہے تھے۔ پنجاب روڈ ٹرانسپورٹ کارپوریشن بھی کسی مالی بوجھ اور کئی مسائل کی وجہ سے بند کر دیا گیا تھا۔ خالی یہ point نہیں ہے اس میں یہ وجوہات بھی شامل تھیں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ کلمہ چوک اور فیروزپور روڈ کب میونسپل کمیٹی کی حد میں شامل ہوئے اور اس سے پہلے باہر تھے؟ جیسا کہ یہ کہہ رہے ہیں تو یہ کس سن میں میونسپل کمیٹی کے اندر آئے اور اس سے پہلے یہ لاہور سے باہر تھے؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر سیاحت (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! یہ ایک fresh question ہے۔ آپ جمع کروا دیں تو میں اس پر آپ کو مکمل جواب دے سکوں گا۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! اس کا مطلب یہ ہے کہ کلمہ چوک اور فیروزپور روڈ میونسپل کمیٹی کی حد سے باہر ہیں۔ یعنی 1998 میں میونسپل کمیٹی کی حدود سے باہر تھے اس سے تو یہی ظاہر ہوتا ہے۔ 1998 میں یہ کہا گیا کہ یہ شہر سے باہر لے جاتی ہیں اور 1998 میں ڈائیوو کا ٹرمینل وہاں رہا۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ 1998 میں فیروزپور روڈ، گارڈن ٹاؤن، گلبرگ، ماڈل ٹاؤن، والٹن والا علاقہ اور آگے مسلم ٹاؤن وغیرہ یہ سب میونسپلٹی سے باہر تھے۔ ان کا جواب یہی ہوا ناں؟ میں کم عقل ہوں آپ مجھے ذرا سمجھا دیں کیونکہ 1998 میں یہ میونسپلٹی سے باہر تھے۔

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر سیاحت (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! میں نے عرض کیا ہے کہ مجھے جو تفصیلات بتائی گئی ہیں وہ ایسے ہی ہیں لیکن آپ نے یہ سوال اٹھایا تو اس کی مکمل تفصیلات تازہ سوال سے متعلقہ ہوں گی۔

جناب سپیکر: منسٹر صاحب! جس طرح سے وہ نشاندہی کر رہے ہیں اس کے مطابق ذرا دیکھ لیں۔ ایسے ہی statement نہ دیں۔ چیک کر کے بتائیں۔

جناب محمد اختر ملک: جناب سپیکر! ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

جناب محمد اختر ملک: شکریہ۔ جناب سپیکر! وزیر موصوف نے فرمایا ہے کہ شہروں سے ٹورازم کے ٹرمینل بند کر دیئے گئے ہیں لیکن میری اطلاع کے مطابق ابھی بھی پرائیویٹ کمپنیوں کے ٹرمینل شہروں میں کھولے جا رہے ہیں۔ میں ملتان کی ایک مثال دوں گا کہ وہاں فیصل موور کا ٹرمینل چوک کمہاراں والے کے قریب نیا کھلا ہے تو اگر ٹورازم والے بند ہو رہے ہیں تو پرائیویٹ کمپنیوں کو کیوں اجازت دی جا رہی ہے؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر سیاحت (ملک ندیم کامران): میں سمجھتا ہوں کہ فاضل ممبر نے جو بات کی ہے تو چونکہ بات ٹورازم اور لاہور کے حوالے سے ہو رہی ہے اور یہ ملتان کی بات کر رہے ہیں تو اس وقت ملتان کا تو ذکر نہیں ہو رہا بلکہ یہاں پر بات صرف لاہور کی ہو رہی ہے۔ اگر یہ بات کر رہے ہیں تو اس کا مناسب جواب ٹرانسپورٹ ڈیپارٹمنٹ دے سکتا ہے۔

جناب سپیکر: انہوں نے ضمنی سوال کیا ہے تو ملتان بھی پنجاب کا حصہ ہے اور آپ اس سلسلے میں انہیں بتائیں۔

وزیر سیاحت (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! میں آپ کو بتانا چاہتا ہوں کہ یہ معاملہ ٹرانسپورٹ ڈیپارٹمنٹ کا ہے اور وہی اسے deal کرتا ہے، ٹورازم نہیں کرتا۔ جو نئے اڈے کھل رہے ہیں یا بن رہے ہیں انہیں ٹرانسپورٹ ڈیپارٹمنٹ ہی deal کرتا ہے، ٹورازم ڈیپارٹمنٹ کا اس سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

جناب سپیکر: اگلا سوال راجہ حنیف عباسی (ایڈووکیٹ) کا ہے۔ تشریف نہیں رکھتے، dispose of ہوا۔ اگلا سوال سید حسن مرتضیٰ صاحب کا ہے۔

سید حسن مرتضیٰ: میرے سوال کا نمبر 75 ہے اور اسے پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

پراپرٹی ٹیکس کی تشخیص کا موجودہ طریق کار و دیگر تفصیل

*75: سید حسن مرتضیٰ: کیا وزیر آبکاری و محصولات از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) پراپرٹی ٹیکس کی تشخیص کا موجودہ طریق کار کیا ہے؟

ش(ب) غلط یا زیادہ ٹیکس لگ جانے کی صورت میں اپیل کے لئے ٹیکس کی رقم کا کتنے فیصد جمع کرانا ضروری ہوتا ہے تفصیل سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

وزیر آبکاری و محصولات (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) ٹیکس کی تشخیص پنجاب اربن ایموایبل پراپرٹی ٹیکس ایکٹ 1958 کی دفعہ 5-A کے تحت locality wise valuation tables میں درج مربع گز / مربع فٹ کرایہ کے مطابق کی جاتی ہے۔ تشخیص کا طریق کار حسب ذیل ہے۔

1- کل رقبہ پلاٹ بحساب مربع گز X شرح کرایہ (ذاتی / کمرشل / کرایہ داری / رہائشی)

2- تعمیر شدہ رقبہ بحساب مربع فٹ x شرح کرایہ (ذاتی / کمرشل / کرایہ داری / رہائشی)

3- اگر عمارت 20 سال سے زیادہ اور 30 سال سے کم پرانی ہے تو بمطابق جدول شرح کرایہ میں 10 فیصد رعایت دی جائے گی۔

4- اگر عمارت 30 سال یا اس سے زیادہ پرانی ہے تو بمطابق شرح کرایہ میں 15 فیصد تک رعایت دی جائے گی۔

5- تشخیص ماہانہ کرایہ = (1+2) مع رعایت سیریل نمبر 3 یا 4

6- کل سالانہ تشخیص کرایہ (gross annual rental value) = ماہانہ تشخیص کرایہ x 12 اس طرح ہر جائیداد کی سالانہ تشخیص کی جاتی ہے۔

7- رعایت برائے سالانہ مرمت = سالانہ تشخیص کرایہ (G.A.R.V) کا 10 فیصد۔

8- سالانہ تشخیص (6-7) = annual rental value

9-

(I) اگر سالانہ تشخیص (A.R.V) 20 ہزار تک ہو تو تشخیص (A.R.V) کا 20 فیصد پراپرٹی ٹیکس سالانہ لاگو ہوگا۔

(ii) اگر سالانہ (A.R.V) 20 ہزار سے زیادہ ہو تو سالانہ تشخیص (A.R.V) کا 25 فیصد پراپرٹی ٹیکس سالانہ لاگو ہوگا۔

(ب) اپیل کرنے کے لئے عموماً ٹیکس گزار اور ٹیکس وصول کرنے والے عملہ کی سہولت کے لئے یہ کیا جاتا ہے کہ یا تو وہ آدھی رقم خزانہ سرکار میں جمع کرا دے یا پھر ذاتی رہائش کی صورت میں پچھلے سالوں میں جمع کرائی گئی رقم کے برابر ٹیکس خزانہ سرکار میں جمع کرا دے تاہم قانون میں ایسی کوئی شرط درج نہ ہے۔اپیل بغیر رقم جمع کرائے دائر کی جا سکتی ہے لیکن پراپرٹی ٹیکس

کی دفعہ 11 کے تحت ٹیکس کی وصولی اپیل کے فیصلہ سے مشروط نہ ہے۔اپیل زیرالتوا ہونے کے باوجود نادہندہ سے ٹیکس کی وصولی بذریعہ گرفتاری/قرقی کی جاسکتی ہے۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! میں ان کے جواب سے بالکل متفق ہوں اور انہوں نے جو جواب دیا ہے وہ بالکل مکمل اور تفصیل کے ساتھ ہے۔ میں اس سے بالکل مطمئن ہوں۔

جناب سپیکر: اگلا سوال وسیم قادر صاحب کا ہے۔

جناب وسیم قادر: میرے سوال کا نمبر 1474 ہے اس کو پڑھا ہوا تصور کیا جائے؟

جناب سپیکر: جی، اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

واہگہ بارڈر ٹورسٹ ریزارٹ لاہور پر ترقیاتی کاموں کی تفصیلات

*1474: جناب وسیم قادر: کیا وزیر سیاحت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ٹورسٹ ریزارٹ واہگہ بارڈر لاہور کی ڈویلپمنٹ کا کام کب سے شروع ہوا اور موقع پر کون کون سا کام مکمل ہوا؟

(ب) یہ ٹورسٹ ریزارٹ کب، کتنے رقبہ پر قائم کیا گیا؟

(ج) اس کے لئے کس پارٹی سے کتنی لاگت سے زمین حاصل کی گئی ہے؟

(د) اس وقت اس ٹورسٹ ریزارٹ پر کیا کیا سہولیات سیاحوں کے لئے فراہم کی گئی ہیں؟

(ہ) اس ٹورسٹ ریزارٹ پر تعینات ملازمین کے نام، عہدہ، گریڈ اور تاریخ تقرری فراہم کی جائے؟

(و) ان ملازمین کو ماہانہ کتنی تنخواہ دی جا رہی ہے اور کتنی آمدن متوقع ہے؟

وزیر سیاحت (ملک ندیم کامران):

(الف) ٹورسٹ ریزارٹ واہگہ بارڈر لاہور کی ڈویلپمنٹ کا کام ابھی شروع نہیں ہوا اس مقصد کے لئے خرید کی گئی 6 کنال زمین پر صرف فینسنگ کا کام مکمل ہوا جو ماہ اکتوبر 2008 میں کروایا گیا۔

(ب) اس ٹورسٹ ریزارٹ کے لئے 6 کنال زمین حاصل کی گئی لیکن تاحال ٹورسٹ ریزارٹ قائم نہیں ہوا۔

(ج) یہ زمین فقیر محمد، نذیر حسین پسران شیر محمد بذریعہ مختار عام محمد ایوب ساکن رام پورہ لاہور کینٹ سے 2003 میں بعوض 9,60,000 روپے میں حاصل کی گئی تھی۔

(د) ٹورسٹ ریزارٹ کی تعمیر ابھی شروع نہیں کی گئی۔

(ہ) اس پراجیکٹ پر کوئی ملازم تعینات نہیں ہے۔

(و) پراجیکٹ پر ابھی تعمیر کا کام شروع نہیں ہوا لہذا کسی ملازم کو نہ رکھا گیا ہے اور نہ تنخواہ دی جا رہی ہے اور آمدن کا تخمینہ لگانا قبل از وقت ہے۔

جناب وسیم قادر: میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ جواب میں لکھا ہے کہ پراجیکٹ پر تعمیر کا کام ابھی شروع نہیں ہوا اور جواب 20۔دسمبر کو موصول ہوا ہے تو اب تقریباً دس ماہ کا عرصہ گزر چکا ہے تو وزیر موصوف بتادیں کہ اب اس کی پوزیشن کیا ہے؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر سیاحت (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! یہ جگہ 2003 میں خریدی گئی تھی اور یہاں پر resort develop کرنے کا ارادہ تھا۔ اس کا سروے بھی مکمل ہو چکا ہے اس میں پیسے مختص کئے گئے تھے اور PC-I بھی بن چکا ہے لیکن چونکہ یہ بارڈر ایریا ہے اور بارڈر پر واقع ہے تو اس کے لئے یہ لازم تھا کہ ہم رینجرز سے اس کی اجازت لیتے۔ رینجرز کی طرف سے این او سی نہ ملنے کی وجہ سے ابھی تک کام شروع نہیں ہو سکا۔ ابھی بھی یہ معاملہ اسی طرح لٹکا ہوا ہے لیکن ہم نے اس کو دوبارہ take up کر کے متعلقہ اتھارٹیز کو لیٹر لکھا ہے اور اگر اجازت مل گئی تو یقیناً اس پر کچھ کام کیا جائے گا اور اگر بارڈر ایریا پر اجازت نہ ملی تو پھر ہمیں شاید یہ جگہ dispose of کرنی پڑے گی۔

جناب وسیم قادر: جناب سپیکر! کوئی time frame بتا سکتے ہیں کہ کب تک متوقع ہے؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر سیاحت (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! میں بتانا چاہتا ہوں کہ دو ماہ کے اندر اندر اس کا فیصلہ کر لیا جائے گا تاکہ مزید تاخیر نہ ہو۔

جناب سپیکر: اگلا سوال ملک محمد جاوید اقبال اعوان صاحب کا ہے۔۔۔ تشریف فرما نہیں ہیں سوال dispose of ہوا۔ اگلا سوال وسیم قادر صاحب کا ہے۔

جناب وسیم قادر: جناب سپیکر! میرے سوال کا نمبر 83 ہے اور اسے پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

پانچ مرلہ مکان پر پراپرٹی ٹیکس کی معافی سے متعلقہ تفصیل

*83: جناب وسیم قادر: کیا وزیر آبکاری و محصولات از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ حکومت نے پانچ مرلہ کے مکان پر ٹیکس کی معافی کا اعلان کیا تھا، تفصیل فراہم کی جائے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ محکمہ ایکسائز پانچ مرلہ کے مکان مالکان سے ابھی تک ٹیکس وصول کر رہا ہے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ محکمہ ایکسائز کے بعض اہلکار لوگوں سے رشوت لے کر ٹیکس ختم کر دیتے ہیں، کیا حکومت ان اہلکاران کے خلاف کارروائی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے یا نہیں؟

وزیر آبکاری و محصولات (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) یہ درست ہے کہ حکومت پنجاب نے 5 مرلہ تک کے رہائشی مکانات پر فنانس ایکٹ 2004 کے تحت پراپرٹی ٹیکس کی معافی کا اعلان کیا تھا جو کہ 04-07-01 سے نافذ العمل ہے جس کے تحت ہر ایسا رہائشی مکان جس کا رقبہ 5 مرلہ تک ہو اور وہ صرف رہائشی طور پر استعمال ہو رہا ہو پراپرٹی ٹیکس کی ادائیگی سے مستثنیٰ ہے۔

(ب) یہ درست نہ ہے کہ محکمہ ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن 5 مرلہ کے رہائشی مکانات کے مالکان سے ابھی تک ٹیکس وصول کر رہا ہے۔تاہم جن مکانات کے ذمے 04-07-01 سے پہلے کے پراپرٹی ٹیکس کے واجبات ہیں، ان سے ٹیکس کی وصولی کے لئے اقدامات کئے جاتے ہیں۔

(ج) اس قسم کی کوئی شکایت سامنے نہ آئی ہے کہ کسی اہلکار نے 04-07-01 کے بعد کسی پانچ مرلہ مکان کے مالک سے اس بابت رشوت کا تقاضا کیا ہو۔تاہم اگر اس سلسلے میں کوئی شکایت وصول ہوئی تو ایسے اہلکار کے خلاف محکمانہ کارروائی کی جائے گی۔

جناب وسیم قادر: میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ جز (ج) کے جواب میں ہے کہ اس قسم کی کوئی شکایت سامنے نہیں آئی ہے کہ کسی اہلکار نے 2004 کے بعد کسی پانچ مرلہ مکان سے اس بابت رشوت کا تقاضا کیا ہو، میں نے ویسے ان سے پوچھا تھا کہ رشوت لی جا رہی ہے تو محکمہ جواب دے رہا ہے کہ صرف پانچ مرلہ مکان پر کوئی شکایت وصول نہیں ہوئی۔

جناب سپیکر: جی، منسٹر ایکسائز!

وزیر آبکاری و محصولات (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! جز (ج) کا جواب ہے کہ اس قسم کی کوئی شکایت سامنے نہ آئی ہے کہ کسی اہلکار نے 2004-7-1 کے بعد کسی پانچ مرلہ مکان کے مالک سے اس بابت رشوت کا تقاضا کیا ہو۔ تاہم اگر اس سلسلے میں کوئی شکایت وصول ہوئی تو ایسے اہلکار کے خلاف محکمانہ کارروائی کی جائے گی۔

جناب وسیم قادر: جناب سپیکر! میرا سوال یہ تھا کہ "کیا یہ درست ہے کہ محکمہ ایکسائز کے بعض اہلکار لوگوں سے رشوت لے کر ٹیکس ختم کر دیتے ہیں؟" میں نے یہ نہیں پوچھا کہ پانچ مرلہ پر بلکہ میں پوچھ رہا ہوں کہ جو ٹیکس لیا جا رہا ہے کیا آپ کو رشوت لینے کی کوئی شکایت موصول ہوئی ہے؟

جناب سپیکر: جی، وزیر ایکسائز!

وزیر آبکاری و محصولات (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! یکم جولائی 2004 میں پانچ مرلہ اور اس سے کم کے area پر ٹیکس ختم کر دیا گیا تھا۔ میں اس وقت بتانا چاہوں گا کہ اگر کوئی لوگوں کے واجبات ہیں اور وہ لوگوں نے 2004 سے پہلے کے جمع نہیں کروائے ہوئے ہیں وہ ہمارے محکمانہ ریکارڈ میں arrears کے طور پر آرہے ہیں۔ اس کے مطابق جو ہمارے محکمے کے ریکوری آفیسرز پانچ مرلے سے کم رہائش پذیر لوگوں کے گھروں یا کاروباری جگہوں پر جاتے ہیں لیکن جب یہ قانون اسمبلی میں پاس ہوا تو یکم جولائی 2004 کے بعد پانچ مرلے والوں سے کسی سے بھی کوئی ٹیکس نہیں لیا جا رہا ہے، انہیں ٹیکس کی complete معافی ہے۔

جناب وسیم قادر: جناب سپیکر! شکریہ

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میرا supplementary question ہے۔

جناب سپیکر: منسٹر صاحب! شیخ علاؤالدین صاحب supplementary question پر ہیں، سنئے گا۔ جی، شیخ صاحب!

شیخ علاؤالدین: شکریہ۔ جناب سپیکر! یہ ابھی جو منسٹر صاحب نے فرمایا کہ انہوں نے 2004 سے پانچ مرلہ مکانوں پر سے ٹیکس ختم کیا ہے تو جو retrospective tax مانگا جا رہا ہے اس کی کتنی recovery ہو رہی ہے؟ میں پھر بتاتا ہوں کہ اس کی recovery میں کیا ہو رہا ہے۔ میں منسٹر صاحب سے پوچھتا ہوں کہ retrospective tax کی کیا ratio ہے؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر آبکاری و محصولات (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! پانچ مرلے کے حوالے سے جو recovery کی بات کر رہے ہیں وہ بہت slow ہے کیونکہ ہمارے پاس کافی زیادہ arrears ہیں اور ان کی recovery کافی slow ہے۔ اگر یہ کہیں تو محکمے سے exact figures لے کر دی جا سکتی ہیں، اس پر یہ اپنا fresh question دے دیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میری گزارش ہے کہ جو prior to 2004 ٹیکس ہے وہ کوئی وصول نہیں ہو رہا ہے۔ یہ زیادہ تر mediocre یا غریب لوگوں کے گھر ہیں اور ان لوگوں سے ٹیکس یہ عملہ اپنے طور پر وصول کر کے اپنی جیبوں میں ڈال رہا ہے۔ میری حکومت سے استدعا ہے کہ 2004 سے پہلے کے ٹیکس کو یہ ویسے ہی exempt کر دیں کیونکہ یہ نہیں آئے گا اور نہ ہی یہ پیسا آ رہا ہے بلکہ یہ پیسا عملہ کی جیب میں جا رہا ہے۔ لوگ بہت پریشان ہیں۔

جناب سپیکر: منسٹر صاحب! Is it possible? یہ prospective effect ہے یا retrospective effect ہے؟

وزیر آبکاری و محصولات (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! یہ کافی بڑی amount بنتی ہے۔ میں نے ان کو یہی کہا ہے کہ یہ اس پر اگر fresh question کریں تو میں اس کا exact جواب دے سکتا ہوں لیکن ہم معاف بالکل کر سکتے ہیں اور اس میں already محکمے کے پاس proposal ہے جو چیف منسٹر پنجاب میاں محمد شہباز شریف کے پاس بھیجی ہے۔ 2004 سے لے کر اب تک recovery کا process بہت slow ہے کیونکہ شیخ صاحب انتہائی محترم ہیں، یہ پھر پوچھ رہے تھے تو میں ان کو بتانا چاہوں گا کہ ابھی تک اس مد میں ہم نے تقریباً 12 کروڑ روپیہ اکٹھا کیا ہے۔ جہاں تک اس چیز کا تعلق ہے کہ ان کو نوٹس جاتے ہیں تو وہ arrears ہیں جو 2004 سے پہلے کے ہیں۔ 2004 کے بعد اگر کسی نے پانچ مرلے پر construction کی ہے یا پلاٹ ہے اس پر کوئی ٹیکس نہیں ہے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! بات یہ ہے کہ منسٹر صاحب کو پرچی آ گئی ہے---

جناب سپیکر: کیا ان غریب لوگوں کی جان نہیں چھوٹ سکتی؟

وزیر آبکاری و محصولات (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): میں پرچی کے بغیر بھی جواب دے سکتا ہوں۔

شیخ علاؤالدین: میں یہ عرض کرنا چاہ رہا ہوں کہ اگر 6 سال میں 12 کروڑ روپے اکٹھا ہوا بھی ہے کیونکہ 2004 کے بعد ٹیکس معاف ہوا ہے تو میرے پاس اس کے confirm ثبوت ہیں کہ اس سے بہت زیادہ پیسا اہلکاروں کی جیبوں میں گیا ہے۔ یہ پیسا recoverable نہیں ہے، یہ چھوٹے چھوٹے مکان ہیں لہذا ان کو exempt کر دیا جائے۔ اس میں اہم مسئلہ یہ ہے کہ 2004 کے بعد آج بھی عملہ زیر تعمیر مکانات والوں کو نوٹس بھی بھیجے دیتا ہے، یہ دیکھے بغیر کہ آیا یہ پانچ مرلے کا گھر بن رہا ہے یا پانچ مرلے سے کم کا بن رہا ہے۔ اس کے بعد پھر سودے بازی شروع ہو جاتی ہے۔ میں نے اس سلسلے میں پہلے بھی Adjournment Motion دی ہوئی ہے جس پر آپ نے بڑی مہربانی فرمائی تھی، اس پر ابھی تک کمیٹی نے میٹنگ بھی نہیں کی اور وہ specifically اس محکمے کے بارے میں تھی۔ میں صرف یہ چاہتا ہوں کہ آپ ان سے یہ پوچھ لیں اور حکومت کو کہہ دیں کہ ان taxes کو ختم کر دیا جائے کیونکہ یہ پیسے وصول نہیں ہوں گے۔ اگر آپ ان سے یہ پوچھ لیں کہ 12 کروڑ روپے total amount کا کتنا ہے؟ اگر فرض کیجئے کہ ایک ارب روپے اس وقت pending تھے اور اس میں سے چھ سال میں 12 کروڑ روپے لیا تو یہ pinnate ہے۔ اس پر بہت زیادہ ویسے ہی overheads پڑ چکے ہوں گے تو ان کو معاف کر دیں۔ یہ غریب لوگ ہیں ان پیسوں کو ویسے ہی چھوڑ دیں۔

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر آبکاری و محصولات (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمن): جناب سپیکر! محترم شیخ صاحب بار بار پوچھ رہے ہیں تو میں ان کو بتا دیتا ہوں کہ یہ کل رقم 76 کروڑ روپے تھی جس میں سے ہم نے 12 کروڑ روپیہ recover کیا ہے اور بقایا ہمارے arrears ہیں۔ محترم شیخ صاحب نے جیسے بات کی ہے اس issue کو ہم already take up کر چکے ہیں اس پر ہم نے چیف منسٹر پنجاب میاں محمد شہباز شریف سے request کی ہے وہ اس کو as a special case، کیونکہ ان کی بات بجا ہے کہ جن کے arrears ہیں وہ پانچ مرلہ سے کم کے مکانات میں رہ رہے ہیں وہ لوگ afford نہیں کر سکتے۔ ہر سال ان کے arrears پر overhead اکٹھا ہوتا چلا جاتا ہے۔ یہ matter ہم already وزیر اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف سے take up کر چکے ہیں اور جیسے ہی ہمیں ان کی طرف سے approval آئے گی، چیف منسٹر صاحب خود ہی اس کو announce کریں گے کیونکہ یہ بہت بڑی amount ہے۔ آپ نے بھی یہ پوچھا تھا کہ کیا یہ معاف ہو سکتا ہے؟ تو بالکل یہ معاف ہو سکتا ہے اور ہمیں امید ہے کہ چیف منسٹر پنجاب انشاء اللہ تعالیٰ اس کو اگلے چند ماہ میں ختم کر دیں گے۔

جناب سپیکر: جی، شیخ صاحب!

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! اب آپ سمجھ لیجئے کہ پونے ارب روپے میں سے 12 کروڑ روپے وصول ہوا اور جب آپ اس کا overhead دیکھیں گے تو یہ negative میں جائے گا۔ میں یہ بات کر کے اپنی بات ختم کرتا ہوں کیونکہ آپ نے ان کو کہہ دیا ہے یہ آپ کی مہربانی ہے کہ اس سارے ٹیکس کو wave کر دیا جائے لیکن ایک بات میں ضرور ریکارڈ پر لانا چاہتا ہوں کہ اگر Pearl Continental اور آواری جیسے ہوٹل گورنمنٹ کو یہ کہتے ہیں کہ ہمیں سیاحت کے نقطہ نظر سے tackle کیا جائے اور اس angle سے دیکھ کر ہمارے سارے taxes معاف کئے جائیں۔ گورنمنٹ اس پر غور کر لیتی ہے کہ ان کو tourism کے تحت دیکھا جائے کہ کیا ان کو exemption مل سکتی ہے یا نہیں، تو یہ پانچ پانچ مرلے والوں کا کیا قصور ہے؟ ان کو ٹیکس معاف کر دیا جائے۔

وزیر آبکاری و محصولات (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمن): جناب سپیکر! میں نے عرض کی ہے محترم شیخ صاحب نے جو بات کی ہے ان کے کہنے سے پہلے ہم اس matter کو take up کر چکے ہیں۔

جناب سپیکر: بہت اچھی بات ہے، شاباش۔

الحاج محمد الیاس چنیوٹی: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، چنیوٹی صاحب!

الحاج محمد الیاس چنیوٹی: جناب سپیکر! پانچ مرلہ مکان کے متعلق وزیر صاحب نے جو حکومت کی طرف سے منظوری بتائی ہے کہ ان پر پراپرٹی ٹیکس ختم کر دیئے گئے، اس کو تو میں خراج تحسین پیش کرتا ہوں لیکن میں اس سلسلے میں حکومت کے ٹیکس میں ایک مد کو بڑھانے کی گزارش کرنا چاہتا ہوں۔ ہمارا ضلع چونکہ نیا بنا ہے ہم نے درخواست دی کہ چنیوٹ میں گاڑیوں کی رجسٹریشن ہونی چاہئے اس طرح لاکھوں روپے کا ریونیو جمع ہو سکتا ہے لیکن مجھے سمجھ نہیں آتی کہ اتنے مہینے کیوں تاخیر کی جا رہی ہے، میرا سوال یہ ہے کہ بتایا جائے کہ چنیوٹ میں گاڑیوں کی رجسٹریشن کب تک شروع کر دی جائے گی؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر آبکاری و محصولات (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمن): جناب سپیکر! یہ fresh question بنتا ہے لیکن چونکہ محترم رکن نے پوچھا ہے اور اس بارے میں I am fully aware چونکہ چنیوٹ دو تین ماہ ہوئے نیا district بنا ہے جس میں ابھی گاڑیوں کی رجسٹریشن شروع ہونی ہے اس کو بھی ہم نے

administratively جب finalize کر کے وہاں پر بھجوا دیا ہے اور سٹاف بھی بھیج رہے ہیں کیونکہ جب ایک نیا ضلع بنتا ہے تو اس میں تھوڑا سا ٹائم لگتا ہے مگر ان کا finalize ہو گیا ہے اور میرا خیال ہے کہ اگلے چند ماہ میں وہاں پر گاڑیوں کی رجسٹریشن ہونا شروع ہو جائے گی۔

جناب سپیکر: جی، شکریہ

جناب محمد یٰسین سوہل: جناب سپیکر! ضمنی سوال!۔۔۔

جناب سپیکر: جی، سوہل صاحب!

جناب محمد یٰسین سوہل: جناب سپیکر! پنجاب میں لاہور کے علاوہ دوسرے شہروں میں بھی بہت سے گھر ایسے ہیں جو پانچ مرلے کے تو ہیں ان میں غریب لوگ بھی رہتے ہیں ان لوگوں نے اپنی بیٹھک یا اپنے کسی کمرے کے اندر چھوٹی سی پرچون کی دکان لگا رکھی ہے تاکہ وہ اپنا کما کر کھا سکیں۔ وہاں جو اہلکار جاتے ہیں انہیں جا کر یہ blackmail کرتے ہیں اور انہیں کہتے ہیں کہ آپ اس کو commercial use کر رہے ہیں۔ ان سے یہ ٹیکس بھی وصول کرتے ہیں اور ساتھ رشوت بھی وصول کرتے ہیں تو میرا یہ سوال ہے کہ ان کے بارے میں کوئی ایسی پالیسی بنائی جائے کیونکہ وہ تو commercial use نہیں کر رہے ہوتے، ان بے چاروں نے تو اپنی روزی کمانے کے لئے چھوٹا موٹا ذاتی کاروبار کیا ہوتا ہے تو ان کے لئے میری حکومت سے استدعا ہے کہ ان لوگوں کو اس طرح سے تنگ نہ کیا جائے تاکہ وہ لوگ اپنی روزی کما سکیں۔

جناب سپیکر: جی، وزیر موصوف!

وزیر آبکاری و محصولات (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! ہماری ٹیکسیشن کی سات کیٹیگریز ہوتی ہیں اور وہ area wise define ہوتی ہیں۔ اس میں جس طرح انہوں نے بتایا کہ غریب ایریاز جہاں پر متوسط طبقہ کے لوگ رہتے ہیں وہاں پر ہوتا یہ ہے کہ اگر کسی نے پانچ مرلے یا اس سے کم جگہ پر رہائش ہے وہاں پر انہوں نے کوئی دکان وغیرہ اپنے گھر کے فرنٹ پر بنائی ہوئی ہے تو ہمارا جو ٹیکس ہے ہم صرف اتنے ایریا کی ٹیکسیشن کرتے ہیں اور جو low rated areas ہوتے ہیں ان کی شرح بہت کم بنتی ہے وہی لی جاتی ہے اور باقی جہاں ان کی رہائش ہوتی ہے وہاں اس پر کوئی ٹیکس نہیں ہے۔

جناب سپیکر: جی، next question محترمہ راحیلہ صاحبہ!

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: جناب سپیکر! میں جب کھڑا ہوتا ہوں تو آپ اور سوال پکار دیتے ہیں۔

جناب سپیکر: گزارش ہے کہ آپ اس وقت کھڑے ہوتے ہیں جب میں نام پہلے پکار دیتا ہوں۔ محترمہ راحیلہ صاحبہ! آپ اپنے سوال کا نمبر بولئے گا۔

محترمہ راحیلہ خادم حسین: جی، شکریہ۔ جناب سپیکر! میرا سوال نمبر 1560 ہے اس کو پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

محکمہ سیاحت کے اخراجات و آمدنی کی تفصیلات

*1560: محترمہ راحیلہ خادم حسین: کیا وزیر سیاحت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) محکمہ سیاحت، 2002 تا 2007 تک کتنے اخراجات ہوئے اور کتنی آمدنی ہوئی، اگر آمدنی کم ہوئی تو اس کی وجوہات کیا تھیں؟

(ب) حکومت سیاحت کو فروغ دینے اور پنجاب کے طول و عرض میں پھیلانے کے لئے کیا اقدامات اٹھا رہی ہے؟

وزیر سیاحت (ملک ندیم کامران)

(الف) ٹورازم ڈویلپمنٹ کارپوریشن آف پنجاب کے 2002 تا 2007 اخراجات اور آمدنی کی تفصیل درج ذیل ہے:-

سال	آمدنی	اخراجات
2001-02	53293898	45452033
2002-03	63190398	52647426
2003-04	68735272	61235146
2004-05	79892986	73352998
2005-06	58996413	92482578
2006-07	150850752	129654406

مندرجہ بالا سالوں میں ٹی ڈی سی پی کی آمدنی اخراجات سے زیادہ رہی ماسوائے 2005-06 جس میں اخراجات زیادہ اور آمدنی کم رہی۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ مری (پتریاٹہ) چیئر لفٹ کو شدید نقصان پہنچا اور برائے تعمیر و مرمت چیئر لفٹ بند رہی۔

(ب) حکومت سیاحت کو فروغ دینے اور پنجاب کے طول و عرض میں پھیلانے کے لئے مندرجہ ذیل اقدامات اٹھا رہی ہے۔

1- فورٹ منرو ضلع ڈیرہ غازی خان پر چیئر لفٹ کے منصوبہ کے لئے تکنیکی و مالی جانچ پڑتال:

فورٹ منرو کے مقام پر چیئر لفٹ / کیبل کار لگانے و دیگر سیاحتی سہولیات مہیا کرنے کے لئے feasibility study کروانا تاکہ اس منصوبہ کی تکنیکی و دیگر امور مثلاً ماحولیات پانی کی فراہمی، اخراجات، بجلی کی فراہمی، قدرتی آفات وغیرہ کی جانچ پڑتال کہ آیا منصوبہ پر عمل درآمد ہو سکتا ہے یا نہیں اور اگر ہو سکتا ہے تو فورٹ منرو کو ایک بہترین سیاحتی مقام بنایا جائے تاکہ جنوبی پنجاب کے لوگوں کو تفریحی سہولتیں میسر آسکیں۔

2- سروس ایریا برائے مسافران و سیاحان کی تعمیر ضلع ڈیرہ غازی خان:

ڈیرہ غازی خان سے کوئٹہ جانے والی سڑک پر ایئر پورٹ روڈ کے قریب ایک سروس ایریا کی تعمیر تاکہ مسافروں، سیاحوں کو کھانے پینے، ٹائلٹس، آرام، نماز و دیگر سہولتیں فراہم کی جاسکیں نیز حضرت سخی سرور کے مزار پر جانے والے سینکڑوں زائرین بھی اس سہولت سے فائدہ اٹھاسکیں۔

3- سروس ایریا بمقام کھجوٹ نیو ڈبل کیرج وے از ٹال پلازہ (17 میل) اسلام آباد تا گلسرڑہ گلی مری:

تجویز کردہ منصوبہ بمقام سامبلی بہرامل کو ضروری ترامیم و تبدیلی بمطابق نئی جگہ بمقام کھجوٹ منظور کروایا گیا اور 16 کنال جگہ حاصل کر کے کام شروع کر دیا گیا تاکہ مسافران و سیاحان جو مستقبل میں نئی شاہراہ کو استعمال کریں گے طعام و آرام و دیگر ضروری سہولتوں سے فائدہ اٹھاسکیں۔

4- مزار بی بی جوندی کمپلیکس اوچ شریف کی conservation کا کام:

مزار بی بی جوندی کی conservation کے لئے پی سی 1 پی اینڈ ڈی بورڈ کو بھجوایا جا چکا ہے اور منصوبہ پر 11.676 ملین روپے لاگت آئے گی۔

5- ٹورسٹ ریزارٹ بمقام ماری راجن پور کی feasibility study کا کام:

اس منصوبہ کے لئے 2.000 ملین روپے مختص کئے گئے ہیں ٹرم آف ریفرنس کی پی اینڈ ڈی بورڈ سے منظوری کا انتظار ہے۔

-6 ننکانہ صاحب میں ٹورسٹ ریزارٹ کی منصوبہ بندی کا کام جاری ہے:

زمین حاصل کرنے کے سلسلے میں ڈی سی او ننکانہ صاحب سے این او سی درکار ہے ڈیزائن اور اخراجات کا تخمینہ بنایا جا رہا ہے اور پی سی۔1 کی تیاری کی جائے گی تاکہ بیرون ملک خاص طور سے سکھ یاتریوں کو سیاحتی سہولیات میسر آسکیں اس منصوبہ کے لئے 20.000 ملین روپے مختص کئے گئے ہیں۔

-7 کھیوڑہ سالٹ مائنز میں سیاحتی سہولیات بہم پہنچانا:

محکمہ ہذا سیاحتی سہولیات بہم پہنچانے کے لئے اقدامات کر رہا ہے اور اس سلسلے میں پاکستان منرل ڈویلپمنٹ کارپوریشن سے زمین حاصل کرنے کے لئے اقدامات کئے جا رہے ہیں اس منصوبے کے لئے 5.000 ملین روپے کے اخراجات کا تخمینہ ہے۔

-8 ٹورسٹ ویلج بمقام چولستان دراوڑ فورٹ:

سیاحتی سہولیات بہم پہنچانے کی غرض سے چولستان ڈویلپمنٹ اتھارٹی سے زمین حاصل کرنے کے لئے اقدامات کئے جا رہے ہیں اس منصوبے پر 20.000 ملین روپے اخراجات کا تخمینہ ہے۔

-9 سروے برائے ایکوٹورازم:

اس منصوبے کے لئے 5.000 ملین روپے کا تخمینہ ہے۔

-10 سٹڈی برائے ٹورازم کی ترقی میں درپیش مشکلات و رکاوٹوں کا جائزہ:

اس مد میں محکمہ ہذا نے 5.000 ملین روپے کا تخمینہ لگایا ہے۔ جس کے لئے پی سی-II پی اینڈ ڈی بورڈ کو بھجوا دیا گیا ہے۔

-11 جوہر ٹاؤن لاہور میں ٹورازم کمپلیکس کی تعمیر:

محکمہ ہذا جوہر ٹاؤن میں ٹورازم کمپلیکس کی تعمیر کے لئے ابتدائی تخمینہ 13.603 ملین روپے لگایا گیا ہے اور یہ فنڈ فنانس ڈیپارٹمنٹ سے ٹی ڈی سی پی کے اکاؤنٹ میں ٹرانسفر ہونے کے بعد ابتدائی کام شروع کیا جائے گا۔

-12 چولستان جیپ ریلی:

پچھلے چار سال سے ٹی ڈی سی پی صحرائے چولستان میں دراوڑ فورٹ کے مقام پر ہر سال چولستان جیپ ریلی کے نام سے ریلی کا انعقاد کرتی ہے۔ جس کو ملک گیر حیثیت حاصل ہے۔ موٹر سپورٹس کے شوقین پورے پاکستان سے اس ریلی میں شرکت کے لئے آتے ہیں۔

13- پاکستان ٹورازم فیئر 2007:

سال 2007 کو پاکستان میں ٹورازم کا سال قرار دیا گیا تھا۔اس موقع پر ٹی ڈی سی پی نے ایکسپو سنٹر فورٹریس سٹیڈیم میں پاکستان ٹورازم فیئر 2007 کا انعقاد کیا جس میں پوری دنیا سے سیاحت سے وابستہ اداروں نے شرکت کی پاکستان بھر سے سیاحوں کی ایک کثیر تعداد اس میلے کو دیکھنے آئی۔

14- لاہور ریلی کراس 2008:

اس سال لاہور میں مختصر فاصلے کی لاہور ریلی کراس 2008 انعقاد دریائے راوی میں سگیاں پل کے ساتھ کیا گیا۔اس میں بھی پورے پاکستان سے موٹر سپورٹس کے شوقین حضرات نے بھر پور حصہ لیا اور زندہ دلان لاہور ایک کثیر تعداد میں اس ریلی کو دیکھنے آئے۔

15- ورلڈ ٹورازم ڈے سیلیبریشنز:

ہر سال ستمبر کے مہینے میں ٹی ڈی سی پی ورلڈ ٹورازم ڈے کا انعقاد کرتی ہے۔اس موقع پر مختلف سیمینارز، واک وغیرہ کا اہتمام کیا جاتا ہے تاکہ لوگوں کو سیاحت کی اہمیت سے روشناس کروایا جا سکے۔

16- سیاحت کی ترقی اور ترویج کے لئے پبلسٹی میٹریل کی اشاعت:

سیاحت کی ترقی اور ترویج کے لئے پبلسٹی میٹریل کی اشاعت دستاویزی فلموں کی اہمیت کو مد نظر رکھتے ہوئے پچھلے سالوں میں کئی بروشرز، پوسٹرز اور سی ڈیز وغیرہ بنائی گئی ہیں جن کی تفصیل یوں ہے:-

- مذہبی سیاحت کے حوالے سے ایک بروشر "تصوف کا سفر" 2004 میں شائع کیا۔
- * لاہور ہوٹل گائیڈ 2004
- سیاحتی مقامات کی تصویروں پر مبنی پوسٹرز 2005 میں شائع کئے گئے۔
- نادرن ایریاز، کلر کہار، گرو یاترا (سکھوں کے مذہبی مقامات کے بارے میں) ٹلہ جوگیاں، روہتاس فورٹ اور ہیڈن ٹریژرز آف لاہور کے بروشرز 2005 میں شائع کئے گئے۔
- 2005 میں ٹی ڈی سی پی نیوز بلٹن کا آغاز کیا گیا۔
- 2005 ٹی ڈی سی پی چولستان جیپ ریلی کے پروشرز اور پوسٹرز بھی شائع کئے گئے۔
- 2006 میں Colours of Punjab، Colours of Lahore اور Historical Monuments of Punjab کے عنوان سے دستاویزی فلمیں سی ڈی پر جاری کی گئیں۔

2007 میں ٹی ڈی سی پی کے بروشرز پر مبنی ٹی ڈی سی پی فولڈر بنایا گیا جو کہ مختلف اداروں، سفارت خانوں وغیرہ کو بھیجا جاتا ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

MS RAHEELA KHADIM HUSSAIN: Mr Speaker!No supplementary question.

جناب جوئیل عامر سہوترا: ضمنی سوال۔۔۔

جناب سپیکر: مجھے پہلے میجر صاحب سے پوچھنے دیں کہ ان کا تو کوئی ضمنی سوال نہیں ہے؟میجر صاحب!آپ کا کوئی ضمنی سوال ہے؟

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: جناب سپیکر! جہاں پر میں ضمنی سوال کرنا چاہتا تھا وہاں پر آپ نہیں مانے۔

جناب سپیکر: چلیں! جی، جوئیل عامر سہوترا صاحب کا ضمنی سوال آ گیا۔

جناب جوئیل عامر سہوترا: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ سوال کے جز (ب) کے نمبر 6 پر جو جواب دیا گیا ہے کہ ننکانہ صاحب میں ٹورسٹ ریزارٹ کی منصوبہ بندی کا کام جاری ہے اور زمین حاصل کرنے کے سلسلے میں ڈی سی او ننکانہ صاحب سے این او سی درکار ہے۔ ڈیزائن اور اخراجات کا تخمینہ بنایا جا رہا ہے اور پی سی 1 کی تیاری کی جائے گی تاکہ بیرون ملک خاص طور پر سکھ یاتریوں کو سیاحتی سہولیات میسر آ سکیں اس منصوبہ کے لئے 20.000 ملین روپے مختص کئے گئے ہیں۔

جناب سپیکر! میری یہ گزارش ہو گی کہ وہ جگہ جس کا محکمہ نے ذکر نہیں کیا Evacuee Trust Property Board کی جگہ ہے جس کے لئے این او سی، ڈی سی او نے جاری نہیں کرنا ہے بلکہ وہ ایک وفاقی محکمہ ہے جس نے اس جگہ کا این او سی جاری کرنا ہے۔ پہلے یہ کہ محکمہ نے اس کا واضح جواب نہیں دیا اور دوسرا جب کسی جگہ کا این او سی ہی جاری نہیں کیا گیا تو اس سلسلے میں اس کی ڈیزائننگ اور اخراجات کے تخمینے بنائے جا رہے ہیں جب کسی جگہ کا این او سی ہی جاری نہیں کیا گیا تو میرا آپ کی وساطت سے یہ سوال ہو گا کہ کیا ان پیسوں میں سے ڈیزائنگ اور اخراجات کا تخمینہ بنایا جا سکتا ہے؟

جناب سپیکر: جی، وزیر موصوف!

وزیر سیاحت (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! جو یہاں پر جواب دیا گیا ہے اس میں بڑا واضح لکھا گیا ہے کہ ننکانہ صاحب کے DCO اس کا این او سی جاری کریں گے۔ اگر یہ سمجھتے ہیں کہ ان کی بات حقیقت پر مبنی ہے تو اس کو دوبارہ چیک کر لیا جائے تاکہ اس بات کو سامنے رکھا جائے لیکن اس میں حقیقت یہ ہے کہ اس میں ڈسٹرکٹ گورنمنٹ نے اس سلسلے میں این او سی already جاری کر دیا ہے۔ یہ جواب چونکہ پرانا لکھا ہوا تھا اس لئے اس کی پوری تفصیل یہاں پر نہیں ہے۔

جناب سپیکر: نہیں، میرے خیال میں ایسے ہوگا کہ تحرک D.C.O نے کیا ہوگا اور انہوں نے اس سے اجازت لے لی ہوگی۔

جناب شاہجہاں احمد بھٹی: جناب سپیکر!۔۔۔

وزیر سیاحت (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! میں بتانا چاہتا ہوں کہ اب این او سی جاری ہو چکا ہے۔

جناب شاہجہاں احمد بھٹی: جناب سپیکر! میں بتانا چاہتا ہوں کہ ننکانہ صاحب شہر کے اندر کچھ رقبہ پنجاب حکومت کا بھی ہے۔۔۔

MR.SPEAKER: Order please, order.

جناب شاہجہاں احمد بھٹی: جناب سپیکر! ننکانہ صاحب شہر کے اندر کچھ رقبہ پنجاب حکومت کا بھی ہے تو شاید یہ سوال کا جواب اسی میں ہے۔ تو ضمنی سوال یہ ہے کہ جو بیس ملین کی رقم ہے کیا یہ ننکانہ صاحب کی صرف resort کے لئے ہے یا کوئی اور پراجیکٹ بھی اس میں شامل ہے؟

جناب سپیکر: جی، وزیر موصوف!

وزیر سیاحت (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! یہ صرف ایک resort اور اس کی study کے لئے ہے۔

جناب سپیکر: جی، اگلا سوال بشریٰ نواز گردیزی صاحبہ کا ہے۔۔۔

سیدہ ماجدہ زیدی: جناب سپیکر! On her behalf (معزز رکن نے سیدہ بشریٰ نواز گردیزی کے ایماء پر طبع شدہ سوال نمبر 962 دریافت کیا)

جناب سپیکر: وہ تو ابھی یہاں تشریف فرما تھیں؟

سیدہ ماجدہ زیدی: جناب سپیکر! وہ چلی گئی ہیں۔

جناب سپیکر: جی، سوال نمبر بولیں؟

سیدہ ماجدہ زیدی: سوال نمبر 962 ہے۔

بہاولپور لال سوہانرہ پارک میں جنگلی حیات کی موجودہ تعداد و دیگر تفصیلات

*962: سیدہ بشریٰ نواز گردیزی: کیا وزیر جنگلات، جنگلی حیات و ماہی پروری ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) لال سوہانرہ پارک میں جنگلی حیات کی موجودہ تعداد کیا ہے اور سال 1997 سے اب تک کتنے جانور چوری ہوئے اور کتنے جانور لقمہ اجل بنے نیز ان کی اموات کی وجوہات کیا تھیں؟

(ب) جانور چوری ہونے کی بنیاد پر سال 1995 سے اب تک کتنے مقدمات درج کئے گئے اور ذمہ دار افراد میں سے کتنوں کی inquiries کی گئی ہیں؟

(ج) لال سوہانرہ پارک میں سال 2000 سے اب تک کتنے درخت غیر قانونی طور پر کاٹے گئے اور اب تک ذمہ دار افراد کے خلاف کیا کارروائیاں عمل میں لائی گئی ہیں؟

وزیر جنگلات، جنگلی حیات و ماہی پروری (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) لال سوہانرہ نیشنل پارک میں جنگلی حیات کی موجودہ تعداد درج ذیل ہے:-

1-	کالے ہرن	507
2-	چنکارہ ہرن	178
3-	نیل گائے	28
4-	گینڈے	2
5-	مور	113
6-	طوطے	3
7-	کیرولین بطخ	95
8-	راج ہنس	18
9-	بندر	3
10-	کویل	2
11-	فیزنٹ	1
12-	تیتر	4
13-	کونج	2

نیشنل پارک میں سال 1997 سے 2008 تک درج ذیل جانور چوری ہوئے۔

چنکارہ ہرن 13 عدد ان کا جرمانہ مبلغ -/270450 روپے ذمہ داران اہلکاران کو کیا گیا۔

لال سوہانرہ نیشنل پارک میں سال 1997 سے اب تک 531 جانوروں کی اموات ہوئی ہیں۔

جو کہ پوسٹ مارٹم رپورٹ کے مطابق قدرتی بیماریوں کی وجہ سے ہوئی۔

(ب) سال1995 سے اب تک پارک میں جانور چوری ہونے کا ایک ہی واقعہ ہوا ہے جس کے دو ذمہ دار اہلکاران کے خلاف تادیبی کارروائی کرتے ہوئے مبلغ -/270450 روپے کی ریکوری ڈالی گئی اور چوروں کے خلاف پولیس کارروائی کی گئی۔

(ج) لال سوہانرہ نیشنل پارک میں سال2000 سے اب تک 350 درخت غیر قانونی طور پر کاٹے گئے ہیں اور ذمہ دار افراد کے خلاف قانونی کارروائی عمل میں لاتے ہوئے مبلغ -/465355روپے جرمانہ گورنمنٹ کے خزانہ میں جمع کروادیا گیا ہے۔

جناب سپیکر: جی، ماجدہ زیدی صاحبہ!

سیدہ ماجدہ زیدی: جناب سپیکر! اس میں میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ انہوں نے لکھا ہے کہ چنکارہ ہرن 13 عدد کا جرمانہ مبلغ -/270450روپے ذمہ داران اہلکاران کو کیا گیا تو اس میں یہ پوچھنا چاہتی ہوں کہ 13ہرن پر تقریباً 21ہزار روپیہ فی ہرن بنتا ہے تو یہ کافی تھا اور دوسرا یہ کہ جو انہوں نے لکھا ہے کیا 1995 سے اب تک اس پارک میں چوری ہونے کا ایک ہی واقعہ ہوا ہے جس میں 13ہرن چوری ہوئے ہیں تو میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ کیا پندرہ سال میں چوری کا ایک ہی واقعہ ہوا ہے جس میں 13ہرن چوری ہوئے؟

جناب سپیکر: جی، وزیر موصوف!

وزیر جنگلات، جنگلی حیات و ماہی پروری (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! لال سوہانرہ پارک 1972 میں قائم ہوا۔ اس وقت ایوب خان کا دور تھا۔ باہر برطانیہ سے ٹیم آئی تھی انہوں نے پورے پاکستان کا سروے کیا تھا تو اس میں وہاں پر جو کالا ہرن ہوتا ہے وہ ناپید ہو گیا تھا تو انہوں نے propose کیا تھا اور ان کی recommendation پر یہ پارک بنایا گیا تھا۔ جہاں تک انہوں نے سوال کیا ہے کہ اس میں ایک لاکھ 62ہزار ایکڑ پر یہ پارک مشتمل ہے اور یہ نیشنل پارک declare ہو چکا ہے---

جناب سپیکر: وہ پوچھ رہے ہیں کہ جرمانہ کتنا ہوا ہے اور کتنے مقدمات درج ہوئے؟

وزیر جنگلات، جنگلی حیات و ماہی پروری (ملک احمد علی اولکھ): اس میں جو ملازم ملوث تھے ان کے خلاف جرمانہ -/270450روپیہ ہوا ہے اور وہ وصول ہو چکا ہے۔ اس میں تھوڑی سی amount باقی رہ

گئی ہے اور وہ ان کی تنخواہ سے کاٹی جا رہی ہے۔ اس کے علاوہ وہاں سے چنکارہ کے 13 ہرن چوری ہوئے تھے اور ان کے خلاف مقدمات درج ہوئے ہیں اور اس کے علاوہ جو FIR درج ہوئی ہیں ان میں 12 کالے ہرن اور 2 نیل گائے بھی چوری ہوئی ہیں۔ ان کے خلاف پرچہ درج ہوا ہے اور یہ کارروائی تھانہ عباس نگر میں ہوئی ہے۔ جرمانہ کی وصولی -/270450 روپیہ ہوئی ہے۔

سیدہ ماجدہ زیدی: جناب سپیکر! میں نے پوچھا تھا کہ ایک ہرن کا جرمانہ انہوں نے 21 ہزار کیا ہے تو یہ ہرن کے معیار کے مطابق ٹھیک تھا اور کیا ایک ہرن کے لئے کافی ہے کیونکہ ہرن تو کافی مہنگے ہوتے ہیں تو اس کا میں نے جواب پوچھا ہے تو میرا خیال ہے وزیر موصوف اس کا جواب دے ہی نہیں سکے یا تو ان کو پتا نہیں ہے؟

جناب سپیکر: جی۔

وزیر جنگلات، جنگلی حیات و ماہی پروری (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! دیکھیں! یہ ابھی تو ہوا نہیں، بہت پہلے ڈی ایف او نے انکوائری کی تھی اور یہ بہت پرانی بات ہے تو اس وقت یہ -/270450 روپیہ جرمانہ انکوائری ٹیم نے عائد کیا تھا۔ اگر یہ چاہتے ہیں تو اس کی دوبارہ انکوائری کر لیتے ہیں لیکن یہ بات بہت پرانی ہے۔

سیدہ ماجدہ زیدی: یہ کب ہوا تھا؟

وزیر جنگلات، جنگلی حیات و ماہی پروری (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! یہ 1995 کی بات ہے۔

سیدہ ماجدہ زیدی: جناب سپیکر! یہ 1995 میں ہوا یا جب بھی ہوا لیکن جو سرکاری رقم ہے اس کے figures بدل تو نہیں جائیں گے اور اس کے point تو ریکارڈ پر ہوں گے چاہے واقعہ پرانا ہو یا نیا ہو۔

وزیر جنگلات، جنگلی حیات و ماہی پروری (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! تقریباً -/270450 روپیہ جرمانہ ہوا تھا۔

سیدہ ماجدہ زیدی: جناب سپیکر! تقریباً 21 ہزار روپیہ جرمانہ فی ہرن بنتا ہے۔

وزیر جنگلات، جنگلی حیات و ماہی پروری (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! یہ ملازمین پر جرمانہ ہوا تھا جو وہاں پر ملازم تھے باقی جو چور تھے ان کے خلاف پرچے درج ہوئے ہیں۔ ایک مقدمہ نمبر 2002,08 میں اور دوسرا مقدمہ نمبر 6 اور 3 ہے تو ان پر سات مقدمات درج ہوئے جو مختلف اوقات میں یہ جانور چوری ہوئے ہیں۔ ان میں دو ملازمین ایک گیم انسپکٹر ظفر اور دوسرا جام محمد قاسم game

watcher تھے ان پر -/270450 روپے recovery ڈالی گئی باقی جو چوری کرنے والے تھے ان پر باقاعدہ کیس رجسٹرڈ ہوئے، ان پر پرچے ہوئے اور وہ کورٹ میں ہیں۔

سیدہ ماجدہ زیدی: جناب سپیکر! میں اس جواب کو clear نہیں سمجھتی۔ چلیں! اگر آپ کو نہیں پتا تو پھر آپ اگلے ہفتے تیاری کر لیجئے گا اور دوسرا اس پر میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ۔۔۔

وزیر جنگلات، جنگلی حیات و ماہی پروری (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! ان پر کیس رجسٹرڈ ہوئے ہیں اور جو چور تھے وہ پکڑے گئے ہیں۔

سیدہ ماجدہ زیدی: جناب سپیکر! یہ نہیں بتایا جا رہا ہے کہ کب چوری ہوئے ہیں۔ اگر آپ کو نہیں پتا تو اگلی دفعہ آپ تیاری کر کے آ جائیے گا میں یہی کہہ سکتی ہوں اور دوسرا میں اس پر ایک اور سپلیمنٹری سوال کرنا چاہتی ہوں۔

جناب سپیکر: تیاری کی بات میں ان سے پوچھتا ہوں۔ آپ ان سے نہ پوچھئے۔ آپ اپنا سوال کیجئے۔

سیدہ ماجدہ زیدی: جناب سپیکر! اگر یہ نہیں بتا سکتے تو میں اس کو چھوڑ دیتی ہوں اب میں یہی کہہ سکتی ہوں۔ میرا اگلا ضمنی سوال یہ ہے کہ انہوں نے جز (ج) میں کہا ہے کہ ذمہ دار افراد کے خلاف قانونی کارروائی عمل میں لاتے ہوئے مبلغ -/465355 روپے جرمانہ گورنمنٹ کے خزانے میں جمع کروا دیا گیا ہے میں اس پر یہ پوچھنا چاہتی ہوں کہ حکومت نے چوری کو روکنے کے لئے کچھ اور اقدامات کئے ہیں یا بس کم جرمانہ لے کر لوگوں کو اسی طرح چھوڑتے رہیں گے؟

وزیر جنگلات، جنگلی حیات و ماہی پروری (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اُس وقت جرمانے کی شرح 5 روپے مقرر تھی لیکن اب اس کو update کرنے کے لئے دوبارہ ہم نے rules بنائے ہیں اور جرمانے کی رقم پہلے 500 روپے تھی اور اب 10 ہزار سے 5 لاکھ روپے جرمانہ تجویز کیا گیا ہے۔

جناب سپیکر: اب کتنا جرمانہ کر دیا گیا ہے؟

وزیر جنگلات، جنگلی حیات و ماہی پروری (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! جرمانہ 10 ہزار سے 5 لاکھ روپے کر دیا گیا ہے۔ ابھی rules بن رہے ہیں۔ ابھی اس پر working ہو رہی ہے کیونکہ پہلے یہ compoundable تھا compound میں رقم وصول کر لی جاتی تھی اور جو پہلا قانون بنا ہوا تھا اس میں 1927 کے ایکٹ کے مطابق اس وقت جرمانے کی شرح 5 روپے تھی۔ اب جو دوسرا قانون بنا ہے

اس میں جرمانے کی شرح بڑھا دی گئی ہے اور اس کے ساتھ punishment بھی ہوگی اس کے خلاف باقاعدہ کیس رجسٹر ہوگا اور non compoundable نہیں ہوگا۔

جناب سپیکر: اب punishment کتنی ہوگی؟

وزیر جنگلات، جنگلی حیات و ماہی پروری (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! اس میں دو سال سے پانچ سال قید ہوگی اور دس لاکھ روپے جرمانہ ہوگا۔

جناب سپیکر: چلیں! اچھی بات ہے۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، میجر صاحب سپلیمنٹری پر ہیں۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: جناب سپیکر! میرا سپلیمنٹری سوال یہ ہے کہ جواب میں لکھا گیا ہے کہ 13 عدد چنکارہ ہرن چوری ہوئے ہیں اور اس کے بعد یہ کہا گیا ہے کہ سال 1995 سے اب تک پارک میں جانور چوری ہونے کا ایک ہی واقعہ ہوا ہے۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ 13 جانور ایک وقت میں چوری ہوئے اور یہ ایک بہت بڑا حادثہ ہے اور صرف دو ذمہ دار اہلکاران کے خلاف کارروائی ہوئی ان اہلکاران کے گریڈ کیا تھے اور اس حادثہ میں جو سینئر افسران ہیں ان کے خلاف کیا کارروائی ہوئی ہے کیونکہ میرا خیال تھا کہ اگر 13 جانور آہستہ آہستہ چوری ہوں تو ایک الگ بات ہے لیکن 13 ہرنوں کا ایک ہی وقت میں چوری ہونا بہت serious بات ہے اور سینئر افسران کے خلاف کیا کارروائی ہوئی ہے؟ شکریہ

وزیر جنگلات، جنگلی حیات و ماہی پروری (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! یہ پرانا واقعہ ہے، آج کا نہیں ہے، اس محکمہ کے دو لوگ ملوث تھے ایک گیم انسپکٹر ظفر تھا اور دوسرا جان محمد قاسم game watcher تھا ان پر -/270000 روپے recovery ڈالی گئی جبکہ جو چوری کرنے والے تھے ان کے خلاف جو کیس رجسٹرڈ ہوئے ان میں 2002 میں مقدمہ نمبر 82 اور 2003 میں مقدمہ نمبر 41 اور 2004 میں مقدمات نمبر 128,297 اور 399 درج ہوئے۔

ملک محمد عباس راں: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب محمد یٰسین سوہل: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، سپلیمنٹری پر پہلے right والے صاحب ہیں پھر آپ کی باری ہے۔ جی۔

ملک محمد عباس راں: جناب سپیکر! میرا سوال یہ ہے کہ جز(ج) میں لکھا ہوا ہے کہ لال سوہانرہ نیشنل پارک میں 2000 سے اب تک 350 درخت غیر قانونی طور پر کاٹے گئے اور ان پر -/465355 روپے جرمانہ ہوا ہے۔ میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ میرا اپنا آٹھ ایکڑ کا آموں کا باغ تھا جس میں پودوں کی تعداد 200 تھی وہ میں نے 8 لاکھ روپے میں فروخت کیا یہاں پودوں کی تعداد 350 ہے اور ان پر -/465000 روپے جرمانہ کیا گیا۔ دانستہ طور پر ایسے fine کر کے قومی خزانے کو نقصان پہنچایا جاتا ہے 10 لاکھ، 12 لاکھ کی لکڑی ان کو کٹوا دی جاتی ہے بعد میں ان کو 4,5 لاکھ روپے جرمانہ کیا جاتا ہے، ان کو سزا بھی ہونی چاہئے جو وزیر صاحب فرما رہے تھے کہ دو ایک سال ہے یا پانچ سال ہے۔ ان کو صرف fine نہیں ہونا چاہئے بلکہ ان کو سزا بھی ہونی چاہئے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال ہے۔

وزیر جنگلات، جنگلی حیات و ماہی پروری (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! جو پہلے جنگلات کے قوانین تھے ان کے مطابق -/500 روپے جرمانہ تھا یا پھر compound کر کے جو رقم بتائی گئی ہے وہ وصول کی گئی۔ اب اس میں موجودہ حکومت amendment کر رہی ہے اس کے علاوہ اور اقدامات کئے جا رہے ہیں اس کے لئے ریٹ کمیٹیاں مقرر کی جا رہی ہیں، اس میں کافی improvement کی گئی ہے۔ وزیر اعلیٰ پنجاب چوریوں کے خلاف اور جنگلات کے تحفظ کے لئے بہت اقدامات کر رہے ہیں۔ پاکستان میں کل رقبہ جنگلات 5 فیصد ہیں جبکہ دنیا میں 25 فیصد ہے۔ پنجاب حکومت نے اس پر focus کیا ہوا ہے اور تمام جنگلات کے تحفظ کے لئے 30 کروڑ روپے کا بجٹ رکھا ہے اور ابھی میں بتا دیتا ہوں کہ ایک کروڑ 30 لاکھ پودے ہم اس سال لگا رہے ہیں۔ ابھی یہاں پر حکومت پنجاب نے 18۔اگست کو 7 لاکھ پودے ایک دن میں لگائے ہیں اور انشاء اللہ تعالیٰ آپ دیکھیں کہ ان کی تعداد میں مزید اضافہ ہو گا۔ موجودہ حکومت کا اس پر focus ہے اس میں جنگلات کے قوانین بنائے جا رہے ہیں اور جنگلات کی چوری کو مکمل طور پر ختم کیا جا رہا ہے۔ وزیر اعلیٰ اس میں ذاتی طور پر دلچسپی لے رہے ہیں۔ اب جو جنگلات کی چوری ہو گی تو ان سرکاری ملازمین کے خلاف بھی پرچے کرائے جائیں گے۔ یہ ماضی کی بات ہے۔

جناب محمد یسٰین سوہل: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، آپ تشریف رکھیں۔ سوہل صاحب! آپ سپلیمنٹری سوال کریں۔ سوہل صاحب سوال کر رہے ہیں غور سے سنئے اور پھر جواب دیجئے۔

جناب محمد یسٰین سوہل: جناب سپیکر! میرا وزیر زراعت سے یہ سوال ہے کہ جتنے بھی جانور چوری ہوتے ہیں یہ جانور محکمہ کی ملی بھگت سے چوری ہوتے ہیں، بعد میں انہیں معمولی جرمانے کر کے چھوڑ دیا جاتا ہے۔ اتنے جانور چوری ہو چکے ہیں۔ میں وزیر صاحب سے یہ سوال کرتا ہوں کہ کیا کسی ایک بھی جانور کی recovery ہوئی ہے، recoveries کیوں نہیں ہوئیں؟ جب یہ مانتے ہیں کہ چوری بھی ہوئی، پرچے بھی ہوئے اور ان لوگوں کو جرمانے بھی ہوئے۔ جن لوگوں کو جرمانے ہوئے ہیں ان سے جانور recover کیوں نہیں کروائے گئے؟ مجھے صرف اتنا بتادیں کہ یہ صرف اس لئے recover نہیں کرتے کہ جانور بھاری قیمت کے ہوتے ہیں اور معمولی قسم کے جرمانے کر کے انہیں چھوڑ دیا جاتا ہے تاکہ ان جانوروں کو جہاں یہ پہنچانا چاہتے ہیں وہاں پہنچا دیئے جائیں۔

وزیر جنگلات، جنگلی حیات و ماہی پروری (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! میں نے پہلے بھی عرض کیا ہے کہ rules کے مطابق کارروائی ہوتی ہے، یہ اب کی بات نہیں ہے۔ میں نے بتایا ہے کہ یہ 04-2003 کے واقعات ہیں، 2007 میں پرچہ درج ہوا ہے یہ واقعات اب کے نہیں ہیں۔ جنہوں نے جانور چوری کئے ہیں ان کے خلاف کیس رجسٹرڈ ہوئے ہیں اور جو محکمے کے ملازم تھے گیم انسپکٹر ظفر اور جان قاسم Game Watcher پر 2 لاکھ 70 ہزار روپے جرمانہ ہوا ہے یہ ماضی کی بات ہے۔ یہ اب کی بات نہیں ہے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! سپلیمنٹری سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی، آپ بھی سپلیمنٹری سوال کر لیں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! سپلیمنٹری سوال یہ ہے کہ جز (ب) کے اندر یہ جواب دیا گیا ہے کہ اب تک پارک میں چوری کا ایک ہی واقعہ ہوا ہے اور وزیر صاحب بار بار کہہ رہے ہیں کہ فلانے سال میں مقدمہ درج ہوا، فلانے سال میں مقدمہ درج ہوا تو ایک ہی واقعہ کے مختلف سالوں میں مقدمے کیسے درج ہوئے اور اس کے بعد یہ جرمانے کی رقم دی گئی ہے۔ یہ -/21000 روپے فی چنکارہ ہرن بنتی ہے اور میرا دوسرا سپلیمنٹری سوال یہ ہے کہ جز (ج) میں لکھا ہے کہ 2000 سے لے کر اب تک 350 درخت کاٹے گئے ہیں اور ان کی بھی -/1324 روپے فی درخت قیمت بنتی ہے اور 1978 میں آپ نے کہا کہ یہ پارک بنایا گیا تھا تو 1978 سے لے کر 2000 تک کوئی درخت چوری نہیں ہوا؟ میرے

کہنے کا مقصد یہ ہے کہ آپ کے جواب غلط ہیں جیسا کہ بار بار یہ چیز point out ہوتی ہے کہ محکمے غلط جواب دیتے ہیں اور ہمارے وزراء کرام صرف محکمہ کا لکھا ہوا جواب پڑھ دیتے ہیں۔

جناب سپیکر: آپ ثبوت دیں کہ محکمے نے غلط جواب دیا ہے تو اس پر ایکشن لے لیں گے۔ صرف کہہ دینا تو کافی نہیں ہے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! یہ established fact ہے۔ انہوں نے کہا کہ 1978 سے 2000 تک کوئی درخت چوری نہیں ہوا اور جو درخت 2000 کے بعد چوری ہوئے ہیں ان پر بھی -/1324 روپے جرمانہ کیا گیا ہے۔ اس میں لکھا گیا ہے کہ ایک واقعہ ہوا ہے لیکن یہ بتاتے ہیں کہ سات پرچے درج ہوئے ہیں تو کیا ایک واقعہ کے سات پرچے درج ہوئے ہیں؟ یہ کوئی logic نہیں بنتی اور ان کا آپس میں کوئی ربط نہیں بنتا۔

وزیر انسانی حقوق و اقلیتی امور (جناب کامران مائیکل): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی۔

وزیر انسانی حقوق و اقلیتی امور (جناب کامران مائیکل): جناب سپیکر! میں عرض کروں گا کہ معزز ممبر بات کرتے ہوئے direct نہ ہوں بلکہ آپ کی وساطت اور آپ کی اجازت سے بات کریں۔

جناب سپیکر: اب وقفہ سوالات ختم ہوتا ہے۔

جناب ذوالفقار علی: جناب سپیکر! میرا سوال بہت عوامی نوعیت کا ہے اسے pending کر دیں۔

جناب سپیکر: جی، نہیں۔ no pending میرے بھائی! قاعدے کے مطابق سوالات pending نہیں ہو سکتے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میرا سوال انتہائی اہم ہے اس کی باری نہیں آئی آپ اسے pending فرما دیں۔

جناب سپیکر: قاعدے کے مطابق سوالات pending نہیں ہو سکتے۔ پلیز آپ ایسے نہ کریں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! جو سوال چل رہا ہے اس کا جواب تو لینے دیں۔

جناب سپیکر: اب ٹائم ختم ہو گیا ہے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: آپ وزراء کو سوالات کے جوابات دینے سے بچانا چاہتے ہیں۔

جناب سپیکر: ایسی بات نہیں ہے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جو continue ہے اسے تو پورا ہونے دیں۔

جناب سپیکر: کبھی کبھی آپ بھی نہیں کرنے دیتے۔ پلیز! ٹائم کا خیال کریں۔ یہ آپ کا ٹائم ہے، قوم کا ٹائم ہے ۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میرا ایک انتہائی اہم سوال ہے اسے pending کر دیں۔

جناب سپیکر: اب نہیں۔

وزیر خوراک (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! میں بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھتا ہوں۔

جناب سپیکر: جی، بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھ دیئے گئے ہیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: شیخ صاحب! بات سنیں۔ یہ بات درست نہیں ہے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میں اس کے اندر ثابت کر سکتا ہوں کہ ایوان کا استحقاق مجروح ہوا ہے۔ میرا سوال شراب خانوں کے بارے میں ہے اور اس کا بہت غلط جواب دیا گیا ہے۔ آپ دیکھیں کہ یہ کیا ہو رہا ہے؟ آپ نے اس پر ہی فرمایا تھا کہ مجھے بتایا جائے لیکن اس سوال کو چوبیسویں نمبر پر رکھا گیا ہے۔

جناب سپیکر: شیخ صاحب! میں نے آپ کو اجازت نہیں دی۔ یہ تو مناسب نہیں ہے۔ It doesn't look nice
آپ تشریف رکھیں۔ آپ کے سوالات کے جوابات آ چکے ہیں وہ پڑھ لیں، اگر آپ ان سے مطمئن نہیں تو وہ سوال دوبارہ بھی لا سکتے ہیں۔

جناب ذوالفقار علی: جناب سپیکر! میرا سوال نمبر 1406 ہے اور یہ راستے سے متعلق ہے لہذا اسے pending کر دیا جائے اور یہ بالکل عوامی نوعیت کا ہے۔

جناب سپیکر: آپ کیا کر رہے ہیں؟ آپ قاعدہ قانون دیکھیں۔

جناب ذوالفقار علی: جناب سپیکر! یہ خالصتاً عوامی مسئلہ ہے۔

جناب سپیکر: آپ اس عوامی مسئلے کا جواب پڑھ لیں۔اگر آپ اس سے مطمئن نہیں ہیں تو دوبارہ دے دیں وہ ہم لے آئیں گے۔

وزیر جنگلات، جنگلی حیات و ماہی پروری (ملک احمد علی اولکھ): پوائنٹ آف آرڈر۔جناب سپیکر! میں بھی بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھتا ہوں۔

وزیر آبکاری و محصولات (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! میں بھی بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھتا ہوں۔

جناب سپیکر: جی، شکریہ۔بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھ دیئے گئے ہیں۔

نشان زدہ سوالات اوران کے جوابات

(جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)

راولپنڈی میں لوئی بھیر (سفاری) پارک کا قیام ورقبہ

*489: راجہ حنیف عباسی (ایڈووکیٹ): کیا وزیر جنگلات، جنگلی حیات و ماہی پروری ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) راولپنڈی میں لوئی بھیر (سفاری) پارک کب بنا اور کل کتنے رقبہ پر؟

(ب) اس میں کون کون سے جانور اور پرندے ہیں؟

(ج) مذکورہ پارک میں عوام کی تفریح اوران کو زیادہ سے زیادہ سہولیات دینے کے لئے توسیع اور خوبصورتی کے لئے حکومت کیا اقدامات اٹھا رہی ہے؟

وزیر جنگلات، جنگلی حیات و ماہی پروری (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) راولپنڈی میں لوئی بھیر (سفاری) پارک ایک ترقیاتی سکیم زیر عنوان "ڈویلپمنٹ آف لوئی بھیر پارک راولپنڈی" کے تحت 1988تا1996 قائم کیا گیا، پارک کا کل رقبہ 687ایکڑ ہے۔

(ب)

نمبر شمار	نام جنگلی جانوران	نمبر شمار	نام جنگلی پرندگان
-1	ببر شیر	-1	انڈین کامن مور
-2	نیل گائے	-2	کالے کندھوں والا مور
-3	زیبرا	-3	سفید مور

4-	لاما	4-	پائیڈ مور
5-	بندر	5-	جاوا سبز مور
6-	اڑیال	6-	سبز فیزنٹ
7-	کالا ہرن	7-	ریوز فیزنٹ
8-	پاڑہ ہرن	8-	رنگ نیکڈ فیزنٹ
9-	چیتل ہرن	9-	گنی فاول
10-	ککڑ ہرن	10-	کونجیں
		11-	کالا تیتر
		12-	بھورا تیتر
		13-	چکور
		14-	نیلا مکاؤ طوطا
		15-	بار ہیڈڈ گوز
		16-	گرے لیگ گونز
		17-	خمرہ کبوتر

(ج) پارک میں عوام کی تفریح اور مزید سہولیات فراہم کرنے کے لئے مختلف اقدامات کئے جا رہے ہیں جن میں جانوروں کے پنجرہ جات میں توسیع، چیتا گھر، ریچھ گھر اور معلوماتی سنٹر بنانے کا کام شامل ہے۔ علاوہ ازیں زمینی خوبصورتی کے لئے موزوں اقسام کے پھول اور پودہ جات لگائے گئے ہیں۔

ضلع خوشاب میں جنگلات کے معاملات

*912: **ملک محمد جاوید اقبال اعوان**: کیا وزیر جنگلات، جنگلی حیات و ماہی پروری ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ پیل پدھراڑ کے علاقہ تحصیل و ضلع خوشاب میں واقع ہے اور محکمہ ریونیو ضلع خوشاب کے ریکارڈ میں جنگل کا رقبہ شامل ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ جنگل مذکور پہلے ضلع خوشاب میں شامل تھا لیکن بعد میں اسے ضلع چکوال میں شامل کر دیا گیا ہے۔ جس سے علاقہ کے لوگوں کو سخت دشواری کا سامنا کرنا پڑتا ہے اور دور دراز کا سفر کر کے اپنے مسائل کے لئے پیل پدھراڑ سے چکوال جانا پڑتا ہے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ چالان ہو یا کسی جانور کا پرمٹ اسے کئی میل کا سفر کر کے چکوال جانا پڑتا ہے؟

(د) جنگلات کا تمام عملہ ضلع خوشاب میں موجود ہے تو اس کی وجہ کیا ہے جو میرے ذاتی گاؤں کے جنگل کو چکوال میں شامل کر دیا گیا ہے؟

(ہ) اگر جزہائے بالا کا جواب ہاں میں ہے تو کیا حکومت میرے ذاتی گاؤں کا مسئلہ حل کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اور اس مذکورہ جنگل کو دوبارہ ضلع خوشاب میں شامل کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر جنگلات، جنگلی حیات و ماہی پروری (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) درست ہے۔

(ب) یہ درست ہے کہ اس سے قبل پیل اور شاہ بہوٹ سرکاری جنگل ڈویژنل فارسٹ آفیسر خوشاب کے زیر کنٹرول رہے ہیں مگر اب 76-1975 سے ان جنگلوں کا کنٹرول ڈویژنل فارسٹ آفیسر چکوال کے پاس ہے اور ان جنگلوں کے رینج فارسٹ آفیسر کا ہیڈ کوارٹر موضع پیل گاؤں کے اندر واقع ہے۔ جو موضع پدھراڑ سے صرف دو کلومیٹر کے فاصلے پر ہے اور پیل پدھراڑ کے لوگوں کے تمام ایسے مسائل جن کا تعلق محکمہ جنگلات سے ہے۔ رینج ہیڈ کوارٹر پیل سے ہی حل ہو رہے ہیں۔ انہیں اس مقصد کے لئے چکوال آنے کی قطعاً کوئی ضرورت نہیں پڑتی۔

(ج) جیسا کہ اوپر ذکر کیا گیا ہے کہ موضع پیل پدھراڑ کے لوگوں کے تمام تر مسائل رینج ہیڈ کوارٹر پیل سے ہی حل ہو جاتے ہیں انہیں پرمٹ چرائی مویشیاں کے حصول کے لئے قطعاً چکوال نہیں آنا پڑتا۔

(د) عوام الناس کی سہولت کے لئے چراگاہ ڈویژن تشکیل دیئے گئے اور رینج ہیڈ کوارٹرز بھی ان سے مستفید ہونے والی آبادیوں کے نزدیک ترین بنائے گئے۔ جیسا کہ موضع پیل اور پدھراڑ

کے لوگوں کے لئے ان کی اپنی یونین کونسل میں ہی رینج ہیڈ کوارٹر بنا دیا گیا۔ جہاں پر محکمہ جنگلات کا عملہ موجود ہوتا ہے۔

(ہ) جیسا کہ اوپر بیان کیا جا چکا ہے کہ پیل گاؤں میں علیٰحدہ رینج بنا کر لوگوں کے مویشیوں کی چرائی کا مسئلہ پہلے ہی حل کر دیا گیا ہے۔

ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ کے دیہات میں منشیات کا دھندہ

*286: محترمہ آمنہ الفت: کیا وزیر آبکاری و محصولات از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ کمالیہ کے ارد گرد گاؤں بالخصوص چک نمبر 269 گ ب تحصیل و ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ میں چرس، شراب اور ہیروئن کا دھندہ کھلے عام ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ اتنے عرصے سے اس گھناؤنے دھندے کو متعلقہ ادارے روکنے میں بری طرح سے ناکام رہے ہیں؟

(ج) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت نئی نسل کو منشیات کی لعنت سے بچانے کے لئے مذکورہ بالا علاقے کے منشیات فروشوں کے خلاف قانونی کارروائی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر ہاں تو کب تک، نہیں تو اس کی وجوہات سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

وزیر آبکاری و محصولات (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) کمالیہ کے گرد و نواح بشمول چک نمبر 269 گ ب میں کوئی کھلے عام چرس، شراب و ہیروئن کا دھندہ نہیں ہو رہا۔ چند سال قبل تحصیل کمالیہ میں کچھ عناصر چوری چھپے منشیات کا مکروہ دھندہ کرتے تھے۔ محکمہ ایکسائز نے ہمیشہ ان پر نظر رکھی وسائل اور سٹاف کی کمی کے باوجود (محکمہ میں صرف ایک انسپکٹر اور ایک کانسٹیبل تعینات ہے، محکمہ نے انسداد منشیات کے سلسلہ میں مؤثر اقدامات کئے۔ راتوں کو بھی یہ دونوں اہلکار اکثر گشت کرتے ہیں۔ منشیات کے خلاف ذہن رکھنے والے افراد سے تعاون حاصل کیا جاتا ہے اور ان کے نام کبھی بھی ظاہر نہیں کئے جاتے جس کی وجہ سے بہتر نتائج برآمد ہو رہے ہیں اور منشیات کا دھندہ آٹے میں نمک کے برابر کم ہو کر رہ گیا ہے۔ مختلف سالوں کی کارکردگی درج ذیل ٹیبل سے واضح ہے:۔

مالی سال	تحصیل کمالیہ کے مختلف تھانوں میں درج کروائی گئی FIR's کی تعداد	کیفیت
2004-05	31	محکمہ کی طرف سے ملزمان کے خلاف قائم کئے گئے
2005-06	25	مقدمات میں سے جو بھی عدالتوں سے فیصلے

2006-07	21	ہوئے ان میں تمام ملزمان سزا ہوئے، سزا دو ماہ
2007-08	10	سے 25 سال تک بھی ہوئی۔

(ب) نہیں۔ محکمہ ایکسائز منشیات کا دھندہ روکنے میں نہایت کامیاب رہا ہے جس کی وجہ سے مقدمات کا گراف نیچے آ گیا ہے جیسا کہ پیرا "الف" میں دیئے اعداد و شمار سے عیاں ہے۔

(ج) حکومت نے منشیات فروشوں کی سرکوبی کے لئے مختلف ایجنسیاں قائم کر رکھی ہیں نیز ہسپتالوں میں منشیات کے مریضوں کے لئے سنٹرز قائم کر رکھے ہیں۔ منشیات کے خلاف اخبارات میں تشہیر کی جا رہی ہے اور منشیات فروشوں کے لئے سخت سے سخت سزائیں مقرر کر رکھی ہیں۔ حکومت ہر قیمت پر نئی نسل کو منشیات کی لعنت سے بچانے کے لئے نہ صرف سرگرداں ہے بلکہ اس کا مکمل طور پر انسداد کرنے کا پختہ ارادہ رکھتی ہے۔

محکمہ سیاحت میں ملازمین کی تعداد و دیگر تفصیلات

*1561: محترمہ راحیلہ خادم حسین: کیا وزیر سیاحت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) محکمہ سیاحت میں اس وقت کتنے ملازمین کام کر رہے ہیں۔ ان اہلکاروں اور افسران کے نام مع عہدہ کی تفصیل تفصیل فراہم کی جائے؟

(ب) موجودہ سیکرٹری، سیاحت کے فروغ کے لئے کیا اقدامات اٹھا رہے ہیں؟

(ج) محکمہ سیاحت ملازمین کی تنخواہوں میں کتنے اخراجات کر رہا ہے؟

وزیر سیاحت (ملک ندیم کامران):

(الف)

1۔ محکمہ سیاحت میں اس وقت 37 ملازمین کام کر رہے ہیں جن کی تفصیل نشان "اے" ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

2۔ محکمہ سے ملحقہ ٹورازم ڈویلپمنٹ کارپوریشن میں اس وقت 173 ملازمین کام کر رہے ہیں ان اہلکاروں اور افسران کے نام، عہدہ تفصیل نشان "بی" ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) حکومت پنجاب اس سلسلے میں ایک جامع پروگرام مرتب کر رہی ہے محکمہ سیاحت نے جو ترقیاتی پروگرام اٹھائے ہیں۔ ان کی تفصیل نشان "سی" ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج)

1۔ محکمہ سیاحت میں اس وقت ملازمین کی تنخواہوں میں ماہانہ مبلغ -/505155 روپے (تقریباً) اخراجات ہو رہے ہیں۔

2- محکمہ سیاحت سے ملحقہ ٹورازم ڈویلپمنٹ کارپوریشن اپنے ملازمین کی تنخواہوں کی مد میں ماہانہ 4299687/- کے اخراجات کر رہی ہے۔

بہاولپور لال سوہانرہ پارک میں منظور شدہ اسامیوں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*963: سیدہ بشریٰ نواز گردیزی: کیا وزیر جنگلات، جنگلی حیات و ماہی پروری از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ لال سوہانرہ پارک اس علاقے کی مشہور ہستی سید احمد نواز گردیزی کی ذاتی کاوشوں، سرپرستی، ان تھک محنت اور ورلڈ وائلڈ لائف فنڈ (W.W.F) کے تعاون سے سال 1972 میں وجود میں آیا؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ لال سوہانرہ پارک میں منظور شدہ اسامیوں کی تعداد 35 ہے مگر موجودہ تعداد 16 ہے اور یہ کہ 1975 کے بعد نہ تو کوئی نئی بھرتیاں ہوئی ہیں اور نہ ہی کوئی عملہ تعینات کیا گیا ہے؟

(ج) لال سوہانرہ پارک میں patrolling کے لئے حکومت نے کتنی گاڑیاں یا موٹر سائیکل فراہم کئے ہیں نیز ان کو استعمال کرنے کے لئے ڈیزل اور دیگر اخراجات کے لئے کتنی رقم ہر سال مختص کی جاتی ہے؟

وزیر جنگلات و جنگلی حیات و ماہی پروری (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) سابق صدر پاکستان فیلڈ مارشل محمد ایوب خان مرحوم نے W.W.F کی مدد سے دو برطانوی ماہرین کو مدعو کیا اور ان کی recommendation پر لال سوہانرہ پارک 1972 میں معرض وجود میں آیا۔ عین ممکن ہے کہ اس علاقے کی مشہور ہستی سید احمد نواز گردیزی کی کاوشیں بھی اس پارک کے معروض وجود لانے میں شامل ہوں۔

(ب) یہ درست نہ ہے۔ لال سوہانرہ پارک میں منظور شدہ اسامیوں کی تعداد 125 ہے اور 106 ملازمین کام کر رہے ہیں اور 1975 کے بعد جب بھی منظور شدہ عملہ سے کوئی ملازم ریٹائر ہوتا ہے تو حکومت کی اجازت سے نیا آدمی بھرتی کیا جاتا ہے۔

(ج) لال سوہانرہ پارک میں patrolling کے لئے دو گاڑیاں موجود ہیں اوسطاً ڈیزل کے لئے 650000روپے اور جانوروں کی فیڈ کے لئے -/2500000روپے مختص کئے جاتے ہیں۔

جم خانہ لاہور میں serve کی جانے والی شراب پر ایکسائز ڈیوٹی و دیگر تفصیلات

*499: میاں نصیر احمد: کیا وزیر آبکاری و محصولات از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ جم خانہ لاہور میں serve کی جانے والی شراب پر ایکسائز ڈیوٹی وصول کی جاتی ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ جم خانہ لاہور میں لوکل اور امپورٹڈ شراب serve کی جاتی ہے؟

(ج) جم خانہ لاہور میں لوکل شراب اور امپورٹڈ شراب کا کوٹہ کتنا ہے نیز لوکل شراب اور امپورٹڈ شراب پر کس تناسب سے ایکسائز ڈیوٹی وصول کی جاتی ہے، تفصیل سے جواب دیا جائے؟

وزیر آبکاری و محصولات (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) جم خانہ لاہور کے پاس شراب فروخت کرنے کا لائسنس نہ ہے۔اندریں حالات جم خانہ لاہور سے ایکسائز ڈیوٹی وصول کرنے کا سوال پیدا نہ ہوتا ہے۔

(ب) چونکہ جم خانہ لاہور کے پاس vend shop L-42 کا لائسنس ہی نہ ہے اس لئے شراب serve کرنے کا اختیار بھی نہ ہے۔

(ج) چونکہ جم خانہ لاہور کسی قسم کی شراب فروخت کرنے یا serve کرنے کا مجاز نہ ہے۔لہذا ایکسائز ڈیوٹی وصول کرنے کا سوال پیدا نہ ہوتا ہے۔

لاہور میں ٹورازم کے دفاتر و دیگر تفصیلات

*2114: محترمہ آمنہ الفت: کیا وزیر سیاحت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) ٹورازم ڈویلپمنٹ کارپوریشن آف پنجاب کے لاہور میں کتنے دفاتر ہیں اور کس کس جگہ کام کر رہے ہیں ان دفاتر کا سالانہ خرچ اور آمدن کی تفصیل فراہم کی جائے؟

(ب) ان دفاتر میں کتنے ملازم کام کر رہے ہیں، ان کے نام، عہدہ، گریڈ اور عرصہ تعیناتی کی تفصیل بیان کی جائے؟

(ج) کتنے ملازم کنٹریکٹ پر کب سے کام کر رہے ہیں ان کا نام، عہدہ اور گریڈ کی تفصیل فراہم کی جائے؟

(د) کنٹریکٹ پر ملازمین کس کے حکم پر بھرتی کئے گئے؟

(ہ) کتنے کنٹریکٹ ملازمین خصوصی پیکج کے تحت بھرتی کئے گئے ہیں؟

وزیر سیاحت (ملک ندیم کامران):

(الف) لاہور میں ٹی ڈی سی پی کے مندرجہ ذیل دفاتر کام کر رہے ہیں:۔

1) ہیڈ آفس، 82 شادمان II لاہور

2) آپریشن ونگ، 140 اے شادمان II لاہور

3) T.I.C سیلز اینڈ ٹورز پرموشن 4۔اے لارنس روڈ لاہور

4) انسٹیٹیوٹ آف ٹورازم اینڈ ہوٹل مینجمنٹ 140 شادمان II لاہور

اس کے علاوہ لاہور میں مندرجہ ذیل ٹورسٹ انفارمیشن سنٹرز کام کر رہے ہیں۔

(1) ٹورسٹ انفارمیشن سنٹر علامہ اقبال ایئرپورٹ لاہور

(2) ٹورسٹ انفارمیشن سنٹر شاہی حمام دہلی دروازہ لاہور

تفصیل آمدن و اخراجات ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

تفصیل خرچہ و آمدن ٹی ڈی سی پی دفاتر لاہور

ہیڈ آفس کی اپنی کوئی آمدنی نہیں ہوتی۔ مختلف دفاتر جو صوبہ پنجاب میں واقع ہیں۔ وہ اپنی آمدنی ہیڈ آفس کو بھیج دیتے ہیں۔ 08-2007 کے آڈیٹڈ اکاؤنٹس کے مطابق 08-2007 میں ٹی ڈی سی پی کی کل آمدنی مبلغ 153.059 ملین روپے ہے جبکہ اخراجات 145.917 ملین روپے تھے۔

انسٹی ٹیوٹ آف ٹورازم اینڈ ہوٹل مینجمنٹ (I.T.H.M)

تمام T.I.Cs اور I.T.H.Ms کی تمام آمدن ایک ساتھ بک کی جاتی ہے۔ جس کے مطابق آمدن جو کہ T.I.Cs اور I.T.H.Ms سے حاصل ہوئی وہ مبلغ 13.269 ملین روپے ہے جبکہ اخراجات مبلغ 27.141 ملین روپے ہیں۔ ان اخراجات میں تنخواہیں اور دوسرے تمام اخراجات شامل ہیں۔ تفصیل درج ذیل ہے:۔

آمدن اور اخراجات کی تفصیل

ڈیپارٹمنٹ	آمدن (روپے)	خرچہ (روپے)
i) سکول ٹورازم سروس	439691	8239817
ii) سٹی ٹور	781400	396154
iii) ایڈونچر ایکسپریس	5983699	12761172
iv) اتھم (ITHM)	6064255	5743968
ٹوٹل آمدنی اور خرچہ	13269045	27141111

جبکہ ہیڈ آفس کے اخراجات مبلغ -/36.671 ملین روپے ہیں اس کے علاوہ دو ٹورسٹ انفارمیشن سنٹرز شاہی حمام اور لاہور ایئرپورٹ پر واقع ہیں ان کے اخراجات بالترتیب مبلغ -/98734 روپے اور مبلغ -/444773 روپے ہیں۔

(ب) ٹی ڈی سی پی کے لاہور کے ملازمین کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) کنٹریکٹ پر کام کرنے والے ملازمین کا کوئی گریڈ نہیں ہے اور ان کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) تمام کنٹریکٹ ملازمین ٹی ڈی سی پی سروس رولز کی روشنی میں مختلف ڈائریکٹر/افسر مجاز کے حکم/منظوری سے بھرتی کئے گئے ہیں۔

(ہ) کوئی بھی کنٹریکٹ ملازم خصوصی package کے تحت بھرتی نہیں کیا گیا۔

پل گھراٹ اور میاں چنوں بستی سعود آباد کے نزدیک پارکوں کی صورتحال

*1185: رانا بابر حسین: کیا وزیر جنگلات، جنگلی حیات و ماہی پروری ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) محکمہ جنگلات نے پل گھراٹ اور میاں چنوں بستی سعود آباد کے نزدیک کتنی لاگت سے کب پارکس بنائے تھے؟

(ب) ان پارکوں کی دیکھ بھال کے لئے تعینات ملازمین کے نام، عہدہ، گریڈ اور پتا جات بتائیں نیز ملازمین انہیں پارکوں پر ڈیوٹی سرانجام دے رہے ہیں یا دیگر کسی جگہ پر؟

(ج) یکم جنوری 2006 سے آج تک ان پارکوں کی دیکھ بھال پر سالانہ کتنی رقم خرچ ہوئی ہے اور کون کون سی سہولیات لوگوں کی تفریح کے لئے فراہم کی گئی ہیں؟

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ یہ پارکس مناسب دیکھ بھال نہ ہونے کی وجہ سے تباہ برباد ہو چکے ہیں جو سہولیات عوام کے لئے فراہم کی گئی تھیں وہ ٹوٹ پھوٹ چکی ہیں؟

(ہ) کیا حکومت اس کوتاہی کے مرتکب اعلیٰ افسران کے خلاف کارروائی کرنے اور ان پارکوں کی بحالی کے لئے جلد از جلد اقدامات اٹھانے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر جنگلات، جنگلی حیات وماہی پروری (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) محکمہ جنگلات نے 9ایکڑ رقبہ پر محیط پارک 1382800روپے کی لاگت سے 1992 میں تعمیر کیا تھا جبکہ میاں چنوں بستی سعود آباد کے نزدیک پارک (جسے مہر آباد فاریسٹ پارک کہتے ہیں) 8ایکڑ رقبہ پر 92-1991 میں بنایا گیا ہے جس کی تعمیر پر 332000روپے خرچ ہوئے تھے۔

(ب) ان پارکوں کی دیکھ بھال پر مندرجہ ذیل عملہ متعین ہے۔

پل گھراٹ پارک

1- محمد صادق چوکیدار (کل وقتی) سکنہ نزد بستی پل گھراٹ میاں چنوں

2- بشیر احمد ولد مراد فاریسٹ گارڈ سکنہ کوٹ برکت علی میاں چنوں بی ایس 5 (ملحقہ بیٹ کا چارج بھی اس کے پاس ہے)

3- غلام احمد ناصر بلاک آفیسر سکنہ جناح ٹاؤن گلی نمبر 2 میاں چنوں بی ایس 7 (میاں چنوں روڈ بلاک کا چارج بھی اس کے پاس ہے)

میاں چنوں پارک (مہر آباد فاریسٹ پارک)

1- طاہر حفیظ ٹیوب ویل آپریٹر سکنہ چک نمبر 126/15-ایل میاں چنوں بی ایس 2

2- عبدالغفار فارسٹ گارڈ سکنہ چک نمبر 109/15-ایل میاں چنوں بی ایس 2 (محلقہ بیٹ کا چارج بھی اس کے پاس ہے)

3- غلام احمد ناصر بلاک آفیسر سکنہ جناح ٹاؤن گلی نمبر 2 میاں چنوں بی ایس 7 (میاں چنوں روڈ بلاک کا چارج بھی اس کے پاس ہے)

ملازمین مقرر کردہ جگھوں پر ہی ڈیوٹی دے رہے ہیں۔

(ج) جنوری 2006 تاحال تفصیل اخراجات حسب ذیل ہے، جو کہ دیکھ بھال پارک (maintenance) کی مد میں خرچ کئے گئے ہیں:-

سال	پل گھراٹ پارک	میاں چنوں (مہر آباد) پارک
2006	26650/-	23800/-
2007	34650	34200/-
2008	44100	43000/-
میزان	105400	101100/-

ان پارکوں میں بچوں کے لئے جھولے، سلائیڈز کے علاوہ چھتریاں، بنچ وغیرہ نصب ہیں۔پل گھراٹ پارک میں جھیل بھی ہے اور فوارہ بھی، میاں چنوں پارک میں عوام الناس ٹیوب ویل پر نہاتے بھی ہیں۔علاوہ ازیں پارکوں میں پھولدار پودے اور درخت بھی موجود ہیں۔

(د) وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ اشیاء کا ٹوٹنا پھوٹنا ایک قدرتی عمل ہے اب بھی بے شمار لوگ یہاں تفریح کے لئے آتے ہیں یہ درست ہے کہ وسائل کم مہیا ہونے کی وجہ سے ان پارکوں پر دیگر پارک ہائی کی طرح مطلوبہ معیار کی دیکھ بھال ممکن نہ ہے۔موجودہ وسائل کے مطابق دونوں پارک ہائے میں صرف ایک ایک مزدور ہی دیکھ بھال کے لئے لگایا جا سکتا ہے۔مزید وسائل کے متحرک کیا جا چکا ہے۔

(ہ) عملہ یا افسران کی کوئی کوتاہی کسی ضمن میں نہ ہوئی ہے۔حکومت ان پارکوں کی بہتری کے لئے نئے منصوبہ کے مطابق تحرک کر رہی ہے۔مطلوبہ وسائل میسر ہونے پر فی الفور بہتری عمل میں لائی جائے گی،تاہم اس ضمن میں متعلقہ علاقہ کے رہنماؤں، معززین اور صاحب ثروت لوگوں سے بھی تعاون کی اپیل کی جاتی ہے۔

لاہور میں سپر سٹورز پر تمام اشیاء کی ایکسائز ڈیوٹی کے بغیر فروخت کا معاملہ

*583: محترمہ عارفہ خالد پرویز: کیا وزیر آبکاری و محصولات از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ سپر سٹورز پر کھانے پینے کی امپورٹڈ اشیاء اور امپورٹڈ کاسمیٹک فروخت کی جا رہی ہیں؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ یہ تمام اشیاء ایکسائز ڈیوٹی کے بغیر فروخت کی جا رہی ہیں؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ ایکسائز انسپکٹر اور ان کا عملہ منتھلیاں وصول کر کے امپورٹڈ اشیاء کا کاروبار کرنے والوں کے خلاف کوئی کارروائی نہیں کرتے؟

(د) اگر درج بالا سوالات کے جوابات اثبات میں ہیں تو محکمہ ایسے کرپٹ اہلکاران وافسران کے خلاف کیا کارروائی کرتا ہے نیز بغیر ڈیوٹی ادا کئے امپورٹڈ اشیاء فروخت کرنے والوں کے خلاف کیا کارروائی کی جاتی ہے، مکمل تفصیل سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

وزیر آبکاری و محصولات (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف،ب،ج،د) اس ضمن میں عرض ہے کہ ایسی ایکسائز ڈیوٹی جس کا سوال ہذا میں ذکر ہے کا معاملہ وفاقی حکومت کے زمرے میں آتا ہے اور حکومت پنجاب کے صوبائی محکمہ آبکاری و محصولات کا اس سے تعلق نہ ہے۔

سیاحت کے فروغ کے لئے محکمانہ اقدامات کی تفصیل

*2329: مسز ناظمہ جواد ہاشمی: کیا وزیر سیاحت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ :-

(الف) محکمہ سیاحت کی ڈویلپمنٹ کارپوریشن راولپنڈی کے کون کون سے علاقوں کو project کرتی ہے؟

(ب) محکمہ سیاحت کس طرح مقامی لوگوں اور غیر ملکی سیاحوں کو attract کرتا ہے؟

(ج) کیا محکمہ سیاحت لٹریچر مختلف ہوٹلوں کو بھی فراہم کرتا ہے؟

وزیر سیاحت (ملک ندیم کامران):

(الف) ٹی ڈی سی پی راولپنڈی میں شامل مختلف سیاحتی مقامات کو پراجیکٹ کرتی ہے ان مقامات میں پتریاٹہ چیئر لفٹ اور ٹیکسلا شامل ہیں-اس کے علاوہ راولپنڈی ڈویژن کے دیگر تاریخی مقامات جن کی تشہیر ٹی ڈی سی پی کرتی ہے- کلر کہار، کٹاس اور کھیوڑہ مائینز ہیں-ورلڈ ٹورازم ڈے کے حوالے سے 27 ستمبر کو ایک اسپیشل ٹرین چلائی جاتی ہے جس میں سکول کے بچوں کو تاریخی شہر ٹیکسلا اور گولڑہ میوزیم کی سیر کروائی جاتی ہے اور معلومات فراہم کی جاتی، ایس ٹی ڈی سی پی کا ریجنل آفس راولپنڈی شمالی علاقہ جات کے لئے ٹورز کا بھی اہتمام کرتا اور سیاحتی مقامات کے متعلق معلومات فراہم کرتا ہے-

(ب) ٹی ڈی سی پی اپنی ویب سائٹ کے ذریعے تمام معلومات سیاحوں کے لئے فراہم کرتی ہے-اس کے علاوہ ٹی ڈی سی پی نے ٹورسٹ انفارمیشن سنٹرز راولپنڈی اور مری میں مال روڈ پر قائم کر رکھے ہیں-ٹی ڈی سی پی کا عملہ مختلف سکولوں، کالجوں اور اہم کمپنیوں کے دفاتر وزٹ کرتا ہے اور اپنی مختلف پراڈکٹس راولپنڈی اور اس کے گردونواح کے بارے میں ان کو بتاتا ہے تاکہ وہ ان معلومات سے فائدہ اٹھا سکیں-اس کے علاوہ ٹی ڈی سی پی پاکستان میں دوسرے ممالک کے سفارت خانوں کو بھی پنجاب کے متعلق معلومات فراہم کرتی ہے-ٹی ڈی سی پی پاکستان کے بیرون ملک سفارت خانوں کو بھی معلومات ریگولر بنیادوں پر فراہم کرتی رہتی ہے-

(ج) جی ہاں! ٹورازم ڈویلپمنٹ کارپوریشن اپنا پبلسٹی میٹریل / لٹریچر راولپنڈی میں مشہور ہوٹلوں میں (مثلاً سیرینا، پی سی، بیسٹ ویسٹرن، شالامار، فلش مین، رائل پیلس، بیلو سکائی وغیرہ) سیاحوں کی معلومات کے لئے بھجواتا ہے نیز ان ہوٹلوں میں ٹی ڈی سی پی کی تیار کردہ مختلف سیاحتی معلومات پر مبنی ڈاکومنٹری (D.V.D) بھی چلاتا ہے-

ڈی ایف او بہاولپور کے دفتر کے قریب سے گزرنے والی سڑک کو کھولنے کا مسئلہ

*1406: جناب ذوالفقار علی: کیا وزیر جنگلات، جنگلی حیات و ماہی پروری ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ڈی ایف او بہاولپور کے دفتر کے قریب سے عرصہ دراز سے سڑک گزر رہی تھی جس سے بہاولپور کے سینکڑوں لوگ مستفید ہو رہے تھے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ یہ راستہ بند کر دیا ہے؟

(ج) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو یہ راستہ کس بنا پر اور کس کے کہنے پر کس نے بند کیا ہے؟

(د) کیا حکومت مذکورہ راستہ عوام کی سہولت کے لئے کھولنے اور راستہ بند کرنے والوں کے خلاف کارروائی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر جنگلات، جنگلی حیات و ماہی پروری (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) یہ درست نہ ہے۔

(ب) کوئی منظور شدہ راستہ نہ تھا۔

(ج) اس کا جواب جز (الف) اور (ب) میں دے دیا گیا ہے۔

(د) درج بالا حقائق کی روشنی میں یہ سوال غیر متعلقہ ہے۔

ڈرامہ ہالز میں فروخت ہونے والی ٹکٹوں پر تفریحی ٹیکس کی شرح و دیگر تفصیلات

*1138: محترمہ ثمینہ خاور حیات: کیا وزیر آبکاری و محصولات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) ڈرامہ ہالوں میں فروخت ہونے والی ٹکٹوں پر تفریحی ٹیکس کی شرح کیا ہے نیز لائیو میوزیکل شوز پر شرح کیا ہے؟

(ب) 2003 سے اب تک اس مد میں کتنی رقم وصول ہوئی ہے، تفصیل سال وار بتائی جائے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ محکمہ ایکسائز کے انسپکٹر ڈرامہ انتظامیہ سے ملی بھگت کر کے ٹیکس کی تقریباً نصف رقم خورد برد کر لیتے ہیں، جن سے قومی خزانہ کو بھاری نقصان پہنچ رہا ہے؟

(د) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت ایسے فول پروف انتظامات کرنے پر غور کرنے کو تیار ہے کہ مذکورہ خورد برد سے قومی خزانہ کو نقصان سے بچایا جا سکے اگر ہاں تو اقدامات کی تفصیل سے آگاہ کیا جائے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر آبکاری و محصولات (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) جہاں تک ڈرامہ ہالوں میں فروخت ہونے والی ٹکٹوں پر تفریحی ٹیکس کا تعلق ہے اس پر بیس فیصد (20 فیصد) فی کس کے حساب کی شرح سے وصول کیا جاتا ہے جبکہ میوزیکل شو پر 65 فیصد فی کس کے حساب سے لاگو ہوتا ہے۔

(ب) اس ٹیکس کی تفصیل از سال 2003 سے اب تک درج ذیل ہے:-

سال 04-2003	12785063
سال 05-2004	13978723
سال 06-2005	15341959
سال 07-2006	14746857
سال 08-2007	13014983

مالی سال 06-2005 سٹیج ڈراموں میں فحاشی کا عنصر شامل ہو گیا تھا جسے حکومت پنجاب نے مالی سال 08-2007 میں سختی کے ساتھ ختم کر دیا اور بطور سزا بہت سے تھیٹر جن کا تعلق گوجرانوالہ ڈویژن، فیصل آباد ڈویژن اور ملتان ڈویژن سے تھا بند کر دیئے گئے۔ نتیجتاً تفریحی ٹیکس کی آمدنی میں کمی واقع ہوئی ہے۔

(ج) یہ درست نہ ہے۔

(د) معزز رکن کے سوال کے جز (ج) کا جواب نفی میں دیا گیا ہے۔ جہاں تک ٹیکس کی وصولی کا تعلق ہے محکمہ ہذا کی طرف سے نہ صرف انسپکٹر انچارج بلکہ مختلف ایجنسیاں بروقت چوکس رہتی ہیں اور قومی خزانہ کی نگہبانی کرتی ہیں۔ لہذا سرکاری خزانہ کو نقصان پہنچانے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

صوبہ میں جنگلی حیات کے پارکس کی تعداد و دیگر تفصیلات

*1746: چوہدری عامر سلطان چیمہ: کیا وزیر جنگلات، جنگلی حیات و ماہی پروری از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) صوبہ میں جنگلی حیات کے پارکس کتنے ہیں ان کے رقبہ جات، نام اور یہ کس کس جگہ واقع ہیں؟

(ب) ان تمام پارکس میں کون کون سے جانور ہیں ان کی تعداد کیا ہے، ان پارکس کی آمدنی اور خرچ کی تفصیل سے آگاہ کیا جائے؟

(ج) کیا حکومت مزید پارکس بنانے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر جنگلات، جنگلی حیات و ماہی پروری (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) صوبہ پنجاب میں اس وقت 10 وائلڈ لائف پارکس اور 4 وائلڈ لائف بریڈنگ سنٹر قائم ہیں ان کے نام ورقبہ جات اور کس کس جگہ واقع ہیں کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) وائلڈ لائف پارکس میں مختلف انواع کے جانور و پرندگان رکھے گئے ہیں ان کی تفصیل و تعداد ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے ان پارکس کی آمدنی اور اخراجات کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) فی الحال حکومت مزید وائلڈ لائف پارکس بنانے کا ارادہ نہیں رکھتی۔

ضلع ننکانہ صاحب میں پرکشش نمبروں کی نیلامی

*1743: جناب شاہجہاں احمد بھٹی: کیا وزیر آبکاری و محصولات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) یکم جولائی 2005 سے اب تک ضلع ننکانہ صاحب میں کتنے پرکشش نمبروں کی نیلامی کی گئی، نیلامی کا طریق کار کیا تھا، ان نیلامیوں سے کتنی آمدنی حاصل ہوئی، سال وار تفصیل بیان فرمائیں؟

(ب) یکم جولائی 2005 سے اب تک جن اشخاص کو بذریعہ نیلامی نمبر الاٹ کئے گئے، ان کے نام، ولدیت، پتاجات مفصل بیان فرمائیں، مزید برآں نیلام شدہ ہر نمبر کی وصول شدہ قیمت الگ الگ بیان فرمائیں؟

وزیر آبکاری و محصولات (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمن):

(الف) یکم جولائی 2005 سے اب تک ضلع ننکانہ صاحب میں کل 25 نمبروں کی نیلامی ہوئی۔ نیلامی کا طریق کار مندرجہ ذیل تھا۔

1- اخبار میں اشتہار دیئے گئے۔

2- بینرز چھپوا کر اہم جگہوں پر لگائے گئے۔

3- تین افراد پر مشتمل نیلامی کمیٹی مقرر کی گئی۔اس کمیٹی کے ممبران درج ذیل تھے۔

(1) ڈائریکٹر جنرل ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن پنجاب کے دفتر کا نمائندہ

(2) متعلقہ ڈائریکٹر ریجن سی لاہور کا نمائندہ یا وہ خود

(3) متعلقہ ضلع کا ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن آفیسر

اور ان نیلاموں سے سال 2006 میں 93500 روپے اور سال 2007 میں 152700 روپے آمدن ہوئی۔

(ب) یکم جولائی 2005 سے اب تک ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن آفس ننکانہ صاحب میں پانچ بار نیلامی کی گئی اس کی تفصیل مندرجہ ذیل ہے:-

(1) نیلامی برائے (این بی) سیریز مورخہ 29-05-06 کو ہوئی جس میں درج ذیل نمبر نیلام ہوئے۔

نمبر شمار	نام	گاڑی نمبر	نیلامی فیس
1	جہانزیب	NB 1	50000
2	ہمایوں بھٹی	NB 3	7000
3	ندیم بھٹی	NB 5	7000
4	رائے مجاہد	NB 14	6500
5	ٹی ایم او	NB 41	3000
6	ٹی ایم اے	NB 111	7000
7	میاں افضل	NB 222	6000
8	عمران محمود	NB 999	7000

نوٹ: 29-05-2006 کی نیلامی کو ہائر اتھارٹی نے منظور نہ کیا۔مورخہ 10-07-06 کو دوبارہ نیلامی کی گئی لیکن اس میں، ان افراد نے ہی شرکت کی جو پہلی نیلامی میں Bid دے چکے تھے۔اس نیلامی میں جناب جہانزیب بھٹی سابق کامیاب بولی دہندہ (B. "1") کے کونسل لیاقت حیاب بھٹی نے عدالت عالیہ جناب جسٹس شیخ عظمت سعید صاحب کے سٹے آرڈر کے بارے بتایا تاہم کونسل Stay Order کی کاپی فراہم نہ کر سکے۔قانونی پیچیدگیوں سے بچنے کے لئے کمیٹی برائے بولی برائے پرکشش نمبرز نے یہ فیصلہ کیا کہ بولی کی تاریخ دوبارہ مقرر کی جائے مزید برآں حاضرین کی تعداد بھی کم تھی، مزید یہ کہ

ہائی کورٹ کے حکم کے مطابق رجسٹریشن نمبر این بی 1 کی تاریخ بولی مورخہ 07-05-26 زیر نگرانی سیکرٹری ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن پنجاب مقرر ہوئی۔ مقرر تاریخ پر پیر حسن احمد شاہ کو نمبر این بی 1 مبلغ -/80000 روپے میں بولی میں دے دیا گیا۔

چوتھی بار نیلامی 20-03-2007 کو ہوئی سیریز اور نمبروں کی تفصیل مندرجہ ذیل ہے:۔

نمبر شمار	گاڑی نمبر
i	NBA-07-1
ii	NBA-07-3
Iii	NBA-07-11
iv	NBA-07-13
v	NBA-07-786
vi	NBK-07-11
Vii	NBK-07-15
Viii	NBK-07-20
ix	NBS-07-786
x	NBS-07-72

پانچویں بار نیلامی 05-06-2007 کو ہوئی اس نیلامی میں این بی۔1 کے علاوہ نمبرز نیلام کئے گئے تفصیل مندرجہ ذیل ہے:۔

نمبر شمار	گاڑی نمبر	نمبر شمار	گاڑی نمبر
1	NB-3	1	NBA-07-5
2	NB-5	2	NBA-07-19
3	NB-14	3	NBK-07-22
4	NB-41	4	NBK-07-72
5	NB-111	5	NBK-07-99
6	NB-222	6	NBK-07-100
7	NB-999	7	NBS-07-38

جن اشخاص کو بذریعہ نیلامی نمبر الاٹ کئے گئے ان کے نام، ولدیت، پتا جات، نیلام شدہ نمبر وصول کردہ رقم کی تفصیل مندرجہ ذیل ہے:۔

نیلامی تاریخ 20-03-2007

سیریل نمبر	نام	ولدیت	پتاجات	نیلام شدہ نمبر	رقم
1	پیر ممتاز شاہ	پیر سرور شاہ	نبی پورہ پیراں ننکانہ صاحب	NBA-07-1	21000/-
2	محمد شعیب خان	شیر احمد خان	ٹاؤن شپ مکان نمبر 20 ہری پور	NBA-07-3	5500/-
3	مختار احمد	فتح محمد	بچیکی ننکانہ صاحب	NBA-07-11	3500/-
4	اصغری لیزنگ لمیٹڈ		نیول سول لائنز فیصل آباد	NBA-07-13	3500/-

5	محمد عامر رضا خان	محمد رمضان	محلہ اسلام پورہ بچیکی ننکانہ صاحب	NBA-07- 786	8000/-
6	مختار احمد	فتح محمد	محلہ اسلام پورہ بچیکی ننکانہ صاحب	NBK-07-11	1200/-
7	محمد شعیب خان	شیر احمد خان	ٹاؤن شپ مکان نمبر 20ہری پور سیکٹر نمبر 1	NBK-07-15	1200/-
8	وقاص محمود	اللہ داد	شاد باغ کالونی ننکانہ صاحب	NBK-07-20	1200/-
9	محمد عمر فاروق	رحیم بخش	مین روڈ منڈی فیض آباد	NBS-07-72	1200/-
10	تنویر اختر			NBS-07-786	8000/-

نیلامی تاریخ 26-05-2007

11	پیر حسن احمد شاہ	پیر احمد شاہ	نبی پورہ پیراں ڈاکخانہ خاص تحصیل و ضلع ننکانہ صاحب	NB-1	80,000/-

نیلامی تاریخ 05-06-2007

12	ہمایوں بھٹی	عبدالمجید بھٹی	بچیکی ننکانہ صاحب		
13	ندیم بھٹی		منڈی فیض آباد ننکانہ	NB-5	7000/-
14	رائے مجاہد	رائے ذوالفقار	کوٹ امیر علی تحصیل و ضلع ننکانہ صاحب	NB-14	7000/-
15	T M O		ننکانہ صاحب	NB-41	6500/-
16	T M A		ننکانہ صاحب	NB-111	7000/-
17	میاں افضل		چک نمبر 5 گ ب ننکانہ صاحب	NB-222	6000/-
18	عمران محمود	بشیر احمد	ولگن سہیل ننکانہ صاحب	NB-999	7000/-
19	اسد مظفر حسین			NB-07-05	7000/-
20	عبدالمالک	بشیر احمد	ہاؤسنگ کالونی ننکانہ صاحب	NBA-07-19	5100/-
21	ظفر اقبال	محمد عاشق	کوٹ رحمت خان چک نمبر 22 سانگلہ ہل	NBK-07-22	1200/-
22	محمد ادریس	رحیم بخش	ہاؤسنگ کالونی ننکانہ صاحب	NBK-07-72	1200/-
23	خالد محمود اختر	چودھری سردار محمد	رحیم نگر وار برٹن ننکانہ	NBK-07-99	1500/-
24	محمد صدیق	رحیم بخش	ہاؤسنگ کالونی ننکانہ	NBK-07-100	1200/-
25	خالد محمود			NBS-07-38	1200/-

نوٹ: ریکارڈ کے مطابق درج ذیل نمبر بولی کے بعد امیدوار ابھی تک رجسٹریشن کے لئے نہیں آئے۔
NBS-07-786,NB-999,NB-222,NB-14,NB-5,
NB-3,NBS-07-38,NBA-07-5

محکمہ جنگلات میں ملازمین کی تعداد و دیگر تفصیلات

*2191: رانا محمد افضل خان: کیا وزیر جنگلات، جنگلی حیات و ماہی پروری از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) محکمہ جنگلات میں کتنے ملازم ہیں اور فی ایکڑ جنگل کے فی ایکڑ رقبہ کے لئے کیا تناسب بنتا ہے؟

(ب) گزشتہ 5 سال میں کتنے ملازمین کے خلاف کرپشن یا لاپرواہی پر کتنے مقدمات بنائے گئے اور اس کے نتیجہ میں کتنے لوگوں کو نوکری سے فارغ کر کے نئے اور بہتر تعلیم یافتہ افراد کو نوکری دی گئی؟

وزیر جنگلات، جنگلی حیات وماہی پروری (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) اس وقت محکمہ جنگلات کا کل رقبہ 1639497ایکڑ compact اور 47307کلومیٹر linear(16886804)ایکڑ ہے۔2866فارسٹ گارڈ اور 641بلاک آفیسر کی اسامیاں منظور شدہ (3507)ہیں جس کا تناسب فی ملازم 480ایکڑ ہے۔

(ب) محکمہ جنگلات پنجاب میں بمطابق ریکارڈ گزشتہ پانچ سالوں میں کرپشن یا لاپرواہی کے 1219مقدمات بنائے گئے اور اس کے نتیجہ میں 442ملازمین کو ریکوری ڈالنے ودیگر سزائیں دینے کے ساتھ ساتھ 165 ملازمین کو ملازمت سے برخاست کیا گیا اور نئے تعلیم یافتہ ملازم نوکری پر رکھے گئے۔

لاہور کے بڑے ہوٹلوں میں شراب خانوں پر تعینات ایکسائز عملہ کی تعداد ودیگر تفصیلات

*2440: شیخ علاؤالدین: کیا وزیر آبکاری و محصولات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ لاہور میں جن جگہوں پر شراب بکتی ہے وہاں ایکسائز کا عملہ تعینات ہے اور تعینات عملہ کتنے عرصہ سے تعینات ہے، ان کی مکمل تفصیل نام و عہدہ اور عرصہ تعیناتی بتایا جائے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ پرل کانٹی نینٹل اور آواری ہوٹل میں تعینات ایکسائز انسپکٹر اور ٹیکسیشن آفیسر پچھلے کئی سالوں سے تعینات ہیں اور اگر ان کو ٹرانسفر کیا جاتا ہے تو وہ چند دنوں میں واپس اپنی جگہوں پر تعیناتی کے آرڈر کروالیتے ہیں، ان کی تفصیل بتائی جائے؟

(ج) 2002 سے اب تک لاہور کے تمام شراب خانوں میں تعینات ایکسائز عملے کے نام اور عرصہ تعیناتی بتائیں؟

وزیر آبکاری و محصولات (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) لاہور میں 5/4 سٹار ہوٹلوں کے پاس غیر مسلم (ملکی و غیر ملکیوں) کو شراب فروخت کرنے کا لائسنس ایل-2 موجود ہے اور ہر (L-2 Vend Shop) پر کوئی اہلکار مستقل بنیادوں پر تعیناتی نہ ہے اور اسسٹنٹ ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن عہدہ کا آفیسر (Vend Fee) کی تشخیص اور وصولی کے لئے مامور کیا جاتا ہے جن کا عرصہ تعیناتی درج ذیل ہے:-

-1	محمد علی شاہ، AETO	22-04-2008	تا	تاحال
-2	مظفر قیوم، AETO	16-05-2008	تا	تاحال
-3	محمد سلیم بٹ، AETO	31-07-2008	تا	تاحال
-4	سہیل مجید AETO	26-09-2008	تا	تاحال

(ب) پرل کانٹی نینٹل اور آواری ہوٹل میں کوئی ایکسائز انسپکٹر مامور نہ ہے۔البتہ اسسٹنٹ ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن آفیسر ہر (L-2 vend shop) پر (vend fee) کی تشخیص اور وصولی کے لئے مامور ہے اور لاہور میں ہر vend shop پر مامور افسران کی مکمل تفصیل سوال (ج) کے جواب میں تفصیلاً درج ہے۔

(ج) 2002 سے اب تک لاہور کے تمام (L-2 vend shop) پر مامور عملہ کی تفصیل حسب ذیل ہے:-

-1	محمد علی شاہ، AETO	11-09-2000	تا	2-01-2004
		22-04-2008	تا	تاحال
-2	محمد امجد وڑائچ AETO	2002	تا	22-01-2004
		28-02-2004	تا	01-03-2007
-3	عبدالنعیم خان AETO	2002	تا	22-01-2004
-4	رانا محمد صفدر، AETO	05-09-2002	تا	14-11-2002
-5	چودھری محمد اظہر AETO	16 -07-2003	تا	28-02-2004
-6	علی بختیار شاہ AETO	01-07-2004	تا	23-08-2006
-7	مظفر قیوم AETO	15-10-2004	تا	25-11-2005
		6-05-2008	تا	تاحال
-8	چودھری اکرام اللہ AETO	25-11-2005	تا	19-02-2007
-9	محمد سلیم بٹ AETO	23-08-2006	تا	01-03-2007
		31-07-2008	تا	تاحال
-10	رانا اورنگ زیب AETO	19-02-2007	تا	22-04-2008

-11	سہیل مجید AETO	13-03-2007	تا	02-08-2008
		26-09-2008	تا	تاحال

صوبہ میں جنگلات کے رقبہ کی تعداد و دیگر تفصیلات

*2203: جناب محمد حفیظ اختر چودھری: کیاوزیر جنگلات، جنگلی حیات و ماہی پروری ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) صوبہ میں کل کتنے رقبہ پر جنگل سرکاری اور پرائیویٹ سیکٹر میں ہے؟

(ب) پنجاب میں محکمہ جنگلات کے جنگل میں فی ایکڑ پودوں کی تعداد کتنی ہے اور عموماً کون کون سی قسم کے درخت ہیں؟

(ج) محکمہ جنگلات، شیشم کے پودوں پر پھوندی کی بیماری کے تدارک کے لئے کیا اقدامات اٹھا رہا ہے کیونکہ صوبہ میں شیشم کا درخت اس بیماری کی وجہ سے ختم ہو رہا ہے؟

وزیر جنگلات، جنگلی حیات و ماہی پروری (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) محکمہ جنگلات پنجاب کا کل رقبہ 1639497 ایکڑ compact اور 47307 کلومیٹر linear (1686804) ایکڑ ہے اور پرائیویٹ سیکٹر میں کیونکہ زمیندار اپنی زمینوں پر درختاں کھالوں وغیرہ خود لگاتے ہیں اور محکمہ جنگلات کی کاوشوں اور ترغیب سے فی ایکڑ درختوں کی تعداد میں اضافہ ہوا ہے اس وقت آبپاش پرائیویٹ رقبہ پر 17 درخت فی ایکڑ موجود ہیں۔

(ب) محکمہ جنگلات پنجاب کے ذخیرہ جات میں 726 پودہ جات فی ایکڑ لگائے جاتے ہیں پانچ سال کے بعد نصف پودہ جات تھننگ میں کاٹ لئے جاتے ہیں اور 11 سال کے بعد دوسری تھننگ کی جاتی ہے جس کے بعد پودوں کی تعداد 150 سے 200 فی ایکڑ رہ جاتی ہے جو بعد ازاں مین فیلنگ میں کاٹے جاتے ہیں۔ پنجاب میں شیشم، کیکر، توت، سیمل، فراش اور دیگر پوداجات کی اقسام پائی جاتی ہیں۔

(ج) اس مقصد کے لئے ادارہ پنجاب فارسٹ ریسرچ انسٹیٹوٹ بمقام فیصل آباد گٹ والا ریسرچ کر رہا ہے اور اس بیماری کے تدارک کے لئے نئی تحقیق کر رہا ہے۔

پی پی۔147 لاہور میں ٹیکس کی وصولی و دیگر تفصیلات

*2498: محترمہ نگہت ناصر شیخ: کیاوزیر آبکاری و محصولات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) محکمہ ایکسائز نے حلقہ پی پی-147 لاہور میں سال 2007 کے دوران کتنا ٹیکس صوبائی خزانے میں جمع کرایا؟

(ب) متذکرہ حلقے میں محکمہ ایکسائز کا کل کتنا سٹاف ہے نیز سٹاف کے نام، عہدہ اور گریڈ کی مکمل تفصیل فراہم کی جائے؟

وزیر آبکاری و محصولات (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) 44972629 روپے

(ب) لسٹ درج ذیل ہے:-

نمبر شمار	نام	عہدہ	گریڈ
1-	چودھری امتیاز احمد	اسینگ اتھارٹی	16
2-	چودھری سجاد احمد	اسسٹنٹ ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن آفیسر	16
3-	چودھری محمد فیاض	اسسٹنٹ ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن آفیسر	16
4-	عمران اشرف	ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن انسپکٹر	14
5-	احمد جہانزیب	-ایضاً-	14
6-	محمد صدیق	-ایضاً-	14
7-	طارق حسین	-ایضاً-	14
8-	نجم الدین	-ایضاً-	14
9-	میاں محمد صادق	-ایضاً-	14
10-	عصر غزالی	-ایضاً-	14
11-	کرم دین	-ایضاً-	14
12-	وسیم عارف بٹ	-ایضاً-	14
13-	خورشید باقر	جونیئر کلرک	07
14-	رزاقت علی	-ایضاً-	07
15-	جاوید زمان	-ایضاً-	07
16-	افتخار جہانگیر	-ایضاً-	05
17-	محمد آفتاب حسین	-ایضاً-	05
18-	بابر رسول	-ایضاً-	07
19-	محمد اشرف	-ایضاً-	07
20-	افتخار عزیز	-ایضاً-	07
21-	محمد افسر	ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن کانسٹیبل	05
22-	محمد عباس	-ایضاً-	05
23-	تنویر احمد	-ایضاً-	05
24-	عامر عباس	-ایضاً-	05

25-	محمد اشرف	۔ایضا۔	05
26-	محمد شفیق	۔ایضا۔	05
27-	غلام شبیر	۔ایضا۔	05
28-	نذر دین	۔ایضا۔	05
29-	محمد مشتاق	۔ایضا۔	05

ضلع خوشاب محکمہ جنگلات میں بھرتی سے متعلقہ تفصیلات

*2245: ملک محمد جاوید اقبال اعوان: کیا وزیر جنگلات، جنگلی حیات و ماہی پروری از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ضلع خوشاب میں محکمہ جنگلات، جنگلی حیات و ماہی پروری و شعبہ شکار میں اپریل 2007 سے نومبر 2007 کے دوران قواعد و ضوابط کی خلاف ورزی کرتے ہوئے بھرتیاں کی گئیں؟

(ب) اگر جواب اثبات میں ہے تو کس کس شخص کو کس کس سکیل میں کس قانون کے تحت بھرتی کیا گیا ہے، تفصیلات سے ہاؤس کو آگاہ کیا جائے نیز حکومت قواعد و ضوابط کے خلاف بھرتی کرنے والے افسران کے خلاف کوئی کارروائی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے یا نہیں اگر ہاں تو کب تک، نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر جنگلات، جنگلی حیات و ماہی پروری (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) اپریل 2007 تا نومبر 2007 کے دوران حکومت کی مجوزہ پالیسی نمبر (S& GAD) 10-1/2003SPR-IV مورخہ 16-06-2004 اور بحوالہ پالیسی نمبر (MF) (DSC & M)5-3/2004Contract مورخہ 2004 -12-29 کے تحت قواعد و ضوابط کے مطابق دو اہلکار بھرتی کئے گئے۔

(ب) جی ہاں!

نام ملازم	نام ملازم
(1) محمد وسیم حیدر ولد محمد سلیم	(2) عابد حسین ولد عاشق حسین
بطور وائلڈ لائف انسپکٹر پے سکیل نمبر 9	بطور وائلڈ لائف واچر پے سکیل نمبر 1

دونوں مذکورہ ملازمین قواعد کیمطابق بھرتی کئے گئے۔

ڈسٹرکٹ آفیسر فشریز کی منظور شدہ اسامیوں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*2260: جناب آصف بشیر بھاگٹ: کیا وزیر جنگلات، جنگلی حیات و ماہی پروری از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) محکمہ فشریز پنجاب میں ڈسٹرکٹ آفیسر فشریز کی منظور شدہ اسامیاں کتنی ہیں؟

(ب) ان اسامیوں پر تعیناتی کے لئے تعلیمی قابلیت، گریڈ اور تجربہ کی تفصیل بتائیں؟

(ج) ان اسامیوں پر تعینات ملازمین کے نام، عہدہ، گریڈ، تعلیمی قابلیت اور تجربہ کی تفصیل بتائیں؟

وزیر جنگلات، جنگلی حیات و ماہی پروری (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) محکمہ فشریز پنجاب میں ڈسٹرکٹ آفیسر فشریز کی منظور شدہ اسامیاں 21 ہیں۔

(ب) ان اسامیوں پر تعیناتی کے لئے تعلیمی قابلیت، گریڈ اور تجربہ کی تفصیل درج ذیل ہے۔

گریڈ	تعلیمی قابلیت / تجربہ برائے ڈائریکٹ تعیناتی	تعلیمی قابلیت / تجربہ برائے پرموشن
BS-17	کسی منظور شدہ یونیورسٹی سے سیکنڈ ڈویژن میں ایم ایس سی (زوآلوجی)	میرٹ کی بنیاد پر اسسٹنٹ وارڈن فشریز / فشریز ریسرچ اسسٹنٹ / فشریز ڈویلپمنٹ اسسٹنٹ میں سے سلیکشن جو پانچ سالہ تجربہ رکھتے ہوں اور چار ماہ کا سپیشل کورس گورنمنٹ فشریز ٹریننگ سنٹر سے پاس کیا ہو۔

(ج) ان اسامیوں پر تعینات ملازمین کے نام، عہدہ، گریڈ، تعلیمی قابلیت اور تجربہ کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

صوبہ میں فش سیڈ ہیچریز لیبارٹریز کی تعداد و دیگر تفصیلات

*2261: جناب آصف بشیر بھاگٹ: کیا وزیر جنگلات، جنگلی حیات و ماہی پروری از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) محکمہ کی صوبہ میں کتنی فش سیڈ ہیچریز اور diagnostic لیبارٹریز ہیں اور یہ کس کس جگہ ہیں؟

(ب) ان فش سیڈ ہیچریز میں سالانہ کتنا سیڈ پونگ تیار کیا جاتا ہے، تفصیل علیحدہ علیحدہ فارم وار بتائیں؟

(ج) ان ہیچری سنٹرز اور diagnostic لیبارٹریز کی کارکردگی سال 08-2007 بیان کریں؟

وزیر جنگلات، جنگلی حیات وماہی پروری (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) صوبہ پنجاب میں محکمہ کے زیر انتظام چھ فش سیڈ ہیچریز اور پانچ diagnostic لیبارٹریز ہیں جن کی تفصیل درج ذیل ہے:-

نمبر شمار	نام ہیچری	ایڈریس
-1	فش سیڈ ہیچری بہاولپور	کراچی روڈ بہاولپور
-2	فش سیڈ ہیچری میاں چنوں	موسیٰ ورک ضلع خانیوال
-3	فش سیڈ ہیچری فیصل آباد	نزد چک نمبر 225 آر بی ستیانہ روڈ ضلع فیصل آباد
-4	فش سیڈ ہیچری لاہور	جی ٹی روڈ مناواں لاہور
-5	فش سیڈ ہیچری چھناواں	نزد چھناواں ہیڈ ورکس براستہ جام کے چٹھہ تحصیل وزیر آباد ضلع گوجرانوالہ
-6	فش سیڈ ہیچری راولپنڈی	نزد راول ٹاؤن اسلام آباد

Diagnostic لیبارٹریز

نمبر شمار	نام لیبارٹری	ایڈریس
-1	diagnostic لیبارٹری بہاولپور	فش سیڈ ہیچری بہاولپور، کراچی روڈ بہاولپور
-2	diagnostic لیبارٹری میاں چنوں	فش سیڈ ہیچری میاں چنوں موسیٰ ورک ضلع خانیوال
-3	diagnostic لیبارٹری فیصل آباد	فش سیڈ ہیچری فیصل آباد چک نمبر 225 آر بی ستیانہ روڈ ضلع فیصل آباد
-4	diagnostic لیبارٹری چھناواں	فش سیڈ ہیچری چھناواں براستہ جام کے چٹھہ تحصیل وزیر آباد ضلع گوجرانوالہ
-5	diagnostic لیبارٹری راولپنڈی	فش سیڈ ہیچری راولپنڈی راول ٹاؤن اسلام آباد

(ب) ان فش سیڈ ہیچریز میں سال 08-2007 میں تیار کئے گئے پونگ کی تفصیل درج ذیل ہے:-

نمبر شمار	نام ہیچری	تعداد پیداوار پونگ
-1	فش سیڈ ہیچری بہاولپور	93.16 لاکھ
-2	فش سیڈ ہیچری میاں چنوں	68 لاکھ
-3	فش سیڈ ہیچری فیصل آباد	69.11 لاکھ
-4	فش سیڈ ہیچری لاہور	34.19 لاکھ
-5	فش سیڈ ہیچری چھناواں	94.25 لاکھ
-6	فش سیڈ ہیچری راولپنڈی	62.52 لاکھ

(ج) ان ہیچری سنٹرز اور diagnostic لیبارٹریز کی کارکردگی سال 08-2007 درج ذیل ہے:-

نمبر شمار	نام ہیچری	تعداد پیداوار پونگ
-1	فش سیڈ ہیچری بہاولپور	93.16 لاکھ
-2	فش سیڈ ہیچری میاں چنوں	68 لاکھ
-3	فش سیڈ ہیچری فیصل آباد	69.11 لاکھ
-4	فش سیڈ ہیچری لاہور	34.19 لاکھ
-5	فش سیڈ ہیچری چھناواں	94.25 لاکھ

نمبر شمار	نام لیبارٹری	تجزیہ پانی و مٹی		بیماری کی تشخیص و علاج	ٹریننگ فش فارمرز	فش فارم کا معائنہ و تجاویز	
		مٹی	پانی			معائنہ	تجاویز
-1	diagnostic لیبارٹری بہاولپور	536	106	66	188	215	210
-2	diagnostic لیبارٹری میاں چنوں	455	103	62	101	202	203
-3	diagnostic لیبارٹری فیصل آباد	85	115	60	110	195	225
-4	0Diagnostic لیبارٹری چھناواں	38	144	68	190	170	210
-5	diagnostic لیبارٹری راولپنڈی	245	164	95	345	203	266

ضلع قصور کے جنگلات کی تفصیلات

*2342: ملک اختر حسین نول: کیا وزیر جنگلات، جنگلی حیات و ماہی پروری ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع قصور میں کتنے رقبہ پر کس کس جگہ جنگلات ہیں اور ان میں کس کس قسم کے درخت لگے ہوئے ہیں؟

(ب) سال 2002 سے آج تک ان جنگلات سے حکومت کو آمدن اور خرچ کی تفصیل فراہم کی جائے؟

(ج) سال 2002 سے آج تک ان جنگلات سے سالانہ کتنی لکڑی فروخت کی گئی؟

(د) کیا لکڑی کی فروخت کے سلسلہ میں اشتہار، اخبار میں مشتہر ہوا اگر ہاں تو ان اخبارات کے نام، تاریخ اور تفصیل فراہم کی جائے؟

وزیر جنگلات، جنگلی حیات و ماہی پروری (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) قصور فاریسٹ ڈویژن چھانگا مانگا میں 12510 ایکڑ نہری ذخیرہ اور 966 میل linear پلانٹیشن کے جنگلات ہیں اور زیادہ تر شیشم، کیکر، توت وغیرہ کے درخت ہیں۔

(ب) سال 2002-03

12/2009 تک قصور فاریسٹ ڈویژن کی آمدن خرچ درج ذیل ہے:-

خرچ

سال	آمدن	ڈویلپمنٹ	نان ڈویلپمنٹ
2002-03	33925842	-	29310664
2003-04	44573966	-	31431831
2004-05	68210137	4627290	35103046
2005-06	76057898	6937277	37004012
2006-07	61027728	5319392	48295356
2007-08	7950255	10962000	46469586
2008-09	18558754	5982138	23903649

(ج) سال 2002-03 سے 2009/12 تک فروخت کی گئی لکڑی کی تفصیل درج ذیل ہے:-

سال	ٹمبر	بالن	شیشم یونٹ
2002-03	156695	218028	51174
2003-04	140230	296789	202069
2004-05	249096	310230	47392
2005-06	182635	260855	109198
2006-07	199112	169771	94519
2007-08	195278	189676	31296
2008-09 12/09	47114	59661	487

(د) ہاں لکڑی کی فروخت کے لئے اخبار میں اشتہار دیئے گئے جن کی تفصیل درج ذیل ہے:-

نام اخبار	تاریخ	دیگر تفصیل
جنگ	14-05-2002	ٹمبر بالن مختلف اقسام ٹھیکہ جات کار پارک انٹری فیس، کشتی رانی، کیفے ٹیریا، عارضی دکان، گرے
مساوات	11-05-2002	پڑے درختان
دن	1-11-2002	کٹائی شدہ ٹمبر و بالن، مڈھیاں، ٹھیکہ شہد چھانگا مانگا جنگل
دن	15-03-2003	کٹائی شدہ ٹمبر بالن، مڈھیاں، گرے، پڑے خشک درختان ٹھیکہ سہولیات کار پارک انٹری فیس کیفے ٹیریا وغیرہ
دن	1-08-2003	کٹائی شدہ بالن وغیرہ، مڈھیاں گرے پڑے درختان بانس کھڑاکانا ٹھیکہ، شہد عارضی دکان وغیرہ
جنگ	01-07-2004	کٹائی شدہ بالن ٹمبر مڈھیاں گرے پڑے درختان، بورالکڑی نیلام کاٹا وغیرہ
دن	19-12-2004	کٹائی شدہ بالن ٹمبر مڈھیاں گرے پڑے درختان بورالکڑی کاٹا وغیرہ
جنگ	23-12-2004	کٹائی شدہ بالن ٹمبر مڈھیاں گرے پڑے درختان وغیرہ
دن	07-03-2005	کٹائی شدہ بالن ٹمبر، بالن گرے پڑے درختان مڈھیاں ٹھیکہ عارضی کاشت ٹھیکہ سہولیات کشتی رانی
جنگ	12-03-2005	لاگ ہٹس کیفے ٹیریا وغیرہ
دن	22-10-2005	کٹائی شدہ بالن ٹمبر گرے پڑے درختان عارضی دکان بلاک ہائے ٹھیکہ ہوٹل ریسٹ ہاؤس وغیرہ
اساس	22-10-2005	

دن	07-06-2006	کٹائی شدہ ٹمبر، بالن، گرے پڑے وخشک درختاں، ٹھیکہ شد، موٹل وغیرہ
نوائے وقت	07-06-2006	
جنگ	24-12-2006	
مساوات	23-12-2006	کٹائی شدہ ٹمبر، بالن، گرے پڑے وخشک درختاں، شہد وغیرہ
دن	23-12-2006	
نوائے وقت	23-06-2007	کٹائی شدہ ٹمبر، بالن، گرے پڑے وخشک درختاں، ٹھیکہ شد کیفے ٹیریا وغیرہ
اساس	24-06-2007	
جنگ	25-06-2007	
نوائے وقت	20-12-2007	کٹائی شدہ ٹمبر، بالن، گرے پڑے وخشک درختان، مڈھیاں، کھڑا کانا وغیرہ
دن	21-12-2007	
دن	20-04-2008	کٹائی شدہ ٹمبر، بالن، گرے پڑے وخشک درختاں، مڈھیاں، ٹھیکہ عارضی کاشت، لاگ ہٹس، کشتی
جنگ	22-04-2008	رانی وغیرہ
دن	01-10-2008	کٹائی شدہ ٹمبر، بالن، گرے پڑے وخشک درختاں، کھڑا کانا، شہد وغیرہ
گلستان	05-10-2008	

لاہور شہر میں محکمہ جنگلات کے دفاتر و دیگر تفصیلات

*2391: جناب محمد نوید انجم: کیا وزیر جنگلات، جنگلی حیات و ماہی پروری از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) لاہور شہر میں محکمہ جنگلات کے کس کس جگہ دفاتر ہیں یہ دفاتر کتنے رقبہ پر مشتمل ہیں؟

(ب) ان دفاتر میں گریڈ 19 اور اوپر کی اسامیوں کی تعداد گریڈ اور اسامی وائز بتائیں؟

(ج) ان اسامیوں پر تعینات ملازمین کے نام عہدہ، گریڈ، تعلیمی قابلیت، ڈومی سائل اور پتا جات کی تفصیل بتائیں؟

(د) ان دفاتر میں کتنی سرکاری گاڑیاں ہیں ان کے نام اور ماڈل کی تفصیل بتائیں؟

(ہ) یہ گاڑیاں کس کس کے زیر استعمال ہیں ان کے نام، عہدہ، گریڈ بتائیں نیز ان گاڑیوں کے مالی سال 08۔2007 اور 08۔2009 کے اخراجات بابت پٹرول / ڈیزل / مرمت بتائیں؟

وزیر جنگلات، جنگلی حیات و ماہی پروری (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) لاہور شہر میں محکمہ جنگلات کے دفاتر درج ذیل جگہوں پر موجود ہیں:۔

نام دفتر	رقبہ مرلہ	کنال
ناظم اعلیٰ جنگلات 24 کوپر روڈ لاہور		
ناظم جنگلات توسیع 24 کوپر روڈ لاہور		
ڈائریکٹر بجٹ اینڈ اکاؤنٹ فاریسٹ 24 کوپر روڈ لاہور	1	44

مہتمم جنگلات توسیع 24 کوپر روڈ لاہور
مہتمم جنگلات پبلسٹی 24 کوپر روڈ لاہور
نام جنگلات لاہور سرکل 108 راوی روڈ لاہور
ناظم جنگلات رینج مینجمنٹ 108 راوی روڈ لاہور
ناظم جنگلات ورکنگ پلان 108 راوی روڈ لاہور
مہتمم جنگلات لاہور 108 راوی روڈ لاہور 4 3
مہتمم جنگلات پیسٹ کنٹرول 108 راوی روڈ لاہور
ڈپٹی ڈائریکٹر سیریکلچر 108 راوی روڈ لاہور
سینئر ریسرچ آفیسر سریکلچر 108 راوی روڈ لاہور
نائب مہتمم جنگلات 108 راوی روڈ لاہور
امین جنگلات 108 راوی روڈ لاہو

(ب) ان دفاتر میں پانچ اسامیاں ناظم جنگلات گریڈ 19 کی ہیں جبکہ ایک اسامی ناظم اعلیٰ جنگلات گریڈ 20 کی ہے۔

(ج) ان اسامیوں پر تعینات ملازمین کے نام، عہدہ، گریڈ، تعلیمی قابلیت، ڈومیسائل اور پتاجات کی تفصیل درج ذیل ہیں:۔

نام	عہدہ	گریڈ	تعلیمی قابلیت	ڈومی سائل	پتاجات
محمد محبوب الرحمان	ناظم اعلیٰ جنگلات	20	ایم ایس سی فاریسٹری	سرگودھا	24 کوپر روڈ لاہور
راناشبیر احمد	ناظم جنگلات	19	ایم ایس سی فاریسٹری	قصور	24 کوپر روڈ لاہور
ڈاکٹر محمد رفیق	ناظم جنگلات	19	ایم ایس سی فاریسٹری	شیخوپورہ	24 کوپر روڈ لاہور
راؤخالد محمود	ناظم جنگلات	19	ایم ایس سی فاریسٹری	ملتان	108 راوی روڈ لاہور
افتخار احمد قریشی	ناظم جنگلات	19	ایم ایس سی فاریسٹری	لاہور	108 راوی روڈ لاہور
نصیر احمد خان	ناظم جنگلات	19	ایم ایس سی فاریسٹری	سیالکوٹ	108 راوی روڈ لاہور

(د) ان دفاتر میں 30 سرکاری گاڑیاں ہیں ان کے نام اور ماڈل کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ہ) یہ گاڑیاں جن افسران کے زیر استعمال ہیں ان کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

لاہور میں محکمہ جنگلات کی سرکاری رہائش گاہیں و دیگر تفصیلات

*2392: جناب محمد نوید انجم: کیا وزیر جنگلات، جنگلی حیات و ماہی پروری از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) لاہور میں محکمہ جنگلات کی کتنی سرکاری رہائش گاہیں کس کس جگہ ہیں؟

(ب) ان رہائش گاہوں میں رہائش پذیر ملازمین کے نام، عہدہ، گریڈ اور موجودہ جگہ تعیناتی کی تفصیل بتائیں؟

(ج) ان میں سے کتنے اور کون کون سے ملازمین لاہور سے باہر تعینات ہیں وہ کب سے کس عہدہ پر فرائض سرانجام دے رہے ہیں؟

(د) کتنی رہائش گاہوں پر کن کن افراد نے ناجائز قبضہ کر رکھا ہے ان کے نام، عہدہ اور گریڈ بتائیں؟

(ہ) کیا حکومت ناجائز قابضین سے سرکاری رہائش گاہیں خالی کروانے اور حق دار افراد کو الاٹ کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر جنگلات، جنگلی حیات و ماہی پروری (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) لاہور میں 75 عدد سرکاری رہائش گاہیں ہیں جو کہ 108 راوی روڈ اور جلو پارک میں واقع ہیں۔

سرکل	رہائش گاہ	جگہ
لاہور سرکل	50عدد	108راوی روڈ لاہور
آر ایم سرکل	15عدد	108راوی روڈ لاہور
سیریکلچر	10عدد	108راوی روڈ لاہور

(ب) ان رہائش گاہوں میں رہائش پذیر ملازمین کے نام، عہدہ اور گریڈ موجودہ تعیناتی کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) ان رہائش گاہوں میں سے صرف دو ملازمین لاہور سے باہر تعینات ہیں۔

1۔ محمد جہانگیر غوری، ناظم جنگلات سرگودھا (عرصہ 10 ماہ سے)

2۔ شاہد پرویز خان، ناظم جنگلات، ورکنگ پلان سرکل ملتان (عرصہ 3 ماہ سے)

(د) ان سرکاری رہائش گاہوں پر کوئی سرکاری ملازم ناجائز قابض نہ ہے۔

(ہ) سرکاری رہائش گاہیں بذریعہ کمیٹی الاٹ کی جاتی ہیں اور سرکاری رہائش گاہوں میں کوئی ناجائز سرکاری ملازم رہائش پذیر نہ ہے۔

پنجاب میں جنگلات کا رقبہ و دیگر تفصیلات

*2506: محترمہ نگہت ناصر شیخ: کیا وزیر جنگلات، جنگلی حیات و ماہی پروری ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) پنجاب میں کن کن اضلاع میں جنگلات پائے جاتے ہیں؟
(ب) پنجاب میں پائے جانے والے جنگلات کا کل کتنا رقبہ ہے؟
(ج) محکمہ جنگلات نے سال 2006-07 میں جنگلات کے لئے کتنے ارب روپے کا پراجیکٹ رکھا، نیز اس منصوبے کے تحت کتنے ایکڑ پر شجرکاری کی جائے گی؟

وزیر جنگلات، جنگلی حیات وماہی پروری (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) پنجاب کے تمام اضلاع میں جنگلات پائے جاتے ہیں جو کہ ذخیرہ کی صورت اور قطاروں کی شکل میں انہار، سڑکات اور ریلوے لائن کے کناروں پر موجود ہیں۔
(ب) پنجاب میں پائے جانے والے جنگلات کا رقبہ درج ذیل ہے:۔

(1)	ذخیرہ جات	1639497ایکڑ
(2)	کینال سائیڈ	32640کلومیٹر
(3)	ریل سائیڈ	2987کلومیٹر
(4)	سڑکات	11680کلومیٹر

(ج) محکمہ جنگلات نے سال 2006-07 میں جنگلات کے لئے -/273.502 ملین روپے کے پراجیکٹ رکھے جس کے تحت 5829 ایکڑ رقبہ پر ذخیرہ کی صورت میں اور 2143 ایونیو میل رقبہ پر قطاروں کی شکل میں شجرکاری کی گئی۔

سرگودھا محکمہ کے گریڈ 17 اور اوپر کے ملازمین کی تعداد و دیگر تفصیلات

*2540: محترمہ زوبیہ رباب ملک: کیا وزیر جنگلات، جنگلی حیات وماہی پروری از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) سرگودھا میں محکمہ جنگلات کے گریڈ 17 اور اوپر کے ملازمین کے نام، عہدہ، گریڈ بتائیں؟
(ب) ان اضلاع میں سال 2007-08 اور 2008-09 کے دوران کتنی رقم سال وار فراہم کی گئی ہے؟
(ج) ان سالوں کے دوران کتنی رقم شجرکاری پر خرچ ہوئی؟
(د) کتنی رقم ملازمین کی تنخواہوں پر خرچ ہوئی؟
(ہ) کتنی رقم ان سالوں کے دوران ٹی اے/ڈی اے اور گاڑیوں کی مرمت/پٹرول/ڈیزل پر خرچ ہوئی؟

وزیر جنگلات، جنگلی حیات وماہی پروری (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) سرگودھا سرکل میں گریڈ 17 اور اوپر کے ملازمین درج ذیل ہیں۔

نام	عہدہ	گریڈ
1-ڈاکٹر جہانگیر غوری	ناظم جنگلات سرگودھا	19
2-رانا فاروق احمد	ڈویژنل فاریسٹ آفیسر خوشاب	18
3-سید الطاف حسین	ڈویژنل فاریسٹ آفیسر سرگودھا	18
4-ظہور احمد	ڈویژنل فاریسٹ آفیسر میانوالی	18
5-سعید تبسم	ڈویژنل فاریسٹ آفیسر بھکر	18
6-مہر محمد آصف	سب ڈویژنل فاریسٹ آفیسر سرگودھا	17
7-شاہد حمید	سب ڈویژنل فاریسٹ آفیسر لیاقت آباد	17
8-راشد محمود	سب ڈویژنل فاریسٹ آفیسر کندیاں نارتھ	17
9-سید اسد عمران	سب ڈویژنل فاریسٹ آفیسر بھکر	17

(ب) سرگودھا سرکل کو 08-2007 اور 09-2008 کے دوران جو رقم فراہم کی گئی:-

2007-08	2008-09
59064278/-	83463300/-

(ج) ان سالوں کے دوران جو رقم شجرکاری پر خرچ ہوئی،

2007-08	2008-09
12074888/-	71636121/-

(د) ملازمین کی تنخواہوں پر جو رقم خرچ ہوئی۔

2007-08	2008-09
48249375/-	39391091/-

(ہ) ان سالوں کے دوران TA/DA گاڑیوں کی مرمت اور پٹرول پر جو رقم خرچ ہوئی۔

سال	ٹی اے/ ڈی اے	گاڑیوں کی مرمت	ڈیزل/ پٹرول
2007-08	1900992/-	495994/-	1738879/-
2008-09	1310413/-	389818/-	1913329/-

پنجاب کے چڑیا گھروں میں پرندوں اور جانوروں کی ہلاکتوں کی تفصیلات

*2636: محترمہ خدیجہ عمر: کیا وزیر جنگلات، جنگلی حیات وماہی پروری ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ پنجاب بھر کے چڑیا گھروں میں پرندوں اور جانوروں کی ہلاکتوں میں اضافہ ہو رہا ہے جنوری 2005 سے جنوری 2009 تک کتنے جانور اور پرندے مختلف چڑیا

گھروں میں ہلاک ہوئے پرندوں اور جانوروں کی قسم اور ہلاک ہونے کی وجوہات سے ایوان کو مطلع کیا جائے؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ جانوروں اور پرندوں کی مسلسل ہلاکتوں کے باعث حکومت نے پرندوں اور جانوروں کی import پر پابندی لگا دی ہے، اگر ہاں تو اس کی وجوہات کیا ہیں اور کب تک پابندی ختم کی جائیگی؟

(ج) اگر جانوروں اور پرندوں کی ہلاکتوں کی وجہ unqualified اور untrained عملہ ہے تو حکومت نے اس خرابی کو دور کرنے کے لئے کیا اقدامات اٹھائے ہیں، تفصیل سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

وزیر جنگلات، جنگلی حیات و ماہی پروری (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) جی نہیں۔جنوری2005 سے جنوری2009 تک 90 جانور اور 148 پرندے مختلف بیماریوں سے ہلاک ہوئے، جن کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) جی نہیں۔جانوران / پرندگان کی import پر کوئی پابندی نہ ہے۔

(ج) جی نہیں۔چڑیا گھر میں qualified اور trained سٹاف تعینات ہے۔

پیر جعفر داخلی بیہ کلاں رکھ پبی سرکار کھاریاں کی ملکیت کی تفصیلات

*2817: چودھری محمد ارشد: کیا وزیر جنگلات، جنگلی حیات و ماہی پروری از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ پیر جعفر داخلی بیہ کلاں رکھ۔پبی سرکار کھاریاں کی ملکیت کا فیصلہ سول کورٹ سے محکمہ جنگلات کے حق میں ہو گیا ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ پیر جعفر موضع صدیوں سے متنازعہ جگہ پر واقع ہے اور مذکورہ فیصلہ کے بعد رہائشی انتہائی پریشانی میں مبتلا ہیں اور ان کے پاس کوئی متبادل جگہ نہیں ہے؟

(ج) اگر جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت پیر جعفر داخلی بیہ کلاں رکھ، پبی سرکار کے بے دخل رہائشیوں کو جلد از جلد کوئی متبادل جگہ برائے رہائش الاٹ کرنے کو تیار ہے اگر ہاں تو کب تک، نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر جنگلات، جنگلی حیات و ماہی پروری (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) جی ہاں! سول جج گجرات (احمد مجاہد شیر دل چیمہ) نے اس کیس کا فیصلہ مورخہ 23-10-2008 کو محکمہ جنگلات کے حق میں کیا ہے مگر قابضین نے اس فیصلے کے خلاف ایڈیشنل ڈسٹرکٹ اینڈ سیشن جج گجرات کی عدالت میں اپیل دائر کی ہے۔

(ب) پیر جعفر وغیرہ نے 1949 میں سرکاری جنگل پبی میں 372 ایکڑ 02 کنال اور 19 مرلے رقبہ پر ناجائز قبضہ کیا۔

(ج) ایڈیشنل ڈسٹرکٹ اینڈ سیشن جج گجرات کی عدالت سے اپیل کا فیصلہ محکمہ جنگلات کے حق میں ہونے کے بعد ناجائز قابضین کو سرکاری جگہ سے بے دخل کرنے کی قانونی چارہ جوئی کی جائے گی۔ محکمہ جنگلات متبادل جگہ نہ دے سکتا ہے کیونکہ یہ جنگل 1879 میں بذریعہ نوٹیفکیشن نمبر 109 مورخہ 06-03-1879 Reserve forest بنایا گیا تھا۔ سرکاری جنگل کی زمین گورنمنٹ پنجاب کی پالیسی 1999 کے تحت:۔

> There shall be ban on change of land use, distributions and sale of the communal forest lands, Guzara Forests, village common land (Shamlat-e-Deh) and village grazing land (Charagah).

کے متبادل استعمال میں نہیں لائی جا سکتی ہے۔

جناب سپیکر: جی، شکریہ۔ اب مہر اشتیاق صاحب PAC-1 کی رپورٹس ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع کی تحریک پیش کریں گے۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمن رانا: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: میں نے پہلے بھی آپ سے گزارش کی تھی کہ جب وقفہ سوالات ہوتا ہے تو اس میں آپ پوائنٹ آف آرڈر سے پرہیز کیا کریں۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمن رانا: میں پوائنٹ آف آرڈر پر کھڑا ہوں۔

جناب سپیکر: جی، رانا صاحب!

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمن رانا: جناب سپیکر! میری گزارش ہے کہ وقفہ سوالات ایک گھنٹہ تھا لیکن آج اس میں تین محکمہ جات شامل کئے گئے جنگلات، جنگلی حیات اور ماہی پروری ایک محکمہ، سیاحت

دوسرا محکمہ اور تیسرا محکمہ آبکاری و محصولات کا ہے-عام طور پر ایک محکمے کو ایک گھنٹہ دیا جاتا ہے لیکن آج ان تین محکموں کے ساتھ discriminatory سلوک کیوں گیا اس سے معزز ممبران اور ایوان کا بھی نقصان ہے اور محکمے کا بھی نقصان ہے چونکہ یہ تفصیل سے discuss نہیں ہو سکے-لہذا وجہ بتادی جائے کہ ان محکمہ جات کو ایک ایک گھنٹہ کیوں نہیں دیا جا سکا-؟ بہت مہربانی-

جناب سپیکر:35 سوالات ہوتے ہیں اور ان کے جوابات آتے ہیں اس کے مطابق اس پر عمل ہوتا ہے- اگر آپ کو ان میں کہیں کوئی شک وشبہ نظر آرہا ہے تو آپ میرے پاس آجائیں میں آپ کو بتادوں گا-

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا:جناب سپیکر!ٹھیک ہے لیکن میرے خیال میں ہر محکمے کو ایک ایک گھنٹہ ملنا چاہئے-

جناب سپیکر:آپ کی بات سن لی ہے-بعد میں اس پر بات کریں گے-

جناب محمد محسن خان لغاری:جناب سپیکر!آج بھی وہی بات ہوئی ہے کہ سوالات کے غلط جوابات آئے ہیں-آج بھی کوئی مطمئن نہیں اور یہ سلسلہ متواتر چل رہا ہے یہ تو اس ہاؤس کا ایک نام ہو گیا ہے کہ غلط جواب آئیں-

جناب سپیکر:میری بات سنیں-

جناب محمد محسن خان لغاری:جناب سپیکر!غلط جواب دینے پر کسی ایک آدمی کو تو سرزنش کر دیں-

جناب سپیکر:جی، میں اپنے معزز وزراء صاحبان سے پُرزور اپیل کرتا ہوں کہ اپنے اپنے محکمہ جات کو مکمل طور پر یہ ہدایات جاری کریں کہ اگر کسی بھی محکمے کے افسر نے کسی سوال کا غلط جواب دیا تو اس کے خلاف تادیبی کارروائی ہوگی-(نعرہ ہائے تحسین)

شیخ علاؤالدین:جناب سپیکر!میں اس میں تھوڑا سا add کرنا چاہتا ہوں کہ آپ آج اس بات پر بھی رولنگ دے دیں کہ اگر کوئی جواب غلط آئے گا اور آپ مطمئن ہو جائیں کہ واقعی جواب غلط ہے تو آپ اس کو اسی وقت تحریک استحقاق میں بدل دیں گے-آج ان جوابات کے ساتھ جو کچھ ہوا ہے میں ثابت کروں گا کہ یہ intentionally ہوا ہے، جان بوجھ کر غلط جواب دیئے گئے ہیں اور تین محکمے جمع کر دیئے گئے ہیں-آپ بہت لاء جانتے ہیں میری استدعا ہے کہ آپ اپنے طور پر غلط جوابات کو تحاریک استحقاق میں convert کر دیں تب جا کر طبیعت ٹھیک ہوگی اور یہ معاملات سنبھلیں گے-

جناب سپیکر:جی، ایسا ہی کریں گے-

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! اس پر تحریک استحقاق pending تھی آپ نے اس پر رولنگ بھی دینی تھی۔

جناب سپیکر: وہ ابھی pending ہے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: کتنے دنوں کے لئے pending ہے؟

جناب سپیکر: میری مرضی ہے۔(نعرہ ہائے تحسین)

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں آپ کی اور معزز ایوان کی خدمت میں بھی یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ اس طرح سے عمومی تاثر قائم کرنا کہ سوالات کے غلط جوابات دیئے جاتے ہیں میں سمجھتا ہوں کہ یہ درست نہیں ہے۔ جو محکمہ بھی جواب دیتا ہے ہاؤس میں جواب دینے سے پہلے منسٹر صاحب خود اس کی briefing لیتے ہیں اور اگر کسی جگہ پر کوئی ایسی غلطی محسوس ہو تو وہ اس سوال کو خود pending کروا سکتے ہیں اور دوبارہ اس کا صحیح اور مفصل جواب منگوا سکتے ہیں۔ اگر کسی جگہ پر کسی معزز ممبر کو یہ ثابت ہو کہ یہ جواب غلط ہے اور اسے ایوان میں پیش کر دیا گیا ہے تو اس پر وہ معزز ممبر از خود تحریک استحقاق لا سکتے ہیں۔ آپ ریکارڈ دیکھ لیں کہ اس سے پہلے اس پر تین مرتبہ معزز ممبران تحاریک استحقاق لائے ہیں اور ہم نے تینوں کو منظور کر کے مجلس استحقاقات کے پاس بھیجا ہے۔ جب ایک طریق کار موجود ہے تو پھر اس کی موجودگی میں اور اسے بروئے عمل لانے کے باوجود شیخ صاحب اس قسم کی debate کریں تو میں سمجھتا کہ یہ مناسب نہیں ہے۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمن رانا: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: رانا صاحب! اب رہنے دیں۔ بڑی مہربانی۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمن رانا: میں وعدہ کرتا ہوں، آخری موقع دے دیں۔ میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ پارلیمانی سیکرٹریز کو پابند کیا جائے کہ وہ جواب دیں کیونکہ ان کا کام ہی یہی ہے کہ وہ parliamentary affairs deal کریں۔ اس طرح انھیں empowerment ہو گی، انھیں کام بھی ملے گا اور جواب بھی صحیح آئیں گے۔ اگر آپ اس پر رولنگ دے دیں تو بہت مہربانی ہو گی۔

جناب سپیکر: اس میں رولنگ کی کیا ضرورت ہے؟ ان کو اختیار ہے۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمن رانا: پارلیمانی سیکرٹریز کو اسمبلی میں جواب دینے کا پابند کیا جائے۔

جناب سپیکر: وہ تو ہے۔ پارلیمانی سیکرٹری جواب دے سکتے ہیں۔ اس میں رولنگ کی کیا ضرورت ہے؟

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! ایک اور مہربانی کر دیں کہ سوالات کے جوابات update ہونے چاہئیں۔ یہاں تو آٹھ آٹھ ماہ اور ایک ایک سال پرانے جوابات آتے ہیں۔ جب ہم آپ سے درخواست کریں گے تو یقیناً آپ بھی مہربانی کریں گے اور اسے تحریک استحقاق میں convert کریں گے تو فوری طور پر محکمے سے جواب آئے گا کہ جناب! یہ پرانا جواب تھا۔ لہذا آج یہ بھی کہہ دیں کہ ایوان میں updated جواب دیں۔

جناب سپیکر: جب سوال پرانا ہوگا تو پھر اس کا جواب بھی پرانا ہی آئے گا۔

شیخ علاؤالدین: جب ایک سال بعد جواب آئے گا تو پھر اس کی نوعیت ہی بدل جائے گی۔

رپورٹیں (توسیع)

جناب سپیکر: چلیں، ٹھیک ہے۔ مہر اشتیاق صاحب پبلک اکاؤنٹس کمیٹی نمبر 1 کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع لینا چاہتے ہیں۔ میں انھیں دعوت دیتا ہوں کہ توسیع کی تحریک پیش کریں۔

حکومت پنجاب کے حسابات برائے سال 01-2000، 03-2002 05-2004 اور ان پر آڈیٹر جنرل آف پاکستان کی رپورٹ کے بارے میں پبلک اکاؤنٹس کمیٹی نمبر 1 کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع

مہر اشتیاق احمد: جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

> حکومت پنجاب کے حسابات برائے سال 01-2000, 03-2002, 05-2004 اور ان پر آڈیٹر جنرل آف پاکستان کی رپورٹ کے بارے میں پبلک اکاؤنٹس کمیٹی نمبر 1 کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 28۔نومبر 2009 سے ایک سال کی توسیع کر دی جائے۔

جناب سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

> حکومت پنجاب کے حسابات برائے سال 01-2000, 03-2002, 05-2004 اور ان پر آڈیٹر جنرل آف پاکستان کی رپورٹ کے بارے میں پبلک اکاؤنٹس کمیٹی نمبر 1

کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 28۔نومبر 2009 سے ایک سال کی توسیع کر دی جائے۔

یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور اب سوال یہ ہے کہ:

حکومت پنجاب کے حسابات برائے سال 01-2000 ,03-2002 ,05-2004 اوران پر آڈیٹر جنرل آف پاکستان کی رپورٹ کے بارے میں پبلک اکاؤنٹس کمیٹی نمبر 1 کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 28۔نومبر 2009 سے ایک سال کی توسیع کر دی جائے۔

(تحریک منظور ہوئی)

جناب شیر علی خان: پوائنٹ آف آرڈر۔جناب سپیکر! Public Accounts Committee-1 تو functional ہی نہیں ہے تو پھر یہ توسیع کیسے لے رہے ہیں؟

ڈاکٹر سامیہ امجد: پوائنٹ آف آرڈر۔جناب سپیکر! Public Accounts Committee والی بات مسکرا کر نہ ٹال دیں۔

جناب سپیکر: اصل میں آپ لوگ چیئرمین کی بات کر رہے ہیں۔

جناب شیر علی خان: جناب سپیکر! without a Chairmans Public Accounts Committee-1, functional ہی نہیں ہے تو پھر توسیع کیسی؟

جناب سپیکر: وہ ممبر کی حیثیت سے توسیع لے سکتے ہیں اسی لئے توسیع لی گئی ہے۔

جناب شیر علی خان: جناب سپیکر! جب Public Accounts Committee-I, functional ہی نہیں ہے تو پھر توسیع کس لئے لے رہے ہیں؟

جناب سپیکر: جی، وہ انشاءاللہ جلد ہی functional ہو جائے گی۔چودھری محمد حفیظ اختر صاحب Public Accounts Committee-II کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع لینا چاہتے ہیں۔میں انہیں دعوت دیتا ہوں کہ توسیع کی تحریک پیش کریں۔

حکومت پنجاب کے حسابات برائے سال 04-2003 اوران پر آڈیٹر جنرل آف پاکستان کی رپورٹ کے بارے میں پبلک اکاؤنٹس کمیٹی نمبر 2 کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع

جناب محمد حفیظ اختر چودھری: جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

"آڈیٹر جنرل آف پاکستان کی رپورٹ کے بارے میں Public Accounts Committee-II کی رپورٹ برائے سال 2003-2004 ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 28-نومبر 2009 سے ایک سال کی توسیع کر دی جائے۔"

جناب سپیکر: کیا توسیع کر دی جائے؟

معزز ممبران: جناب سپیکر! No,No

جناب سپیکر: راناصاحب! آپ کیا کر رہے ہیں، آپ کی توجہ کدھر ہے؟ یہاں ہاؤس میں توسیع کی بات ہو رہی ہے۔ آپ کے ممبران کیا کہتے ہیں؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اگر کچھ confusion ہوئی ہے تو آپ اس سوال کو دوبارہ put کر دیں۔ اگر آپ اس پر counting چاہتے ہیں تو بے شک counting کروا لیں۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے، میں دوبارہ سوال put کرتا ہوں۔

میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

"آڈیٹر جنرل آف پاکستان کی رپورٹ کے بارے میں Public Accounts Committee-II کی رپورٹ برائے سال 2003-2004 ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 28-نومبر 2009 سے ایک سال کی توسیع کر دی جائے۔"

یہ تحریک پیش کی ہے اور سوال یہ ہے کہ:

"آڈیٹر جنرل آف پاکستان کی رپورٹ کے بارے میں Public Accounts Committee-II کی رپورٹ برائے سال 2003-2004 ایوان میں پیش

کرنے کی میعاد میں مورخہ 28۔نومبر 2009 سے ایک سال کی توسیع کر دی جائے۔"

(تحریک منظور ہوئی)

سید ناظم حسین شاہ: پوائنٹ آف آرڈر! جناب سپیکر! بات یہ ہے کہ یا تو کوئی کام کیا نہ کریں، اگر کیا کریں تو اس کو مکمل کیا کریں۔ move over یہ صرف الفاظ نہیں ہوتے، It is the deal which matter not the words. جب آپ نے Public Accounts Committee-I & II declare کر دی ہے تو پھر اس کے چیئرمین کا فیصلہ بھی جلدی کریں کیونکہ اس سے پورے صوبے کا کام متاثر ہو رہا ہے۔ یہ کسی کی ذات کا مسئلہ نہیں ہے۔ میری گزارش صرف یہ ہے کہ جب آپ نے اس کمیٹی کے ممبرز announce کر دیئے ہیں، آج آپ نے اس کی میعاد میں توسیع بھی کر دی ہے تو پھر یہ مہربانی بھی کریں کہ اسی اجلاس کے دوران اس کمیٹی کو functional کر دیں۔ اگر اس کو functional نہیں کرنا تو پھر یہ سارے ممبر PAC-II میں convert کر دیں۔ یہ آپ Rules of Procedure کے تحت کر نہیں سکتے کیونکہ اس کی ایک limit ہے تو اس لئے میری آپ سے یہی گزارش ہے کہ اس کمیٹی کو آپ functional کریں تاکہ پورے صوبے کا جو کام متاثر ہو رہا ہے وہ نہ ہو۔ شکریہ

جناب سپیکر: تھوڑا صبر کر لیں۔ انشاء اللہ یہ بھی ہو جائے گا۔ ملک محمد عباس راں صاحب مجلس قائمہ برائے Irrigation & Power کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع لینا چاہتے ہیں۔ میں انہیں دعوت دیتا ہوں کہ وہ توسیع کی تحریک پیش کریں۔

ملک محمد عباس راں: جناب سپیکر! پہلے تو میں اپنے نام کی تصحیح چاہتا ہوں کہ میرا نام "غلام عباس" نہیں بلکہ "محمد عباس" ہے۔ اسمبلی سیکرٹریٹ نے میرا نام غلط لکھا ہے۔ 18 ماہ میں یہ اسمبلی والے میرا نام نہیں جان سکے۔

جناب سپیکر: بھئی! آئندہ سے ان کا نام "ملک محمد عباس راں" لکھا جائے۔

مسودہ قانون (ترمیم) پنجاب اریگیشن اینڈ ڈرینج اتھارٹی مصدرہ 2008 کے بارے میں مجلس قائمہ برائے آبپاشی وقوت برقی کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع

ملک محمد عباس راں: جی، شکریہ۔ جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:۔

Punjab Irrigation & Drainage Authority (Amendment) Bill, 2008 (Bill No.XVI of 2008) moved by Mr. Muhammad Mohsin Khan Leghari, MPA, PP-245

کے بارے میں مجلس قائمہ برائے Irrigation & Power کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 30۔نومبر 2009 تک توسیع کر دی جائے۔

جناب سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

Punjab Irrigation & Drainage Authority (Amendment) Bill, 2008 (Bill No.XVI of 2008) moved by Mr. Muhammad Mohsin Khan Leghari, MPA, PP-245

کے بارے میں مجلس قائمہ برائے Irrigation & Power کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 30۔نومبر 2009 تک توسیع کر دی جائے۔

یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے کہ:۔

Punjab Irrigation & Drainage Authority (Amendment) Bill, 2008 (Bill No.XVI of 2008) moved by Mr. Muhammad Mohsin Khan Leghari, MPA, PP-245

کے بارے میں مجلس قائمہ برائے Irrigation & Power کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 30۔نومبر 2009 تک توسیع کر دی جائے۔

(تحریک منظور ہوئی)

جناب سپیکر: وزیر قانون رانا ثناءاللہ خان صاحب، سینئر وزیر راجہ ریاض صاحب اور قائد حزب اختلاف چودھری ظہیرالدین خان صاحب نے قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1977 کے قاعدہ 234 کے تحت قاعدہ 115 اور دیگر متعلقہ قواعد کو معطل کر کے دہشت گردی کی حالیہ وارداتوں کے حوالے سے ایک قرارداد پیش کرنے کی اجازت طلب کی ہے۔ محرک اپنی تحریک پیش کریں۔

قرارداد پیش کرنے کے لئے قواعد کی معطلی کی تحریک

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:۔

"قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1997 کے قاعدہ 234 کے تحت قاعدہ 115 اور دیگر متعلقہ قواعد کو معطل کر کے دہشت گردی کی حالیہ وارداتوں کے حوالے سے ایک قرارداد ایوان میں پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔"

جناب سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

"قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1997 کے قاعدہ 234 کے تحت قاعدہ 115 اور دیگر متعلقہ قواعد کو معطل کر کے دہشت گردی کی حالیہ وارداتوں کے حوالے سے ایک قرارداد ایوان میں پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔"

یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے کہ:

"قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1997 کے قاعدہ 234 کے تحت قاعدہ 115 اور دیگر متعلقہ قواعد کو معطل کر کے دہشت گردی کی حالیہ وارداتوں کے حوالے سے ایک قرارداد ایوان میں پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔"

(تحریک منظور ہوئی)

جناب سپیکر: محرک اپنی قرارداد پیش کریں۔

قرارداد

لاہور اور دیگر مقامات پر دہشت گردی کے حملوں کی مذمت اور فورسز ایجنسیوں کو خراج تحسین پیش کرنا

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں یہ قرارداد پیش کرتا ہوں کہ:۔

"صوبائی اسمبلی پنجاب کا یہ نمائندہ ایوان شانگلہ، کوہاٹ اور پشاور میں ہونے والے حالیہ بم دھماکوں اور کل مورخہ 15-اکتوبر 2009 کو لاہور میں ایف۔آئی۔اے بلڈنگ، مناواں پولیس ٹریننگ سنٹر اور بیدیاں میں ایلیٹ فورس کے ٹریننگ سکول میں ہونے والے دہشت گردی کے حملوں کی پُرزور الفاظ میں مذمت

کرتا ہے۔یہ ایوان ان واقعات میں ہونی والی ہلاکتوں پر اپنے گہرے رنج وغم کا اظہار کرتا ہے اور ہلاک شدگان کے لواحقین کے غم میں برابر کا شریک ہے۔

یہ ایوان security forces کے ان شہداء کو بھی سلام پیش کرتا ہے جنہوں نے ان واقعات میں جام شہادت نوش کیا۔ یہ ایوان پاک فوج، رینجرز، پولیس اور قانون نافذ کرنے والی دیگر ایجنسیوں خصوصاً ایلیٹ فورس کے ان افسران اور جوانوں کو زبردست خراج تحسین پیش کرتا ہے جنہوں نے بروقت کارروائی کر کے نہ صرف دہشت گردوں کے عزائم کو خاک میں ملایا بلکہ بہت سی قیمتی جانوں کو بچانے میں اپنا کردار ادا کیا۔

یہ ایوان پاک فوج، رینجرز، پولیس اور قانون نافذ کرنے والی دیگر ایجنسیوں سے مکمل اظہار یکجہتی کرتا ہے اور اس عزم کا اعادہ کرتا ہے کہ ملک سے آخری دہشت گرد کے خاتمے تک پوری قوم ان forces کے ساتھ ہے۔"

جناب سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

"صوبائی اسمبلی پنجاب کا یہ نمائندہ ایوان شانگلہ، کوہاٹ اور پشاور میں ہونے والے حالیہ بم دھماکوں اور کل مورخہ 15-اکتوبر2009 کو لاہور میں ایف۔آئی۔اے بلڈنگ، مناواں پولیس ٹریننگ سنٹر اور بیدیاں میں ایلیٹ فورس کے ٹریننگ سکول میں ہونے والے دہشت گردی کے حملوں کی پُرزور الفاظ میں مذمت کرتا ہے۔یہ ایوان ان واقعات میں ہونی والی ہلاکتوں پر اپنے گہرے رنج وغم کا اظہار کرتا ہے اور ہلاک شدگان کے لواحقین کے غم میں برابر کا شریک ہے۔

یہ ایوان security forces کے ان شہداء کو بھی سلام پیش کرتا ہے جنہوں نے ان واقعات میں جام شہادت نوش کیا۔ یہ ایوان پاک فوج، رینجرز، پولیس اور قانون نافذ کرنے والی دیگر ایجنسیوں خصوصاً ایلیٹ فورس کے ان افسران اور جوانوں کو زبردست خراج تحسین پیش کرتا ہے جنہوں نے بروقت کارروائی کر کے نہ صرف دہشت گردوں کے عزائم کو خاک میں ملایا بلکہ بہت سی قیمتی جانوں کو بچانے میں اپنا کردار ادا کیا۔

یہ ایوان پاک فوج، رینجرز، پولیس اور قانون نافذ کرنے والی دیگر ایجنسیوں سے مکمل اظہار یکجہتی کرتا ہے اور اس عزم کا اعادہ کرتا ہے کہ ملک سے آخری دہشت گرد کے خاتمے تک پوری قوم ان forces کے ساتھ ہے۔"

اس قرارداد کی مخالفت کسی نے نہیں کی۔ یہ قرارداد پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے کہ:

"صوبائی اسمبلی پنجاب کا یہ نمائندہ ایوان شانگلہ، کوہاٹ اور پشاور میں ہونے والے حالیہ بم دھماکوں اور کل مورخہ 15-اکتوبر 2009 کو لاہور میں ایف۔آئی۔اے بلڈنگ، مناواں پولیس ٹریننگ سنٹر اور بیدیاں میں ایلیٹ فورس کے ٹریننگ سکول میں ہونے والے دہشت گردی کے حملوں کی پُرزور الفاظ میں مذمت کرتا ہے۔ یہ ایوان ان واقعات میں ہونی والی ہلاکتوں پر اپنے گہرے رنج و غم کا اظہار کرتا ہے اور ہلاک شدگان کے لواحقین کے غم میں برابر کا شریک ہے۔

یہ ایوان security forces کے ان شہداء کو بھی سلام پیش کرتا ہے جنہوں نے ان واقعات میں جام شہادت نوش کیا۔ یہ ایوان پاک فوج، رینجرز، پولیس اور قانون نافذ کرنے والی دیگر ایجنسیوں خصوصاً ایلیٹ فورس کے ان افسران اور جوانوں کو زبردست خراج تحسین پیش کرتا ہے جنہوں نے بروقت کارروائی کر کے نہ صرف دہشت گردوں کے عزائم کو خاک میں ملایا بلکہ بہت سی قیمتی جانوں کو بچانے میں اپنا کردار ادا کیا۔

یہ ایوان پاک فوج، رینجرز، پولیس اور قانون نافذ کرنے والی دیگر ایجنسیوں سے مکمل اظہار یکجہتی کرتا ہے اور اس عزم کا اعادہ کرتا ہے کہ ملک سے آخری دہشت گرد کے خاتمے تک پوری قوم ان forces کے ساتھ ہے۔"

(قرارداد متفقہ طور پر منظور ہوئی)

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! کل کے افسوسناک واقعہ پر میری ایک چھوٹی سی observation تھی۔ ہمارے پنجاب کے ایک وزیر نے کل ٹی وی پر ticker چلوایا کہ وہ ایک ایسے ہسپتال میں عیادت کے لئے گئے جہاں پر کوئی زخمی بھی نہیں لایا گیا تھا تو میں آپ کے توسط سے یہ گزارش کروں گا کہ اس قسم کے ticker چلوانے سے پہلے ذرا احتیاط کر لیا کریں کہ صرف ٹی وی پر اپنا نام دیکھنے کے لئے ticker نہ چلوادیا کریں۔ ان serious matters کو serious ہی لیا جائے، بجائے اس

کے کہ ہم اس کو مذاق میں لیں۔ وزراء کو ذرا ہدایت کر دیں کہ وہ اس طرح اپنی تشہیر کے لئے ticker چلوانے سے ذرا احتیاط فرمایا کریں۔

پوائنٹ آف آرڈر

نان کوالیفائیڈ خاتون کا بطور گائنا کالوجسٹ تقرر

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔ ڈسٹرکٹ ہسپتال قصور میں ایک صائمہ اقبال نامی خاتون کو گائنا کالوجسٹ رکھ لیا گیا۔ وہ 4 ماہ تک وہاں گائنی کا کام کرتی رہی اور تین چار دن پہلے پتا لگا کہ وہ تو گائنا کالوجسٹ ہی نہیں تھی۔ میرا اور آپ کا وہ ڈسٹرکٹ ہے آپ اس بات پر حیران ہوں گے کہ اس نے اس 4 مہینے میں سینکڑوں خواتین کے آپریشن کئے۔ گائنی انتہائی complicated field ہے اور میں ان خواتین کی بات نہیں کرتا [******] لیکن ہمارے معاشرے کی یہ جو مظلوم عورتیں ہیں۔۔۔

(اس مرحلہ پر معزز خواتین ممبران حزب اختلاف شیخ علاؤالدین کے الفاظ سن کر کھڑے ہو کر احتجاج کرتی رہیں)

جناب سپیکر: شیخ صاحب کے یہ نازیبا الفاظ حذف کر دیئے جائیں۔ شیخ صاحب! آپ ایسے نازیبا الفاظ استعمال کرنے پر معذرت کریں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میں معذرت کس بات پر کروں؟ یہاں پر جو لیڈی ڈاکٹر آ کر اپنے نمبر ٹانکتی ہیں یہ ان کا فرض تھا اور میں نے 6 دن انتظار کیا کہ یہ point وہ اٹھائیں گی۔ یہاں ایک Ward Attendant نہیں رکھا جا سکتا، ایک نائب قاصد بغیر میرٹ کے نہیں آ سکتا تو ایک گائنا کالوجسٹ کیسے آ گئی، میں کس بات پر معذرت کروں؟ وہ عورت وہاں پر 500 سے زیادہ عورتوں کا آپریشن کر گئی، پرسوں declare ہوا کہ وہ عورت گائنا کالوجسٹ ہی نہیں تھی، میں اِن سے اور اپنی اُن female colleagues سے یہ expect کرتا ہوں کہ خدا کے لئے اس معاملے کو دیکھیں کہ عورتوں کے ساتھ ہو کیا رہا ہے اور خاص طور پر lower middle class عورتوں کے ساتھ کیا ہو رہا ہے؟

---

* بحکم جناب سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! اس محکمے کو منسٹر ہی نصیب نہیں ہے تو اس کے معاملات تو یہی کچھ ہوں گے۔ دو سال سے یہ ہیلتھ کا محکمہ یتیموں کی طرح چل رہا ہے۔ آپ نے جب اس کا head ہی نہیں رکھا تو اس محکمے کا یہی حال ہوگا۔ ان لوگوں کو سزا دینی چاہئے اور اس LHV کو پکڑنا چاہئے اور شیخ علاؤالدین صاحب یہاں پر جو باتیں کر رہے ہیں وہ بالکل ٹھیک اسی لئے ہیں کہ یہاں پر تو Health Minister ہی نہیں ہے۔

جناب سپیکر: انچارج منسٹر بیٹھے ہوئے ہیں، آپ تشریف رکھیں۔ (قطع کلامیاں)

وہ پوائنٹ آف آرڈر پر پہلے ہی کھڑے ہیں وہ اپنی بات کریں۔ پوائنٹ آف آرڈر پر پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہو سکتا، آپ تشریف رکھئے گا۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! بات یہ ہے کہ یہ سب معاملات جو میں یہاں پر لاتا ہوں اگر یہی خواتین لائیں تو مجھے ضرورت نہ پڑے اور دوسری بات یہ ہے کہ آپ یہ دیکھیں کہ ڈاکٹر اسد اشرف جیسے لوگ بھی اُن کو support کر رہے ہیں یعنی قربِ قیامت ہے ناں۔ یہ ایک المیہ ہے کہ یہ عورت گائناکالوجسٹ کیسے بن گئی اور وہ بھی انہیں support کر رہے ہیں۔ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: شیخ صاحب نے اگر کہیں کوئی قابل اعتراض الفاظ کہہ دیئے ہیں تو ان کو حذف کیا جائے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میں یہ چاہتا ہوں کہ جب آپ کے بھی علم میں ہے اور میرے بھی علم میں ہے کہ ایک نائب قاصد نہیں رکھا جا سکتا۔

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! اگر شیخ صاحب اپنے الفاظ واپس نہیں لیتے تو میں walkout کر رہی ہوں۔

(اس مرحلہ پر محترمہ ساجدہ میر اور معزز خواتین ممبران حزب اختلاف احتجاجاً
واک آؤٹ کر کے ایوان سے باہر چلی گئیں)

جناب سپیکر: شیخ صاحب! ماحول کو خراب نہ کریں۔ آپ الفاظ واپس لے لیں۔

شیخ علاؤالدین: میں ان کے بارے میں کچھ بھی نہیں کہہ رہا لیکن میں ایک بات آپ کو بتا دوں کہ یہ خود ماحول خراب کر رہی ہیں۔ آپ نے ہی ایک دن کہا تھا کہ یہ خواتین یا جو لوگ ہمارے صحافی بھائیوں کی طرف اوپر دیکھ کر بات کرتے ہیں ان کو بھی کوئی خدا کا خوف کرنا چاہئے۔ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: شیخ صاحب! آپ اپنے الفاظ واپس لیں اور معذرت کریں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! مجھے بتائیں، میں نے کون سے الفاظ غلط کہے ہیں [********] تو میں اپنے الفاظ واپس لے لیتا ہوں۔

جناب سپیکر: یہ خواتین آپ کی بہنیں بھی ہیں، آپ کی بیٹیاں بھی ہیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میں نے ان کو کیا کہہ دیا ہے؟ میں اگر ان خواتین کی بات کرتا ہوں کہ ایک عورت 500 عورتوں کا آپریشن کر کے چلی گئی ہے اور میں اس کے بارے میں پوچھنا چاہتا ہوں کہ وہ کون سی جناتی طاقت تھی جس نے اس کو appoint کیا تو اس میں کیا برائی ہے؟

جناب سپیکر: شیخ صاحب! ایک لفظ سے آپ کا بگڑتا کچھ نہیں ہے، ماحول نہ خراب کریں۔ بڑی مہربانی۔

(اس مرحلہ پر جناب ڈپٹی سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، خواجہ صاحب!

خواجہ محمد اسلام: جناب سپیکر! انھوں نے [***] بات کی ہے۔ [******] ہاؤس کو پتا نہیں یہ [**] کیا ہوتا ہے یہ ذرا [***] کی وضاحت کر دیں؟

جناب ڈپٹی سپیکر: پلیز، آپ بیٹھیں۔ میں بالکل آپ کو موقع دیتا ہوں۔ میں ابھی آکر Chair پر بیٹھا ہوں آپ ان کو بلائیں، سب کی بات ہو گی۔ Let me finish the business first. جی، شیخ صاحب!

شیخ علاؤالدین: شکریہ۔ جناب سپیکر! بات یہ تھی کہ ڈسٹرکٹ ہسپتال قصور میں ایک خاتون صائمہ اقبال نامی جولائی میں بطور گائناکالوجسٹ تعینات ہوئی، ایک اندازے کے مطابق اس نے چار ماہ اور کچھ دن تک پانچ سو عورتوں کے آپریشن کئے۔ گائنی ایک difficult field ہے اور وہ عورت کیسے appoint ہوئی؟ پتا لگا کہ یہ تو گائناکالوجسٹ ہی نہیں ہے اور ڈاکٹر بھی نہیں ہے۔ میں نے یہاں آپ کے تشریف لانے سے چند منٹ پہلے یہ بات کی ہے۔ میں یہ چاہتا ہوں کہ جن غریب عورتوں کا اس نے آپریشن کیا وہ بے چاری تو بتا بھی نہیں سکتیں کیونکہ میرے علم میں ایک دو ایسے کیس آئے ہیں۔ ایک

---

* بحکم جناب ڈپٹی سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

سپاہی کی بیوی کا چونیاں ہسپتال میں ایک maleڈاکٹر نے آپریشن کیا جب اس کی حالت خراب ہو گئی تو اس کو لاہور لایا گیا۔ میں نے اپنے دفتر کا ایک آدمی بھیجا، DMS نے مجھ سے فون پر بات کی اور بڑا straightپوچھا کیا آپ شیخ صاحب بول رہے ہیں؟ میں نے کہا کہ ہاں۔ اس نے کہا کہ سر آپ floor پر تو بہت باتیں کرتے ہیں لیکن آپ کے اپنے حلقے میں کیا ہو رہا ہے؟ وہ عورت جس کا maleڈاکٹر نے آپریشن کیا ultimately she died یہ عورت جس نے پانچ سو کے قریب آپریشن کئے ہیں۔ میں صرف یہ چاہتا تھا کہ یہ مسئلہ پہلے ہی ہاؤس میں آ جانا چاہئے تھا کیونکہ یہ پانچ چھ دن سے وہاں چل رہا تھا۔ یہ مسئلہ یہاں نہیں اٹھا میں تو یہ چاہتا تھا کہ اسے ہماری کوئی خاتون colleague اٹھاتی لیکن مجھے ہی یہ مسئلہ اٹھانا پڑا۔ اس کو گائناکالوجسٹ کی سیٹ پر appointment دی گئی، وہ کیسے آ گئی؟ آپ بھی اس بات کو سمجھتے ہیں کہ ایک Ward Attendant تو آ نہیں سکتا اس کے لئے تو بورڈ بیٹھا ہوا ہے، اب پچھلے آٹھ دس دن سے مختلف ہسپتالوں میں انٹرویو ہو رہے ہیں اور میو ہسپتال میں بھی ہو رہے ہیں۔ وہاں پر ایک بورڈ بیٹھا ہوا ہے جو Ward Attendant کی appointment کے لئے تو بیٹھا ہوا ہے۔ اللہ جانے وہ کیا چیک کر رہا ہے لیکن یہ گائناکالوجسٹ کیسے آ گئی؟ وہ پانچ مہینے سے تعینات ہو کر اتنے آپریشن بھی کر گئی۔ میری صرف گزارش یہ ہے کہ ایوان کو بتایا جائے کہ یہ صائمہ اقبال نامی گائناکالوجسٹ آئی کہاں سے ہے اور کس نے اس کو appoint کیا ہے اور اس نے جن عورتوں کے آپریشن کئے ہیں ان کا کیا بنے گا؟ ان کا کوئی data collect کیا جائے کیونکہ وہ تو شرم کے مارے کچھ کہہ بھی نہیں سکتیں اور ان میں سے بھی deaths ہو رہی ہوں گی؟

جناب ڈپٹی سپیکر: کیا وہ خاتون ڈاکٹر ابھی وہاں ہی ہیں؟

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! آپ حیران ہوں گے کہ اس کی صرف تنخواہ روکی گئی ہے اور کچھ نہیں کیا گیا۔ میں یہ چاہتا ہوں کہ ایوان کو بتایا جائے کہ اس کی appointment کس نے کی تھی؟ یہاں 6/6 سال پرانے ڈرائیور جن کو اچھی خاصی گاڑی چلانی آتی ہے ان کے ایسے ایسے طریقوں سے ٹیسٹ لیتے ہیں کہ 90 فیصد کو فیل کر دیتے ہیں۔ Gynecologist is very difficult and sensitive field میں صرف یہ جاننا چاہتا ہوں کہ اس field میں یہ عورت کیسے آ گئی جن عورتوں کے اس نے آپریشن کئے ہیں ان کا کیا کرنا ہے؟

جناب محمد محسن خان لغاری: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، لغاری صاحب!

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! شیخ صاحب نے نہایت اہم موضوع کی نشاندہی کی اور issue اٹھایا تو جس وقت راناصاحب چیئر پر تھے تو اس وقت انہوں نے کچھ خواتین کے لباس کے بارے میں comments دیئے تھے جس پر ہماری خواتین ممبران walkout کر گئی ہیں۔یہاں بہت ہی اچھی اور سلجھی ہوئی بات کے اندر ایک طنزوالی بات کی گئی۔ میں تو نہیں جانتا کہ کوئی fashionable قسم کا لباس پہن کر عورتیں پھرتی ہیں۔اس پر خواتین walkout کر گئی ہیں مہربانی کر کے ان کو واپس بلوائیں اور ان کے comments کو کارروائی سے حذف کروادیں۔ ہمیں خواتین کے بارے میں بات کرتے ہوئے تھوڑا سا اپنی زبان کو احتیاط سے استعمال کرنا چاہئے۔ ہم ان کو عزت دیں، ہم ان پر طنز نہ کریں کہ ان کے کیسے لباس ہوتے ہیں، ان کو ایسا کہنے کا کوئی اختیار نہیں ہے۔ میری آپ سے گزارش ہوگی کہ جو خواتین walkout کر گئی ہیں کسی کو بھیج کر انہیں واپس بلوایا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: سب سے پہلے میں خواتین میں سے محترمہ غزالہ سعد رفیق صاحبہ سے گزارش کروں گا۔

محترمہ غزالہ سعد رفیق: جناب سپیکر! میں نے ابھی بات کرنی ہے۔

آوازیں: راجہ ریاض بھی جائیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: چلیں، بات کر کے آپ چلی جائیے گا۔ محترمہ کرن ڈار صاحبہ بیٹھی ہیں وہ چلی جائیں اور ہاؤس کی demand پر راجہ ریاض صاحب بھی ان کے ساتھ جائیں گے۔ جی، راجہ صاحب!

سینئر وزیر / وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! ہم بالکل جاتے ہیں اور معزز خواتین سے گزارش کرتے ہیں لیکن میں اپنے معزز ممبران سے گزارش کروں گا کہ خواتین کے بارے میں بات کرتے وقت، خاص طور سے شیخ علاؤالدین صاحب احتیاط کریں۔ یہ میرے بڑے بھائی ہیں کہ مہربانی کریں۔ وہ ہمارے اس ہاؤس کا حصہ ہیں اور ان کا احترام ہم سب پر لازم ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، محترمہ!

محترمہ غزالہ سعد رفیق: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ بہت شکریہ۔ جناب سپیکر! راجہ ریاض صاحب نے بھی یہی بات کی ہے تقریباً یہ بات ایوان میں ہر روز ہی ہوتی ہے کہ خواتین کا احترام ہونا چاہئے اور ان کے بارے میں ایسی گفتگو سے گریز کرنا چاہئے جس سے ان کی دل آزاری ہوتی ہے۔ یہ ہر روز ہی ہو رہا ہے کہ ہماری بہنیں walkout کر کے جا رہی ہیں۔ سب سے پہلے تو میں ان سے یہ کہنا چاہوں گی میری ایک

ذاتی سی جسارت اور رائے ہے کہ وہی خواتین[***] مختصر لباس پہن کر باہر نکلتی ہیں جن کے باپ، بھائی اور خاوند اس کی اجازت دیتے ہیں تو پھر معاملات آ جا کر مردوں پر ہی آتے ہیں۔ وہ کہا تھا ناں کہ "پردہ وہ کیا ہوا آپ کا" تو کہنے لگے کہ "عقل پر مردوں کی پڑ گیا" تو پہلے مردوں کو اپنے معاملات ٹھیک کرنے پڑیں گے، خواتین کے معاملات خود بخود ٹھیک ہو جائیں گے۔ یہ بات ہر روز یہاں نہیں ہونی چاہئے، ایوان میں خواتین کے بارے میں اس طرح کے الفاظ جوان کی دل آزاری کا باعث ہوں وہ نہیں بولے جانے چاہئیں۔ اور یہ بات ہمیں بار بار کہنے کا موقع بھی نہیں ملنا چاہئے۔ آپ کا بہت شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔ خواتین اور راجہ ریاض صاحب سے میری گزارش ہے کہ وہ جا کر خواتین ممبران کو واپس ہاؤس میں لے آئیں۔ جی، ڈاکٹر اسد اشرف صاحب!

ڈاکٹر اسد اشرف: بہت شکریہ۔ جناب سپیکر! پہلے تو میں ذرا یہ وضاحت کروں کہ میں نے کسی unqualified person جو کہ operate کر رہا ہے اس کی حمایت نہیں کی جیسا کہ شیخ علاؤالدین صاحب نے کہا ہے۔ ڈسٹرکٹ میں میڈیکل آفیسر اور ڈسٹرکٹ سپیشلسٹ کو بھرتی کرنے کا ایک طریقہ ہے اور وہ District Recruitment Committee کرتی ہے۔ اگر تو وہ صائمہ نامی ڈاکٹر ہے اور ایم بی بی ایس ہے تو پھر وہ entitle ہے اس کو P.M.D.C نے certified کیا ہے کہ وہ گائنی اور سرجری کے آپریشن کر سکتی ہے۔ ہمارا معاشرہ جس طرح کا ہے شیخ صاحب کو بھی پتا ہے۔ جب آپ اور ہم تھے اس وقت گھروں میں دائیاں آتی تھیں وہ F.R.C.O اور M.R.C.O.G.O کر کے کوئی گائنا کالوجسٹ نہیں ہوتی تھیں۔ میرا کہنے کا مقصد یہ ہے کہ اگر ایک qualified ایم بی بی ایس ڈاکٹر کی وہاں پر recruitment ہوئی ہے اور اس نے آپریشن کئے ہیں تو اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے لیکن وہ qualified نہیں ہے تو میری آپ سے یہ درخواست ہے کہ آپ وزیر صحت کو direction دیں کہ وہ اس کو inquire کریں۔ لاہور ڈویژن میں اگر یہ ہو رہا ہے تو دور دراز کے علاقوں میں کیا ہو رہا ہو گا؟

جناب ڈپٹی سپیکر: میری تمام ممبران سے گزارش ہے کہ آج جمعہ کا دن ہے۔ کل بھی ہم ہاؤس کا business مکمل نہیں کر سکے تھے۔ بے شک priority ہاؤس کا business ہے اس پر آپ جتنی مرضی بات کر لیں چیزیں دو ہی ہیں۔ ایک تو یہ کہ کیا وہ خاتون وہاں میرٹ پر لگی ہے؟ اس کا جواب گورنمنٹ ہی دے سکتی ہے لہذا ان کو اگلے session تک کے لئے پابند کر دیتے ہیں کہ یہ وہاں سے پوری

---

* بحکم جناب ڈپٹی سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

رپورٹ منگوا کر ہاؤس کے سامنے رکھیں اگر اس کی appointment میرٹ پر نہیں ہوئی تو کیوں نہیں ہوئی؟ جہاں تک شیخ صاحب کے remarks ہیں وہ میرے آنے سے پہلے دیئے گئے ہیں اور اس میں اگر خواتین کی دل آزاری کا پہلو نکلتا ہے تو میں ان کو کارروائی سے حذف کرتا ہوں۔

اس ہاؤس کو ہم نے smoothly چلانا ہے اور سب کو ساتھ لے کر چلنا ہے۔ میں سب کو موقع دوں گا۔ پہلے یہ تحریک استحقاق کر لیں، بہت شکریہ۔ تمام ممبران تشریف رکھیں۔

سید ناظم حسین شاہ: جناب سپیکر! محکمہ صحت کا منسٹر کون ہے؟

MR. DEPUTY SPEAKER: Mr. Nadeem Kamran is sitting here. He is looking after the affairs of that department. He will be giving the answers.

شاہ صاحب! ذرا ایک منٹ راجہ صاحب کو باہر بھیجا تھا وہ واپس آئے ہیں ذرا ان کی بات سن لیں۔ جی، راجہ صاحب!

سینئر وزیر/وزیر آبپاشی و برقی قوت (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! میری معزز خواتین سے بات ہوئی ہے انہوں نے کہا کہ شیخ صاحب نے جو الفاظ کہے ہیں ان پر اگر وہ معذرت کر لیں تو ہم واپس آنے کے لئے تیار ہیں۔ میری آپ سے گزارش ہو گی کہ شیخ صاحب کو ٹائم دیں تاکہ وہ اپنے الفاظ واپس لے لیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، شیخ صاحب!

شیخ علاؤالدین: شکریہ۔ جناب سپیکر! میرے بھائی راجہ ریاض صاحب جو کہہ رہے ہیں اس پر مجھے اعتراض نہیں ہے لیکن میں اپنی بات کو repeat کرنا چاہوں گا اور صرف ایک منٹ لوں گا۔ کل میری بہن ساجدہ میر نے اس بات پر بُرا منایا کہ میں نے یہ کہا کہ Britain میں یا دوسرے ملکوں میں مائیوں سے شادیاں کر کے لوگ nationality لینے کی کوشش کرتے ہیں۔ اب آپ بتائیں کہ اس پر انہوں نے اعتراض کیا اور غصہ منایا۔ میں نے خدانہ کرے ان کے بارے میں کوئی بات کی ہو، مجھے سمجھ نہیں آتی کہ میں نے کوئی ایسی بات نہیں کہی انہوں نے اسی طرح نکتہ اعتراض اٹھایا اور لڑائی شروع کر دی۔ آج آپ کے آنے سے پہلے جب آپ ابھی تشریف نہیں لائے تھے تو میں نے ایک ریفرنس دیا تھا، آپ کا تعلق بھی چونکہ لاہور سے ہے تو میں بتانا چاہتا ہوں کہ معاشرے میں طبقات یہاں تک آ گئے ہیں۔ میں نے ایک elite class کو ریفرنس کرنے کے لئے کہا کہ میرا مقصد اُن خواتین کے بارے میں نہیں

ہے[*****]کیونکہ ان کے تو اپنے بڑے sources ہیں۔ وہ تو سات ہزار روپیہ بال کٹوانے کے دیتی ہیں۔ اس بات پر ہماری معزز رکن ساجدہ میر صاحبہ اور اپوزیشن سے دو تین خواتین ناراض ہو گئیں کہ میں نے [***] ذکر کیوں کیا؟ اگر اُن کی دل آزاری میرے لفظ [****] کہنے پر ہوئی ہے تو میں ان الفاظ پر معذرت خواہ ہوں۔ ویسے تو ہم کہتے ہیں کہ ہمیں bikini dress نہیں چاہئیں اور ہمیں shorts نہیں پہننی چاہئیں۔ میں صرف توجہ دلاتا ہوں کہ معاشرے کا یہ طبقہ اس طریقے سے زندگی گزار رہا ہے۔ اب آپ بھی جانتے ہیں کہ اس طبقے کو کوئی concern نہیں ہے کہ کہیں بم پھٹ رہا ہے، کتنے روپے چینی بک رہی ہے اور کیا کیا ہو رہا ہے؟ میں نے صرف reference hit کیا تھا اور ان غریب پانچ سو عورتوں کا ذکر کیا تھا جن کا وہ آپریشن کر کے چلتی بنی۔ حالانکہ ایک اطلاع کے مطابق وہ مڈل پاس ہے یا شاید وہ بھی ہے کہ نہیں ہے۔ میں اس جناتی شخصیت کو دیکھنا چاہتا ہوں بلکہ پورا ایوان دیکھنا چاہتا ہے جس نے اس کو appoint کر دیا۔ میں آپ کی وساطت سے اپنی تمام female colleagues کے ساتھ ایک بات کرنا چاہتا ہوں کہ خدا جانتا ہے کہ میں ان سے باعث نہیں ہوں بلکہ یہ تو ہمارا حصہ ہیں اور یہ ہمارے ساتھ کام کریں لیکن میں یہ بھی چاہتا ہوں کہ اگر میں کسی چیز پر ریفرنس دوں تو یہ اپنی طرف نہ لے جایا کریں۔ اب ساجدہ صاحبہ کا اس مائی کے لفظ سے کیا تعلق ہے؟

جناب سپیکر! اس ایوان میں جو کوئی بھی عوام کا مسئلہ اٹھاتا ہے تو اُس کو اس کا اجر اللہ دے گا۔ میں نے اپنے چونیاں ہسپتال کا ذکر کیا کہ پرائیویٹ ڈاکٹرز کیا کر رہے ہیں؟ جب میں اس ایوان میں آپ کے سامنے یہ مسئلہ لایا تھا کہ 65 percent لڑکیاں MBBS کرنے کے بعد practice نہیں کرتیں تب بھی ہماری بہنیں بہت ناراض ہوئی تھیں اور انہوں نے کہا تھا کہ علاؤالدین نے یہ کر دیا، وہ کر دیا۔ جن عورتوں کی نمائندگی یہ کر رہی ہیں وہ عورتیں آج عذاب کا شکار ہیں۔ مرد اُن کے آپریشن کر رہے ہیں، پوسٹ مارٹم کر رہے ہیں جس کو میں ثابت کر سکتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شیخ صاحب! آپ نے جو بات کی تھی اس پر اب آپ نے اپنے الفاظ واپس لے لئے ہیں۔ راجہ ریاض صاحب! آپ نے بتایا کہ جس طرح ہماری معزز خواتین ممبران نے کہا تھا تو اُس پر شیخ صاحب نے معذرت کر لی ہے اور وہ بات ہو گئی ہے۔ اب تمام ممبران تشریف رکھیں کیونکہ ساڑھے بارہ بجے تک ہاؤس کا ٹائم ہے اور ابھی تحاریک استحقاق اور تحاریک التوائے کار پڑی ہیں۔

---

* بحکم جناب ڈپٹی سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

سید ناظم حسین شاہ: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں!

پبلک اکاؤنٹس کمیٹی نمبر 2 کی تشکیل کی تاخیر کے بارے میں جناب سپیکر سے رولنگ کا مطالبہ

سید ناظم حسین شاہ: جناب سپیکر! میں آپ کی توجہ rule 176 کی طرف دلانا چاہتا ہوں۔ اس میں ہے کہ:

> There shall be constituted, after a general election, two Public Accounts Committees for the duration of the Assembly.

اس میں ایک کمیٹی تو constitute ہو گئی ہے۔ اس میں پہلے جو لفظ "shall" ہے It is mandatory جس پر میں آپ کی ruling چاہوں گا۔ ویسے بھی میرا اور پورے ہاؤس کا اس سے استحقاق مجروح ہو رہا ہے اس لئے آخر کون سا ایسا امر مانع ہے کہ اس میں دیر ہو رہی ہے۔ آپ ماشاء اللہ قانون سے بڑے اچھے طریقے سے واقف ہیں کہ "shall" کا مطلب mandatory ہوتا ہے، اس میں discretion نہیں ہے۔ discretion ہو تو وہ علیٰحدہ بات ہے۔ دوسری بات for the duration of the Assembly جس کا مطلب ہے کہ جب سے یہ اسمبلی چل رہی ہے اور اس کو اب ڈیڑھ سال ہو گیا ہے۔ اگر اس دوران کمیٹی constitute نہیں ہوئی تو پورے ہاؤس کا استحقاق مجروح ہو رہا ہے اس لئے میں آپ سے یہ چاہوں گا کہ آپ بھی اس کو interpret کریں اور اپنی ruling دیں۔ شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: اس میں interpretation کی ضرورت نہیں ہے۔ باقی کمیٹی کے ممبرز تو کمیٹی میں آ چکے ہیں صرف چیئرمین کا انتخاب رہتا ہے جو میرا خیال ہے کہ اس اجلاس کے دوران ہی ہو جائے گا۔ چونکہ لاء منسٹر صاحب Parliamentary Affairs کو بھی deal کرتے ہیں اور وہ اس وقت یہاں پر موجود نہیں ہیں لہذا اس کو Monday کے لئے رکھ لیتے ہیں تاکہ ان کی طرف سے جو بھی بات آتی ہے وہ آ جائے اور اس پر ruling بھی ہم اُسی دن ہی دے دیں گے۔

سید ناظم حسین شاہ: جناب سپیکر! It is not the words which matter, it is the deed which matters اسی لئے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا فرمان بھی میں quote کروں گا۔

وہ فرماتے ہیں کہ جب کسی کا عمل سست ہو تو وہ اپنے حسب نسب کی وجہ سے آگے نہیں جائے گا یعنی جنت میں نہیں جائے گا یا بخشا نہیں جائے گا۔ بات یہ ہے کہ کمیٹی constitute ہو گئی ہو لیکن وہ functional نہ ہو تو اس کا مطلب ہے کہ Committee is not constitutional. اگر آپ نے کہہ دیا ہے کہ اس اجلاس میں چیئرمین کا انتخاب ہو جائے گا تو بہت شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: شاہ صاحب! بہت شکریہ۔ That will be taken up definitely on Monday in the House.

جناب طارق محمود علوآنہ: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! بہت اہم معاملہ ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں!

جناب طارق محمود علوآنہ: جناب سپیکر! میں آپ کی توجہ بڑے اہم مسئلے کی طرف دلانا چاہتا ہوں۔ میرا ضلع منڈی بہاؤالدین 1993 میں نیا ضلع بنا۔ ڈسٹرکٹ کمپلیکس منڈی بہاؤالدین کے لئے پانچ مربع زمین کا رقبہ acquire کیا گیا۔ میرا خیال ہے کہ جو نئے ڈسٹرکٹ بنے ہیں ان میں اس کا سب سے زیادہ رقبہ تھا۔ ہمارا رقبہ ڈسٹرکٹ منڈی بہاؤالدین کے ساتھ ہے اور زیادتی یہ ہوئی ہے کہ میرے علوآنہ خاندان کا سارا رقبہ لیا گیا ہے۔ اب پھر تین مربع رقبہ مزید ڈسٹرکٹ ہسپتال کے لئے acquire کر لیا گیا ہے، یہ کمرشل ایریا ہے جس کی قیمت دس لاکھ روپے فی ایکڑ لگائی گئی ہے حالانکہ ایک ایک کروڑ کا ایکڑ ہے۔ مجھے یہ بتایا جائے کہ 75 ایکڑ پر کون سا ہسپتال بننا ہے؟ میری یہ استدعا ہے کہ کمیٹی بنائی جائے جو موقع دیکھے کہ 75 ایکڑ میں اُدھر کون سا ہسپتال بننا ہے۔ وہاں پر دس دس ایکڑ کے چھوٹے چھوٹے زمیندار ہیں اور ہمارے ساتھ زیادتی یہ ہو رہی ہے کہ اس کی قیمت ہی نہیں دی جا رہی۔ حالانکہ پہلے 25/30 ایکڑ رقبہ جو خالی پڑا ہے اس میں بھی ہسپتال بن سکتا ہے۔ لہذا میری آپ سے استدعا ہے کہ مہربانی فرما کر اس حوالے سے کمیٹی بنائی جائے جو یہ دیکھے کہ اتنے رقبے کی ضرورت ہے یا نہیں؟

جناب ڈپٹی سپیکر: میرا خیال ہے کہ ملک ندیم کامران صاحب سے آپ مل کر اپنی ساری بات کر لیں۔ اگر آپ کی تسلی نہیں ہوتی تو آپ اس کو ہاؤس کے اندر طریق کار کے مطابق لے آئیں۔ میری معزز ممبران سے بار بار گزارش ہوتی ہے کہ جب ہم business of the House کی بات کرتے ہیں تو اس کے اندر یہ سب کچھ cover ہوتا ہے۔ اگر آپ کا کوئی pressing matter ہے تو اس میں آپ کے پاس as per law یہ option موجود ہے کہ کس طرح آپ اس کو take up کر سکتے ہیں اور کس طرح اس پر کارروائی ہو سکتی ہے لیکن پوائنٹ آف آرڈر پر اس طرح کے issues پر کارروائی نہیں ہو

سکتی۔ اگر آپ نے تحریک التوائے کار move کی ہوئی ہے تو سپیکر آفس رابطہ کر کے out of turn کی بات کر لیں۔

جناب طارق محمود علوآنہ: جناب سپیکر! میرا بڑا اہم مسئلہ ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میری بات سنیں۔ اس کا ایک طریق کار ہے۔ آپ اس کا حل چاہتے ہیں یا صرف یہ چاہتے ہیں کہ اس پر بات ہو جائے؟ آپ اس کے طریق کار کو adopt کریں، میں آپ کے ساتھ ہوں۔ اب ہم تحاریک استحقاق لیتے ہیں۔

(اس مرحلہ پر معزز خواتین ممبران حزب اختلاف واک آؤٹ ختم کر کے
ایوان میں واپس تشریف لے آئیں)

محترمہ ساجدہ میر: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میری معزز ممبران سے گزارش ہے۔۔۔

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! پورے ملک کی عورتوں کا معاملہ ہے اس پر میں تھوڑی سی بات کرنے کی آپ سے اجازت چاہتی ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اب یہ مسئلہ ختم ہو گیا ہے اور میں نے وہ الفاظ بھی حذف کر دیئے ہیں۔

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! عورتوں کے معاملے پر میں ٹائم چاہتی ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میرے خیال میں اگر آپ سپیکر کی نہیں Chair کی بات سن لیں تو مہربانی ہو گی۔ وہ الفاظ جو اب اسمبلی کے ریکارڈ کا حصہ ہی نہیں ہیں اس پر آپ کیسے بات کر سکتی ہیں، مجھے کوئی law یا provision بتا دیں؟ ہم نے اس ہاؤس کو بڑے طریقے سے لے کر چلنا ہے۔ وہ الفاظ جو اب ہاؤس کی کارروائی کا حصہ ہی نہیں ہیں اس پر اب ہم بات نہیں کر سکتے۔ بہت شکریہ

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! خواتین کے حوالے سے بات آرہی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: وہ بات ختم ہو گئی ہے۔ شکریہ

جناب شاہان ملک: جناب سپیکر! میں آپ کی توجہ چاہوں گا۔ میرا تعلق تحصیل اٹک سے ہے اور میری تحصیل بارڈر لائن ایریا پر ہے اس کے بالکل ساتھ دریائے سندھ گزرتا ہے اور یہ بہت اہمیت کا حامل issue ہے کہ وہاں اسلحہ، منشیات، اشتہاری اور مفرور دن میں سینکڑوں مرتبہ دریا عبور کر کے آتے ہیں، کام کرتے ہیں اور چلے جاتے ہیں۔ وہاں پر issue یہ ہے کہ فشریز ڈیپارٹمنٹ نے وہ ایریا مچھلی پکڑنے کے

لئے ٹھیکہ پر دیا ہوا ہے۔ یہ پنجاب کی سکیورٹی کا معاملہ ہے۔ ہم bomb shell پر بیٹھے ہوئے ہیں۔ اٹک میں Air Nautical Complex ہے، اٹک میں ایمونیشن فیکٹریاں ہیں، اٹک میں سنجوال کینٹ ہے، کامرہ کینٹ ہے اور یہ بہت زیادہ گھمبیر مسئلہ ہے میری آپ سے گزارش ہے کہ پنجاب کی سکیورٹی کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے وہاں پر جو فشریز ڈیپارٹمنٹ نے ٹھیکے دیئے ہوئے ہیں جس کے umbrella کے نیچے یہ ساری چیزیں سمگلنگ ہوتی ہیں اور آمدورفت کا سلسلہ چلتا رہتا ہے۔ اس کو کسی بھی capacity میں لائیں اور فشریز کے ٹھیکے نہ صرف منسوخ کئے جائیں بلکہ فشریز ڈیپارٹمنٹ کو ہدایت کی جائے کہ قانون نافذ کرنے والے اداروں کو ساتھ لے کر اس جگہ پر vigilant ہوں کیونکہ گندم سے لے کر آٹے تک ہر چیز کی سمگلنگ وہاں سے ہوتی ہے، وہ ٹیوبوں میں ہوا بھر کر چھوٹی موٹروں سے پانچ منٹ میں دریائے سندھ عبور کر لیتے ہیں۔ اگر آخری گھر سے نیچے دیکھیں تو رسی نیچے پھینک کر بھی کوئی چیز اوپر لائی جا سکتی ہے۔ یہ بہت اہمیت کا حامل issue ہے۔ تمام لوگ باجوڑ، پشاور اور گردونواح سے آتے جاتے ہیں۔ میری گزارش ہے کہ اس طرف توجہ فرمائیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ نے بڑے اہم issue کی نشاندہی کی ہے۔

میاں محمد رفیق: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میاں صاحب! جو انہوں نے بات کی ہے مجھے بات تو کر لینے دیں یا میں چپ کر جاتا ہوں آپ بولیں۔ آپ کی مہربانی مجھے ان کی بات کو respond تو کر لینے دیں۔ بات صرف اتنی سی ہے کہ میں معزز ممبران سے بار بار صرف ایک ہی گزارش کرتا ہوں کہ پوائنٹ آف آرڈر آپ کا right ہے لیکن اتنا اہم ایشو جب discuss ہو رہا ہو تو پوائنٹ آف آرڈر پر یہ kill ہو جاتا ہے۔ شاہان صاحب! آپ میری بات سنیں کہ ہمارا اسمبلی کا ایک procedure ہے۔

جناب شاہان ملک: جناب سپیکر! میں نے Adjournment Motion داخل کر دی ہے لیکن چونکہ آپ کے سینئر ممبران نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ out of turn ختم کر دیا گیا ہے تو میں چاہتا تھا کہ وہ جب اس کی باری آئے گی تو پھر وہ آ جائے گی لیکن اس وقت وہ میں آپ کے نوٹس میں لے آؤں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اس طرح نہیں ہوا۔ out of turn کو اس طرح ختم نہیں کیا گیا۔ جب بزنس ایڈوائزری کمیٹی کی میٹنگ ہوئی تھی تو اس میں یہ تھا کہ لیڈر آف اپوزیشن، پارلیمانی لیڈران بیٹھ کر جس کا فیصلہ کریں گے اس کو take up کیا جائے گا۔ اس لئے آپ اس کو راجہ ریاض صاحب کے ذریعے

put کروائیں۔ ہم انشاء اللہ تعالیٰ اس کو out of turn لے کر اس پر بالکل بات کریں گے۔ جی میاں صاحب! آپ بات کرلیں تاکہ میں اب تحریک استحقاق کی طرف آؤں۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! بے حد شکریہ۔ میں نے قانون بھی پڑھا ہے، rules of procedure بھی پڑھے ہیں، پوائنٹ آف آرڈر emergency rebate ہے۔ جب بھی کوئی پوائنٹ آف آرڈر پر اٹھتا ہے، کھڑا ہوتا ہے تو ایوان کی کارروائی رک جانی چاہئے۔ آپ یہ پڑھ لیں۔ آگے پوائنٹ آف آرڈر پر جو کوئی بات کرتا ہے وہ relevant ہے یا irrelevant ہے اس پر آپ نے رولنگ دینی ہے تاکہ ایوان کی بھی اصلاح ہو جائے۔ میں یہ گزارش کرنا چاہ رہا تھا کہ پردے کے پردے میں اصل مسئلہ پر پردہ ڈال دیا گیا ہے۔ میں شیخ علاؤالدین صاحب کی بات سے بھرپور اتفاق کرتا ہوں۔

MR.DEPUTY SPEAKER: No, this is no point of order. I overrule your point of order.

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر!۔۔۔

تحاریک استحقاق

جناب ڈپٹی سپیکر: No this is no point of order یہ الفاظ کارروائی سے حذف ہو چکے ہیں۔ اب اس پر کوئی کارروائی نہیں ہو سکتی۔ آپ تشریف رکھیں۔ اب ہم تحاریک استحقاق کو لیتے ہیں۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! آپ میری بات تو سنیں۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میاں صاحب! This is no way; this is no way جب ایک چیز کارروائی سے حذف ہو چکی ہے۔ آپ اس پر کیسے بات کر سکتے ہیں؟

سینئر وزیر/وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں!

سینئر وزیر/وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): آپ تحریک استحقاق شروع کرنے لگے ہیں تو میرے محترم بھائی خالد سلیم بھٹی صاحب نے ایک تحریک استحقاق دی تھی۔ اس بارے میں اس افسر کو بلا کر اور بھٹی صاحب کو بٹھا کر ان کا مسئلہ ختم کرا دیا ہے۔ مہربانی کر کے اس کو آپ ختم کر دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ تحریک استحقاق نمبر 38 کی بات ہو رہی ہے۔

سردار خالد سلیم بھٹی: جی، یہ تحریک استحقاق نمبر 38 ہے۔

سینئر وزیر/وزیر آبپاشی وقوت برقی (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! اس افسر نے معذرت کی ہے اور اب اس پر بات کرنے کی مزید ضرورت نہیں ہے۔ دوسرا ایک اور issue جو میں آپ کے علم میں لانا چاہتا ہوں کہ پرسوں یہاں پر حسن مرتضیٰ صاحب نے point out کیا تھا کہ ڈسٹرکٹ اکاؤنٹس آفیسر چنیوٹ نے کچھ بھرتیاں کی ہیں اور اپنے بیٹے کو بھی بھرتی کر لیا ہے۔ اس دن وزیر خزانہ موجود نہیں تھے اور رانا ثناء اللہ صاحب نے تین دن کا وقت لیا تھا تو وزیر خزانہ کے ایماء پر چیک کیا گیا ہے۔ سیکرٹری فنانس بھی آئے تھے، اس نے واقعی اپنا بیٹا بھرتی کیا ہے اور اس افسر کو معطل کر دیا گیا ہے اور اس کے خلاف انکوائری hold ہو گئی ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

یہ ثابت تو ہو گیا ہے اور مزید جو الزامات ہیں وہ بھی اس انکوائری میں آ جائیں گے۔ وقتی طور پر اس کو معطل کیا گیا ہے پھر اس کے خلاف پوری کارروائی بھی ہو گی اور وہ بھی ہاؤس میں پیش کر دی جائے گی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: تحریک استحقاق نمبر 38 سردار خالد سلیم بھٹی صاحب کی ہے وہ اس کو press نہیں کرتے لہذا اس کو dispose of کیا جاتا ہے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! میری تحریک استحقاق نمبر 39 ہے جو کہ pending ہوئی تھی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میرے خیال میں وہ تحریک آئندہ ہفتے کے لئے pending ہوئی تھی۔ میں ابھی دیکھ کر آپ کو بتا دیتا ہوں۔ اب تحریک استحقاق نمبر 46 محترمہ دیبا مرزا صاحبہ کی ہے، وہ موجود نہیں ہیں۔ یہ تحریک استحقاق تین دفعہ پیش ہوئی ہے اور موجود نہ ہونے کی وجہ سے تین دفعہ pending ہوئی ہے اور آج بھی انہوں نے کوئی وجہ نہیں بتائی کہ وہ موجود نہیں ہیں اس لئے میں اس کو dispose of کرتا ہوں۔ اس کے بعد تحریک استحقاق نمبر 48 مہر اعجاز احمد اچلانہ صاحب کی ہے۔۔۔ وہ موجود نہیں ہیں چونکہ یہ پہلی بار ہے اس لئے میں اس کو فی الحال آئندہ ہفتے کے لئے defer کر رہا ہوں۔ اس کے بعد تحریک استحقاق نمبر 50 میاں طارق محمود کی ہے۔ میاں صاحب جب آپ کی باری آنی تھی تو میں نے اس وقت ہی آپ کو floor دینا تھا۔

ضلع ناظم گجرات کا معزز رکن اسمبلی کی سیاسی ساکھ کو نقصان پہنچانے کی کوشش

میاں طارق محمود: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔ معاملہ یہ ہے کہ میرے حلقہ انتخاب پی پی-113 گجرات کے قصبہ ڈنگہ میں اہلیان نے 8 کنال اراضی برائے تعمیر میٹرنٹی ہسپتال دی اور اس میٹرنٹی ہسپتال کی تعمیر دو کروڑ روپے سے 2006 میں شروع ہوئی اور بلڈنگ مکمل ہو چکی ہے۔ اس عمارت کا افتتاح میں نے 13۔ جولائی 2009 کو متعلقہ محکمہ کے افسران کے اصرار پر کیا۔ مورخہ 12۔اکتوبر 2009 کی شام کو ضلع ناظم گجرات کے چند افراد جو مسلح تھے، آئے اور انہوں نے اس میٹرنٹی ہسپتال کے تالے توڑ دیئے اور اس عمارت کی افتتاحی تختی جو وہاں پر متعلقہ محکمہ نے نصب کروائی تھی اکھاڑ دی اور توڑ پھوڑ بھی کی اور اس عمارت پر اپنے تالے لگا دیئے۔ دوسرے روز مورخہ 13۔اکتوبر 2009 کو ضلعی ناظم گجرات چودھری شفاعت اپنے مسلح افراد کے ہمراہ وہاں آئے اور اس ہسپتال کا از سر نو افتتاح شروع کر دیا۔ اس وقت متعلقہ محکمہ کا کوئی اہلکار یا افسر وہاں پر موجود نہ تھا۔ اس موقع پر ضلعی ناظم نے میرے خلاف نازیبا الفاظ کہے اور میرے خلاف نعرے بازی بھی کی گئی۔ ان کے ساتھ مسلح افراد سر عام اسلحہ لہراتے رہے اور میرے حلقہ انتخاب کے شہر ڈنگہ جو میرا رہائشی قصبہ بھی ہے میں میرے خلاف مختلف قسم کا پراپیگنڈہ بھی کرتے رہے ان کے ان واقعات سے میرا استحقاق مجروح ہوا ہے۔ لہذا میری اس تحریک کو ایوان میں پیش کرنے کی اجازت دی جائے اور اسے باضابطہ قرار دیتے ہوئے مجلس استحقاقات کے سپرد کیا جائے۔

جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ ایک سسٹم اور طریق کار ہے۔ میں 1997 کی اسمبلی میں ایم پی اے تھا اور میں نے وزیر اعلیٰ میاں شہباز شریف سے یہ گزارش کی کہ یہ آٹھ کنال اراضی جس پر کچھ لوگوں نے قبضہ کیا ہوا تھا اس پر ہسپتال بنایا جائے۔ اس پر action ہوا اور وہ زمین واگزار کروا کر ہسپتال کے لئے مختص کر دی گئی۔ اس پر وقت کے مطابق کام شروع ہوا۔ ہسپتال کی عمارت مکمل ہو گئی اور اس کے بعد محکمہ والوں نے مجھے بلایا اور اس کا افتتاح باقاعدہ طریقے سے کروایا۔ اب دیکھنے والی بات یہ ہے کہ ضلعی ناظم کے پاس کیا اختیار ہے کہ اپنے بندے بھیجے اور تالے تڑوا دے جس کی فوٹو اور فلم موجود ہے اور اس کے بعد دوسرے دن خود جا کر میری تختی اتار کر نیچے پھینک دے اور اس کا افتتاح شروع کر

دے۔ یہ بہت بڑی زیادتی ہے لہذا میری تحریک کو استحقاق کمیٹی کے سپرد کیا جائے تاکہ اصل حقائق سامنے آسکیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر انسانی حقوق و اقلیتی امور (جناب کامران مائیکل): جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ یہ بڑا ہی حساس نوعیت کا معاملہ ہے جو ہمارے معزز رکن نے اٹھایا ہے اور ہم نے واقعی اپنے تمام معزز ممبران کا خیال رکھنا ہے اور اس کی بھی assurance دینی ہے کہ ہمارے معزز ممبران کا استحقاق مجروح نہ ہو۔ اگر ایسا معاملہ ہوا ہے۔۔۔

محترمہ خدیجہ عمر: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: پہلے میری بات سن لیں۔ تحریک استحقاق پر بحث نہیں ہو سکتی۔ جی، منسٹر صاحب!

وزیر انسانی حقوق و اقلیتی امور (جناب کامران مائیکل): جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ چونکہ ایک رکن کا استحقاق مجروح ہوا ہے اور اگر کسی نے افتتاح کیا ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ زیادتی ہے کہ معزز رکن پنجاب کے عوام کی نمائندگی کر رہے ہیں اور کسی کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ وہ ایسے معاملات میں دخل اندازی کرے۔ اس سے پورے House کا استحقاق مجروح ہوا ہے۔ لہذا اسے باضابطہ قرار دیتے ہوئے کمیٹی کے سپرد کیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، خدیجہ عمر صاحبہ!

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! آپ اسے کمیٹی کے سپرد کر رہے ہیں چونکہ میرا تعلق بھی اسی علاقے سے ہے تو مجھے بھی اس کمیٹی میں آنے کی اجازت دی جائے تاکہ میں حقائق سامنے لا سکوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ہر چیز کا ایک طریق کار ہوتا ہے۔ پہلی بات یہ ہے کہ تحریک کو باضابطہ قرار دے کر استحقاق کمیٹی کے سپرد کیا جاتا ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ جن کے خلاف یہ الزام ہے جب وہ اس کمیٹی کے اندر آئیں گے تو وہ اپنے ساتھ اگر آپ کو لے کر آنا چاہتے ہیں تو You are most welcome کیونکہ اس کا ایک طریق کار ہے۔ اس میں استحقاق کمیٹی کے ممبران ہوں گے اور وہ جواب دینے کے لئے اگر آپ کو ساتھ لانا چاہتے ہیں تو You are more than welcome آپ ادھر آئیں اور آکر جواب دیں۔ بہت شکریہ۔ اب تحاریک استحقاق کا وقت ختم ہوتا ہے۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! ہماری بھی ایک تحریک استحقاق تھی۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: لغاری صاحب نے اپنی تحریک استحقاق کے بارے میں بات کی تھی۔ مجھے بتایا گیا ہے کہ وہ dispose of ہو گئی تھی with the direction کہ آپ سپیکر آفس میں رابطہ کر کے۔۔۔
جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! یہ تو bulldoze کرنے والی بات ہے۔ ایسا کیوں ہوا ہے؟ میرے پاس ابھی بھی ثبوت پڑے ہیں۔ وارث کلو صاحب کو مبارک کہ وہ استحقاق کمیٹی کے چیئر مین بنے ہیں۔ میں انہیں بھی ثبوت دیتا ہوں۔ یہ کابینہ کے ممبر کو protect کیا جا رہا ہے۔
This is not the way, should be. There are precedents with privilege motions have been accepted

اگر آپ کہیں تو میں رولنگ بتا سکتا ہوں۔ یہ تو ناانصافی ہے۔۔۔
جناب ڈپٹی سپیکر: یہ تو باقاعدہ ایوان میں اعلان ہوا ہے۔۔۔
جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! نہیں ہوا۔ سپیکر صاحب نے کہا تھا کہ میں اس پر رولنگ دوں گا۔
جناب ڈپٹی سپیکر: لغاری صاحب! بات سن لیں۔ اگر آپ سمجھتے ہیں کہ وہ dispose of ٹھیک نہیں ہوئی Then you have the right کہ آپ اسے دوبارہ move کر دیں تو ہم اسے دیکھ لیتے ہیں۔ اجلاس چل رہا ہے This is I am saying to you کہ اگر آپ اسے دوبارہ move کرتے ہیں تو ہم۔۔۔
جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! پہلے لائن میں لگ کر اس کا انتظار کیا گیا اور اب جا کر اس کی باری آئی ہے اور اب پھر میں queue کے آخر میں کھڑا ہو جاؤں۔۔۔
جناب ڈپٹی سپیکر: لغاری صاحب! آپ queue کے آخر میں نہیں جائیں گے۔ اگر آپ میری پوری بات سن لیں کہ آپ اسے دوبارہ move کر دیں۔ اگر آپ سمجھتے ہیں کہ آپ کی جو بات ہوئی تھی اس پر آپ کی تسلی نہیں ہے تو اسے آپ move کر دیں اور ہم اسے out of turn پہلے لے کر آئیں گے اور اسے بالکل take up کریں گے۔
جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! اس دن ایک تو سپیکر صاحب نے اس کو pending کرتے ہوئے کہا تھا کہ رولنگ دوں گا کہ وزیر کے خلاف تحریک استحقاق آ سکتی ہے یا نہیں۔ وزیر کے خلاف پرانے سپیکرز کی تین ایسی ruling ہیں جو کہ صفحہ نمبر 260 پر ہیں ruling of the Chair

234,235,236 ہیں کہ اگر جان بوجھ کر ایوان کو misguide کیا گیا ہے، غلط بیانی کی گئی ہے deliberately یہ کیا گیا ہے تو یہ آسکتی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اس پر جو طریق کار ہے تو مطلب یہ ہے کہ۔۔۔

سینئر وزیر/وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں۔

سینئر وزیر/وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): شکریہ۔ جناب سپیکر! اس دن پڑھے گئے جواب کو پڑھ کر دیکھ لیں کہ میں نے جو بات کہی تھی محکمے نے اس کی تائید کی ہے۔ اگر محکمہ اس کی تائید نہ کرتا تو ان کی تحریک استحقاق بنتی تھی۔ اس دن سپیکر صاحب نے اس کو pending کیا حالانکہ میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس کو pending نہیں کرنا چاہئے تھا بلکہ اسے dispose of کرنا چاہئے تھا۔ محکمہ نے میری بات کی بالکل تائید کی ہے اور جو لفظ میں نے کہے تھے کہ پنجاب کا پانی کہیں نہیں جا رہا محکمہ نے اس کی بھی تائید کی ہے اور ارسا کے مطابق پانی کی تقسیم ہو رہی ہے۔ اس بات کی بھی محکمہ نے تائید کی ہے۔ یہ لفظوں کا ہیر پھیر کر کے یہ چیز کر رہے ہیں تو میں لغاری صاحب سے کہوں گا کہ وہ اس طرح سے House کو گمراہ نہ کریں۔ میں آج بھی کہہ رہا ہوں کہ ارسا کے مطابق چاروں صوبوں میں پانی کی تقسیم ہو رہی ہے اور کسی صوبہ کا حق کوئی دوسرا صوبہ نہیں مار رہا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: لغاری صاحب! آپ تشریف رکھیں۔ یہ dispose of ہو چکی ہے اور اگر محرک یہ سمجھتے ہیں کہ وہ غلط dispose of ہوئی ہے تو ان کے پاس دوبارہ move کرنے کا right ہے He can always move that اب صرف تین پوائنٹ آف آرڈر میں لوں گا جس طرح بات ہوئی تھی محترمہ شگفتہ شیخ صاحبہ، آمنہ الفت صاحبہ اور ڈاکٹر سامیہ امجد صاحبہ بات کریں گی۔ جی، شگفتہ شیخ صاحبہ!

محترمہ شگفتہ شیخ: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں اس معزز ایوان کی وساطت سے وزیر اعلیٰ پنجاب و خادم اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف کا شکریہ ادا کرنا چاہتی ہوں کہ انہوں نے ایک تاریخ ساز فیصلے کے ذریعے ڈیڑھ لاکھ کنٹریکٹ پر بھرتی ملازمین کو مستقل کرنے کا اعلان کیا۔ اس اعلان پر جہاں ڈیڑھ لاکھ خاندانوں میں مسرت اور خوشی کی لہر دوڑ گئی ہے وہاں ان ڈیڑھ لاکھ سرکاری ملازمین کو ملازمت کا تحفظ بھی حاصل ہو گیا ہے۔ میں وزیر اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف کو ان کے اس انقلابی اقدام پر خراج تحسین پیش کرتی ہوں۔

جناب سپیکر! میں اس معزز ایوان کی وساطت سے کل لاہور میں ہونے والے دہشت گردی کے واقعات کی پرزور مذمت کرتی ہوں۔ اس دہشت گردی کی زد میں آنے والے پولیس اور دیگر لوگوں کی شہادت پر انہیں خراج عقیدت پیش کرتی ہوں کہ انہوں نے اپنی جانوں کا نذرانہ پیش کیا۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: محترمہ! پوائنٹ آف آرڈر پر آپ کا پوائنٹ رجسٹرڈ ہو گیا ہے۔۔۔

محترمہ شگفتہ شیخ: جناب سپیکر! بس ایک بات کرنی ہے کہ انہوں نے اپنی جانوں کا نذرانہ پیش کر کے وطن عزیز اور خاص طور پر اپنی کارکردگی کے ذریعے پنجاب کا سر فخر سے بلند کر دیا۔ ان کی کارکردگی اور جرأت کو سراہتے ہوئے فوج، رینجر اور پولیس کے افسران کو خراج تحسین پیش کرتی ہوں۔ شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، آمنہ الفت صاحبہ!۔۔۔House کا وقت آدھا گھنٹہ بڑھایا جاتا ہے۔

محترمہ آمنہ الفت: شکریہ۔ جناب سپیکر! سب سے پہلے تو میں آپ کی توجہ چاہوں گی کہ تین دن کی تگ و دو کے بعد آج مجھے بات کرنے کا موقع ملا ہے۔ آپ سے التماس ہے کہ میرے تین points ہیں۔ میں زیادہ اختصار سے کام لیتے ہوئے limited الفاظ میں انہیں ختم کرنا چاہوں گی۔ پہلا point یہ ہے کہ آج 16۔اکتوبر ہے اور آج لیاقت علی خان شہید ملت کا یوم وفات ہے۔

جناب والا! ایسے ہی دہشت گرد جو کل لاہور کو capture کئے ہوئے تھے ایسی ہی گولی کا وہ بھی نشانہ بن گئے تھے، وہ قائداعظم کے رفقاء میں سے تھے، ان کے دست راست تھے اور قائداعظم نے خود کہا تھا کہ وہ میرا دایاں بازو ہیں۔ ان کی قربانیاں جو کہ ایک عالمگیر قربانیاں ہیں انہیں سامنے رکھتے ہوئے اگر اس اسمبلی میں کوئی دعائے خیر بھی نہیں ہوگی تو میں سمجھتی ہوں کہ یہ ہم اپنے قائدین کے ساتھ بہت بڑی بے انصافی کریں گے۔ میں آپ سے ruling چاہوں گی کہ ان کے لئے اس اسمبلی میں دعا ضرور ہو جانی چاہئے۔

جناب سپیکر! میرا دوسرا point یہ ہے کہ پہلے دن سے آپ کے سامنے جو سب سے بڑا مسئلہ رکھا گیا تھا وہ اسمبلی کے غریب لوگوں کا تھا، جن کے کوارٹروں کے لئے آپ نے وعدہ کیا تھا۔ وہ غریب لوگ آج بھی آپ کی طرف نظریں لگائے بیٹھے ہیں اور وہ آپ کو مسیحا سمجھتے ہیں۔ ان کی ٹوٹی ہوئی چھت بھی ان سے چھننے جا رہی ہے کیونکہ ان کے گرانے کے orders آ چکے ہیں۔ مجھے اس پر بھی آپ کی ruling چاہئے کہ اس کو آپ ایک action plan کے ذریعے تیزی سے پایہ تکمیل تک پہنچائیں۔

جناب سپیکر! میرا تیسرا point یہ ہے کہ میں نے دو تحاریک استحقاق اسمبلی میں جمع کروائی تھیں۔ وہ تحاریک rejected ہیں اور نہ ہی accepted ہیں بلکہ وہ "لٹکنڈ" ہیں۔ مجھے کسی بھی طریقے

سے یہ جواب آگیا ہے کہ یہ وزیر قانون کے پاس بھیج دی گئی ہیں، وہ اس پر جواب دیں گے تو اس کے بارے میں فیصلہ کیا جائے گا۔ یہ important issues ہیں جن کے بارے میں ہم تحاریک جمع کرواتے ہیں اس کا جواب بھی اسی session میں آجانا چاہئے۔ ہم یہاں پر اپنے گھروں سے کام کرنے کے لئے آئے ہیں، ہم کوئی جذبہ لے کر آئے ہیں، ہم یہاں اپنی بات کرنا چاہتے ہیں اس کو روکنا نہیں چاہئے۔ مجھے ان تینوں points پر آپ کی ruling چاہئے اور میں آپ کی بے حد مشکور ہوں گی اگر آپ ان پر اپنے الفاظ اور کلمات سے ہمیں مستفید فرمائیں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔ میں صرف اتنی بات کروں گا اور میری بار بار اپنے انتہائی معزز ممبران سے گزارش بھی ہوتی ہے کہ جہاں تک اسمبلی کے ملازمین کا مسئلہ ہے اس پر ہم نے ایک کمیٹی بھی بنائی ہوئی ہے اور اس پر ہم work بھی کر رہے ہیں لیکن یہ مسئلہ office of the Speaker کا ہے، ruling کی ضرورت وہاں پر پڑتی ہے جہاں پر کوئی کام رک رہا ہو۔ میں یہاں پر زیادہ بات نہیں کرنا چاہتا لیکن اگر ہم Rules of Procedure جو بہت چھوٹی سی ایک کتاب ہے اگر اس کو پڑھ کر اس اسمبلی میں آئیں تو میں دعوے سے کہتا ہوں کہ اس ہاؤس میں ہم بہت زیادہ constructive work کر سکتے ہیں۔ میں اس سے زیادہ بات نہیں کروں گا اور جہاں تک آپ نے لیاقت علی خان صاحب کی بات کی، بالکل اس پر فاتحہ بھی ہونی چاہئے۔ جب Business Advisory Committee کی میٹنگ ہوتی ہے تو وہاں پر یہ تمام points discuss ہوتے ہیں اگر یہ points گورنمنٹ benches کی طرف سے رہ گئے تو جس طرح آپ باقی چیزوں کو یہاں پر point out کرتے ہیں تو اس میٹنگ میں جب آپ کے نمائندے گئے تھے تو یہ بات وہاں پر کی ہوتی تاکہ آج کے اجلاس کا وہ باقاعدہ حصہ ہوتا۔ وہ ہمارے قومی ہیرو بھی ہیں اور ہماری طرف سے ان کے لئے باقاعدہ ہونا چاہئے تھا۔ تیسری بات تحریک استحقاق کی ہے تو آپ آئیں میں بالکل بیٹھ کر اس کو دیکھتا ہوں اس میں جو بھی problems ہیں اس کو دور کرتے ہیں اگر وہ problems دور نہیں ہوتے پھر then آپ کے پاس right ہے کہ اسے یہاں پر take up کریں۔ جس طرح لغاری صاحب نے کیا ہے اور وہ کر بھی رہے ہیں۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، ڈاکٹر سامیہ امجد صاحبہ!

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! گزشتہ سیشن میں، میں نے چار تحاریک استحقاق take up کروائی تھیں۔ ان میں Annual Report of Principal Policy, Annual Report of

Baitul Mall, Annual Report of the Ombudsman and Annual Report of Punjab Public Service Commission 2008 یہ laying کے بارے میں تھیں۔
اس وقت وزیر قانون رانا ثناء اللہ خان نے assurance دی تھی کہ گورنر صاحب کے پاس گئی ہوئی ہیں، فلاں کام ہو گیا، فلاں ہو گیا اور اسی بجٹ اجلاس کے اختتام سے پہلے میں ان کو پیش کر دوں گا۔ بجٹ اجلاس چلا گیا، وزیر قانون نے کچھ نہیں کیا اور اس سیشن میں بھی کہیں پر ان کا ذکر نہیں ہے کہ کیا یہ رپورٹیں یہاں آئیں گی؟ یہ رپورٹیں اہمیت عامہ کے بارے میں ہیں۔ 2008 تک جب ان تمام اہم محکموں کی رپورٹوں کے بارے میں بات ہی نہیں ہو سکی ہے، ان کی رپورٹیں lay ہی نہیں ہوئی ہیں اور وزیر قانون کی زبان بھی پوری نہیں ہوئی ہے تو مجھے سمجھ نہیں آتی۔ پھر آپ کہیں گے کہ منسٹروں کے خلاف تحریک استحقاق بھی جمع نہیں کروائی جا سکتی تو مجھے یہ بتا دیں کہ میں کیا کروں؟ میں آپ سے درخواست کرتی ہوں ان لمبے لمبے وقفوں کے بارے میں کہ جب آپ اجلاس بلائیں گے ہی نہیں، پھر یہ ایم پی ایز کے الیکشن کی کیا ضرورت تھی بغیر mud slinging کے، میرے اس میں کوئی intents نہیں ہیں۔ بات یہ ہے کہ وزیر قانون جو اس ہاؤس کے بہت اہم ممبر ہیں جب وہ بھی اپنی زبان پوری کریں اور یہ رپورٹیں بھی نہ آئی ہوں تو پھر میں کیا کروں؟

جناب ڈپٹی سپیکر: میری بات سن لیں، کیا آپ نے سپیکر آفس سے پوچھا ہے کہ رپورٹیں آ گئی ہیں یا نہیں آئیں؟

ڈاکٹر سامیہ امجد: جی، اب تک تو مجھے کوئی information نہیں ملی کہ وہ آ چکی ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اب میری بات سن لیں۔ یہ رپورٹیں پچھلے سیشن میں ہی آ گئی تھیں لیکن پیش نہیں ہو سکی تھیں کیونکہ سیشن ختم ہو گیا تھا۔ میں یہ ruling دے رہا ہوں کہ یہ رپورٹیں Monday کو ہاؤس میں lay کی جائیں۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! میں انتہائی مشکور ہوں کہ آپ نے سب سے پہلے مجھے یہ information دی کہ وہ رپورٹیں آئی ہوئی ہیں کیونکہ مجھے یہ information پوچھنے کے باوجود کہیں سے نہیں مل رہی تھی۔ میں ہمیشہ کی طرح آپ کی بڑی شکر گزار ہوں اور دعا گو ہوں کہ آپ بہت ترقی کریں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! مہربانی کر کے یہ جو اس قسم کی چیزیں ہوتی ہیں یہ ہم سب کے لئے embarrassment ہے۔ اگر ہم منسٹرز کو protect کرنے والے mode سے نکل کر neutral ہو کر چلیں تو سب لوگ صحیح چلیں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میں آپ کو بڑی کھلی بات بتاؤں، میرے لئے سب سے supreme اس ہاؤس کی sanctity ہے۔ اس کے against میں جب بار بار معزز ممبران کے بارے میں rules and procedure کی بات کرتا ہوں تو صرف اس لئے کرتا ہوں کہ ہم نے یہاں جو روایات چھوڑ کر جانی ہیں وہ ہمارے بعد میں آنے والوں نے follow کرنی ہیں اس لئے میرے لئے منسٹر supreme نہیں ہیں بلکہ میرے لئے سب سے supreme اس ہاؤس کی sanctity ہے۔ اس کے against جو بھی کام کرے گا میں سمجھتا ہوں کہ وہ اس ہاؤس کے ساتھ اچھا نہیں کرے گا۔ جس طرح میں نے بات کی ہے کہ already رپورٹیں آ چکی ہیں اور وہ Monday کو lay ہو جائیں گی۔ اب مجھے کارروائی کو آگے چلانے دیں،

تحریک استحقاق 77/2009 محترمہ ثمینہ خاور حیات اور محترمہ آمنہ جہانگیر صاحبہ کی طرف سے ہے۔ وہ موجود نہیں ہیں لہذا یہ dispose of کی جاتی ہے۔

سیدہ بشریٰ نواز گردیزی: جناب سپیکر! انہوں pending کے لئے درخواست دی ہوئی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اچھا اگر درخواست دی ہوئی ہے تو پھر اس کو pending کیا جاتا ہے۔

تحاریک التوائے کار

جناب ڈپٹی سپیکر: اب تحاریک التوائے کار لیتے ہیں۔ تحریک التوائے کار نمبر 244/2009 شیخ علاؤالدین کی طرف سے ہے۔

صوبہ میں تھیلیسیمیا کے مریضوں میں مسلسل اضافہ

شیخ علاؤالدین: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ پنجاب میں Thalassaemia کے مریضوں کی تعداد میں بتدریج اضافہ ہو رہا ہے۔ Thalassaemia کا مرض انسان کو سسک سسک کر زندگی گزارنے پر مجبور کرتا ہے۔ ایک اندازے کے مطابق اب تک ملک

میں رجسٹرڈ مریضوں کی کل تعداد 80000 تک پہنچ گئی ہے جس میں سے زیادہ مریض پنجاب میں رہتے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ unregistered Thalassaemia کے مریضوں کی تعداد نہ صرف بہت زیادہ ہے بلکہ ان میں مسلسل اضافہ ہو رہا ہے۔ Thalassaemia کے مرض کے بارے میں سابق حکومتوں نے کوئی پالیسی نہ بنا کر مجرمانہ غفلت کا مظاہرہ کیا ہے۔

Thalassaemia کی بیماری inherited blood disorder کی وجہ سے ہوتی ہے جس کی روک تھام کے لئے دنیا کے بیشتر ممالک نے یہاں تک کہ ایران، مالدیپ اور سعودی عریبیہ تک نے قانون سازی کر لی ہے اور اس قانون کی رو سے کسی بھی جوڑے کی شادی سے پہلے ان کے خون کے ٹیسٹ لئے جانا لازمی قرار دے دیا گیا ہے۔ اب مزید وقت ضائع کئے بغیر Thalassaemia Test NOC کو قانونی طور پر نکاح کا حصہ بنانا انتہائی ضروری ہے اور اس کے لئے فوری طور پر قانون سازی ہونی چاہئے۔ یہ المیہ ہے کہ ہمارے معاشرے میں خاندانی جائیدادوں کو تقسیم سے بچانے کے لئے cousin marriages کی لعنت عام ہے۔ جائیدادوں کو بچانے کے لئے نسلوں کو تباہ کر دینا ہمارے معاشرے میں کوئی معنی نہیں رکھتا اور یہ امر اس ایوان کے ہر معزز رکن سے پوشیدہ نہ ہے۔ لہذا اب فوری طور پر ہر ہسپتال میں Thalassaemia awareness پروگرام شروع کرنے چاہئیں اور اس کے ساتھ ہی electronic and press media ذریعے عوام کو educate کیا جانا چاہئے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: پوائنٹ آف آرڈر۔

MR. DEPUTY SPEAKER: There cannot be any point of order. There cannot be point of order on Adjournment Motion.

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! شیخ صاحب کی تحریک التوائے کار میں cousin marriages پر جو لعنت بھیج رہے ہیں اور میں ان الفاظ کی مذمت کرتا ہوں۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: لغاری صاحب! .Let him talk دیکھیں، تحریک التوائے کار in order کر کے ہی اسمبلی میں پیش ہوئی ہے۔ میری معزز ممبران سے گزارش ہے کہ ایک تحریک التوائے کار پیش کی جاری ہے اگر اس پر آپ کو کوئی اعتراض ہے تو وہ آپ اس موقع پر نہیں لے کر آ سکتے اس کے اوپر وہ بات کر لیں اور گورنمنٹ کی طرف سے جواب آنے دیں اور اس کے بعد اگر آپ سمجھتے ہیں کہ اس میں کوئی مسئلہ ہے تو اس کا۔۔۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! اسمبلی ملازمین کی ذمہ داری ہے کہ ان کو چیک کیا کریں اور اسمبلی والے کس لئے بیٹھے ہیں؟

جناب ڈپٹی سپیکر: لغاری صاحب! آپ تشریف رکھیں، بہت شکریہ

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! اجازت ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، شیخ صاحب!

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! ویسے مجھے سمجھ نہیں آ رہی کہ یہ ان کے لئے اس میں کیا sensitive issue ہے؟

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! میرے لئے sensitive issue یہ ہے کہ ہماری خاندانوں میں شادی ہوتی ہیں اور آپ اس کو لعنت کر رہے ہیں۔ لعنت ہو گی ان لوگوں پر جو ہمارے رسم ورواج پر لعنت بھیجنے کی بات کرتے ہیں۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: No , No آپ اسے direct مخاطب نہیں کر سکتے۔۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میں احتجاج کرتا ہوں کہ لغاری صاحب یا یہ اپنے الفاظ واپس لیں۔ ورنہ میں بتاؤں گا کہ 1857 میں ان کا کردار کیا تھا اور یہ بات بہت دور تک جائے گی۔ بات یہ ہے کہ I know the history and الحمدللہ I command on this issue.

جناب سپیکر! میں آپ کو بتا دیتا ہوں کہ اگر میں نے بولا کہ 1857 میں انہوں نے اس ملک اور عوام کے ساتھ کیا ظلم کیا تھا؟ اور میں احتجاج کرتا ہوں اور واک آؤٹ کرتا ہوں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: لغاری صاحب! This is no way اور میری ایک بات سنیں کہ آپ کو پتا ہے کہ Thalassaemia کے بارے میں جتنا تھوڑا سا میں نے study کیا ہے اس کے اندر جو problems آ رہی ہیں۔۔۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! ان کے الفاظ دیکھیں جو انہوں نے استعمال کئے ہیں۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: تو awareness کیسے پیدا ہو گی۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! لعنت کہنے سے awareness پیدا ہو گی؟

جناب ڈپٹی سپیکر: ٹھیک ہے اس پر آپ نے بات کر دی۔۔۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! وہ زبان پر کیوں نہیں کنٹرول کرتے؟ صبح وہ ڈاکٹر کی بات کر رہے تھے تو عورتوں کی تذلیل کر رہے تھے، ابھی وہ Thalassaemia کی بات کر رہے ہیں تو جن خاندانوں کے اندر شادیوں کی روایت ہے تو ان کی تذلیل کر رہے ہیں۔ کیا خاندانوں کے اندر شادی کرنا لعنت ہے؟ آپ مہربانی کر کے مجھے یہ بتائیں کہ حضرت علی اور بی بی فاطمہ کے درمیان کیا رشتہ تھا؟ ان کا آپس میں خاندانی رشتہ نہیں تھا؟

جناب ڈپٹی سپیکر: دیکھیں! میری بات سنیں کہ آپ کا پوائنٹ بالکل ایک valid point ہے لیکن اس وقت جو Thalassaemia۔۔۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! جو بات شیخ صاحب کر رہے ہیں وہ نکتہ بھی بالکل valid ہے لیکن ان کی لفاظی خاص issue ہے۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میں سب سے پہلے محترم کامران مائیکل صاحب اور ڈاکٹر اسد اشرف صاحب سے کہوں گا کہ وہ جائیں اور محترم شیخ علاؤالدین صاحب کو منا کر ہاؤس میں لے آئیں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! ان کے الفاظ غلط ہے۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: دیکھیں! This is medical issue

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! میں میڈیکل issue کی تو کوئی بات نہیں کر رہا۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: لغاری صاحب! اگر میری ایک بات سن لیں۔ تو پہلی بات ہے کہ rules کیا permit کرتے ہیں جب ایک تحریک التوائے کار پیش ہوتی ہے دیکھیں! جو میں بار بار بات کرتا ہوں کہ آپ کے جذبات بالکل ٹھیک ہیں۔ میں جب بات کر رہا ہوں تو آپ مہربانی کر کے تشریف رکھیں۔ بات صرف یہ ہے کہ یہاں تحریک التوائے کار پر short statement بھی نہیں آ سکتی جس طرح تحریک استحقاق کے اندر یا باقی تحاریک کے اندر اجازت ہے یہاں پر اگر ان کے الفاظ پر جو انہوں نے اس کے اندر put کئے ہیں اس پر اگر آپ کو کوئی اعتراض ہے تو اس کا ایک طریق کار ہے آپ اس کو follow کر لیں اور میری بات سنیں کہ میں آج ہاؤس کے سامنے کہوں گا کہ شیخ علاؤالدین صاحب کے جو comments ہیں ان کو چھوڑ کر وہ جتنے بھی issue ہاؤس میں اٹھاتے ہیں وہ بڑے valid issues اٹھاتے ہیں اور وہ اس کے اندر اگر زبان کا آپ کو کوئی مسئلہ ہے تو اس کا آپ کے پاس right ہے

اور آپ اس کو استعمال کریں۔But this is not the way میں بڑی معذرت کے ساتھ کہتا ہوں کہ آپ خود بڑے experienced parliamentarian ہیں---

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! If this is no way تو پھر بات یہ ہے کہ اسمبلی کا جو سٹاف ہے وہ ان کی لفاظی کو کیوں نہیں چیک کرتا اور اسمبلی کے سٹاف کا کیا کام ہے؟

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! یہ تو پہلے جمع ہوتی ہے---

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ تو ڈاکٹر ہیں اور آپ پتا ہے کہ Thalassaemia کے اوپر کیا مسائل ہیں؟

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! I agree with you

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! N.W.F.P کی اسمبلی نے جو بل پاس کیا ہے کہ ان کے بلڈ ٹسٹ ہونے چاہئیں تو وہ بہت اچھی بات ہے لیکن خاندانی شادی کو لعنت کہنا یہ الفاظ صحیح نہیں ہیں---

جناب ڈپٹی سپیکر: بالکل ٹھیک ہے۔ point registered, point taken اب آپ تشریف رکھیں اور مجھے ہاؤس کی کارروائی کو آگے چلانے دیں۔

ملک اقبال احمد لنگڑیال: جناب سپیکر!---

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، ملک صاحب!

ملک اقبال احمد لنگڑیال: جناب سپیکر! لغاری صاحب کی بات کسی حد تک درست ہے کہ کسی خاندان پر لعنت بھیجنا کتنی بری بات ہے اور اسمبلی کے floor پر یہ کہنا کہ خاندانی رشتہ ایک لعنت ہے اس میں ایک آدمی کی بات نہیں ہے یہاں تو برادریوں کے آپس میں رشتے ہوتے رہتے ہیں اور ان کو کہا جائے کہ ان پر لعنت بھیجو تو قابل افسوس بات ہے تو میری یہ تجویز ہوگی کہ ان الفاظ کو حذف کیا جائے اور باقی کو کارروائی کا حصہ بنایا جائے۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبر شیخ علاؤالدین واک آؤٹ ختم کر کے
ایوان میں واپس تشریف لے آئے)

الحاج محمد الیاس چینوٹی: پوائنٹ آف آرڈر۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! مجھے بھی موقع دیا جا سکتا ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: میاں صاحب! اس کے بعد میں آپ کو floor دیتا ہوں۔ جی، چینوٹی صاحب!

الحاج محمد الیاس چینوٹی: جناب سپیکر! رشتہ داروں میں شادی کرنا ممنوع نہیں ہے نبی کریم ﷺ کی ایک شادی آپ کے قریبی رشتہ دار پھوپھی زاد بہن سے ہوئی لیکن اکثر شادیاں آپ کی آپ کے رشتہ داروں سے باہر ہوئیں جیسا کہ حضرت صفیہ مصر سے تعلق رکھتی تھیں۔ جہاں تک میری معلومات ہیں کہ حضرت محمد ﷺ نے قریبی رشتہ داروں سے شادی کرنا منع بھی فرمایا ہے جس پر آٹھ دس ڈاکٹروں کی رپورٹیں بھی آ چکی ہیں اور وہ مسئلہ یہ ہے کہ جہاں پر شادی شدہ جوڑا اگر چچازاد بہن بھائی ہوں گے تو ان کا خون گروپ ایک ہو گا اس سے جو اولاد پیدا ہو گی اس کو Thalassaemia کی بیماری ہو گی۔ میں خود اس کا مشاہدہ کر چکا ہوں کہ ہمارے ایک عزیز کی شادی ہوئی، وہ دونوں چچازاد بہن بھائی ہیں اور ان کے تین بچے اسی Thalassaemia کی بیماری سے مر چکے ہیں اس لئے جہاں تک مجھے یاد ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قریبی رشتہ داروں سے شادیوں میں منع فرمایا ہے اور آپ ﷺ کی سنت سے ہمیں معلوم یہ ہوتا ہے کہ آپ ﷺ نے باہر قبیلوں میں شادیاں کی ہیں اور اس کا فائدہ یہ ہے کہ جب مختلف قبائل میں شادیاں ہوں گی تو ان کے ساتھ ہمارے تعلقات اور زیادہ مضبوط ہو جائیں گے اور وسیع ہو جائیں گے۔ بہت شکریہ

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میری بات سن لیں، جب ایک معزز ممبر بات کر رہا ہوتا ہے تو باقی ممبر کھڑے کیوں رہتے ہیں؟ جب ٹائم آپ کو ملتا ہے اور دیکھیں! بار بار ہم اسمبلی کی اعلیٰ اقدار کی بات کرتے ہیں، ایک ممبر بات کر رہا ہے اور دو ممبر کھڑے ہوئے ہیں کہ ہمیں باری دی جائے، باری بالکل ملے گی۔ But this is no way. محترمہ آمنہ صاحبہ دیکھیں، میں نے ابھی بھی آپ کو پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنے کا موقع دیا لیکن اب میں نے میاں صاحب کو پہلے بولنے کا کہا ہوا ہے وہ بول لیں پھر میں آپ کو موقع دیتا ہوں لیکن جب ایک معزز ممبر بات کر رہا ہو تو باقی ممبرز بیٹھ کر اس کی بات سنا کریں۔ جی، میاں صاحب!

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! بہت شکریہ۔ بات issue اور ریسرچ کی ہے خاندانوں میں شادیوں کی نہیں۔ رسول پاک ﷺ کی مثال دی گئی جو نامناسب ہے، سابق ادوار میں رسول ﷺ کے زمانے میں یہ Thalassaemia بیماری کا کبھی تصور بھی نہیں تھا۔ آج جیسے کہ Thalassaemia کی بیماری بڑھ رہی ہے، شیخ صاحب کی تحریک التوائے کار کی میں بھرپور حمایت کرتا ہوں کہ انہوں نے کافی ریسرچ

کے بعد یہ بات کہی ہے کہ Thalassaemia کی بیماری کو روکنے کے لئے یہ ضروری ہے کہ شادی کرنے والے جوڑوں کا یقینی طور پر پہلے سے یہ تعین ہو جائے کہ یہ Thalassaemia کے بچے تو پیدا نہیں کریں گے اس لئے اس میں ایسی کوئی نامناسب بات نہیں تھی جس سے لغاری صاحب کو صدمہ پہنچا ہے۔

الحاج محمد الیاس چنیوٹی: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، میاں صاحب! point taken چنیوٹی صاحب! یہ ایک دینی اور شرعی مسئلہ بھی ہے اور میڈیکل مسئلہ بھی ہے تو اس پر میں سمجھتا ہوں کہ سب سے اچھی رائے دے سکتے ہیں تو مولانا صاحب ہی دے سکتے ہیں اور میڈیکلی ہمارے پاس ڈاکٹر موجود بھی ہیں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! بات ہے الفاظ کے selection کی۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: لغاری صاحب! میں اس کی طرف بھی آتا ہوں اور بعد میں آپ کو floor دیتا ہوں۔ جی، محترمہ آمنہ صاحبہ!

محترمہ آمنہ الفت: شکریہ۔ جناب سپیکر! انہوں نے بہت اہم تحریک پیش کی ہے اور اس میں ایک چیز کے بارے میں جو سوال میرے اندر اٹھ رہا ہے اسے میں آپ کے سامنے پیش کرنا چاہتی ہوں کہ ہمارے خاندان میں سات پشتوں میں بھی cousin marriages نہیں ہیں لیکن اس کے باوجود میرا ایک بھائی اور میری ایک بہن Thalassaemia کے مریض ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ ذرا ادھر ہی رک جائیں۔ پوائنٹ آف آرڈر جو ہوتا ہے وہ ہمیشہ relevant ہونا چاہئے، اگر آپ ان کی تحریک التوائے کار کو پورا سن لیتیں تو آپ کا جواب آپ کو ابھی مل جاتا تو لہذا آپ تشریف رکھیں۔ اب میں یہاں پر صرف اتنا کہوں گا کہ Chair کے پاس یہ حق ہوتا ہے کہ:

Rule.230: **Speaker to amend notices and motions.**

If in the opinion of the Speaker, any notice and motion contains words, phrases, or expressions which are argumentative, unparliamentary, ironical, irrelevant, verbose or otherwise inappropriate, he may, in his discretion, amend such notice and motion before it is circulated.

میں یہ سمجھتا ہوں کہ جو شیخ صاحب نے کہا ہے کہ یہ المیہ ہے کہ ہمارے معاشرے میں خاندانی جائیدادوں کو تقسیم سے بچانے کے لئے cousin marriage کی لعنت عام ہے۔لعنت کا لفظ میں یہاں سے amend کرتا ہوں۔اس کو صرف اتنا کر دیتے ہیں کہ cousin marriage عام ہے لیکن یہ awareness کی بات ہے۔آہستہ آہستہ ہم نے لوگوں کو اس بارے میں aware کرنا ہے۔یہ ایک بہت بڑا مسئلہ ہے۔آبادی کا بہت بڑا حصہ آج اس موذی بیماری کا شکار ہے۔ہمیں لوگوں کو اس کے بارے میں aware کرنے کی ضرورت ہے۔اس پر جذباتی ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔ہم نے تمام مسائل کا حل نکالنا ہے۔جی، راناصاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! یا تو آپ rules کا حوالہ نہ دیتے۔اب آپ نے خود ہی rules کا حوالہ دیا ہے اور آپ نے یہ پڑھا ہے جیسا کہ میں سن سکا ہوں۔ after circulation آپ اس کو amend نہیں کر سکتے۔جب یہ ہاؤس میں پیش ہو گیا ہے تو ہاؤس سے اجازت لئے بغیر آپ amend نہیں کر سکتے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اس وقت اگلا حصہ نہیں پڑھا تھا۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): اگلا حصہ آپ پڑھ دیں ناں۔ہمیں اس confusion میں کیوں رکھا ہے؟

جناب شیر علی خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی۔

جناب شیر علی خان: جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ آپ نے کہا ہے کہ میں اس میں سے صرف لعنت کا لفظ نکالتا ہوں۔ شیخ صاحب یہ کہتے ہیں کہ جائیدادوں کی تقسیم سے بچنے کے لئے شادیاں کی جاتی ہیں؟ How he can say this?

جناب ڈپٹی سپیکر: اب آپ یہاں پر بیٹھ کر effectual controversies تو نہ چھیڑیں۔

MR SHER ALI KHAN: Why does he want to bring in a controversy?

اس کا Thalassaemia سے کوئی تعلق ہی نہیں ہے وہ cousin marriages کی حد تک رہیں۔ Why he has to go into the details. کہ یہ اس وجہ سے شادیاں کرتے ہیں، شاید اس وجہ سے نہ کرتے ہوں۔ یہ اس پر authority ہیں کہ ہم خاندانوں میں کس وجہ سے شادیاں کرتے ہیں؟

ڈاکٹر سامیہ امجد: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔ تشریف رکھیں۔ جی، محترم!

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! اس پورے کو revert کروائیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ویسے تو شیخ صاحب یہ بہت important issue ہے۔ میرا خیال ہے کہ آج کے لئے ہم اس کو defer کر دیتے ہیں اور آپ اس کی wordings change کر کے دوبارہ پیش کریں کیونکہ یہ matter بہت important ہے اور ہمیں عوام کو آہستہ آہستہ aware کرنے کی ضرورت ہے۔ ہمیں اس مسئلے کو ضرور take up کرنا چاہئے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! مجھے اجازت ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، جناب!

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! اگر یہاں پر لوگوں نے personal grounds پر عوام کے مسائل کو اس طرح bulldoze کرنا ہے تو مجھے یہاں رہنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ میں یہ واپس نہیں لوں گا میں اس کو انہی الفاظ میں پیش کروں گا۔ میں آپ کی اس ruling کو بالکل honour کروں گا جو آپ نے اس کا لفظ لعنت نکال دیا ہے۔ لاء منسٹر صاحب نے بالکل ٹھیک کہا ہے کہ آپ نے بھی later stage پر لفظ نکالا ہے لیکن میں اس کو چیلنج نہیں کروں گا 'Because I honour your ruling.' جہاں تک اس تحریک کا تعلق ہے تو آپ اسے kill کر دیں، یہیں ختم کر دیں تاکہ آپ کا نام بھی تاریخ میں آئے کہ آپ بھی جاگیرداروں کے ساتھ ہیں آپ بھی ان cousin marriages---

جناب ڈپٹی سپیکر: نہیں، دیکھیں شیخ صاحب! بات سُنیں، کسی segment کو hit نہیں کرنا۔ یہ overall ایک معاشرے کی بات ہے۔

شیخ علاؤالدین: آپ میری بات سُنیں۔ میں نے عوام کی بات کی ہے۔ آپ چاہتے ہیں کہ میں اس کو floor پر نہ لاؤں؟ اس بات کا انشاء اللہ جواب تاریخ دے گی میں نے کوئی ذاتی مسئلہ بیان نہیں کیا۔ میری اپنی سگی بھانجی کی death اس وجہ سے ہوئی ہے۔ میرا ایک بھانجا اس موذی مرض میں مبتلا پوری دنیا

میں کہیں علاج نہیں ہو رہا۔ میرے حلقے کے بے شمار ایسے لوگ ہیں جن کو میں پیسوں کے باوجود ٹھیک نہیں کر سکتا۔ میں ان کو جواب دہ ہوں، میں اپنے اللہ کو جواب دہ ہوں اور اگر ہم نے یہاں پر personal families interest کو دیکھنا ہے تو پھر اس اسمبلی کا اللہ ہی حافظ ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: پہلے آپ مجھے صرف یہ بتادیں کہ یہ جو مرض ہے صرف جاگیر داروں کے خاندانوں میں ہے؟ یہ مرض پورے معاشرے میں ہے۔ یہاں پر intermarriages صرف جاگیر داروں کے خاندانوں میں نہیں ہو رہیں۔ یہ ایک المیہ ہے کہ ایسی شادیاں ہر segment of society میں موجود ہیں۔ ایک غریب سے غریب گھر سے لے کر امیر سے امیر گھر میں یہ problem موجود ہے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! آپ بالکل بجا کہہ رہے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شیخ صاحب! جب Chair بات کر رہی ہے۔ میں صرف اتنا کہہ رہا ہوں کہ ہم اتنے بڑے اور اہم issue کو اس طرح controversial نہ کریں۔ جی، رانا صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں اس سلسلے میں گزارش کروں گا کہ جب تحریک circulate ہو چکی ہے اور آپ نے ان کو floor دے دیا ہے کہ آپ اس کو پیش کریں تو اب rules کا تقاضا یہی ہے کہ آپ ان کو پیش کرنے دیں، اگر کسی کو اعتراض ہے تو وہ بعد میں اٹھ کر بات کر سکتا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شیخ صاحب نے already grace کا مظاہرہ کیا ہے وہ جو ایک لفظ تھا وہ انہوں نے withdraw کر لیا ہے۔ آپ اس کو withdraw کر کے پیش کریں۔ اور میں صرف اتنا کہوں گا کہ ذاتی comments کی انہوں نے جو ایک بات کی تھی میں نے ان سے پوچھ لی ہے۔ Now let him talk.

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! اب میں آگے سے ہی پڑھوں گا۔ یہ امر اس ایوان کے ہر معزز رکن سے پوشیدہ نہ ہے لہذا فوری طور پر ہر ہسپتال میں Thalassaemia Awareness Programme شروع کرنے چاہئیں اور اس کے ساتھ ہی press media and electronic media کے ذریعے عوام کو educate کیا جانا چاہئے۔ یہ درست ہے کہ cousin marriages کے علاوہ ایک اور بہت بڑی وجہ safe blood transfusion کا نہ ہونا ہے جبکہ Thalassaemia کے تمام مریضوں کو مسلسل Blood Transfusion کی ضرورت پڑتی ہے اور اس میں Blood Banks کا

انتہائی غیر ذمہ دارانہ اور لالچی کردار بھی سامنے رکھنا ہوگا اور ان تمام وجوہات کا مؤثر تدارک کیا جانا بھی ضروری ہے جو اس موذی مرض کا باعث بن رہی ہیں لہٰذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کی اجازت دی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس میں ایک بات کی وضاحت کرنا چاہوں گا کہ Thalassaemia کے مرض سے متعلق ڈیپارٹمنٹ کی طرف سے جو view آیا ہے میں اس پر پورے ایوان کی توجہ مبذول کروانا چاہوں گا کیونکہ یہاں پر اب تک شاید یہ بات ہوئی ہے کہ cousin marriages ہی اس کا سبب ہیں، ایسا نہیں ہے اور cousin marriages کے خلاف جس طرح سے شیخ صاحب نے بھی پورا ایک sentence اس میں شامل کیا ہے میں سمجھتا ہوں کہ وہ بھی تجاوز ہے۔ Thalassaemia کا مرض ایک موروثی مرض ہے جو کہ خون کے اندر موروثی یعنی genetic تبدیلی کے ذریعے پیدا ہوتا ہے۔ یہ بہت اہم ہے کہ Thalassaemia کے بچے ان والدین کے ہاں پیدا ہوتے ہیں جو دونوں اس بیماری کے genes موروثی طور پر رکھتے ہیں۔ یہ دونوں کے لئے ہے یعنی کہ Thalassaemia traits یا Thalassaemia mild کہلاتے ہیں، اب یہ cousin marriage ہو یا نہ ہو اس میں cousin marriage کی کوئی قید نہیں ہے ان دونوں کی آپس میں شادی کی صورت میں چار میں سے ایک یا دوسرے لفظوں میں 25 فیصد بچوں میں Thalassaemia کی بیماری منتقل ہونے کا احتمال ہوتا ہے یعنی یہ اس کی صحیح interpretation ہے۔ ایسا بچہ ساری زندگی خون لگنے پر انحصار کرتا ہے۔ جیسا کہ ہاؤس نے بھی اس پر concern show کیا ہے اور یہ آپ نے بھی بار بار اس بارے میں بات کی ہے کہ یہ بہت اہم مسئلہ ہے تو میری یہ گزارش ہوگی کہ آپ اس کو Monday تک کے لئے pending فرما دیں۔ سیکرٹری ہیلتھ کو اس دن بلوا لیں اور اس کا ایک ہی حل ہے جو media awareness campaign کے بارے میں شیخ صاحب نے اس میں point اٹھایا ہے تو محکمے کو ہم اس بات پر پابند کریں گے کہ وہ باقاعدہ طور پر اس پر media awareness campaign کا ایک چارٹ یا پلان بنائیں اور اس ہاؤس اور گورنمنٹ سے منظور کروانے کے بعد اس پر عمل کریں اور باقی جہاں تک شادی سے پہلے ٹیسٹ کی یا اس بارے میں legislation کی بات ہے تو وہ غالباً شاید provincial subject نہیں ہے اس سلسلے میں اگر شیخ صاحب resolution لے کر آئیں گے تو وہ بھی ہم Federal Government کو پاس کر کے بھجوا

دیں گے کہ اگر اس level پر اس میں legislation ہو جائے تو وہ صرف پنجاب کے لئے نہیں ہو گی چاروں صوبوں کے لئے ہو گی۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! یہ بڑی خوش آئند بات ہے کہ لاء منسٹر نے اتنی محنت کر کے تھیلیسیمیا کے بارے میں explanation کی ہے۔ میں اس میں addition کر دوں کہ تحریک کے آخر میں جو لکھا گیا ہے کہ "blood transfusion کی وجہ سے" یہ الفاظ بھی اس تحریک سے نکالنے والے ہیں کیونکہ یہ medically incorrect ہیں۔ blood transfusion کا اس سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: محترمہ ڈاکٹر صاحبہ! میری تمام معزز ممبران سے گزارش ہے کہ یہ ایک ممبر کا right ہے کہ وہ جس چیز کو سمجھتا ہے کہ اس سے معاشرے میں کوئی problem پیدا ہو رہا ہے تو وہ اسے تحریک التوائے کار کے ذریعے ایوان میں لائے اور تحریک التوائے کار کا مقصد بھی یہی ہوتا ہے۔ انھوں نے بھی بالکل اسی مقصد کے تحت bona fidely ایک چیز ہاؤس کے سامنے رکھی ہے He is not an expert. He is not a medical specialist. لیکن میں سمجھتا ہوں کہ اس پر حکومت کا جو response آیا ہے اس سے پورا ہاؤس agree کر رہا ہے۔ آپ اس چیز کو ضرور appreciate کریں کہ انھوں نے ایک بہت بڑے اہم مسئلے کی طرف نشاندہی کی ہے اور جو غلط wording تھی اس پر بھی انھوں نے grace کا مظاہرہ کرتے ہوئے کہا کہ میں اس کو واپس لے لیتا ہوں۔ ہم یہاں پر کسی کے خلاف personal point scoring کرنے نہیں بلکہ عوام کے مسائل کی نشاندہی کے لئے آئے ہوئے ہیں۔ اب یہ Monday تک pending ہو گئی ہے باقی بات اس وقت کر لیں گے۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! جب کوئی چیز floor پر آتی ہے تو It is in possession of the House. میں ایک ڈاکٹر ہوں ایک میڈیکل سپیشلسٹ ہوں جب میرے کان میں medically incorrect بات آئے تو میرا فرض ہے کہ میں اس کو point out کروں۔ جہاں لاء منسٹر صاحب نے تھیلیسیمیا کی correction کی ہے وہاں اس تحریک التوائے کار میں یہ الفاظ غلط ہیں۔ میری اپیل ہے کہ ان کو بھی دیکھ لیا جائے اسی لئے یہ اسمبلی mixed ہوتی ہے، کوئی وکیل ہے، کوئی ڈاکٹر اور کوئی جرنلسٹ۔ میں نے کبھی بھی کسی کو knock کرنے کی کوشش نہیں کی اور میرا اس میں کوئی mud slinging کا مقصد نہیں ہے۔ آپ کا شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: تحاریک التوائے کار کا آدھ گھنٹہ ختم ہو چکا ہے۔آج کے ایجنڈے پر اس کے بعد سرکاری کارروائی تھی جس کے مطابق آج زراعت، خوراک اور بالخصوص چینی آٹے کے مسئلے پر عام بحث تھی۔بحث کا آغاز وزیر زراعت کی تقریر سے ہونا تھا لیکن چونکہ اب ہاؤس کا وقت ختم ہو چکا ہوا ہے تو میری لاء منسٹر صاحب سے گزارش ہو گی کہ سوموار کو جو بزنس ایڈوائزری کمیٹی کا اجلاس ہونا ہے اس میں اس پر بحث کے لئے دوبارہ دن مختص کر لیں کیونکہ یہ بہت ہی اہم معاملہ ہے اور جس طرح آپ کے علم میں ہے اور آپ خود بھی وہاں موجود تھے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر!۔۔۔

مخدوم سید احمد محمود: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: مخدوم صاحب! میں لاء منسٹر صاحب کے بعد آپ کو floor دیتا ہوں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! آج Agriculture with specific reference to Sugar and Aata پر بحث ہونا تھی کل بھی اسی پر بحث تھی لیکن unfortunately دہشت گردی کے واقعہ کی وجہ سے یہ بحث آج پر ہو گئی اور آج بھی اب وقت نہیں رہا۔اگر آپ مناسب سمجھیں تو بے شک اسے سوموار کے لئے fix کر لیں چونکہ ابھی اپوزیشن کے دوست اور باقی دوست بھی موجود ہیں اور سب کو before time پتا ہو کہ ہم نے سوموار کو اس پر عام بحث کرنی ہے۔غالباً مخدوم احمد محمود صاحب بھی اسی پر بات کرنا چاہتے ہیں۔اگر آپ اس کے لئے سوموار کا دن fix کر دیں تو مجھے کوئی اعتراض نہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، مخدوم صاحب!

مخدوم سید احمد محمود: شکریہ۔جناب سپیکر! یہ بڑا important matter تھا اور میرے خیال میں آج اس پر discussion ہونی چاہئے تھی لیکن ہم سب نے وقت ضائع کیا اور اب نماز جمعہ کا وقت قریب ہے ہر کسی نے گھر جانا ہے۔ اب لاء منسٹر صاحب اس کو سوموار تک لے کر جا رہے ہیں non seriousness کا حال یہ ہے کہ آج وزیر خوراک نہیں آئے۔

معزز ممبران: وہ بیٹھے ہیں۔

مخدوم سید احمد محمود: وزیر زراعت نہیں بیٹھے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: وزیر خوراک بیٹھے ہیں اور وزیر زراعت بھی ابھی اٹھ کر گئے ہیں۔

مخدوم سید احمد محمود: جناب والا! اگر یہ ہاؤس اسی طرح چلانا ہے۔۔۔(قطع کلامیاں)

جناب ڈپٹی سپیکر: .No. No cross talk please جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! مخدوم صاحب ہمارے بڑے محترم بھائی ہیں ویسے انہیں یہ زیب نہیں دیتا، یہ خود ابھی آئے ہیں اور آکر سب کی حاضری لگانی شروع کر دی ہے۔یہ سوموار کو تیاری کر کے آئیں اگر اب بھی گنجائش ہو اور پندرہ منٹ یا آدھ گھنٹہ ٹائم ہے تو وزیر خوراک بالکل تیار ہیں وہ facts and figures آپ کے سامنے رکھ دیتے ہیں اور اگر اس پر مخدوم صاحب آج اظہار خیال کر لیں تو ٹھیک ہے۔لہذا اگر جمعہ کے ٹائم میں گنجائش ہے تو آپ بیس یا تیس منٹ کے لئے ہاؤس کا ٹائم بڑھا دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میرا خیال ہے کہ جمعہ کا وقت ہو گیا ہے۔میں تمام ممبران سے گزارش کروں گا کہ اس پر political point scoring نہ کی جائے۔جو کل کے حالات تھے یہ extraordinary حالات ہیں اور میں آپ سب کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں کہ ان برے حالات میں بھی آپ سب نے اسمبلی کا اجلاس چلا کر اس بات کا ثبوت دیا ہے کہ جس طرح پوری قوم دہشت گردوں کی کارروائیوں کے خلاف متحد ہے اسی طرح پنجاب اسمبلی بھی متحد ہے اور اس معاشرے کو disrupt کرنے کے لئے جو ان کی کارروائیاں ہیں آپ لوگوں نے اسمبلی میں آکر اس بات کا ثبوت دیا ہے کہ آپ ان تمام اقدامات کی حمایت کرتے ہیں جن کو حکومت لے کر چل رہی ہے اور جن پر ہم سب کار فرما ہیں۔جی، محترمہ عائشہ جاوید صاحبہ! آپ بات کرنا چاہ رہی تھیں۔

MRS. AYESHA JAVED: I have to address the Speaker.

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں!

MRS. AYESHA JAVED: Thank you Chair. I said I have one point of order. Now, I have two points. First is the personal reviewing against the Chair. I don’t know what I have to do to get attention.

مجھے یہاں کیا کرنا پڑے گا؟

MR. DEPUTY SPEAKER: You are getting full attention right now.

MRS. AYESHA JAVED: Thank you hon'able Chair. But the thing is that

یہاں theoretically تو بہت کہا جاتا ہے کہ آپ تمیز سے بات کریں اپنی حد میں اور اپنی باری پر بات کریں۔

But practically I am so sorry to say that it is not practiced. So I am standing like and you are giving me assurance for the last one hour and there are so many people who have been given chance before me. Sir this is absolutely not fair and as a custodian of the House I hope that it is not done again. Sir I am coming to the point.

سید حسن مرتضیٰ: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ایک منٹ پہلے ان کی بات ختم ہو جائے میں پھر آپ کو floor دیتا ہوں۔

پوائنٹ آف آرڈر

وزیر اعلیٰ کی جانب سے ہوم اکنامکس کالج لاہور کی لیکچرار کو خلاف پالیسی سرکاری رہائش گاہ کی الاٹمنٹ

(---جاری)

MRS AYEHSA JAVED: Point of Order. Sir, I am coming to the point. It is regarding.

تین ماہ پہلے جب بجٹ اجلاس ہوا تھا میرا point regarding allotment of house جو کہ over and above entitlement ہوا تھا کے متعلق تھا۔ last day سپیکر صاحب کی موجودگی میں مجھے assurance دی گئی تھی اور لاء منسٹر صاحب نے کہا تھا کہ وہ دو دن میں بتائیں گے I even gave him the paper of allotment letter پھر

Just about four days back again on point of order I reminded him of his promise but even now after now nothing has been done on it.

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، لاء منسٹر صاحب! کون سی assurance تھی؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! محترمہ! پوائنٹ آف آرڈر کی بات کر رہی ہیں لیکن میرے خیال میں انھوں نے یہ document میرے حوالے نہیں کیا۔ غالباً یہ مکانوں کی الاٹمنٹ سے متعلق کوئی information لینا چاہتی ہیں۔ اس کا proper way یہ ہے کہ سوال کر دیں یا کوئی تحریک لائیں تاکہ متعلقہ محکمے سے جواب لینے میں مجھے بھی آسانی رہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میرے خیال میں آپ نے on the floor of the House کوئی assurance دی تھی کہ میں پتا کر کے بتاتا ہوں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! آپ ابھی یہ in written form مجھے deliver کروا دیں تو میں متعلقہ محکمے سے جواب لے کر next week میں بتا دوں گا۔

محترمہ عائشہ جاوید: جناب سپیکر! میں ان کو on the floor of the House یہ document دے چکی ہوں اور بات بھی کی تھی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میں آپ کی بات follow کر گیا ہوں۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس میں تحریک التوائے کار کی ضرورت نہیں ہے چونکہ لاء منسٹر صاحب نے on the floor of the House assurance دی ہوئی ہے۔ آپ اس paper کی کاپی لاء منسٹر صاحب کو دیں۔ آپ کا grievance یہ ہے کہ آپ کو on the floor of the House assurance دی گئی تھی کہ وہ اس پر positive response دیں گے کہ یہ legal ہوا ہے یا illegal، ان کا میرٹ بنتا ہے یا نہیں؟ چونکہ assurance on the floor of the House ہوئی ہے اس لئے آپ فوری طور پر اس paper کی کاپی لاء منسٹر صاحب کو deliver کریں اور وہ Monday تک اس کا positive response دیں گے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! next week میں منگل یا بدھ کا کر دیں۔

MR. DEPUTY SPEAKER: Ok I will give that day.

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): انشاء اللہ next week میں جواب دے دیں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: لاء منسٹر صاحب بدھ کو اس پر positive response کریں گے۔

محترمہ عائشہ جاوید: جی، ٹھیک ہے۔

چودھری عامر سلطان چیمہ: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، چیمہ صاحب ذرا ایک منٹ میں بات کر لیں۔

پیشگی اطلاع کے باوجود لاہور میں دہشت گردی کے واقعات پر عوام کی پریشانی میں اضافہ

چودھری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر! کل لاہور میں جو دہشت گردی کا افسوسناک واقعہ ہوا تھا میں آپ کی وساطت سے وزیر قانون سے گزارش کرتا ہوں کہ وہ اس بارے ایوان کو آگاہ کریں کہ اس میں اب تک کیا پیشرفت ہوئی ہے؟ آج روزنامہ "جنگ" میں خبر تھی کہ ان دہشت گردوں نے 9 گھنٹے پہلے یعنی رات ایک بجے مختلف اخبارات کو فون کر کے بتایا تھا کہ ہم آج یہ واقعہ کریں گے اور پورے 9 گھنٹے بعد یہ افسوسناک واقعہ پیش آیا۔ دکھ اس بات کا ہے کہ لاہور میں پولیس کی نفری 26 ہزار ہے جبکہ تھانوں میں صرف سات ہزار تعینات ہے، باقی ساری نفری پروٹوکول اور دوسری ڈیوٹیوں پر تعینات ہے۔ اگر دیکھا جائے تو لاہور پولیس کی 87 فیصد نفری دوسرے معاملات پر تعینات ہے۔ لہذا میں چاہوں گا کہ لاء منسٹر صاحب بتائیں کہ اب تک کی کیا پیش رفت ہوئی ہے اور اس سے کیا چیز واضح ہوئی ہے؟ آج پورے ایوان نے یکجا ہو کر قرارداد بھی پاس کی ہے اور سب نے یہ ثابت کیا ہے کہ ہم سب اس دہشت گردی کے خلاف یکجا ہیں لیکن اب تک کی پیش رفت سے اس ایوان کو ضرور آگاہ کیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! محترم چیمہ صاحب نے اس معاملے سے متعلق categorically یہ کہا ہے کہ کچھ اخبارات کو فون کئے گئے۔ میں عرض کرتا ہوں کہ اب تک ایسی کوئی اطلاع confirm ہوئی اور نہ ہی کسی اخبار کے کسی معزز رپورٹر اور الیکٹرانک میڈیا کے کسی فرد نے کوئی اطلاع دی ہے۔

چودھری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر! روزنامہ "جنگ" میں موبائل ٹیلی فون نمبر بھی دیا گیا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: چیمہ صاحب! آپ کی بات بالکل ٹھیک ہے، آپ کا point of view آ چکا، اب وزیر قانون صاحب respond کر رہے ہیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جیسا کہ محترم چیمہ صاحب فرما رہے ہیں، یقیناً روزنامہ "جنگ" میں ایسی خبر آئی ہو گی اور بالکل موبائل نمبر بھی ہو گا لیکن میں یہ بات کر رہا ہوں کہ حکومت یا کسی official کو اس قسم کی اطلاع کا ہونا confirm نہیں ہے۔ اگر کسی اخبار یا صحافی کو ایسی خبر ملی بھی ہے تو وہ حکومت یا کسی ذمہ دار آدمی تک نہیں پہنچی۔

جناب سپیکر! چیمہ صاحب نے جو figures quote کئے ہیں کہ 26 ہزار کی نفری ہے اور ان میں سے 86 فیصد لوگ صرف پروٹوکول اور دوسری قسم کی duties پر لگے ہوئے ہیں، میں سمجھتا ہوں کہ یہ بالکل غلط ہے۔ یہ بے بنیاد چیز ہے اور اس قسم کی بے بنیاد information کو پھیلانا اور لوگوں کو اس طرح سے panic میں مبتلا کرنا کسی طرح سے بھی مناسب نہیں ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ بات محترم چیمہ صاحب کو اس لئے بھی زیب نہیں دیتی کیونکہ انہوں نے خود حکومت میں ایک بڑی اہم post پر بطور منسٹر کافی عرصہ کام کیا ہے۔ پروٹوکول ڈیوٹی یا لوگوں کی security کی ڈیوٹی پر یقیناً لوگ ہیں لیکن ان کی 86 فیصد ratio نہیں ہے، یہ قطعی طور پر غلط ہے اور پھر اس وقت جو security کی ڈیوٹی ہے اس security duty میں VIP personalities اس لحاظ سے نہیں ہیں کہ جس لحاظ سے غالباً چیمہ صاحب اعتراض کرنا چاہتے ہیں۔ اس وقت تقریباً 25 کے قریب ایسے important persons ہیں important persons do not mean، کہ وہ government persons ہیں بلکہ ان کا گورنمنٹ سے دُور دُور کا تعلق بھی نہیں ہے۔ وہ مذہبی یا کسی دوسرے لحاظ سے اہم ہیں، جس طرح کہ مولانا سرفراز نعیمی صاحب تھے اور انہیں threat تھا۔ اسی طرح بہت سے ایسے لوگ ہیں جو کہ مذہبی اور دوسرے حوالوں سے important ہیں اور انہیں threats ہیں۔

جناب سپیکر! ابھی کل کی information ہے کہ ہمارے کچھ بڑے senior صحافیوں کے متعلق ایسا ہی threat confirm ہوا ہے۔ پریس کلب اور ہمارے T.V. channels کے دفاتر کے متعلق بھی اسی قسم کی information pass on ہوئی ہے۔ اگر ان سب جگہوں پر security forces تعینات ہیں تو اس کو پروٹوکول ڈیوٹی کہنا غلط ہے۔ یہ ان معنوں میں نہیں ہے کہ یہ کوئی government security یا پروٹوکول ڈیوٹی کر رہے ہیں۔ یہ تمام لوگ یا جگہیں خواہ وہ پریس کلب ہو، خواہ وہ الیکٹرانک میڈیا کے دفاتر ہوں یا کوئی معزز صحافی ہیں اگر ان کی security کے لئے forces duty کرتی ہیں تو یہ پروٹوکول میں نہیں آتا۔ اب تو بات یہاں تک پہنچ گئی ہے کہ اگر کوئی صحافی اپنا پروگرام کرتا ہے اور اس پروگرام میں وہ ان واقعات سے متعلق قوم کے جذبات بہتر انداز میں

پیش کرتا ہے اور ان واقعات کی مذمت کرتا ہے تو اسے بھی threat آجاتا ہے کہ آج آپ نے پروگرام میں اس قسم کی گفتگو کیوں کی ہے تو پھر ان لوگوں کو security کیوں نہ دی جائے؟

جناب سپیکر! جہاں تک انہوں نے اس case میں progress کے حوالے سے پوچھا ہے تو میں یہ کہوں گا کہ یہ بھی پہلی دفعہ ہوا ہے۔ اس سے پہلے جتنے واقعات ہوئے ہیں، خواہ وہ مناواں پولیس سنٹر کا واقعہ ہو، Liberty round about کا واقعہ ہو یا 15 کا واقعہ لے لیں ہر واقعے میں یہی ہوا کہ جو فورس، یا جو لوگ وہاں پر ڈیوٹی کر رہے تھے ان لوگوں نے respond نہیں کیا۔ باہر سے فورس گئی اور اس نے وہاں پر جا کر حالات کو کنٹرول کیا ہے۔ مناواں پولیس سنٹر میں بھی اسی طرح سے ہوا تھا کہ وہاں پر جو لوگ تعینات تھے، وہاں پر جو mechanism تھا اس نے work نہیں کیا۔ جب وہاں پر حملہ ہو گیا تو باہر سے forces کے لوگ گئے اور انھوں نے جا کر یرغمال بننے والے لوگوں کو چھڑایا۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس دفعہ یہ پہلی مرتبہ ہوا ہے۔ ہمیں اس کو appreciate کرنا چاہئے، ہمیں اسے encourage کرنا چاہئے۔ ایف۔ آئی۔ اے کی بلڈنگ میں جس دہشت گرد نے حملہ کیا، بلڈنگ کے اندر جو لوگ ڈیوٹی پر موجود تھے انھوں نے اسے hit کیا۔ اس کے بعد آپ مناواں کے واقعے کو دیکھ لیں۔ وہاں پر بھی چار دہشت گرد اندر داخل ہوئے ہیں۔ گیٹ کے اوپر چونکہ گارڈز، سنتری open کھڑے تھے، وہاں پر دہشت گردوں نے grenade پھینکا جس سے انسپکٹر شہید ہو گیا، اس کے بعد وہ دہشت گرد ساتھ والی بلڈنگ میں داخل ہوئے۔ اس بلڈنگ کے اندر اور اس کی چھت کے اوپر جو لوگ ڈیوٹی پر تعینات تھے انھوں نے انتہائی فرض شناسی اور جرأت کا مظاہرہ کیا۔ وہاں پر انہوں نے ان دہشت گردوں کو hit کر کے ہلاک کیا۔ اسی طرح ایلیٹ فورس ٹریننگ سنٹر میں ہوا۔ آج وزیر اعلیٰ پنجاب اور میں وہاں پر گئے تھے اور ہم نے اس پورے area کو جا کر خود دیکھا ہے۔ اس side پر لوگوں نے farm houses بنائے ہوئے ہیں۔ دہشت گردوں نے ان farm houses کا فائدہ اٹھاتے ہوئے اس side سے دیوار پھلانگی لیکن دیوار پھلانگتے ہی وہاں پر ایلیٹ فورس کی جو picket تھی ان لوگوں نے فوری respond کیا۔ میں سمجھتا ہوں کہ جن کا credit ہو، انھیں ہی ملنا چاہئے۔ ایلیٹ فورس کے جوانوں نے وہاں پر ان چاروں دہشت گردوں کو hit کیا اور اس operation کو successfully انھوں نے مکمل کیا۔ ایک اے۔ ایس۔ آئی وہاں پر شہید ہوا جس کی آج صبح نماز جنازہ تھی۔

جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ اس دفعہ ان سب جگہوں پر جو لوگ ڈیوٹی پر تعینات تھے انھوں نے جرأت کا مظاہرہ کیا اور respond کیا، ورنہ پتا یہ چلتا تھا کہ جو لوگ وہاں پر ڈیوٹی پر تھے وہ دوڑ

گئے اور دہشت گردوں نے خالی ہاتھ لوگوں کو مارا اور بعد میں force گئی، فوج گئی اور انھوں نے جا کر ان دہشت گردوں پر قابو پایا تو ہمیں اس بات کو appreciate کرنا چاہئے۔ ایک جرأت مند قوم، پُر عزم قوم ہی ان حالات سے نبرد آزما ہو کر سرخرو ہو سکتی ہے۔ اگر ہم اسی panic میں پڑے رہیں کہ ایسے ہو گیا ہے، پہلے اطلاع تھی، پہلے کیوں انتظامات نہیں کئے گئے؟ میں سمجھتا ہوں کہ اس وقت دہشت گردوں کا جس قسم کا رویہ ہے کہ وہ security forces کو چھوڑ رہے ہیں، کسی عام آدمی کو، کسی بے گناہ آدمی کو اور نہ ہی کسی بچے اور عورت کو چھوڑ رہے ہیں۔ اب خیبر بازار پشاور میں جو دھماکا ہوا ہے اس کے بعد کیا انسانیت رہ جاتی ہے؟ وہاں پر چھوٹے چھوٹے بچوں کی لاشیں ہم سب نے ٹیلیویژن پر دیکھی ہیں تو میں سمجھتا ہوں کہ وہ کسی قسم کی رعایت کے مستحق نہیں ہیں۔ ایسی گفتگو یا اس معاملے کو اس انداز سے پیش کرنا کہ جس میں ان کی تھوڑی بہت کامیابی یا کارکردگی کا پہلو نکلتا ہو، ہمیں اس وقت اس سے اجتناب کرنا چاہئے اور جو بہتری ہوئی ہے اسے encourage کرنا چاہئے۔ باقی اس بارے میں جو investigation ہے کہ آیا یہ لوگ کہاں سے آئے، کس جگہ پر رہے اور کتنے دن پہلے آئے؟ اسی پر پورا focus ہے اور اس سلسلے میں بڑے important clues ملے ہیں۔ انشاء اللہ تعالیٰ بہت جلد ان تک پہنچ کر اس سارے network کو sort out کریں گے اور اس کو break بھی کریں گے لیکن ان informations کو detail میں ابھی on air or public کرنا مناسب نہیں ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔ جی، بلوچ صاحب! پہلے آپ بات کر لیں۔

جناب احمد خان بلوچ: جناب سپیکر! میری یہ گزارش ہے کہ بحث کے لئے سوموار کا دن مقرر ہوا ہے۔ زراعت، آٹا، چینی وغیرہ کافی چیزیں ہیں اور ایک دن میں ان سب پر بحث نہیں ہو سکے گی۔ اس ہاؤس کے 75 فیصد ممبران زراعت کے شعبہ سے تعلق رکھتے ہیں۔ یہاں ہوتا یہ ہے کہ جو معزز ممبران پہلے تقریر کرتے ہیں انھیں 15 منٹ کا time ملتا ہے، اس کے بعد جب دیکھتے ہیں کہ وقت ختم ہو رہا ہے اور بات کرنے والے ممبران زیادہ ہیں تو اس time کو کم کر کے 10 منٹ کر دیئے جاتے ہیں۔ پھر کچھ دیر بعد کہتے ہیں کہ اب پانچ منٹ ملیں گے۔ آخر میں تقریر کرنے والے ایم۔پی۔اے حضرات کے حصے میں صرف دو منٹ آتے ہیں جو کہ تعارف کراتے ہی ختم ہو جاتے ہیں۔ یہ بہت اہم issue ہے اور ہم 75 فیصد لوگ آئے ہی اس لئے ہیں کہ اپنے کاشتکاروں کی تکالیف، پریشانیوں کو بیان کریں اور ان کے ازالہ کے لئے تجاویز دیں۔ جب آپ کاشتکاروں کے حوالے سے بحث کے لئے کوئی وقت مقرر کریں تو اس میں دو دن رکھیں اور دس منٹ سے کم وقت کسی ایم۔پی۔اے کو نہ دیں۔ یہاں صرف کھڑا ہونا مقصد

نہیں ہوتا بلکہ ہم نے وہ تمام مشکلات بیان کرنی ہوتی ہیں جو کہ کاشتکار کو درپیش ہیں۔ لہذا مہربانی کریں اور اس بحث کے لئے ہمیں دو دن دیں۔ فراخدلی کا مظاہرہ کریں کیونکہ یہ بہت اہم اور ضروری issue ہے۔ صرف یہ نہ لکھوائیں کہ زراعت پر بحث کے لئے وقت دے دیا گیا تھا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، بلوچ صاحب! آپ کی بات ریکارڈ پر آ گئی ہے اب آپ تشریف رکھیں۔

مخدوم سید احمد محمود: جناب سپیکر! خدا کے لئے وقت ضائع نہ کریں، یہ بڑا اہم issue ہے۔ یہاں وزیر خوراک بیٹھے ہیں ان کو کہیں کہ وہ debate کو شروع کریں۔ اس پر ایک دن لگے، دو دن لگیں وہ دیں کیونکہ یہ بہت important issue ہے۔ Please میں آپ کو ہاتھ جوڑ کر کہتا ہوں کہ وقت ضائع نہ کریں۔ حکومتی وزیر کو کھڑا کریں، وہ اپنی opening speech کریں اور اس کے بعد بحث شروع کریں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میری ایک بات سنیں۔ اس کو اگر آج آپ شروع کر بھی لیتے ہیں تو میں سمجھتا ہوں کہ آج جمعہ کا مقدس دن ہے اب اس کا ٹائم بھی ہو گیا ہے اور سب نے اس کی تیاری بھی کرنی ہے۔ ہم نے پیر کا دن already fix کیا ہوا ہے، باقی اس میں کتنا ٹائم ہونا ہے کہ 5 منٹ ہونے ہیں، 10 منٹ ہونے ہیں یا 15 minutes per member ہونا ہے، ایک دن بحث ہونی ہے یا دو دن ہونی ہے۔ سپیکر صاحب نے صبح اڑھائی بجے Business Advisory Committee کی announce meeting کی ہوئی ہے تمام پارلیمانی لیڈر اس میٹنگ میں آ جائیں اور اس میں ہم time limit decide کر لیں گے اور پھر اس کے مطابق یہاں بحث کا آغاز کر دیا جائے گا۔ باقی گورنمنٹ کی طرف سے یہ assurance ہے اگر آپ چاہتے ہیں تو Food Minister is fully prepared. (قطع کلامیاں)

مخدوم صاحب! جس طرح پہلے بات ہوئی، بار بار اس کی نشاندہی کرنا اچھا نہیں ہے۔ میں نے اپنے ممبران کو پہلے بھی خراج تحسین پیش کیا ہے، ابھی بھی کہتا ہوں۔

مخدوم سید احمد محمود: جناب سپیکر! یہ بتائیں کہ آپ نے ہاؤس کب تک چلانا ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ 29 تاریخ تک کا ایجنڈا آیا ہوا ہے۔

مخدوم سید احمد محمود: نہیں نہیں، ابھی کتنا ٹائم اور چلے گا؟

جناب ڈپٹی سپیکر: 12 بج کر 30 منٹ پر ختم ہونا تھا ہم already گھنٹہ اوپر جا چکے ہیں اور جمعہ کا دن ہے۔

مخدوم سید احمد محمود: جناب سپیکر! آپ سے میری مودبانہ گزارش یہ ہے کہ ایجنڈے کا احترام کرنا چاہئے۔ ہم لوگ ایجنڈے کے مطابق کل آئے، کل لاہور میں غیر معمولی حالات پیدا ہو گئے۔ آج کے دن پر یہ postponement ہوئی، آج پھر ٹائم نہیں ہے۔ اب Monday کو کیا assurance ہے؟ اگر ہم اپنے programmes cancel کر کے Monday کو آتے ہیں، کیا assurance ہے کہ یہ Monday کو table بھی ہو گا اور بحث بھی ہو گی؟

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! ابھی بھی کوئی 10 منٹ کی گنجائش ہے اگر مخدوم صاحب اس طرح سے زیادہ زور دے رہے ہیں تو آپ اس کو شروع کرا دیں اور اس کے بعد اس کو Monday تک لے جائیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: پھر اس طرح ہے کہ ایک بج کر 20 منٹ ہوئے ہیں ایک بج کر 45 منٹ تک بحث کرتے ہیں۔ ہاؤس کا وقت 45 منٹ بڑھایا جاتا ہے۔ (قطع کلامیاں)
چونکہ پچھلے 20 منٹ میں نے announce نہیں کیا تھا، ہم ایک بج کر 45 منٹ تک اجلاس چلائیں گے۔ (قطع کلامیاں)
آ جاسم صاحب! آپ بیٹھ کر بات نہ کیا کریں، اگر آپ کو کوئی مسئلہ ہو تو باقاعدہ کھڑے ہو کر پوائنٹ آف آرڈر پر Chair سے بات کیا کریں۔ جی، وزیر خوراک!

عام بحث

چینی اور آٹے کے خصوصی حوالے سے زراعت اور خوراک پر عام بحث

وزیر خوراک / صحت (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ یہ انتہائی اہم discussion تھی اس کے لئے ہم کل بھی حاضر تھے، آج بھی اس کے لئے پوری تیاری ہے تو آپ نے جیسے حکم دیا ہے اس کے متعلق میں بتانا چاہتا ہوں، میں اس بات کو آٹے سے شروع کروں گا۔

جناب سپیکر! سب سے پہلے تو پوری پاکستانی قوم اور خاص طور پر پنجاب مبارک باد کا مستحق ہے کہ پاکستان کی تاریخ میں آٹے کے حوالے سے یا wheat کے حوالے سے جب بھی بحران آیا اور اس کے اوپر بہت سے معاملات اچھالے گئے اور اس پر 9 کروڑ عوام کو پریشانیاں اٹھانی پڑیں تو الحمد للہ مجھے یہاں یہ بات بتاتے ہوئے خوشی محسوس ہو رہی ہے کہ اس سال ہمارے زمیندار طبقے کے ساتھ ساتھ محکمہ

زراعت، فوڈ اور دیگر departments نے ایک کوشش کی اور اس کوشش کے ساتھ یہ بات بتانا بھی ضروری تھا کہ پچھلے سال support price اس کی 625 روپے تھی اور اس سال support price اس کی 950 روپے کر دی گئی جس کا فیڈرل گورنمنٹ نے اعلان کیا اور اس کے بعد ہمارے زمیندار نے پوری کوشش، پوری محنت اور پوری محبت کے ساتھ گندم کی کاشت کی اور اس سلسلے میں اس سال جو bumper crop ہوئی ہے پاکستان کی تاریخ میں اس سے پہلے اس کی مثال نہیں ملتی اور یہ پنجاب کے کاشتکاروں کو مبارکباد ہے اور پورے پاکستان کے لوگوں کو مبارکباد ہے کہ یہ bumper crop پاکستان کی قسمت میں تھی اور الحمدللہ ہمیں نصیب ہوئی۔

جناب سپیکر! میں اس میں figures دینا چاہتا ہوں کہ پچھلے سال جو ہمارے پاس carry forward stocks بچ چکے تھے وہ 2 لاکھ 28 ہزار 317 میٹرک ٹن تھے اور اس کے ساتھ ہم نے اس سال جو initial procurement target رکھا وہ 30 لاکھ ٹن کا تھا لیکن فیڈرل گورنمنٹ نے کہا کہ آپ اس کو بڑھا کر 35 لاکھ ٹن کر دیں لیکن وزیر اعلیٰ پنجاب نے محسوس کیا کہ 35 لاکھ ٹن بھی شاید کم ہو گا تو انہوں نے اس کو فوری طور پر بڑھا کر 40 لاکھ ٹن کر دیا لیکن جیسے ہی procurement کا 15-اپریل کا دن آنے والا تھا تو ہمیں جو ادھر ادھر سے رپورٹیں ملیں اور مختلف علاقوں سے جو feed backs ملے تو اس بات کا احساس کرتے ہوئے کہ جیسے زمینداروں کو Pedi, cotton اور دوسری اجناس کے سلسلے میں پریشانی کا سامنا کرنا پڑا اور ان کی بہت سی investment انہیں واپس نہ مل سکی تو پنجاب گورنمنٹ نے اس سلسلے میں procurement کا target enhance کر کے 40 سے 60 لاکھ ٹن کر دیا اور جب 60 لاکھ ٹن کر دیا گیا تو اس کے لئے ایک بھرپور مہم کا آغاز کیا گیا اور زمیندار نے اس پر بڑی خوشی کا اظہار کیا کہ پنجاب حکومت اس کو اتنی بڑی مقدار میں procure کرنے کا ارادہ رکھتی ہے لیکن شاید کچھ لوگوں کے ذہنوں میں یہ بات بھی تھی کہ شاید پیسوں کا arrangement نہ ہو سکے اور اس کے ساتھ ساتھ اتنی بڑی procurement جو پاکستان کی تاریخ کی سب سے بڑی procurement ہونی تھی اس کے لئے شاید کوئی مناسب بندوبست نہ ہو سکے لیکن میں سمجھتا ہوں کہ وزیر اعلیٰ صاحب کی قیادت میں پنجاب حکومت نے جو کام کیا وہ ایک مثالی کام ہے اور نہ صرف یہ کہ یہ بات ایک محکمے کی حد تک رہی بلکہ اس میں تمام محکموں کو involve کیا گیا، پنجاب حکومت کے تمام وزراء اور مختلف محکموں کے تمام سیکرٹریوں کی مختلف اضلاع میں ڈیوٹی لگائی گئی اور اس کے علاوہ ہمارے معزز اراکین پارلیمنٹ ایم این اے اور ایم پی اے حضرات سے بھی request کی گئی کہ ہم زمینداروں کے ساتھ lysine کر کے یہ

کوشش کریں کہ سنٹروں سے انہیں جو problems آ رہی ہیں ان کو minimize کیا جا سکے۔ ہم نے چونکہ اتنا بڑا target achieve کرنا تھا کیونکہ اس procurement کے لئے صرف 45 دن کا ٹائم ہوتا ہے تو target کے مطابق 10-2009 میں 97 لاکھ 87 ہزار 553 میٹرک ٹن procurement کی گئی اور اس طرح ہمارے پاس total stock 60 لاکھ 11 ہزار 870 میٹرک ٹن ہو گیا۔ جب ہمارے پاس یہ stocks آ گئے تو چونکہ ہمارے پاس storage capacity ہمیشہ سے کم رہی ہے تو میں on record لانا چاہتا ہوں کہ ہم نے اس سال 60 لاکھ میٹرک ٹن store کیا ہے اور اس سے پچھلے سال 25.5 لاکھ میٹرک ٹن store کیا تھا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ایک منٹ۔ راجہ ریاض صاحب! اگر کوئی matter ہے تو lobby kindly میں تشریف لے جائیں کیونکہ ایک تو آپ اپنی کرسی سے اٹھ کر ادھر تشریف لائے ہوئے ہیں اور دوسری بڑی important قسم کی debate ہو رہی ہے۔ Lobby اسی لئے ہے کہ اگر کسی کو کوئی مسئلہ ہے تو وہ وہاں جا کر بات کر لے۔ بہت شکریہ۔ جی، منسٹر صاحب!

وزیر خوراک / صحت (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! ہم نے جو 60 لاکھ میٹرک ٹن گندم procure کی اس میں دو بڑی important چیزیں ہیں۔ ایک تو یہ ہے کہ لوگ بات کرتے ہیں کہ کھلے آسمان تلے 21 لاکھ میٹرک ٹن کے قریب گندم procure کی گئی ہے اور ہم نے فوری طور پر 5 لاکھ میٹرک ٹن کے گودام hired کئے ہیں۔ اس کے علاوہ ہمارے گورنمنٹ کے جو covered گودام ہیں ان میں 27 لاکھ 55 ہزار میٹرک ٹن گندم سٹاک کی گئی ہے۔ یہ جو کھلے آسمان کی بات کرتے ہیں میں اس کی تھوڑی سی وضاحت کرنا چاہتا ہوں کہ یہ پہلی دفعہ نہیں ہوا جب سے procurement policy آئی ہے اور wheat کی procurement ہوتی رہتی ہے تب سے یہ ایسے ہی کیا جاتا ہے۔ ہم اس کو مختلف ذرائع سے ensure کرتے ہیں جس میں اس کے اوپر پولی تھین بیگ ڈالنا ہوتا ہے، اس کے بعد اس کو ترپالوں کے ساتھ cover کرنا ہوتا ہے، پھر اس کو گاہے بگاہے check کیا جاتا ہے تاکہ اس میں کوئی problem نہ آ جائے اور کوئی ایسی نقصان والی چیز سامنے نہ آئے تو ہم یہ checking ساتھ ساتھ مختلف ذرائع سے کرتے رہتے ہیں لیکن اس دفعہ چیف منسٹر صاحب نے خصوصی طور پر مختلف اضلاع میں ایم پی اے حضرات کی بھی ڈیوٹی لگائی کہ وہ باقاعدہ اس کا سروے کر کے ان کو رپورٹ دیں اور اس کی 100 percent satisfactory reports ان تک موصول ہوئیں۔ اس کے بعد میں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ اس کے بعد ہمیں اسے اپنی فلور ملوں کو release کرنا ہوتا ہے۔ اس وقت پنجاب میں تقریباً

700 فلور ملیں ہیں جب مارکیٹ میں گندم ختم ہونا شروع ہو جاتی ہے تو ہم گورنمنٹ کے سٹاک سے انہیں گندم release کرنا شروع کر دیتے ہیں تو اس لحاظ سے اب تک ہم نے جو یکم جولائی تک releases کی تھیں وہ تقریباً 5 لاکھ 43 ہزار میٹرک ٹن کی تھیں۔ اس کے علاوہ ہم نے صوبہ سرحد کو بھی ایک ہزار میٹرک ٹن گندم دی ہے۔ I.D.Ps کے لئے بھی پنجاب حکومت کا good gesture تھا۔ وزیراعلیٰ اور پنجاب حکومت نے یہ فیصلہ کیا تھا کہ I.D.Ps کو پنجاب حکومت support کرے گی۔ اس سلسلے میں ہم 4 ہزار تھیلے روزانہ کے حساب سے دیتے رہے۔ اس طرح ہم نے 7 ہزار میٹرک ٹن گندم ان کو دی۔ اس کے علاوہ ہم نے بلوچستان کو 27 ہزار 8 سو 33 میٹرک ٹن گندم release کی ہے۔ World Food Programme کو 20 ہزار 7 سو 9 میٹرک ٹن release کی ہے۔ اس لحاظ سے 6 لاکھ میٹرک ٹن مختلف صوبوں اور مختلف مدوں میں گندم کو release کیا گیا۔

جناب سپیکر! میں اس کے علاوہ یہ بتانا چاہتا ہوں کہ رمضان package کے ل اس سال انقلابی قدم اٹھایا گیا اور آٹا بہت سستے نرخوں پر فراہم کیا گیا۔ یہ رمضان package 32 دنوں کا تھا جو کہ پنجاب کے عوام کے لئے بنایا گیا تھا۔ اس میں 10 کلو کے تقریباً ساڑھے تین کروڑ تھیلے ایک سو روپے کے حساب سے عوام کو فراہم کئے گئے۔ اگر ان کو 2 سے تقسیم کیا جائے تو یہ ایک کروڑ 76 ہزار کے قریب 20 کلو کے تھیلے بنتے ہیں۔ یہ عوام کے لئے بہت بڑی سبسڈی تھی کیونکہ یہ براہ راست عوام تک پہنچی۔ غریب عوام کے لئے سستا آٹا فراہم کرنا ضروری بھی تھا اور اس محنت کا ثمر بھی تھا جو کسان نے اس پنجاب کے لئے کی۔ یہ سبسڈی جو دی گئی اس میں کسی پر بوجھ نہیں ڈالا گیا کہ اس کام کے لئے کسی دوسری مد سے اضافی بجٹ نکال کر ادھر شامل کیا گیا۔ ہم نے مختلف مدوں میں جو سبسڈی رکھی تھی یہ انہی میں سے نکال کر کام کیا گیا ہے۔ یہ ساڑھے تین کروڑ تھیلے تقریباً ستر لاکھ خاندانوں میں تقسیم کئے گئے اور اس کی پذیرائی بھی کی گئی۔ میں یہاں تسلیم کرتا ہوں کہ اس میں کچھ کمی بھی رہی۔ اس کی سپلائی میں کچھ ایسی رکاوٹیں آئیں اور کچھ ایسی مشکلات آئیں لیکن یہ بھی حقیقت ہے کہ رمضان بازاروں میں جس طرح آٹے کو monitor کیا گیا اور آٹے کے سٹال لگائے گئے۔ رمضان package کے شروع کے دنوں میں کچھ کمی رہی یہ بالکل واضح ہے، پر چھپانے والی بات نہیں ہے لیکن جیسے جیسے یہ سلسلہ آگے بڑھتا رہا اور ساتویں آٹھویں روزے کے بعد نظام streamline ہو گیا۔ یہی وجہ ہے کہ اس کے بعد جو انتظامات رمضان بازاروں میں ہوئے جن کی بنیاد پر مثالی کارکردگی کا مظاہرہ کیا گیا جس کے لئے تمام محکمے، وزراء صاحبان اور ایم پی ایز مبارکباد کے مستحق ہیں کہ انھوں نے بھی feed back دیا اور جہاں کوئی کمی یا

کمزوری تھی اس کی نشاندہی کی۔ جس کی وجہ سے پنجاب حکومت اس کمی اور کمزوری کو ساتھ ساتھ دور کرتی رہی۔

جناب سپیکر! وزیر اعلیٰ پنجاب اپنی تمام تر مصروفیات کو چھوڑ کر رمضان بازاروں کے لئے مختلف اضلاع میں جاتے رہے اور ایک ایک دن میں کئی رمضان بازاروں کا معائنہ کیا اس سلسلے میں ہمیں جہاں بھی کسی کی کوتاہی نظر آئی تو اس کے نتیجے میں کسی بھی ذمہ دار افسر یا اہلکار کو نہیں چھوڑا گیا اور اس کے خلاف مکمل کارروائی کی گئی۔ اس میں بہت سے بڑے افسر ہیں جن کو اس سہولت کو عوام تک مناسب طریقے سے نہ پہنچانے کی وجہ سے ان کے عہدے سے فارغ کیا گیا اور ان کو او ایس ڈی بنا دیا گیا۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس دفعہ آٹے کی جو پالیسی رہی ہے وہ ایک مثالی پالیسی تھی۔ اس پالیسی کے تحت پنجاب کی 9 کروڑ عوام کو بہت ریلیف ملا ہے۔ میں یقین رکھتا ہوں کہ آنے والے دنوں میں بھی یہ سلسلہ جاری و ساری رہے گا۔ جب بھی package کا اعلان ہوتا ہے اور ایک سپیشل پروگرام بنتا ہے۔ وزیر اعلیٰ پنجاب جب اس کو لاگو کرنے کا محسوس کریں گے یا اگلے رمضان میں یا کسی اور موقع پر پروگرام بنتا ہے تو ہم اس کے لئے مکمل تیاری کرتے ہیں۔ میں یہاں پر یہ یقین دلانا چاہتا ہوں کہ ہمارے پاس کثیر تعداد میں گندم موجود ہے۔ اس وقت ہمارے پاس 57 لاکھ کے قریب گندم کے سٹاک موجود ہیں۔ ہم نے اس کو اچھے طریقے سے اپنی procurement policy کے تحت procure کیا ہوا ہے۔ اس میں ہم نے وفاقی حکومت سے بھی درخواست کی ہے کہ ہماری ضرورت سے بہت زیادہ گندم ہمارے پاس موجود ہے۔ پنجاب کی ضرورت 3.2 ملین ٹن یا زیادہ سے زیادہ 3.5 ملین ٹن ہوتی ہے۔ اس وقت 6 ملین ٹن ہمارے پاس ہے۔ اس لحاظ سے ہم نے وفاقی حکومت سے درخواست کی ہے کہ آپ 2.5 ملین ٹن یعنی 25 لاکھ ٹن گندم اپنے reserve میں رکھیں تاکہ جب بھی گندم کی ضرورت محسوس ہو تو وہ استعمال کی جا سکے۔ پچھلے سال بد قسمتی سے ہمیں 25 لاکھ ٹن سے زیادہ گندم باہر سے منگوانا پڑی۔ ہم نے وفاقی حکومت سے درخواست کی تو ان کی طرف سے ہمیں مثبت ہدایات ملی ہیں کہ وہ کافی مقدار میں گندم اپنے سٹاک یا reserve میں لے لیں گے۔ ہم نے 25 لاکھ ٹن کا کہا ہے لیکن انھوں نے 20 لاکھ ٹن کا agree کر لیا ہے لیکن ہم مکمل documents کے ساتھ گندم ان کے حوالے کرنا چاہتے ہیں۔ اس کے ساتھ میں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ گندم کی حفاظت بھی کی جا رہی ہے اور کوشش کی جائے گی کہ اگر دوسرے صوبوں کو ضرورت ہے تو ان کو بھی گندم دی جائے۔ اس کے علاوہ اگر گندم مناسب دام پر فروخت ہو سکتی ہے جس میں حکومت کو زیادہ نقصان برداشت نہ کرنا پڑے تو وہ بھی ہم کرنے کے لئے تیار ہیں۔

جناب سپیکر! گندم اور آٹے کے بعد میں مختصراً چینی کے بارے میں بات کرنا چاہتا ہوں کہ چینی کا جو بحران آیا ہے اس کے بارے میں سب کو معلوم ہے۔ میں سب سے پہلے on the floor of the House ریکارڈ پر یہ بات لانا چاہتا ہوں کہ چینی کے بارے میں clear بات ہے کہ لوگ panic create کر رہے ہیں۔ مجھے افسوس سے یہ بات کہنا پڑ رہی ہے کہ ہر طرف یہ شور پڑتا رہا کہ چینی دستیاب نہیں ہے۔ میں ایوان میں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ پنجاب کو چینی کی اس سال اور سیزن کے لئے جتنی ضرورت ہے وہ ہمارے پاس موجود ہے۔ اس میں کسی قسم کی کوئی کمی نہیں ہے۔ یہ جو معاملہ چلایا جو بحث چلی اور panic create ہوا اس میں بہت سے لوگوں کی لاعلمی شامل تھی کہ انھوں نے اس کی مکمل طور پر study کی تھی، اس بارے میں ان کے پاس stock reports تھیں اور نہ ہی انھیں اس سسٹم کی سمجھ تھی کہ یہ کیا ہے۔ اس کے علاوہ یہ بھی ایک انوکھا کام تھا کہ پاکستان کی تاریخ میں پہلی دفعہ قیمتوں کا معاملہ سامنے آیا جبکہ چینی کے بارے میں کبھی بھی ایسی بات سامنے نہیں آئی تھی۔ اس سلسلے میں، میں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ ہمارے پاس پنجاب میں 46 شوگر ملیں ہیں جن میں سے 45 کام کر رہی ہیں اور ایک مل کام نہیں کر رہی ہے۔ ان ملوں میں گنا crush کرنے کی استعداد 3 لاکھ 28 ہزار 9 سو میٹرک ٹن روزانہ کی ہے۔ گنے کی فصل کا کل زیر کاشت رقبہ 14 لاکھ 96 ہزار 502 ایکڑ ہے۔ گنے کی پیداوار 3 لاکھ 22 ہزار 95 ہے، گنا 2 کروڑ 12 لاکھ 71 ہزار اور چینی کی پیداوار 20 لاکھ 18 ہزار میٹرک ٹن ہوئی۔ اس کے ساتھ سابقہ سٹاک شامل ہوا جو 3 لاکھ 87 ہزار میٹرک ٹن تھا اور جو کل سٹاک ہمارے پاس اس crushing season کے بعد موجود تھا وہ 24 لاکھ 5 ہزار میٹرک ٹن موجود تھا۔ پنجاب کی کل آبادی 8 کروڑ 58 لاکھ 96 ہزار سروے کے مطابق ہے۔ ان کی فی کس مہینے کی ضرورت 2.08 کلوگرام بنتی ہے۔ اس حساب سے 21 لاکھ 47 ہزار کی ہماری requirement ہے جبکہ ہمارے پاس 24 لاکھ 5 ہزار کے سٹاک موجود تھے۔ اس سے واضح ہو جاتا ہے کہ ہمیں جتنی ضرورت تھی اتنی چینی ہمارے پاس موجود تھی۔ اس کے علاوہ بہت سے figures ہیں جو میں دینا چاہتا ہوں لیکن مجھے بتایا جا رہا ہے کہ وقت کم ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ یہ بحث ہو جائے اور جب میں wind up speech کروں گا تو اس پر میں مزید روشنی بھی ڈال سکتا ہوں۔ میں یہاں پر ایک بات کر کے اجازت چاہوں گا کہ اس وقت اصل مسئلہ 40 روپے کلو فروخت کا ہے اور 40 روپے فی کلو چینی کی فروخت کا مسئلہ چونکہ already سپریم کورٹ اور ہائی کورٹ میں زیر بحث ہے تو آج بھی اس حوالے سے سپریم کورٹ میں پیشی تھی جس کے لئے ہمارا محکمہ، محکمہ قانون اور دیگر محکمے وہاں پر گئے ہوئے ہیں تو آج کی progress کو بھی انشاء اللہ include کر

لیا جائے گا۔ مزید جب میں wind up کروں گا تو میں اس پر سیر حاصل رپورٹ اور پوری information provide کر دوں گا۔ ویسے ابھی میرے پاس کافی لمبی لسٹ ہے جس میں، میں آپ کو تمام figures پیش کر سکتا ہوں لیکن اس پر مجھے تقریباً ایک یا ڈیڑھ گھنٹے کی ضرورت ہے۔ چونکہ ٹائم بڑا short ہے اس لئے اگر آپ مناسب سمجھیں تو مجھے اجازت دیں کہ باقی detail میں اپنی winding up speech میں بتا سکوں۔ بہت شکریہ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، شکریہ۔ باقی بات آپ اپنی winding up speech میں ہی کر لیجئے گا۔ اس وقت مخدوم صاحب اور ایگریکلچر منسٹر صاحب بھی بیٹھے ہوئے ہیں۔ اب پارلیمانی لیڈر چونکہ مخدوم صاحب ہی موجود ہیں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! مخدوم صاحب کیا اپوزیشن میں آ گئے ہیں کیونکہ روایت یہی ہے کہ قائد حزب اختلاف ہی شروع کرتے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: قائد حزب اختلاف چونکہ موجود نہیں ہیں تو پارلیمانی لیڈران میں سے مخدوم صاحب ہی موجود ہیں۔ اگر آپ بات کرنا چاہتے ہیں تو .You are more than welcome روایت یہی ہے کہ پارلیمانی لیڈر ہی پہلے بات کرتے ہیں۔ ان کے بعد میں آپ کو موقع دیتا ہوں۔ جی، مخدوم صاحب!

مخدوم سید احمد محمود: بہت شکریہ۔ جناب سپیکر! میں سب سے پہلے یہ وضاحت کر دوں کہ میں حکومت کے coalition partner کی حیثیت سے، حکومت کے خیر خواہ کی حیثیت سے اور حکومت کے ایک ایسے ساتھی ہونے کی حیثیت سے بات کر رہا ہوں کہ جس پر کوئی doubt نہیں ہونا چاہئے اور میرا کوئی political points scoring کا ارادہ نہیں ہے۔ میں اپنی بات یہاں سے شروع کروں گا کہ ہم نے تو دعائیں کی تھیں کہ (ن) لیگ کی حکومت بنے اور (ق) لیگ کی حکومت سے جان چھوٹے اور اس لئے بھی دعا کی تھی کہ شہباز شریف صاحب کو میں ذاتی طور پر جانتا ہوں تو میں نے سوچا کہ یہ آئیں گے اور good governance dispense کریں گے۔ جس طریقے سے آٹے اور چینی کے crisis کو حکومت نے handle کیا تو ایمانداری کی بات ہے کہ چائنا نے یہ کام چھوڑ دیا حالانکہ وہ communist country ہے اور free market کی طرف آ گیا۔ Lennon اپنے ideas کو کامیاب نہیں کر سکا اور روس free market economy کی طرف آ گیا۔ پالیسی ایسی بنائی گئی کہ اب اس کے reaction میں ملک کو بہت بڑا نقصان ہوگا۔ چینی کو 40 روپے فی کلو پر لے کر آیا گیا۔ میں آپ کی توجہ چاہتا ہوں کہ

پوری دنیا میں hoarding اور مہنگائی کے مسئلے کو کس طرح حل کیا جاتا ہے، کوئی راکٹ سائنس نہیں ہے۔ پوری دنیا میں economic measures کے تحت ان چیزوں کو handle کیا جاتا ہے۔ پہلی دفعہ ہم نے دیکھا کہ مہنگائی کو administrative tools کے ذریعے handle کرنا شروع کیا گیا ہے جس کا اب بہت بُرا reaction ہو گا۔ ہر action کا ایک reaction ہوتا ہے۔ یہ خود کہہ رہے ہیں کہ انہوں نے چینی کو administratively کنٹرول کیا اور تمام سیکرٹریوں اور وزیروں کی ڈیوٹی لگائی۔ وزیراعلیٰ صاحب خود کہہ رہے ہیں کہ انہوں نے سستے بازاروں کے دورے کئے جو انہوں نے اس کو administratively کنٹرول کیا۔ اب اس کا reaction سن لیجئے جو میں ایک سال پہلے بتا رہا ہوں۔ اب گنے کی کاشت پر effect یہ ہو گا کہ ملک میں گنا کاشت نہیں ہو گا۔ ہاں! اگر ایگریکلچر منسٹر صاحب میں جرأت ہے تو کھڑے ہو کر یہ گنے کی قیمت announce کریں کہ 125 روپے ریٹ ہو گا۔ اگر یہ ریٹ کاشتکار کو ملے گا تو وافر گنا لگے گا، وافر چینی بنے گی اور کوئی hoarding نہیں کرے گا۔ میں یہ بتا دینا چاہتا ہوں کہ اب گنا نہیں لگے گا جس کا نتیجہ یہ ہو گا کہ چینی 100 روپے کلو میں import ہو گی اور جو کیری لوگر بل کے تحت پیسے آ رہے ہیں انہی میں سے پیسے لئے جائیں گے اور ڈالرز میں ہم چینی منگوائیں گے۔ میں پوچھتا ہوں کہ یہ کیسی پالیسی ہے؟ پنجاب گورنمنٹ کی پالیسی تو ایسی ہونی چاہئے کہ اگلے سال ملک سے چینی export ہو۔ آج رواج یہ پڑ گیا ہے کہ جو جتنا بڑا غلط مشورہ دے گا، جو جتنی بڑی خوشامد کرے گا اس کو اتنا بڑا عہدہ ملے گا۔ کابینہ میں پالیسی discuss ہوتی ہے نہ اسمبلی میں discuss ہوتی ہے۔ ایسے ہی پالیسی کا اعلان کر دیا جاتا ہے۔ Metro نامی ایک ملٹی نیشنل کمپنی جسے بڑی مشکل سے پچھلی حکومت منت سماجت کر کے لے آئی تھی، کتنا بڑا ظلم ہوا کہ اس پر 35 پولیس والوں نے جا کر harassment پھیلائی اور اس کمپنی کے ایڈیشنل منیجر کو گرفتار کیا۔ گرفتار اس لئے کیا کہ وہاں چینی فروخت ہو رہی تھی۔ مجھے آپ بتائیں کہ کیا اس پالیسی کے تحت اس ملک میں investment آئے گی؟ جب DCO, DPO، منسٹرز، سیکرٹریز چینی فروخت کریں گے، آٹا بانٹتے پھریں گے تو کیا لوگ اس ملک میں investment لے کر آئیں گے، اس ملک کے economic indicators کو دنیا میں کیا شاباش ملے گی؟ میں یہ نہیں کہتا کہ چینی کتنے روپے کی ان کے پاس ہے اور کتنے میں یہ بیچ رہے ہیں۔ میری گزارش یہ ہے کہ پالیسیاں ایسی بنائی جائیں جس سے اس ملک کی خیر خواہی سامنے آئے۔

وزیر خوراک / صحت (ملک ندیم کامران): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں!

وزیر خوراک / صحت (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! میں آپ کی اجازت سے مخدوم صاحب کی خدمت میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ یہ پنجاب حکومت کی پالیسی کی بات کر رہے ہیں تو میں یہ clear کرنا چاہتا ہوں کہ پنجاب حکومت نے کوئی پالیسی نہیں بنائی۔ یہ اپنی direction صحیح رکھیں کیونکہ price جو بتائی گئی ہے یہ سپریم کورٹ اور ہائی کورٹ نے announce کی ہے۔ پنجاب حکومت کو اس میں involve کیسے کیا جا رہا ہے؟ پنجاب حکومت کو جو directions ہائی کورٹ کی طرف سے یا سپریم کورٹ کی طرف سے آئیں گی ہم اس پر implement کروانے کے bound ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ میں ان کو یہ بھی بتانا چاہتا ہوں۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ایک پوائنٹ تو آپ کا یہ آ گیا، دوسرا کیا ہے؟

وزیر خوراک / صحت (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! دوسری بات میں آپ کو یہ بتانا چاہتا ہوں کہ جس جس کی یہ نشاندہی کر رہے ہیں کہ کوئی گنا نہیں لگائے گا یا اس کے آگے کیا اثرات ہوں گے تو ہم نے already اس سلسلے میں Federation کو ساتھ ملا کر سپریم کورٹ کو وضاحت بیان کر دی ہے۔ چونکہ سپریم کورٹ ایک supreme ادارہ ہے جس کو سب نے implement کروانا ہے اور اسی کے تحت ہم چل رہے ہیں۔ آج بھی وہاں پر اس سلسلے میں تاریخ تھی تو وہاں سے جو ریٹس آئیں گے ان کے مطابق ہم نے implement کروانا ہے۔ میں آپ کی وساطت سے ان سے یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ یہ پنجاب حکومت کی پالیسی ہے اور نہ free market میں involve ہونا چاہتی ہے لیکن جب ہائی کورٹ کی طرف سے suo-moto ایکشن لیا گیا اور پنجاب حکومت کو ہدایات آئیں تو اس کے تحت ہم نے کچھ کارروائی کی ہے۔ مخدوم صاحب پنجاب حکومت کو involve نہ کریں کیونکہ اس میں پنجاب حکومت کا کوئی عمل دخل نہیں ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے آبکاری و محصولات (جناب محمد آجاسم شریف): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، آجاسم صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے آبکاری و محصولات (جناب محمد آجاسم شریف): جناب سپیکر! جمعہ کی نماز کا وقت ہو گیا ہے۔ یا تو مولوی صاحب کو کہہ دیں کہ وہ ایک گھنٹہ نماز لیٹ کر دیں کیونکہ 2 بجے نماز کا ٹائم ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ تشریف رکھیں۔ اس سے پہلے وہ wind up کر لیں گے۔ جی، مخدوم صاحب!

مخدوم سید احمد محمود: جناب سپیکر! میں وزیر خوراک کی respect کرتا ہوں اور میرا کوئی ذاتی ایجنڈا نہیں ہے۔ میں تو ایسی بات بیان کر رہا ہوں جس کا ہم سب پر اثر ہو گا۔ یہ پنجاب اسمبلی ہے اور یہاں ہم سب اپنے اپنے علاقوں، حکومت اور صوبہ پنجاب کو represent کرنے کے لئے آئے ہوئے ہیں۔ یہ نہیں ہو سکتا کہ ایسی پالیسی بنائی جائے کہ اس کے بعد ہم سب legal out کر جائیں کہ یہ تو سپریم کورٹ کا آرڈر ہے۔ اگر سپریم کورٹ کا آرڈر ہے تو پشاور میں چینی 100 روپے کلو کیوں ہے، سندھ میں چینی نایاب کیوں ہو گئی ہے اور بلوچستان میں تو چینی مل ہی نہیں رہی؟ یہ کس طرح کی پالیسی بنائی جا رہی ہے کہ پنجاب میں آٹا بھی سستا ملے، چینی بھی سستی ملے جو administrative orders کے ذریعے ملے اور باقی صوبوں میں چینی اور آٹا کہیں دستیاب ہی نہ ہو۔ گزارش یہ ہے کہ پنجاب حکومت کو سر جوڑ کر بیٹھنا چاہئے۔ ابھی یہ چینی چالیس روپے کلو فروخت کروا رہے ہیں۔ اب جیسے کرشنگ سیزن شروع ہونے والا ہے تو کاشتکار آپ کو 125 روپے فی من سے کم گنا نہیں دے گا لہذا اس چیز کو مدنظر رکھتے ہوئے آپ چینی کے ریٹ کا حساب خود ہی کر لیں۔ یہاں سیکرٹری ایگریکلچر اور دوسرے افسران بھی بیٹھے ہوئے ہیں تو 9 فیصد recovery average ہے لہذا آپ خود اندازہ لگا لیں کہ چینی کا ریٹ کیا بنے گا؟ میں بتاتا ہوں کہ چینی کا ریٹ 70/75 روپے ہو جائے گا۔ کیا پھر یہ لوگوں کو لائنوں میں کھڑے کروا کر 40 روپے میں چینی دلوائیں گے، اگر دلوائیں گے تو اتنی بڑی subsidy کون دے گا؟ ایسی futile exercise کا کوئی فائدہ نہیں ہے۔ بلے بلے کی سیاست بند ہونی چاہئے۔ یہ ٹائم نہیں ہے کہ اس طرح کی پالیسیوں کو ground پر enforce کیا جائے جس کے reaction میں کل کو نقصان ہی نقصان ہو۔ It's a no main situation جس طریقے سے یہ سارے چینی کے پیچھے لگے ہوئے ہیں اس میں کہیں سے کوئی اچھی خبر نہیں آئے گی۔ میں وزیر خوراک وزراعت سے گزارش کرتا ہوں کہ وہ اپنی ذمہ داری کو دیکھیں، اپنی ذمہ داری کو نبھائیں اور گنے کے ریٹ پر بات کریں ہم سب زمیندار ہیں اور کاشتکار علاقوں سے آئے ہوئے ہیں، چینی issue نہیں ہے، چینی سے پیٹ نہیں بھرا جا سکتا۔ دال چنا کا ریٹ -/150 روپے کلو اور مونگی کا ریٹ -/130 روپے کلو ہے۔ یہ چینی کے پیچھے پڑے ہیں۔ چینی کوئی issue نہیں ہے۔ 70 فیصد چینی beverages اور مٹھائی والے استعمال کرتے ہیں۔ 30 فیصد چینی چمچ کے حساب سے کھائی جاتی ہے۔ چینی سے روٹی بنا کر کوئی نہیں کھاتا۔ یہ جو چینی کا issue بنایا گیا ہے یہ no main situation ہے اس طرح نہیں ہونا چاہئے تھا۔ اگر ہو گیا ہے تو ابھی بھی remedy ہے حکومت اس problem کو face کرے اور گنے کا ریٹ announce کرے تاکہ کاشتکاروں میں کوئی خوشی کی

لسر دوڑے۔ انہیں پتا ہے کہ ہمارا گنا تو کوئی مل والا 70/75 روپے سے اوپر تو نہیں لے گا اور جب 70/75 روپے نہیں لے گا تو وہ گنے کو آگ لگا دیں گے اور وہ گنا کاشت نہیں کریں گے اور پھر اگلے سال اربوں روپے کے ذخائر سے ہم چینی 100 روپے کلو کے حساب سے import کریں گے۔ اپنی چینی ہم چالیس روپے کلو کے حساب سے دے رہے ہیں تاکہ زمیندار مر جائیں۔ اس وقت ہم چینی 76 روپے import کر رہے ہیں اور اگلے سال 100 روپے کریں گے۔ یہ کیسی پالیسی ہے اور یہ سپریم کورٹ کا کیسا آرڈر ہے جو صرف پنجاب میں implement کیا جا رہا ہے۔ بلوچستان والے ترسی ہوئی نگاہوں سے دیکھ رہے ہیں، سندھ والے ترسی ہوئی نگاہوں سے دیکھ رہے ہیں، سرحد والے ترسی ہوئی نگاہوں سے دیکھ رہے ہیں۔ خدا کے لئے گورننس کی طرف توجہ دیں، گورننس dispense نہیں ہو رہی۔ امن وامان کی صورتحال آپ کے سامنے ہے۔ ہمارے رحیم یار خان میں پچھلے تین ماہ میں چالیس اغوا ہوئے ہیں۔ آج کل بندے ایسے اٹھائے جا رہے ہیں جیسے کسی زمانے میں cattle اٹھاتے تھے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! کیونکہ time short ہے اس لئے میں چاہوں گا کہ مخدوم صاحب جو facts and figures بیان کر رہے ہیں تو یہ اب Monday سے اس بات کو شروع کریں کیونکہ یہ جو facts and figures پیش کر رہے ہیں یہ Monday کو تشریف لائیں گے، ایسا نہ ہو کہ یہ اس دن آئیں ہی نا۔ یہ جو facts and figures پیش کر رہے ہیں اس وقت تک گنا اگر زمیندار کو 99 سے لے کر انہوں نے 110 روپے تک دیا ہے اگر اسی range میں گنا مل والوں کو ملے تو ان کو 32.5 روپے فی کلو میں چینی پڑتی ہے۔ انہوں نے اس سال کی چینی کے سودے شروع میں 28 اور 26 روپے کے کئے۔ اب ان کے گوداموں میں پڑی پڑی 38 روپے کی ہو گئی ہے اور 38 روپے سے 68 روپے کی ہو گئی ہے اور غریب آدمی کی جیب سے اربوں روپیہ اگر نکل کر ان کی طرف منتقل نہ ہو تو حکومت کی پالیسی بھی غلط ہے، سب کچھ غلط ہے اور اگر یہ زمینداروں کو دو دو سال تک پیسے ہی نہ دیں تو پھر پالیسی بھی ٹھیک ہے اور سب کچھ ٹھیک ہے۔ جو یہ فرما رہے ہیں کہ سپریم کورٹ کا فیصلہ بلوچستان میں، سرحد میں، سندھ میں یہ فرمائیں کہ کیا یہ سپریم کورٹ کا فیصلہ نہیں ہے کہ چالیس روپے میں چینی فروخت کی جائے؟ کیا سپریم کورٹ نے one man commission مقرر نہیں کیا کہ وہ گنے کی قیمت کا بھی تعین کرے اور چینی کی قیمت کا بھی تعین کرے اور اس کے بعد اس کو سپریم

کورٹ announce کرے گی۔ جب ان کو ساری چیزوں کا پتا ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ ان چیزوں کو حکومت کے سر پر نہ ڈالیں اور اب پھر یہ ادھر سے چلے ہیں اور اب اغواء برائے تاوان کے مقدمات کی طرف آ گئے ہیں۔ میرا خیال ہے کہ چونکہ ان کے پاس وقت ہے اس لئے یہ facts and figures لے آئیں۔ میں ان کو ثابت کروں گا کہ یہ جو چینی کے مل مالکان ہیں انہوں نے اس مرتبہ غریب آدمی کی جیب پر اربوں روپے کا ڈاکا ڈالا ہے۔ ان کا مزید اربوں کا ڈاکا ڈالنے کا پروگرام ہے۔ سپریم کورٹ ان کی راہ میں حائل ہے اور چونکہ اس میں عام آدمی کا فائدہ ہے اور پنجاب حکومت عام آدمی کے ساتھ ہے وہ ایسے فیصلے کو implement کرے گی جس سے عام آدمی کو فائدہ ہو گا مل مالکان کے فائدے کے لئے پنجاب حکومت act نہیں کرے گی۔ مل مالکان کے فائدہ کے لئے وزیراعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف حالانکہ وہ خود بزنس مین ہیں اور ان کی خود فیملی سے لوگوں کی ملیں ہیں اور پتا نہیں انہوں نے کتنا پریشر برداشت کیا ہے لیکن انہوں نے کہا کہ نہیں جو فیصلہ عام آدمی کے لئے بہتر ہے میں اس فیصلے کے ساتھ کھڑا ہوں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب ڈپٹی سپیکر: ہاؤس کا وقت 15 منٹ اور بڑھایا جاتا ہے۔

مخدوم سید احمد محمود: جناب سپیکر! گزارش ہے کہ میں نے پہلے بھی وضاحت کی تھی کہ میں ایک خیر خواہ کی حیثیت سے بات کروں گا، میرا کوئی ذاتی ایجنڈا نہیں ہے۔ کسی جگہ پر میری مل کا نام نہیں آیا۔ ہم good practices کرنے والے لوگ ہیں۔ We are not cheered of such things گزارش یہ ہے کہ کون ذمہ داری اٹھاتا ہے۔ چلیں رانا صاحب کھڑے ہو کر مجھے کہہ دیں کہ وہ ذمہ داری اٹھاتے ہیں کہ اگلے سال چینی surplus ہو گی، گنے کے کاشتکاروں کو ان کا ریٹ ملے گا، یہ جو crisis ہے یہ over ہو جائے گا یہ ذمہ داری اٹھالیں میں آج بیٹھ جاتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اچھا مخدوم صاحب! میری عرض سنیں۔

مخدوم سید احمد محمود: میری آخری گزارش سن لیں۔ وزیر خوراک کی یہ بات بنتی ہے۔ اس بحث کے بعد ان کو ذمہ داری اٹھانی چاہئے کہ گنے کے کاشتکار کا نقصان نہیں ہو گا، اگلی دفعہ چینی hold نہیں ہو گی اور وافر پیدا ہو گی۔ چینی ڈالروں میں import نہیں کی جائے گی اور 100 روپے کلو نہیں فروخت کی جائے گی تو ہمیں کوئی اعتراض نہیں۔ ہم تو action کا reaction دیکھ کر آپ سے بات کر رہے ہیں کہ آگے آنے والے وقت میں یہ مسئلہ مزید بڑھے گا، خراب ہو گا اس کو politicize نہ کیا جائے۔ اس پر سیاست نہ کی جائے، اس پر economic team بٹھا کر سمجھ داری سے اس پر کوئی فیصلہ کیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اب میں اتنی گزارش کروں گا کہ جمعہ کا وقت ہو چکا ہے۔ جہاں پر آپ کی تقریر ہے Monday کو آپ ادھر سے ہی شروع کیجئے گا۔ بزنس ایڈوائزری کمیٹی میں ہم یہ فیصلہ کر لیں گے کہ ہر ممبر کے لئے بات کرنے کا کتنا وقت مقرر کرنا ہے اور اگر ممبران کہیں گے تو اس کو اگلے دن بھی لے جایا جائے گا لیکن اس کا فیصلہ بزنس ایڈوائزری کمیٹی میں کریں گے۔ اب اجلاس بروز سوموار مورخہ 19-اکتوبر 2009 سہ پہر تین بجے تک ملتوی کیا جاتا۔

سرکاری رپورٹ

صوبائی اسمبلی پنجاب

مباحثات 2009

سرکاری رپورٹ

صوبائی اسمبلی پنجاب

مباحثات 2009

سوموار 19، منگل 20، بدھ 21۔اکتوبر 2009

(یوم الاثنین 29،یوم الثلاثہ 30۔شوال المکرم،یوم الاربعاء یکم ذیقعد 1430ھ)

پندرھویں اسمبلی: چودھواں اجلاس

جلد 14 (حصہ دوم) : شمارہ جات 6تا8

صوبائی اسمبلی پنجاب

مباحثات

مندرجات

چودھواں اجلاس

سوموار،19۔اکتوبر 2009

جلد 14 : شمارہ 6

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
1۔	ایجنڈا	498
2۔	تلاوت قرآن پاک وترجمہ	500
3۔	نعت رسول مقبولﷺ	501
	سوالات (محکمہ جات محنت وانسانی وسائل، ثقافت اور سپورٹس)	
4۔	نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات	502
	تعزیت	
5۔	معزز خاتون رکن محترمہ نرگس فیض ملک کی خالہ صاحبہ اور اسمبلی ملازم کی وفات پر دعائے مغفرت	513
6۔	نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات (۔۔۔جاری)	514

نمبر شمار	مندرجات		صفحہ نمبر
7-	نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات (جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)	------------	536
	توجہ دلاؤ نوٹس		
8-	تحصیل کمالیہ میں آٹھ سالہ بچے سے زیادتی و قتل	------------	574
9-	قرارداد پیش کرنے کے لئے قواعد کی معطلی کی تحریک	------------	576
	قرارداد		
10-	ایران کے صوبہ سیستان میں ہونے والے خودکش بم دھماکے کی پُرزور مذمت	------------	577
	رپورٹیں (توسیع)		
11-	تحاریک استحقاق بابت سال 09-2008 کے بارے میں مجلس استحقاقات کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع	------------	579
12-	تحاریک التوائے کار نمبر 1038/08 کے بارے میں مجلس قائمہ برائے صحت کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع	------------	581
	تحاریک استحقاق		
13-	ایس ڈی پی او وہاڑی کا معزز رکن اسمبلی کے خلاف نازیبا الفاظ کا استعمال	------------	584
	تحاریک التوائے کار		
14-	صوبہ میں مضر صحت دودھ کی سپلائی سے بچوں کے پیٹ کی بیماریوں میں اضافہ	------------	585
15-	اٹک کے بارڈر لائن پر دریائے سندھ سے مچھلی پکڑنے کی آڑ میں منشیات اور اسلحہ کی سمگلنگ میں اضافہ	------------	589
16-	W.H.O کا Wyeth لیبارٹری اور ملٹی نیشنل کمپنیوں کی تیار کردہ ادویات کو مضر صحت قرار دینا	------------	593

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
	سرکاری کارروائی	
	رپورٹیں(جو پیش ہوئیں)	
17۔	صوبائی محتسب کی کارکردگی رپورٹیں برائے سال 08۔2007 کاایوان میں پیش کیاجانا ------------	600
18۔	پنجاب پبلک سروس کمیشن کی سالانہ رپورٹ برائے سال 2008 کاایوان میں پیش کیاجانا ------------	600
19۔	پالیسی کے اصولوں کی تعمیل اور عملدرآمد پر سالانہ رپورٹ برائے سال 2006 کاایوان میں پیش کیاجانا ------------	601
	مسودہ قانون (جوزیر غور لایا گیا)	
20۔	مسودہ قانون (ترمیم) یونیورسٹی آف ہیلتھ سائنسز لاہور مصدرہ 2009------------	605
	عام بحث	
21۔	چینی اور آٹے کے خصوصی حوالہ سے زراعت اور خوراک پر بحث(---جاری) ------------	625
	منگل،20۔اکتوبر2009	
	جلد 14 : شمارہ 7	
22۔	ایجنڈا ------------	700
23۔	تلاوت قرآن پاک وترجمہ ------------	704
24۔	نعت رسول مقبول ﷺ ------------	705
	پوائنٹ آف آرڈر	
25۔	سانحہ کوریاں اور گوجرہ پر مسیحیوں سے اظہار یکجہتی کے لئے دومنٹ کی خاموشی اختیار کرنا ------------	706
26۔	سانحہ گوجرہ پر جوڈیشل انکوائری کی رپورٹ منظر عام پر لانے کامطالبہ ------------	707

نمبر شمار	مندرجات		صفحہ نمبر
	سوالات (محکمہ جات بہبود آبادی و تحفظ ماحولیات)		
27-	نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات	------------	709
28-	نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات (جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)	------------	742
	رپورٹیں (توسیع)		
29-	مسودہ قانون (ترمیم) استحقاقات صوبائی اسمبلی پنجاب نمبر 15، 17 مصدرہ 2008 اور نمبر 6 مصدرہ 2009 کے بارے میں مجلس قائمہ برائے قانون و پارلیمانی امور کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع	------------	781
30-	نشان زدہ سوال نمبر 334 کے بارے میں مجلس قائمہ برائے مقامی حکومت و دیہی ترقی کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع	------------	783
31-	تحریک التوائے کار نمبر 117/09 کے بارے میں مجلس قائمہ برائے امور داخلہ کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع	------------	784
	تحاریک استحقاق		
32-	ایس ایچ او تھانہ سانده، لاہور کا معزز خاتون رکن اسمبلی کا فون سننے سے انکار (---جاری)	------------	787
33-	ایس ڈی پی او، وہاڑی کا معزز رکن اسمبلی کے خلاف نازیبا الفاظ کا استعمال (---جاری)	------------	787
	پوائنٹ آف آرڈر		
34-	ایم پی ایز کو پلاٹ دینے اور پرائیوٹ چینلز کو اسمبلی کی کارروائی کی کوریج کی اجازت دینے کا مطالبہ	------------	788
	تحاریک التوائے کار		
35-	صوبہ میں مضر صحت دودھ کی سپلائی سے بچوں کے پیٹ کی بیماریوں میں اضافہ (---جاری)	------------	802

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
36-	کم عمر لڑکیوں کی شادی کے قانون میں ترمیم کا مطالبہ -----------	804
	غیر سرکاری ارکان کی کارروائی	
	مسودہ قانون (جو متعارف کرنے کے لئے پیش ہوا)	
37-	مسودہ قانون (ترمیم) محتاج اور بے آسرا بچے پنجاب مصدرہ 2009 -----------	812
	قرار دادیں (مفاد عامہ سے متعلق)	
38-	Slow Learner بچوں کے لئے Learner Club کے قیام کا مطالبہ -----------	814
39-	پنجاب کے سرکاری ہسپتالوں میں ایمرجنسی سنٹرز قائم کرنے اور خواتین سٹاف کی تعیناتی کا مطالبہ -----------	816
40-	ضلع قصور کے سوئی گیس سے محروم علاقوں کو سوئی گیس فراہم کرنے کا مطالبہ -----------	818
41-	1857 کی جنگ آزادی کے شہداء کو خراج تحسین پیش کرنے اور 10 مئی کو عام تعطیل کرنے کا مطالبہ -----------	819
42-	قرارداد پیش کرنے کے لئے قواعد کی معطلی کی تحریک -----------	832
	قرارداد	
43-	کوریاں اور گوجرہ میں ہونے والے واقعات کی مذمت -----------	833
	پوائنٹ آف آرڈر	
44-	سانحہ گوجرہ پر جوڈیشل کمیٹی کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کا مطالبہ -----------	834
	بدھ، 21-اکتوبر 2009	
	جلد 14 : شمارہ 8	
45-	ایجنڈا -----------	852
46-	تلاوت قرآن پاک و ترجمہ -----------	854

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
47-	نعت رسول مقبولﷺ ------------	855
	پوائنٹ آف آرڈر	
48-	اسلامک انٹرنیشنل یونیورسٹی اسلام آباد میں بم دھماکے سے شہید ہونے والوں کے لئے دعائے مغفرت ------------	856
49-	تعلیمی ادارے بند ہونے کا معاملہ ------------	858
50-	نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات ------------	860
51-	نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات (جو ایوان کی میز پر رکھے گئے) ------------	906
	پوائنٹ آف آرڈر	
52-	پی اے سی کے چیئرمین کی تقرری ------------	915
53-	جناح باغ کی صورتحال پر بحث کا مطالبہ ------------	919
54-	قائداعظم کی جگہ محترمہ بے نظیر بھٹو کی تصویر آویزاں کرنے کا معاملہ ------------	921
55-	ڈی جی رینجرز کا دہشت گردوں سے متعلق بیان ------------	926
	رپورٹ (جو پیش ہوئی)	
56-	مسودہ قانون (ترمیم) صوبائی موٹر گاڑیاں مصدرہ 2009 اور کرائے پر دی جانے والی املاک پنجاب مصدرہ 2009 کے بارے میں مجلس قائمہ برائے امور داخلہ کی رپورٹوں کا ایوان میں پیش کیا جانا ------------	930
	رپورٹیں (توسیع)	
57-	تحریک التوائے کار نمبر 308/09 کے بارے میں مجلس قائمہ برائے ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع ------------	931
58-	ڈاکٹر اسد معظم ایم پی اے کے گھر پر ہونے والے وقوعہ کے بارے میں خصوصی کمیٹی کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع ------------	932

سوالات (محکمہ جات منصوبہ بن

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
	تحاریک استحقاق	
59-	سپرنٹنڈنٹ دارالامان لیہ کا معزز رکن اسمبلی کے ساتھ ہتک آمیز رویہ (---جاری) ------------	933
	تحاریک التوائے کار	
60-	پنجاب میں غیر رجسٹرڈ پرائیویٹ سکولوں کی بھرمار ------------	936
61-	حلقہ پی پی-74 چنیوٹ میں گندے نالے کی وجہ سے بیماریوں کا پھیلاؤ ------------	939
62-	سرکاری ہسپتالوں میں ناقص ادویات کی فراہمی ------------	942
63-	فیصل آباد پولیس کی فرائض سے غفلت اور ہٹ دھرمی ------------	943
64-	گنگارام ہسپتال انتظامیہ کی غفلت سے نئی الٹراساؤنڈ مشین کا ناکارہ ہونا ------------	947
65-	ایل ڈی اے کی جوہر ٹاؤن سکیم فیز-I اور فیز-II کی فائلوں کی گمشدگی ------------	952
66-	قرارداد پیش کرنے کے لئے قواعد کی معطلی کی تحریک ------------	953
	قرارداد	
67-	گھریلو کارکنوں کی فلاح و بہبود کے لئے قانون سازی کی ضرورت ------------	956
	پوائنٹ آف آرڈر	
68-	پاسکو کی طرف سے چاول کی خریداری ------------	966
69-	اجلاس کے اختتام کا اعلامیہ ------------	972
70-	انڈکس	

498

ایجنڈا

برائے اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب

منعقدہ، 19-اکتوبر 2009

تلاوت قرآن پاک و ترجمہ اور نعت رسول مقبول ﷺ

سوالات

(محکمہ جات محنت وانسانی وسائل، ثقافت اور سپورٹس)

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

توجہ دلاؤ نوٹسز

علیحدہ فہرست میں مندرج توجہ دلاؤ نوٹسز اگر کوئی ہوں،

میں سے سوالات پوچھے جائیں گے اور ان کے زبانی جوابات دیئے جائیں گے

سرکاری کارروائی

1۔ صوبائی محتسب کی کارکردگی رپورٹس برائے سال 2008-2007 کا پیش کیا جانا

ایک وزیر صوبائی محتسب کی کارکردگی رپورٹس برائے سال 08-2007 ایوان میں پیش کریں گے۔

2۔ پنجاب پبلک سروس کمیشن کی سالانہ رپورٹ برائے سال 2008 کا پیش کیا جانا

ایک وزیر پنجاب پبلک سروس کمیشن کی سالانہ رپورٹ برائے سال 2008 ایوان میں پیش کریں گے۔

3۔ پالیسی کے اصولوں کی تعمیل اور عملدرآمد پر سالانہ رپورٹ برائے سال 2006 کا پیش کیا جانا

ایک وزیر پالیسی کے اصولوں کی تعمیل اور عملدرآمد کی سالانہ رپورٹ برائے سال 2006 ایوان میں پیش کریں گے۔

499

4۔ مسودہ قانون (ترمیم) یونیورسٹی آف ہیلتھ سائنسز لاہور مصدرہ 2009
(مسودہ قانون نمبر 10 بابت 2009)

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون (ترمیم) یونیورسٹی آف ہیلتھ سائنسز لاہور مصدرہ 2009، جیسا کہ سٹینڈنگ کمیٹی برائے صحت نے سفارش کی، کو فی الفور زیر غور لایا جائے۔

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون (ترمیم) یونیورسٹی آف ہیلتھ سائنسز لاہور مصدرہ 2009 منظور کیا جائے۔

5۔ چینی اور آٹے کے خصوصی حوالہ سے زراعت اور خوراک پر عام بحث جاری رہے گی

500

صوبائی اسمبلی پنجاب

پندرھویں اسمبلی کا چودھواں اجلاس

سوموار،19۔اکتوبر2009

(یوم الاثنین،29۔شوال المکرم1430ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز، لاہور میں شام 4بج کر46منٹ پر زیر صدارت جناب سپیکر رانا محمد اقبال خان منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک وترجمہ قاری نور محمد نے پیش کیا۔

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیمo

بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَٰنِ ٱلرَّحِيمِo

وَسِيقَ ٱلَّذِينَ ٱتَّقَوۡاْ رَبَّهُمۡ إِلَى ٱلۡجَنَّةِ زُمَرًاۖ حَتَّىٰٓ إِذَا جَآءُوهَا وَفُتِحَتۡ أَبۡوَٰبُهَا وَقَالَ لَهُمۡ خَزَنَتُهَا سَلَٰمٌ عَلَيۡكُمۡ طِبۡتُمۡ فَٱدۡخُلُوهَا خَٰلِدِينَo وَقَالُواْ ٱلۡحَمۡدُ لِلَّهِ ٱلَّذِي صَدَقَنَا وَعۡدَهُۥ وَأَوۡرَثَنَا ٱلۡأَرۡضَ نَتَبَوَّأُ مِنَ ٱلۡجَنَّةِ حَيۡثُ نَشَآءُۖ فَنِعۡمَ أَجۡرُ ٱلۡعَٰمِلِينَo وَتَرَى ٱلۡمَلَٰٓئِكَةَ حَآفِّينَ مِنۡ حَوۡلِ ٱلۡعَرۡشِ يُسَبِّحُونَ بِحَمۡدِ رَبِّهِمۡۖ وَقُضِيَ بَيۡنَهُم بِٱلۡحَقِّ وَقِيلَ ٱلۡحَمۡدُ لِلَّهِ رَبِّ ٱلۡعَٰلَمِينَo

سُوۡرَۃُ الزُّمَر73 تا 75

اور جو لوگ اپنے رب کی نافرمانی سے پرہیز کرتے تھے انہیں گروہ در گروہ جنت کی طرف لے جایا جائے گا یہاں تک کہ جب وہ وہاں پہنچیں گے اور اس کے دروازے پہلے ہی کھولے جا چکے ہوں گے تو اس کے منتظمین ان سے کہیں گے کہ سلام ہو تم پر تم بہت اچھے رہے داخل ہو جاؤ اس میں ہمیشہ کے لئےo اور وہ کہیں گے شکر ہے اس خدا کا جس نے ہمارے ساتھ اپنا وعدہ سچ کر دکھایا اور ہم کو زمین کا وارث بنا دیا۔ اب ہم جنت میں جہاں چاہیں اپنی جگہ بنا سکتے ہیں پس بہترین اجر ہے عمل کرنے والوں کے لئےo اور تم دیکھو گے کہ فرشتے عرش کے گرد حلقہ بنائے ہوئے اپنے رب کی حمد و تسبیح کر رہے ہوں گے اور لوگوں کے درمیان ٹھیک حق کے ساتھ فیصلہ چکا دیا جائے گا اور پکار دیا جائے گا کہ حمد ہے اللہ رب العالمین کے لئےo

وماعلینا الا البلاغo

نعت رسول مقبول ﷺ الحاج اختر حسین قریشی نے پیش کی۔

نعت رسول مقبول ﷺ

در نبی پہ جبیں ہماری جھکی ہوئی ہے جھکی رہے گی
ہمارے سینے سنہری جالی لگی ہوئی ہے لگی رہے گی
خدا ہے ذاکر میرے نبی کا کبھی نہ یہ ذکر ختم ہوگا
ازل سے میرے نبی کی محفل سجی ہوئی ہے سجی رہے گی
میرے لبوں پہ نبی کی نعتیں نبی کے لطف و کرم کی باتیں
کرم سے ان کے ہی بات میری بنی ہوئی ہے بنی رہے گی
چلو ری سکھیو نبی کے در پر بڑا سخی ہے غریب پرور
مدینے والے کی دھوم گھر گھر مچی ہوئی ہے مچی رہے گی

سوالات

(محکمہ جات محنت وانسانی وسائل، ثقافت اور سپورٹس)

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

جناب سپیکر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ اب وقفہ سوالات شروع ہوتا ہے اور آج کے ایجنڈے پر محنت و انسانی وسائل، ثقافت اور سپورٹس سے متعلقہ سوالات پوچھے جائیں گے اور ان کے جوابات دیئے جائیں گے۔ جہاں تک ثقافت اور سپورٹس کے وزیر صاحب کا تعلق ہے تو انہوں نے اپنی request بھیجی ہے کہ میں آج نہیں آ سکوں گا لہذا میرے خیال میں ان کے سوالات کو pending کر لیا جائے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

جناب محمد محسن خان لغاری: شکریہ۔ جناب سپیکر! اگر پارلیمانی سیکرٹری ان سوالوں کے جواب دے دیں تو کیا حرج ہے؟

جناب سپیکر: پارلیمانی سیکرٹری موجود ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ثقافت (محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری): جناب سپیکر! میں موجود ہوں اور سوالات کے جواب بھی دوں گی۔

جناب سپیکر: جی، ثقافت کے سوالوں کے جواب پارلیمانی سیکرٹری صاحبہ دیں گی۔

محترمہ سکینہ شاہین خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ!

محترمہ سکینہ شاہین خان: شکریہ۔ جناب سپیکر! خواتین کے ترقیاتی فنڈز سے متعلق راجہ ریاض صاحب نے کہا تھا کہ سوموار کو بتائیں گے تو میری یہ گزارش ہے کہ آج اس حوالے سے بتایا جائے۔

جناب سپیکر: محترمہ! راجہ صاحب آج یہاں پر موجود نہیں ہیں وہ کل آ جائیں گے تو ان سے پوچھ لینا۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

ڈاکٹر سامیہ امجد: شکریہ۔ جناب سپیکر! دھرم پورہ میں لوگوں کو بے گھر کیا جا رہا ہے اور یہ عوامی مفاد کی بات ہے لیکن حکومتی اقدام سے اس کی بدنامی ہو رہی ہے۔

جناب سپیکر: محترمہ! اب وقفہ سوالات شروع ہو چکا ہے۔ آپ نے جو بھی کرنا ہے اس کے لئے باقاعدہ ایک طریق کار ہے آپ لکھ کر اسمبلی میں دیں تو اس پر action لیا جائے گا۔ اس طرح بات کرنا مناسب نہ ہے۔ میں نے آپ کو بار بار کہا ہے کہ وقفہ سوالات بہت ہی اہم ہوتا ہے۔ یہ سوال رانا محمد اقبال صاحب کا ہے۔ جی، رانا محمد اقبال صاحب!

رانا محمد اقبال خان: شکریہ۔ جناب سپیکر! میرے سوال کا نمبر 25 ہے اور جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

پی پی۔37 شاہدرہ لاہور محکمہ محنت کے زیر سایہ دفاتر، ہسپتال، ڈسپنسریاں اور مستقل، عارضی ملازمین کی تعداد و دیگر تفصیلات

*25: رانا محمد اقبال خان: کیا وزیر محنت وانسانی وسائل از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) راوی پار لاہور کی حدود میں محکمہ محنت وانسانی وسائل کے کتنے دفاتر، ہسپتال اور ڈسپنسریاں ہیں۔ان اداروں کا محکمانہ کام کیا ہے اور دائرہ اختیار کن کن علاقوں پر محیط ہے؟

(ب) ان اداروں میں کل کتنے ملازمین کام کر رہے ہیں ان کے نام، ولدیت، عہدہ جات، مستقل عارضی پتا جات اور عرصہ تعیناتی کیا ہے؟

(ج) ان اداروں میں کتنی اسامیاں خالی ہیں اور کیا حکومت ان کو پر کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اور کب؟

(د) سوشل سکیورٹی کے مذکورہ بالا صحت کے اداروں میں کن کن افراد کا علاج کیا جاتا ہے، کیا یہ درست ہے کہ پی پی۔137 میں ایک سوشل سکیورٹی ہسپتال ہے، جہاں عام آدمی کا علاج نہیں کیا جاتا اس کی وجوہات کیا ہیں؟

(ہ) جی ٹی روڈ پر ٹریفک حادثات اور صنعتی علاقہ ہونے کی وجہ سے اس ہسپتال میں ایمرجنسی وارڈ کا ہونا ضروری ہے، کیا اس ہسپتال میں عام آدمی کے لئے ایمرجنسی سہولت کا منصوبہ شروع کیا جا سکتا ہے، اگر جواب ہاں میں ہے تو کب؟

(و) سوشل سکیورٹی ہسپتال شاہدرہ میں ملازمین کی تنخواہوں، علاج معالجہ اور contingency کی مد میں آج تک کتنا خرچہ آیا، ماہانہ کی بنیاد پر علیٰحدہ علیٰحدہ تفصیل فراہم کی جائے نیز اس ہسپتال کی تعمیر اور آلات کی خرید پر کل کتنا خرچہ آیا اور تعمیر کا ٹھیکہ کس فرم کو دیا گیا، ٹھیکیدار / فرم کا نام، پتا اور فون نمبرز کیا ہیں، آلات کی تفصیل فراہم کی جائے نیز یہ آلات کہاں کہاں سے خرید کئے گئے اور ان کا طریق کار کیا تھا؟

وزیر محنت وانسانی وسائل (جناب محمد اشرف خان سوہنا):

(الف) راوی پار لاہور کی حدود میں ادارہ پنجاب سوشل سکیورٹی کے زیر انتظام ایک مقامی دفتر ایک ڈسپنسری اور ایک ہسپتال قائم ہے۔

مقامی دفتر کا کام سوشل سکیورٹی سکیم کے تحت رجسٹرڈ صنعتی و تجارتی اداروں سے سوشل سکیورٹی کنٹری بیوشن کی وصولی اور ان اداروں میں کام کرنے والے تحفظ یافتہ کارکنان اور ان کے لواحقین کو نقد معاوضہ جات کی ادائیگی ہے۔اسی طرح ادارہ کی قائم کردہ ڈسپنسری اور ہسپتال کے ذریعے مذکورہ تحفظ یافتہ کارکنان ان کے بیوی بچوں اور والدین کو مفت طبی سہولیات فراہم کی جاتی ہیں۔مندرجہ بالا مقامی دفتر کا دائرہ اختیار مندرجہ ذیل علاقوں پر محیط ہے:-

(1) راوی پل سے جی ٹی روڈ مرید کے تک
(2) مرید کے شیخوپورہ روڈ پر سروس انڈسٹریز اور جی ڈی انڈسٹریز تک
(3) شاہدرہ چوک سے شیخوپورہ روڈ پر شیخوپورہ تک
(4) شیخوپورہ فیصل آباد روڈ پر شیخوپورہ سے فیروز وٹواں تک
(5) فیروز وٹواں ننکانہ روڈ پر فیروز وٹواں سے چاندی کوٹ تک
(6) شیخوپورہ سرگودھا روڈ پر شیخوپورہ سے دھنت پورہ تک
(7) شیخوپورہ شرق پور روڈ پر منڈی فیض آباد تک

(ب) مقامی دفتر شاہدرہ جو کہ 65 جی ٹی روڈ شاہدرہ پر واقع ہے جس میں فی الوقت انتظامی شعبہ میں 41 جبکہ میڈیکل کے شعبہ میں 14 ملازمین اپنے فرائض سرانجام دے رہے ہیں جن کی مکمل تفصیل بطور ضمیمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے، اسی طرح سوشل سکیورٹی ڈسپنسری شاہدرہ لاہور سوشل سکیورٹی ہسپتال شاہدرہ میں تعینات ملازمین کی مکمل تفصیل بالترتیب ضمیمہ (ب) اور ضمیمہ (ج) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) مذکورہ بالا اداروں میں خالی اسامیوں کی تعداد درج ذیل ہے:-

(1)	مقامی دفتر شاہدرہ	4
(2)	سوشل سکیورٹی ڈسپنسری شاہدرہ	1
(3)	سوشل سکیورٹی ہسپتال شاہدرہ	32
	میزان	37

چونکہ انتظامی امور سے متعلقہ اسامیوں پر بھرتی پر حکومت پنجاب کی جانب سے پابندی عائد ہے لہذا جونہی حکومت کی جانب سے ادارہ کو بھرتی کی اجازت موصول ہو گی مذکورہ اسامیوں پر قوانین وضوابط کے مطابق کارروائی عمل میں لائی جائے گی۔

(د) یہ درست ہے کہ حلقہ پی پی-137 میں ادارہ سوشل سکیورٹی کے زیر انتظام 100 بستروں پر مشتمل ایک ہسپتال قائم ہے۔جہاں سے سوشل سکیورٹی سکیم کے تحت رجسٹرڈ صنعتی و تجارتی اداروں میں کام کرنے والے تحفظ یافتہ کارکنان اور ان کے لواحقین بشمول والدین کو مفت طبی سہولیات فراہم کی جاتی ہیں۔یہاں پر عام پبلک کو بھی ایمرجنسی کی صورت میں ابتدائی طبی امداد فراہم کی جاتی ہے کیونکہ ادارہ کے قوانین کے مطابق سوشل سکیورٹی ہسپتالوں سے صرف وہی اشخاص علاج معالجہ کی سہولیات حاصل کرنے کے مجاز ہیں جو سوشل سکیورٹی سکیم کے تحت رجسٹرڈ ہیں اور جن کی contribution محکمہ کو ادا کی جاتی ہے۔

(ہ) سوشل سکیورٹی ہسپتال شاہدرہ میں ایمرجنسی وارڈ موجود ہے اور ایمرجنسی کی صورت میں عام آدمی کو بھی ابتدائی طبی امداد (First Aid) کی سہولت فراہم کی جا رہی ہے۔

(و) سوشل سکیورٹی شاہدرہ میں فی الوقت 287 ملازمین کام کر رہے ہیں جن کی تنخواہوں، علاج معالجہ اور contingencies کی مدات میں جولائی 2007 تا مارچ 2008 تک مبلغ 32067515/- روپے کے اخراجات ہوئے جن کی تفصیل ماہانہ کی بنیاد پر علیحدہ علیحدہ درج ذیل ہے:-

نمبر شمار	مہینہ	تنخواہ مع الاؤنس	سٹاف کا علاج و معالجہ	اتفاقیہ اخراجات (Contingency)
-1	جولائی 2007	2460289	24909	77595
-2	اگست 2007	2812778	2816	64950
-3	ستمبر 2007	3626915	49559	20447
-4	اکتوبر 2007	3498134	138445	64109
-5	نومبر 2007	3539505	102119	39863
-6	دسمبر 2007	3522685	127850	41828

-7	جنوری2008	3595643	338050	76645
-8	فروری2008	3769697	172494	70250
-9	مارچ2008	3484405	278912	72256
	ٹوٹل	30310051	1229522	527942

مندرجہ بالا ہسپتال کی تعمیر اور آلات کی خریداری پر اٹھنے والے اخراجات درج ذیل ہیں:-

(1) تعمیری اخراجات بشمول کنسلٹنٹ فیس Rs.103589542

(2) طبی آلات کی خریداری پر اٹھنے والے اخراجات Rs.43031804

(3) دیگر چھوٹے آلات کی خریداری پر اٹھنے والے اخراجات Rs.49,32,412

مذکورہ ہسپتال کی تعمیر کا منصوبہ پراگریسو انٹرنیشنل انجینئرز اینڈ کنٹریکٹرز جوہر ٹاؤن لاہور کو سونپا گیا تھا جب کہ نیسپاک کے ادارے کو بطور کنسلٹنٹ ذمہ داری سونپی گئی تھی، فرم مذکورہ کے کوائف درج ذیل ہیں۔

نام فرم پراگریسو انٹرنیشنل انجینئرز اینڈ کنٹریکٹرز

پتا 150۔ایف، بلاک J/1، جوہر ٹاؤن لاہور

فون نمبر 042-5310950

042-5419287

ادارہ سوشل سکیورٹی میں مرکزی دفتر کے ذریعے طبی آلات کی خریداری کا طریق کار درج ذیل ہے:-

-1 تمام آلات محکمہ صحت پنجاب کی وضع کردہ پالیسی کو مدنظر رکھتے ہوئے ٹینڈر کے ذریعہ خریدے جاتے ہیں۔

-2 محکمہ صحت حکومت پنجاب کی پری کوالیفائیڈ فرمیں ہی ٹینڈر میں شمولیت کی اہل ہوتی ہیں۔

-3 ٹینڈرز میں حاصل کردہ تمام آفرز کو محکمہ کے سینئر سپیشلسٹ پر مشتمل Technical Scrutiny Committee کے روبرو پیش کیا جاتا ہے۔جو تمام آلات کا بخوبی تکنیکی جائزہ اور معائنہ کے بعد خریداری کے لئے اپنی سفارشات مرتب کرتی ہے۔اس کمیٹی کی سربراہی ادارہ سوشل سکیورٹی کے Medical Advisor کرتے ہیں جن کی تعیناتی محکمہ صحت حکومت پنجاب کی جانب سے کی جاتی ہے۔

-4 Technical Scrutiny Committee کی سفارشات کی Purchase Committee کے روبرو پیش کیا جاتا ہے جو آلات کی قیمتوں پر غور و خوض کرنے کے بعد فرموں کے ساتھ negotiation کرتی ہے تاکہ ادارہ اعلیٰ ترین آلات کی خریداری کے عمل میں ان کی قیمتوں

میں مناسب کمی کر سکے۔اس کمیٹی کی سفارشات کی باقاعدہ منظوری کمشنر سوشل سکیورٹی دیتے ہیں جس کے بعد فرموں کو آلات کی فراہمی کے لئے آرڈر جاری کر دیئے جاتے ہیں۔

سوشل سکیورٹی شاہدرہ کے لئے خرید کردہ طبی آلات کی خریداری کی مکمل تفصیل بطور ضمیمہ (د)اور(ہ)ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

رانا محمد اقبال خان: جناب سپیکر!سوال کے جواب سے میں مطمئن ہوں مگر عوام کے لئے دی گئی فرسٹ ایڈ اور ایمرجنسی کی سہولتوں سے میں مطمئن نہیں ہوں۔باقی کافی ٹھیک ہے۔

جناب سپیکر: جی،منسٹر صاحب!

وزیر محنت وانسانی وسائل(جناب محمد اشرف خان سوہنا):جناب سپیکر!وہ اپنا ضمنی سوال دہرا دیں۔

جناب سپیکر: جی،رانا صاحب!آپ اپنا ضمنی سوال دہرا دیں۔

رانا محمد اقبال خان: جناب سپیکر!جواب میں انہوں نے بتایا ہے کہ فرسٹ ایڈ اور ایمرجنسی میں پبلک کے لئے سہولتیں ہم دے رہے ہیں لیکن میں یہ کہہ رہا ہوں کہ وہ اس سے مطمئن نہیں ہیں کیونکہ کبھی وہ یہ سہولت دیتے ہیں اور کبھی نہیں دیتے۔

جناب سپیکر: رانا صاحب!آپ categorically سوال کریں جس کا وہ جواب بھی دیں۔

محترمہ سکینہ شاہین خان: جناب سپیکر!ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی،محترمہ!

محترمہ سکینہ شاہین: جناب سپیکر!جس طرح سے یہ پوچھا گیا ہے کہ راوی کے اس طرف اداروں کی تعداد کتنی ہے،اگر نہیں ہے تو حکومت اس کے لئے کیا اقدام کرے گی؟

جناب سپیکر: محترمہ!ویسے آپ نے اس کا جواب مکمل پڑھ لیا ہے؟

محترمہ سکینہ شاہین: جی،میں نے پڑھا ہے۔

جناب سپیکر: جی،منسٹر صاحب!بتائیں۔

وزیر محنت وانسانی وسائل(جناب محمد اشرف خان سوہنا):جناب سپیکر!میں محترمہ سے عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اس سوال کا مفصل جواب تحریر ہے،اگر میری بہن نے پڑھ لیا ہوتا تو انہیں یہ سوال کرنے کی نوبت نہ آتی۔

جناب سپیکر: ان کو guide کر دیں کہ ہم نے فلاں جگہ پر اس کا ذکر کیا ہے، یہ بہتر رہے گا۔

وزیر محنت وانسانی وسائل (جناب محمد اشرف خان سوہنا): جناب سپیکر! ویسے رانا صاحب تو جواب سے مطمئن ہو چکے ہیں لیکن میں سمجھ نہیں سکا کہ میڈم نے کیا ضمنی سوال کیا ہے؟

جناب سپیکر: انہوں نے کہا ہے کہ راوی کے پار جو باقی ہسپتال ہیں ان کی کیا پوزیشن ہے، کیا ان میں ادویات ملتی ہیں؟

وزیر محنت وانسانی وسائل (جناب محمد اشرف خان سوہنا): جناب سپیکر! اس میں ساری تفصیل شامل ہے اگر ان کو کسی جگہ پر ابہام ہے تو میں بتانے کے لئے حاضر ہوں۔

جناب سپیکر: محترمہ! وہ کہہ رہے ہیں کہ اگر کوئی ابہام ہے تو مجھے بتائیں میں اس کو دور کرتا ہوں۔

محترمہ سکینہ شاہین: جناب سپیکر! میں مطمئن ہوں۔

جناب سپیکر: اب کوئی سپلیمنٹری سوال نہیں ہے؟

وزیر محنت وانسانی وسائل (جناب محمد اشرف خان سوہنا): جناب سپیکر! یہ بڑے مفصل جوابات درج کئے گئے ہیں اس لئے میں نہیں سمجھتا کہ کوئی ضمنی سوال کی نوبت آئے گی۔

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! میرا ایک ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ!

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ جی ٹی روڈ پر جو حادثات ہوتے ہیں اور حکومت کی جانب سے جواب آیا ہے کہ سوشل سکیورٹی ہسپتال میں ایمر جنسی موجود ہے وہاں پر دوسرے مریضوں کو بھی ایمر جنسی امداد ملتی ہے۔ میں نے جب وہاں سوشل سکیورٹی ہسپتال میں جاکر دیکھا ہے تو وہاں پر ایسا کوئی انتظام نہیں ہے۔ کئی مزدوروں کی سڑک cross کرتے ہوئے ہلاکت ہوئی ہے اور ان کے بچوں کی بھی ہلاکت ہوئی ہے۔

جناب سپیکر: آپ supplementary question کریں۔

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! یہ supplementary question ہے اور محکمے کی طرف سے غلط جواب آیا ہے۔ سوشل سکیورٹی ہسپتال مزدوروں کا ہسپتال ہے اور مزدوروں کے بچوں کے لئے ہے۔ ہوتا یہ ہے کہ جو بے چارے مزدور فیکٹریوں سے کام کر کے نکلتے ہیں زخمی ہوتے ہیں اور مرتے ہیں ان کو

میو ہسپتال لانا پڑتا ہے۔ وہاں پر کوئی ایمبولنس کا انتظام نہیں ہے اور یہ کہتے ہیں کہ وہاں ایمر جنسی ہے۔ اس کے بارے میں منسٹر صاحب بتائیں؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر محنت و انسانی وسائل (جناب محمد اشرف خان سوہنا): جناب سپیکر! سوشل سکیورٹی ہسپتال کا مزدوروں کو طبی سہولتیں مہیا کرنے کا نیٹ ورک بہت مضبوط اور وسیع ہے۔

(اذان عصر)

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! نماز کے لئے وقفہ کریں۔

جناب سپیکر: میں نے آپ کو نماز پڑھنے سے نہیں روکا۔

جناب اعجاز احمد خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی!

جناب اعجاز احمد خان: جناب سپیکر! آج سے پہلے آپ ruling فرما چکے ہیں کہ supplementary questions زیادہ سے زیادہ دو ہوں گے۔

جناب سپیکر: میں نے ایسی کوئی ruling نہیں دی۔ میں نے یہ کہا تھا کہ جتنے بھی کم سے کم ضمنی سوال ہو سکیں وہ بہتر ہے اور آپ مہربانی کیا کریں۔

جناب اعجاز احمد خان: جناب سپیکر! میں ایوان کے اندر ذمہ داری سے عرض کر رہا ہوں کہ آپ نے فرمایا تھا کہ maximum supplementary questions دو ہوں گے۔

جناب سپیکر: میں نے کہا تھا کہ ہونے چاہئیں۔

جناب اعجاز احمد خان: جناب سپیکر! یہاں پر جو رائے emerge ہو رہی ہے کہ کوئی supplementary question کے لئے even mover of the question was not ready to agitate یہاں پر business بہت ہے---

جناب سپیکر: دیکھیں! You are an advocate also. Try to understand کہ میں نے ابھی دونوں صاحبان کو کہا ہے کہ آپ دونوں ضمنی سوال کریں گے۔ جو بڑے ہیں پہلے وہ کریں گے

پھر بعد میں دوسرے کریں لیکن جو بات آپ کہہ رہے ہیں اس میں، میں نے یہ قدغن نہیں لگائی تھی بلکہ میں نے یہ کہا تھا کہ جتنا بھی short سے short ہو سکے وہ کیا جائے۔ شکریہ

جناب اعجاز احمد خان: جناب سپیکر! چونکہ business question بہت زیادہ ہوتے ہیں اور چار پانچ سوالوں کے بعد ایک گھنٹہ ختم ہو جاتا ہے---

جناب سپیکر: آپ تشریف رکھیں، بڑی مہربانی، ٹائم ضائع نہ کریں، یہ آپ کا کوئی پوائنٹ آف آرڈر نہیں بنتا۔ جی، بلوچ صاحب!

جناب احمد خان بلوچ: جناب سپیکر! کیا وزیر موصوف یہ بتانا پسند کریں گے کہ جز (و) میں 287 ملازمین کے علاج کا خرچہ پوچھا گیا ہے اور وہ ہر مہینے کا علیحدہ علیحدہ پوچھا گیا ہے اس میں اگست میں 2812778 روپے بتایا گیا ہے۔ وہی ملازمین ہیں جن کا ایک مہینے کا خرچہ 338050 روپے جنوری میں اور 278912 روپے مارچ میں ہے۔ 287 ملازمین کا خرچہ دو ہزار سے تین لاکھ پر کیسے پہنچ گیا؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب! جواب دیجئے گا۔

وزیر محنت وانسانی وسائل (جناب محمد اشرف خان سوہنا): جناب سپیکر! میں آپ سے عرض کروں کہ کسی بھی مزدور کے علاج کے اخراجات پر ہم پابند نہیں ہیں۔ مزدور کی بیماری کے حساب سے ہمیں جتنے بھی اخراجات کرنے پڑیں وہ ہم کرتے ہیں۔ بعض اوقات تو ہمیں دوسرے ہسپتالوں میں بھی نیورو سرجری کے لئے، kidney failure کی صورت میں بھی بہت سے اخراجات ادا کرنے پڑتے ہیں۔ میں محترم دوست کی خدمت میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ بعض اوقات ہمیں لاکھوں روپے ایک ایک مریض کے علاج کے لئے خرچ کرنا پڑتے ہیں۔ اگر ان کا اطمینان نہ ہو تو ان اخراجات کی تفصیل میں اپنے بھائی کو پیش کرنے کے لئے تیار ہوں۔

جناب سپیکر: جی، منڈا صاحب!

چودھری علی اصغر منڈا (ایڈووکیٹ): شکریہ۔ جناب سپیکر! جز (ج) کے سوال کا جو جواب حکومت اور محکمے کی جانب سے آیا ہے کہ ان خالی اسامیوں پر بھرتی کی پابندی جونہی اٹھالی جائے گی یہ بھرتی مکمل کر لی جائے گی۔ میں یہ گزارش کرنا چاہوں گا کہ اس پر کوئی tentative date دی جا سکتی ہے کہ یہ ایک ماہ بعد ہو جائے گی یا دو ماہ بعد ہو جائے گی؟ کیونکہ یہ ڈیپارٹمنٹ بھی حکومت کا حصہ ہے اس طرح گول مول جواب دینا مناسب نہیں ہے۔ جب تک یہ اسامیاں خالی رہیں گی تب تک وہاں پر services کم

رہیں گی اس لئے وہاں پر جو لوگ علاج معالجے کے لئے آئیں گے ان کی کمی رہ جائے گی وہ سروس پوری نہیں ہو سکے گی۔ جب یہ اسامیاں available ہیں اور محکمے کی جانب سے ان کی sanction ہو چکی ہے تو محکمہ کب تک ان اسامیوں کو پر کرلے گا، کوئی tentative date بتادیں۔

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر محنت و انسانی وسائل (جناب محمد اشرف خان سوہنا): جناب سپیکر! درجہ چہارم تک ہم نے advertise کر کے میرٹ لسٹ بنا کر تیار رکھی ہوئی ہے۔ جیسے ہی حکومت کی طرف سے اجازت ہو گی ہم ان لوگوں کو ان اسامیوں پر تعینات کر دیں گے۔ کچھ ڈاکٹروں کی اسامیاں خالی ہیں اس کے لئے ہم قواعد وضوابط میں نہیں جاتے جیسے ہی کوئی ڈاکٹر ہمارے پاس job کرنے کے لئے آئے اور ادھر walk in interview کے تحت ہم اس کو ایک دن کے اندر appointment letters دے دیتے ہیں اور میں ہاؤس کے دوستوں سے گزارش کروں گا کہ اگر کوئی بھی ڈاکٹر ہمارے ادارے میں اس طرح کے ہوں جو اچھی pay کے عوض سروسز دینا چاہتے ہوں تو ہم ان کو 24 گھنٹے میں appointment letters جاری کر دیں گے۔

چودھری علی اصغر منڈا (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! ضمنی سوال؟

جناب سپیکر: No supplementary جی!

چودھری علی اصغر منڈا (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! مکمل جواب پھر بھی نہیں دیا گیا۔

جناب سپیکر: جی، آپ نہ سنیں تو میں کیا کر سکتا ہوں؟

چودھری علی اصغر منڈا (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میں سن رہا ہوں، کوئی مناسب تاریخ دے دیں کہ اگلے ماہ ہو جائیں گی، دسمبر میں ہو جا ہیں گی یا جنوری میں دے دیں۔

جناب سپیکر: یہ سب باتیں آپ کے علم میں ہیں اس بات کو چھوڑیں۔ جی، محترمہ آمنہ الفت صاحبہ!

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! شکریہ۔ میں آپ کی توجہ چاہتی ہوں۔

جناب سپیکر: آمنہ الفت صاحبہ! سوال نمبر بولئے گا؟

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! میرا سوال نمبر 226 ہے۔

جناب سپیکر: جی، اس کو پڑھا ہوا تصور کیا جائے؟

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! اس کو پڑھا ہوا اس لئے تصور نہ کیا جائے کہ میں نے جو بھی سوال کیا ہے۔ اس کا جواب واضح نہیں ہے۔

تھیٹروں میں پیش کئے جانے والے غیر معیاری ڈراموں کا معاملہ

*226: محترمہ آمنہ الفت: کیا وزیر ثقافت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ :-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ تھیٹروں میں پیش کئے جانے والے ڈراموں کا سکرپٹ کسی ادارے سے منظور کرایا جاتا ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ صوبائی دارالحکومت لاہور کے علاوہ بڑے شہروں میں ڈراموں کی آڑ میں بے ہودہ فحش ڈانس کروایا جاتا ہے اور ذومعنی جملے بولے جاتے ہیں؟

(ج) کیا فحش اور بے ہودہ ڈانس کرنے والی خواتین، ذومعنی جملے بولنے والے اداکاروں اور ان کے منتظمین کے خلاف محکمہ کارروائی کرتا ہے؟

(د) اگر درج بالا سوالات کے جوابات اثبات میں ہیں تو محکمہ کیا کارروائی عمل میں لاتا ہے نیز کارروائی کے باوجود یہ سب کچھ اگر ہو رہا ہے تو اس کی وجوہات کیا ہیں، تفصیل سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ثقافت (محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری):

(الف) پنجاب آرٹس کونسل کی ڈرامہ سکرپٹ سکروٹنی کمیٹی سٹیج ڈراموں کے سکرپٹ کی منظوری دیتی ہے اور لاہور آرٹس کونسل (الحمراء) میں پیش کئے جانے والے ڈراموں کے سکرپٹ / مسودے خواندگی کے لئے سکرپٹ ریڈنگ کمیٹی کے ممبران کو جاتے ہیں جس میں نامور مصنف، دانشور اور ادیب شامل ہیں لاہور آرٹس کونسل صرف الحمرا میں پیش کئے جانے والے ڈراموں کو جانچ پڑتال کرتا ہے۔ لاہور شہر اور پنجاب کے دیگر اضلاع میں پرائیویٹ تھیٹرز میں پیش کئے جانے والے ڈراموں کی جانچ پڑتال لاہور آرٹس کونسل کی ذمہ داری نہ ہے۔

(ب) عمومی شکایت یہی ہے کہ لاہور سمیت ہر جگہ پرائیویٹ تھیٹروں میں غیر معیاری اور قابل اعتراض ڈرامے پیش کئے جاتے ہیں۔

(ج) فنکاروں اور پیشکاروں کے خلاف کارروائی پنجاب آرٹس کونسل اور لاہور آرٹس کونسل کے دائرہ کار میں نہ ہے بلکہ یہ اختیارات ہوم ڈیپارٹمنٹ اور ڈی سی او کے پاس ہیں اور خلاف ورزی کے مرتکب فنکاران کے خلاف متعلقہ محکمہ کے ذریعے قانونی، تادیبی اور تعزیری کارروائی حسب ضرورت عمل میں لائی جاتی ہے۔

(د) جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا ہے کہ ایسے تمام فنکار جو ذو معنی، بے ہودہ یا فحش رقص کے مرتکب ہوتے ہیں ان کے خلاف قانون کے مطابق کارروائی عمل میں لائی جاتی ہے۔علاوہ ازیں مزید کارروائی ضلعی حکومت اور ہوم ڈیپارٹمنٹ کی ذمہ داری ہوتی ہے۔

محترمہ ساجدہ میر: پوائنٹ آف آرڈر۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! پہلے آپ محترمہ سے بات کر لیں یا پھر انہیں بیٹھا دیں؟

جناب سپیکر: جی، آپ کی بات ضرور سنیں گے۔

تعزیت

معزز خاتون رکن محترمہ نرگس فیض ملک کی خالہ صاحبہ
اور اسمبلی ملازم کی وفات پر دعائے مغفرت

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! ہماری اسمبلی ممبر نرگس فیض ملک صاحبہ کی خالہ فوت ہوئی ہیں اور اسمبلی کے ملازم محمد ظفر کھیتران جن کا ہارٹ اٹیک کی وجہ سے انتقال ہوا ہے ان کے لئے دعا مغفرت کی جائے۔

جناب سپیکر: میرے خیال میں پہلے ان کی بات زیادہ وزنی ہے۔جی، حافظ صاحب! یہاں ہماری اسمبلی کے اہلکار محمد ظفر کھیتران اور ہماری معزز ممبر نرگس فیض ملک کی خالہ قضائے الہیٰ سے وفات پا گئے ہیں تو آپ دعائے مغفرت کرائیں۔

(اس مرحلہ پر دعا مغفرت کی گئی)

جناب سپیکر: محترمہ کا mike on کریں۔جی، محترمہ آمنہ الفت صاحبہ!

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! میرا سوال یہ ہے کہ۔۔۔

جناب ثناءاللہ خان مستی خیل: پوائنٹ آف آرڈر۔

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

(---جاری)

جناب سپیکر:No point of order سوال جاری ہے اور میں نے آپ کو بار بار request کی ہے کہ آپ تشریف رکھیں---

جناب ثناء اللہ خان مستی خیل:جناب سپیکر!میں آپ کو ایک بات بتانا چاہتا ہوں کہ یہاں اسمبلی کی روایت رہی ہے کہ یہاں پر اگر کوئی ایم پی اے، ایم این اے رہا ہو، سینیٹر رہا ہو یا parliamentarian رہا ہو تو ان کی فوتگی پر فاتحہ خوانی کی جاتی ہے، رشتہ داروں کی فوتگی پر فاتحہ خوانی نہیں کی جاتی---

جناب سپیکر:جی،آپ تشریف رکھیں۔No point of order. It is not valid مستی خیل صاحب!.No interruptions جی، محترمہ!

محترمہ آمنہ الفت:جناب سپیکر!میں نے پوچھا تھا کہ "کیا یہ درست ہے کہ تھیٹروں میں پیش کیے جانے والے ڈراموں کا سکرپٹ کسی ادارے سے منظور کرایا جاتا ہے؟"اس کا جواب محکمہ نے بڑی تفصیل سے دیا ہے۔انہوں نے کہا ہے کہ پنجاب آرٹس کونسل کی poor reporting ڈرامہ سکرپٹ سکروٹنی کمیٹی سٹیج ڈراموں کے سکرپٹ کی منظوری دیتی ہے اور لاہور آرٹس کونسل (الحمرا) میں پیش کئے جانے والے ڈراموں کے سکرپٹ / مسودے خواندگی کے لئے سکرپٹ ریڈنگ کمیٹی کے ممبران کو جاتے ہیں۔"

جناب والا! میرا سوال صرف (الحمرا) سے related نہیں تھا بلکہ جتنے بھی تھیٹرز ہیں ان سے related تھا اور محکمہ نے especially (الحمرا) کو درمیان میں شامل کر دیا ہے۔دوسرا سوال میں نے یہ کیا تھا کہ "کیا یہ بھی درست ہے کہ صوبائی دارالحکومت لاہور کے علاوہ بڑے شہروں میں ڈراموں کی آڑ میں بے ہودہ فحش ڈانس کروایا جاتا ہے اور ذومعنی جملے بولے جاتے ہیں؟"محکمہ کا جواب ہے کہ "عمومی شکایت یہی ہے کہ لاہور سمیت ہر جگہ پرائیویٹ تھیٹروں میں غیر معیاری اور قابل اعتراض ڈرامے پیش کئے جاتے ہیں۔"اس کا مطلب ہے کہ محکمہ نے اعتراف جرم کر لیا ہے،اب کیا کرنا ہے؟اس سلسلے میں وزیر محترم جنہوں نے بھی جواب دینا ہے وہ مجھے بتائیں کہ انہوں نے یہ واضح طور پر یہ اعتراف کر لیا ہے تو اس سلسلے میں وہ کچھ آگے اس کو ٹھیک کرنے کے لئے یا کسی محکمہ کو یہ ذمہ داری سونپنے کے لئے تیار ہیں؟

جناب سپیکر! اب میرے تیسرے جز (ج) کی طرف آ جائیں۔ اس میں میں نے ان سے سوال یہ کیا ہے کہ کیا فحش اور بے ہودہ ڈانس کرنے والی خواتین، ذومعنی جملے بولنے والے اداکاروں اور ان کے منتظمین کے خلاف محکمہ کارروائی کرتا ہے؟ پہلے کہا گیا کہ کچھ نہیں کر سکتے اب کہہ رہے ہیں کہ فنکاروں اور پیشکاروں کے خلاف کارروائی پنجاب آرٹس کونسل اور لاہور آرٹس کونسل کے دائرہ کار میں نہ ہے بلکہ یہ اختیارات ہوم ڈیپارٹمنٹ اور ڈی سی او کے پاس ہیں۔ پہلے سوال کے جواب میں یہ کیوں نہیں بتایا گیا کہ ڈی سی او، اس کے ذمہ دار ہیں اور خلاف ورزی کے مرتکب فنکاران کے خلاف متعلقہ محکمہ کے ذریعے قانونی، تادیبی اور تعزیری کارروائی حسب ضرورت عمل میں لائی جاتی ہے۔ یہ آپ بھی جانتے ہیں اور محکمہ نے خود بھی اعتراف کر لیا ہے کہ کوئی کارروائی عمل میں نہیں لائی جاتی، ہر طرف ہم اسی قسم کے حالات دیکھ رہے ہیں، ہر تھیٹر میں یہی ہو رہا ہے میرا سوال آپ کے توسط سے یہ ہے کہ وزیر محترم یہ بتائیں کہ کس محکمہ کا یہ کام ہے اور اس پر کب چیک اینڈ بیلنس ہو گا؟ کب ہماری اس لعنت سے جان چھڑوائی جائے گی؟ پہلے یہ بتائیں ذمہ داری ڈی سی او صاحب کی ہے یا لاہور آرٹ کونسل کی؟ اس کے بعد یہ ہے کہ یہ آج کے دور کا بہت اہم issue ہے جو گھر گھر در پیش ہے جو نئی نسل کے لئے خطرہ ہے۔ میرا یہ سوال ہے کہ پہلے تو یہ ذمہ داری کس پر عائد ہوتی ہے اور جو ذمہ داری لینے والے ہیں وہ اعتراف جرم بھی کرتے ہیں تو ان کے خلاف کیا کارروائی کی جا رہی ہے؟

جناب سپیکر: جی، محترمہ پالیمانی سیکرٹری صاحبہ!

پارلیمانی سیکرٹری برائے ثقافت (محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری): شکریہ۔ جناب سپیکر! محترمہ نے تین مختلف سوالات پوچھے ہیں تو میں ان کا باری باری جواب دیتی ہوں۔ محترمہ نے جو پہلا سوال پوچھا ہے انہوں نے کہا ہے کہ تھیٹروں میں پیش کئے جانے والے ڈراموں کا سکرپٹ کس ادارے سے منظور کرایا جاتا ہے جس کے بارے میں محکمہ نے جواب دیا ہے کہ اس کی ایک کمیٹی ہے جس میں نامور ادیب اور دانشور شامل ہیں وہ اس کی منظوری دیتے ہیں۔ اب مجھے اس سوال کی سمجھ نہیں آئی کہ انہوں نے کہا کہ انہوں نے مجھے پہلے کیوں نہیں بتایا، پہلی دفعہ ہی بتا دیتے کہ ہوم ڈیپارٹمنٹ کے پاس نہیں ہے تو جس طرح سوال کیا گیا اس کا جواب ویسے ہی دیا گیا ہے۔ دوسری بات جو انہوں نے کہی کہ (الحمرا) کا نام درمیان میں کیوں شامل کیا گیا ہے تو اگر جواب کو دھیان سے پڑھا جائے کہ اس میں itself جواب موجود ہے لیکن میں محترمہ کو سمجھانے کی کوشش کرتی ہوں وہ یہ ہے کہ جو پرائیویٹ تھیٹرز ہیں یقیناً ان کی منظوری جو ڈی سی او اور ہوم ڈیپارٹمنٹ دیتا ہے اور یہ (ق) لیگ کے دور میں بھی ایسے ہی ہوتا رہا

ہے تب ہم بھی یہ کہتے تھے جو آج محترمہ فرما رہی ہیں اور اس کے بعد یہ ہے کہ جو ہمارے پنجاب آرٹ کونسل کے under جو آرٹس کونسل ہیں اس کے اندر جتنے بھی تھیٹرز ہوتے ہیں یا اس کے اندر جتنے بھی ڈرامے ہوتے ہیں وہ اس سکرٹنی کمیٹی میں جاکر اور اس کے بعد وہ سکرپٹ منظور ہو کر اس کے بعد وہ drama on air کیا جاتا ہے اور جہاں تک باقی شہروں کے پرائیویٹ تھیٹرز کی بات ہے تو وہ محکمہ کے under نہیں ہیں وہ ہوم ڈیپارٹمنٹ اور ڈی سی اوز کے under ہیں وہ ان ڈی سی اوز سے اجازت لیتے ہیں اور پھر اس کو تھیٹرز کی اجازت ملتی ہے۔ میں محترمہ کو دوبارہ کہہ دوں کہ جو انہوں نے کہا کہ clear کیا جائے تو میں clear کر رہی ہوں کہ جو پنجاب آرٹس کونسل کے تحت جو آرٹس کونسلز ہیں اس کی ذمہ داری ہمارے محکمہ کے اوپر ہے اور باقی پرائیویٹ تھیٹرز ہیں اس کی ذمہ داری ہوم ڈیپارٹمنٹ کے اوپر ہے۔

جناب سپیکر: جی،

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! میرا سوال یہ ہے کہ انہوں نے کہا ہے کہ سابقہ (ق) لیگ میں بھی یہی ہو رہا تھا۔ ان سے یہ پوچھ دیجئے کہ کیا وہ ہمارے (ق) لیگ کے followers ہیں کیونکہ وہ ہر چیز کے اندر وہ (ق) لیگ کو لے آتے ہیں اور اگر یہ ہمارے followers ہیں تو اس کا کھل کر اظہار کریں اور ہمیں اقتدار سونپ دیں۔ دوسری بات یہ ہے کہ (الحمرا) کے حوالے سے میرا سوال ہے کہ اس کے اندر میں نے (الحمرا) کا ذکر نہیں کیا تھا اور جواب (الحمرا) کی طرف سے دیا گیا۔ یہ ڈیپارٹمنٹ کی بہت بڑی غلطی ہے، آخر میں آکر ڈی سی او کا نام لیا جا رہا ہے اور محکمہ کی طرف سے جواب یہ ہے کہ شکایت یہ آئی ہے تو اعتراف جرم ہے تو جب اعتراف جرم کیا جا رہا ہے تو اس کے لئے اقدامات کرنے کا ارادہ ہے یا نہیں ہے؟ میں تو یہ پوچھ رہی ہوں کہ further کیا policies ہیں؟

(اس مرحلہ پر جناب ڈپٹی سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب محمد محسن خان لغاری: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میں ابھی آیا ہوں جس طرح مجھے سیکرٹری صاحب نے بتایا ہے میں دیکھتا ہوں۔ جی، لغاری صاحب!

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! جز (ج) اور (د) میں جواب دیا گیا ہے کہ یہ پنجاب آرٹس کونسل اور لاہور آرٹس کونسل کے دائرہ اختیار میں نہ ہے بلکہ یہ ہوم ڈیپارٹمنٹ، ڈی سی او اور ضلعی

انتظامیہ کے دائرہ اختیار میں آتا ہے۔ میں آپ کی توجہ دلانا چاہتا ہوں Government Rules of Business, section 37 and sub section 3 اگر اسمبلی کی طرف سے کوئی غلط سوال محکمے کو چلا جاتا ہے تو اس محکمے کی ذمہ داری ہے کہ وہ concerned department سے اس کا جواب لے کر اسمبلی میں پیش کرے۔ یہ کہہ دینا کہ یا ہوم ڈیپارٹمنٹ کی ذمہ داری ہے یا ڈی سی او کی ذمہ داری ہے۔ یہ نامکمل جواب ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، آپ نے جو interpretation کی ہے وہ بالکل ٹھیک ہے اور یہ اسی طرح ہی ہے اور concerned department کی طرف سے ہی اس کا جواب آنا چاہئے تھا۔ جی، محترمہ!

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! یہاں پر الحمراء آرٹس کونسل کا ذکر کیا گیا جس کے لئے میں نے سوال بھی put up نہیں کیا تھا۔ میرے کہنے کا مقصد یہ تھا کہ لاہور میں یا پنجاب میں جتنے بھی تھیٹرز ہیں ان میں آرٹ کے نام پر جو بھی بے ہودہ یا فحش ڈانسز ہوتے ہیں اس حوالے سے محکمے کی طرف سے جواب آیا ہے وہ ایک اعتراف جرم ہے۔ اگر آپ جز (ب) کو پڑھیں تو اس میں انہوں نے اس چیز کا باقاعدہ اعتراف کیا ہے اور لکھا ہے کہ "عمومی شکایت یہی ہے کہ لاہور سمیت ہر جگہ پرائیویٹ تھیٹروں میں غیر معیاری اور قابل اعتراض ڈرامے پیش کئے جاتے ہیں۔" یہ اعتراف ہے تو کیا صرف اعتراف کر لینا ہی کافی ہے یا اس پر کوئی line of action بنانے کی بھی ضرورت ہے، میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ یہ ڈی سی او کے under آتا ہے یا لاہور آرٹس کونسل کے under آتا ہے، اسے بھی clarify کیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔ جی، محترمہ!

پارلیمانی سیکرٹری برائے ثقافت (محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری): جناب سپیکر! جہاں تک محترمہ کے سوال کا تعلق ہے جس پر محسن لغاری صاحب نے بھی بات کی۔ میں دوبارہ سمجھانا چاہوں گی کہ اس specific issue کے دو حصے ہیں۔ ایک حصہ محکمہ ثقافت سے deal کرتا ہے جس میں محکمہ ثقافت کے پاس صرف یہ authority ہے کہ وہ کسی فنکار کو ban کر سکتا ہے، اس کو ڈرامہ کرنے سے منع کر سکتا ہے یہ محکمہ ثقافت کے under ہے اور جہاں تک پولیس کی مدد کا تعلق ہے یا جو پرائیویٹ تھیٹرز کے اندر ہوتا ہے اس میں ہوم ڈیپارٹمنٹ کو اسی لئے add کیا جاتا ہے کہ وہ ڈی سی او سے permission لیتے ہیں اور ہوم ڈیپارٹمنٹ اور پولیس کی مدد سے وہاں پر تمام چیزوں کو enforce کیا جاتا ہے۔ پہلی بات تو یہ clear کر دوں۔ دوسری بات جو محترمہ نے ابھی فرمائی کہ اس پر کیا کارروائی کی گئی ہے؟ میں سمجھتی ہوں کہ اس حکومت کے دوران جتنا seriously ہم نے اس مسئلے کو take up کیا ہے شاید اس سے

پہلے کیا گیا ہوتا تو آج یہ اتنا بڑا issue نہ ہوتا۔ پہلے تو میں محترمہ کی information کے لئے یہ بھی add کر دوں کہ اس وقت سٹیج ڈراموں میں جو ڈانسز کی اجازت ہے وہ عدالت کی طرف سے دی گئی ہے۔ گزشتہ دو، اڑھائی سالوں میں ایک کیس دائر ہوا تھا اور اب عدالت کی اجازت سے ڈانسز تھیٹرز میں پیش کئے جا رہے ہیں لیکن فحش ڈانس کی اجازت کم از کم سرکاری آرٹس کونسل کے under چلنے والے کسی ڈرامے کے اندر نہیں دی جاتی اور میرے پاس بہت سارے ایسے فنکاروں کی لسٹ بھی موجود ہے جن کو پنجاب آرٹس کونسل کی طرف سے ban کیا گیا ہے۔ اس کے علاوہ پچھلے ماہ چیف منسٹر صاحب کی instructions پر ایک cell بنایا گیا جس کی ایک مانیٹرنگ کمیٹی ہو گی اس میں ڈی سی او اور آئی جی صاحب کا ایک نمائندہ ہو گا، پنجاب آرٹس کونسل کے ایگزیکٹو ڈائریکٹر صاحب اس کے ممبر ہوں گے اور یہ کمیٹی ان معاملات کو زیادہ scrutinize کرے گی۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! یہ بہت اہم بات ہے۔ محترمہ نے فرمایا ہے کہ عدالت کی طرف سے ڈانس کی اجازت ہے۔ کیا عدالت کی طرف سے ذومعنی جملوں اور فحش ڈانسز کی اجازت ہے؟ یہ دو الگ باتیں ہیں۔ ڈانس کا ہونا یا play کا ہونا اور اس میں فحش حرکات یا فحش جگتیں شامل کر دینا یہ دوسری بات ہے۔ میں اس پر argue کر رہی ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میں ان سے جواب لینے سے پہلے خود یہ بتانا چاہوں گا کہ ہمیں ہر چیز عدالتوں پر نہیں چھوڑنی چاہئے۔ جس طرح فلموں کا سنسر بورڈ ہوتا ہے، جس طرح باقی تمام چیزوں کو ہم نے خود writ of the government برقرار رکھنا ہے ہم سب کو مل کر اس معاشرے کو درست کرنا ہے اس کے لئے پہلے سے ہی کوئی کمیٹی یا بورڈ بنا ہو گا؟ خواجہ عمران نذیر صاحب بیٹھے ہیں، چلیں! پہلے محترمہ عظمیٰ بخاری صاحبہ سے پوچھ لیتے ہیں، آپ اس پر ذرا فرما دیں کہ اس کی مانیٹرنگ کے لئے کوئی بورڈ یا اس طرح کا کچھ ہوتا ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ثقافت (محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری): جی، میں repeat کر دیتی ہوں۔ میں نے اس سے پہلے بھی بتایا ہے کہ ابھی پچھلے مہینے ہی چیف منسٹر صاحب کی instructions پر ایک specific cell بھی بنا دیا گیا ہے جس میں آئی جی صاحب کا نمائندہ شامل ہو گا، ڈی سی او صاحب کا نمائندہ ہو گا، پنجاب آرٹس کونسل کے ایگزیکٹو ڈائریکٹر صاحب اس کے ممبر ہوں گے وہ ایک full fledge cell ہو گا last month اس کو constitute کیا گیا ہے۔ اس کے علاوہ Task Forces, Inspection Committees موجود ہیں جو سرکاری اداروں کو مکمل طور پر مانیٹر کرتی ہیں اور جو

سرکاری آرٹس کونسل ہے وہی پنجاب کی ثقافت کے محکمے کے under آتی ہیں باقی جو پرائیویٹ تھیٹرز ہیں وہ ہمارے under نہیں آتے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، میرا خیال ہے اس پر کافی بات ہو گئی ہے۔ حالانکہ دو ضمنی سوالوں سے زیادہ سوال کرنے کی اجازت نہیں ہے لیکن میں ایک منٹ خواجہ عمران نذیر صاحب کو دوں گا کہ وہ بات کر لیں کیونکہ وہ اس کے ساتھ deal کرتے ہیں اس کے بعد شیخ علاؤالدین صاحب بات کر لیں۔

خواجہ عمران نذیر: شکریہ۔ جناب سپیکر! یہ بہت valid بات ہے اور یہ ایک ایسا مسئلہ ہے جو ہماری آئندہ آنے والی نسلوں کے اخلاق کی تباہی کا باعث بن رہا ہے۔ آپ کے تمام ساتھی اور دوست یہ ٹی وی دیکھتے ہیں اور اخبار بھی پڑھتے ہیں۔ آپ کو یاد ہو گا کہ آج سے چھ سات سال پہلے اچانک یہ ایک وبا چلی تھی۔ میں اس بحث میں نہیں پڑتا کہ اس وقت کس کا دور تھا کیونکہ ہم نے اپنی نئی نسل کو ان معاملات سے بچانا ہے۔

MR DEPUTY SPEAKER: Short, short, this is question hour.

خواجہ عمران نذیر: جناب سپیکر! میں بہت valid بات کرنے جا رہا ہوں۔ اس وقت آپ کو یاد ہو گا کہ ہمارے جو سٹیج ڈراموں کے ہال تھے، اللہ معاف کرے یہاں پر صرف ڈانسز ہی ہوا کرتے تھے اور ایسی ایسی اخلاق سے گری ہوئی حرکتیں ہوتی تھیں کہ بعض سٹاف نے تو کپڑے تک اُتار دیئے تھے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: خواجہ صاحب! اصل بات کی طرف آئیں۔

خواجہ عمران نذیر: جناب سپیکر! میں اسی طرف آ رہا ہوں۔ اس کے بعد جب پنجاب گورنمنٹ برسر اقتدار آئی تو ہم نے اس پر initiative لیا تھا اور ہم نے ڈانسز پر فوری طور پر پابندی عائد کر دی تھی لیکن بڑی معذرت کے ساتھ کہ جب ہم نے ڈانسز پر پابندی عائد کی تو عدالت عالیہ کا ہی فیصلہ آ گیا کہ اس کی situational اجازت دی جاتی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ فیصلہ نہیں آنا چاہئے تھا لیکن اس کے باوجود اب اس معاملے کا ادراک کرتے ہوئے میاں محمد شہباز شریف صاحب نے ایک چار رُکنی سپیشل مانیٹرنگ ٹیم بنائی ہے وہ ان معاملات کو overall دیکھ رہی ہے لیکن پھر بھی میری request ہو گی کہ یہ اپوزیشن کا مسئلہ ہے اور نہ ہی حزب اقتدار کا، یہ ہم سب کا مسئلہ ہے اور یہ جائز بات ہے۔ میری آپ سے یہ request ہے کہ اگر آپ اس پر فوری طور پر اسمبلی کی ایک کمیٹی بنا دیں اور کمیٹی ان تمام ذمہ داران کو بُلا کر اس معاملے کو چیک کر لے تو یقیناً یہ بات باعث ثواب ہو گی۔

شیخ علاؤالدین: پوائنٹ آف آرڈر۔

میجر (ریٹائرڈ) ذوالفقار علی گوندل: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میری معزز ممبران سے یہ گزارش ہے کہ جب ایک معزز ممبر بات کر رہے ہوں تو بار بار مداخلت نہ کی جائے۔ میں ہاؤس کی ہسٹری بھی پڑھتا رہا ہوں، proceedings کو بھی پڑھتا رہا ہوں اس ہاؤس کی ہمیشہ سے یہی شان رہی ہے کہ جب ایک معزز ممبر کھڑا ہو کر بات کر رہا ہو تو سارے بیٹھ کر بات سنتے ہیں۔ یہ Chair کا کام ہے کہ اس کے بعد کس کو موقع دینا ہے، کس کو نہیں دینا۔ اگر ہم اسی spirit کو لے کر چلیں تو یہ ہاؤس بہت اچھے طریقے سے چلے گا۔ میری صرف اتنی سی گزارش ہے کہ شیخ صاحب کو چونکہ میں نے پہلے کہا تھا میں ان کو موقع دوں گا۔ آپ تشریف رکھیں پھر اس کے بعد میں آپ کی طرف آتا ہوں۔ جی، شیخ صاحب!

شیخ علاؤالدین: شکریہ۔ جناب سپیکر! سوال یہ ہے کہ جتنے فنکار پنجاب آرٹس کونسل یا لاہور آرٹ کونسل میں کام کر رہے ہیں۔ کیا پنجاب آرٹس کونسل یا لاہور آرٹس کونسل ان کو annual tax returns کے لئے سرٹیفکیٹ جاری کرتی ہے؟ اگر سرٹیفکیٹ جاری کرتی ہے پھر تو ان کو ten percent of the service کاٹ کر دینا چاہئے۔ پہلے اس پر محترمہ پارلیمانی سیکرٹری صاحبہ کا جواب آ جائے کہ یہ دونوں کونسلز اپنے ان فنکاروں کو for the annual tax returns جاری کرتی ہیں؟ کیا ان کے ambit میں آتا ہے؟ پھر میں عرض کروں گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، محترمہ!

پارلیمانی سیکرٹری برائے ثقافت (محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری): شکریہ۔ جناب سپیکر! پہلی بات تو یہ ہے کہ as per rules یہ نیا سوال بنتا ہے چونکہ سوال میں اس کی کوئی گنجائش نہیں ہے لیکن میں پھر بھی یہ بتانا چاہتی ہوں کہ اس وقت آرٹ کونسلز 1876 کے Dramatic Performance Act کے تحت run کی جا رہی ہیں۔ ہم اتنے پرانے قانون کے اندر بہت ساری اچھی proposals کو entertain کرتے ہوئے اس پر ہاؤس میں نئی قانون سازی لانے کی مکمل خواہش رکھتے ہیں اور شیخ صاحب کا point بھی اس میں add کر لیا جائے گا۔

شیخ علاؤالدین: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں صرف ایک بات کر کے اپنی بات ختم کر دوں گا۔ میں نے جو بات بتانا تھی وہ آپ سمجھ گئے ہیں اور میرے خیال میں محترمہ پارلیمانی سیکرٹری صاحبہ بھی سمجھ گئی ہیں۔

یہاں پر جو لوگ کام کرتے ہیں ان کی 25 یا 250 روپے tax returns جاتی ہے، اگر یہ سرٹیفکیٹ جاری نہیں ہوتے تو پھر ان کی ڈیفنس میں کوٹھی کیسے بنتی ہے؟ میں یہ چاہتا ہوں کہ اگر ان کے پاس powers نہیں ہیں تو انہیں یہ دی جائیں۔ ان کے سرٹیفکیٹ پر ان کی tax returns جائے۔ آپ کو معلوم ہے کہ اگر ہم نے پروفیشنل ٹیکس نہ دیا ہو تو ہماری ساری payment روک لی جاتی ہے لیکن اگر ان لوگوں سے سرٹیفکیٹس نہیں لئے جاتے تو پھر ان کو کام کیسے کرنے دیا جاتا ہے اور پھر ان کے اتنے زیادہ beyond their means کیسے خرچے کر رہے ہیں؟ میں نے حکومت کو ایک line of action دیا ہے لہذا حکومت کو اس پر کام کرنا چاہئے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، بالکل صحیح ہے۔ جی، محترمہ! یہ ایک ضمنی سوال تھا اور اس پر کافی زیادہ بات ہو گئی ہے---

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر!---

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، لغاری صاحب!---

پارلیمانی سیکرٹری برائے انسانی حقوق و اقلیتی امور (جناب خلیل طاہر سندھو): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: سندھو صاحب! لغاری صاحب کے بعد آپ کو floor دے رہا ہوں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! کیا یہ خواجہ صاحب اور شیخ صاحب کے ضمنی سوال تھے یا جواب؟ میری گزارش ہے کہ جب اس چیز پر عام بحث ہو اس دن یہ دونوں بھائی اپنی contributions دیں لیکن اس وقت تو ہم سوال کر رہے ہیں اور پارلیمانی سیکرٹری صاحبہ بہت اچھے جواب دے رہی ہیں۔ وہی جواب دیں بجائے، اس کے کہ اور ممبران اٹھ کر ان کی support میں بولنا شروع ہو جائیں یا پالیسی dictate کرنا شروع کریں یہ مناسب نہیں ہے۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر!---

جناب ڈپٹی سپیکر: آمنہ الفت صاحبہ! سندھو صاحب کے بعد آپ کو موقع دیتا ہوں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے انسانی حقوق و اقلیتی امور (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر! یہاں پر میرے معزز بھائی نے فرمایا کہ situational فیصلہ تھا۔ تو میں تھوڑی سی وضاحت چاہتا ہوں کہ situational یا conditional میں کیا فرق ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: سندھو صاحب! پلیز۔

جناب محمد محسن خان لغاری: پارلیمانی سیکرٹری سوال نہیں پوچھ سکتے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے انسانی حقوق و اقلیتی امور (جناب خلیل طاہر سندھو): میں سوال نہیں بلکہ وضاحت پوچھ رہا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: وضاحت بھی ان کا ہی کام ہے۔ آج ان کا دن ہے۔ پلیز آپ تشریف رکھیں۔

میجر (ریٹائرڈ) ذوالفقار علی گوندل: شکریہ۔ جناب سپیکر! overall وقفہ سوالات پر میرا ایک سوال ہے اور تجویز بھی ہے کہ یہ سوال جولائی 2008 میں put up کئے گئے تھے اور ڈیڑھ سال بعد ان کی باری آئی ہے اور یہ اب table ہوئے ہیں۔ ہم یہ inference draw کر سکتے ہیں کہ 2012 تک ہمیں کوئی سوال question branch میں put نہیں کرنا چاہئے کیونکہ ڈیڑھ سال بعد اسمبلی ٹوٹ جائے گی۔ نئے elections ہوں گے اور اس دوران کوئی سوال نہیں پوچھا جائے گا۔ لہذا میری تجویز ہے کہ Rules of Procedure میں تھوڑی سی تبدیلی کی جائے اور جن سوالات کے جوابات ایوان میں نہیں آتے وہ lapse stand کریں اور نئے سرے سے سوال put کیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ

ملک محمد وارث کلو: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: نہیں۔ کلو صاحب! اس طرح سوال در سوال نکلتا آتا ہے۔

ملک محمد وارث کلو: جناب سپیکر! میں سوال نہیں کرنا چاہتا بلکہ یہ بتانا چاہتا ہوں کہ الحمد للہ اسمبلیوں کو کچھ نہیں ہوگا اور اسمبلیاں اپنی مدت پوری کریں گی اصل میں میجر صاحب ذرا باہر سے ہو کر آئے ہیں اس لئے وہ اس طرح کی بات کر رہے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔ جی، محترمہ آمنہ الفت صاحبہ! اسے wind up کریں۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! اس وقت اصل issue یہ ہے کہ ہم نے معاشرے سے اس بے ہودگی کا سدباب کرنے کے لئے ہم نے کیا اقدامات کرنے ہیں؟ جیسے میرے بھائی عمران نذیر نے کہا کہ ہم نے اس پر کمیٹیاں کس دن کے لئے بنا رکھی ہیں؟ اگر یہ کمیٹیاں بنا دی جائیں اور یہ کمیٹی کے سپرد کر دیا جائے تو ہم ultimately کسی نہ کسی ایک نکتے پر پہنچ جائیں گے کہ ہم اس issue کو کس طرح ختم کر سکتے ہیں اور ہم یہ آئندہ کی نسلوں پر بہت بڑا احسان کر جائیں گے۔ ہم تفریح کے خلاف نہیں ہیں تھیٹر چلتے رہیں

اور سینما بھی چلتے رہیں لیکن ہم بے ہودگی کے خلاف ہیں۔ مہربانی فرما کر اس معاملے کے لئے ہاؤس کی کمیٹی بنا دی جائے۔ میرے اپنے دماغ میں بہت اچھی تجاویز ہیں اور ہم انشاء اللہ within week اس کا solution آپ کے سامنے رکھ دیں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جب ہم بار بار rules کی بات کرتے ہیں تو بڑی سیدھی سی بات ہے کہ جب وقفہ سوالات میں کوئی سوال put کیا جاتا ہے تو اس پر کمیٹی کی provision موجود نہیں ہے بلکہ اس پر یہی ہے کہ سپیکر اس پر جتنی مرضی بات کرنے کی اجازت دے دے۔ میں نے بھی اسے on the floor of the House open کیا ہے۔ بنیادی طور پر آپ نے ایک point raise کیا حکومت نے اس کا جواب دیا۔ اب یہ حکومت کی ذمہ داری ہے کہ اس چیز کو make sure کرے کہ آپ نے جو چیز point out کی ہے اسے rectify کیا جانا چاہئے۔ پارلیمانی سیکرٹری صاحبہ نے notes لے لئے ہیں میں سمجھتا ہوں کہ already پہلے سے اب improvement ہے جیسے خواجہ عمران نذیر صاحب نے بھی بتایا ہے۔ اگر آپ اس پر مزید کچھ سمجھتی ہیں تو پھر لے آئیں۔ فی الحال جو جواب آیا ہے اس کے مطابق اب میں اگلا سوال لیتا ہوں۔ بہت شکریہ۔ اگلا سوال مہر اشتیاق صاحب کا ہے۔

مہر اشتیاق احمد: جناب سپیکر! میرا سوال نمبر 782 ہے میری گزارش ہے کہ اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے اور میرا کوئی ضمنی سوال نہیں ہے۔

ننکانہ صاحب میں سپورٹس کلب کی تعمیر

*782: مہر اشتیاق احمد: کیا وزیر سپورٹس از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ننکانہ صاحب میں ایک سپورٹس کلب تعمیر کیا گیا ہے، اس منصوبے کے لئے کل کتنی رقم مختص کی گئی تھی اور کتنے عرصے میں یہ مکمل ہوا تھا؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ سپورٹس کلب کو تعمیر کے بعد ابھی تک متعلقہ محکمہ کے سپرد نہیں کیا گیا؟

(ج) اگر جواب اثبات میں ہے تو کب تک سپورٹس کلب متعلقہ محکمہ کے سپرد کر دیا جائے گا؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے سپورٹس (میاں محمد اسلم، ایڈووکیٹ):

(الف) یہ درست ہے کہ ڈسٹرکٹ گورنمنٹ کے فنڈز سے ننکانہ صاحب میں سپورٹس کلب تعمیر کیا گیا ہے۔ مالی سال 07-2006 میں اس منصوبہ کے لئے مبلغ 19.87 ملین مختص کئے تھے۔ منصوبہ عرصہ ایک سال میں مبلغ 19.80 ملین میں مکمل ہوا۔

(ب) یہ درست نہیں ہے سپورٹس کلب متعلقہ محکمہ جو کہ ضلعی حکومت ہے کے سپرد کر دیا گیا ہے۔

(ج) درج بالا جواب مفصل ہے۔

چودھری علی اصغر منڈا (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر!۔۔۔

MR. DEPUTY SPEAKER: Have you any supplementary question?

چودھری علی اصغر منڈا (ایڈووکیٹ): جی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں!

چودھری علی اصغر منڈا (ایڈووکیٹ): شکریہ۔ جناب سپیکر! چونکہ میرا تعلق شیخوپورہ اور ننکانہ دو اضلاع سے ہے۔ میں update صورتحال کے متعلق عرض کرنا چاہتا ہوں کہ محکمے نے غلط جواب دیا ہے۔ یہ سپورٹس کلب ابھی تک کسی ex-bureaucrat-cum-general کے قبضے میں ہے اور اور اس سپورٹس کلب کو پبلک کے لئے نہیں کھولا گیا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: سپورٹس کے جوابات کون دیں گے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے سپورٹس (میاں محمد اسلم، ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! یہ سپورٹس کلب ڈسٹرکٹ گورنمنٹ کی ملکیت تھا۔ ڈسٹرکٹ گورنمنٹ نے یہ آفیسر کلب بنایا اور انھوں نے ہی پیسے لگائے۔ اس سوال کا ہمارے سپورٹس ڈیپارٹمنٹ سے کوئی تعلق نہیں ہے لہذا انھیں نیا سوال کرنا چاہئے۔ تاہم میں پھر بھی اس کا جواب دیتا ہوں کہ ضلعی حکومت نے قرارداد کے ذریعے اسے ریسٹ ہاؤس بنا دیا ہے اور یہ اب ڈسٹرکٹ گورنمنٹ کے قبضے میں ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: پارلیمانی سیکرٹری صاحب! اس وقت جو جواب ہاؤس کے اندر ہے یہ کس کی طرف سے submit ہوا ہے، اس پر محکمے نے آپ کو briefing دی ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے سپورٹس (میاں محمد اسلم، ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! یہ جواب ضلعی حکومت کو دینا چاہئے تھا لیکن ہمارے محکمہ نے دیا ہے۔اس سوال کا پنجاب سپورٹس بورڈ سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ on the floor of the House یہ کہہ رہے ہیں کہ سپورٹ کلب کی جگہ اب وہاں پر ریسٹ ہاؤس بن گیا ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے سپورٹس (میاں محمد اسلم، ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! یہ ضلعی حکومت کی ملکیت تھا، جب وہاں کھیلوں کی سرگرمیاں ختم ہو گئیں تو انھوں نے قرارداد کے ذریعے آفیسر کلب سے ریسٹ ہاؤس بنا دیا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ سپورٹس کلب ریسٹ ہاؤس بن چکا ہوا ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے سپورٹس (میاں محمد اسلم، ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! دراصل یہ آفیسر کلب تھا اور ڈسٹرکٹ حکومت نے اپنے پیسوں سے بنایا تھا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اگر آپ اس کا جواب پڑھیں تو اس میں بڑا واضح لکھا ہوا ہے کہ ڈسٹرکٹ گورنمنٹ کے فنڈز سے ننکانہ صاحب میں سپورٹس کلب تعمیر کیا گیا ہے اور مبلغ اتنے ملین میں مکمل ہوا ہے۔اس کے بعد جواب میں ہے کے سپورٹس کلب متعلقہ محکمہ جو کہ ضلعی حکومت ہے کے سپرد کیا گیا ہے۔اس کا مطلب یہ ہے کہ سپورٹس کلب، سپورٹس ڈیپارٹمنٹ نے بنایا تھا؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے سپورٹس (میاں محمد اسلم، ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! یہ سپورٹس ڈیپارٹمنٹ نے نہیں بلکہ ڈسٹرکٹ گورنمنٹ نے بنایا تھا اور جواب میں بھی لکھا ہوا ہے کہ یہ ڈسٹرکٹ گورنمنٹ نے تعمیر کیا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: وزیر بلدیات! میرے خیال میں یہ تو میں آپ کو ہی refer کروں گا چونکہ اس میں آپ کا محکمہ آتا ہے اور یہ ایک بالکل غلط جواب ہاؤس میں submit کروایا گیا۔آپ اسے دیکھیں اور کل تک ہمیں بتائیں چونکہ This is very grave کہ محکمہ ایوان میں اس طرح کا جواب دے رہا ہے۔ آپ کے پارلیمانی سیکرٹری خود on the floor of the House بتا رہے ہیں کہ اب وہ سپورٹس کلب رہ ہی نہیں گیا بلکہ ریسٹ ہاؤس بن گیا ہے۔

وزیر مقامی حکومت و کمیونٹی ڈویلپمنٹ (سردار دوست محمد خان کھوسہ): جناب سپیکر! ایک تو میں یہ وضاحت کرتا چلوں کہ یہ پارلیمانی سیکرٹری میرے محکمہ کے نہیں ہیں۔ دوسرا اگر آپ کو محکمہ کی طرف سے اس کی وضاحت چاہئے تو انشاء اللہ میں ایک دو روز میں اس کی وضاحت دے دوں گا۔

چودھری علی اصغر منڈا (ایڈووکیٹ): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: منڈا صاحب! ذرا میری بات سن لیں۔ سوال کا جواب غلط آیا ہے اور اس وقت ہاؤس اور Chair کا concern یہ ہے کہ ہاؤس کے سامنے غلط جواب رکھنے کی جرات کیسے ہوئی؟ میں نے اس بارے میں already کہہ دیا ہے کہ وہ اس کی انکوائری کر کے ہاؤس کو inform کریں۔ باقی باتوں کے حوالے سے آپ منسٹر صاحب سے مل لیں اور discuss کر لیں ۔ اس میں جو چیزیں آپ addition کرانا چاہتے ہیں وہ کروالیں۔ بہت شکریہ۔ That's it. مہربانی کر کے تشریف رکھیں۔

چودھری علی اصغر منڈا (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میں صرف ایک چیز عرض کرنی چاہتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: منڈا صاحب! تھوڑا سا norms کو follow کیا کریں۔ Please تشریف رکھیں۔ جی، اب اگلا سوال محترمہ ماجدہ زیدی صاحبہ کا ہے۔

سیدہ ماجدہ زیدی: جناب سپیکر! سوال نمبر 382۔

جناب ڈپٹی سپیکر: کیا اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے؟

سیدہ ماجدہ زیدی: جی، ہاں۔ اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

چھوٹی صنعتوں میں کام کرنے والی خواتین کی رجسٹریشن

*382: سیدہ ماجدہ زیدی: کیا وزیر محنت و انسانی وسائل از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ گھروں میں قائم چھوٹی صنعتوں میں کام کرنے والی عورتوں کو محکمہ سوشل سکیورٹی میں رجسٹر کرنے کا کوئی انتظام نہ ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ خواتین کو پنشن اور دیگر اولڈ ایج بنیفٹ حاصل نہیں ہیں؟

(ج) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت ان خواتین کی محکمہ سوشل سکیورٹی میں رجسٹریشن کرنے، انہیں پنشن اور دیگر اولڈ ایج بنیفٹ مہیا کرنے کے لئے اقدامات کرنے کو

تیار ہے، کون سے اقدامات اٹھانے کا ارادہ ہے اور کب تک، اگر نہیں تو مکمل تفصیل سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

وزیر محنت وانسانی وسائل (جناب محمد اشرف خان سوہنا):

(الف) یہ درست نہ ہے کہ گھروں میں قائم چھوٹی صنعتوں میں کام کرنے والی عورتوں کو محکمہ سوشل سکیورٹی میں رجسٹر کرنے کا کوئی انتظام نہ ہے۔حکومت پنجاب کے گزٹ نوٹیفکیشن مورخہ 18-07-2003 کی رو سے صوبہ پنجاب کی حدود میں ایسے تمام صنعتی وتجارتی ادارے جہاں پانچ یا اس سے زیادہ ملازمین کام کرتے ہیں سوشل سکیورٹی قوانین کے دائرہ کار میں آ چکے ہیں۔اسلامی جمہوریہ پاکستان کے آئین 1973 اور سوشل سکیورٹی قوانین کے مطابق ادارہ پنجاب سوشل سکیورٹی تمام کارکنان (خواہ وہ مرد ہو یا عورت) کو یکساں فوائد مہیا کرنے کا پابند ہے۔

(ب) یہ بات بھی درست نہ ہے کہ خواتین کارکنان کو سوشل سکیورٹی سکیم کے تحت پنشن کی سہولت حاصل نہ ہے۔سوشل سکیورٹی سکیم کے دائرہ کار میں آنے والے تمام مرد و خواتین کارکنان دوران کار زخمی ہونے کی صورت میں قوانین کے مطابق علاج معالجہ اور مالی فوائد کے علاوہ معذوری کی پنشن کے بھی حقدار ہیں۔علاوہ ازیں دوران کار زخمی ہونے کے نتیجے میں خدانخواستہ رجسٹرڈ کارکن کی موت واقع ہونے کی صورت میں اس کے ورثا کو ادارہ سوشل سکیورٹی کی جانب سے survivor pension بھی ادا کی جاتی ہے۔اولڈ ایج بنیفٹ کے حوالے سے ملنے والی مراعات سے متعلق تفصیلات متعلقہ محکمہ حکومت پاکستان سے حاصل کی جاسکتی ہیں۔

(ج) جیسا کہ جز (الف) میں بیان کیا گیا ہے کہ حکومت پنجاب کے گزٹ نوٹیفکیشن مورخہ 18-07-2003 کی رو سے صوبہ پنجاب کی حدود میں ایسے تمام صنعتی وتجارتی ادارے جہاں پانچ یا اس سے زیادہ ملازمین کام کرتے ہیں سوشل سکیورٹی قوانین کے دائرہ کار میں آ چکے ہیں اور ادارہ ہذا قوانین کے مطابق تمام رجسٹرڈ کارکنان (مرد یا عورت) کو یکساں فوائد مہیا کرنے کا پابند ہے۔ ادارہ کی ہمیشہ یہ کوشش رہی ہے کہ ایسے کارکنان جو قوانین کی رو سے سوشل سکیورٹی سکیم کے تحت حاصل مراعات بشمول مالی فوائد کے حقدار ہیں ان کی رجسٹریشن کو یقینی بنایا جائے۔قوانین کے مطابق کارکنان کی رجسٹریشن کی ذمہ داری متعلقہ آجر

پر عائد ہوتی ہے اور ادارہ ہذا ہر اس کارکن کو رجسٹریشن کارڈ جاری کرنے کا پابند ہے جس کے کوائف متعلقہ آجر ادارے کو فراہم کرتا ہے۔ تاہم اکثر اوقات آجر حضرات اپنے کارکنان کے مطلوبہ کوائف کی تصدیق کرنے سے گریز کرتے ہیں جس کے نتیجے میں رجسٹریشن کے عمل میں تاخیر بھی ہوتی ہے اور بعض اوقات صنعتی بدامنی کا مسئلہ بھی پیدا ہو جاتا ہے تاہم ادارہ سوشل سکیورٹی آجرین اور کارکنان کے نمائندگان سے مسلسل رابطہ میں ہے تاکہ کارکنان کی رجسٹریشن ممکنہ حد تک مکمل کی جائے۔ اس ضمن میں مثبت پیش رفت کے لئے آجرین اور کارکنان کے لئے آگاہی مہم شروع کر دی گئی ہے تاکہ خواتین و مرد کارکنان قانونی تقاضے پورے کرنے کے بعد مطلوبہ رجسٹریشن کارڈ حاصل کر کے سوشل سکیورٹی قوانین کے مطابق مراعات سے مستفید ہو سکیں۔ حال ہی میں ادارہ ہذا نے صنعتی کارکنان کو کمپیوٹرائزڈ رجسٹریشن کارڈ جاری کرنے کا منصوبہ تیار کیا ہے جس پر تیزی سے عمل جاری ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

سیدہ ماجدہ زیدی: جناب سپیکر! جواب کے جز (الف) میں بتایا گیا ہے کہ "2003 سے صوبہ پنجاب کی حدود میں ایسے صنعتی و تجارتی ادارے جہاں پانچ یا اس سے زیادہ ملازمین کام کرتے ہیں سوشل سکیورٹی قوانین کے دائرہ کار میں آ چکے ہیں۔" پہلے یہ تعداد 10 ملازمین کی تھی۔ موجودہ حکومت نے ہماری حکومت کے اس اقدام کو جاری رکھا ہوا ہے۔ اس پر میں ان کا شکریہ ادا کرتی ہوں۔ میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ کیا حکومت پانچ ملازمین کی شرط کو کم کر کے دو یا تین کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟ اس کے ساتھ ہی میں اپنا دوسرا ضمنی سوال بھی کر لیتی ہوں کہ factory owner یا آجر ورکرز کی رجسٹریشن میں رکاوٹ ڈالتا ہے جس کی وجہ سے ان کو سوشل سکیورٹی کارڈ جاری ہو سکتے ہیں اور نہ ہی ورکروں کی رجسٹریشن ہوتی ہے۔ آجر حضرات اپنے کارکنوں کی رجسٹریشن نہیں کروانا چاہتے کیونکہ آجر کو اس کے لئے حکومت کو pay کرنا پڑتا ہے۔ اسی وجہ سے وہ ورکرز کی حاضری کو چھپاتے ہیں۔ لیبر انسپکٹر یا دوسرے لوگ جب inspection کے لئے جاتے ہیں تو انہیں کچھ دے دلا کر وہ ان کا منہ بند کروا دیتے ہیں۔ اس سے ورکروں کا بہت زیادہ نقصان ہوتا ہے تو میں یہ پوچھنا چاہتی ہوں کہ حکومت نے اس کی روک تھام کے لئے کیا اقدامات کئے ہیں اور ورکروں کی رجسٹریشن کو یقینی بنانے کے لئے حکومت پنجاب کیا کر رہی ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر محنت وانسانی وسائل (جناب محمد اشرف خان سوہنا): جناب سپیکر! محترمہ نے پہلا ضمنی سوال یہ کیا ہے کہ پانچ افراد کی جو شرط ہے کیا حکومت اس کو کم کر کے دو یا تین افراد کر سکتی ہے تو اس حوالے سے عرض ہے کہ اس تعداد کو کم کرنا ممکن نہیں ہے۔ انھوں نے دوسرا سوال یہ پوچھا ہے کہ ہم جو سوشل سکیورٹی کارڈ جاری کرتے ہیں اس کے لئے کیا آجر کے دستخط کرنا ضروری ہیں تو یہ قانون کے مطابق ضروری ہے اس لئے کہ مالک کو اپنے مزدوروں یا ورکروں کی فہرست جاری کرنی ہوتی ہے اور اس کے عوض انھیں contribution بھی دینا ہوتا ہے اس لئے ہم اس کے اندر مالک کے دستخطوں کو ignore نہیں کر سکتے۔ محترمہ نے تفصیل سے تذکرہ کیا ہے کہ بہت سے مالکان اپنے ادارے کی رجسٹریشن کرواتے ہیں اور نہ ہی مزدوروں کو سوشل سکیورٹی کے کارڈز بنا کر دیتے ہیں۔ میں ان کے اس جائزے کی تائید کرتا ہوں کہ ایسا ہی ہے۔ بہت سے مالکان اپنے مزدوروں کے علاج کے لئے contribution دیتے ہیں اور نہ ہی ان کی رجسٹریشن کرواتے ہیں۔ انہیں یہ جان کر یقیناً تعجب ہوگا کہ اس قسم کے اقدامات کی inspection پر پابندی انہی کی حکومت نے لگائی تھی اور وہ ابھی تک جاری ہے۔ اس حوالے سے ہم نے بہت زیادہ کام کیا ہے۔ انھوں نے یہ الزام بھی لگایا ہے کہ لیبر انسپکٹر پیسوں کا چکر چلاتے ہیں، میں اس کو کسی حد تک تسلیم کرتا ہوں لیکن ہم نے ایک بڑی comprehensive inspection scheme کی policy تیار کر کے وزیراعلیٰ صاحب کو منظوری کے لئے بھجوائی ہے۔ کچھ ہی دنوں میں ہم انشاء اللہ تعالیٰ یہ لیبر پالیسی لاگو کر دیں گے اور وہ آجر یا factory owners جو مزدوروں کا contribution ادا نہ کر کے انھیں علاج کی سہولتوں سے محروم کر رہے ہیں ان کے خلاف کارروائی کی جا سکے گی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، بہت شکریہ

جناب محمد یار ہراج: جناب سپیکر! وزیر موصوف نے سوال کے جواب میں کہا ہے کہ ایک جامع پالیسی آ رہی ہے۔ یہاں جواب کے جز (الف) کی آخری لائن میں لکھا ہوا ہے کہ "محکمہ سوشل سکیورٹی تمام کارکنان (خواہ وہ مرد ہو یا عورت) کو یکساں فوائد مہیا کرنے کا پابند ہے" میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ چونکہ محکمہ سوشل سکیورٹی تمام کارکنان کو یکساں فوائد مہیا کرنے کا پابند ہے تو پھر پنجاب حکومت نے اس محکمہ کے بجٹ کو پچھلے سال کی نسبت اس سال 30 فیصد کم کیوں کر دیا ہے یہ میرے پاس white paper کی کاپی موجود ہے اگر بجٹ کو 30 فیصد کم کر دیا گیا ہے تو کیا یہ فوائد بھی 30 فیصد کم کر دیئے جائیں گے؟

وزیر محنت وانسانی وسائل (جناب محمد اشرف خان سوہنا): جناب سپیکر! ہم ان افراد کو یہ تمام مراعات دینے کے پابند ہیں جن کا ہم employers سے contribution وصول کرتے ہیں۔ ان کی فلاح و

بہبود کے لئے ہمارا جو بجٹ مختص ہے اس میں ہم کسی قسم کی کٹوتی نہیں کر رہے بلکہ اس میں بہت سی چیزوں کا اضافہ کر رہے ہیں اور آنے والے دنوں میں آپ انشاءاللہ محسوس کریں گے کہ ہم نے ان مراعات میں بہت زیادہ اضافہ کر دیا ہے کیونکہ ہم اس کے لئے زیادہ بجٹ مختص کر رہے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میری معزز ممبران سے بار بار یہ گزارش ہے کہ جب بھی آپ نے پوائنٹ آف آرڈر پر وقت مانگا تو آپ کو دیا گیا ہے۔ میں اسی لئے بار بار grace کی بات کرتا ہوں کہ تھوڑا صبر کر لیا کریں۔ ہم نے House کو بہت اچھے طریقے سے چلانا ہے۔ ابھی منسٹر صاحب بات کر رہے تھے اور ہراج صاحب کھڑے ہو گئے۔ اب انھوں نے بات مکمل کر لی ہے اس لئے آپ حکم فرمائیں کہ کیا کہنا ہے؟

جناب محمد یار ہراج: جناب سپیکر! آپ کی مہربانی کہ آپ نے مجھے پھر وقت دیا ہے۔ چونکہ سوال کا جواب صحیح نہیں آیا، اصل میں مجھے اب عادت ہو جانی چاہئے تھی کہ ہاؤس میں آتے ہی غلط جوابات ہیں اور میرا اس پر خون نہیں کھولنا چاہئے لیکن میں کیا کروں؟ میں یہاں ہر روز نئی امید کے ساتھ آتا ہوں کہ شاید آج صحیح جوابات مل جائیں تو اس وجہ سے میرا خون پھر سے کھول پڑا ہے کہ جی، اب پھر غلط جواب آ گیا ہے۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبر نے ہاتھ سے اشارہ کرتے ہوئے منسٹر صاحب کو کہا کہ پلیز، بیٹھ جائیں)

میں آئندہ سے کوشش کروں گا کہ کسی غلط جواب پر کوئی reaction show نہ کروں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ اس پر بات کریں کہ انھوں نے کیا غلط کہا ہے؟ منسٹر صاحب! آپ پلیز، ایک منٹ تشریف رکھیں۔ میں آپ کو floor دیتا ہوں۔

وزیر محنت وانسانی وسائل (جناب محمد اشرف خان سوہنا): جناب سپیکر! میں دو چیزوں کی وضاحت کرنا چاہتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں!

جناب محمد یار ہراج: جناب سپیکر! آپ نے مجھے ابھی جو لیکچر دیا ہے آپ منسٹر صاحب کو بھی وہی لیکچر دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ہراج صاحب! اب میں نے منسٹر صاحب کو floor دیا ہے، آپ بیٹھیں۔ ان کے بعد میں آپ کو floor دیتا ہوں۔

جناب سعید اکبر خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں!

جناب سعید اکبر خان: جناب سپیکر! جب بھی کوئی معزز ممبر یہ سمجھے کہ میرے سوال کا جواب غلط دیا گیا ہے تو ایک procedure کے تحت وہ تحریک استحقاق دے سکتا ہے لیکن یہ کوئی طریقہ نہیں ہے کہ اگر کوئی جواب دینے کے لئے کھڑا ہو تو اسے کہا جائے کہ آپ بیٹھ جائیں۔ یہ کوئی پارلیمانی روایت ہے اور نہ ہی یہ کسی معزز ممبر کا prerogative ہے کہ کسی کو بیٹھنے یا کھڑا ہونے کے لئے کہے۔ یہ بڑا specific ہونا چاہئے کہ فلاں سوال کا جواب اس طرح دیا گیا ہے، اصل میں اس کا جواب یہ ہے، انھوں نے غلط جواب دیا ہے۔ میں اس کو challenge کرتا ہوں اور کل میں اس بارے میں تحریک استحقاق لے کر آؤں گا۔ یہ ایک set procedure ہے کہ جس کے تحت ہر وہ معزز ممبر جس کے سوال کا جواب غلط آئے، تحریک استحقاق دے سکتا ہے، اس procedure کو adopt کر سکتا ہے۔ تقریر کرنے سے سوال کا جواب غلط قرار نہیں دیا جا سکتا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، بہت شکریہ۔ آپ نے بڑا valid point اٹھایا ہے۔ بات صرف اتنی سی ہے کہ کسی طرح سے بھی کسی معزز ممبر کا یہ prerogative نہیں ہے کہ وہ کسی دوسرے ممبر کو کہے کہ آپ بیٹھ جائیں۔ یہ Chair کا کام ہے۔ میں بار بار اسی لئے پارلیمانی روایات کی بات کرتا ہوں۔ اگر کوئی بات غلط ہے تو اس کے لئے Rule of Procedure کے اندر باقاعدہ طریق کار لکھا ہوا ہے۔ ہراج صاحب! اس کو آپ لغاری صاحب کی مشاورت سے سمجھ سکتے ہیں۔ آپ Privilege Motion لے کر آ سکتے ہیں۔ آپ دیکھیں کہ ہر چیز کا ایک طریق کار ہے اور ہاؤس کو in order رکھنا Chair کا کام ہے۔ میں اس کے لئے بڑی clear بات کروں گا کہ اس ہاؤس کو دونوں sides نے مل کر چلانا ہے اور اس کے لئے جب تک آپ Chair کو وہ value نہیں دیں گے جو اس کا حق بنتا ہے تو پھر ہاؤس in order نہیں رہ سکتا تو میری آپ سے صرف یہ گزارش ہے کہ وہ بات point out کریں جو آپ سمجھتے ہیں کہ غلط ہے۔

جناب محمد یار ہراج: جناب سپیکر! میں صرف یہ عرض کرنی چاہوں گا۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ہراج صاحب! ابھی تشریف رکھیں۔ میں آپ کو بعد میں floor دیتا ہوں۔

جناب محمد یار ہراج: جناب سپیکر! میں یہ گزارش کرنا چاہتا تھا کہ آپ نے اس وقت مجھے floor دیا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میری بات سنیں، یہ اب right سپیکر کے پاس ہی رہنے دیں کہ اگر سپیکر نے floor دیا اور کوئی معزز ممبر کھڑا ہو گیا تو اس کی بات سننے میں کوئی اتنا حرج نہیں ہے۔ اب اگر آپ اس طرح ہر چیز کو point out کریں گے اور میں Leader of the Opposition سے بھی گزارش کروں گا کہ تمام ممبران کو ملا کر چلائیں اور اب آپ اس question کے حوالے سے اپنی بات کریں۔

جناب محمد یار ہراج: جناب سپیکر! آپ کی مہربانی ہو گی اب آپ تھوڑی سی میری گزارش سن لیں، آپ نے مجھے اس وقت ٹوکا ہے کہ میں بات کرتے ہوئے کسی کی بات میں کھڑا ہو گیا ہوں۔ میں صرف آپ کی بات کو repeat کر رہا تھا کہ جس چیز سے آپ نے مجھے روکا ہے وہی چیز ادھر پھر ہوئی ہے تو میں آپ کی writ enforce کرنے کے لئے کھڑا ہوا تھا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میری بات سن لیں، پہلے میری بات سن لیں۔ آپ کو Chair نے floor دیا، اب اگر کوئی اور معزز ممبر کھڑا ہوا تو یہ Chair کا کام ہے کہ اس کو floor پہلے دینا ہے یا بعد میں دینا ہے، یہ جس کا right ہے اس کے پاس ہی رہنے دیں، آپ کی مہربانی ہے اور اب آپ اپنی بات take up کریں، آپ کہنا کیا چاہتے ہیں؟

جناب محمد یار ہراج: جناب سپیکر! میں پوچھنا یہ چاہ رہا تھا جس کا مجھے جواب صحیح نہیں دیا گیا تھا کہ اگر حکومت ایک social service provide کر رہی ہے جو کہ جز (الف) اور جز (ج) میں بھی لکھا ہے اور اس social service کے لئے بجٹ 30 فیصد کم کر دیا جاتا ہے تو میں نے یہ پوچھا تھا کہ یہ کیسے possible ہے کہ وہ social service اتنی ہی مقدار میں دوبارہ provide کی جا سکے گی اگرچہ اس کے لئے بجٹ کم کر دیا گیا ہے۔ اس کا جواب انہوں نے صحیح نہیں دیا تھا تو میں اس وقت کھڑا ہوا تھا اور مجھے ابھی تک اس کی explanation نہیں ملی۔ اگر آپ برا نہ منائیں تو وزیر صاحب سے پوچھیں کہ مجھے اس چیز کا جواب clear الفاظ میں دیں کہ 30 فیصد کٹوتی کے بعد کس طرح ہو سکتا ہے کہ ایک benefit دوبارہ سے اتنی ہی مقدار میں provide کیا جا رہا ہے، کیا یہ کوئی نمبرز کا magic ہے کہ مجھے سمجھ نہیں آتا۔ بہت شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: پہلی بات تو یہ ہے کہ یہ ایک نیا سوال بنتا ہے۔ اس پر آپ question لے کر آ جائیں یہ بالکل ایک different بات ہے کہ 30 فیصد کم ہوا، نہیں ہوا، 30 فیصد کم ہونے کے بعد وہ benefits

کم ہوئے یا نہیں ہوئے اس پر آپ question لے آئیں اس پر وہ جواب دے دیں گے۔ جی بہت مہربانی۔ جی، محترمہ سیمل کامران صاحبہ!

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! بہت بہت شکریہ۔ میں دو supplementary questions کرنا چاہتی ہوں۔ ایک تو جز (الف) میں ہے کہ "گھروں میں قائم چھوٹی صنعتوں میں کام کرنے والی خواتین۔" اس میں یہ ذکر کیا گیا ہے کہ اگر 5 خواتین ملتی ہیں تو پھر وہ اس میں fall کریں گی تو وہ خواتین جو اپنے گھروں میں بیٹھ کر چھوٹی چھوٹی run industries کرتی ہیں مثلاً قالین بافی ہے، چھالیہ ہے، چوڑی سازی ہے تو ان کے لئے قانون کیا ہے؟ دوسرا اس میں یہ ذکر ہے کہ جیسے ہم جانتے ہیں کہ اس میں Old Age benefit Fund میں مزدوروں کا اربوں روپیہ موجود ہوتا ہے اور ان لوگوں کو جو پنشن ملتی ہے اس میں کبھی بھی اتنا increase نہیں ہوا جو گورنمنٹ پنشنرز کے لئے کرتی ہے تو چونکہ یہ ان غریبوں کا حق ہے تو میں سمجھتی ہوں کہ اس کے لئے بھی گورنمنٹ کو کچھ کرنا چاہئے۔ تیسرا میں انتہائی ادب کے ساتھ آپ سے یہ گزارش کرنا چاہتی ہوں جیسے میرے honourable بھائی نے یہ بتایا ہے کہ اگر کسی question کا کوئی reply غلط آتا ہے تو there is a vule it for that اس کے لئے میں on the floor of the House آپ سے یہ گزارش کرنا چاہتی ہوں کہ پچھلے session میں میرے قابل احترام بھائی جو ہمارے بیت المال کے منسٹر ہیں انہوں نے اسی floor پر کھڑے ہو کر کچھ غلط جواب دیئے تھے اور میں نے محکمہ بیت المال سے سارے proof حاصل کر کے پچھلے 5 سال کا پورا ریکارڈ ساتھ لگایا تھا اور انہوں نے جو فرمایا تھا میں نے اس کی کاپی ساتھ لگائی تھی لیکن میری اس Privilege Motion کا move کرنا، آپ نے بھی یہ بات مانی ہے، Constitution بھی یہ کہتا ہے جو میرا right تھا مجھے اپنے اس حق سے محروم رکھا گیا اور میری وہ Privilege Motion disallow کر دی گئی۔ میں سمجھتی ہوں اور آپ بھی اس بات سے اتفاق کریں گے کہ rule ہر ایک کے لئے ایک جیسے ہونے چاہئیں ایسا نہیں ہے کہ اگر treasury benches سے کوئی بات آتی ہے تو ان کے لئے وہ rule fall کرتا ہے اور اگر Deputy Opposition Leader ایک بات کر رہا ہے تو اس کے لئے rule different ہو جاتے ہیں تو سب سے پہلے میں آپ سے یہ گزارش کروں گی کہ میری جو Privilege Motion disallow کی گئی تھی آپ مجھے ٹائم دیں میں وہ سارے proof آپ کے پاس لے کر آتی ہوں اگر اس کے بعد بھی آپ کو لگے کہ وہ غلط ہے تو پھر ٹھیک ہے، otherwise اس کو take up کیا جائے کیونکہ یہ matter کسی ایک چھوٹی سی بات کا issue نہیں ہے۔ آپ دیکھیں کہ daily

basis پر اس معزز ایوان کا استحقاق مجروح کیا جاتا ہے اور تمام محکموں کی جانب سے غلط جواب آتے ہیں۔ جب سے یہ House in session ہے کوئی ایک دن ایسا نہیں گزرا کہ کوئی ایک محکمہ صحیح جواب دے دے تو Sir, it is too much.

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ نے اپنا point note کروا دیا ہے آپ اس کے اندر بالکل آئیں ہم اس کو دیکھتے ہیں۔ جی، رانا صاحب!

رانا منور حسین المعروف رانا منور غوث خان: جناب سپیکر! شکریہ۔ ہمارے ہاں سرگودھا میں بھی کچھ چھوٹی صنعتیں ہیں جیسا کہ سلانوالی میں handicrafts اور پل گیارہ مارکیٹ میں پتھر کی جو چھوٹی صنعتیں لگی ہوئی ہیں وہاں پر بھی مزدوروں کو لیبر ڈیپارٹمنٹ کی طرف سے کافی فوائد حاصل ہو رہے تھے لیکن فیڈرل گورنمنٹ کے لیبر ڈیپارٹمنٹ نے ایک کارڈ جاری کرنے کا حکم صادر کیا اور غریب مزدوروں، کسانوں اور چھوٹی صنعتوں کے مزدوروں کو ان مراعات سے محروم کر دیا گیا ہے۔ جناب منسٹر سے میرا سوال ہے کہ کیا فیڈرل گورنمنٹ سے آپ نے یہ معاملہ take up کر لیا ہے اور کب تک ان چھوٹی صنعتوں کے مزدوروں کو لیبر ڈیپارٹمنٹ یہ مراعات دوبارہ فراہم کرنے کا ارادہ رکھتا ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر محنت وانسانی وسائل (جناب محمد اشرف خان سوہنا): جناب سپیکر! میں پہلے اپنے اپوزیشن کے دوستوں کی باتوں کا جواب دینا چاہتا ہوں۔ مجھے یہ نہیں معلوم کہ انہیں ہر وقت یہ احساس کیوں رہتا ہے کہ ہم انہیں غلط جواب دے رہے ہیں اور یہ ایسے جوابات ہوتے ہیں جو ہم تحریری شکل میں دیتے ہیں۔ میں آپ سے گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ ہمارے جن دوستوں کو ہمارے جوابات کی سمجھ نہیں آتی یا کسی وجہ سے وہ سمجھ نہیں سکتے تو لیبر ڈیپارٹمنٹ نے انہیں اس معاملے میں educate کرنے کے لئے کلاسز کا آغاز کیا ہے تو میں ان کو offer کرتا ہوں کہ یہاں تقریریں کرنے سے اگر تھوڑا سا اجتناب کر لیتے تو میں ہاؤس کے سامنے کافی اچھی معلومات رکھ سکتا تھا۔ رانا غوث صاحب کے جواب میں عرض ہے کہ ایسی کوئی مراعات صوبائی حکومت، وفاقی حکومت نے واپس لی ہیں جو پہلے جاری تھیں اور نہ ہی سیاسی اور عوامی حکومتیں ایسا کرتی ہیں۔ ان کے علم میں اگر کوئی ایسا واقعہ ہے تو وہ میرے ساتھ discuss کریں ہم انشاء اللہ ایسا نہیں ہونے دیں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شکریہ۔ جی، لغاری صاحب!

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! آپ نے کہا تھا کہ وہ Privilege Motion لے کر آئیں، میں تو لے کر آتا ہوں میری Privilege Motions تو بار بار لوٹا دی جاتی ہیں، خاموشی سے dispose of کر دی جاتی ہیں، آپ کہیں تو میں غلط بیانیوں اور غلط جوابوں کے ثبوت ابھی آپ کو پیش کر سکتا ہوں۔ آپ نے جو بات کی ہے theoretically بالکل صحیح بات کی ہے لیکن practically اس اسمبلی میں یہ ہو نہیں رہا۔ آپ مہربانی کر کے اس کو ensure کروائیں، We will be very grateful to you, sir.

وزیر محنت وانسانی وسائل (جناب محمد اشرف خان سوہنا): میں محسن لغاری صاحب کی اس بات سے بالکل اتفاق نہیں کرتا اور میں چاہوں گا کہ یہ اس پر بھی ہمارے ساتھ کوئی calculated اور specific بات کریں۔ یہ ایک general اعتراض کہ ہم غلط جواب دیتے ہیں، پورے جواب نہیں دیتے۔ میں چاہتا ہوں کہ محسن لغاری صاحب میرے ساتھ بیٹھیں، نہ صرف میرے ڈیپارٹمنٹ باقی ڈیپارٹمنٹس کے متعلق بھی اگر یہ کوئی specific بات کریں تو ہم ہاؤس کے سامنے رکھیں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔ جی، ڈاکٹر اسد اشرف صاحب!

ڈاکٹر اسد اشرف: جناب سپیکر! میرا supplementary question یہ ہے کہ اتنی دیر بحث اور تقریریں ہوئیں، کہنے کا مقصد یہ ہے کہ 2003 کے notification کے مطابق 2 یا 4 سے زیادہ مزدور کسی ادارے میں کام کر رہے ہیں میرا specific bullet question یہ ہے کہ جو 100 فیصد contribution دے رہے ہیں ان کے کتنے فیصد کو health card یا دوسرے کارڈ issue ہو رہے ہیں۔ میری اطلاع کے مطابق وہ 35 فیصد ہیں، 2003 سے آج 2009 آ گیا ہے ادارے نے کیا اقدامات کئے ہیں کہ اس کو 100 فیصد کیا جائے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، وزیر صاحب! ڈاکٹر صاحب کا بڑا valid question ہے۔

وزیر محنت وانسانی وسائل (جناب محمد اشرف خان سوہنا): جناب سپیکر! میں اس موضوع پر عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اس وقت Labour Inspection Policy نہ ہونے کی وجہ سے لیبر ڈیپارٹمنٹ کی پوری مشینری suspend ہے جب تک ہمارے اختیارات بحال نہیں ہوتے ہم اس رجسٹریشن کو 100 فیصد نہیں کر سکتے۔ میں اس کی latest صورتحال بھی عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ایک بڑی comprehensive labour inspection policy تیار ہے، چیف منسٹر صاحب اس کی اجازت

دینے والے ہیں جیسے ہی وہ نافذ ہو گئی ہم ڈاکٹر صاحب کو انشاء اللہ اس کے اندر 100 فیصد رزلٹ دیں گے۔

محترمہ آمنہ الفت: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، Question Hour کا ٹائم ختم ہو گیا ہے۔

وزیر محنت وانسانی وسائل (جناب محمد اشرف خان سوہنا): جناب سپیکر! میں بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھتا ہوں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ثقافت (محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری): میں بھی بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھتی ہوں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے سپورٹس / کھیل (میاں محمد اسلیم ایڈووکیٹ): میں بھی بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھ دیئے گئے ہیں۔

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

(جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)

شالامار باغ لاہور کی آمدنی و اخراجات اور ملازمین کی تفصیل

*258: **جناب وسیم قادر:** کیا وزیر ثقافت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) شالامار باغ کی سالانہ آمدنی کتنی ہے اور اس پر سالانہ کتنے پیسے خرچ کیے جاتے ہیں، تفصیل فراہم کی جائے؟

(ب) 2005 سے 2008 تک شالیمار باغ کی تزئین و آرائش پر کتنی رقم خرچ کی گئی؟

(ج) کیا یہ درست ہے کہ اتنی رقم خرچ ہونے کے باوجود باغ کی دیواریں فرش، فوارے وغیرہ ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہیں اور لانز میں گند پڑا رہتا ہے؟

(د) شالیمار باغ میں تعینات اسٹاف کی تفصیل فراہم کی جائے؟

وزیر ثقافت (جناب تنویر الاسلام):

(الف) شالیمار باغ کی سالانہ آمدنی اور خرچ کی تفصیل مندرجہ ذیل ہے:-

شالیمار باغ لاہور جولائی 2004 میں حکومت پنجاب کی تحویل میں آیا۔ پنجاب حکومت کی طرف سے باغ کی انٹری ٹکٹ کا پہلا ٹھیکہ 22-اپریل 2005 کو ہوا۔اس سے پہلے کی آمدنی فیڈرل گورنمنٹ نے وصول کی، سال 06-2005، میں بکنگ کاؤنٹر، فوٹو گرافی، پبلک ٹوائلٹ اور فروٹ آکشن کی مد میں 6450000 روپے وصول ہوئے۔سال 07-2006 میں 6996000 روپے کی آمدنی ہوئی اور 08-2007 میں 6600000 روپے وصول ہوئے۔ہر سال ہونے والی آمدنی کو پنجاب ہیریٹج (Heritage) فنڈ میں جمع کروا دیا گیا۔ اس سالانہ آمدن کو کہیں بھی خرچ نہ کیا گیا۔

(ب) شالیمار باغ کی تزئین و آرائش پر 2005 سے 2008 تک خرچ کی گئی رقوم کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

مالی سال 06-2005: اس سال شالیمار باغ میں ترقیاتی کاموں کے لئے پی ایچ اے نے 19.011 ملین روپے کی سکیم حکومت پنجاب سے پاس کروائی اور باغ کے اندر نئے ٹیوب ویل کی تنصیب، نئی پائپ لائن اور لانز کی درست حالی مکمل کی۔شالیمار باغ کے مشرقی جانب واقع نقار خانہ کے اندر راہداریاں، نقار خانہ کی عمارت، عرض بیگی، چار دیواری اور داخلی دروازوں کی مرمت و درست حالی کے لئے محکمہ نے دو سکیمیں مبلغ 16.544 ملین روپے کی تیار کیں۔اس میں 10 ملین روپے اس سال خرچ ہوئے۔

مالی سال 07-2006: اس سال شالیمار باغ کی مکمل اور جامع درست حالی کے لئے 300 ملین روپے پر مشتمل ایک منصوبہ تیار کیا گیا۔اس کو حکومت پنجاب نے منظور کر لیا جو عرصہ 8 سال میں مکمل ہونا ہے۔اس منصوبہ کے تحت اس سال پہلے اور تیسرے تختوں کی نہریں، تالاب اور فواروں کی درست حالی پر کام شروع کیا گیا۔جون 2007 تک اس کام پر 4 ملین روپے خرچ ہوئے اور 23.25 ملین روپے کی رقم شالیمار باغ کے بیرونی اطراف نکاسی آب کا نظام بہتر کرنے کے لئے واسا کو دیئے گئے۔سابقہ سال میں جو نقار خانہ میں کام رہ گئے تھے ان کاموں پر 5.446 ملین روپے خرچ ہوئے۔

مالی سال 08-2007: اس سال شالیمار باغ میں ترقیاتی کاموں کے لئے 28.50 ملین روپے کی رقم رکھی گئی ہے جس میں سے 20.50 ملین کی رقم شالیمار باغ کے بیرونی اطراف نکاسی آب کا نظام بہتر کرنے کے لئے واسا کے لئے مختص ہے۔سال رواں کے دوران تقریباً

4.10 ملین روپے کی لاگت سے پچھلے سال شروع کیا گیا نہروں اور فواروں کا کام مکمل کیا گیا ہے-یہ کام پہلے اور تیسرے تختہ میں کیا گیا ہے-اس کے علاوہ شالیمار باغ کی حصاری دیوار کی مرمت کا کام جاری ہے جس پر اندازاً 9 ملین روپے خرچ ہونگے-یہ کام آئندہ سال بھی جاری رہے گا-یہ کام روائتی مٹیریل یعنی قصوری چونے سے مکمل کیا جارہا ہے-

(ج) اس سال شالیمار باغ کی حصاری دیوار کی درست حالی کا کام جاری ہے-اگلے سال بھی یہ کام جاری رہے گا-باغ کے اندر درست حالی کے بہت سے کام ہونے والے ہیں-ان کاموں کو مکمل کرنے کے لئے پرانے مٹیریل اور ماہرین کاریگروں کی حصولیابی کی اہمیت سے کوئی انکار نہیں کر سکتا-اس لئے کاموں کی تکمیل کے لئے 8 سال کا عرصہ درکار ہو گا-جس کی تنظیم منظور شدہ منصوبہ میں رکھی گئی ہے-شالیمار باغ تقریباً 40 ایکڑ پر پھیلا ہوا ہے جس کو دیکھنے کے لئے ہزاروں ملکی وغیر ملکی سیاح روزانہ آتے ہیں-صفائی کے نظام کو بہتر رکھنے کے لئے باغ میں کوڑادان نصب ہیں-تاہم کم لوگ اس سے استفادہ کرتے ہیں-باغ میں تعینات ملازمین ہمہ وقت زائرین کی طرف سے پھیلائے گئے کوڑے کو صاف کرنے کے لئے تیار رہتے ہیں اور باغ کو حتی الوسع صاف رکھا جاتا ہے-ملازمین کو اس سلسلے ے میں مزید چوکس رہنے کی ہدایت کر دی گئی ہے-

(د) شالیمار باغ کے اسٹاف کی تفصیل:-

مستقل سٹاف

1-	آرکیالوجیکل کنزرویٹر	1
2-	سکیورٹی سٹاف	23
3-	سپروائزر	1
4-	کنزرویشن فورمین	1
5-	بلنگ کلرک	1
6-	الیکٹریشن	1
7-	ٹیوب ویل آپریٹر+آئل مین	2
8-	مالی	14
9-	بیلدار	2
10-	سویپرز	4
11-	ماشکی	2
12-	خلاصی	1
	کل	53

عارضی سٹاف

عارضی مالی، بیلدار 56

لاہور میں سپورٹس کمپلیکس کی تعداد و دیگر تفصیلات

*1480: جناب وسیم قادر: کیا وزیر سپورٹس از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) لاہور میں عالمی معیار کی سپورٹس کمپلیکس کہاں کہاں واقع ہیں، ان کو کیا کیا سہولیات فراہم کی جا رہی ہیں؟

(ب) حکومت فٹ بال کے فروغ کے لئے کیا اقدامات اٹھا رہی ہے اور اس سلسلہ میں فٹ بال کے فروغ کے لئے ہر ضلع میں کیا سہولیات فراہم کی جا رہی ہیں؟

(ج) صوبہ پنجاب کے کونسے اضلاع میں تمام سہولیات سے مزین سپورٹس کمپلیکس اور فٹ بال سٹیڈیم گراؤنڈ موجود ہیں؟

وزیر سپورٹس (جناب تنویر الاسلام):

(الف) محکمہ سپورٹس حکومت پنجاب کے زیر انتظام لاہور میں مندرجہ ذیل سپورٹس کمپلیکس ہیں۔

1- نیشنل ہاکی سٹیڈیم

2- پنجاب فٹ بال سٹیڈیم

ان سٹیڈیم میں انٹرنیشنل سہولیات میسر ہیں۔

(ب) محکمہ کھیل فٹ بال کے فروغ کے لئے کوشاں ہے اور اس سلسلے میں انڈر 15,14 اور 16 کے میچز منعقد کئے جا رہے ہیں تاکہ فٹ بال نرسری تیار کی جائے جو سینئر کھلاڑیوں کی جگہ لے۔ حکومت پنجاب نے ڈسٹرکٹ لیول پر کھیلوں کے میدانوں کو اپ گریڈ کرنے کے لئے سالانہ ترقیاتی پروگرام میں سکول کلسٹر اور ڈویلپمنٹ آف گراؤنڈ شامل کئے ہیں اور ہر ضلعی ہیڈ کوارٹر میں ایک گراؤنڈ فوری طور پر اپ گریڈ ہو جائے گی جس سے فٹ بال کے کھیل کو فروغ ملے گا اور کھلاڑیوں کو گراؤنڈ میسر ہو جائیں گے۔ محکمہ کھیل کے علاوہ فٹ بال ایسوسی ایشن اور پنجاب اولمپک ایسوسی ایشن بھی فٹ بال کو ترقی دینے کے لئے کوشاں ہیں اور مختلف پروگرام منعقد کر رہے ہیں۔ پاکستان فٹ بال فیڈریشن جس کا ہیڈ کوارٹر نشتر پارک سپورٹس کمپلیکس میں واقع ہے ایک جامع منصوبہ کے تحت ویژن ٹو نٹی ٹو نٹی کو حتمی شکل دی ہے جس

کے مطابق چودہ سال کے بچوں کا ڈیٹا بیس تیار کیا ہے اور ہر سال ان کے ٹورنامنٹ اور ٹریننگ کیمپ میں ان کی پرفارمنس چیک کی جائے گی۔

(ج) صوبہ پنجاب میں ضلع لاہور کے علاوہ فٹ بال کا کوئی انٹرنیشل لیول سٹیڈیم موجود نہ ہے تاہم ہر ضلع میں صوبائی اور نیشنل سطح کے سٹیڈیم موجود ہیں جہاں فٹ بال کے ٹورنامنٹ منعقد کئے جاتے ہیں اس کے علاوہ پنجاب میں مندرجہ ذیل تمام سہولیات سے مزین سپورٹس کمپلیکس موجود ہیں۔

1- پنجاب سٹیڈیم (فٹ بال)
2- اقبال پارک سپورٹس کمپلیکس
3- واپڈا سپورٹس کمپلیکس (زیر انتظام واپڈا سپورٹس بورڈ)
4- ڈرنگ سٹیڈیم بہاولپور
5- لیاقت باغ سپورٹس کمپلیکس راولپنڈی
6- سپورٹس سٹیڈیم بھکر

اس کے علاوہ پنجاب بھر میں تعلیمی اداروں کی گراؤنڈز میں فٹ بال کے میچز ہوتے رہتے ہیں۔

لیبر کورٹس کی تعداد اور مقدمات سے متعلقہ تفصیلات

*1640: محترمہ ثمینہ خاور حیات: کیا وزیر محنت وانسانی وسائل از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) صوبہ بھر میں قائم لیبر عدالتوں کی تعداد کیا ہے؟

(ب) گزشتہ چار سال کے دوران ان عدالتوں میں کتنے مقدمات نمٹائے گئے ہیں؟

(ج) اس وقت ان عدالتوں میں کتنے مقدمات زیر التوا ہیں؟

(د) ضلع لاہور میں گزشتہ سال پٹرول پمپس پر کم پیمائش کے کتنے چالان کئے گئے اور اس میں سے کتنے کیس عدالتوں کے سپرد کئے گئے؟

وزیر محنت وانسانی وسائل (جناب محمد اشرف خان سوہنا):

(الف) صوبہ میں قائم عدالتوں کی تعداد 9 (نو) ہیں۔

(ب) اس عرصہ میں ان عدالتوں میں کل 8823 مقدمات نمٹائے گئے۔

(ج) اس وقت ان عدالتوں میں 4318 مقدمات زیر التوا ہیں۔

(د) ضلع لاہور میں جولائی 2007 تا اکتوبر 2008 کے دوران پٹرول پمپس پر کم پیمائش کے 294 چالان کئے گئے اور تمام چالان متعلقہ عدالتوں میں برائے تادیبی کارروائی داخل کروا دیئے گئے۔

علی پارک (بارہ دری) بیگم پورہ لاہور کی دیکھ بھال کا مسئلہ

*595: محترمہ راحیلہ خادم حسین: کیا وزیر ثقافت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ علی پارک بارہ دری بیگم پورہ لاہور ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ محکمہ علی پارک بارہ دری بیگم پورہ لاہور کی دیکھ بھال پر توجہ نہیں دے رہا؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ علی پارک بارہ دری جو کہ تاریخی ورثہ ہے محکمہ کی لاپرواہی و عدم توجہ کی وجہ سے کھنڈرات کی شکل پیش کر رہا ہے؟

(د) محکمہ نے علی پارک بارہ دری کی تزئین و آرائش کیلئے 2002 سے 2007 تک کتنے اخراجات کئے، ان کی تفصیل سال وائز فراہم کریں؟

(ہ) کیا متعلقہ انتظامیہ اس کی مستقل بنیادوں پر نگرانی کرنے اور اس کی مرمت کا کام کروانے کو تیار ہے اگر نہیں تو اس کی وجوہات سے آگاہ فرمائیں؟

وزیر ثقافت (جناب تنویر الاسلام):

(الف) یہ تاریخی بارہ دری میاں خاں بارہ دری کے نام سے جانی جاتی ہے اور بھوگیوال میں واقع ہے۔ یہ تاریخی عمارت حکومت کے قانون "تحفظ آثار قدیمہ" مجریہ 1985 کے تحت محفوظ عمارت ہے۔ بارہ دری اس وقت ٹھیک حالت میں ہے تاہم بعض مقامات پر ضروری مرمت درکار ہے۔ پارک کا انتظام پی ایچ اے کرتی ہے۔

(ب) نظامت اعلیٰ آثار قدیمہ پنجاب تمام تاریخی عمارات جو کہ "محفوظ عمارات" ہیں ان کی دیکھ بھال کے لئے بھرپور کوشش کر رہا ہے۔ تاہم محکمہ کو سالانہ بنیادوں پر اپنی محفوظ عمارات کی دیکھ بھال کے لئے کوئی مستقل فنڈ مہیا نہیں کیا جاتا۔ اس کے علاوہ محکمہ کے پاس اتنا عملہ نہ ہے کہ وہ ہر محفوظ عمارت پر تعینات کیا جا سکے۔ محکمہ کی اس سلسلے میں تجویز ہے کہ اگر سالانہ

بنیادوں پر رقم فراہم کی جائے تو محفوظ شدہ عمارتوں کی فوری نوعیت کے کام بغیر کسی تاخیر کے مکمل ہو سکتے ہیں۔

(ج) بارہ دری اس وقت بہتر حالت میں نہیں ہے مگر کھنڈرات کی شکل پیش نہیں کر رہی، تاہم اس کی حالت مزید بہتر بنانے کے لئے محکمہ اس بارہ دری کی درست حالی کا تخمینہ بنا کر حکومت کو منظوری کے لئے جلد پیش کرنے والا ہے۔

(د) محکمہ نے اس کی تزئین و آرائش کے لئے 2002 سے 2007 تک کوئی اخراجات نہیں کئے۔

(ہ) بارہ دری ایک پرائیویٹ پراپرٹی ہے۔ اگر اس کو مستقل بنیادوں پر محکمہ کے حوالے کر دیا جائے تو محکمہ اس تاریخی عمارت کی مستقل بنیادوں پر نگرانی کر سکتا ہے۔ صوبہ پنجاب میں اس وقت محکمہ آثار قدیمہ کے تحت 248 تاریخی عمارات ہیں۔ اگر محکمہ کو سالانہ بنیاد پر ان عمارات کی ضروری مرمت کے لئے 10 لاکھ روپے دیئے جائیں تو محکمہ اس صوبہ کی مخدوش تاریخی عمارات کی مرمت مستقل بنیاد پر جاری رکھ سکتا ہے۔

ضلع ننکانہ صاحب کو سپورٹس فنڈ کی فراہمی و دیگر تفصیلات

*1745: جناب شاہ جہاں احمد بھٹی: کیا وزیر سپورٹس از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) یکم جولائی 2005 سے اب تک ضلع ننکانہ صاحب کو کتنا سپورٹس فنڈ مہیا کیا گیا، سال وائز تفصیل بیان فرمائیں؟

(ب) ضلع ننکانہ صاحب میں سپورٹس کمپلیکس / جمنازیم کا نقشہ کس نے منظور کیا اور اس پر کتنا خرچہ ہوا، مزید براں اب تک اس منصوبہ کی افادیت بیان فرمائیں؟

وزیر سپورٹس (جناب تنویر الاسلام):

(الف) تفصیل حسب ذیل ہے:-

یکم جولائی 2005 سے اب تک ضلع ننکانہ صاحب کی تفاصیل:-

سال	سپورٹس فنڈ
2005-06	2340000
2006-07	2340000
2007-08	1750600
2008-09	183100

(ب) یہ نقشہ چیف آرکیٹیکٹ کا بنایا ہوا ہے اور حکومت پنجاب کا منظور کردہ ہے۔یہ سکیم کیپٹل (ایم) Rs.52,526 میں منظور شدہ ہے اور اس میں تمام انڈور گیمز کھیلی جا سکتی ہیں جس سے لڑکے اور لڑکیوں میں کھیلوں کا رجحان بڑھے گا۔

ضلع لاہور میں صنعتی کارکنوں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*2140: ڈاکٹر سامیہ امجد: کیا وزیر محنت وانسانی وسائل از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) ضلع لاہور میں کتنے صنعتی کارکن ہیں اور ان میں سے کتنے کارکنوں کو سوشل سکورٹی کارڈ جاری کئے گئے ہیں؟

(ب) ضلع لاہور میں کتنے فیکٹری کارکنوں کو ہائی جینک کارڈ جاری کئے گئے ہیں نیز سال 2005-06 میں کتنے کارکنوں کو Certifying Surgeon نے چیک کیا؟

(ج) ضلع لاہور میں دوران سال 2005-06 سوشل سکیورٹی نے وصولی کی مد میں کتنی رقم اکٹھی کی تھی اور کتنے صنعتی کارکنوں کے علاج کے لئے کل کتنی رقم خرچ کی تھی، تفصیل سے ایوان کو آگاہ فرمائیں؟

وزیر محنت وانسانی وسائل (جناب محمد اشرف خان سوہنا):

(الف) ضلع لاہور کی حدود میں 128370 صنعتی کارکنان ہیں۔جن میں سے 72737 کارکنان کو سوشل سکیورٹی کارڈز جاری کئے گئے ہیں۔تفصیل درج ذیل ہے:۔

نمبر شمار	نام لوکل آفس	تعداد کارکن	تعداد کارکن (جن کو کارڈ جاری کئے گئے)
1	لوکل آفس لاہور (گلبرگ)	65931	34313
2	لوکل آفس لاہور (سٹی)	33104	19850
3	لوکل آفس لاہور (ساؤتھ)	23688	14426
4	لوکل آفس شاہدرہ	5647	4148
	ٹوٹل	128370	72737

(ب) فیکٹری کارکنان کو ہائی جینک کارڈ جاری کرنا ادارہ سوشل سکیورٹی کی ذمہ داری نہ ہے۔

(ج) ضلع لاہور کی حدود میں دوران سال 2005-06 سوشل سکیورٹی نے وصولی کی مد میں 322017671/- روپے اکٹھے کئے گئے جبکہ 560466 صنعتی کارکنان اور ان کے لواحقین کے علاج معالجے پر مبلغ 152590505/- روپے خرچ کئے گئے۔جن کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

نمبر شمار	نام لوکل آفس	2005-06 میں سوشل سکیورٹی کنٹری بیوشن کی وصولی	تعداد کارکنان ولواحقین جن کے علاج معالجے پر رقم خرچ کی گئی۔	کل رقم جو کہ ان مریضوں کے علاج معالجے پر خرچ کی گئی
-1	لوکل آفس لاہور (گلبرگ)	184592000	43579	214553462
-2	لوکل آفس لاہور (سٹی)	73852000	10130	3069889
3	لوکل آفس لاہور (ساؤتھ)	53803605	10394	10623752
4	لوکل آفس شاہدرہ	9770066	5647	4277425
5	سوشل سکیورٹی ہسپتال شاہدرہ	Nil	(OPD)81120	9991837
6	سوسل سکیورٹی ہسپتال ملتان روڈ لاہور	Nil	(OPD)325809	102869548
7	سوشل سکیورٹی ہسپتال کوٹ لکھپت لاہور	Nil	83787(OPD)	7204592
	ٹوٹل	322017671	560466	152590505

دائی انگہ بیگم پورہ لاہور کے مقبرہ کی زمین پر بااثر لوگوں کے قبضہ کی تفصیلات

*596: **محترمہ راحیلہ خادم حسین:** کیا وزیر ثقافت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ دائی انگہ بیگم پورہ لاہور کا مقبرہ ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہے؟

(ب) مقبرہ دائی انگہ بیگم پورہ کا کل رقبہ کتنا ہے؟

(ج) مذکورہ مقبرہ کے رقبہ پر اس وقت کتنے لوگ قابض ہیں، ان کے نام و پتاجات کی تفصیل فراہم کی جائے؟

(د) ان لوگوں نے کس اتھارٹی کی اجازت سے مقبرہ کی زمین پر قبضہ کیا۔اس اتھارٹی کا نام و عہدہ سے آگاہ کریں؟

(ہ) کیا متعلقہ انتظامیہ ان قابضین کے خلاف کارروائی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اور مقبرہ کی تزئین و آرائش اور مرمت کروانے کو تیار ہے، اگر نہیں تو اسکی وجوہات سے آگاہ فرمائیں؟

وزیر ثقافت (جناب تنویر الاسلام):

(الف،ب،ج،د،ہ) مغلیہ دور کے تاریخی اہمیت کے حامل مقبرہ دائی انگہ بیگم پورہ لاہور مرکزی محکمہ آثار قدیمہ کے قانون "تحفظ نوادرات" مجریہ 1975 کے تحت محفوظ عمارت ہے اور مرکزی محکمہ آثار قدیمہ کے زیر انتظام ہے۔نظامت اعلیٰ آثار قدیمہ حکومت پنجاب محترمہ راحیلہ خادم حسین، ایم پی اے کی اس قرار داد کی بھرپور حمایت کرتا ہے کہ محکمہ آثار قدیمہ حکومت پاکستان اس تاریخی اہمیت کے حامل

مقبرہ دائی انگہ کی دیکھ بھال/مرمت کے لئے خصوصی انتظامات کرے اور غیر قانونی قابضین سے اسے آزاد کروائے۔

نیشنل ہاکی سٹیڈیم میں آسٹرو ٹرف کی تفصیلات

*1756: محترمہ انجم صفدر: کیا وزیر سپورٹس ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) نیشنل ہاکی سٹیڈیم لاہور میں آسٹرو ٹرف کب بچھایا گیا، اس پر کتنی لاگت آئی اور کس فرم نے یہ بچھایا؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ مذکورہ آسٹرو ٹرف خراب ہو گیا ہے، اگر ہاں تو خراب ہونے کی وجہ بیان کی جائے نیز آسٹرو ٹرف بچھانے والی فرم کے خلاف کوئی ایکشن لینے اور اس کے دوبارہ مرمت کرنے کا حکومت کوئی ارادہ رکھتی ہے، اگر ہاں تو کب تک؟

وزیر سپورٹس (جناب تنویر الاسلام):

(الف) نیشنل ہاکی سٹیڈیم لاہور 2004 میں پاکستان ہاکی فیڈریشن کے زیر نگرانی پایہ تکمیل کو پہنچا۔ اس میں آسٹرو ٹرف تب ہی بچھایا گیا تھا اور اس کی لاگت ہاکی فیڈریشن نے ہی برداشت کی اور یہ سچل ٹریڈرز نے بچھائی تھی۔

(ب) مذکورہ آسٹرو ٹرف خراب ہو گیا تھا اور ٹرف کے سب بیس میں خرابی پیدا ہوئی تھی اور یہ وقت کے ساتھ اور استعمال کی وجہ سے ٹرف کا اکھڑنا تھا۔ اب یہ ٹرف ٹھیک کروا دی گئی ہے اور اس پر مختلف میچز کا انعقاد کروایا جا رہا ہے۔

صوبہ میں رجسٹرڈ و غیر رجسٹرڈ بھٹوں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*2142: میاں شفیع محمد: کیا وزیر محنت و انسانی وسائل ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) صوبہ میں اینٹوں کے بھٹوں کی کل تعداد کیا ہے، ان میں سے کتنے بھٹے رجسٹرڈ اور کتنے غیر رجسٹرڈ ہیں، مکمل تفصیل سے ایوان کو آگاہ فرمائیں؟

(ب) غیر رجسٹرڈ بھٹوں کے خلاف کیا کارروائی کی گئی ہے، تفصیل سے آگاہ کیا جائے؟

وزیر محنت و انسانی وسائل (جناب محمد اشرف خان سوہنا):

(الف) ضلعی دفاتر پنجاب سے حاصل شدہ معلومات کے مطابق اس وقت صوبہ میں کل بھٹوں کی تعداد 3845 ہے جن میں سے 3611 بھٹے رجسٹرڈ ہیں۔

(ب) محکمہ محنت پنجاب غیر رجسٹرڈ شدہ 234 بھٹہ جات کی رجسٹریشن کے سلسلہ میں کوشاں ہے اور اس ضمن میں ضابطہ کی کارروائی بھی جاری ہے۔اس سلسلہ میں مزید پیش رفت جلد متوقع ہے۔

لاہور سپورٹس بورڈ کا قیام و دیگر تفصیلات

*1954: محترمہ نگہت ناصر شیخ: کیا وزیر سپورٹس ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) لاہور سپورٹس بورڈ کا وجود کب عمل میں آیا؟

(ب) لاہور سپورٹس بورڈ نے سال 08-2007 میں کھلاڑیوں پر کتنا روپیہ خرچ کیا؟

(ج) لاہور سپورٹس بورڈ کو سال 08-2007 میں کتنا فنڈز دیا گیا؟

(د) لاہور سپورٹس بورڈ نے سال 08-2007 میں کھلاڑیوں کی فلاح کے لئے کیا اقدامات اٹھائے تفصیل سے آگاہ کیا جائے؟

(ہ) پنجاب میں لاہور سپورٹس بورڈ کے کتنے مراکز کہاں کہاں واقع ہیں؟

وزیر سپورٹس (جناب تنویر الاسلام):

(الف) لاہور سپورٹس بورڈ پنجاب کا قیام مورخہ یکم جولائی 1970 کو عمل میں آیا

(ب) سپورٹس بورڈ پنجاب نے سال 08-2007 میں صرف مبلغ -/21330,617 روپے خرچ کئے۔(تفصیل لف ہے)

(ج) 08-2007 میں سپورٹس بورڈ پنجاب کو مبلغ -/4000000 روپے کے فنڈز ملے۔(تفصیل لف ہے)

(د) سال 08-2007 میں کھلاڑیوں کی فلاح کے لئے درج ذیل اقدامات کئے گئے۔

1۔ انٹر تحصیل ٹورنامنٹ کا انعقاد

2۔ انٹر ڈسٹرکٹ ٹورنامنٹ کا انعقاد

3۔ انٹر زونل ٹورنامنٹ کا انعقاد

4۔ سارا سال مختلف کھیلوں کے کیمپ (تفصیل لف ہے)

5۔ انٹر پرونشل گیمز پشاور میں شمولیت (تفصیل لف ہے)

6۔ کھلاڑیوں کے لئے ماہانہ وظائف کا اجراء (کل رقم کی تفصیل لف ہے)

7۔ کھلاڑیوں کے لئے کھیل کے سامان کی فراہمی

8۔ کھلاڑیوں کے لئے یونیفارمز کا اجراء

9- کھلاڑیوں کے لئے دوران کیمپ اور دوران ٹورنامنٹ رہائش اور کھانے کا معقول انتظام (کیمپوں کی تفصیل لف ہے)

(ہ) سپورٹس بورڈ پنجاب کے تحصیل، ضلع و ڈویژن کی سطح پر مراکز موجود ہیں جن کے انچارج بالترتیب، تحصیل سپورٹس آفیسر، ڈسٹرکٹ آفیسر اور ڈویژنل آفیسر (سپورٹس) ہیں۔

اولڈ ایج بینیفٹ فنڈ سے مزدور کی بیوہ یا بچوں کی مالی امداد کی تفصیلات

*2180: محترمہ طلعت یعقوب: کیا وزیر محنت وانسانی وسائل از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ اولڈ ایج بینیفٹ فنڈ یا دیگر کسی فنڈ سے کسی رجسٹرڈ صنعتی ادارہ کے مزدور کی بیوہ اور بچوں کی مالی امداد کی جاتی ہے، اگر ہاں تو اس کی تفصیل کیا ہے؟

(ب) کیا اولڈ ایج بینیفٹ فنڈ یا دیگر کسی فنڈ سے کسی مزدور کی وفات کے بعد اس کے بچوں کو تعلیم جاری رکھنے کے لئے کوئی وظائف یا مالی امداد دی جاتی ہے اگر ہاں تو کیا؟

وزیر محنت وانسانی وسائل (جناب محمد اشرف خان سوہنا):

(الف) پنجاب ایمپلائیز سوشل سکیورٹی کے قوانین کے مطابق تحفظ یافتہ کارکنان کی فوتیدگی کی صورت میں اس کی بیوہ اور بچے درج ذیل مالی فوائد کے حقدار ہیں۔

قسم معاوضہ	شرح معاوضہ	مدت	شرائط معاوضہ
کارکن کے کے انتقال پر	کم از کم 1500روپے	یکمشت	متوفی کارکن کے پسماندگان جس نے تجہیز و تکفین کے اخراجات برداشت کئے ہوں اس کو یہ رقم ادا کی جاتی ہے۔
لواحقین کے انتقال پر	5000روپے	یکمشت	کارکن کے بیوی بچوں میں سے کسی کے بھی فوت ہونے پر یہ امداد دی جاتی ہے۔
پنشن برائے بیوہ/رنڈوا	معذوری کی کل پنشن کا3/5 حصہ	نکاح ثانی یا بیوہ/رنڈوا کی وفات	اس پنشن کی ادائیگی اس صورت میں کی جاتی ہے اگر صنعتی کارکن کی موت دوران کار حادثہ کی صورت میں واقع ہو
پنشن برائے بچگان	معذوری کی کل پنشن کا1/5 حصہ فی بچہ (بشرطیکہ یہ رقم بیوہ کے حصہ کی کل پنشن سے زائد نہ ہو)	لڑکا21 سال کی عمر تک لڑکی شادی تک	دو سے زائد بچے ہونے کی صورت میں پنشن کی رقم اسی تناسب سے تقسیم کر دی جائے گی۔

مزید برآں ورکرز ویلفیئر فنڈ دوران سروس وفات پانے والے صنعتی مزدور کی بیوہ یا قانونی ورثا کو مبلغ تین لاکھ روپے مالی امداد ڈیتھ گرانٹ کی صورت میں ادا کرتا ہے۔

(ب) ورکرز ویلفیئر فنڈ کے تحت چلنے والے سکولوں میں داخل شدہ کسی طالب علم کے والد کی دوران سروس وفات کی صورت میں اس تعلیمی ادارے کے لیول تک تعلیم جاری رکھنے کی اجازت ہوتی ہے۔مزید برآں اعلیٰ تعلیم کے وظائف کے لئے بھی ایسی صورت میں طالب علم کو متعلقہ ڈگری مکمل ہونے تک وظائف ادا کئے جاتے ہیں۔

نوٹ:

اولڈ ایج بینیفٹ وفاقی حکومت سے ہے اور وفاقی حکومت ہی اس کا انتظام چلاتی ہے۔

صوبہ میں سپورٹس سٹیڈیم کی تعداد و دیگر تفصیلات

*2418: محترمہ عارفہ خالد پرویز: کیا وزیر سپورٹس از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) صوبہ پنجاب میں حکومت کے زیر انتظام کل کتنے سپورٹس سٹیڈیم موجود ہیں، تفصیل سے آگاہ فرمایا جائے کہ سٹیڈیم کہاں کہاں موجود ہیں اور ان میں کون کون سے کھیل کے لئے سہولیات فراہم کی گئی ہیں؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ حکومت سپورٹس کو promote کرنے کے لئے مزید سٹیڈیم تیار کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر ارادہ رکھتی ہے تو اگلے مالی سال میں کس کس جگہ سپورٹس سٹیڈیم تیار کئے جا رہے ہیں اگر نہیں تو اس کی وجوہات سے ایوان کو آگاہ فرمایا جائے؟

وزیر سپورٹس (جناب تنویر الاسلام):

(الف)

1-	نیشنل ہاکی سٹیڈیم لاہور	ہاکی
2-	پنجاب سٹیڈیم لاہور	فٹبال، اتھلیٹکس
3-	اقبال پارک سپورٹس کمپلیکس	جمنیزیم، ہاکی، فٹ بال، کرکٹ، ریسلنگ
4-	ڈرنگ سٹیڈیم بہاولپور	ہاکی، فٹبال، کرکٹ، سکواش، ریسلنگ، والی بال

علاوہ ازیں ہر ضلعی حکومت کے زیر انتظام مختلف سٹیڈیم موجود ہیں۔ جن کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) امسال مختلف اضلاع میں 48 منی سٹیڈیم زیر تعمیر ہیں مزید آئندہ مالی سال میں 24 منی سٹیڈیم تعمیر کرنے کی تجویز ہے۔

خیبر بلاک علامہ اقبال ٹاؤن لاہور کے فلیٹس کی تفصیلات

*2210: جناب اعجاز احمد خان: کیا وزیر محنت وانسانی وسائل ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) خیبر بلاک علامہ اقبال ٹاؤن لاہور کے فلیٹس کن شرائط کی بنیاد پر الاٹ کئے گئے تھے اور کیا ان شرائط کے پورے کئے جانے پر الاٹیوں کو مالکان حقوق دیئے گئے ہیں، اگر تاحال نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ بنیادی الاٹیوں میں سے کچھ افراد کی الاٹمنٹ بغیر کسی قانونی جواز کے منسوخ کی جارہی ہے تاکہ من پسند لوگوں کو نوازا جاسکے، اگر ایسی کوئی منسوخی الاٹمنٹ آج تک وقوع پزیر ہوئی ہے تو اسکی وجوہات بیان کی جائیں نیز کیا محکمہ غیر قانونی منسوخی بحال کرنے کا ارادہ رکھتا ہے؟

وزیر محنت وانسانی وسائل (جناب محمد اشرف خان سوہنا):

(الف) 272 ملٹی سٹوری فلیٹس خیبر بلاک علامہ اقبال ٹاؤن لاہور کی الاٹمنٹ کی شرائط اس کے الاٹمنٹ آرڈر پر درج ہیں (کاپی لف ہے) جہاں تک شرائط الاٹمنٹ کے مطابق متعلقہ الاٹیوں کو مالکانہ حقوق دیئے جانے کا معاملہ ہے یہ ابھی تک منتقل نہ کئے گئے ہیں، پنجاب ورکرز ویلفیئر بورڈ کی چھیاسٹھویں میٹنگ میں کئے گئے فیصلہ کے مطابق ورکرز ویلفیئر فنڈ اسلام آباد میں زیر بحث الاٹمنٹ پالیسی کے فائنل ہونے کے بعد مالکانہ حقوق متعلقہ الاٹیوں کو دے دیئے جائیں گے۔

(ب) درست نہ ہے۔ پنجاب ورکرز ویلفیئر بورڈ نے کبھی بھی کسی الاٹی کی الاٹمنٹ بغیر کسی قانونی جواز کے منسوخ نہ کی ہے۔ اب تک مجموعی طور پر 27 الاٹیوں کی الاٹمنٹ منسوخ کی گئی ہے جس کی تفصیل درج ذیل ہے۔

غیر الاٹیوں کے زیر قبضہ ہونے کے باعث	17
متعلقہ الاٹیوں کے غلط کوائف کی بابت	03
ماہانہ اقساط ادانہ کرنے کی وجہ سے	05
فلیٹ میں غیر قانونی تعمیر کی وجہ سے	02

جہاں تک درج بالا منسوخیوں کی بحالی کا تعلق ہے، متعلقہ الاٹی کی درخواست موصول ہونے کے بعد کیس کی نوعیت کو مدنظر رکھتے ہوئے مجاز اتھارٹی فیصلہ کرے گی۔

ضلع گجرات میں 2006 تا 2008 کے دوران ٹورنامنٹس کے انعقاد کی تفصیلات

*3087: محترمہ خدیجہ عمر: کیا وزیر سپورٹس ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع گجرات میں 2006 تا 2008 کونسے اور کن کن کھیلوں کے ٹورنامنٹ کروائے گئے، آگاہ فرمائیں؟

(ب) ان ٹورنامنٹس پر کتنے اخراجات آئے اور یہ کن ذرائع سے پورے کئے گئے؟

(ج) 2006 تا 2008 حکومت نے ضلع گجرات کیلئے کتنا بجٹ مختص کیا تھا اور ان میں کتنا بجٹ ملازمین کی تنخواہوں و دیگر مدوں میں خرچ ہوا، علیحدہ علیحدہ مدوائز تفصیل سے آگاہ فرمائیں؟

وزیر سپورٹس (جناب تنویر الاسلام):

(الف) سال 07-2006 کے دوران درج ذیل کھیلوں کے مقابلے منعقد کروائے گئے۔

1- انٹر کلب فٹ بال ٹورنامنٹ بسلسلہ یوم آزادی (2 تا 4- اگست 2006 بمقام کیمپنگ گراؤنڈ لالہ موسیٰ)
2- انٹر کلب ہاکی ٹورنامنٹ بسلسلہ یوم آزادی (9 تا 11- اگست 2006 بمقام گورنمنٹ زمیندار گراؤنڈ گجرات)
3- انٹر تحصیل بیڈمنٹن ٹورنامنٹ بسلسلہ یوم آزادی (5 تا 8- اگست 2006 بمقام گورنمنٹ جامع ہائی سکول گجرات)
4- ڈسٹرکٹ گجرات بوائز اینڈ گرلز ٹیبل ٹینس مقابلے بسلسلہ یوم آزادی (9 تا 10- اگست 2006 بمقام گورنمنٹ جامع ہائی سکول گجرات
5- انٹر تحصیل والی بال چیمپیئن شپ بسلسلہ یوم آزادی (12 تا 13- اگست 2006 بمقام گورنمنٹ ہائی سکول ڈنگہ)
6- شمولیت دوسری بین الصوبائی گیمز لاہور (16 تا 18- ستمبر 2006) و پانچ روزہ ٹریننگ کوچنگ کیمپ گجرات
7- شمولیت سپورٹس بورڈ پنجاب انٹر ڈسٹرکٹ انڈر 17 گرلز جوڈو ٹورنامنٹ (29 اکتوبر تا یکم نومبر 2006 بمقام قائداعظم ڈویژنل پبلک سکول گوجرانوالہ)
8- پانچ روزہ ٹریننگ کیمپ و شمولیت سپورٹس بورڈ پنجاب انٹر ڈسٹرکٹ انڈر 17 گرلز کراٹے ٹورنامنٹ (29 اکتوبر تا یکم نومبر 2006 بمقام قائداعظم ڈویژنل پبلک سکول گوجرانوالہ)
9- شمولیت سپورٹس پنجاب انٹر ڈسٹرکٹ انڈر 17 گرلز بیڈمنٹن چیمپیئن شپ فیصل آباد (20 تا 24- نومبر 2006)
10- شمولیت سپورٹس بورڈ پنجاب انٹر ڈسٹرکٹ انڈر 17 بوائز بیڈمنٹن چیمپیئن شپ فیصل آباد (20 تا 24- نومبر 2006)
11- پانچ روزہ ٹریننگ کوچنگ کیمپ و شمولیت سپورٹس بورڈ پنجاب انٹر ڈسٹرکٹ انڈر 17 بوائز باکسنگ چیمپیئن شپ (8 تا 12- دسمبر 2007 بمقام شبیر شہید سٹیڈیم خانیوال)
12- پانچ روزہ ٹریننگ کوچنگ کیمپ و شمولیت سپورٹس بورڈ پنجاب انٹر ڈسٹرکٹ انڈر 17 گرلز ہاکی چیمپیئن شپ (8 تا 12- فروری 2006 بمقام نیشنل ہاکی سٹیڈیم لاہور)

13۔ چھ روزہ ٹریننگ کوچنگ کیمپ و شمولیت سپورٹس بورڈ پنجاب انٹر ڈسٹرکٹ انڈر 17 بوائز اینڈ گرلز ٹیبل ٹینس چیمپیئن شپ (26 تا 29۔دسمبر 2006 بمقام رحیم یار خان)
14۔ چھ روزہ ٹریننگ کوچنگ کیمپ و شمولیت سپورٹس بورڈ پنجاب انٹر ڈسٹرکٹ انڈر 17 فٹ بال چیمپیئن شپ (19 تا 25۔جنوری 2007 بمقام ڈرنگ سٹیڈیم بہاولپور)
15۔ پانچ روزہ ٹریننگ کوچنگ کیمپ و شمولیت سپورٹس بورڈ پنجاب انٹر ڈسٹرکٹ انڈر 17 بوائز ہاکی چیمپیئن شپ (23 تا 4۔فروری 2007 بمقام نیشنل ہاکی سٹیڈیم لاہور)
16۔ تین روزہ ٹریننگ کوچنگ کیمپ و شمولیت سپورٹس بورڈ پنجاب انٹر ڈسٹرکٹ انڈر 17 گرلز اتھلیٹکس چیمپیئن شپ (8 تا 10۔مارچ 2007 بمقام پنجاب سٹیڈیم لاہور)
17۔ تین روزہ ٹریننگ کوچنگ کیمپ و شمولیت سپورٹس بورڈ پنجاب انٹر ڈسٹرکٹ انڈر 17 بوائز اتھلیٹکس چیمپیئن شپ (20 تا 23 مارچ 2007 بمقام پنجاب سٹیڈیم لاہور)
18۔ چار روزہ ٹریننگ کوچنگ کیمپ و شمولیت سپورٹس بورڈ پنجاب انٹر ڈسٹرکٹ انڈر 17 گرلز والی بال چیمپیئن شپ (3 تا 4 م۔اپریل 2007 بمقام کریسنٹ سپورٹس کمپلیکس فیصل آباد)
19۔ چھ روزہ ٹریننگ کوچنگ کیمپ و شمولیت سپورٹس بورڈ پنجاب انٹر ڈسٹرکٹ انڈر 17 بوائز باسکٹ بال چیمپیئن شپ (26۔اپریل تا 2۔مئی 2007 بمقام ساہیوال)

سال 08-2007 کے دوران درج ذیل کھیلوں کے مقابلے منعقد کروائے گئے۔

1۔ یوم آزادی ہاکی میچ گورنمنٹ زمیندار کالج گراؤنڈ گجرات (2007-8-14)
2۔ ڈسٹرکٹ گجرات یوم آزادی بیڈ منٹن ٹورنامنٹ گورنمنٹ جامع ہائی سکول گجرات (2 تا 6۔ستمبر 2007)
3۔ یوم آزادی فٹ بال ٹورنامنٹ ریلوے کیمپنگ گراؤنڈ لالہ موسیٰ (9 تا 13۔ستمبر 2007)
4۔ شمولیت پنجاب گیمز لاہور فٹ بال، ٹیبل ٹینس ویٹ لفٹنگ و وشو ٹیم (27 تا 29۔اکتوبر 2007)
5۔ شمولیت سپورٹس بورڈ پنجاب انڈر 17 بوائز ہاکی ٹورنامنٹ (7 تا 26۔نومبر 2007) نیشنل ہاکی سٹیڈیم لاہور
6۔ انٹر سکول و کالج گرلز ہاکی چیمپیئن شپ مرغزار کالج برائے خواتین گجرات (14 تا 16۔نومبر 2007)
7۔ چار روزہ ٹریننگ کیمپ و شمولیت گرلز انڈر 17 اتھلیٹک چیمپیئن شپ لاہور (12 تا 14۔دسمبر 2007) پنجاب سٹیڈیم لاہور
8۔ چار روزہ ٹریننگ کیمپ و شمولیت انڈر 17 باکسنگ چیمپیئن شپ خانیوال (25 تا 31۔جنوری 2008)
9۔ شمولیت سپورٹس بورڈ پنجاب انڈر 17 انٹر ڈسٹرکٹ ریسلنگ چیمپیئن شپ (11 تا 15۔فروری 2008) نیشنل ہاکی سٹیڈیم لاہور
10۔ چھ روزہ ٹریننگ کوچنگ کیمپ و شمولیت بورڈ پنجاب انڈر 17 انٹر ڈسٹرکٹ فٹ بال چیمپیئن شپ (25۔فروری تا 3۔مارچ 2008)
11۔ انعقاد سولہویں پنجاب انٹر ڈسٹرکٹ کراٹے چیمپیئن شپ 2008 (5 تا 6۔اپریل) بمقام گورنمنٹ زمیندار ڈگری کالج گجرات
12۔ ڈسٹرکٹ گجرات سپورٹس فیسٹیول ویٹ لفٹنگ ریسلنگ اتھلیٹکس باڈی بلڈنگ مقابلے (23 تا 25۔اپریل 2008) بمقام ظہور الٰہی سٹیڈیم گجرات
13۔ بیڈ منٹن ورکشاپ بمقام ضلع کونسل ہال گجرات (2008-5-6)
14۔ شمولیت نیشنل انڈر 15 بیس بال چیمپیئن شپ لاہور (14 تا 18۔مئی 2008)
15۔ بارہویں ڈسٹرکٹ گجرات اوپن وو شو چیمپیئن شپ (26 تا 27۔جون 2008) بمقام دی ایجوکیٹر سکول گجرات

16- جشن آزادی انٹر کلب ہاکی ٹورنامنٹ (9تا14-اگست 2008) بمقام اسلامیہ سکول لالہ موسیٰ
17- یوم آزادی کبڈی میچ (2008-8-14) بمقام کٹھالہ چناب گجرات
18- جشن آزادی کبڈی ٹورنامنٹ بمقام پولیس لائن گراونڈ گجرات (25تا27-اگست 2008)
19- امن پیدل واک لالہ موسیٰ تا ڈی پی او آفس گجرات (2008-8-28)
20- ڈسٹرکٹ گجرات انٹر کلب بیڈمنٹن چیمپیئن شپ (30-اگست تا یکم ستمبر 2008) بمقام سروس گراونڈ گجرات
21- ڈسٹرکٹ گجرات فٹ بال چیمپیئن شپ بمقام سروس گراونڈ گجرات (یکم تا 3-ستمبر 2008)
22- انٹر کالجیٹ ویمن ہاکی چیمپیئن شپ مرغزار کالج گجرات (22تا24 ستمبر 2008)
23- رستم گجرات دنگل (24-اکتوبر 2008) استلائی روڈ گجرات

(ب) سال وار اخراجات کی تفصیل درج ذیل ہے جو ضلعی حکومت کے کھیلوں کے بجٹ سے کئے گئے۔

سال 07-2006 کھیلوں کے لئے اخراجات -/500000 روپے

سال 08-2007 کھیلوں کے لئے اخراجات -/592087 روپے

(ج) ضلع گجرات میں سال 07-2006 کے دوران کھیلوں کے لئے درج ذیل بجٹ مختص کیا گیا۔

1-	تنخواہوں کی مد کے لئے	-/697115 روپے
2-	دیگر مدات کے لئے	-/127614 روپے
3-	کھیلوں کے لئے	-/500000 روپے

مالی سال 08-2007 کے دوران درج ذیل بجٹ مختص کیا گیا۔

1-	تنخواہوں کی مد کے لئے	-/955224 روپے
2-	دیگر مدات کے لئے	-/141000 روپے
3-	کھیلوں کے لئے	-/582087 روپے

سوشل سکیورٹی ہسپتال قصور کا رقبہ و دیگر تفصیلات

*2494: محترمہ نگہت ناصر شیخ : کیا وزیر محنت و انسانی وسائل ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع قصور میں کل کتنے سوشل سکیورٹی ہسپتال ہیں تفصیل فراہم کی جائے؟

(ب) ضلعی قصور میں سوشل سکیورٹی کا ہسپتال کتنے رقبے پر پھیلا ہوا ہے نیز کتنے رقبے پر عمارت تعمیر ہے اور کتنا رقبہ خالی ہے، تفصیل فراہم کی جائے؟

(ج) متذکرہ ہسپتال میں سال 2007 کے دوران کتنے مریضوں کو مفت ادویات فراہم کی گئیں ؟
(د) متذکرہ ہسپتال میں سال 2007 کے دوران کتنے مریضوں کا علاج معالجہ کیا گیا، تفصیل فراہم کی جائے ؟

وزیر محنت وانسانی وسائل (جناب محمد اشرف خان سوہنا):

(الف) ضلع قصور میں ادارہ سماجی تحفظ کے زیر انتظام کوئی ہسپتال نہ ہے-تاہم ضلع ہذا میں پنجاب سوشل سکیورٹی ہیلتھ مینجمنٹ کمپنی (PSSHMC) کا 150 بستروں پر مشتمل ہسپتال 8 کلو میٹر مانگا رائیونڈ روڈ پر واقع ہے جو سکیورڈ ورکرز اوران کے لواحقین کو علاج معالجہ کی مفت فراہمی کے لئے مورخہ یکم جولائی 2007 سے کام کر رہا ہے-

(ب) ضلع قصور میں واقع پنجاب سوشل سکیورٹی ہسپتال ہیلتھ مینجمنٹ کمپنی کے ہسپتال کا کل رقبہ 22 کنال اور 17 مرلہ ہے اور تعمیر شدہ رقبہ، 109350 مربع فٹ ہے-خالی رقبہ نہیں ہے، تاہم کچھ صحن اور پارکنگ کی جگہ ہے جو کہ ہسپتال کی تعمیرات کے قانون کے عین مطابق ہے-

(ج) ضلع قصور میں واقع سوشل سکیورٹی ہسپتال میں یکم جولائی 2007 کے دوران کل 42927 مریضوں کو مفت ادویات فراہم کی گئیں-

(د) ضلع قصور میں واقع پنجاب سوشل سکیورٹی ہسپتال میں یکم جولائی 2007 سے 31-دسمبر 2007 تک علاج معالجہ کی غرض سے آنے والے مریضوں کی تعداد 42927 ہے جو کہ متذکرہ ہسپتال میں بلامعاوضہ علاج معالجہ کی سہولیات سے مستفید ہوئے-

ضلع بہاولنگر میں کھیلوں کے فروغ کے لئے بجٹ و دیگر تفصیلات

*3116: محترمہ شبینہ ریاض: کیا وزیر سپورٹس از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ :-

(الف) ضلعی سپورٹس آفیسر بہاولنگر کو کھیلوں کے فروغ کیلئے 09-2008 میں کتنا بجٹ فراہم کیا گیا؟
(ب) اس بجٹ میں کتنا ملازمین کی تنخواہوں پر خرچ ہوا اور کتنا کھیلوں کے فروغ پر آگاہ کریں؟

(ج) 2008-09 میں ضلعی سپورٹس آفیسر بہاولنگر نے ہاکی، فٹ بال کے کتنے کھلاڑیوں کو تربیت دی اور ان کھلاڑیوں نے کون کونسے اور کتنے ٹورنامنٹس میں حصہ لیا؟

وزیر محنت وانسانی وسائل (جناب محمد اشرف خان سوہنا):

(الف) ضلع سپورٹس آفیسر بہاولنگر کو کھیلوں کے لئے (2008-09) میں مبلغ 5 لاکھ روپے مختص کئے گئے، جن میں سے اب تک 4 لاکھ ننانوے ہزار 9 سو اکیس روپے استعمال میں ہوئے۔

(ب) 2 عارضی بیلداران اور ایک عارضی خاکروب کی تنخواہ پر اس بجٹ میں سے اب تک 70,000 خرچ ہوئے جبکہ باقی مبلغ 4 لاکھ انتیس ہزار روپے کھیلوں کے فروغ پر خرچ ہوئے۔ (تفصیلات لف ہیں)

(ج) 2008-09 میں تحصیل سطح کے مقابلوں اور ٹرائلز کے بعد ضلعی سپورٹس آفس نے ہاکی کے 24 اور فٹ بال کے 26 اچھے کھلاڑیوں کا چناؤ کیا جنہیں مزید بہتر کرنے کے لئے کیمپ ٹریننگ دی گئی اور کیمپ کے اختتام پر ضلع بہاولنگر کی ہاکی اور فٹ بال ٹیم کی تشکیل دی گئی جس نے انٹر ڈویژن اور انٹر ڈسٹرکٹ یوتھ مقابلوں میں ضلع بہاولنگر کی نمائندگی کی۔

چائلڈ لیبر کی سزا اور رجسٹرڈ کیسوں کی تفصیلات

*3030: سید زعیم حسین قادری: کیا وزیر محنت وانسانی وسائل از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ صوبہ پنجاب میں بچوں سے مزدوری کروانے پر قانونی کارروائی کی جا سکتی ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ بچوں سے جبری مزدوری کروانے والے کو قانون کے مطابق سزا دی جاتی ہے؟

(ج) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو پچھلے پانچ سالوں میں لاہور میں کتنے کیس رجسٹرڈ ہوئے، مزید حکومت چائلڈ لیبر کی روک تھام کے لئے کیا اقدامات اٹھا رہی ہے؟

وزیر محنت وانسانی وسائل (جناب محمد اشرف خان سوہنا):

(الف) بچوں کی ملازمت کو بچوں کی ملازمت کے قانون مجریہ 1991 کے تحت باقاعدہ بنایا گیا ہے۔ البتہ کچھ پیداواری عمل اور پیشوں کی تصریح مذکورہ قانون کی دفعہ 3 کے ساتھ ملحق جدول میں

کی گئی ہے۔ جن میں بچوں سے مزدوری کروانے پر مکمل پابندی ہے اور خلاف ورزی کی صورت میں قانونی کارروائی کی جاسکتی ہے۔

(ب) جبری مشقت کے خاتمے کے قانون مجریہ 1992 کے تحت بالغ افراد اور بچوں دونوں سے جبری مزدوری کروانا مذکورہ قانون کی دفعہ 11 کے تحت جرم ہے جس کی سزا کم از کم دو سال قید، زیادہ سے زیادہ پانچ سال قید اور جرمانہ -/50000 روپے یا دونوں سزائیں ہیں۔

(ج) ضلعی دفتر لاہور سے حاصل کی گئی معلومات کے مطابق گزشتہ پانچ سالوں میں کئے گئے چالان کی تفصیل درج ذیل ہے:-

سیریل نمبر	سال	تعداد چالان
1	2004	NIL
2	2005	NIL
3	2006	156
4	2007	304
5	2008	75

حکومت پنجاب نے چائلڈ لیبر کی روک تھام کے لئے
مندرجہ ذیل اقدامات کئے ہیں۔

-1 چائلڈ لیبر ریسورس سنٹر کا قیام کیا گیا ہے جس میں تربیت، معلومات اور دیگر سہولیات کے علاوہ عوام کی آگاہی جیسے اقدامات شامل ہیں۔ جس میں تربیت کے لئے نہایت ضروری قسم کے لوازمات پہنچائے گئے ہیں تاکہ افسر معائنہ جات سرکاری وغیر سرکاری اداروں کی تربیت کی جا سکے۔

-2 چائلڈ لیبر کی معلومات پہنچانے کے لئے ویب سائیٹ کا قیام عمل میں لایا گیا ہے جو کہ یہ ہے

-3 حکومت پاکستان نے دس کروڑ روپے سے فنڈ قائم کیا ہے جس کا مقصد جبری مشقت سے آزاد مزدوروں کی آبادکاری اور بچوں کی تعلیم ہے۔

-4 ILO کے تعاون سے ایک پروگرام تشکیل دیا گیا ہے۔ جس میں بدترین شعبوں میں چائلڈ لیبر کو 3 سے 5 سال تک خاتمہ کو یقینی بنایا گیا ہے اور یہ ہدف بہتر تعلیم، خاندانوں کی امداد، فنی مہارت اور بہتر حالات کار کے ذریعے ہوگا۔

-5 فٹ بال کی صنعت سے بچوں کی مشقت کے مکمل خاتمے کے لئے حکومت نے ILO اور دوسری بین الاقوامی ایجنسیوں کے ساتھ مل کر ایک پروگرام سیالکوٹ میں شروع کیا ہے۔ جس کے تحت 10572 مزدور بچوں کو کام کے ساتھ ساتھ تعلیم دینے کا غیر روائتی طریقہ اپنایا گیا ہے اور ان میں سے 5838 بچوں کو مزید تعلیم کے لئے عام سکولوں میں داخل کروایا گیا ہے۔

6- پاکستان میں بچوں کی مشقت کی بدترین اقسام کے خاتمے کا محدود مدتی پروگرام شروع کیا گیا ہے۔ جس کے تحت آلات جراحی کی صنعت میں IPEC –ILO کے تعاون سے سیالکوٹ میں ایک بڑے منصوبے کا آغاز کیا گیا ہے تاکہ اس صنعت میں بچوں کی مشقت کا سدباب ہو سکے۔ جس کے تحت 1500 بچوں کو کام کے ساتھ ساتھ غیر روائتی سکولوں میں تعلیم کا بندوبست کیا گیا ہے۔ موجودہ اہداف درج ذیل ہیں۔

(1) سرجیکل انڈسٹری سیالکوٹ

(2) چمڑہ سازی قصور

(3) کاغذ اٹھانے والے راولپنڈی

(4) کوئلہ کی کانوں میں کام کرنے والے مزدور چکوال

پنجاب میں 2005تا2009 تک ٹورنامنٹس کے انعقاد کی تفصیلات

*3246: چودھری جاوید احمد (ایڈووکیٹ): کیا وزیر سپورٹس از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ :-

(الف) پنجاب کے محکمہ سپورٹس نے کون کون سے ٹورنامنٹس یکم جنوری 2005 سے 30-اپریل 2009 تک منعقد کرائے ہیں ان میں کتنے اور کون کون سے کھلاڑیوں نے حصہ لیا ان کو کیا انعامات دیئے گئے؟

(ب) پنجاب نے کون کون سی کھیلوں کی ٹیموں کو بیرون ملک یکم جنوری 2005 سے 30-اپریل 2009 تک بھیجا، وہاں ان کھیلوں کی کارکردگی کیا رہی اور اس پر کتنا خرچ آیا؟

وزیر سپورٹس (جناب تنویر الاسلام):

(الف) تفصیل ساتھ لف ہے۔

(ب) کسی بھی کھیل کی ٹیم کو بیرون ملک بھیجنا سپورٹس بورڈ پنجاب کی ذمہ داری نہ ہے۔

ڈائریکٹر لیبر ویلفیئر پنجاب کی سالانہ گرانٹ کی تفصیلات

*3103: جناب محمد نوید انجم: کیا وزیر محنت وانسانی وسائل از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ :-

(الف) ڈائریکٹر لیبر ویلفیئر پنجاب مسلم ٹاؤن لاہور کے دفاتر کو مالی سال 08-2007 اور 09-2008 کے دوران سال وائز کتنی گرانٹ سالانہ دی گئی ہے؟

(ب) اس دفتر میں گریڈ 17 اور اوپر کی منظور شدہ اسامیاں اور خالی اسامیاں علیحدہ علیحدہ بتائیں؟

(ج) گریڈ 17 اور اوپر کام کرنے والے ملازمین کے نام، عہدہ، گریڈ اور تعلیمی قابلیت مع ڈومیسائل سے آگاہ فرمائیں؟

وزیر محنت و انسانی وسائل (جناب محمد اشرف خان سوہنا):

(الف) ڈائریکٹر لیبر ویلفیئر پنجاب مسلم ٹاؤن لاہور کے دفاتر کو مالی سال 08-2007 اور 2008-09 کے دوران کوئی مخصوص گرانٹ نہ ملی ہے تاہم اس پیریڈ کے دوران بجٹ کی مد میں مندرجہ ذیل رقوم ملی ہیں۔

نمبر شمار	سال	ہیڈ کوارٹر آفس لاہور	کنٹرولر اوزان و پیمائش پنجاب لاہور	انڈسٹریل ریلیشن انسٹی ٹیوٹ لاہور	ڈائریکٹر سنٹر فار دی ایمپروومنٹ آف ورکنگ کنڈیشنز اینڈ انوائرنمنٹ لاہور	ڈپٹی ڈائریکٹر ورکرز ایجوکیشن سنٹر فیصل آباد	ٹوٹل
1	2007-08	211050000	2248000	3332000	4481000	1180000	32346000
2	2008-09	22080000	2685000	3551000	5028000	1630000	34974000

(ب) اس وقت گریڈ 17 اور اوپر کی منظور شدہ اسامیاں اور خالی اسامیوں کی تفصیل مندرجہ ذیل ہیں۔

نمبر شمار	نام اسامی	گریڈ	تعداد آسامی	خالی اسامیاں
1	اسسٹنٹ ڈائریکٹر لیبر ویلفیئر	17	3	-
2	سینئر سٹیٹکل آفیسر	17	1	-
-3	سینئر ریسرچ آفیسر	17	1	-
-4	ٹیکنیکل انسپکٹر آف فیکٹریز	17	2	ان کی بھرتی کے لئے پنجاب پبلک سروس کمیشن لاہور میں انٹرویو مکمل ہو چکے ہیں نامزدگی ہونا باقی ہے
-5	ڈپٹی ڈائریکٹر لیبر ویلفیئر	18	3	-ایضاً-
-6	سینئر لاء آفیسر	18	1	-
-7	جوائنٹ ڈائریکٹر لیبر ویلفیئر پنجاب	19	1	-
-8	کنٹرولر اوزان و پیمائش پنجاب	19	1	-
-9	ڈائریکٹر لیبر ویلفیئر پنجاب	20/19	1	-

(ج) گریڈ 17 اور اوپر کام کرنے والے ملازمین کے متعلق تفصیل مندرجہ ذیل ہے:-

نمبر شمار	نام	عہدہ	گریڈ	تعلیمی قابلیت	ڈومیسائل
-1	عاصم ظہیر	اسسٹنٹ ڈائریکٹر ویلفیئر (معائنہ)	17	ایم اے	ملتان
-2	شان احمد	اسسٹنٹ ڈائریکٹر لیبر ویلفیئر (مصالحت و رجسٹریشن)	17	بی اے، ایل ایل بی	شیخوپورہ
-3	طاہر اقبال	اسسٹنٹ ڈائریکٹر لیبر ویلفیئر (انتظامیہ)	17	بی اے	جھنگ
-4	حافظ غلام رسول	سینئر ریسرچ آفیسر	17	ایم اے، ایل ایل بی	فیصل آباد
-5	نوید اقبال اعوان	سینئر سٹیٹکل آفیسر	17	ایم ایس سی	مظفر گڑھ
-6	غلام عباس چیمہ	ڈپٹی ڈائریکٹر (انتظامیہ)	18	بی اے، ایل ایل بی	گوجرانوالہ

-7	اختر علی طاہر	ڈپٹی ڈائریکٹر (معائنہ)	18	ایم اے، ایل ایل بی / ڈی ایل ایل	بہاولنگر
-8	ارشد محمود تارڑ	ڈپٹی کنٹرولر (اوزان وپیمائش)	18	بی اے، ایل ایل بی	منڈی بہاؤالدین
-9	محمد رفیق وٹو	سینئر لاآفیسر	18	بی اے، ایل ایل بی	بہاول پور
-10	محمد اسلم جاوید	کنٹرولر اوزان وپیمائش	19	ایم اے، ڈی ایل ایل	فیصل آباد
-11	سید سخاوت علی شاہ	جوائنٹ ڈائریکٹر ہیڈ کوارٹرز	19	بی اے، ایل ایل بی	لاہور
-12	الطاف ایزد خان	ڈائریکٹر لیبر ویلفیئر پنجاب	20	ایم اے (پبلک ایڈ منسٹریشن)	لاہور

لاہور کی ٹاؤن سپورٹس کمیٹیوں کی تشکیل وکارکردگی کی تفصیلات

*3447: میاں نصیر احمد: کیا وزیر سپورٹس ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ضلع لاہور میں ٹاؤن کی سطح پر سپورٹس کمیٹیاں تشکیل دی گئی ہیں اگر ہاں تو ہر ٹاؤن کی سپورٹس کمیٹی کی تفصیل ایوان میں فراہم کی جائے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ ضلع لاہور کی ٹاؤن سپورٹس کمیٹیاں اپنے اجلاس بلاتی ہیں اگر ہاں تو پچھلے دو سال کے اجلاسوں کی مکمل تفصیل سے ایوان کو آگاہ فرمایا جائے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ سپورٹس کی مد میں خرچ ہونے والے فنڈز ٹاؤن سپورٹس کمیٹیوں کی مشاورت سے خرچ کئے جاتے ہیں اگر ہاں تو اس حوالے سے بھی مکمل تفصیل سے ایوان کو آگاہ فرمایا جائے؟

وزیر سپورٹس (جناب تنویر الاسلام کائرہ):

(الف) یہ درست ہے کہ ٹاؤن کی سطح پر سپورٹس کمیٹیاں تشکیل پا چکی ہیں۔ تاہم لاہور میں تین تحصیل سپورٹس آفیسر کام کر رہے ہیں جن سے متعلقہ کمیٹیوں کی تفصیل لف ہے۔

(ب) یہ درست نہ ہے کہ ٹاؤن سپورٹس کمیٹیوں کے اجلاس باقاعدہ طور پر منعقد ہوتے ہیں مزید برآں اجلاس منعقد ہونے کی صورت میں اس سے متعلقہ ریکارڈ ٹی ایم اے کے پاس موجود ہوتا ہے۔

(ج) یہ درست ہے کہ اصولی طور پر کھیلوں پر ہونے والے اخراجات متعلقہ سپورٹس کمیٹیوں کے ذریعے ہی ہونے چاہئیں البتہ لاہور میں ٹی ایم اے کھیلوں کے انعقاد کا انتظام خود اپنے فنڈز سے کرتی ہے جس سے متعلقہ ریکارڈ بھی ٹی ایم اے کے پاس موجود رہتا ہے۔

لیبر ویلفیئر بورڈ پنجاب کے قیام کے اغراض ومقاصد

*3104: جناب محمد نوید انجم: کیا وزیر محنت وانسانی وسائل از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) لیبر ویلفیئر بورڈ پنجاب کے قیام کے اغراض ومقاصد بتائیں؟

(ب) یہ بورڈ صنعتی کارکنوں کی فلاح وبہبود کے لئے کیا کام سرانجام دیتا ہے؟

(ج) سال 08-2007 اور 09-2008 کے دوران اس بورڈ نے صنعتی کارکنوں کی فیمیلیز کو بطور مالی امداد کتنی گرانٹ دی ہے؟

(د) ان سالوں کے دوران اس بورڈ کے اخراجات سال وار بتائیں؟

وزیر محنت وانسانی وسائل (جناب محمد اشرف خان سوہنا):

(الف) ورکرز ویلفیئر بورڈ پنجاب کا قیام ورکرز ویلفیئر فنڈ آرڈیننس 1971 کے سیکشن 11 (اے) کے تحت عمل میں آیا۔ مذکورہ آرڈیننس کی روشنی میں ورکرز ویلفیئر بورڈ قیام کے بنیادی مقاصد میں صنعتی کارکنان کے لئے رہائشی سکیمیں، ورکرز ویلفیئر سکولز اور ان کی فلاح وبہبود کے لئے دیگر فلاحی سکیمیں بنانا شامل ہے۔ مثلاً جہیز گرانٹ، ڈیتھ گرانٹ، تعلیمی وظائف وغیرہ وغیرہ۔

(ب) ورکرز ویلفیئر بورڈ، پنجاب ورکرز ویلفیئر فنڈ، اسلام آباد سے حاصل ہونے والے بجٹ سے صنعتی کارکنان کی بھلائی کے درج ذیل منصوبے چلا رہا ہے۔

(الف) مفت تعلیم

ورکرز ویلفیئر سکولوں کے قیام سے صوبہ بھر کے صنعتی کارکنان کے بچوں کو مکمل مفت تعلیم فراہم کی جارہی ہے۔

(ب) تعلیمی وظائف

صوبہ بھر کے صنعتی کارکنان اور ان کے بچوں کو پوسٹ میٹرک اور Higher Education حاصل کرنے کے لئے گراں قدر تعلیمی وظائف فراہم کرتا ہے۔

(ج) شادی گرانٹ

صوبہ بھر کے صنعتی کارکنان کی بیٹیوں کو ستر ہزار روپے فی کس کے حساب سے شادی / جہیز گرانٹ دی جاتی ہے۔

(د) ڈیتھ گرانٹ

صوبہ میں دوران ملازمت فوت ہو جانے والے صنعتی کارکنان کے لواحقین کو تین لاکھ روپے بطور ڈیتھ گرانٹ ادا کی جاتی ہے۔

(ڈ) رہائشی سہولیات

صوبے بھر کے صنعتی کارکنان کے لئے رہائشی مکانات، فلیٹس وپلاٹس تعمیر کر کے ان کو رہائشی سہولیات فراہم کی جاتی ہیں۔

مندرجہ بالا معلومات سے اخذ ہوتا ہے کہ بورڈ ہذا کا بنیادی مقصد صوبے کے رجسٹر شدہ صنعتی اداروں کے رجسٹر شدہ کارکنان کو زندگی کی تمام بنیادی سہولیات فراہم کر کے ان کا معیار زندگی بلند کرنا ہے۔

(ج) سال 08-2007 اور سال 09-2008 کے دوران اس بورڈ نے صنعتی کارکنان کے خاندان کو جو مالی امداد دی اس کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) ان سالوں کے دوران اس بورڈ کے اخراجات سال وائز درج ذیل ہیں:-

مالی سال 07-2006

سیریل نمبر	ہیڈ آف اکاؤنٹ	اخراجات (ملین)
اے	ایڈ من	31.356
بی	دوسرے فلاح وبہبود کے پیمانے	
	وظیفہ	159.987
	شادی گرانٹ	
	فوتگی گرانٹ	202.545
	ٹوٹل (بی)	362.532
سی	ترقیاتی کام	495.370
ڈی	تعلیم	
	اسٹیبلشمنٹ اخراجات	192.000
	سہولیات اخراجات	74.00
	ٹوٹل (ڈی)	266.000
	کل میزان	1155.258

مالی سال 09-2008

سیریل نمبر	ہیڈ آف اکاؤنٹ	اخراجات (ملین)
		31-03-2009
اے	ایڈ من	37.444
بی	دوسرے فلاح وبہبود کے پیمانے	

	وظیفہ	163.437
	شادی گرانٹ	378.951
	فوتگی گرانٹ	185.350
	ٹوٹل (بی)	727.738
سی	ترقیاتی کام	178.458
ڈی	تعلیم	
	اسٹیبلشمنٹ اخراجات	218.975
	سہولیات اخراجات	34.919
	ٹوٹل (ڈی)	253.894
	کل میزان	1197.534

لاہور ڈسٹرکٹ سپورٹس کمیٹی، فنڈز اور کارکردگی کی تفصیل

*3448: **میاں نصیر احمد:** کیا وزیر سپورٹس ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ صوبہ پنجاب میں ڈسٹرکٹ سپورٹس کمیٹیاں بنائی گئی ہیں؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ ضلع لاہور کے لئے بھی ڈسٹرکٹ سپورٹس کمیٹی بنائی گئی ہے۔ اگر ہاں تو لاہور کی سپورٹس کمیٹی کے ممبران کی فہرست اور نوٹیفکیشن ایوان میں پیش کیا جائے؟

(ج) لاہور ڈسٹرکٹ سپورٹس کمیٹی نے جنوری 2007 سے اب تک کھیلوں کی ترقی و ترویج کے لئے کل کتنے اجلاس کئے ہیں، تفصیل سے آگاہ فرمایا جائے؟

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ لاہور ڈسٹرکٹ سپورٹس کمیٹی کو کھیلوں کے فروغ کے لئے فنڈز استعمال کرنے کی اجازت ہے نیز کیا فنڈز صرف حکومت پنجاب کی طرف سے فراہم کئے جاتے ہیں یا اور ذرائع بھی موجود ہیں؟

(ہ) کیا یہ بھی درست ہے کہ لاہور ڈسٹرکٹ سپورٹس کمیٹی کھیلوں سے متعلقہ آرگنائزیشن کو رجسٹرڈ کرتی ہے اور انہیں فنڈز بھی فراہم کرتی ہے۔ اگر ہاں تو مالی سال 08-2007 اور 09-2008 کا لاہور ڈسٹرکٹ سپورٹس کے لئے کل کتنا بجٹ منظور کیا گیا تھا اور کس کس کھیل کے لئے کتنا کتنا فنڈز استعمال کیا گیا اور کس کس آرگنائزیشن کو فنڈز فراہم کئے گئے، مکمل تفصیل سے رپورٹ ایوان میں پیش کی جائے؟

وزیر سپورٹس (جناب تنویر الاسلام):

(الف) جی، ہاں صوبہ پنجاب کے تمام اضلاع کے لئے ضروری ترامیم کے ساتھ سپورٹس ڈیپارٹمنٹ پنجاب نے نوٹیفکیشن نمبرSOE(Sports)4-24/Misc.2004 بتاریخ 7-مارچ 2006 ڈسٹرکٹ سپورٹس کمیٹیاں بنائیں جن کی تفصیل"Annex "A پر لف ہے۔

(ب) جی، ہاں! ضلع لاہور کے لئے ڈسٹرکٹ سپورٹس کمیٹی بنائی گئی ہے۔ ڈسٹرکٹ سپورٹس کمیٹی، لاہور کی فہرست"Annex "B پر لف ہے۔

(ج) ڈسٹرکٹ سپورٹس کمیٹی کا اجلاس مورخہ 16-جولائی 2007 کو منعقد ہوا تھا۔ اس اجلاس کی کارروائی کی تفصیل"Annex "C پر لف ہے۔ اس کے بعد ڈسٹرکٹ سپورٹس کمیٹی کا کوئی اجلاس منعقد نہ ہوا۔

(د) ضلعی نظام میں ڈسٹرکٹ گورنمنٹ اپنے بجٹ میں کھیلوں کے لئے فنڈز مختص کرتی ہے جو حسب ضرورت کمیٹی کی مشاورت سے کھیلوں پر خرچ کئے جاتے ہیں یہی طریق کار لاہور میں بھی مروج ہے۔ مزید برآں بیان کیا جاتا ہے کہ پنجاب حکومت ضلع کی سطح پر کوئی سپورٹس فنڈز فراہم نہیں کرتی بلکہ ضلعی حکومتیں اپنے بجٹ کا 2 فیصد سپورٹس کے لئے مختص کرتی ہیں۔

(ہ) ڈسٹرکٹ سپورٹس کمیٹی لاہور کھیلوں سے متعلقہ ڈسٹرکٹ، سپورٹس ایسوسی ایشنز کو رجسٹرڈ کرتی ہے۔ ڈسٹرکٹ سپورٹس آفس لاہور ڈسٹرکٹ سپورٹس ایسوسی ایشنز کے گرانٹ ان ایڈ کے کیسز ڈسٹرکٹ گورنمنٹ کو بنا کر بھیجتا ہے جس کی منظوری ضلع ناظم لاہور دیتے ہیں۔ ڈسٹرکٹ گورنمنٹ کی طرف سے ڈسٹرکٹ سپورٹس آفس لاہور کو مالی سال 08-2007 اور 2008-09 میں بیس لاکھ روپے (دس لاکھ 08-2007 اور دس لاکھ 09-2008) میں مختص کئے گئے۔

لاہور ڈسٹرکٹ کی ٹیموں پر خرچ ہونے والے فنڈز کی تفصیل "Annex "D" & "E پر موجود ہے جبکہ حکومت پنجاب کی طرف سے موصول ہونے والی چٹھی "Annex "F کے مطابق گرانٹ پر پابندی کی وجہ سے لاہور ڈسٹرکٹ کی کسی بھی سپورٹس آرگنائزیشن کو فنڈز فراہم نہ کئے گئے ہیں۔

فیکٹریوں/کارخانوں میں کام کرنے والے

بچوں کی فلاح و بہبود کی تفصیلات

*3288: محترمہ عارفہ خالد پرویز: کیا وزیر محنت و انسانی وسائل از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ فیکٹریوں، ملز اور کارخانوں میں وہ بچے جو چائلڈ لیبر کے زمرے میں آتے ہیں محکمہ ان فیکٹریوں، ملز اور کارخانوں کے مالکان کے خلاف تو کارروائی کرتا ہے لیکن ان بچوں کی فلاح و بہبود کے لئے کچھ نہیں کیا جاتا؟

(ب) کیا حکومت مالی مشکلات سے تنگ آ کر کام کرنے والے ان معصوم بچوں کے لئے کوئی ایسا منصوبہ بنانے کا ارادہ رکھتی ہے کہ ان کی کم از کم اتنی مالی معاونت ہو جائے کہ مجبور اور مفلوک الحال بچوں کا گزر بسر احسن طریقے سے ہو سکے اور وہ اپنی تعلیم پر توجہ دے سکیں؟

وزیر محنت و انسانی وسائل (جناب محمد اشرف خان سوہنا):

(الف) محکمہ محنت اور دیگر ادارے چائلڈ لیبر کے خاتمے کے لئے ہمہ جہتی کوششیں کر رہے ہیں جن میں کام کرنے والے بچوں کی بہبود اور بحالی کے اقدامات شامل ہیں چند ایک اہم اقدامات یہ ہیں:۔

-1 حکومت پنجاب کے زیر اہتمام لاہور اور قصور میں بھٹوں پر 300 سکول کھولے جا رہے ہیں جن میں بھٹوں پر موجود 1100 کے قریب بچوں کو تعلیم دی جائے گی۔

-2 پنجاب میں ILO کی مدد میں سے 10 اضلاع میں قالین بانی سے متعلقہ 26000 سے زائد بچوں کو تعلیم سے آراستہ کیا جا چکا ہے۔

-3 فٹ بال سازی سے متعلقہ 7000 بچوں کو تعلیم اور ہنر سے آراستہ کیا جا چکا ہے اور اس شعبے سے چائلڈ لیبر کا خاتمہ کیا جا چکا ہے۔

(ب)

-1 پاکستان بیت المال نے پنجاب بھر میں چائلڈ لیبر کے لئے ایسے سکول کھولے ہیں جہاں بچوں کو وظیفہ دیا جاتا ہے۔

-2 محکمہ محنت اور خواندگی ڈیپارٹمنٹ نے بھٹوں کے لئے سکیم شروع کی گی ہے جس کے ذریعے والدین کو قرض حسنہ دیئے جا رہے ہیں تاکہ وہ بچوں کو کام کے بجائے پڑھائیں۔

-3 پنجاب ایجوکیشن فاؤنڈیشن غریب آبادیوں میں پرائیویٹ سکولوں کو بچوں کی فیس اور اخراجات ادا کرتی ہے تاکہ چائلڈ لیبر کا خاتمہ ہو سکے۔

صوبہ کے تمام بھٹہ مزدوروں کو صنعتی کارکن کا درجہ دینے کی تفصیلات

*3570: محترمہ خدیجہ عمر: کیاوزیر محنت وانسانی وسائل از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا حکومت صوبہ کے تمام بھٹہ مزدوروں کو صنعتی کارکنوں کا درجہ دینے کا ارادہ رکھتی ہے؟

(ب) اگر جواب اثبات میں ہے تو بھٹہ مزدوروں کی رجسٹریشن بطور صنعتی کارکن کرنے کا کام کب شروع کیا جائے گا؟

(ج) کیا حکومت صوبہ کے تمام بھٹہ مزدوروں کو رجسٹر کر کے لیبر لاز (Labour Laws) کے دائرے میں لانے کا ارادہ رکھتی ہے تاکہ ان کو قانونی طور پر علاج معالجہ، شادی کے لئے امداد اور ہونہار بچوں کو وظیفہ کی سہولت مل سکے، اگر ہاں تو مکمل تفصیل اور پالیسی ایوان کی میز پر رکھی جائے؟

وزیر محنت وانسانی وسائل (جناب محمد اشرف خان سوہنا):

(الف) حکومت پنجاب کے نوٹیفکیشن مورخہ 18-07-2003 کے تحت وہ تمام صنعتی ادارے جن میں 5 یا اس سے زیادہ ملازمین کام کرتے ہیں سوشل سکیورٹی سکیم کے تحت رجسٹرڈ تصور کئے جاتے ہیں، اسی قانون کی روشنی میں وہ تمام بھٹہ جات بھی جن میں 5 یا اس سے زیادہ ملازمین کام کر رہے ہیں خود بخود سوشل سکیورٹی قوانین کے تحت رجسٹرڈ ہیں اور وہ طبی سہولیات و نقد معاوضہ جات جو کسی بھی اور صنعتی کارکن کو مہیا ہیں، بھٹہ مزدور اور ان کے لواحقین بشمول والدین بھی ان طبی سہولیات اور دیگر مالی فوائد کے حقدار ہیں۔

(ب) سوشل سکیورٹی قوانین کے تحت کسی بھی صنعتی اداروں کے کارکنان کا سوشل سکیورٹی (R-5) جاری کرنے کے لئے ضروری ہے کہ صنعتی اداروں کے مالکان مذکورہ کارکن (R-2) فارم مکمل کر کے بھیجیں جس میں اس کارکن کے بارے میں تمام تفصیلات کا اندراج ہوتا ہے جن کی مالک صنعتی ادارہ (آجر) اس کی تصدیق کرتا ہے۔ بدقسمتی سے بھٹہ جات کے مالکان اس سلسلہ میں نہایت عدم دلچسپی اور عدم تعاون کا اظہار کرتے ہیں اور (R-2) فارم مکمل کر کے اور تصدیق کر کے ادارہ ہذا کو نہیں بھیجتے جس سے بھٹہ مزدوروں کی رجسٹریشن میں تاخیر ہو جاتی ہے، تاہم ادارہ ہذا اپنے تمام تر وسائل کو بروئے کار لاتے ہوئے بھٹہ جات پر کام کرنے والے تمام کارکنان کو سوشل سکیورٹی کارڈز کے اجراء کے لئے ہر وقت کوشاں ہے اور اس ضمن میں ادارہ ہذا کے متعلقہ افسران بھٹہ جات کے مالکان کے ساتھ ذاتی طور پر رابطہ کر کے ان کے ملازمین کی رجسٹریشن مکمل کرنے کے تیزی سے اقدامات کر رہے ہیں۔ فی الوقت

صوبہ پنجاب میں سوشل سکیورٹی سکیم کے تحت 2600 سے زائد بھٹہ جات رجسٹرڈ ہیں اور ان اداروں میں کام کرنے والے 8000 سے زائد ملازمین اور ان کے تقریباً 48000 سے زائد لواحقین بشمول والدین قوانین کے مطابق طبی سہولیات اور دیگر مالی فوائد حاصل کرنے کے حقدار ہیں۔

(ج) جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا ہے کہ بھٹہ مزدور اور ان کے لواحقین بشمول والدین ادارہ سوشل سکیورٹی کے تحت رجسٹرڈ ہیں اور ان کے رجسٹریشن کارڈ (R-5) بنوا لئے جائیں تو وہ سوشل سکیم سکیورٹی کے تحت فراہم کی جانے والی طبی سہولیات و نقد معاوضہ جات سے مستفید ہو سکتے ہیں جو کسی بھی اور صنعتی کارکن اور اس کے لواحقین کو حاصل ہیں۔

پی پی۔32 سرگودھا میں لیبر ویلفیئر بوائز اینڈ گرلز سکولز کے قیام کی تفصیلات

*3589: چودھری عامر سلطان چیمہ: کیا وزیر محنت و انسانی وسائل از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ حلقہ پی پی۔32 سرگودھا میں لیبر ویلفیئر بوائز اینڈ گرلز سکول بمقام بھاگٹانوالہ منظور کئے گئے ہیں؟

(ب) اگر ان سکولوں میں درجہ چہارم کی اسامیاں منظور کی گئی ہیں تو ان کی تفصیل کیا ہے؟

(ج) ان اسامیوں پر تعیناتی کے لئے کب اشتہار دیا گیا اور ہر اسامی کے لئے کتنی درخواستیں موصول ہوئی ہیں؟

(د) امیدواروں کی میرٹ لسٹ کس بنیاد پر تیار کی گئی؟

(ہ) کیا یہ درست ہے کہ تمام تقرریاں میرٹ کی واضح خلاف ورزی کرتے ہوئے کی گئی ہیں؟

وزیر محنت و انسانی وسائل (جناب محمد اشرف خان سوہنا):

(الف) جی ہاں پنجاب ورکرز ویلفیئر بورڈ نے حکومت کی منظوری سے بھاگٹانوالہ ضلع سرگودھا میں ورکرز کے بچوں کے لئے دو سکول (ایک برائے طلباء اور دوسرا برائے طالبات) قائم کئے ہیں۔

(ب،ج) جی ہاں ورکرز ویلفیئر (طلباء و طالبات) بھاگٹانوالہ ضلع سرگودھا میں درجہ چہارم کے لئے جو اسامیاں منظور کی گئیں ہیں ان کی تفصیل یہ ہے۔

نمبر شمار	نام اسامی	تعداد اسامی	اشتہار کی تاریخ	کل موصول شدہ درخواست

1۔	مالی	2بوائز سکول 1گرلز سکول	18۔اپریل2009	22بوائز سکول 17گرلز سکول
2۔	نائب قاصد	1بوائز سکول 2گرلز سکول	18۔اپریل2009	68بوائز سکول 55گرلز سکول
3۔	آیا	2بوائز سکول 2گرلز سکول	18۔اپریل2009	4بوائز سکول 9گرلز سکول
4۔	خاکروب	3بوائز سکول 3گرلز سکول	18۔اپریل2009	5بوائز سکول 4گرلز سکول

(د) تمام بھرتیاں ورکرز ویلفیئر بورڈ کی منظور شدہ کنٹرکٹ پالیسی کے تحت کی گئیں۔

(ہ) جی نہیں۔تمام تقرریاں میرٹ کے مطابق کی گئی ہیں۔

لاہور شہر میں پٹرول پمپس کی تعداد و دیگر تفصیلات

*3636: محترمہ شبینہ ریاض: کیاوزیر محنت وانسانی وسائل ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) لاہور شہر میں پٹرول پمپس کی تعداد کتنی ہے اور 2008 میں کم پیمانہ رکھنے والے کتنے پٹرول پمپوں کے خلاف کارروائی کی گئی؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ پٹرول پمپوں کی انسپکشن کے لئے تکنیکی اور تربیت یافتہ عملہ نہ ہے؟

(ج) کیا یہ درست ہے کہ لاہور شہر میں پٹرول پمپوں کو چیک کرنے کا نظام سخت نہ ہونے کی وجہ سے شہریوں کو پٹرول پمپس مالکان پٹرول کے پیمانہ کو کم رکھ کے لاکھوں کروڑوں روپے کمارہے ہیں؟

(د) کیا موجودہ حکومت مذکورہ ظلم سے شہریوں کو بچانے کے لئے سخت اقدامات اٹھانے کا ارادہ رکھتی ہے،اگرہاں توان اقدامات کی تفصیل سے آگاہ فرمائیں؟

وزیر محنت وانسانی وسائل(جناب محمد اشرف خان سوہنا):

(الف) لاہور میں پٹرول پمپوں کی کل تعداد267ہےاور کم پیمانہ والوں کے خلاف286چالان کئے گئےاور جن کا جرمانہ مبلغ194500روپے ہواہے۔

(ب) پٹرول پمپوں کی انسپکشن اور تجدید کی ذمہ داری اسسٹنٹ ڈائریکٹرز کو تفویض ہے جو کہ محکمہ کے تجربہ کار سینئر افسران ہیں اور محکمہ بھی ان کی تکنیکی اور فنی تربیت کے لئے کورسز کرواتا رہتاہے۔

(ج) یہ درست نہ ہے کہ لاہور شہر میں پٹرول پمپوں کی چیکنگ کا نظام سخت نہ ہے۔پٹرول پمپوں کی انسپکشن اور سپر انسپکشن کا نظام مؤثر ہے۔ضلعی حکومت بھی اس سلسلے میں مؤثر اقدامات کرتی رہتی ہے اور ضلعی حکومت اور محکمانہ ٹیمیں بھی پمپوں کی انسپکشن کرتی ہیں۔

(د) محکمہ محنت وانسانی وسائل پہلے ہی کم مقدار دینے والے پٹرول پمپوں کے خلاف سخت قانونی کارروائی کر رہا ہے اور آئندہ بھی کسی قسم کی کوتاہی نہیں کی جائے گی اور کم ماپنے والے پٹرول پمپوں کے ساتھ سختی سے نمٹا جائے گا تاکہ عوام کو ادا کردہ قیمت کے مطابق پٹرول / ڈیزل مل سکے۔

راولپنڈی شہر کے مزدوروں کو سوشل سکیورٹی کے تحت بنیادی سہولیات دینے کا مسئلہ

*3694: جناب محمد شفیق خان: کیا وزیر محنت وانسانی وسائل ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ

(الف) کیا یہ درست ہے کہ راولپنڈی شہر کی آبادی کے لحاظ سے وہاں سوشل سکیورٹی کے ہسپتال بالکل ناکافی ہیں؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ اکثر غریب بے بس مزدوروں / کاریگروں اور ان کے بچوں کو سوشل سکیورٹی کے تحت بنیادی سہولیات فراہم نہیں کی جاتیں اور اسکی وجہ سوشل سکیورٹی کے تحت رجسٹرڈ نہ کروانا ہے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ محکمہ ہذا کی ملی بھگت سے اکثر ادارے سوشل سکیورٹی قوانین کے تحت رجسٹرڈ نہیں کئے جارہے اور ان اداروں سے منسلک افراد کو مذکورہ سہولت سے محروم کیا جارہا ہے؟

(د) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو حکومت اس بارے میں کیا اقدامات اٹھانے کا ارادہ رکھتی ہے، آگاہ فرمائیں؟

وزیر محنت وانسانی وسائل (جناب محمد اشرف خان سوہنا):

(الف) یہ تاثر حقیقت پر مبنی نہ ہے کہ راولپنڈی شہر کی آبادی کے لحاظ سے سوشل سکیورٹی کے ہسپتال ناکافی ہیں۔ادارہ ہذا نے راولپنڈی شہر میں رجسٹرڈ کارکنان اور ان کے لواحقین بشمول والدین کو مفت طبی سہولیات کی فراہمی کے لئے 270 بستروں پر مشتمل ہسپتال قائم کر رکھا ہے جس

میں کارڈیک اور نیورو سرجری کے علاوہ دیگر تمام شعبہ جات سے متعلقہ امراض کے علاج معالجہ کی سہولیات بدرجہ اتم موجود ہیں۔یہ ہسپتال پیرودھائی کے علاقہ میں قائم کیا گیا ہے۔ مزید برآں راولپنڈی شہر میں ادارہ سوشل سکیورٹی کے زیر انتظام دو میڈیکل سینٹرز، تین ڈسپنسریاں اور ایک ایمرجنسی سنٹر بھی قائم کیا گیا ہے۔جہاں سے اس علاقے سے تعلق رکھنے والے تحفظ یافتہ کارکنان اور ان کے لواحقین علاج معالجہ کی سہولیات سے مستفید ہو رہے ہیں۔

(ب) یہ بھی درست نہ ہے کہ اکثر غریب بے بس مزدوروں /کاریگروں اور ان کے بچوں کو سوشل سکیورٹی کے تحت بنیادی سہولیات فراہم نہیں کی جاتیں۔جناب وزیر اعلیٰ پنجاب اور جناب وزیر محنت وانسانی وسائل پنجاب کی خصوصی توجہ اور ہدایات کی روشنی میں محکمہ ہذا نے راولپنڈی شہر کے رجسٹرڈ شدہ تمام صنعتی و تجارتی اداروں کے مالکان سے بارہا التماس کی ہے کہ وہ اپنے اداروں میں کام کرنے والے کارکنان کو رجسٹر کروائیں اور ان کے سوشل سکیورٹی کارڈ (R-5) بنوائیں تاکہ غریب کارکنان اور ان کے لواحقین سوشل سکیورٹی کے تحت دستیاب طبی و مالی معاوضہ جات کی سہولیات سے مستفید ہو سکیں۔ڈائریکٹوریٹ آف سوشل سکیورٹی راولپنڈی کے فیلڈ سٹاف نے کارکنان کو سوشل سکیورٹی کارڈ کا موقع پر بھی اجراء کیا ہے اور اب تک تقریباً 80 فیصد کارکنان کو سوشل سکیورٹی کارڈز مہیا کئے جا چکے ہیں۔ جس کی وجہ سے یہ تمام کارکنان اور ان کے لواحقین سوشل سکیورٹی کی بنیادی سہولیات سے مستفید ہو رہے ہیں۔ باقی ماندہ 20 فیصد کارکنان کے کارڈز کا اجرا آجران کی عدم دلچسپی و رکاوٹ کے باعث التواء کا شکار ہوا ہے جس کے حل کے لئے ہر ممکن کوششیں جاری ہیں۔

(ج) اس بات میں بھی کوئی صداقت نہ ہے کہ محکمہ ہذا کی ملی بھگت سے اکثر ادارے سوشل سکیورٹی قوانین کے تحت رجسٹرڈ نہیں کئے جا رہے اور اداروں سے منسلک کارکنان کو مذکورہ سہولیات سے محروم رکھا جا رہا ہے۔اس ضمن میں عرض ہے کہ انڈسٹریل پالیسی 2003 کے تحت پنجاب بھر کے تمام صنعتی و تجارتی ادارے از خود محکمہ ہذا میں رجسٹرڈ ہیں۔ جن اداروں میں پانچ یا اس سے زیادہ ورکرز ہوں وہ محکمہ ہذا کو ڈیکلیریشن، کنٹری بیوشن شیڈول دینے کے قانونی طور پر پابند ہیں۔راولپنڈی شہر میں ادارہ سوشل سکیورٹی کی کاوشوں سے آج تک 1351 صنعتی و تجارتی اداروں کو رجسٹر کیا جا چکا ہے اور ان میں کام کرنے والے

16460 کارکنان اور 127169 لواحقین ادارہ ہذا کی سہولیات سے فائدہ اٹھا رہے ہیں۔ مالی سال2008-2007 میں کارکردگی کے لحاظ سے راولپنڈی ڈائریکٹوریٹ پنجاب بھر میں سرفہرست رہا۔

(د) اگرچہ جزہائے بالا کا جواب اثبات میں نہ ہے تاہم اس کے باوجود محکمہ ہذا کی ہمیشہ اور ہر ممکن یہ کوشش رہی ہے کہ سماجی تحفظ کی سکیم کے تحت زیادہ سے زیادہ صنعتی و تجارتی ادارے اس کے دائرہ کار میں لائے جائیں تاکہ مزید کارکنان کو سماجی قوانین کے تحت ہر قسم کی طبی و مالی فوائد اور نقد معاوضہ جات سے استفادہ کا موقع ملے۔

صنعتی مزدوروں کو ویلفیئر بورڈ کی طرف سے دی جانے والی گرانٹس میں اضافے کا مسئلہ

*3697: محترمہ آمنہ جہانگیر: کیا وزیر محنت و انسانی وسائل از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ صنعتی مزدور کی وفات کے بعد اس کی بیوہ یا قانونی ورثا کو Death Grant کے طور پر ایک لاکھ روپے پنجاب ورکرز ویلفیئر بورڈ ادا کرتا ہے اگر ہاں تو کیا مذکورہ رقم کو موجودہ مہنگائی اور مالی مشکلات کے پیش نظر بڑھا کر 5لاکھ روپے کرنے کا ارادہ ہے، اگر نہیں تو وجوہات کیا ہیں؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ بورڈ مزدور کے بچوں کو 9600روپے سے لے کر 33600 روپے سالانہ سکالر شپ بھی ادا کرتا ہے اگر ہاں تو کیا مذکورہ رقم 20000روپے سے لیکر 50000روپے سالانہ بڑھانے کو تیار ہے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ جو کارکن وفات پا جاتا ہے اس کے بچوں کو 350روپے ماہانہ وظیفہ دیا جاتا ہے کیا یہ وظیفہ بورڈ بڑھا کر 1000روپے کرنے کو تیار ہے؟

(د) کیا مذکورہ بورڈ مزدور کی بچیوں کی شادی کے لئے کوئی سپیشل گرانٹ مختص کرنے کا ارادہ رکھتا ہے اگر نہیں تو کیوں؟

وزیر محنت وانسانی وسائل (جناب محمد اشرف خان سوہنا):

(الف) پنجاب ورکرز ویلفیئر بورڈ "ورکرز ویلفیئر فنڈ آرڈیننس 1971" کے تحت وجود میں آیا ہے اور یہ حکومت پاکستان کا کارپوریٹ ادارہ ہے۔ مذکورہ بالا آرڈیننس کی روشنی میں صوبائی

سیکرٹری لیبر اس بورڈ کے چیف ایگزیکٹو ہیں۔ بورڈ کی گورننگ باڈی اس کے تمام انتظامی معاملات چلانے کے بارے میں فیصلے کرنے کی مجاز ہے جبکہ ورکرز ویلفیئر بورڈ کی گورننگ باڈی قانون کے مطابق صنعتی کارکنان اور ان کے زیر کفالت افراد کی فلاح و بہبود کے لئے مختلف سکیمیں اوران کے متعلق پالیسی بنانے کی مجاز ہےاور ورکرز ویلفیئر فنڈوزارت محنت و افرادی قوت اور سمندر پار پاکستانیز، حکومت پاکستان اسلام آباد بورڈ ہذا کی فنڈنگ ایجنسی ہے۔ ورکرز ویلفیئر فنڈ کی گورننگ باڈی نے 21-06-2007 کو اپنے اجلاس میں ورکرز کی مشکلات کے پیش نظر ڈیتھ گرانٹ دو لاکھ سے بڑھا کر تین لاکھ روپے کر دی ہے۔ ورکرز ویلفیئر فنڈ کا ڈیتھ گرانٹ مزید بڑھانے کے متعلق کوئی Agenda Item اپنی میٹنگز کے لئے نہیں رکھا گیا۔ اس معاملے میں مزید وضاحت یہ ہے کہ ورکرز ویلفیئر فنڈ کی گورننگ باڈی یہ فیصلے کرنے میں کلی خود مختار ہے۔

(ب) ورکرز ویلفیئر فنڈ کی گورننگ باڈی کے 91ویں اجلاس منعقدہ 25-05-2006 کے فیصلہ کے مطابق مورخہ 01-05-2006 سے صنعتی کارکنان اوران کے بچوں کے لئے درج ذیل درجہ بندی وشرح سے تعلیمی وظائف کی سکیم نافذالعمل ہے۔

درجہ بندی	تعلیمی معیار	وظائف کی شرح
درجہ بندی I	انٹرمیڈیٹ یامساوی تعلیم	بحساب 1000 اور 1600 روپے ماہوار بالترتیب ڈے سکالرز و بورڈرز
درجہ بندی II	کالج کی سطح پر گریجوایشن ومساوی تعلیم	بحساب 1400 اور 2300 روپے ماہوار بالترتیب ڈے سکالرز و بورڈرز
درجہ بندی III	کالج کی سطح پر ماسٹرز یامساوی تعلیم	بحساب 1900 اور 2900 روپے ماہوار بالترتیب ڈے سکالرز و بورڈرز
درجہ بندی IV	میڈیکل، انجینئرنگ اور یونیورسٹی کی سطح پر گریجوایشن یاپوسٹ گریجوایشن تعلیم	تمام تعلیمی اخراجات بشمول ٹرانسپورٹ، ہوسٹل ومیس چارجز کے علاوہ بحساب 2300 اور 3500 روپے ماہوار بالترتیب ڈے سکالرز و بورڈرز

(ج) پنجاب ورکرز ویلفیئر بورڈ کے زیر انتظام صوبے بھر کے مختلف شہروں میں اس وقت 38 سکول چل رہے ہیں جن میں 22996 صنعتی کارکنان کے بچے زیر تعلیم ہیں جن کو تعلیمی سہولیات کے علاوہ درسی کتب، کاپیاں ودیگر سامان تدریس یونیفارم، شوز، ٹرانسپورٹ وغیرہ کی سہولیات بلا معاوضہ فراہم کی جاتی ہیں۔ ان سہولیات کے علاوہ ان سکولوں میں زیر تعلیم فوت شدہ صنعتی کارکنان کے بچوں کو مبلغ 350 روپے ماہوار بطور جیب خرچ ادا کیا جاتا ہے۔

(د) صنعتی کارکنان کی تمام بچیوں کی شادی اور صنعتی کارکن خواتین کی اپنی شادی پر مبلغ 70 ہزار روپے شادی گرانٹ کی جاتی ہے یہ گرانٹ مورخہ 26-03-2009 سے نافذالعمل ہے جب کہ اس سے قبل اس کی شرح 50 ہزار روپے تھی۔

چائلڈ لیبر لاز پر عملدرآمد کے بارے میں تفصیلات

*3787: محترمہ سیمل کامران: کیا وزیر محنت وانسانی وسائل ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ :-

(الف) صوبے میں چائلڈ لیبر پر پابندی کے باوجود جنوری 2008 سے آج تک چائلڈ لیبر کے کتنے کیس سامنے آئے اور ان پر قانون کے مطابق کیا کارروائی کی گئی، تفصیل سے آگاہ کیا جائے؟

(ب) چائلڈ لیبر کی خلاف ورزی پر ذمہ دار افراد اور اداروں کے خلاف کیا کارروائی کی گئی، لیبر لاز پر سختی سے عمل کے لئے حکومت کون سے اقدامات اٹھانے کا ارادہ رکھتی ہے، ایوان کو مکمل تفصیل سے آگاہ کیا جائے؟

وزیر محنت وانسانی وسائل (جناب محمد اشرف خان سوہنا):

(الف) قانون ملازمت اطفال مصدرہ 1991 کے تحت ماہ جنوری 2008 تا مئی 2009 اس قانون کے تحت کل 78191 معائنہ جات کے گئے اور ضابطہ کی خلاف ورزی پر کل 2065 چالان کئے گئے اور فیصلہ شدہ کیسوں پر 106415 روپے جرمانہ وصول کیا گیا۔

(ب) چائلڈ لیبر کی خلاف ورزی پر مختلف اداروں کے خلاف قانون ملازمت اطفال مصدرہ 1991 کے تحت کارروائی کی گئی اور ذمہ دار افراد کے خلاف چالان عدالتوں میں جمع کروائے گئے جن پر ایک لاکھ-چھ ہزار چار سو پندرہ روپے جرمانہ عائد کیا گیا۔ جہاں تک لیبر لاز پر عمل درآمد کا تعلق ہے واضح رہے کہ بمطابق صنعتی پالیسی 2003 صنعتی اداروں کے معائنہ اداروں کے معائنہ جات پر پابندی عائد ہے۔ تاہم کسی شکایت بابت ملازمت اطفال کی صورت میں قانونی کارروائی عمل میں لائی جاتی ہے اور حکومت پنجاب نے چائلڈ لیبر کی روک تھام کے لئے مندرجہ ذیل اقدامات کئے ہیں۔

1- چائلڈ لیبر ریسورس سینٹر کا قیام کیا گیا ہے جس میں تربیت، معلومات اور دیگر سہولیات کے علاوہ عوام کی آگاہی جیسے اقدامات شامل ہیں۔ جس میں تربیت کے لئے نہایت ضروری قسم کے لوازمات پہنچائے گئے ہیں تاکہ افسران معائنہ جات سرکاری وغیر سرکاری اداروں کی تربیت کی جاسکے۔

2- حکومت پاکستان نے دس کروڑ روپے سے بانڈڈ لیبر فنڈ قائم کیا ہے جس کا مقصد جبری مشقت سے آزاد مزدوروں کی آبادکاری اور بچوں کی تعلیم ہے۔

-3 (ILO-IPEC) کے تعاون سے ایک پروگرام تشکیل دیا گیا ہے جس میں بچوں کی ملازمت کی بدترین اشکال کو 3 سے 5 سال تک خاتمہ کو یقینی بنایا گیا ہے اور یہ ہدف بہتر تعلیم، خاندانوں کی امداد، فنی مہارت اور بہتر حالات کار کے ذریعے ہوگا۔

-4 فٹ بال کی صنعت سے بچوں کی مشقت کے مکمل خاتمے کے لئے حکومت نے ILO اور دوسری بین الاقوامی ایجنسیوں کے ساتھ مل کر ایک پروگرام سیالکوٹ میں شروع کیا ہے۔ جس کے تحت 10572 مزدور بچوں کو کام کے ساتھ ساتھ تعلیم دینے کا غیر روائتی طریقہ اپنایا گیا ہے اور ان میں سے 5838 بچوں کو مزید تعلیم کے لئے عام سکولوں میں داخل کروایا گیا ہے۔

-5 محکمہ محنت حکومت پنجاب نے بھٹہ خشت کی صنعت سے جبری مشقت کے خاتمے کے لئے ایک 4 سالہ منصوبے کا آغاز کیا ہے۔ جس کی کل لاگت 12 کروڑ 33 لاکھ روپے ہے۔ اس کے تحت لاہور اور قصور کے اضلاع میں بھٹوں پر بچوں کی جبری مشقت کے خاتمے کے لئے 300 سکول کھولے جائیں گے جن میں 10000 سے زائد بچوں کو تعلیم دی جائے گی مزید برآں 4 کروڑ روپے کے لاگت سے ان کے والدین کو بلا سود قرضے فراہم کئے جا رہے ہیں تاکہ وہ جبری مشقت سے نجات پا سکیں۔

قالین بافی کی صنعت میں بچوں کی مشقت کے خاتمے کے لئے پنجاب کے 10 اضلاع میں ایک منصوبے کے تحت 26 ہزار سے زائد بچوں کو تعلیم کے زیور سے آراستہ کیا گیا یہ منصوبہ ILO نے آجران اور حکومت پاکستان سے مل کر مکمل کیا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، محترمہ!

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! سیمل کامران صاحبہ نے جو ضمنی سوالات put up کئے تھے ان کے جوابات نہیں آئے اور دوسری بات یہ ہے کہ ہمارے بھائی معزز وزیر نے جس خوبصورتی سے پورے ایوان کا استحقاق مجروح کیا ہے وہ کہہ رہے ہیں کہ ان کو میرے جوابات سمجھ میں نہیں آتے۔ انہوں نے سب کا استحقاق مجروح کیا ہے۔ آپ کہتے ہیں کہ Privilege Motion لے کر آئیں، یہاں تو بار بار جوابات غلط آتے ہیں، بار بار یہاں پر ایسی باتیں ہوتی ہیں تو یہاں پر تو ہر روز 100 Privilege Motions آجائیں گی تو آپ کس کس کو بھگتائیں گے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔ جی، لغاری صاحب!

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! محترمہ عظمیٰ بخاری پارلیمانی سیکرٹری نے جو جوابات دیئے ہیں۔ میرے خیال میں انھوں نے اکثر وزیروں سے بہتر اور زیادہ prepared جواب دیئے ہیں۔ میں

آپ کے توسط سے وزراء کرام سے درخواست کروں گا کہ وہ بھی تیاری کر کے آیا کریں تاکہ سوالوں کے جوابات صحیح آئیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: وقفہ سوالات ختم ہو گیا ہے۔ باقی سوالات کے جوابات منسٹر صاحب فرما رہے ہیں کہ وہ ایوان کی میز پر رکھ دیئے گئے ہیں۔ جی، وسیم قادر صاحب!

جناب وسیم قادر: جناب سپیکر! میرا اگلا سوال تھا۔ میں سمجھتا ہوں کہ مجھے وقت دیا جائے۔ یہ میرے علاقے کا مسئلہ ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میں already announce کر چکا ہوں۔ آپ وزیر صاحب سے مل لیں اور ان سے بات کر لیں۔ بہت شکریہ۔

چودھری سرفراز افضل: جناب سپیکر! راولپنڈی کے DHQ ہسپتال میں بہت بڑی کرپشن ڈاکٹروں کی بھرتی کے حوالے سے کی گئی۔ میں اس کے ساتھ وزیراعلیٰ پنجاب کو خراج تحسین بھی پیش کرتا ہوں کہ انھوں نے خود اس چیز کا notice لیا اور اس حوالے سے ایک کمیٹی بنائی جس کے ماتحت وہاں کے انٹی کرپشن کے ڈپٹی ڈائریکٹر امین خٹک نے کارروائی کرتے ہوئے ایم ایس ڈاکٹر خالد ملک اور دوسرے افراد کو تو حراست میں لے لیا لیکن میرے خیال میں اس اہم مسئلے میں بیوروکریسی نے پھر ایک دفعہ اپنی چال کھیلی اور ڈسٹرکٹ آفیسر ہیلتھ راولپنڈی، ڈسٹرکٹ آفیسر ہیلتھ لاہور اور ایڈیشنل سیکرٹری صاحب کی زیر قیادت جو کمیٹی بنائی گئی انھوں نے اصل مجرم ڈاکٹر مصدق جس کے under الائیڈ ہسپتال چل رہے ہیں اور جو میڈیکل کالج راولپنڈی کا پرنسپل ہے اس کی جان بخشی کر دی۔ ایم ایس کو گرفتار کیا گیا۔ میں خراج تحسین پیش کرتا ہوں لیکن میری اطلاع کے مطابق یہ تمام واقعہ جو ہوا ہے اس میں ڈاکٹروں کو بھرتی کرنا، ان کی اسامیوں کے اشتہارات issue کرنا، درخواستیں وصول کرنا تمام تر معاملات پرنسپل کے زیر سایہ ہوئے ہیں۔ میں آج on the floor of the House یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ اس پرنسپل کے اختیارات کو بھی معطل کیا جائے۔ اس کو بھی گرفتار کیا جائے اور اس کو بھی اس کٹہرے میں لایا جائے، ایوان کے کٹہرے میں لایا جائے اور اس کے اختیارات کو معطل کر کے اس کے خلاف بھی تادیبی کارروائی کی جائے۔ شکریہ

توجہ دلاؤ نوٹس

جناب ڈپٹی سپیکر: میرے خیال میں آپ متعلقہ وزیر سے رابطہ کر لیں اور اس پر بات کر لیں۔ اب توجہ دلاؤ نوٹس لئے جاتے ہیں۔ اس وقت توجہ دلاؤ نوٹس نمبر 281 جناب شیر علی خان صاحب کا ہے۔

تحصیل کمالیہ میں آٹھ سالہ بچے سے زیادتی وقتل

جناب شیر علی خان: کیا وزیر اعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ٹوبہ ٹیک سنگھ کی تحصیل کمالیہ کے صدر تھانہ کی حدود میں چو کی جھکڑ چک نمبر 735 گ ب کے ایک انتہائی غریب اور نادار مزدور نذیر احمد کے 8 سالہ اکلوتے بیٹے محمد شعبان کو 20-2-2009 کو درندہ صفت مجرموں ناصر اور مقبول عرف مولی نے دن دیہاڑے گھر میں داخل ہو کر زیادتی کے بعد انتہائی بے دردی سے قتل کر دیا۔ ملزمان بااثر ہونے کی وجہ متوفی کے والدین کو سنگین نتائج کی دھمکیاں دے رہے ہیں؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ ملزموں کو گرفتار کرنے کے باوجود مذکورہ علاقے کے ایس ایچ او اور ڈی ایس پی نے ملی بھگت سے ملزم مقبول عرف مولی کو رات 12 بجے رہا کر دیا۔ کیا حکومت دونوں ملزمان کو جلد از جلد گرفتار کر کے کیفر کردار تک پہنچانے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر ہاں تو کب تک؟

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر!

(الف) یہ درست ہے کہ نذیر احمد ولد وارث علی قوم گجر سکنہ چک نمبر 735 گ ب کے بیان پر مقدمہ نمبر 375 مورخہ 29-9-2009 بجرم 201/302/377 ت پ تھانہ صدر کمالیہ درج رجسٹر ہوا۔ یہ مقدمہ ابتدائی طور پر نامعلوم ملزمان کے خلاف درج ہوا تھا۔ اس کے بعد پھر اس مقدمے کی تفتیش عمل میں لائی گئی اور دوران تفتیش ملزمان ناصر اور مقبول عرف مولی trace ہوئے اور اس پر مدعی کا تتمہ بیان ریکارڈ کیا گیا۔ ناصر ملزم کو گرفتار کر لیا گیا ہے اور اس کی گرفتاری اور بعد کی تفتیش میں ناصر ملزم بالکل حقیقی گنہگار پایا گیا ہے۔ اس کو چالان عدالت کر دیا گیا ہے جبکہ مقبول عرف مولی ملزم گرفتاری کے خوف سے پس و پیش ہے اور گھر سے بھاگا ہوا ہے۔ جس کے عدالت سے وارنٹ گرفتاری اور اسے اشتہاری قرار دلوانے کے لئے

کارروائی کی جارہی ہے۔ مقبول ملزم کی گرفتاری کی ہر ممکن کوشش کی جارہی ہے۔ ڈی ایس پی (ایس ڈی پی او) کمالیہ کی سربراہی میں مقبول عرف مولی مجرم اشتہاری کی گرفتاری کے لئے سپیشل ٹیم تشکیل دی گئی ہے۔ میں نے مقامی ڈی پی او سے اس بارے میں خود بھی معلوم کیا ہے۔ یہ کہنا درست نہیں ہے کہ یہ ملزمان بہت زیادہ اثر ورسوخ کے مالک ہیں۔ ایک ملزم گرفتار ہوا ہے اور دوسرا ملزم صرف اس لئے گرفتار نہیں ہو سکا کہ ان ملزمان کا دوران تفتیش معلوم ہوا ہے۔ یہ پہلے سے نامزد ملزم نہیں تھے۔ پہلے نامعلوم ملزمان کے خلاف مقدمہ درج کیا گیا۔

(ب) باقی ملزم کی گرفتاری کے لئے مقامی پولیس کو باقاعدہ طور پر یہ ٹارگٹ دیا گیا ہے کہ دو ہفتوں کے اندر اندر اس ملزم کو گرفتار کیا جائے اور اس سے متعلق وہ جو کوشش کریں اس سے اس ایوان کو آگاہ کیا جائے۔ اس کے علاوہ جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ ملزمان وہاں پر مدعی کو دھمکیاں دیتے پھر رہے ہیں یا وہاں پر ان کی کوئی موجودگی پائی گئی ہے تو اس سلسلے میں بھی مقامی پولیس کو خصوصی ہدایات دی گئی ہیں کہ وہ اس پہلو پر بھی interrogate کریں اور اگر کوئی ایسی بات پائی جائے کہ ملزم اس علاقے میں پایا جارہا ہے تو ان لوگوں کے خلاف جن لوگوں کے پاس اس نے پناہ لی ہوئی ہے یا جن کے پاس وہ موجود معلوم ہو یا ثابت ہو تو ان کے خلاف بھی کارروائی کی جائے۔

جناب شیر علی خان: جناب سپیکر! جس طرح دو ہفتوں کی یقین دہانی وزیر قانون صاحب نے دی ہے کہ ملزمان کو گرفتار کر لیا جائے گا تو میں امید کرتا ہوں کہ ضرور گرفتار کر لیا جائے گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میرے خیال میں انھوں نے assurance نہیں دی۔ انھوں نے یہ فرمایا ہے کہ ایک ملزم تو گرفتار ہو گیا ہے اور دوسرے ملزم کو گرفتار کرنے کے لئے پولیس اپنی ہر ممکن کوشش کر رہی ہے۔ میرے خیال میں اس طرح کے درندوں کو تو پوری کوشش کر کے گرفتار کرنا چاہئے۔

جناب شیر علی خان: جناب سپیکر! وزیر قانون نے کہا ہے کہ ملزم کی گرفتاری کے لئے انھیں دو ہفتے کا وقت دیا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: رانا صاحب! کیا آپ نے دو ہفتوں کا وقت دیا ہے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! مقامی پولیس آفیسر جس کو اس ذمہ داری پر لگایا گیا ہے وہ پوری تندہی سے کام کرے اور پوری جدوجہد کرے تو اس کو ایک specific time frame دیا گیا ہے۔ اس کے بعد انشاء اللہ تعالیٰ ملزم گرفتار ہو گا۔ اگر گرفتار نہیں ہو گا تو پھر ہم اس عرصے میں اس بات کا جائزہ لیں گے کہ آیا اس نے اپنی ذمہ داری کو بھرپور طریقے سے نبھایا ہے اور وہ کوششیں کی ہیں کہ جن کی بنیاد پر ملزم کا گرفتار ہونا لازم تھا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اس وقت قواعد کی معطلی کی تحریک آئی ہے۔ رانا ثناء اللہ خان وزیر قانون، راجہ ریاض احمد سینئر وزیر اور چودھری ظہیر الدین خان قائد حزب اختلاف نے قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1997 کے قاعدہ 234 کے تحت قاعدہ 115 اور دیگر متعلقہ قواعد کو معطل کر کے ایران میں ہونے والے خودکش دھماکے کے حوالے سے ایک قرارداد پیش کرنے کی اجازت طلب کی ہے۔ محرک اپنی تحریک پیش کریں۔

قرارداد پیش کرنے کے لئے قواعد کی معطلی کی تحریک

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

"قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1997 کے قاعدہ 234 کے تحت قاعدہ 115 اور دیگر متعلقہ قواعد کو معطل کر کے ایران میں ہونے والے خودکش دھماکے کے حوالے سے ایک قرارداد پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔"

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

"قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1997 کے قاعدہ 234 کے تحت قاعدہ 115 اور دیگر متعلقہ قواعد کو معطل کر کے ایران میں ہونے والے خودکش دھماکے کے حوالے سے ایک قرارداد پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔"

میرے خیال میں اس پر کسی کو اعتراض نہیں ہو گا اس لئے یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے کہ:

"قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1997 کے قاعدہ 234 کے تحت قاعدہ 115 اور دیگر متعلقہ قواعد کو معطل کر کے ایران میں ہونے والے خودکش دھماکے کے حوالے سے ایک قرارداد پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔"

(تحریک متفقہ طور پر منظور ہوئی)

جناب ڈپٹی سپیکر: اب محرک اپنی قرارداد پیش کریں۔

قرارداد

ایران کے صوبہ سیستان میں ہونے والے خودکش بم دھماکے کی پُرزور مذمت

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): شکریہ۔ جناب سپیکر! میں یہ قرارداد پیش کرتا ہوں کہ:

صوبائی اسمبلی پنجاب پاکستان کا یہ ایوان مورخہ 18-اکتوبر 2009 کو برادر اسلامی ملک ایران کے صوبے سیستان میں ہونے والے خودکش بم دھماکے کی پُرزور مذمت کرتا ہے اور اس کے نتیجے میں پاسداران انقلاب کے کمانڈروں اور دیگر افراد کی ہلاکت پر گہرے رنج و غم کا اظہار کرتا ہے۔ یہ ایوان اپنے ایرانی بھائیوں کو یقین دلاتا ہے کہ پاکستانی قوم اُن کے ہر نقصان کو اپنا نقصان تصور کرتی ہے۔ صوبائی اسمبلی پنجاب پاکستان کا یہ ایوان اور پوری پاکستانی قوم دنیا کے کسی حصے میں بھی ہونے والی دہشت گردی کے ہر واقعہ کی بھرپور مذمت کرتی ہے اور ان دھماکوں کو انسانیت کے خلاف ایک مذموم سازش سمجھتی ہے۔ یہ ایوان ایران کی حکومت اور عوام کے ساتھ مکمل اظہارِ یکجہتی کرتا ہے اور انہیں یقین دلاتا ہے کہ پاکستانی قوم اس مشکل گھڑی میں اپنے ایرانی بھائیوں کے ساتھ شانہ بشانہ کھڑی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ قرارداد پیش کی گئی ہے کہ:

صوبائی اسمبلی پنجاب پاکستان کا یہ ایوان مورخہ 18-اکتوبر 2009 کو برادر اسلامی ملک ایران کے صوبے سیستان میں ہونے والے خودکش بم دھماکے کی پُرزور مذمت کرتا ہے اور اس کے نتیجے میں پاسداران انقلاب کے کمانڈروں اور دیگر افراد کی ہلاکت پر گہرے رنج و غم کا اظہار کرتا ہے۔ یہ ایوان اپنے ایرانی بھائیوں کو یقین دلاتا ہے کہ پاکستانی قوم اُن کے ہر نقصان کو اپنا نقصان تصور کرتی ہے۔ صوبائی اسمبلی پنجاب پاکستان کا یہ ایوان اور پوری پاکستانی قوم دنیا کے کسی حصے میں بھی ہونے والی دہشت گردی کے ہر واقعہ کی بھرپور مذمت کرتی ہے اور ان

دھماکوں کو انسانیت کے خلاف ایک مذموم سازش سمجھتی ہے۔ یہ ایوان ایران کی حکومت اور عوام کے ساتھ مکمل اظہارِ یکجہتی کرتا ہے اور انہیں یقین دلاتا ہے کہ پاکستانی قوم اس مشکل گھڑی میں اپنے ایرانی بھائیوں کے ساتھ شانہ بشانہ کھڑی ہے۔

جس طرح تحریک کی مخالفت نہیں ہوئی اسی طرح اس قرارداد کی مخالفت نہ کی گئی ہے۔ چونکہ اس قرارداد کی مخالفت نہ کی گئی ہے اس لئے سوال یہ ہے کہ:

صوبائی اسمبلی پنجاب پاکستان کا یہ ایوان مورخہ 18-اکتوبر 2009 کو برادر اسلامی ملک ایران کے صوبے سیستان میں ہونے والے خودکش بم دھماکے کی پُرزور مذمت کرتا ہے اور اس کے نتیجے میں پاسداران انقلاب کے کمانڈروں اور دیگر افراد کی ہلاکت پر گہرے رنج وغم کا اظہار کرتا ہے۔ یہ ایوان اپنے ایرانی بھائیوں کو یقین دلاتا ہے کہ پاکستانی قوم اُن کے ہر نقصان کو اپنا نقصان تصور کرتی ہے۔ صوبائی اسمبلی پنجاب پاکستان کا یہ ایوان اور پوری پاکستانی قوم دنیا کے کسی حصے میں بھی ہونے والی دہشت گردی کے ہر واقعہ کی بھرپور مذمت کرتی ہے اور ان دھماکوں کو انسانیت کے خلاف ایک مذموم سازش سمجھتی ہے۔ یہ ایوان ایران کی حکومت اور عوام کے ساتھ مکمل اظہارِ یکجہتی کرتا ہے اور انہیں یقین دلاتا ہے کہ پاکستانی قوم اس مشکل گھڑی میں اپنے ایرانی بھائیوں کے ساتھ شانہ بشانہ کھڑی ہے۔

(قرارداد متفقہ طور پر منظور ہوئی)

(نعرہ ہائے تحسین)

رپورٹیں (توسیع)

جناب ڈپٹی سپیکر: اب ملک محمد وارث کلو صاحب تحریک استحقاق کے بارے میں مجلس استحقاقات کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع لینا چاہتے ہیں، میں انہیں دعوت دیتا ہوں کہ وہ توسیع کی تحریک پیش کریں۔

تحاریک استحقاق بابت سال 09-2008 کے بارے میں مجلس استحقاقات کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع

ملک محمد وارث کلو: جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

"تحاریک استحقاق نمبر 4,6,15,23,24,25,26,31,34,35,40,49,51,52 اور 58 بابت سال 2008 اور تحاریک استحقاق نمبر 3,4,13,19,23, 25,26,31, 32,35,36 اور 37 بابت سال 2009 کے بارے میں مجلس استحقاقات کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 31-دسمبر 2009 تک توسیع کر دی جائے۔"

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

"تحاریک استحقاق نمبر 4,6,15,23,24,25,26,31,34,35,40,49,51,52 اور 58 بابت سال 2008 اور تحاریک استحقاق نمبر 3,4,13,19,23, 25,26,31, 32,35,36 اور 37 بابت سال 2009 کے بارے میں مجلس استحقاقات کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 31-دسمبر 2009 تک توسیع کر دی جائے۔"

یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور اب سوال یہ ہے کہ:

"تحاریک استحقاق نمبر 4,6,15,23,24,25,26,31,34,35,40,49,51,52 اور 58 بابت سال 2008 اور تحاریک استحقاق نمبر 3,4,13,19,23, 25,26,31, 32,35,36 اور 37 بابت سال 2009 کے بارے میں مجلس استحقاقات کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 31-دسمبر 2009 تک توسیع کر دی جائے۔"

(تحریک منظور ہوئی)

جناب ڈپٹی سپیکر: اب محمد محسن خان لغاری صاحب سپیشل کمیٹی کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع لینا چاہتے ہیں میں انہیں دعوت دیتا ہوں کہ وہ توسیع کی تحریک پیش کریں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! اگر اجازت ہو تو یہ تحریک پیش کرنے سے پہلے میری ایک گزارش تھی۔ جس وقت ہم کسی کمیٹی کی توسیع کرتے ہیں تو ایک مہینے کے لئے توسیع ہو جاتی ہے۔ پچھلی

دفعہ ہماری کمیٹی کے لئے ایک مہینے کے لئے توسیع ہوئی اور اس کے بعد چار مہینے تک اسمبلی کا اجلاس نہیں ہوا تو اُس debate کا ایک momentum build up ہوتا ہے لیکن پھر وہ بات صفر سے شروع ہوتی ہے۔ایک تو میری گزارش یہ ہے کہ اسمبلی کے اجلاس regular بلایا کریں اور دوسری گزارش یہ ہے کہ کمیٹی کی جب توسیع لی جاتی ہے تو جو بھی maximum legal provision ہے اس کو توسیع دی جائے۔ابھی جیسے استحقاق کمیٹی کو 31-دسمبر تک توسیع دی گئی ہے تو مہربانی کر کے اس کمیٹی کو بھی کم از کم 31-دسمبر تک توسیع دے دی جائے تاکہ debate کا momentum continue رہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر:basic rule ایک مہینے کی توسیع کا ہی ہے۔

جناب محمد محسن خان لغاری:ابھی آپ نے 31-دسمبر تک توسیع کی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر:وہ تحاریک استحقاق ہیں اور آپ کی ایک سپیشل کمیٹی ہے۔

جناب محمد محسن خان لغاری:اِس کی پھر 10 دن توسیع کر دیں یا نہ کریں۔

جناب ڈپٹی سپیکر:اب آپ نے توسیع کی تحریک پیش کرنی ہے یا نہیں؟

جناب محمد محسن خان لغاری:پڑھنے کو تو میں پڑھ دوں گا اور آپ اس میں توسیع کر دیں گے۔مقصد یہ ہے کہ ہم نے اس کا حل نکالنا ہے یا ہم صرف بار بار اس کی توسیع لیں گے؟اس کے بعد پھر اسمبلی کا ٹائم ختم ہو جائے گا اور وہ معاملہ اگلی اسمبلی پر چلا جائے گا۔اس چیز کا حل نکالنا اور کوئی بہتری لانی ہے تو کیا آپ اس بات پر میرے ساتھ agree کریں گے؟

جناب ڈپٹی سپیکر:اس کمیٹی کا چیئرمین کون ہے؟

جناب محمد محسن خان لغاری:جی،میں اس کمیٹی کا چیئرمین ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر:تو پھر آپ فیصلہ کیوں نہیں کرتے؟

جناب محمد محسن خان لغاری:اس لئے نہیں کرتے کہ یہ اتنی simple چیز نہیں ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان):پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر:جی،لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان):جناب سپیکر!میں اس سلسلے میں سمجھتا ہوں کہ میری understanding کے مطابق ہاؤس کو یا Chair کو اختیار تو ہے کہ وہ 30 دن کی مدت میں اضافہ کر

سکے، سات دن یا ایک اجلاس سے دوسرے اجلاس تک کر سکے۔ میرا خیال ہے کہ اس معاملے کو ایک بار discuss ہونا چاہئے کیونکہ اکثر ایسے ہی ہوتا ہے جس طرح لغاری صاحب نے کہا کہ سپیشل کمیٹیوں کا ٹائم ایک مہینے کے لئے ہوتا ہے اور بعض اوقات واقعی اجلاس میں وقفہ زیادہ ہو جاتا ہے۔ جس طرح اس مرتبہ terrorism کا بھی ایک سوال ہے۔ اگر یہ بات discuss ہو جائے تو بہتر ہے تاکہ کمیٹیاں اس دوران بھی functional رہیں اور اس قسم کے معاملات نمٹائے جاتے رہیں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! آپ کے پاس اختیار ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: Let me go through the provisions of the Law! ابھی میں آپ کو بتا دیتا ہوں۔ میرا خیال ہے کہ اس issue کو کل تک کے لئے pending کر لیتے ہیں تاکہ کل اس کو پوری طرح thrash out کر لیں کیونکہ بنیادی مقصد تو یہی ہے کہ ہم اس کو کسی مثبت پہلو سے ختم کریں۔ لہذا اس کو کل تک کے لئے pending کیا جاتا ہے۔

MR. MUHAMMAD MOHSIN KHAN LEGHARI: I agree with you, sir.

جناب ڈپٹی سپیکر: اب چودھری طاہر محمود ہندلی ایڈووکیٹ مجلس قائمہ برائے صحت کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع لینا چاہتے ہیں۔ میں انہیں دعوت دیتا ہوں کہ وہ توسیع کی تحریک پیش کریں۔

تحاریک التوائے کار 1038/08 کے بارے میں مجلس قائمہ برائے صحت کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع

چودھری طاہر محمود ہندلی (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

"تحریک التوائے کار نمبر 1038/2008 پیش کردہ شیخ علاؤالدین، ایم پی اے، پی پی-181 کے بارے میں مجلس قائمہ برائے صحت کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 30-نومبر 2009 تک توسیع کر دی جائے۔"

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

"تحریک التوائے کار نمبر 1038/2008 پیش کردہ شیخ علاؤالدین، ایم پی اے، پی پی-181 کے بارے میں مجلس قائمہ برائے صحت کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 30-نومبر 2009 تک توسیع کر دی جائے۔"

یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور اب سوال یہ ہے کہ:

"تحریک التوائے کار نمبر 1038/2008 پیش کردہ شیخ علاؤالدین، ایم پی اے، پی پی-181 کے بارے میں مجلس قائمہ برائے صحت کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 30-نومبر 2009 تک توسیع کر دی جائے۔"

(تحریک منظور ہوئی)

تحاریک استحقاق

جناب ڈپٹی سپیکر: اب ہم تحاریک استحقاق کی طرف آتے ہیں۔ پہلی تحریک استحقاق نمبر 41 محترمہ سکینہ شاہین خان صاحبہ کی ہے۔ یہ 13 تاریخ کو move ہوئی تھی جو ایک ہفتے کے لئے pending ہوئی تھی۔ جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! بدھ والے دن الزام الیہ کو بلانا تھا لیکن میری understanding یہی تھی کہ یہ شاید کل کے لئے pending ہے۔ اب کل الزام الیہ کو بلایا ہے لہذا کل بیٹھ کر اس معاملے کو resolve کروانے کی کوشش کرتے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: کل تک کے لئے یہ pending کرتے ہیں۔

محترمہ سکینہ شاہین خان: جناب سپیکر! ٹائم بتادیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، کل تحاریک استحقاق کے وقت ہی لیں گے۔ اب اگلی تحریک استحقاق نمبر 42 چودھری شفیق احمد گجر صاحب کی ہے۔ یہ 13-اکتوبر کو move ہوئی تھی اور اس ہفتے کے لئے pending کی گئی تھی۔ جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس کو آپ بدھ یا جمعہ تک کے لئے pending کر دیں کیونکہ اس کا مکمل جواب موصول نہیں ہوا۔ جونہی جواب موصول ہوتا ہے تو اُس کے مطابق اس کا فیصلہ کرتے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اس کو جمعہ تک کے لئے pending کیا جاتا ہے۔ اس کے بعد تحریک استحقاق نمبر 48 مہر اعجاز احمد اچلانہ صاحب کی ہے۔

مہر اعجاز احمد اچلانہ: جناب سپیکر! پچھلے اجلاس میں، میں نے یہ تحریک پڑھ دی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ بھی move ہو چکی ہے اور pending کی گئی تھی۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس کا بھی جواب موصول نہیں ہوا۔ آپ اس کو دو دن کے لئے pending کر لیں تو میں اس کا جواب منگوا لیتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اس کو بھی Thursday تک کے لئے pending کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک استحقاق نمبر 49 الحاج محمد الیاس چنیوٹی صاحب کی ہے۔ یہ بھی 13/10/2009 کو move ہو چکی ہے اور اس ہفتہ کے لئے pending کی گئی تھی۔ جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس کو بھی دو دن کے لئے pending کر لیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اس تحریک کو بھی دو دن کے لئے pending کیا جاتا ہے۔

مولانا محمد الیاس چنیوٹی: جناب سپیکر! اس کو ایک ہفتہ ہو گیا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ میری بات سنیں کہ آپ نے 13 تاریخ کو اس کو move کیا تھا ہم نے اس لئے اس week میں رکھی تھی۔ یہ اسی week میں جواب دینے کے پابند ہیں۔ یہ دو دن کا وقت مانگ رہے ہیں اور اس کا جواب بالکل لے کر آئیں گے۔

مولانا محمد الیاس چنیوٹی: جناب سپیکر! اگر اس طریقے سے اس کو لیٹ کیا جاتا رہا تو میں سمجھتا ہوں کہ معاملات الجھتے جائیں گے اور ہمارا معاملہ جو میں نے پیش کیا ہے وہ ایسا ہے کہ اس کو فوری حل ہونا چاہئے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میں بالکل آپ کے ساتھ ہوں۔ آپ کا استحقاق اس ہاؤس کا استحقاق ہے اس کو ہم دیکھیں گے۔ جواب آنے دیں پھر اس پر ایکشن لیں گے۔ اس کے بعد تحریک استحقاق نمبر 51 جناب محمد نعیم اختر بھابھا صاحب کی ہے۔ میرے خیال میں یہ نئی اور fresh ہے۔ یہ آج پیش کریں گے۔

ایس ڈی پی او وہاڑی کا معزز رکن اسمبلی کے خلاف نازیبا الفاظ کا استعمال

جناب محمد نعیم اختر خان بھابھا: میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔ معاملہ یہ ہے کہ ملک اعجاز جھکڑ ایس ڈی پی او وہاڑی صدر کو ایف آئی آر 548/08 بجرم 302 میں نامزد ملزمان میں سے حق نواز، محمد علی اور اختر کی بابت فون پر بات کی کہ یہ افراد بے گناہ ہیں اور انکوائری سے ان کی بے گناہی ثابت ہو چکی ہے اس پر موصوف ایس ڈی پی او نے کہا کہ آپ انہیں میرے پاس بھیج دیں میں معاملے کو دیکھ لیتا ہوں۔ جب یہ افراد بوساطت ایس ایچ او موصوف ایس ڈی پی او کو ملے تو انہوں نے رقم کا مطالبہ کر دیا۔ مجبوراً ان بے گناہ افراد کو -/50,000 روپے ایس ڈی پی او کو پہنچانے کے لئے ایس ایچ او کو دینے پڑے۔ اس معاملہ کی گواہی ایس ایچ او دینے کو تیار ہے۔ وہ بے گناہ افراد پیسے دینے کے بعد میرے پاس آئے اور مجھے سارا قصہ سنایا کہ ہم آپ کے کہنے پر ایس ڈی پی او کو ملے تھے اور اس نے ہم سے رشوت کا تقاضا کیا۔ میں نے فوری طور پر ایس ڈی پی او سے فون پر رابطہ کیا کہ آپ کچھ تو خدا خوفی کریں۔ آپ کیوں بے گناہ افراد کو تنگ کر رہے ہیں تو اس پر موصوف نے کہا کہ میں آپ کو جوابدہ نہیں ہوں اور نہ ہی کوئی اور ایم پی اے یا ایم این اے مجھے پوچھ سکتا ہے۔ میرا رابطہ اوپر تک ہے، میرا کوئی کچھ بھی نہیں بگاڑ سکتا اور نازیبا الفاظ استعمال کرتے ہوئے غصے سے فون بند کر دیا۔ اس کے بعد موصوف نے تھانے جا کر ان بے گناہ افراد کو مذکورہ ایف آئی آر میں اپنی موجودگی میں چالان کر دیا۔ میں نے ایک عوامی کام کے لئے ایس ڈی پی او سے رابطہ کیا تھا لیکن موصوف نے میرے خلاف نازیبا الفاظ استعمال کئے جس سے نہ صرف میرا بلکہ پورے ایوان کا استحقاق مجروح ہوا ہے۔ لہذا میری اس تحریک کو ایوان میں پیش کرنے کی اجازت دی جائے اور اسے باضابطہ قرار دیتے ہوئے مجلس استحقاقات کے سپرد کیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، وزیر قانون صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! یہ fresh ہے اور ابھی اس کی کاپی مجھے موصول ہوئی ہے تو اس کا جواب اسی ہفتے میں منگوا لیتے ہیں۔ آپ اس کو اسی ہفتے کے آخر تک pending کر لیں۔

جناب محمد نعیم اختر خان بھابھا: جناب سپیکر! میں نے یہ تحریک 30 تاریخ سے جمع کروائی ہوئی ہے اور اس نے مجھے بہت ہی تنگ کیا ہوا ہے۔ میں تو کسی ایس ایچ او کو تھانے فون نہیں کر سکتا اور جس ایس ایچ او

کو میں کوئی کام کہہ دوں اس کو شوکاز نوٹس جاری ہو جاتا ہے۔ میری استدعا ہے کہ اس تحریک کو استحقاق کمیٹی کے سپرد کر دیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میں یہ سمجھتا ہوں کہ جس طرح آپ نے serious allegations لگائے ہیں اس پر بالکل کارروائی بھی ہونی چاہئے اور اس ہفتے کے آخر تک اس کا جواب آ جائے۔

معزز ممبران: جناب سپیکر! اس کو کمیٹی کے حوالے کر دیں اور اس کو معطل بھی ہونا چاہئے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! آپ ایسا کریں کہ اس کو کل کے لئے pending کر والیں۔ اس کا فوری جواب منگوا لیتے ہیں۔

جناب محمد نعیم اختر خان بھابھا: جناب سپیکر! ایس ایچ او کے پیچھے ایس ڈی پی او ہاتھ دھو کر پڑا ہوا ہے اور اس کا بھی یہ نقصان کرے گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ بڑا seriously مسئلہ ہے کہ ایس ایچ او خود کہہ رہا ہے کہ میں گواہی دینے کے لئے تیار ہوں۔

جناب محمد نعیم اختر خان بھابھا: جناب سپیکر! اس کا قرآن پر فیصلہ کیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اب کل اس کا جواب منگوا لیتے ہیں اور اس کو کل تک کے لئے pending کیا جاتا ہے۔

تحاریک التوائے کار

جناب ڈپٹی سپیکر: اب ہم تحاریک التوائے کار لیتے ہیں۔ سب سے پہلے تحریک التوائے کار نمبر 177 محترمہ ثمینہ خاور حیات صاحبہ اور محترمہ آمنہ جہانگیر صاحبہ کی ہے۔

صوبہ میں مضر صحت دودھ کی سپلائی سے بچوں کے پیٹ کی بیماریوں میں اضافہ

محترمہ ثمینہ خاور حیات: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتی ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ ایک موقر اخبار کی رپورٹ کے مطابق، ملاوٹ کرنے والی ڈبہ پیک دودھ کمپنیاں

مضر صحت دودھ کی شکل میں زہر سپلائی کر رہی ہیں، تفصیل یوں ہے کہ صوبہ پنجاب اور خصوصاً لاہور میں سپلائی کئے جانے والے دودھ میں ملاوٹ کے باعث 80 فیصد دودھ پینے کے قابل نہیں رہتا۔ جس میں گندے پانی سے لے کر یوریا، میلامین، پلاسٹک، گھٹیا کوکنگ آئل، پنسلین، سوڈا بائی کاربونیٹ، مردے کو لگانے والی فارملین، اور مٹھاس قائم کرنے کے لئے میٹھی ادویات ڈالی جاتی ہیں اور یہ کہ یوریا اور میلامین کو پانی میں ملا کر دودھ میں شامل کیا جاتا ہے جس سے ایک کلو دودھ 4 کلو کیا جاتا ہے اور یہ دودھ سارے ٹیسٹ بھی پاس کر لیتا ہے۔ حکومت پنجاب کی ایک رپورٹ کے مطابق پچھلے پانچ سال میں اب تک 19 ہزار 7 سو 18 نمونے لئے گئے جن میں سے 17 ہزار 5 سو 29 نمونے پینے کے قابل نہ تھے اس کے باوجود کمپنیاں دودھ فروخت کر رہی ہیں۔ یہ دودھ پینے سے گردوں میں پتھری، چھوٹے بچوں کی اموات، پیٹ کی بیماریاں جنم لیتی ہیں اور لوگوں میں کینسر تیزی سے پھیل رہا ہے اس لئے دودھ کی فروخت بند کرنے کے لئے مثبت لائحہ عمل بنایا جائے۔ معاملہ اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔ لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، وزیر قانون صاحب!

شیخ علاؤالدین: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شیخ صاحب! میں بھی یہی بات کرنے لگا تھا کہ same issue ہے جو کہ آپ نے بھی move کیا تھا۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! وزیر قانون نے میرے خیال میں آج لوکل گورنمنٹ کے لوگوں کو بلایا ہوا ہے۔ Issue وہی ہے یا تو وزیر قانون اس کا جواب دے دیں یا پھر اس کا بتادیں کہ اس کا کیا کرنا ہے کیونکہ میرا خیال تھا کہ آپ 136 سے شروع کریں گے تو دونوں ایک ساتھ take up ہو جاتیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، وزیر قانون صاحب! یہ matter related ہی ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں یہی عرض کرنے لگا تھا کہ اس تحریک سے متعلق بھی اور اس سے پہلے شیخ علاؤالدین صاحب کی بھی دو تحاریک ہیں۔ ان میں لوکل گورنمنٹ کے لوگوں کو بھی اور سیکرٹری ہیلتھ خود بھی available ہیں اور ایڈیشنل سیکرٹری ہیلتھ جو کہ ٹیکنیکل ہیں وہ بھی موجود ہے۔ ابھی اجلاس کے بعد محترمہ ثمینہ خاور حیات صاحبہ کو بھی اور شیخ

علاؤالدین صاحب کو بھی دعوت دیتا ہوں کہ یہ ان کے ساتھ بیٹھ جائیں۔ اس میں تو کوئی شک نہیں کہ جس برائی کی نشاندہی کر رہے ہیں یہ بالکل موجود ہے۔ دودھ کا ناخالص ہونا اور لوگوں کو خالص دودھ کا نہ ملنا بالکل اس میں دوسری رائے نہیں ہے۔ اس کے متعلق لاہور ہائی کورٹ میں بھی معاملہ pending ہے اور لاہور ہائی کورٹ بھی اس کو دیکھ رہا ہے۔ اس سے متعلق جو تجاویز یہ دیں گے اور میں خود چاہوں گا کہ محکمہ اس پر پوری طرح سے عملدرآمد کرے اور ان کی تجاویز سے فائدہ اٹھائے۔ یہ آج ہی بیٹھ کر اس بارے میں موثر قسم کا لائحہ عمل تیار کرتے ہیں تو کوشش کریں گے کہ اس پر implement ہو۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میرے خیال میں یہ بہتر ہے اور شیخ علاؤالدین صاحب نے اس کو already take up کیا ہوا ہے اور اس سلسلے میں محکمہ کو بلایا ہوا ہے۔ اس میں ہم آپ کو بھی شامل کر دیتے ہیں۔ شیخ صاحب! آپ بھی ساتھ بیٹھ جائیں اور بیٹھ کر اس کو دیکھ لیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میں صرف دو گزارشات کروں گا۔ 136 کے بارے میں، میں نے ایوان کے سامنے ایک بات رکھی تھی کہ اس کا حل صرف یہ ہے کہ Mobile Testing Laboratories بنائی جائیں۔ اس پر آج وزیر قانون صاحب ان سے بات کر لیں اور اس پر حکومت funding کر کے فوری طور پر ان کا قیام عمل میں لائے۔ دوسری بات جو اہم معاملہ میں لایا تھا کہ ایک مڈل پاس عورت گائناکالوجسٹ بن کر کام کر رہی ہے، اس پر بھی وزیر قانون نے سیکرٹری صاحب کو بلایا ہوا ہے لیکن میں یہ چاہتا ہوں کہ on the floor of the House میں یہ بات علم میں لاؤں کہ اس عورت کے بارے میں میں نے مزید معلومات لی ہیں۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شیخ صاحب! آپ خود بڑے قواعد و ضوابط کو follow کرتے ہیں۔ ابھی تحریک التوائے کار کا وقت ختم ہونے دیں اس کے بعد میں آپ کو وقت دوں گا۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! یہ اسی سے related ہے۔ آج انہوں نے اس کا جواب دینا تھا کہ وہ خاتون جو گائناکالوجسٹ بن کر چار مہینے کام کرتی رہی۔ میں صرف یہ بتانا چاہتا ہوں کہ یہ بات آپ کے اور ایوان کے علم میں آنی چاہئے کہ جب یہ مسئلہ اس ایوان میں move ہوا تو وہ عورت وہاں سے بھاگ گئی۔ میں نے اصل صائمہ اقبال کا بھی پتا کیا ہے جو سرگودھا میں پریکٹس کر رہی ہے۔ میں یہ بات کرنا چاہتا ہوں کہ ایک باقاعدہ بورڈ بنا جس نے اسے recommend کیا اور میں اس جناتی ہاتھ کو ملنا چاہتا ہوں کہ جس نے ایک مڈل فیل عورت کو گائناکالوجسٹ بنا دیا۔ بس اتنی سی بات ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے خزانہ (جناب محمد اختر ملک): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں!

پارلیمانی سیکرٹری برائے خزانہ (جناب محمد اختر ملک): جناب سپیکر! ملاوٹ مافیا سے متعلق بات ہو رہی ہے۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ملک صاحب! جب تحریک التوائے کار پیش ہو رہی ہو تو اس پر بحث نہیں ہو سکتی۔ آپ اس کے بعد بات کر لیں کیونکہ تحاریک التوائے کار کے لئے صرف 30 منٹ ہوتے ہیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے خزانہ (جناب محمد اختر ملک): جناب سپیکر! بحث نہیں ہے بلکہ۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں!

پارلیمانی سیکرٹری برائے خزانہ (جناب محمد اختر ملک): جناب سپیکر! میں یہ چاہوں گا کہ مختلف شہروں میں مرچوں میں ملاوٹ والا مافیا بھی ہے۔۔۔

(اذان مغرب)

پارلیمانی سیکرٹری برائے خزانہ (جناب محمد اختر ملک): جناب سپیکر! میں بات کر رہا تھا کہ پورے صوبے میں ملاوٹ مافیا پورے عروج پر ہے اور زور و شور سے کام کر رہا ہے۔ پہلے بھی اس ایوان میں ذکر کیا تھا کہ مرچوں اور چائے کی پتی میں بھی ملاوٹ ہو رہی ہے اور ہمارے rules ایسے نہیں ہیں کہ ہم انہیں کوئی کڑی سزا دے سکیں۔ چونکہ اس حوالے سے یہ میٹنگ ہو رہی ہے تو یہ گزارش کروں گا کہ generalized policy پورے پنجاب کے لئے بنائی جائے نہ کہ وہ صرف لاہور کے لئے ہو۔ پورے پنجاب کے level پر یہ کام کیا جائے اور عوام کو زہر کھانے سے بچایا جائے۔ میرا خیال ہے کہ عوام پر یہ ایوان کا بڑا احسان ہوگا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میرا خیال ہے کہ overall یہ پورے صوبے کے لئے discussion ہوئی تھی اس دن بھی اور آج بھی جو کمیٹی کام کر رہی ہے وہ اسی کے لئے کر رہی ہے۔

ڈاکٹر اسد اشرف: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں!

ڈاکٹر اسد اشرف: جناب سپیکر! سپریم کورٹ آف پاکستان کی direction کے مطابق فوڈ آرڈیننس 1961 amend ہو رہا ہے اور وہ اسی چیز کے بارے میں ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ڈاکٹر صاحب! یہ بات پہلے ہی اس دن on the floor of the House بھی ہوئی ہے اور وہ کمیٹی اسی کی روشنی میں کام کر رہی ہے۔

جناب شاہان ملک: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں!

جناب شاہان ملک: بہت شکریہ۔ جناب سپیکر! میں نے اس دن بھی پوائنٹ آف آرڈر پر عرض کیا تھا کہ میں نے ایک تحریک التوائے کار جمع کروائی ہے جو بہت ہی اہمیت کی حامل ہے تو میری آپ سے گزارش ہے کہ rules کو معطل کر کے مجھے out of turn اس ضروری issue پر بات کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اس دن بزنس ایڈوائزری کمیٹی میں فیصلہ یہی ہوا تھا کہ out of turn تحاریک التوائے کار لینے کے لئے تمام پارلیمانی لیڈر میٹنگ میں بیٹھ کر فیصلہ کریں گے۔ اگر وہ consensus دیتے ہیں تو وہ لی جائے گی۔ آپ کی تحریک کے بارے میں بات ہو چکی ہے لہذا آپ اپنی تحریک التوائے کار پیش کریں۔

اٹک کے بارڈر لائن پر دریائے سندھ سے مچھلی پکڑنے کی آڑ میں منشیات اور اسلحہ کی سمگلنگ میں اضافہ

جناب شاہان ملک: شکریہ جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ میرے حلقہ انتخاب تحصیل اٹک پی پی-15 کے بارڈر لائن پر دریائے سندھ گزرتا ہے۔ وہاں محکمہ فشریز نے مچھلی پکڑنے کے ٹھیکے دیئے ہوئے ہیں۔ ان ٹھیکوں کی آڑ میں وہاں جرائم پیشہ افراد سرعام منشیات اور اسلحہ کی سمگلنگ کرتے ہیں اور اشتہاری / مفرور اور خطرناک عناصر کی آمد و رفت کا سلسلہ تواتر سے جاری ہے جس کی وجہ سے امن و امان کے خراب ہونے کا شدید خطرہ لاحق ہے۔ نوجوان نسل کو گمراہ کیا جا رہا ہے اور دہشت پھیلائی جا رہی ہے۔ میری گزارش ہے کہ صوبہ پنجاب کی سکیورٹی اور حالات

کے پیش نظر فشریز ڈیپارٹمنٹ کو یہ ہدایت کی جائے کہ وہ یہ ٹھیکے فوراً کینسل کرے اور قانون نافذ کرنے والے اداروں کی خدمات حاصل کر کے دریائے سندھ کے بارڈر پر واقع اس علاقے کو جرائم سے پاک کرنے کے لئے ہر قسم کے اقدامات کئے جائیں لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس تحریک میں جس معاملے کی نشان دہی محترم شاہان ملک صاحب نے کی ہے وہ واقعی بڑا serious معاملہ ہے۔ اس میں ایک تو کل میں فشریز ڈیپارٹمنٹ کے ایڈمنسٹریٹو سیکرٹری کو بلا لیتا ہوں اور ان کے ساتھ بیٹھ کر سارے معاملے کو sort out بھی کریں گے اور دوسرا وہاں کی مقامی انتظامیہ سے ہوم سیکرٹری کے ذریعے جواب طلب کرتے ہیں اس لئے اسے pending فرما دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: کب تک pending کر دیں؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): اسے آپ تین دن بعد کے لئے pending کر دیں لیکن کل فشریز ڈیپارٹمنٹ کے ساتھ بیٹھنے کے لئے یہ ٹائم نکال لیں کیونکہ انہوں نے اس میں اشتہاری، مفرور اور خطرناک عناصر کی بات کی تھی تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ ایک ایسا issue ہے کہ اس آڑ میں اگر یہ لوگ آ رہے ہیں تو اس پر ہمیں فوری action لینا چاہئے۔

جناب شاہان ملک: جناب سپیکر! میری یہ گزارش ہے کہ اس میں مجھے مزید updated information ملی ہے کہ فشریز ڈیپارٹمنٹ ہی involve نہیں ہے بلکہ صوبہ سرحد نے بھی وہ اپنی طرف سے ٹھیکے پر دیئے ہوئے ہیں۔ یہ travel route اور منشیات کا trade route بھی بن چکا ہے۔ یہ بہت serious issue ہے۔ میری آپ کی وساطت سے وزیر صاحب سے گزارش ہو گی کہ پہلے ایک اپنی کمیٹی بنا لی جائے تاکہ تمام issues کو discuss کرنے کے بعد پھر ایک list of questions---

جناب ڈپٹی سپیکر: نہیں، ملک صاحب! اس طرح نہیں ہوتا میں نے پہلے بتایا تھا کہ اس پر بحث یا کوئی short statement نہیں ہوتی۔ اس میں آپ نے ایک بات point out کی تو اگر آپ اس کے اندر مزید کچھ سمجھتے ہیں جس طرح وزیر قانون صاحب کہہ رہے ہیں کہ وہ انہیں بلائیں تو آپ ان کے ساتھ بیٹھ جائیں۔ جو جو آپ کو سمجھ میں آتا ہے وہ آپ point out کریں اور اس پر پھر بات کریں۔ اسے

تین دن کے لئے pending کیا جاتا ہے یعنی جمعہ کے دن تک یہ تحریک pending کی جاتی ہے۔ بہت شکریہ

محترمہ آمنہ الفت: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: تحریک التوائے کار میں کیا پوائنٹ آف آرڈر بنتا ہے؟ یہ صرف تیس منٹ کا ٹائم ہے۔ پہلے مجھے تحریک التوائے کار تو ختم کر لینے دیں۔ جہاں تک rules کی بات ہے تو اس میں صرف محرک بات کر سکتے ہیں اور اس پر کوئی بحث نہیں ہو سکتی۔ بہت معذرت کے ساتھ۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب والا! میرا پوائنٹ آف آرڈر بہت اہم ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ کا پوائنٹ آف آرڈر بنتا نہیں ہے۔ اچھا بتائیں! آپ کیا فرمانا چاہتی ہیں؟

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! ابھی بات ملاوٹ سے متعلق ہو رہی تھی اسی سے related میرے پاس بھی matter ہے---

جناب ڈپٹی سپیکر: اب آپ میری بات سن لیں، آپ کا point بہت valid ہو گا یہ سارا کچھ ٹھیک ہو گا، لیکن تحریک التوائے کار کے درمیان صرف محرک کی بات ہو سکتی ہے۔ اگر آپ سمجھتی ہیں کہ آپ کا بہت اہم مسئلہ ہے تو آج اسی حوالے سے میٹنگ بلائی گئی ہے میں آپ کو بھی اسی کمیٹی میں شامل کر دیتا ہوں وہاں پر جا کر بات کر لیں۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! پچھلے session میں وعدہ کیا تھا اور میں نے ان کو سارا matter دکھایا تھا۔ میرے پاس ایک فائل with proof موجود ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: کیا یہ دودھ میں ملاوٹ کے سلسلے میں ہے؟

محترمہ آمنہ الفت: نہیں۔ یہ pesticides میں ملاوٹ کے بارے میں ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: دیکھیں! آج تو تحریک التوائے کار بھی pesticides پر نہیں ہے، آپ تشریف رکھیں بہت مہربانی۔ ابھی اس موقع پر یہ بات نہیں بنتی جب تحریک التوائے کار کا ٹائم ختم ہو جائے گا پھر آپ بات کر لینا، میں بالکل آپ کو floor دوں گا۔ اس کے بعد شیخ علاؤالدین کی تحریک التوائے کار نمبر 244/09 تھی، یہ 16-10-2009 کو move ہوئی تھی اور 17-10-2009 کو pending ہوئی تھی۔ لاء منسٹر صاحب! یہ وہی تھیلیسیمیا والا مسئلہ ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! آج ہیلتھ ڈیپارٹمنٹ کے ساتھ شیخ صاحب کی میٹنگ ہے۔ میں نے سیکرٹری ہیلتھ کو بھی بلایا ہوا ہے ان کا عملہ موجود تھا لیکن چونکہ اجلاس لیٹ شروع ہوا اور میٹنگ کی وجہ سے ہمیں ٹائم نہیں مل سکا۔ ابھی اجلاس کے اختتام پر یا کل اجلاس سے پہلے ان کے ساتھ بیٹھ جاتے ہیں۔ جس طرح سے طے ہوا تھا کہ ڈیپارٹمنٹ awareness مہم کے متعلق باقاعدہ planning کر کے بتائے کہ وہ کس طرح سے اس چیز کو آگے بڑھائے گا؟ ساتھ ہی شیخ صاحب سے بھی استفادہ کرے گا لہذا ان کو بٹھا کر اس سے متعلقہ بات کرواتے ہیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! یہ بالکل ٹھیک ہے لیکن اس کو کل پر رکھ لیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: لاء منسٹر صاحب! کل صبح session ہے اس کے بعد پھر رکھا جائے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! کل اجلاس صبح 10 بجے ہوگا۔ اجلاس کے بعد سوا تین بجے سپیکر چیمبر میں میٹنگ ہے۔ اس کے بعد یہ میٹنگ رکھ دیتے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اس میٹنگ کا ٹائم کل ساڑھے چار بجے کا رکھا جاتا ہے۔

شیخ علاؤالدین: ٹھیک ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اگلی تحریک التوائے کار نمبر 258/09 سید حسن مرتضیٰ!

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! اس کو pending کر دیں وہ کسی ضروری کام سے گئے ہوئے ہیں انہوں نے کہہ دیا تھا کہ اسے pending کروا دینا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: انہوں نے کتنی دیر کے لئے کہا تھا، کتنی دیر تک کے لئے pending کرنا ہے؟

محترمہ ساجدہ میر: وہ کل ہی حاضر ہو جائیں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اور اگر وہ کل نہ آئے؟

محترمہ ساجدہ میر: نہیں، وہ آ جائیں گے، شادی میں گئے ہوئے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: چلیں، ٹھیک ہے۔ یہ کل تک کے لئے pending کی جاتی ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 259/09 بھی سید حسن مرتضیٰ کی ہے، یہ بھی کل تک کے لئے pending کی جاتی ہے۔ اس کے بعد 272/09 شیخ علاؤالدین کی ہے۔

W.H.O کا Wyeth لیبارٹری اور ملٹی نیشنل کمپنیوں کی تیار کردہ ادویات کو مضر صحت قرار دینا

شیخ علاؤالدین: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ W.H.O نے پاکستان میں بننے والی انٹی تپ دق anti T.B ادویات کو نقصان دہ اور substandard قرار دے دیا ہے۔ ٹی بی کے مریضوں کے لئے ادویات کا سب سے بڑا حصہ Wyeth Laboratory کی تیار کردہ ادویات کا ہے جس نے international rules اور فارمولے کی violation کرتے ہوئے اپنی مرضی سے ایک active ingredient کا ان میں استعمال شروع کیا ہے جس سے Wyeth laboratory کی ادویات مریضوں کے لئے فائدہ کی بجائے نقصان دہ ثابت ہوئی ہیں۔ نتیجہ یہ نکلا ہے کہ W.H.O نے Wyeth laboratory کو اپنی بزنس لسٹ سے نکال دیا ہے۔ حالات یہ ہیں کہ چار اور بڑی ملٹی نیشنل کمپنیاں جن کے نام Rifamipical, Isoniazed, Pyrazinamide and Edhambutol بھی اسی لسٹ میں شامل ہیں۔ W.H.O کے پاکستان میں نمائندے نے ان تمام کمپنیوں کی ادویات کو مریضوں کے لئے مضر قرار دیا ہے---

ڈاکٹر اسد اشرف: یہ دوائیوں کے نام ہیں، یہ کمپنیاں نہیں ہیں۔

MR. DEPUTY SPEAKER: No cross talk.

شیخ علاؤالدین: یہ کمپنیاں جو دوائیاں بنا رہی ہیں یہ ان کے بارے میں ہے۔

ڈاکٹر اسد اشرف: جناب سپیکر! Rifamipical, Isoniazed, Pyrazinamide and Edhambutol دوائیاں ہیں، یہ کمپنیاں نہیں ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میں معزز ممبران سے گزارش کروں گا کہ اس کا بھی ایک طریق کار ہے Let him read اس کے بعد concerned minister خود بخود اس کی نشاندہی کر دیں گے لیکن Cross talking is not allowed in the House جی، شیخ صاحب!

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! بہر حال میں بھی ڈاکٹر صاحبان کو اس میں ایک بات بتانا چاہتا ہوں۔ یہ دوائیوں میں بھی major حصہ Wyeth Laboratory کا ہے، کیا یہ صحیح ہے؟ یہ تو بات صحیح ہے ناں Wyeth کا حصہ ہے۔ یہ وہی دوائیاں ہیں جن کو یہاں ٹی بی کے لئے استعمال کیا جا رہا ہے۔ W.H.O

کے اتنے بڑے فیصلے کا پنجاب میں کوئی اثر نہ لیا گیا ہے۔ ان غیر ملکی کمپنیوں کی راہ پر چلتے ہوئے دو پاکستانی کمپنیاں Schazoo and Pacific نے بھی W.H.O کی ریسرچ اور ہدایات پر لاعلمی کا اظہار کرتے ہوئے کہا ہے کہ ان ادویات کی خریداری محکمہ صحت اور حکومت پنجاب کی ذمہ داری ہے اور اگر ایسی کوئی ہدایات W.H.O نے جاری کی ہیں تو ان پر عمل کرنا بھی حکومت پنجاب کی ذمہ داری ہے۔ ان حالات میں T.B کے مریضوں پر کیا گزر رہی ہوگی اس کا اندازہ لگانا مشکل نہ ہے اور ان ادویات کی خریداری پر اربوں روپے کے اخراجات کس مد میں جا رہے ہیں، یہی ہم سب کے لئے لمحہ فکریہ ہے لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: منسٹر صاحب! آپ کی بات شروع ہونے سے پہلے میں اتنی بات کروں گا کہ ابھی گورنمنٹ بزنس کافی پڑا ہے اس لئے میری معزز ممبران سے گزارش ہے کہ اس کے فوراً بعد ہم Government Business کو take up کریں گے۔ جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس میں محترم شیخ علاؤالدین نے جو نشاندہی فرمائی ہے اس کے متعلق ایک تو اس چیز کا ابہام بھی ہے کہ یہ نام کمپنیوں کے ہیں یا ادویات کے ہیں؟ جیسا کہ ڈاکٹر صاحب نے اس کو pinpoint کیا ہے لیکن اس میں جو محکمے کا جواب ہے انہوں نے کہا ہے کہ Purchase Committee کی negotiation میٹنگ میں تمام معاملات کو مدنظر رکھتے ہوئے دو کمپنیوں کو Wyeth اور Schazoo کو آرڈر جاری کر دیا گیا۔ آرڈر جاری ہونے کے وقت ایسی کوئی رپورٹ شائع ہوئی اور نہ ہی W.H.O کی ویب سائٹ پر موجود تھی۔ It means کہ جو شیخ صاحب اس رپورٹ سے متعلق بتا رہے ہیں یہ رپورٹ کوئی اس قسم کی موجود ہے لیکن محکمے کا یہ کہنا ہے کہ یہ رپورٹ اس وقت تک W.H.O نے شائع کی تھی اور نہ ہی یہ اس کی ویب سائٹ پر ہے۔ البتہ 28-4-2009 کو Wall Street Journal اور مورخہ 29-4-2009 کو Daily Dawn کی شائع کردہ رپورٹ پر ایکشن لیتے ہوئے محکمہ صحت نے مذکورہ دوائی ساختہ Wyeth Laboratory کی purchase کو روک دیا اور اس سے جواب طلب کر لیا گیا۔ مزید برآں محکمہ صحت نے Ministry of Health اسلام آباد کو جو کہ ادویات کی رجسٹریشن وغیرہ کا ذمہ دار ہے سے بھی وضاحت طلب کر لی ہے۔ دوسرا انہوں نے جو اربوں روپے کی ادائیگی کا ذکر کیا ہے تو اس سلسلے میں محکمہ صحت پنجاب کا جواب یہ ہے کہ محکمہ صحت نے مذکورہ دوائی کی خریداری کی مد میں کوئی ادائیگی کی ہے اور نہ ہی دوائی مریضوں کے استعمال کے لئے تقسیم کی ہے۔ محکمہ صحت اس بات کی اہمیت سے بخوبی آگاہ ہے اور اس معاملے کی مکمل

چھان بین کر رہا ہے۔ یہ معاملہ جس کی نشاندہی محترم شیخ علاؤالدین نے کی ہے یہ معاملہ محکمے کے پاس پہلے ہی under inquiry ہے تو جونہی اس کی انکوائری مکمل ہوتی ہے محترم شیخ صاحب کو اس سے آگاہ کر دیا جائے گا۔ جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ اس میں کوئی رقم خرچ ہوئی ہے تو وہ محکمے نے categorically deny کیا ہے کہ اس بارے میں کوئی رقم خرچ کی گئی اور نہ ہی یہ دوائی مریضوں کو دی جا رہی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، شیخ صاحب!

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! بات یہ ہے کہ ایک تو میں لاء منسٹر صاحب کی خدمت میں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ prequalified firm کا اتنا چکر ہے، مرضی کی فرموں کو prequalified کیا جاتا ہے اور پھر negotiation بھی انہی سے کی جاتی ہے۔ یہ جو ہمارے ہاں ٹی بی ہسپتال ہے یا پنجاب میں جتنے بھی ٹی بی ہسپتالوں کو جو ادویات دی جا رہی ہیں ان کی funding پنجاب حکومت کر رہی ہے۔ میں صرف یہ چاہتا ہوں کہ حکومت negotiation میں کم از کم دو ایم پی ایز کو ضرور شامل کرے۔ فرموں کی prequalification میں بہت گھپلے ہیں مرضی کی فرمیں رجسٹرڈ کی جاتی ہیں۔ اس میں زیادہ تر محکمے کے ریٹائرڈ لوگ ہیں جنہوں نے مختلف ناموں سے فرمیں بنائی ہوئی ہیں۔ N.T.N لینا کوئی مشکل کام نہیں ہے، کسی بھی نام سے لیا، prequalification of the firm کر لیا۔ negotiation میں کوئی پبلک کا نمائندہ نہیں بیٹھتا۔ negotiation میں پبلک کے کم از کم دو آدمی ہونے چاہئیں اور جو بھی ہاؤس سمجھے وہ دو آدمی negotiation میں بیٹھیں تاکہ جو بھی دوائی خریدی جائے اس کا پتا ہو کہ یہ دوائی کس سے لی جا رہی ہے کیونکہ وہی دوائی دس روپے کی ہے اور وہی دوائی 110 روپے کی ہوتی ہے۔ میں صرف یہ چاہتا ہوں کہ prequalification meeting and negotiation میں شامل کیا جائے اور اس بات سے میں مطمئن ہوں کہ اگر ان کو Wall Street اور ایک انٹرنیشنل میگزین نے لکھا ہے اور اگر اس پر کوئی ایکشن ہوا تو اس پر فوری طور پر کچھ نہ کچھ نتیجہ بھی نکلنا چاہئے۔ یہ حقیقت ہے کہ دوائیوں میں بہت بڑا گھپلا ہے اور دوائیوں میں ایک ہزار فیصد تک منافع کمایا جا رہا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شیخ صاحب! آپ کی بات تو ٹھیک ہے اس میں جو suggestion آپ کی طرف سے آئی ہے کہ اس میں عوامی نمائندوں کو شامل ہونا چاہئے اس suggestion کو دیکھ کر لاء منسٹر صاحب آئندہ کے لئے کچھ لے کر آئیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس میں جو متعلقہ لاء ہے شیخ صاحب اس کے بارے میں تھوڑی سی محنت کریں اور اس پر پرائیویٹ ممبرز ڈے پر اپنا ایک بل لے کر آئیں یا اس میں amendment suggest کریں۔ اس بارے میں محکمے سے بھی کہتے ہیں کہ اگر کوئی اس قسم کی گنجائش بن سکتی ہے تو ٹھیک ہے کیونکہ اس میں اگر عوامی نمائندے شامل ہوں گے تو اس سے یقیناً بہتری آئے گی۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میں اس میں صرف ایک عرض کروں گا کہ اگر لاء منسٹر صاحب اس میں مجھے support کریں گے تو ضرور کروں گا۔ میں نے ایک دفعہ کوشش کی ہے لیکن لاء منسٹر صاحب نے ویسے تو مجھ سے ہمیشہ support کا اظہار کیا ہے لیکن جب میں consumer product پر بل لایا تھا تو ویسے لاء منسٹر صاحب نے میری بات کو مانے تھے لیکن جب وہ floor پر آیا تو وہاں پر نہیں مانا گیا۔ لا منسٹر صاحب انتہائی intelligent شخصیت ہیں اور وہ جانتے اور سمجھتے ہیں کہ جو میں کہہ رہا ہوں صحیح ہے۔ میں صرف یہ چاہ رہا ہوں کہ prequalification کے اندر جن پارٹیز کو جب qualify کیا جاتا ہے اس میں اور negotiation میں public representation ہونی چاہئے، میں اور کچھ نہیں چاہتا۔ میں چاہتا ہوں کہ public representation negotiation ہونی چاہئے جب negotiation ہو۔ اگر آپ یہ کر دیں گے تو یہ ایک تاریخی فیصلہ ہوگا اور میں دعوے سے کہتا ہوں کہ اس میں میں اربوں روپے بچا کر دے سکتا ہوں۔ آپ وہاں سے وہاں تک کسی نمائندے کو بیٹھا دیں جب تک یہ نہیں ہوگا میں ثابت کر سکتا ہوں کہ ریٹائرڈ لوگوں نے فرمیں بنائی ہوئی ہیں وہ ایکسپرٹ ہیں ان کے تعلقات اور roots ان محکموں میں ہیں اور وہ گھر بیٹھے 3 بجے اُٹھ کر فون کرتے ہیں کہ جناب اس ٹینڈر کا کیا کرنا ہے؟ دیکھیں وہ منشی کرن چند آ رہا ہے ان کو آپ یہ دے دو تو یہ ایک حقیقت ہے آپ صرف ان کے اندر یہ کام کر دیں اس سے بہت لوگوں اور قوم کا بھلا ہوگا۔

ڈاکٹر اسد اشرف: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، ڈاکٹر صاحب! ایک منٹ میں اپنی بات ختم کریں۔

ڈاکٹر اسد اشرف: جناب سپیکر! شیخ علاؤالدین صاحب بالکل ٹھیک کہہ رہے ہیں کہ دوائیوں میں کافی price کی disparity ہے اگر ضلعی سطح پر خریدی جائیں۔ میں ان کو خوشخبری سنانا چاہتا ہوں کہ تمام ضلعوں میں جو purchase committees بنی ہیں چیف منسٹر صاحب تین تین ایم پی ایز کو ان کا

انچارج بنا رہے ہیں یعنی وہ بھی اس purchase committees میں included ہوں گے اور اس کا notification بھی میرے خیال میں ہو گیا ہے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت اچھی بات ہے۔ میرے خیال میں یہ بات پہلے point out ہو جانی چاہئے تھی۔ اب شیخ صاحب! لاء منسٹر صاحب کے ساتھ بیٹھ کر final کر لیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میں ایک بات واضح کرنا چاہتا ہوں کہ ڈاکٹر صاحب میرے بڑے محترم ہیں۔ میں نے جو بات کی ہے وہ negotiation committees کی بات ہے اور negotiation committees میں چیف منسٹر صاحب نے کسی public representative کو شامل نہیں کیا، negotiation committee is a forum جہاں سے purchase order issue ہوتا ہے جہاں اصل مال ہے اور جہاں دھندا ہے۔ میں یہ بات کرتا ہوں کہ negotiations committees میں شامل کریں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شیخ صاحب! میری عرض سن لیں کہ اس کے اندر چونکہ تحریک التوائے کار ہے آپ بھی ماشاء اللہ سمجھتے ہیں کہ اس پر بحث نہیں ہو سکتی اور بحث کے لئے جو طریق کار ہے وہ باقاعدہ واضح کیا ہوا ہے۔ لاء منسٹر صاحب! اس پر جو ایک suggestion آئی ہے یہ بڑی اہم suggestion ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اگر صرف یہ چاہتے ہیں کہ گورنمنٹ پنجاب جو ہے یا حاصل شدہ اختیارات جو وزیر اعلیٰ پنجاب کو بطور chief executive ہیں اگر یہ چاہتے ہیں کہ وہ اپنے اختیارات کو بروئے کار لائیں تو پھر ہاؤس کا طریق کار یہ ہے کہ ہاؤس resolutions پاس کرے اور یہ resolutions لے کر آئیں اگر یہ متعلقہ law جہاں پر بھی یہ رجسٹریشن ہوتی ہے یا negotiation ہوتی ہے اور جو کمیٹی اس negotiation کرنے کی competent ہے آخر وہ کسی rules، کسی قاعدہ اور کسی قانون کے تحت ہی ہے تو یہ وہاں پر amendment لے آئیں اور میں نے کہا ہے کہ اس amendment کو ہم accept کریں گے اور اس پر اگر ہاؤس متفق ہوا تو بالکل یہ بات rules میں آ جائے گی تو پھر کوئی شخص یا ڈیپارٹمنٹ اس کو روک نہیں سکے گا۔

چودھری علی اصغر منڈا (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر!۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: چودھری علی اصغر منڈا صاحب! پہلے تو میری ایک عرض سن لیں کہ میں صبح سے بار بار کہہ رہا ہو کہ جب معزز ممبر بات کر رہا ہو تو دوسرا ممبر بیٹھے اور دوسرا یہ کہ اگر اس بات میں حصہ لینا چاہتے ہیں تو تحریک التوائے کار میں ممبران بحث نہیں کر سکتے اور جو movers ہیں ان کا اور متعلقہ منسٹر صاحب کا مسئلہ ہے اگر آپ سمجھتے ہیں کہ اس میں کمی ہے تو باقاعدہ طریق کار کے مطابق پوائنٹ آوٹ کریں میں بالکل آپ کو ٹائم دوں گا، تشریف رکھیں۔ اب تحریک التوائے کار کا وقت ختم ہو چکا ہے اور محترمہ زوبیہ رباب ملک کافی دیر سے ٹائم مانگ رہی ہیں اس کے بعد میں آپ کو floor دیتا ہوں۔ جی، زوبیہ ملک! آپ کا کوئی پوائنٹ آف آرڈر ہے؟

محترمہ زوبیہ رباب ملک: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ بہت شکریہ۔ جناب سپیکر! آپ نے مجھے پوائنٹ آف آرڈر پر مواقع دیا۔ ایک بہت ہی اہم مسئلہ جو اس وقت ہمارے ملک میں چل رہا ہے وہ دہشت گردی ہے۔ انشاء اللہ ہمیں اپنی سولہ کروڑ عوام اور پوری فوج پر پورا یقین ہے کہ ہم اس سے بھی فتح حاصل کریں گے۔ پوائنٹ آف آرڈر میں نے اس لئے کیا ہے کہ میں دو دن پہلے اپنے آفس سے ڈیڑھ بجے رات کو گھر جا رہی تھی اور میں نے کینال پر ایک گاڑی دیکھی جو کہ sports گاڑی تھی اور اس کے جو شیشے تھے وہ بلیک تھے اور گاڑی کے پیچھے نمبر پلیٹ پر ایک ایم پی اے کی گرین کلر کی جو لوکل جیسے کہیں بھی اور کسی بھی جگہ پر بنائی گئی ہو، وہ لگی ہوئی تھی جس کے اوپر کوئی چیک نہیں اور کچھ نہیں کہ گاڑی کہاں کی تھی اس وقت جیسے آپ نے دیکھا کہ G.H.Q اور باقی اقوام متحدہ کے آفس میں جیسے اسلام آباد میں وردیاں پہن کر حملہ کیا گیا، ہمیں اس پر بھی کچھ سوچنا چاہئے کہ جو ایم پی اے کی گاڑی کی نمبر پلیٹ ہو وہ اسمبلی کی طرف سے issue ہونی چاہئے اور وہ ایم پی اے جو میرے لئے بہت قابل احترام بھائی اور بہن ہیں۔ میں یہ کہوں گی کہ جتنے ان کے عزیز واقارب ہیں بھائی یا بہنیں ہیں یا کوئی فیملی کے لوگ ہیں وہ ایم پی اے کی اگر سمپل نمبر پلیٹ لگی ہوئی ہے تو پولیس اس کو بھی چیک کرے اور ہمیں بھی چیک کرے کیونکہ یہ ملک کی سالمیت کا issue ہے، پوری عوام کا issue ہے۔ اس پر پولیس کوئی قانون بنائے میرا یہی پوائنٹ آف آرڈر تھا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، بہت شکریہ۔ جی، آمنہ الفت!

محترمہ آمنہ الفت: بہت شکریہ۔ جناب سپیکر! یہ ایک ایسا issue ہے جس کو میں نے پچھلے سیشن میں with proof سپیکر صاحب کو پیش کیا تھا انہوں نے میری تحریک التوائے کار پڑھی تھی اور انہوں

نے مجھ سے وعدہ کیا تھا کہ اسے میں آؤٹ آف ٹرن لوں گا اور اس کے بعد اچانک ہی سیشن ختم کر دیا گیا تھا۔

جناب والا! یہ ہماری زرعی ادویات جو ہیں اس سے related معاملہ ہے جیسے میں ہاؤس میں آپ کی اجازت سے پیش کرنا چاہتی ہوں اور اس میں مجھے آپ کی مدد بھی چاہئے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ کیا تحریک التوائے کار ہے؟

محترمہ آمنہ الف: جناب سپیکر! جی، میری یہ تحریک التوائے کار ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آوٹ آف ٹرن لینے کے بارے میں فیصلہ یہ ہوا تھا کہ اگر کسی معاملہ پر تمام پارلیمانی لیڈرز صاحبان مل کر ایک consensus کر لیتے ہیں تو پھر آؤٹ آف ٹرن لیا جائے گا تو آپ لیڈر آف دی اپوزیشن سے رابطہ کر لیں اور جو کل ہماری میٹنگ ہے اس میں لے کر آ جائیں گے۔ اگر consensus ہوا تو پھر ہم اس کو بالکل take up کر لیں گے۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! میرا point of view یہ ہے کہ یہ جو آپ کے درمیان معاہدہ ہوا ہے اس سے پہلے سپیکر صاحب مجھ سے وعدہ کر چکے تھے اور انہوں نے مجھے کہا تھا کہ میں آپ کو آؤٹ آف ٹرن پیش کرنے کی اجازت دوں گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، بالکل میں سمجھتا ہوں ٹھیک ہے لیکن آپ کو کیا لیڈر آف دی اپوزیشن کے پاس جانے میں کوئی اعتراض ہے؟

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! نہیں مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: تو آپ ان کے پاس چلی جائیں اگر وہ اس کو consensus کرا لیں گے تو کل ہم صبح ہی آوٹ آف ٹرن لے لیں گے، اس میں کوئی مسئلہ نہیں۔ منڈا صاحب! آپ کچھ فرما رہے تھے کیونکہ اس وقت ٹائم ہی نہیں مل رہا تھا جو کوئی بات کرنا چاہتے ہیں تو بتا دیں کیونکہ پھر مجھے اگلا business take up کرنا ہے۔

چودھری علی اصغر منڈا (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ میں آپ کی وساطت سے وہ Negotiation Committee کے بارے میں assist کرنا چاہ رہا تھا کہ اس Negotiation Committee میں اگر کسی پبلک کے نمائندے کو بطور ممبر شامل کرنا ہے اس کے لئے کسی amendment کی ضرورت نہیں، صرف ایک notification کی بات ہے۔

سرکاری کارروائی

رپورٹیں

(جو پیش ہوئیں)

جناب ڈپٹی سپیکر: ماشاءاللہ! آپ وکیل ہیں اور practice بھی کرتے رہے ہیں۔ لاء منسٹر صاحب بھی وکیل ہیں، آپ ان کو مل لیں اور آپ خود کسی نتیجہ پر پہنچ جائیں۔ اب سرکاری کارروائی شروع کرتے ہیں۔

Laying of the Performance Reports of the Office of the Ombudsman for the year 2007 & 2008. Minster for Law!

صوبائی محتسب کی کارکردگی رپورٹیں برائے سال 08-2007 کا ایوان میں پیش کیا جانا

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan)**:** Sir, I lay the Performance Reports of the Office of Ombudsman for the year 2007 & 2008.

MR. DEPUTY SPEAKER: The Performance Reports of the Office of Ombudsman for the year 2007 & 2008 have been laid.

Now, laying of Annual Report of the Punjab Public Service Commission for the year 2008. Minister for Law!

پنجاب پبلک سروس کمیشن کی سالانہ رپورٹ برائے سال 2008 کا ایوان میں پیش کیا جانا

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan)**:** Sir, I lay the Annual Report of the Punjab Public Service Commission for the year 2008.

MR. DEPUTY SPEAKER: The Annual Report of the Punjab Public Service Commission for the year 2008 has been laid.

Now, laying of Annual Report on the Observance and Implementation of Principles of Policy for the year 2006. Minister for Law!

پالیسی کے اصولوں کی تعمیل اور عملدرآمد پر سالانہ رپورٹ
برائے سال 2006 کا ایوان میں پیش کیا جانا

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan)**:** Sir, I lay the Annual Report on the Observance and Implementation of Principles of Policy for the year 2006.

MR. DEPUTY SPEAKER: The Annual Report on the Observance and Implementation of Principles of Policy for the year 2006 has been laid.

جی، ڈاکٹر صاحبہ!

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! میں پہلے پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنا چاہ رہی تھی اگر آپ اجازت دیں تو پہلے میں ایک اور بات کرنا چاہتی ہوں۔ Rules of Procedure, rule-133 میں واضح لکھا ہوا ہے کہ جس وقت یہ رپورٹس lay ہو جائیں تو یہ آپ کا استحقاق ہے کہ ان میں سے کسی پر discussion کے لئے بھی دن دیا جائے۔ the Speaker shall fix a day for its discussion. اول تو یہ بیت المال کی انتہائی اہم رپورٹ تھی جو lay نہیں ہوئی اس کے بارے میں بھی لاء منسٹر صاحب سے پوچھنا ہے کہ بیت المال کی رپورٹ کیوں نہیں lay ہوئی؟ تین رپورٹس lay ہو گئی ہیں میں ان کی شکر گزار ہوں کہ ہمارے بارہا reminder کے بعد یہ پیش کی گئیں تو اب rule-133 کے مطابق اگر آپ ساروں پر نہیں تو کم از کم تینوں میں سے کسی ایک یا دو پر discussion رکھ لیں کیونکہ یہ انتہائی اہم ہے خاص طور پر پبلک سروس کمیشن کی رپورٹ۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میں آپ کی بات follow کر گیا ہوں۔ یہ بزنس ایڈوائزری کمیٹی کی میٹنگ میں دن decide ہوتے ہیں۔ آپ اپنے لیڈر آف دی اپوزیشن سے بات کر لیں وہ اس کو باقاعدہ take up کر لیں اور جو دن decide ہو گا treasury benches کے ساتھ مل کر ان پر بحث ہو جائے گی۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: ٹھیک ہے۔ بہت شکریہ۔ جناب سپیکر! میں پہلے پوائنٹ آف آرڈر لینا چاہ رہی تھی کیا ابھی لے لوں؟

جناب ڈپٹی سپیکر: نہیں، میرا خیال ہے کہ آپ ابھی اس کو رہنے دیں۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! وہ انتہائی اہم ہے صرف اس لئے کہ۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، بعد میں لے لیں کیونکہ ابھی آپ دیکھیں کیا ٹائم ہو گیا ہے؟ ابھی گورنمنٹ بزنس کے بعد عام بحث بھی کرنی ہے۔ مخدوم صاحب آج اس بحث کے لئے پورے تیار بیٹھے ہیں۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! میری عرض سن لیں کہ دھرم پورہ میں لوگوں کے گھر demolish کر دیئے گئے ہیں وہ لوگ سڑکوں پر آنے پر مجبور ہو گئے ہیں۔ پچاس سال سے وہ وہاں پر اپنے گھروں میں بیٹھے تھے۔ اگر آپ ٹی وی اور میڈیا پر دیکھ لیں تو اس وقت اس پر بہت احتجاج ہو رہا ہے، خواتین باہر بیٹھ کر رو رہی ہیں، یہ کنٹونمنٹ بورڈ کے under تو آتا ہے لیکن افسوس کی بات یہ ہے کہ پنجاب پولیس بھی وہاں ان کا ساتھ دے رہی ہے اور لوگوں کو گھسیٹ گھسیٹ کر گھروں سے باہر نکال کر ان کے گھروں کو demolish کیا جا رہا ہے۔ یہ انتہائی افسوسناک بات ہے، رات ہو رہی ہے اور چھوٹے چھوٹے بچے اور عورتیں جن کو وارننگ دیئے بغیر یہ demolishing شروع ہوئی ہے میری استدعا ہے کہ آپ لاء منسٹر صاحب سے کہیں کہ وہ اس طرف توجہ کریں اور کسی طرح سے اس چیز کو conduct کیا جائے۔ پہلے یہ کنٹونمنٹ بورڈ کا معاملہ تھا اب تو ان کی اپنی پولیس ان کے ساتھ مل کر لوگوں کو گھسیٹ کر ان کو سڑکوں پر لا رہی ہے یہ تو کوئی انسانیت نہیں ہے اور اگر یہ irregular تھا تو ان کے بجلی، سوئی گیس کے میٹر لگے ہوئے ہیں اور وہ ان کے بل دیتے رہے ہیں، ان کی وہاں پر possessions ہیں، وہ ناجائز تجاوزات نہیں ہیں۔ اس چیز کو اتنا ruthlessly لینا ٹھیک نہیں ہے۔ میں آپ سے اپیل کرتی ہوں کہ ان لوگوں کا خیال کیا جائے اور لاء منسٹر صاحب سے درخواست کرتی ہوں کہ اس کو take up کریں کہ پنجاب پولیس کا کیا مطلب ہے، ان کو assist کر کے ان لوگوں کو اس طرح بے گھر کرنا اور میڈیا پر جو کچھ ہو رہا ہے وہ اگر آپ لوگوں کے نوٹس میں نہیں ہے تو اسے پتا کریں کہ کس طرح لوگوں کو دکھایا جا رہا ہے کہ یہ گورنمنٹ کیا کر

رہی ہے ؟ جو لوگ وہاں پر پچاس، پچاس سال سے settled ہیں ان کے چھوٹے چھوٹے بچوں کو اور عورتوں کو زدوکوب کر کے سڑکوں پر لا لا کر پھینکا جا رہا ہے میں نے تین گھنٹے پہلے بھی floor لینے کی کوشش کی تھی اس وقت یہ سب کچھ ہو رہا تھا لیکن سپیکر صاحب نے اجازت نہیں دی۔ میں آپ کی مشکور ہوں کہ آپ نے میری بات سنی اور میں آپ سے التماس کرتی ہوں کہ آپ لاء منسٹر صاحب سے کہیں کہ وہ اس کا نوٹس لیں اس کی تفصیل فراہم کریں اور کوشش کریں کہ لوگوں کو relief دیا جائے، اگر یہ procedure کرنا بھی ہے تو اس کا کوئی طریق کار بنایا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ سیشن کے فوری بعد لاء منسٹر صاحب سے مل لیں۔ میں ان کو بھی کہہ دیتا ہوں وہ اس کو prioritize کر کے جو بھی کر سکتے ہوں گے وہ ضرور کریں گے۔ جی، محترمہ سیمل کامران صاحبہ!

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! میں دو چھوٹی چھوٹی گزارشات کرنا چاہتی ہوں ایک تو چونکہ آج میں تھوڑا late ہو گئی تھی ہمارے اپوزیشن لیڈر صاحب میٹنگ کے لئے جا چکے تھے۔ میں رانا ثناء اللہ صاحب سے بھی اور ظہیر صاحب سے بھی یہ request کرنا چاہتی ہوں کہ جو اس وقت آپریشن راہ راست شروع ہوا ہے اور جو ہماری armed forces نے start کیا ہوا ہے، جیسے میری بہن ابھی دہشت گردی کے حوالے سے بات کر رہی تھیں تو میں ان سے request کرنا چاہتی ہوں کہ کل بزنس ایڈوائزری کی میٹنگ میں یہ لوگ ایک متفقہ قرارداد لے کر آئیں جو اس ہاؤس سے پاس ہونی چاہئے کہ اپنی فوج کے ساتھ اظہار یکجہتی کے لئے کہ ہم ان کے ساتھ ہیں۔ جس طرح سے اس آپریشن میں تمام political parties کا کوئی اور عندیہ نہیں ہے ہم سب دہشت گردی کی اس جنگ میں متحد ہیں، متفق ہیں اور چیف آف آرمی سٹاف بھی سب کو brief کر چکے ہیں تو یہ میری request ہے کہ اس پر ایک متفقہ قرارداد لائی جائے۔

دوسری یہ بات میں آپ کے knowledge میں لانا چاہتی ہوں، شاید یہ آپ کی نظر سے بھی گزری ہو گی کہ باغ جناح جو سو سال پرانا باغ ہے پچھلے سو سال سے محکمہ زراعت اس کو look after کر رہا تھا۔ تقریباً ڈیڑھ دو مہینے پہلے اس کی responsibility پی ایچ اے کو دے دی گئی لیکن میرے خیال میں گورنمنٹ کا اس کو responsibility دینے کا مقصد یہ تھا کہ اس کی مزید بہتر دیکھ بھال ہو سکے مگر یہاں پر جو حقائق ہمارے سامنے آئے ہیں کہ نو قیمتی موروں کو آوارہ کتوں نے جنگلے توڑ کر چیر پھاڑ دیا ہے۔ میری یہ گزارش ہے کہ یہ جو بھی ایک کام ہوا ہے یہ میری سمجھ سے تو بالاتر ہے کہ سو

سال سے جو باغ قائم ہے اس میں اس وقت بھی آوارہ کتے ہوں گے اور مجھے ڈی جی، پی ایچ اے کی statement سن کر بہت حیرت ہوئی انہوں نے فرمایا کہ یہ کتے پہلے سے موجود تھے تو اس کا مطلب ہے کہ یہ چیز ان کے knowledge میں تھی اور اگر یہ ان کے knowledge میں تھی تو انہوں نے اس کو ignore کیا اور کوئی precautionary measures adopt نہیں کئے۔ میں سمجھتی ہوں کہ یہ بہت بڑی غفلت ان کے ہاتھوں ہوئی ہے اور جس طرح ابھی last week میں ہمارے ایک honourable minister نے details بتائی تھیں، انہوں نے کہا تھا کہ پچھلے ڈیڑھ سال میں پانچ سو جانوروں کی اموات واقع ہوئی ہیں تو جب ان اداروں میں جو بھی جانور رکھے ہوتے ہیں ان کو breeding کے لئے بھی باہر لے کر جایا جاتا ہے، definitely محکمہ اس کو allow نہیں کرتا مگر وہاں پر جو ملازمین ہیں وہی یہ کام کرتے ہیں۔ کبھی بھی یہ نہیں بتایا گیا کہ وہاں پر کتنے جانور ہیں، ان کی نسل کیا ہے، ان کی age کیا ہے؟ ہمیشہ سے figures میں ہی بتایا جاتا ہے کہ فلاں جگہ پر دس مور ہیں اور سات ہرن ہیں اور بعد میں یہ بھی حقائق سامنے آئے ہیں جن سے آپ نظر نہیں چُرا سکتے ہیں کہ بہت سارے ایسے لوگ جن میں بہت بڑے بڑے نام ہیں ان کے فارم ہاؤسز میں جب جانور مر جاتے ہیں تو ان مردہ جانوروں کو وہاں پر لایا جاتا ہے اور یہاں سے زندہ جانور وہاں پر لے جائے جاتے ہیں۔ میں strongly یہ مطالبہ کرتی ہوں کہ ڈی جی، پی ایچ اے کو معطل کیا جائے کیونکہ یہ بہت بڑی غفلت ہے اور انہوں نے پہلے بھی ایک statement دی تھی جب ہماری سری لنکن کرکٹ ٹیم پر حملہ ہوا تھا اور ان شہداء کی تصویریں لبرٹی میں display تھیں تو تب بھی میں سمجھتی ہوں انہوں نے immature approach کا مظاہرہ کیا تھا انہوں نے یہ کہا کہ اگر ان کی تصویریں لگانی ہیں تو پولیس ہیڈ کوارٹرز میں لگائی جائیں یا سی سی پی او آفس میں لگائی جائیں۔ یہ بہت بڑی مجرمانہ غفلت ہے اور میں سمجھتی ہوں کہ ان کے خلاف کارروائی ہونی چاہئے اور جو رپورٹ آئے وہ اس معزز ایوان میں پیش کی جائے۔ Thank you.

جناب ڈپٹی سپیکر: میں سمجھتا ہوں کہ آپ نے ایک point raise کیا ہے اور اس پر جو کچھ ہم دیکھ رہے ہیں باقاعدہ کارروائی بھی ہو رہی ہے۔ ویسے میں سمجھ رہا تھا کہ ہاؤس میں یہ مسئلہ کوئی اور ممبر raise کریں گے کیونکہ کل سے ٹی وی پر کوئی اور ممبر آکر بار بار بات کر رہے تھے۔

مسودہ قانون

(جو زیر غور لایا گیا)

مسودہ قانون (ترمیم) یونیورسٹی آف ہیلتھ سائنسز لاہور مصدرہ 2009

MR. DEPUTY SPEAKER: Now, we take up the University of Health Sciences, Lahore (Amendment) Bill, 2009 (Bill No. 10 of 2009). Minister for Law!

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan)**:** I move:

> "That the University of Health Sciences, Lahore (Amendment) Bill, 2009, as recommended by the Standing Committee on Health, be taken into consideration at once."

MR. DEPUTY SPEAKER: The motion moved is:

> "That the University of Health Sciences, Lahore (Amendment) Bill, 2009, as recommended by the Standing Committee on Health, be taken into consideration at once."

There are two amendments in the motion. The first amendment is from Ch. Zahir-ud-Din Khan, Mr. Muhammad Yar Hiraj, Mr. Muhammad Mohsin Khan Leghari, Ch. Moonis Elahi, Mr. Tahir Iqbal Chaudhry, Mr. Muhammad Shafiq Khan, Mr. Sher Ali Khan, Mr. Khurram Nawab, Malik Iqbal Ahmed

Langriyal, Mr. Khalid Javed Asghar Ghural, Mian Shafi Muhammad, Dr. Samia Amjad, Mrs. Amna Ulfat, Mrs. Khadija Umar, Syeda Majida Zaidi, Mrs. Embesat Hamid, Mrs. Ayesha Javed, Mrs. Samina Khawar Hayat, Syeda Bushra Nawaz Gardezi, Mrs. Qamar Aamir Ch., Dr. Faiza Asghar, Ms. Amna Jehangir, Ms. Seemal Kamran, Engineer Shahzad Elahi, Ch. Zahir-ud- Khan may move it or any other mover may it.

MR. MUHAMMAD YAR HIRAJ: I move:

> "That the University of Health Sciences, Lahore (Amendment) Bill, 2009, as recommended by the Standing Committee on Health, be circulated for the purpose of eliciting opinion thereon by 2nd November 2009.''

MR. DEPUTY SPEAKER: The motion moved is:

> "That the University of Health Sciences, Lahore (Amendment) Bill, 2009, as recommended by the Standing Committee on Health, be circulated for the purpose of eliciting opinion thereon by 2nd November 2009.''

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan)**:** Sir I oppose it..

جناب محمد یار ہراج: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں یہ گزارش کرنا چاہوں گا اور ہم نے اس میں amendments بھی propose کی ہیں۔یہ بل جو حکومتی بنچز نے پیش کیا ہے اگرچہ اس پر کمیٹی میں

کافی بحث ہو چکی ہے لیکن In our opinion and the opinion of the people listed here is کہ اس میں ابھی بھی further amendments کی گنجائش ہے۔

And what we want to make sure is that the legislation proposed in this House does not end up the hasty legislation because the hasty legislation is considered bad legislation.

اس بل میں حکومتی بنچوں نے جو ترامیم propose کی ہیں اس میں ابھی بھی کافی ساری خامیاں نظر آتی ہیں اس لئے ہم نے کچھ ترامیم بھی دی ہیں۔ میں یہاں پر specifically ایک point mention کرنا چاہوں گا اور میرے colleagues further points address کریں گے۔ اس میں main issue appointment of Voice Chancellor کا آتا ہے۔

It is the transparency of the process and the desire to make this process bulletproof. so it cannot be tampered this

اب اس میں وائس چانسلر کی appointment کا اختیار

Granted that Chief Minister and the Government should have and that the capacity as the Government should recommend the Governor to appoint the Vice Chancellor. However, as proposed in(iv) that the Search Committee should be created and the Search committee will then appoint the Vice Chancellor

اس میں ہماری حکومت کے محکموں میں بڑے problems آجاتے ہیں۔ if we review what is going on the grounds جب بھی search committees بنتی ہیں تو وہ اپنی مرضی کے criteria propose کر دیتی ہیں

They come up with the criteria which are very narrow to suit those people that they want actually in fact higher and place explicit position.

اس میں ہماری ترمیم اور گزارش یہ ہے کہ اگر ایک search committee procedure and criteria بناتی ہے تو

It should actually post that criteria and make that criteria available for public display so that any tampering in the process is not viewed as something that is in bad face. So this is one of the amendments which we have proposed and we have proposed other amendments. That is why we have asked that this Bill be sent back for further review by the committee….

جناب ڈپٹی سپیکر: ہراج صاحب! آپ نے تحریک move کی ہے کہ be circulated for the purpose of eliciting opinion لیکن آپ بالکل different بات کر رہے ہیں۔

جناب محمد یار ہراج: جناب سپیکر! میری بات مکمل ہونے دیں میں یہ کہہ رہا ہوں کہ اس میں اس قسم کی خامیاں ہیں اس وجہ سے---

جناب ڈپٹی سپیکر: میرے خیال میں آپ دوسری amendment پر چلے گئے ہیں۔ پہلی amendment تو simple ہے اور اگر آپ اسے دوبارہ دیکھیں۔

The motion moved is that the University of Health Sciences, Lahore (Amendment) Bill, 2009, as recommended by the Standing Committee on Health, be circulated for the purpose of eliciting opinion.

MR. MUHAMMAD YAR HIRAJ: Sir, I apologize. I think a little bit.

میرا point یہ تھا کہ چونکہ اس میں خامیاں ہیں اس لئے اسے re-circulate کر کے وہ خامیاں redress کی جائیں۔ شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! آپ نے بالکل صحیح point out کیا ہے کہ ان کی اس ترمیم کا مقصد صرف یہی ہے کہ اس بل سے متعلق لوگوں کی رائے معلوم کی جائے۔ سٹینڈنگ کمیٹی برائے صحت میں عوام کے نمائندے بیٹھے ہیں اور وہ عوام کی represent opinion

کرتے ہیں۔انھوں نے اس پر اجلاس کئے ہیں اور انھوں نے عوام کی opinion کو مدنظر رکھتے ہوئے یہ بل recommend کیا ہے اس لئے اس پر further opinion لینے کی ضرورت نہیں ہے۔

MR. DEPUTY SPEAKER: The amendment moved and the question is:

> "That the University of Health Sciences, Lahore (Amendment) Bill, 2009, as recommended by the Standing Committee on Health, be circulated for the purpose of eliciting opinion thereon by 2nd November 2009.''

(The motion was lost)

MR. DEPUTY SPEAKER: The second amendment is from Ch. Zahir-ud-Din Khan, Mr. Muhammad Yar Hiraj, Mr. Muhammad Mohsin Khan Leghari, Ch. Moonis Elahi, Mr. Tahir Iqbal Chaudhry, Mr. Muhammad Shafiq Khan, Mr. Sher Ali Khan, Mr. Khurram Nawab, Malik Iqbal Ahmed Langriyal, Mr. Khalid Javed Asghar Ghrual, Mian Shafi Muhammad, Dr. Samia Amjad, Mrs. Amna Ulfat, Mrs. Khadija Umar, Syeda Majida Zaidi, Mrs. Embesat Hamid, Mrs. Ayesha Javed, Mrs. Samina Khawar Hayat, Syeda Bushra Nawaz Gardezi, Mrs. Qamar Aamir Ch., Dr. Faiza Asghar, Ms. Amna Jehangir, Ms. Seemal Kamran, Engineer Shahzad Elahi. Mr. Muhammad Yar Hiraj has already moved it. Any other mover except the earlier mover, may also move it.

پارلیمانی سیکرٹری(چوہدری شوکت محمود بسراء،ایڈووکیٹ):پوائنٹ آف آرڈر۔

MR. DEPUTY SPEAKER: They can't raise any point of order on this.

MR. MUHAMMAD MOHSIN KHAN LEGHARI: I move:

"That the University of Health Sciences, Lahore (Amendment) Bill, 2009, as recommended by the Standing Committee on Health, be referred to a Select Committee consisting of the following members with instructions to report by 15th November 2009.''

Mr. Shahid Mehmood Khan,Malik Muhammad Aamir Dogar, Dr. Farukh Javed, Malik Muhammad Nawaz,Malik Khurram Ali Khan,Mr. Shahan Malik,Qazi Ahmed Saeed,Ms. Fouzia Behram, Mrs. Amna Ulfat, and Muhammad Mohsin Khan Leghari

MR. DEPUTY SPEAKER: The motion moved is:

"That the University of Health Sciences, Lahore (Amendment) Bill, 2009,

محترمہ فوزیہ بہرام: پوائنٹ آف آرڈر۔جناب سپیکر! میں نے یہ ترمیم پیش نہیں کی لیکن میرا نام لیا گیا ہے۔

MR. DEPUTY SPEAKER: There can't be any point of order. It's their prerogative.

انھوں نے propose کیا ہے۔آپ بیٹھیں۔

The motion moved is:

"That the University of Health Sciences, Lahore (Amendment) Bill, 2009, as recommended by the Standing Committee on Health, be referred to a Select Committee consisting of the following members with instructions to report by 15th November 2009.''

Mr. Shahid Mehmood Khan, Malik Muhammad Aamir Dogar, Dr. Farukh Javed, Malik Muhammad Nawaz,Malik Khuram Ali Khan,Mr. Shahan Malik,Qazi Ahmed Saeed,Ms. Fouzia Behram, Mrs. Amna Ulfat, and Muhammad Mohsin Khan Leghari

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan)**:** Sir, I oppose.

جناب ڈپٹی سپیکر: جی لغاری صاحب!

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! اسے Select Committee کو refer کرنے کا مقصد یہ تھا کہ ایک دفعہ پھر اس پر کھل کر debate ہو سکے۔ اس میں چھوٹی چھوٹی amendments ہیں جو بعد میں آئیں گی وہ چھوٹی چھوٹی چیزیں ہیں ان سے اس کی spirit میں بھی کوئی فرق نہیں پڑتا بلکہ ہمارے خیال میں وہ اس کو بہتر legislation بنا کر پیش کرے گی۔ اگر اسے Select Committee کے سپرد کر دیا جائے تو ہم ایک بہتر legislation لے کر آئیں گے اور اس میں جو چھوٹی چھوٹی کمیاں کوتاہیاں نظر آئی ہیں وہ دوبارہ discuss ہو سکیں گی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! محترم محسن خان لغاری صاحب کی خدمت میں عرض ہے کہ سٹینڈنگ کمیٹی صحت میں اس پر پہلے بھی کافی کھل کر بحث ہوئی ہے۔ سلیکٹ کمیٹی کے ممبران بھی بالکل اس ہاؤس کے معزز ممبران ہیں لیکن چونکہ سٹینڈنگ کمیٹی اسی cause سے متعلق ہے اور انھوں نے اس بل کو اچھی طرح سے دیکھا ہے اور کافی کھل کر بحث کی ہے۔ اس لئے اس پر مزید بحث کی ضرورت نہیں ہے۔

MR. DEPUTY SPEAKER: The amendment moved and the question is:

"That the University of Health Sciences, Lahore (Amendment) Bill, 2009, as recommended by the Standing Committee on Health, be referred to a Select Committee consisting of the following

members with the instructions to report by 15th November 2009.''

Mr. Shahid Mehmood Khan,Malik Muhammad Aamir Dogar, Dr. Farukh Javed, Malik Muhammad Nawaz,Malik Khuram Ali Khan,Mr. Shahan Malik,Qazi Ahmed Saeed,Ms. Fouzia Behram, Mrs. Amna Ulfat, and Mr. Muhammad Mohsin Khan Leghari.

(The motion was lost)

پارلیمانی سیکرٹری(چودھری شوکت محمود بسراء،ایڈووکیٹ):پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر:بسراء صاحب!Kindly آپ تشریف رکھیں۔

Now, the motion moved and the question is:

"That the University of Health Sciences, Lahore (Amendment) Bill, 2009, as recommended by the Standing Committee on Health, be taken into consideration at once.''

(The motion was carried)

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر!آپ put question کر رہے ہیں لیکن ابھی amendment discuss نہیں ہوئی۔

جناب ڈپٹی سپیکر:آپ تشریف رکھیں۔آپ کو جلدی کس بات کی ہے؟پلیز تشریف رکھیں۔

Now, we take up the Bill clause by clause.

CLAUSE-2

MR. DEPUTY SPEAKER: Now, clause 2 of the Bill is under consideration. There is an amendment in it. The amendment is from Ch. Zahir-ud-Din Khan, Mr. Muhammad Yar Hiraj, Mr. Muhammad Mohsin Khan Leghari, Ch. Moonis Elahi, Mr. Tahir Iqbal Chaudhry, Mr. Muhammad Shafiq Khan, Mr. Sher Ali Khan,

Mr. Khurram Nawab, Malik Iqbal Ahmed Langriyal, Mr. Khalid Javed Asghar Ghural, Mian Shafi Muhammad, Dr. Samia Amjad, Mrs. Amna Ulfat, Mrs. Khadija Umar, Syeda Majida Zaidi, Mrs. Embesat Hamid, Mrs. Ayesha Javed, Mrs. Samina Khawar Hayat, Syeda Bushra Nawaz Gardezi, Mrs. Qamar Aamir Ch., Dr. Faiza Asghar, Ms. Amna Jehangir, Ms. Seemal Kamran, Engineer Shahzad Elahi. Ch. Zahir-ud-Din Khan may move it or any other mover may move it.

محترمہ سیمل کامران: پوائنٹ آف آرڈر۔
With due apology, I want to clarify one thing. You called me Miss but I am not Miss.

جناب ڈپٹی سپیکر: نہیں, this is not Miss, This is Ms جی، ڈاکٹر سامیہ امجد صاحبہ!
DR SAMIA AMJAD: Sir, I move

"That in clause 2 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Health, in the proposed section 12 of the Principal Ordinance-

(i) in the proposed sub-section (4) after the word "determined" the expression "and notified" shall be inserted;

(ii) in the proposed sub-section (6), after the expression "Vice Chancellor" the expression "which shall be notified by the government" shall be inserted;

(iii) in the proposed sub-section (8), after the words "three persons" the expression "of national repute and specialists in the field of health sciences" shall be inserted; and

(iv) after the proposed sub-section (8), the following new sub-section (9), be added:-

"(9) The search committee shall cease to exist after the selection of Vice Chancellor."

MR DEPUTY SPEAKER: The motion moved is:

"That in clause 2 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Health, in the proposed section 12 of the Principal Ordinance-

(i) in the proposed sub-section (4) after the word "determined" the expression "and notified" shall be inserted;

(ii) in the proposed sub-section (6), after the expression "Vice Chancellor" the expression "which shall be notified by the government" shall be inserted;

(iii) in the proposed sub-section (8), after the words "three persons" the expression "of national repute and specialists in the field of health sciences" shall be inserted; and

(iv) after the proposed sub-section (8), the following new sub-section (9), be added:-

"(9) The search committee shall cease to exist after the selection of Vice Chancellor."

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan)**:** Sir, I oppose it.

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، ڈاکٹر سامیہ امجد صاحبہ!

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! جب بھی ہم legislation کریں تو اس کی punctuation، اس کے exact meaning اور الفاظ ایسے ہونے چاہئیں جو کہ مکمل طور پر اس legislation کو convey کر سکیں۔ اب Bill کے section (4) میں لکھا ہے کہ:

(4) The Search Committee shall follow the procedure, for search or selection of the panel of persons for the post of Vice Chancellor, as may be determined by the Government.

جناب سپیکر! determined تو ہو جائے گا اس پر ہمیں کوئی objection نہیں ہے لیکن اس میں notification کی power بھی ہونی چاہئے اور یہ notify بھی کیا جائے۔ صرف determined کرنے کا کوئی فائدہ نہیں ہے۔ determined تو ہو ہی جائے گا، اس پر ہمیں کوئی objection نہیں ہے لیکن اس میں اگر "and notified" کے الفاظ add ہو جائیں اور حکومت کو اس کا پورا استحقاق دیا جائے تو زیادہ بہتر قانون سازی ہو گی۔ لہذا میں یہ کہوں گی کہ اس clause میں "and notified" کو add کیا جائے۔

جناب سپیکر! میری دوسری amendment sub-section(6) کے بارے میں ہے۔ میری یہ تجویز ہے کہ sub-section(6) کو اس طرح سے amend کیا جائے:۔

i) in the proposed sub-section (6), after the expression "Vice Chancellor" the expression "which shall be notified by the government" shall be inserted;

اب Bill کی clause (6) میں کہا گیا ہے کہ:

(6) The Chancellor shall, on the advice of the Chief Minister, determine the terms and conditions of service of the Vice Chancellor.

تو جو بھی terms and conditions determine ہوں گی وہ کہیں صرف ذہن میں نہ رہ جائیں۔ وہ لکھی ہوئی form میں notify کی جانی چاہئیں۔ ورنہ terms and conditions میں پھر

ابہام رہ سکتا ہے۔اس میں addition and subtraction کی جو گنجائش رہ جاتی ہے اس کی وجہ سے خدانخواستہ اگر کوئی چاہے تو وہ add and subtract کر سکتا ہے۔لہذا یہ انتہائی ضروری ہے کہ جب یہ terms and conditions determine ہو جائیں گی تو again they should be written and notified, they must be notified. یعنی جو بھی terms and conditions of the service of the Vice Chancellor ہیں وہ notify ہونی چاہیئں۔اگر Vice Chancellor کی terms and conditions میں گنجائش اور lacunas رہ گئے تو پھر وہ اپنی authority کو misuse, overuse or underuse کر سکتا ہے تو اس لئے یہ چیز جو کہ overlook ہوئی ہے وہ اس amendment کے ذریعے شامل کی جائی میرے خیال میں بہت advisable رہے گی۔

جناب سپیکر! میر ی تیسری (8) amendment sub-section کے بارے میں ہے۔Bill کے اس سیکشن میں کہا گیا ہے کہ:۔

(8) In this section, "Search Committee" means a Search Committee notified by the Government and consisting of at least three persons.

تو میں یہ کہتی ہوں کہ یہ کوئی بھی "three persons" نہیں ہونے چاہیئں،

Just not anybody, they should be three persons "of national repute and specialists in the field of health sciences."

یہ وہ بات ہے جس کے بارے میں ہم نے پہلے دو amendments بھی دی تھیں۔اگر یہ پہلے discuss ہو جاتیں تو شاید ہماری بات زیادہ clear ہو جاتی۔بات صرف اتنی سی ہے کہ ہم بار بار appeal کرتے ہیں کہ Let the right people do the right thing

جناب والا! تعلیم، پولیس، ٹیکس، زراعت یا صحت کا محکمہ ہو، جب بھی ہم اس کو specify کرتے ہیں تو کہیں نہ کہیں اس کے جو related specialists ہوتے ہیں ان کو ہم درمیان میں ہی چھوڑ دیتے ہیں۔Unfortunately یہ bureaucratic or DMG group کے tactics ہیں، یہ ایک ایسا lacuna ہے کہ جس کی وجہ سے بہت سی جگہوں پر ان specialists کو ignore کیا جاتا

ہے۔ میں یہ کہوں گی کہ How can anybody just decide کہ سپیکر کی سیٹ، وائس چانسلر کی سیٹ یا کسی specific seat کے لئے کون موزوں شخص ہے؟ جب تک اس سے متعلقہ شعبے کا کوئی specialist نہ ہو تو درست فیصلہ نہیں کیا جا سکتا۔ ہم نے پہلے even Chairman کے لئے amendment اسی لئے دی تھی کہ:

> People who are related with the Health Department, with the university who are qualified recognized and are experienced in running of those institutions. They are the people who should be in Search Committee, Select Committee or on the chairmen post and this is one big lacuna and one very very big thing which is making everything suffer in this legislation.

ہم جو legislate کرتے ہیں اس میں کہیں نہ کہیں، ایک آدھے word کی کمی رہ جاتی ہے جس کی وجہ سے Bureaucrats or D.M.G group supersede کرتے ہیں۔ ایک ڈاکٹر جو کہ ساری زندگی یونیورسٹی level تک پڑھا کر اوپر تک گیا ہے وہ چیئرمین یا Search Committee میں کیوں نہیں ہو سکتا؟ اوپر سے آکر D.M.G group کے لوگ جو کہ ہر چھ مہینے کے بعد change ہوتے ہیں، کیوں آکر ان سیٹوں پر براجمان ہو جاتے ہیں؟ میں Health Sector Reform Programme کی example دیتی ہوں کہ اس پروگرام کو شروع کئے ہوئے تقریباً چار سال ہوئے ہیں لیکن اس کے nine project directors تبدیل ہو چکے ہیں۔ صرف اس لئے کہ hey are un-related to the subject of health تو یہ وہ serious lacuna ہے جس کی وجہ سے یہ سب کچھ failure کی طرف چلا جاتا ہے۔

جناب سپیکر! میں اس تمام ہاؤس سے appeal کرتی ہوں کیونکہ وہ اچھی طرح سے جانتے ہیں کہ جہاں پر ہم بار بار supremacy of the Parliament کی بات کرتے ہیں وہاں ہم یہ بھی کہتے ہیں کہ Let the right person do the right thing. اگر ہم agriculture سے unrelated کسی شخص یا کسی دوسرے غیر متعلقہ شخص کو اس Search Committee میں رکھتے ہیں تو پھر مقصد وہیں پر ہی فوت ہو جاتا ہے۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ We are not allowing the

یہ ایک right brain to come up and take up the responsibilities انتہائی serious بات ہے جو کہ overlook ہوئی ہے۔ ہم چاہتے ہیں کہ search committee میں بھی national repute کے ایسے لوگ شامل ہوں جو کہ ان لوگوں کو select کرنے کے قابل ہوں اور جن کو معلوم ہو کہ اس یونیورسٹی پر کون محنت کر سکتا ہے، اس کے حالات کو کون صحیح طریقے سے دیکھ سکتا ہے۔ ظاہر ہے کہ وہ ایک medical sciences سے related specialist ہی ہوگا۔ اسی لئے میں وزیر اعلیٰ پنجاب کو آپ کے ذریعے directly appeal کرنا چاہتی ہوں کہ محکمہ صحت میں management cadre کے وہ لوگ جو کہ Diploma in Public Health کرتے ہیں، Masters in Public Health کرتے ہیں یا Masters in Financing کرتے ہیں ان کو بھی اس میں شامل کیا جانا چاہئے۔

Right persons should come into the management cadre. Why do we need DMG group to come and rule over the department who know nothing about it..

یہی وہ بات ہے کہ جس کی وجہ سے this whole thing is a mess میں نے ضمنی بجٹ میں بھی یہی بات کہی تھی کہ یہ پنجاب کے سقراطوں کا کام ہے کہ انھوں نے pyramid کو ہی اُلٹا کر دیا کیونکہ وہ importance کو emphasize نہیں کر سکتے۔ میں اس point کو لے کر آپ اور یہاں بیٹھے ہوئے تمام حضرات سے appeal کرتی ہوں کہ اس کو پارٹی یا bench basis پر ووٹ کرنے کی بجائے اس کی اہمیت کو دیکھیں۔ چونکہ ہم لوگ کم ہیں، اسی لئے ہم یہ چاہتے ہیں کہ یہ majority basis پر bulldoze نہ ہو اور میں تمام ممبران کو appeal کرتی ہوں کہ وہ علیحدہ علیحدہ اس بات کو سوچیں اور سمجھیں کہ اسی طرح سے ہی، یہاں سے ہی خرابی شروع ہوتی ہے کہ جب Search Committee میں، وائس چانسلر کی post پر یا قانون سازی میں Wrong people are doing a wrong thing تو پھر وہیں پر ہی ہمارے حقوق ختم ہو جاتے ہیں، ہمارے استحقاقات ختم ہوتے ہیں اور ہم غلط implementation کے راستے پر چلے جاتے ہیں۔ اگر ہم یہاں سے ہی شروع کر دیں، آج ایک ریکارڈ قائم کریں، آج یہ اسمبلی in the good sense of the Bill, in the good faith of the spirit of this Bill، اس وائس چانسلر کی appointment کے لئے بطور example یہیں سے شروع کریں تو بہتری کا آغاز ہو جائے گا۔ اگر ہم ایک precedent قائم کریں تو کوئی وجہ نہیں ہے کہ

قدم قدم پر، تعلیم، پولیس یا زراعت میں You name it وہ اپنی authority جو ہم از خود دوسروں کو دے رہے ہیں ہمیں مل جائے گی۔ بعد میں ہم کہتے ہیں کہ bureaucratic mafia کے آگے ہم بول بھی نہیں سکتے، تو قصور یہاں سے شروع ہوتا ہے۔ میں اسی لئے آپ سے اپیل کرتی ہوں کہ اس amendment کو bulldoze نہ کریں۔ اس کو time دے دیں، اس کو consider کریں، Select Committee جس کا ذکر محسن لغاری صاحب نے کیا ہے یا محمد یار ہراج نے یہاں پر move کیا ہے اس کے پیچھے یہ basis تھیں۔ Unfortunately یہ ہوا ہے کہ discussion بعد میں آ گئی ہے اور وہ دو پہلے آ گئے ہیں۔ یقیناً یہ کبھی بھی نہیں کہنا چاہئے کہ ساری باتیں ہو گئی ہیں اور سب کچھ discuss ہو گیا ہے اور سٹینڈنگ کمیٹی نے سب کچھ کر لیا ہے۔ ٹھیک ہے انہوں نے اپنی بہترین کوشش کی ہے میں خود بھی اس کی ممبر ہوں لیکن پھر بھی یہ اتنا بڑا flaw آج یہاں پر لانے کا مقصد یہ ہے کہ وہاں بھی ہم outvote ہو گئے تھے، وہاں پر بھی ہم لوگوں میں 2 یا 3 کم ہونے کی وجہ سے یہ چیز on record نہیں گئی۔ آج یہاں بھی غالباً یہی ہو گا کہ ہم چند ایک لوگ ہیں لیکن میرا خیال ہے I will be very disappointed. کہ اگر آج ہاؤس یہ point نہ سمجھے اور اس کو precedent بنانے کا ایک اور موقع جانے دے۔ میں ایک ایک شخص کو فرداً فرداً پر زور اپیل کرتی ہوں کہ وہ اس point کو take up کرے اور اس کے against vote کرنے سے پہلے individually سوچیں اور دیکھیں، جب تک ہم اپنی اتھارٹی اپنے ہی ہاتھ میں نہیں لیں گے ہمیں کبھی بھی وہ اتھارٹی دینے کوئی نہیں آئے گا۔

آج اب یہ کہنا ہے مجھ کو کہ حصولِ مقاصد کے لئے
فناہِ وجود کی مست دیوانہ جرأت
کبھی بھی کہیں بھی کسی بھی
بازار میں بکتی نہیں ہے
اور حوصلوں کی بلندی یا حُب کے فسانے
کسی کے لئے، کوئی لکھتا نہیں ہے۔

جناب سپیکر! ہمارے حقوق کو bureaucrat کیوں لکھے گا، ہماری بات اور ہماری اجارہ داری کو یہ کیوں look after کریں گے؟ وہ تو صرف اور صرف اپنی ہی بات کرتے ہیں اور یہی وجہ ہے کہ آج ہم اسمبلی میں بار بار یہ واشگاف الفاظ میں اپیل کرتے ہیں کہ خدارا! یہ اسمبلی اپنے استحقاق کو اپنے ہاتھ

میں لے اور اس قسم کی چیزوں کو بلڈوز اور outvote کرنے سے پہلے ایک مرتبہ ضرور سوچ لے۔ اپنی حُب کا فسانہ خود لکھنے کی جرات کر لے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! محترمہ نے اس حوالے سے بڑی لمبی چوڑی بات کی ہے اور بڑی اپیلیں بھی کی ہیں کہ بیوروکریٹس کو اس میں شامل نہ کیا جائے حالانکہ اس میں کسی بیوروکریٹ کا کوئی ذکر نہیں ہے اور انہوں نے بڑے relevant قسم کے دو تین شعر پڑھے ہیں تو میں ان سے یہی کہوں گا کہ:

جس بات کا سارے فسانے میں ذکر نہ تھا
وہ بات ان کو بہت ناگوار گزری
(نعرہ ہائے تحسین)

جناب والا! یہ بات اس پورے بل میں ہے ہی نہیں بلکہ جس بات کا وہ آغاز کہہ رہی ہیں وہ آغاز تو ہم کر رہے ہیں۔ انہوں نے کلاز نمبر 6, 4 اور 8 میں amendment کے لئے کہا ہے حالانکہ یہ کلازیں بالکل complete and comprehensive ہیں۔

CLAUSE - 4. The search committee shall follow the procedure for search or selection of the penal of persons for the post of Vice Chancellor as may be determine by the government.

جب گورنمنٹ یہ determined کر دے اور in writing determine کرے گی تو پھر اس کو علیحدہ سے notify کرنے کی ضرورت نہیں ہے جبکہ انہوں نے کہا ہے کہ اس کو notify کریں۔ clause-VI میں انہوں نے کہا ہے کہ:

The Chancellor shall on the advise of the Chief Minister determined the terms and conditions of service of the Vice Chancellor.

اب انہوں نے کہا ہے کہ notify کیا جائے حالانکہ notify نہیں، یہ جب determine ہوں گی ہر Vice Chancellor کی terms and conditions مختلف ہو سکتی ہیں۔ کسی ایک یونیورسٹی کے Vice

Chancellorکی terms and conditionsاور ہو سکتی ہیں، کسی دوسرے کی اور ہو سکتی ہیں اس لئے ان کو notifyنہیں کیا جا سکتا بلکہ یہ terms and conditionsجب determine ہوتی ہیں تو وہ notificationکا ہی درجہ رکھتی ہیں یعنی ان کو علیحدہ سے notify کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ باقی انہوں نے جو clause-VIIIکے متعلق کہا ہے کہ:

Search Committee means a Search Committee notified by the government and consisting of at least 3 persons out of which at least one person shall be from the medical profession.

اب انہوں نے جس بات کا کہا ہے کہ medical professionہونا چاہئے انہیں پتا ہونا چاہئے کہ یہاں پر کیا ہو رہا ہے، کیا نہیں ہو رہا؟ دیکھیں، بات یہ ہے کہ یونیورسٹی کے Vice Chancellorنے وہاں پر صرف professional معاملات ہی concernedنہیں کرنے، وہاں پر اس نے یونیورسٹی کی administrationکو بھی چلانا ہے، وہاں پر اس نے یونیورسٹی کے financial mattersکو بھی چلانا ہے تو اس لئے وہاں پر ایک ایسا آدمی چاہئے جس میں ساری قائدانہ صلاحیتیں ہوں، وہ ایک professor of medicine بھی ہو یا وہ ایک professor of surgeryہو، ایک competentڈاکٹر بھی ہو لیکن اس کے ساتھ وہ ایک ایسا آدمی ہو جو یونیورسٹی کے تمام تر انتظامات، اس کے انتظامی معاملات، اس کے ڈسپلن کو، اس کے financial matterکو بہتر طور پر چلا سکے تو پھر ایسے آدمی کی selection کے لئے Search Committee میں صرف ایک ہی Profession کے لوگوں کو بٹھا دیں گے تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ Vice Chancellor of university کی selectionہوتی ہے یہ کسی ڈیپارٹمنٹ کے professor of medicineیا professor of surgery کی selection نہیں ہوتی بلکہ Vice Chancellor of university کی selectionہوتی ہے تو اس لئے اس میں یہ گنجائش رکھی ہے کہ Search Committeeمیں تین آدمی ہوں گے اس میں ایسے آدمی بھی ہوں گے جو administrationسے متعلقہ صلاحیتوں کو judgeکر سکیں، ایسے آدمی بھی ہوں گے جو اس کی ذہنی حالت کو checkکر سکیں وہاں پر کوئی ایسا آدمی نہ لگا دیا جائے کہ وہ آدمی وہاں پر جا کر لوگوں کے ساتھ معاملات کو بہتر طور پر dealنہ کر سکے لیکن at least 1 percent ہم نے یہ کہا ہے کہ اس کا تعلق medical profession سے ہو گا تو یہ ایک بڑی

complete قسم کی Search Committee ہو گی اس سے پہلے بھی جو search committees ہیں ان میں کوئی ایک politician بھی ہو سکتا ہے، کوئی ایک ایسا retire judge ہو سکتا ہے، کوئی ایک retire professor ہو سکتا ہے، کوئی ایک عالم دین ہو سکتا ہے یعنی اس گنجائش کو اسی لئے رکھا گیا ہے کہ جو دوسرے walk of life ہیں ان کی بھی اس بارے میں input ہو تو اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ ان دفعات میں قطعی طور پر کسی قسم کی کوئی amendment کی ضرورت نہیں ہے۔

MR. DEPUTY SPEAKER: The amendment moved and the question is:

> "That in clause 2 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Health, in the proposed section 12 of the Principal Ordinance-
>
> (i) in the proposed sub-section (4), after the word" determined'', the expression"and notified'' shall be inserted;
>
> (ii) (ii) in the proposed sub-section (6), after the expression "Vice Chancellor'' the expression "which shall be notified by the government'' shall be inserted;
>
> (iii) in the proposed sub-section (8), after the words "three persons'' the expression" of national repute and specialists in the field of health sciences'' shall be inserted; and
>
> (iv) after the proposed sub-section (8), the following new sub-section (9) be added:-
>
> "(9) The search committee shall cease to exist after the selection of Vice Chancellor.''

(The motion was lost)

CLAUSE-2

MR. DEPUTY SPEAKER: Now, clause 2 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That clause 2 of the Bill do stand part of the Bill.''

(The motion was carried)

CLAUSE-1

MR. DEPUTY SPEAKER: Now, clause 1 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That clause 1 of the Bill do stand part of the Bill.''

(The motion was carried)

PREAMBLE

MR. DEPUTY SPEAKER: Now, preamble of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That preamble of the Bill do stand part of the Bill.''

(The motion was carried)

LONG TITLE

MR. DEPUTY SPEAKER: Now, long title of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That long title of the Bill do stand part of the Bill.''

(The motion was carried)

MR. DEPUTY SPEAKER: Now, Minister for Law!

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Mr. Speaker! I move:

"That the University of Health Sciences, Lahore (Amendment) Bill, 2009, be passed.''

MR. DEPUTY SPEAKER: The motion moved is:

"That the University of Health Sciences, Lahore (Amendment) Bill, 2009, be passed.''

As there is no opposition to it therefore the motion moved and the question is:

"That the University of Health Sciences, Lahore (Amendment) Bill, 2009, be passed.''

(The Bill was passed)

محترمہ آمنہ الفت: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ پہلے بات کر لیں۔ جی، آمنہ الفت صاحبہ!

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! شکریہ۔ میں صبح سے پوائنٹ آف آرڈر پر اہمیت عامہ سے تعلق رکھنے والے ایک اہم معاملے کو آپ کے نوٹس میں لانا چاہ رہی تھی اور یہ "جناح" اخبار میرے ہاتھ میں ہے۔ اس میں ایک بہت ہی اہم خبر ہے کہ "دس ہزار دے کر منٹوں میں رجسٹریشن حاصل کریں، لاہور میں محکمہ ایکسائز کی ملی بھگت سے guest houses میں فحاشی کا لائسنس"---

جناب سپیکر! مجھے آپ کی توجہ چاہئے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، محترمہ! آپ اپنی بات کیجئے۔

محترمہ آمنہ الفت: محکمہ ایکسائز کے عمران اسلم صاحب کے بارے میں یہ خبر شائع کی گئی ہے۔ اس سلسلے میں وہ بڑے فخریہ انداز میں یہ بھی کہتے ہیں کہ تمام وزراء میرے بچے ہیں۔ مجھے monthly میں سے حصہ منسٹرز تک پہنچانا پڑتا ہے۔ انھیں بھی دینا پڑتا ہے۔

جناب والا! ہمارے معزز وزراء محکمہ ایکسائز کے اس آفیسر کی وجہ سے بدنام ہو رہے ہیں اور ان پر تہمت بھی لگائی جا رہی ہے۔ اس سلسلے میں فوری action لینا بہت ضروری ہے۔ میری آپ سے استدعا ہے کہ وزیر قانون موجود ہیں وہ بتائیں کہ اس آفیسر کے خلاف کیا کارروائی عمل میں لائی جا رہی ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: اس معاملے میں آپ وزیر قانون صاحب سے مل لیں اور ان کے notice میں پوری بات لے کر آئیں اور اس معاملے کو پورا thrash out کر کے ہاؤس کے سامنے رکھیں گے۔ وزیر قانون صاحب! محترمہ آمنہ الفت صاحبہ آپ سے رابطہ کریں گی۔ آپ اس معاملے کو دیکھ لیجئے گا۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! ٹھیک ہے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میری گزارش ہے کہ آپ اس بحث کو کل پر کر دیں کیونکہ یہ اہم issue ہے اور لوگ بھی بات کرنا چاہتے ہیں، میں بھی کرنا چاہتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس وقت پونے آٹھ بجے ہیں۔ شیخ صاحب نے اتنی جلدی گھر جا کر کیا کرنا ہے؟

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میں نے رانا صاحب کو بتا کر تو کچھ نہیں کرنا۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): انھیں بتانے کی ضرورت نہیں ہے۔ مجھے پتا ہے کہ یہ کچھ نہیں کر سکتے۔ میری عرض ہے کہ آج بڑا اہم issue ہے اور مخدوم صاحب کی اس پر پوری تیاری ہے۔ حکومت بھی ان کی تجاویز سے مستفید ہونا چاہتی ہے، وہ بات کریں اور باقی بھی جتنے دوست بات کرنا چاہتے ہیں انھیں بھی موقع ملنا چاہئے۔ یہاں شیخ صاحب بھی بیٹھیں، ہم ان کی اتنی لمبی لمبی تقاریر سنتے ہیں تو انھیں بھی چاہئے کہ آج دوسروں کی تقاریر سنیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، مخدوم سید احمد محمود صاحب!

عام بحث

چینی اور آٹے کے خصوصی حوالہ سے زراعت اور خوراک پر بحث

(---جاری)

مخدوم سید احمد محمود: جناب سپیکر! شکریہ۔ جناب والا! گزارش یہ ہے کہ یہ issue نہایت اہم اور عوامی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس issue کا سب سے اہم پہلو governance related ہے۔ آج خوش قسمتی سے صبح "ڈان" اخبار میں ایک editorial آیا ہے۔ میں وہ اس ہاؤس کو پڑھ کر سناؤں گا۔ آج میرے ہاتھ میں اس کمیشن کی رپورٹ بھی ہے جو سپریم کورٹ نے بہت سوچ سمجھ کر

ایک credible commission بنایا۔ میں اس کمیشن کی رپورٹ بھی پڑھ کر سناؤں گا۔ اصل بات یہ ہے کہ جو mismanagement چینی کے معاملے میں ہو رہی ہے، اس کی قیمت اس قوم کو اور اس ملک کو ادا کرنا پڑے گی۔ میں یہ editorial پڑھ کر سناتا ہوں اور میں چاہوں گا کہ آپ کی توجہ میری طرف ہو۔

SUGAR CRISIS: A FAIR REPORT

Price controls do not work. Rather they create shortages and encourage anticompetitive practices at the expense of consumers. Also the price of a particular commodity cannot be linked to its cost of production. The price of any given commodity is determined by the demand and supply situation in the market. The shorter the supply, the higher the price and vice versa. That is precisely what the commission appointed by the Supreme Court to determine the production cost and profit margins in the sugar industry has suggested in its report. The report rightly points out that the nature of the sugar crisis has more to do with the unavailability of the commodity rather than its price. It also blames the Punjab government's crackdown on millers last August with a view to bringing down the rising prices. The result was predictable: the product just vanished from the market causing hardship to the very consumers the government wanted to protect.

The report is also critical of the Federal Government for fixing a maximum price ceiling because this step violates the country's anti-competitive laws and indirectly validates cartelization in the industry. It has correctly recommended that the free trade of sugar be allowed to provide a level playing field to all stakeholders and protect the interests of the consumers.

مجھے پتا ہے کہ ہمارے وزیر قانون بڑے capable ہیں۔ وہ سپریم کورٹ کی verdict پر base کریں گے۔ میری وزیر قانون سے گزارش صرف یہ ہے کہ خدارا! آج بیٹھ کر اسمبلی یہ فیصلہ کرے کہ اس mismanagement کی وجہ سے، اس style of governance کی وجہ سے نقصان ہوگا۔ وہ نقصان کیا ہے؟ وہ یہ ہے کہ سب سے پہلے اس governance issue پر sugar industry hit ہوگی۔ یہ واحد انڈسٹری ہے جو rural base ہے، جو دیہاتوں میں لگی ہوئی ہے unlike textile جو چونیاں میں لگی ہوئی ہے۔ رحیم یار خان cotton produce کرتا ہے، وہاں سے cotton چونیاں لائی جاتی ہے، employment چونیاں generate کرتا ہے۔ ٹیکسٹائل میں جتنے لوگ کام کر رہے ہیں کسی کا تعلق cotton producing area سے نہیں ہے۔ یہ ہمارے حکمرانوں کی پالیسیاں ہیں جس کا ہم خمیازہ بھگت رہے ہیں۔ آج کی ان پالیسیوں کی وجہ سے آنے والی نسلیں خمیازہ بھگتیں گی۔ Sugar industry واحد industry ہے جو دیہاتی علاقوں میں jobs create کرتی ہے اور economic activities create کرتی ہے۔ اس فیصلے سے حکومت جو follow کر رہی ہے، اس سے sugar industry hit ہوگی۔ آپ کو جو تھوڑی بہت ملک میں activity نظر آ رہی ہے یہ دیہاتوں کی وجہ سے ہے۔

جناب والا! یہ ملک بڑا بہترین ملک ہے۔ میں نے ایک دفعہ وزیر اعظم صاحب کو کہا کہ تم اس ملک کی فکر نہ کرو، تم اپنے ایمان کی فکر کرو۔ یہ ملک قائد اعظم نے بنایا تھا اور یہ 27 رمضان کو معرض وجود میں آیا تھا۔ یہ بڑا بختوں والا ملک ہے۔ اس میں گلیشئر پگھلتے ہیں اور نہروں میں پانی چالو ہو جاتا ہے، فصلیں اگنا شروع ہو جاتی ہیں۔ کاٹن اترتی ہے تو انڈسٹری چل پڑتی ہے۔ گنا اترتا ہے تو انڈسٹری چل پڑتی ہے۔

جناب والا! ہمیں اس ملک میں ایسے vision لے کر آنے چاہئیں جو اس ملک کی خیر خواہی کے لئے ہوں اور ایک مہینے یا دو مہینے کی بلے بلے کی سیاست کے لئے نہ ہوں۔ آج تو حکومت پنجاب پورے پنجاب میں 40 روپے فی کلو چینی فراہم کر دے گی۔ میں پھر بھی ان کی اس حرکت کو ماننے کو تیار ہوں لیکن جب ایک سو میں سے 5 outlet پر چینی 40 روپے ہوگی اور 95 outlet پر ایک سو روپے فی کلو ہوگی تو پھر مجھے بتائیں کہ کون سی spirit اور کون سا vision ہے اور کیا حکومت سپریم کورٹ کے احکامات پر implement کر رہی ہے؟ اس وقت حالت یہ ہے کہ پٹواری اور ایس ایچ او چینی کو deal کر رہے ہیں۔ اس کے علاوہ 36 روپے فی کلو چینی ملوں سے اٹھائی جا رہی ہے تو وہ پشاور میں ایک سو

روپے فی کلو بک رہی ہے اور بلوچستان میں 130 روپے فی کلو بک رہی ہے کیونکہ بلوچستان بے چارے کے پاس کوئی شوگر مل نہیں ہے۔ تمام ملیں پنجاب میں ہیں۔ اگر پنجاب یہ فیصلہ کرے گا کہ ہم اپنی چینی 40 روپے فی کلو فروخت کریں گے تو پھر کل کو بلوچستان بھی یہ فیصلہ کرنے میں حق بجانب ہو گا کہ سوئی گیس بھی وہیں پر استعمال ہونی چاہئے اور لاہور نہیں جانی چاہئے۔ ان فیصلوں کی جو cost آئے گی اس کی social cost الگ آئے گی، financial cost الگ آئے گی اور economic cost الگ آئے گی۔ economic lead down میں الگ حصہ ہوگا تو اس کو کون clear کرے گا؟ میری آپ سے یہ گزارش ہے کہ یہ بہت sensitive issue ہے جس کو mishandle کیا جا رہا ہے۔ میں on the floor of the House ایک ذمہ دار رکن اسمبلی کے طور پر یہ کہتا ہوں کہ اگلے مہینے اگر رانا ثناء اللہ صاحب اور وزیر خوراک ensure کر دیں کہ چالیس روپے فی کلو میں یہ چینی available کریں گے تو میں اس حد تک تیار ہوں کہ میں اس اسمبلی سے استعفیٰ دے دوں گا۔ میں کہتا ہوں کہ یہ نہیں کر سکیں گے۔ ایک ہفتے کی بلے بلے کے لئے آئندہ آنے والے مہینوں میں یہ economic conditions, sugar industry اور sugarcane growers کا ستیاناس کر دیں گے۔ یہاں پر وزیر زراعت بیٹھے ہوئے ہیں۔ ایسی کون سی رکاوٹ ہے جو sugarcane کی price کو determine کرنے سے روک رہی ہے۔ اب پنجاب میں sugarcane کی September sowing ہونی تھی، کاش! حکومت میں vision ہوتا، کاش! ان میں یہ سمجھ ہوتی کہ دیہاتی کاشتکار کیا سوچ رہا ہے؟ ان کو تو اگست میں September sowing کو encourage کرنے کے لئے sugarcane support price announce کر دینی چاہئے تھی لیکن کسی نے نہیں کی۔ کسی کو پرواہی نہیں ہے کہ اس ملک کے ساتھ کیا ہو رہا ہے؟ چونکہ پروا نہیں ہے اس لئے ہر چیز deteriorate کر رہی ہے۔ اس ملک میں brain drain ہو رہا ہے، ہماری سوسائٹی کا حال ایسا ہو گیا ہے کہ میں آپ کو بتا نہیں سکتا اور پچھلے ایک ڈیڑھ سال میں کتنا بڑا brain drain ہوا ہے؟ آپ اندازہ لگائیں کہ انہی پالیسیوں کی وجہ سے آج اس ملک میں ایک senior element ختم ہوتا چلا جا رہا ہے اور کوئی سوال کرنے والا نہیں ہے۔ آپ اس ہاؤس کا interest ملاحظہ فرمائیں کہ آج سب سے اہم issue جس پر اس ہاؤس نے بحث رکھی ہے لیکن کتنے بندے بیٹھے ہوئے ہیں جو اس میں interested ہیں۔ یہ governance کے وہ issues ہیں جو ہمیں بیٹھ کر سوچنا پڑیں گے، کوئی مذاق نہیں ہے۔ یہ کہہ دینا کہ سپریم کورٹ کا آرڈر ہے اور ہم by hook or by crook اس کو implement کریں گے۔ بے شک implement کریں لیکن یہ ذمہ داری

تو اٹھائیں کہ کل کو اس کا نقصان کون بھرے گا؟ میں آٹے کے حوالے سے گورنمنٹ کی پالیسی پر حیران ہوں کہ انہوں نے دبا کر گندم خریدی جو بہت اچھا کیا۔ اب گوداموں میں پڑی اس گندم کو کیڑے کھا رہے ہیں۔ اپریل میں نئی گندم آنے والی ہے تو میں وزیر خوراک سے پوچھتا ہوں کہ نئی گندم کے لئے کیا کوئی جگہ بنائی ہے؟ میری ان سے request ہے کہ پرانی گندم کو نکالیں۔ ہم نے تو دعائیں کی تھیں کہ (ن) لیگ کی گورنمنٹ آئے گی تو good governance dispense ہوگی لیکن اُلٹا کام ہوتا چلا جا رہا ہے۔ ان لوگوں کا ذرا vision دیکھیں کہ ایک مہینہ آٹا اتنا سستا کر دیا کہ صرف اُس شخص نے حاصل کیا جو ڈنڈے کھانے کو تیار تھا۔ جو عزت دار، باوقار اور غریب آدمی گھر میں بیٹھا تھا اس نے جب دیکھا کہ لوگ ڈنڈے کھا رہے ہیں تو اُس نے وہ سستا آٹا اٹھانے سے انکار کر دیا۔ اندازہ کریں کہ ہمارے علاقے میں لوگوں نے دیہاڑیاں بنائی ہوئی ہیں جس کا میں خود گواہ ہوں۔ تین سو روپے کی دیہاڑی تھی اور مزدور نے مزدوری کرنا چھوڑ دی۔ وہ جا کر لائن میں کھڑا ہوا، دو ڈنڈے کھا کر آٹے کا بیگ اٹھایا اور مارکیٹ میں فروخت کر دیا۔ میں اس بات کا خود گواہ ہوں کہ ایک مزدور نے اتنا آٹا اٹھایا کہ ایک مہینے بعد اس کے آٹے کو کیڑے کھا گئے، وہ میرے پاس روتا ہوا آیا کہ گورنمنٹ کی پالیسی کے تحت میں نے جو آٹا جمع کیا تھا اسے تو کیڑے کھا گئے ہیں۔ میں نے کہا کہ جب تم بدنیتی سے آٹا لو گے تو کیڑے ہی کھائیں گے۔ گورنمنٹ نے ایک مہینے میں دس ارب روپے کی subsidy دے دی اور اس کا فائدہ اُن جیسے لوگوں کو ہوا جو سینما کی ٹکٹیں بلیک کرتے ہیں۔ جو professional لوگ لائنوں میں کھڑے ہو کر کماتے ہیں ان لوگوں کو encourage کیا گیا۔ حالانکہ ہونا یہ چاہئے تھا کہ اگر پنجاب حکومت نے 10-ارب روپے کی subsidy دینی تھی تو overall subsidy دے دیتی۔ 10-ارب روپے کا مطلب یہ تھا کہ 100 روپے آٹا سستا ہو جاتا۔ بجائے اس کے کہ اتنا سستا کر دو کہ ایک مہینہ آٹا ڈنڈا کھانے کے بعد ملے، باقی کے 11 مہینے نہ ہی ملے اور اگر ملے تو بہت مہنگا ملے۔ یہ وہ پالیسیاں ہیں جن سے مجھے ڈر لگتا ہے۔ میرا اس میں کوئی ذاتی فائدہ یا نقصان نہیں ہے یہ تو اس کمیشن کی رپورٹ ہے جس کو سپریم کورٹ نے بڑے خیال سے بنایا تھا۔ کمیشن یہ کہتا ہے کہ:

> It is the Commission considered view that the present crisis did not arise because of a price hike, but more so because of mismanagement on the part of the Federal and particularly the Provincial Governments. The crisis actually began when the

Punjab Government panicked at the rising sugar prices in August and sealed sugar mills while ceasing the stocks lying with them.

پنجاب گورنمنٹ کو panic ہونے اور ایک مہینے کے لئے سستا آٹا کرنے کی کیا ضرورت تھی اور وہ بھی اتنا سستا کہ ڈنڈے کھا کر ملے۔ یہ کس طرح کی پالیسیاں بنائی جا رہی ہیں؟ میری اس ہاؤس اور آپ سے request ہے کہ خدا کے لئے اس ہاؤس کی کمیٹیوں کو مضبوط کریں اور ڈیڑھ سال ہم نے پہلے ہی اس میں ضائع کر دیئے ہیں۔ اس ہاؤس کی کمیٹیوں کو مضبوط کرنا اس ہاؤس کی Chair کا کام ہے جس پر آپ تشریف فرما ہیں۔ میری آپ سے مؤدبانہ گزارش ہے کہ خدا کے لئے وزیروں کو بھی مضبوط کریں۔ ہم بھی وزیر رہے ہیں اور اُس وقت وفاقی سیکرٹری ہم اپنی مرضی سے بدل دیا کرتے تھے۔ اُس وقت نواز شریف صاحب کی حکومت تھی تو اپنی مرضی سے ہم وفاقی سیکرٹری کو باہر نکال دیتے تھے لیکن اُس وقت ایمان والے وزیر تھے، ایمان والی کابینہ تھی، ایمان سے فیصلے کرتی تھی اور ملک ترقی کر رہا تھا۔ ٹھیک ہے coalition partners کی مجبوریاں ہوں گی لیکن اب آپ وزیروں کو مضبوط تو کریں۔ یہ کیسے وزیر ہیں جو گنے کی support price announce کرنے کی advocacy نہیں کر سکتے۔ اب ایگریکلچر منسٹر کو یہ نہیں پتا کہ اِس نے اس کو oppose کرنا ہے یا support کرنا ہے؟ oppose کرے تب مرتا ہے، support کرے تب بھی مرتا ہے۔ میری جب بھی وزیر اعلیٰ صاحب سے ملاقات ہوگی تو یہ گزارشات میں ان کے منہ پر بھی کروں گا۔ 2009ء کا جو political culture ہے this is the worst political culture I have ever seen anywhere جو جتنا بڑا خوشامدی ہے وہ اتنے بڑے عہدے پر ہے، جو جتنا غلط مشورہ دینے والا ہے وہ اتنا powerful ہے۔ غلط مشورہ دینے والوں اور خوشامد کرنے والوں کو جب power ملتی ہے تو genuine power پھر lack کر جاتی ہے، پھر اس طرح کے crisis رونما ہوتے ہیں there was no need for Atta crisis آج ہم آٹا crisis پر debate کر رہے ہیں۔ اندازہ کریں کہ پاکستان اور پنجاب کی تاریخ میں اتنی زیادہ گندم کبھی produce نہیں ہوئی جتنی اس دفعہ پنجاب کے پاس ہے لیکن اس وقت discussion آٹا crisis پر ہو رہی ہے۔ شوگر کا کوئی crisis نہیں ہے but we are discussing it because we have created sugar crisis in our sense. جب کابینہ نہیں ہوگی، ہاؤس کی کمیٹیاں نہیں ہوں گی، جب وزیر اعلیٰ صاحب اسمبلی میں آئیں گے ہی نہیں تو پھر ایسے حالات تو ہوں گے۔ میں 1985 اور

1988 کی اسمبلی میں تھا تو ہمارے زمانے میں اُس وقت وزیر اعلیٰ صاحب تقریباً روزانہ اسمبلی آتے تھے اور کابینہ بیٹھ کر فیصلے کرتی تھی کہ آج ہاؤس کیسے چلے گا؟ آج ہم اپنے آپ کو اور اس سسٹم کو خود کمزور کرتے چلے جا رہے ہیں، آج کل ہم حکمرانی کے چکر میں ہیں حالانکہ ہمارے آئین میں پہلے صفحے پر لکھا ہوا ہے جو ہمارے بڑے لکھ کر گئے تھے کہ حکمرانی صرف اللہ کی ہے لیکن اب ہم نے خود فیصلہ کیا ہے کہ ہم حکمران ہیں۔ جب حکمران اللہ کو نہیں مانیں گے اور ہم حکمرانی کرنے کی کوشش کریں گے تو اس طرح کے blunders ہم کرتے چلے جائیں گے۔ ہم تو عوام کے نمائندے ہیں اور اس کی بہتری کے لئے ادھر آ کر بیٹھے ہوئے ہیں۔ وزیر اعلیٰ صاحب نے اپنا نام تو خادمِ اعلیٰ رکھ لیا لیکن خادمِ اعلیٰ کا کام بھی تو کریں۔ اپنی کابینہ کو مضبوط کریں، اپنے ہاؤس کی کمیٹیوں کو مضبوط کریں، اپنی governance کو بہتر بنائیں اور اس طرح کے فیصلے نہ کریں جس سے ملک اور قوم کو نقصان ہو۔ ہماری دیہاتی economy بڑی vulnerable economy ہے۔ گنا اترے گا، مارکیٹ میں پیسا آئے گا۔ اس پیسے کو لے کر زمیندار لاہور میں آئے گا اور اگر اس کے پاس پیسے زیادہ ہوں گے تو وہ دو جوڑے جوتے کے خریدے گا۔ اگر اس کے پاس پیسے کم ہوں گے تو وہ ایک جوڑا خریدے گا اور اگر مزید کم کر دیں گے تو پھر وہ ایک جوڑا بھی نہیں خریدے گا۔ اس کو خدا کے لئے آنے دیں، اس کو رحیم یار خان سے لاہور آنے دیں۔ وہ یہاں آئے، وہ شاپنگ کرے، وہ جوتے خریدے، وہ کپڑے خریدے، وہ اپنے گھر کے اور ساز و سامان خریدے تاکہ economic کا پہیہ چلے۔ میں آپ کو گارنٹی دیتا ہوں اگر ہم نے اس issue پر فی الفور یوٹرن نہ لیا تو ہمارا economic meltdown شروع ہو جائے گا اور اس کے اثرات اگلے کئی سالوں تک جاری رہیں گے۔ یہ ممکن نہیں کہ آپ گنے کے کاشتکاروں کا گلا گھونٹ دیں، لاکھوں ایکڑ گنا لگا ہوا ہے اور اس کی جیب میں آپ کچھ نہ ڈالیں۔ آپ ایس ایچ اوز اور پٹواریوں کے ذریعے چینی اٹھوائیں 36 روپے کی اور فروخت کروائیں، 100 روپے کی اور آپ سمجھیں کہ economic turnaround ہو جائے گا نہیں، جناب! economic turnaround نہیں ہو گا بلکہ economic meltdown ہو گا۔

(اذانِ عشاء)

مخدوم سید احمد محمود: جناب سپیکر! میں مختصر سی بات کروں گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ہاؤس کا وقت ایک گھنٹہ بڑھایا جاتا ہے۔

مخدوم سید احمد محمود: جناب والا! تو issue ہے good governance خدارا! اگر اس ملک کو بچانا ہے تو ایک ہی طریقے سے بچے گا کہ good governance dispense کریں۔ آج کل آپ دیکھ

رہے ہیں کہ ساری دنیا پاکستان کے معاملات میں مداخلت کر رہی ہے۔ مداخلت اس لئے کر رہی ہے چونکہ ہمارے لیڈرز good governance dispense نہیں کر پا رہے۔ ہمارے لیڈرز میں وہ ایمان نہیں ہے جو ان کو دکھائی دے۔ میں آپ کو چھوٹی سی مثال دیتا ہوں۔ میرا چھوٹا سا علاقہ ہے اور میں نے بار بار یہ proof کیا ہے کہ good governance is actually good politics ووٹ ملتا ہے۔ میں نے اس ہاؤس میں کئی دفعہ کھڑے ہو کر مثال دی ہے کہ لوکل گورنمنٹ الیکشن میں پرویز الٰہی صاحب کے امیدوار کو ایک ووٹ اور میرے امیدوار کو 7033 ووٹ پڑے تھے، وجہ good governance ہے۔ حکومت کو چھوٹے چھوٹے issues پر نہیں چلنا چاہئے بلکہ good governance پر توجہ دینی چاہئے، ایمان پر کھڑے ہوں۔ میں مثال دے رہا تھا کہ میرا چھوٹا سا علاقہ ہے اس میں good governance کی بنیاد میرے بزرگوں نے ڈالی جو ہم continue کر رہے ہیں۔ وہاں پر کوئی مداخلت نہیں کرتا، کوئی چیف سیکرٹری، کوئی آئی جی، کوئی ڈپٹی کمشنر، کوئی ڈی پی او، کوئی مداخلت نہیں کرتا کیونکہ ان کو پتا ہے کہ یہ ایمان والے لوگ ہیں، ادھر مداخلت کی ضرورت نہیں ہے۔ ہمارے ملک کی مثال یہی ہے ہمارے لیڈرز، ہمارے سیاستدان اپنے ایمان پر کھڑے ہو جائیں اور حکمرانی اللہ کی تصور کریں، حکمرانی اللہ کی ماننی پڑتی ہے اور اس کا غلام بن کر اس کی مخلوق کی خدمت کریں میں آپ کو قسم اٹھا کر کہہ سکتا ہوں کہ آپ کو کوئی کچھ نہیں کہے گا، کوئی کیری لوگر بل نہیں آئے گا، آپ کو سعودی عرب نہیں چھیڑے گا، برطانیہ کچھ نہیں کہے گا، یہ کیری لوگر بل اس وقت آتا ہے، برطانیہ اس وقت ہمیں ہاتھ دکھاتا ہے اور سعودی عرب اس وقت مداخلت کرتا ہے جب ان کو یہ احساس ہوتا ہے کہ یہ مداخلت کے بغیر سیدھے ہونے والے نہیں ہیں تو اس ملک کو بچانے کا وقت ہے۔ یہ ملک vulnerable stage پر کھڑا ہے۔ یہ ملک bad governance کا متحمل نہیں ہو سکتا۔ یہ ملک بلے بلے کی سیاست کا متحمل نہیں ہو سکتا، یہ ملک متحمل نہیں ہو سکتا ایسی سیاست کا جو کہ آج سے پہلے ہوتی چلی آئی ہے۔ اگر اس ملک کو بچانا ہے تو ہم سب نے مل کر اپنے ایمان پر کھڑے ہو کر بچانا ہے اور ایمان پر کھڑے ہو کر good governance dispense کرنی ہے۔ یہ good governance نہیں ہے کہ آپ پٹواری اور ایس ایچ او کے ذریعے 36 روپے فی کلو میں چینی اٹھانا شروع کر دیں اور یہ نہ دیکھیں کہ کل کو اس کا effect کیا ہوگا، یہ good governance نہیں ہے کہ آپ سٹیٹ بنک سے OD لے کر گندم اٹھا کر restore کر دیں اور پھر آپ کو یہ پتا نہ ہو کہ اس کا ہم نے کرنا کیا ہے، آج وزیر خوراک یہاں پر موجود نہیں ہیں میں ان سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ اس گندم کو رکھ کر ان کا کیا vision ہے، انہوں نے

اس گندم کے بارے میں کیا سوچا ہے اور اس گندم سے کل کیا بنے گا؟ اس گندم کو dispose of کریں، اس گندم کو باہر نکالیں، اس گندم کو فلور ملز پر جانے دیں، اس گندم کو عوام کی دہلیز پر پہنچائیں۔ محکمہ خوراک یہ گندم اپنے پاس کیوں رکھ کر بیٹھا ہے۔ governance کے issues ہیں، مینجمنٹ کے issues ہیں ان پر seriously سوچنا پڑے گا، بلے بلے کی سیاست کا وقت گزر چکا ہے اور اگر ہم نے اب بھی بلے بلے کی سیاست continue رکھی تو مجھ سے لکھوالیں کہ ہمارا politicians کا یہ آخری badge ہے، پھر ہمیں چانس نہیں ملے گا۔ میری اس ہاؤس کے توسط سے درخواست ہے کہ خدارا! اللہ تعالیٰ کی sovereignty کو مانیں، اپنی sovereignty کو ختم کریں، عوام کے خادم بن کر ان کی protection کریں۔ عوام بہت پریشان ہیں۔

جناب والا! امن وامان کا یہ حال ہو گیا ہے کہ پولیس کا decorum بچا ہے نہ ان کے کنٹرول میں کوئی چیز ہے اور میں آپ کو ایک مثال دے دوں کہ رحیم یار خان جو کہ بارڈر پر ضلع ہے، strategic لحاظ سے بڑا اہم ضلع ہے۔ پچھلے ڈیڑھ سال میں پتا نہیں کتنے ڈی پی او تبدیل ہو گئے ہیں۔ میں تو جب رحیم یار خان جاتا ہوں تو پتا چلتا ہے کہ نیا ڈی پی او آیا ہے۔ ایک ڈی پی او لگائیں، دیانتدار ڈی پی او لگائیں اور اس کے ذمے ٹاسک لگائیں اور حالت یہ ہے کہ رحیم یار خان کی تحصیل صادق آباد میں پچھلے ڈیڑھ دو ماہ میں چالیس اغواء ہو گئے ہیں۔ یہاں پر چودھری شفیق صاحب بیٹھے ہوئے ہیں یہ میری بات سے اتفاق کریں گے۔ کوئی دن خالی نہیں کہ جس دن کوئی بچہ نہیں اٹھ جاتا، کوئی دن خالی نہیں کہ پانی لگانے گیا اور پانی لگاتے ہوئے غائب ہو گیا اور پندرہ پندرہ، دس دس لاکھ روپیہ ransom دے کر آرہے ہیں تو this is lack of governance خدارا! خدارا! میری آپ سے درخواست ہے، اس ہاؤس سے درخواست ہے، میری حکومت پنجاب سے درخواست ہے، میری وفاقی حکومت سے درخواست ہے کہ good governance پر آ جائیں، نہیں تو یہ ملک آپ کو اور ہمیں معاف نہیں کرے گا۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو دیکھنے والا ہے، ہم اپنی ذمہ داریوں سے کوتاہی برت رہے ہیں، ہم routine سمجھ کر حکمرانی کر رہے اور ہم روٹین سمجھ کر حکمرانی کر رہے ہیں۔ یہ extraordinary time ہے۔ اس ملک میں good governance کے بغیر کوئی اور طریقہ نہیں ہے کہ حالات بہتر ہو سکیں۔ بہت بہت شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: جناب محمد یار ہراج صاحب!

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی (سردار دوست محمد خان کھوسہ): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں۔

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی (سردار دوست محمد خان کھوسہ): میں اس حوالے سے comment کرنا چاہتا ہوں کہ مخدوم صاحب میرے بڑے بھائی اور میرے لئے قابل احترام ہیں۔ وہ اپنی جماعت کو صوبے میں head کر رہے ہیں جو ابھی کچھ دیر پہلے فرما رہے تھے کہ اس ضلع میں ایمان والے لوگ رہتے ہیں، ضرور ہوں گے اور میں اس چیز کو مانتا ہوں کہ وہاں وزیر اعلیٰ مداخلت کرتے ہیں، چیف سیکرٹری اور نہ ہی منسٹر وہاں پر مداخلت کرتے ہیں کیونکہ وہاں پر ایمان والے لوگ بستے ہیں۔ اب ان کی اپنی بات پر مجھے تھوڑا سا تضاد نظر آیا ہے کہ ایک طرف تو انہوں نے good governance کی مثال بھی دے دی اور یہ بھی کہہ دیا کہ انتظامیہ میں سے کوئی وہاں پر مداخلت نہیں کرتا کیونکہ وہاں پر ایمان والے بستے ہیں تو پھر یہ 40 اغواء کس طرح سے mention کر رہے ہیں؟ یا تو پھر جو بے ایمان ہیں انہیں تھوڑی سی توجہ دینی ہوگی تاکہ یہ جو 40 اغواء کی مثال دے رہے ہیں اس سے وہاں کے لوگوں کو بچایا جا سکے ورنہ ذمہ داری خود قبول فرمائیں اور حکومت کے اوپر نہ ڈالیں۔ جہاں تک past کی بات کرتے ہیں تو میرے خیال میں جتنی authority in the past 7/8 years of that regime میرے بڑے بھائی کے پاس رہی ہے، اگر good governance ہوتی تو لیاقت پور جیسے گاؤں کے کسی کنوئیں کے اندر جانور مرے ہوئے نہ ملتے، Water suppliers اور دیگر مشکلات جو اس دور میں وہاں کے لوگوں کے لئے پیدا ہوئیں، جنہیں آپ خود اپنی زبان سے کہہ رہے ہیں کہ آخری ضلع ہے۔ اگر وہاں پر good governance رہی ہوتی تو اس آخری ضلع میں یہ مشکلات نہ ہوتیں۔ میری درخواست صرف یہ ہے کہ انہوں نے جس چیز پر اپنے remarks conclude کئے ہیں تو اسی جذبے کو سامنے رکھتے ہوئے غیر مشروط یہ حکومت کا ساتھ دیں۔ جہاں پر ہم سے غلطی ہو رہی ہے یا حکومت سے کوئی کمی بیشی ہو رہی ہو۔

Nobody says the government is perfect but it is working towards becoming perfect. They should help out the government not only Makhdoom Sahib but even our other colleagues sitting in opposition should help out the government.

تاکہ ہم وہ کام کر سکیں کہ جو ہمارے صوبے اور صوبے کے عوام کے لئے بہتر ہوں نہ ہمارے لئے روڑے اٹکائے جائیں۔ شکریہ

MAKHDOOM SYED AHMAD MEHMOOD: Mr. Speaker! point of personal clarification

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں!

مخدوم سید احمد محمود: جناب سپیکر! میں اپنی domain کی بات کر رہا تھا۔ میں چھوٹا سا زمیندار ہوں۔ میری بہت چھوٹی domain ہے۔ میرے علاقے میں ایک بھی اغوا نہیں ہوا۔ صادق آباد تحصیل is not my domain صادق آباد تحصیل کے ایم پی اے چودھری شفیق صاحب بیٹھے ہیں۔ My domain is my domain اور میں point scoring بھی نہیں کرنا چاہ رہا۔ آپ لوگ میری بات نہ سنیں اور یونہی چلتے رہیں جیسے جا رہے ہیں اور انشااللہ تعالیٰ آپ اپنے انجام کو پہنچ جائیں گے۔

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی (سردار دوست محمد خان کھوسہ): جناب سپیکر! ہم تو انشااللہ تعالیٰ اپنے ایک بہتر انجام کو ضرور پہنچیں گے جہاں سے پھر ایک نئے سفر کا آغاز کریں گے۔ فکر وہ کریں جو کہ اپنے انجام کو پہنچ چکے ہیں اور مزید اس انجام کی طرف جا رہے ہیں۔ اگر گورنمنٹ یہ کوشش کر رہی ہے کہ ایک غریب کو سہولت مہیا کی جائے مگر ملوں اور بلین کے مالک اپنے interest کو صرف safeguard کر رہے ہوں تو میرا خیال ہے کہ اس ماحول میں عوام کے مفاد کی بات کرنا بڑی مشکل ہو جاتی ہے۔ شکریہ

میجر (ر) عبدالرحمٰن رانا: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میرا خیال ہے کہ یہ مناسب نہیں ہے اور جو بحث چل رہی ہے اس پر بات ہونے دیں اس طرح تو باقی سب کا بھی ٹائم ختم ہو گا۔ میجر صاحب! تشریف رکھیں۔ جن کا نام بحث کے لئے آیا ہوا ہے ان کا یہ حق ہے۔ آپ تشریف رکھیں۔

میجر (ر) عبدالرحمٰن رانا: جناب سپیکر! اسی سے متعلقہ بات ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں!

میجر (ر) عبدالرحمٰن رانا: شکریہ۔ جناب سپیکر! میرا موقف یہ ہے کہ ممبران کے لئے ٹائم مقرر کر لیں کہ کتنا وقت انہیں دیں گے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: میجر صاحب! پارلیمانی لیڈرز کے لئے ٹائم نہیں ہوتا۔ جب ممبر بات کریں گے تو میں وقت بتاؤں گا۔ آپ تشریف رکھیں۔

میجر (ر) عبدالرحمٰن رانا: جناب سپیکر! پارلیمانی لیڈرز کا مجھے پورا احترام ہے لیکن بات یہ ہے کہ direction تو ٹھیک ہو۔ بات آج agriculture کی ہے شوگر ملز کے مالکان کی advocacy کی نہیں ہے کہ وہ یہ کرتے ہیں اور وہ کرتے ہیں کیونکہ آج کسانوں کا دن ہے۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: رانا صاحب! کیونکہ چینی اس میں ہے اس لئے اس پر بات ہو رہی ہے۔

میجر (ر) عبدالرحمٰن رانا: میں یہ بھی add کرنا چاہوں گا کہ جن شوگر ملوں کی اتنی advocacy کی ہے وہ لوگ جہاں گنے کا رس نکالتے ہیں وہاں کاشتکاروں کا خون بھی چوس رہے ہیں۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میجر صاحب! جب آپ کا وقت آئے گا تو اس وقت بات کر لیجئے۔ تشریف رکھیں۔ جی، ہراج صاحب!

جناب محمد یار ہراج: بہت شکریہ۔ جناب سپیکر! پہلے بھی اسمبلی میں specific topic پر debates ہوتی ہیں۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میں آپ کی بات کاٹ رہا ہوں کہ چونکہ جب پارلیمانی لیڈرز بات کر رہے ہیں تو House کی روایت رہی ہے کہ اس پر ٹائم کی قدغن نہیں ہوتی۔ اب ہمارے پاس ٹائم کی بھی limitation ہے تو ہر ممبر کے لئے اگر پانچ منٹ وقت مقرر کر دیا جائے تو میرا خیال ہے کہ مناسب ہو گا۔ ایوان کی کیا رائے ہے؟

معزز ممبران: پانچ منٹ بہت ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میرے پاس 40 ممبران کے نام ہیں تو میرا خیال ہے کہ پانچ منٹ کافی ہیں تو ہر ممبر کے لئے پانچ منٹ ہوں گے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ثقافت (محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں!

پارلیمانی سیکرٹری برائے ثقافت (محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری): جناب سپیکر! اپوزیشن لیڈر صاحب کہاں ہیں؟

جناب ڈپٹی سپیکر: ڈپٹی اپوزیشن لیڈر ہراج صاحب کو اپوزیشن لیڈر صاحب نے اپنا ٹائم دے دیا ہے اور وہ انہی کی نمائندگی کر رہے ہیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ثقافت (محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری): جناب سپیکر! اپوزیشن لیڈر کا status انہی کا ہے تو آٹا چینی پر ظہیر الدین صاحب کو بھی بات کرنی چاہئے میرا صرف یہ concern ہے۔ یہ message جانا کہ اپوزیشن لیڈر صاحب اپنا ٹائم کسی اور کو دے رہے ہیں اس کا مطلب یہ ہے کہ ان کا پنجاب کے عوام کے مسائل سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ مجھے اس سے تکلیف ہوئی ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! معاملہ یہ ہے کہ محترم مخدوم احمد محمود صاحب کہاں سے چلے اور کہاں پہنچے پھر انہوں نے ایمان پر بڑا زور دیا۔ میں سمجھتا ہوں کہ جس آدمی کے والد نے کوئی دو ہزار ایکڑ زمین، دو کوٹھیاں لاہور دو اسلام آباد اور دو فلیٹس لندن اور تین فلیٹس نیو یارک میں چھوڑے ہوں تو اس کا ایمان پر اتنا زور دینا اور قائم رہنا لیکن بات یہ ہے کہ میں نے انہیں اس لئے interrupt نہیں کیا کہ پرسوں بھی انہیں اس بات کا گلہ ہوا تھا۔ میں نے کہا کہ وہ اپنی بات مکمل کریں اور اس کے بعد جب باقی دوست بات کر لیں گے تو پھر بات کو conclude کریں گے۔ انہوں نے one man commission کے حوالے سے بات کی ہے، mismanagement اور bad governance کی بات کی ہے تو اس کا جواب دیں گے لیکن مخدوم صاحب اب یہاں سے جا چکے ہیں۔ آپ انہیں پابند کریں کیونکہ میرا خیال ہے کہ ابھی وہ گیلری یا اسمبلی چیمبر میں ہی ہوں گے۔ آپ ان سے یہ گزارش کریں کہ جیسے ہم نے ان کی بات سنی ہے تو وہ بھی یہاں پر موجود رہیں کیونکہ اخلاقی تقاضا یہی ہے۔ اگر وہ سمجھتے ہیں کہ اسمبلی میں انہوں نے بڑا زور دیا کہ وزراء اور اسمبلی کو تگڑا کریں۔ پھر آپ بیٹھیں کیونکہ اسمبلی اسی طرح سے تگڑی ہو گی کہ وہ یہاں پر تشریف رکھیں اور یہاں پر ہونے والی گفتگو کا ہم سے جواب بھی لیں۔ میری یہ گزارش ہے کہ انہیں اس بات کا پابند کریں کہ وہ یہاں پر تشریف رکھیں۔

شیخ علاؤالدین: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں!

شیخ علاؤالدین: شکریہ۔ جناب سپیکر! جیسے لاء منسٹر صاحب نے فرمایا ہے تو آپ اپنی لسٹ کو revise کریں کیونکہ اب لوگ اتنے زیادہ نہیں بیٹھے ہوئے۔ دوسرے مخدوم صاحب کو کہیں کہ وہ یہاں تشریف

لائیں کیونکہ کچھ نہ کچھ ہم نے بھی عرض کرنا ہے اور ہم بھی بتانا چاہتے ہیں کہ اصل حقائق ہیں کیا؟ کیونکہ آج انہوں نے اس مولوی کی طرح اتنا ڈرایا کہ مجھے سمجھ نہیں آ رہی تھی اور مجھے لگ رہا تھا کہ جیسے کوئی جمعہ ہے اور میں بھاگنے کی فکر میں تھا کہ ایمان اتنی دفعہ کہا۔ میں نے کہا کہ میں تو نکلوں یہاں سے کہ کہیں میرا ہی نہ کچھ ہو جائے۔ میں یہ چاہتا ہوں کہ ہم سب یہاں پر جو اس وقت بیٹھے ہوئے ہیں وہ بہت ڈرے ہوئے ہیں انہیں بلالیں تاکہ ہم ان غریب مظلوم، کسانوں کا بھی کچھ حال بتائیں جن کا بیڑا ہی غرق ہو گیا جن کی بد دعاؤں سے یہ سارا بحران آیا ہے۔ یہاں پر سب لوگ الیکشن لڑ کر آئے ہیں اور ہم جس وقت الیکشن مہم میں حصہ لے رہے تھے تو اس وقت کسانوں کا جو حال۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شیخ صاحب! آپ مہربانی کر کے تشریف رکھیں۔

جناب احمد خان بلوچ: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں!

جناب احمد خان بلوچ: جناب سپیکر! کسانوں کی وجہ سے ہی یہ شہر آباد ہیں اور کسانوں کی وجہ سے یہ 20/20 منزلہ پلازے بن رہے ہیں اور انہوں نے اتنی انڈسٹریاں لگائی ہوئی ہیں اور کسانوں کے متعلق یہ الفاظ کہتے ہیں۔ ایک آدمی کے متعلق کہیں، تمام کسانوں کے متعلق انہوں نے کیوں کہا ہے؟ یہ الفاظ کارروائی سے حذف کئے جائیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میں نے تو کسانوں کے حق میں بات کی ہے۔ پتا نہیں وہ کہاں تھے اور کیا سن رہے تھے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: بلوچ صاحب! انہوں نے کسانوں کے حق میں بات کی ہے۔

چودھری محمد شفیق: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں!

چودھری محمد شفیق: شکریہ۔ جناب سپیکر! جیسے پہلے کہا ہے کہ انہوں نے بار بار چودھری شفیق کا نام لیا ہے جو میرے علاقے سے تعلق رکھتے ہیں اور صادق آباد رحیم یار خان سے تعلق رکھتے ہیں تو میں انہیں بتانا چاہتا تھا، وہ بیٹھیں تو سہی، تشریف تو لائیں، وہ good governance کی کس قسم کی بات کرتے ہیں، اس علاقے کے مسائل کے بارے میں کیا بات کرتے ہیں؟ کم از کم ہمارے وہ دکھ تو سنیں جو ہم 1985 سے برداشت کر رہے ہیں۔ ان کے ظلم کس طریقے سے لوگ برداشت کر رہے ہیں اور چکی میں

پس رہے ہیں؟ ہم بتائیں گے کہ یہ شوگر ملز کے مالکان، یہ زمیندار، یہ سنٹرل اور صوبائی کے وزیر بلدیات کیا کرتے رہے ہیں اور کس طریقے سے لوگوں سے behave کرتے رہے ہیں۔ یہ آئیں تو سہی، بات سنیں تو سہی، ہم بتائیں گے کہ وہ کسانوں کی بات کرتے ہیں یا اپنے پیٹ کی بات کرتے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔ آپ اپنی باری پر بات کیجئے گا۔ جی، ہراج صاحب!

جناب محمد یار ہراج: بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ جناب سپیکر! آپ کا شکریہ کہ آپ نے مجھے وقت دیا۔ پہلے بھی اسمبلی میں مختلف موضوعات پر بحث ہوتی رہی ہے۔ میں یہ گزارش کروں گا کہ جتنی بھی یہاں باتیں ہوتی ہیں، میں یہ مختصر سی بات پہلے کرنا چاہ رہا ہوں اپنے points کی طرف آنے سے پہلے کہ ہمیں ان تقریروں کا اور ان discussions کا کوئی رزلٹ تو دکھایا جائے۔ ہماری input کی وجہ سے یا ہماری باتوں کی وجہ سے کوئی ایکشن ہوا، کوئی فائدہ ہوا یا کوئی پالیسی تبدیل ہوئی؟ اگر وہ ہمیں دکھایا جائے گا تو یہ incentive ہوگا کہ لوگ یہاں پر late بیٹھیں اور اس طرح کی تقریروں میں شامل ہوں۔ میں آج پالیسی پر بات کرنا چاہ رہا تھا، میں agriculture policy پر بات کرنا چاہ رہا تھا، میں food policy اور food shortages پر بات کرنا چاہ رہا تھا۔ سچی بات تو یہ ہے کہ ہمیں حکومت پنجاب اور فیڈرل گورنمنٹ کی agriculture اور food policy کی سمجھ نہیں آئی۔ I am not sure what the policy is and I am sure what is trying to achieve اس کا main issue یہ ہے کہ فیڈرل گورنمنٹ کی lines، divisions، limitations اور حدود کہاں تک ہیں، provincial government کی حدود کہاں تک ہے اور courts کی حدود کہاں تک ہیں؟ وہ مجھے ابھی تک clear تو نہیں ہو رہا ہے۔ جب ایک پالیسی کو اخباروں میں debate کرنا شروع کر دیا جائے اور مخدوم صاحب نے ابھی تقریر کی انہوں نے اخبار "Dawn" کے ایک Editorial کی بات کی تھی۔ اس میں ہمارے لئے مسائل اتنے simple نہیں ہیں کہ ہم چار سو الفاظ میں ان کا "Dawn" solution اخبار میں publish کر دیں۔ اگر بات ہوئی ہے supply, demand اور price control کی تو یہ بہت complex economic arrears ہیں جن میں cartel formation کو break کرنا حکومت کا فرض ہے۔ sugar cartel ایک گھناؤنا cartel ہے جس کو break کرنا اس حکومت کا فرض ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ demand supply اور sugar prices کے issues کا courts نے نوٹس لیا ہے۔ جب تک آپ market forces کو market forces کی طرح چلنے نہیں دیں گے اس وقت تک پالیسی نہیں چلے گی۔ جب آپ import controls رکھتے ہیں، production control

رکھتے ہیں تو demand supply balances جو ہیں اور جو آدم سمتھ کا invisible hand ہے وہ balances in effect نہیں آ سکتے۔ میں اس چیز کو summarize اس لئے کرنا چاہوں گا کہ یہ بہت complex issues ہیں۔ ان کے لئے سوچ و بچار کرکے کوئی think tank بنا کر ان چیزوں کو address کیا جائے۔ ان چیزوں کو اس طرح disregard نہ کیا جائے کہ ہم تین الفاظ آکر یہاں کہہ جائیں، چار الفاظ میڈیا چینل پر کہہ دیں اور دو statement دے دیں کہ سب ٹھیک ہے۔ پرسوں میں ایک میڈیا چینل پر تھا وہاں پر میرے ساتھ ایک حکومت کے نمائندے اور ایک پیپلز پارٹی کے نمائندے تھے۔ انہوں نے کہا کہ پنجاب میں شوگر کی کوئی shortage نہیں ہے، میں نے انہیں کہا کہ خانیوال میں sugar کی shortage ہے۔ انہوں نے on air اس بات سے انکار کیا اور کہا کہ پورے پنجاب میں کوئی shortage نہیں ہے۔ یہ shortages اس حکومت کا fall mark بن چکی ہیں۔ میں نے حکومت پنجاب کی ویب سائٹ A.M.I.S دیکھی ہے تو یہ Agricultural Marketing کی ویب سائٹ ہے، یہ آج کی رپورٹ ہے اور 80 صفحوں کی رپورٹ ہے کہ کس شہر میں کس basic commodities کی missing ہے۔ اس میں خانیوال میں sugar نہیں ہے وہ بھی documented ہے، کبیر والا میں sugar نہیں ہے وہ بھی documented ہے، سیالکوٹ میں sugar نہیں مل رہی ہے وہ بھی documented ہے۔ مجھے پہلے خیال آیا کہ یہ good governance ہے، جس دن میں اجلاس کے لئے خانیوال سے یہاں آیا اور مجھے ہفتہ ہو گیا ہے۔ مجھے میرے علاقے کے لوگوں نے فون کرکے کہا کہ آپ وہاں جا کر بتائیں کہ خانیوال میں sugar نہیں ہے، آپ بتائیں کہ میاں چنوں میں نہیں ہے، کچا کھوہ میں نہیں ہے اور کبیر والا میں نہیں ہے۔ میں نے کہا کہ ظاہر سی بات ہے کہ اگر میں کسی کو بتا دوں تو یہ مسئلہ حل ہو جائے گا۔ اس دن بھی اس ویب سائٹ پر لکھا تھا کہ خانیوال میں sugar نہیں ہے اور آٹھ دن کے بعد آج پھر اسی ویب سائٹ پر لکھا ہے کہ خانیوال میں sugar نہیں ہے، sugar تو کیا اس میں تو دال مونگ بھی لکھا ہو گا کہ 18 شہروں میں مونگ کی دال تک نہیں مل رہی ہے۔ اگر problems identified ہیں تو ان کے solutions ہمیں کیوں نظر نہیں آ رہے ہیں، اگر آپ کو پتا ہے کہ خانیوال میں sugar نہیں ہے تو ان 80 صفحوں کا ہم نے اچار ڈالنا ہے؟ جب آپ پالیسی بنائیں تو ہمیں شریک کریں ہم آپ کی help کرنے کے لئے تیار ہیں۔ اگر آپ کو ہم سے کسی قسم کی مدد چاہئے تو ہم حاضر ہیں لیکن میں حکومت سے گزارش کروں گا کہ اس چیز کی کوئی پالیسی بنائیں، courts کے ساتھ فیصلہ کریں کہ ان کی حدود کہاں تک ہے اور حکومت کی حدود کہاں تک ہے؟ عوام تو ابھی اس انتظار

میں ہیں کہ شاید ابھی کوئی ہائی کورٹ کا فیصلہ آئے گا، شاید ابھی چیف منسٹر کا فیصلہ آئے گا۔ کون سا فیصلہ کس کو کس حد تک negate کرتا ہے اس کا ابھی تک اندازہ ہی نہیں ہو پا رہا ہے۔

جناب سپیکر! 18۔فروری 2008 کو جو الیکشن ہوا تھا اس میں مہنگائی ایک issue بنا تھا اور یہ کہا جا رہا تھا کہ پچھلے دور میں یعنی ہماری پارٹی کی حکومت میں مہنگائی آسمان تک پہنچ گئی تھی۔ یہ میں پچھلے دس سال کی State Bank of Pakistan کی revised number لسٹ لے کر آیا ہوں اس میں food items کی مہنگائی ہے۔ یہ State Bank کی ویب سائٹ پر ہے، اگر کوئی میڈیا والا جاگ رہا ہے یا کسی کا ضمیر جاگ رہا ہے تو جا کر چیک کر لے کہ food کی prices میں 2002,2003,2004, 2005,2006 کسی میں بھی 10 فیصد سے زیادہ Consumer Price Index جو CPI ہوتا ہے Basket of Basic Food Item وہ کسی بھی دور میں 10.3 سے exceed نہیں کیا۔ پچھلے سال جو اس نئی مخلوط حکومت کے گزرے ہیں اس میں 17.6 اور 23.7 فیصد ہے۔ یعنی یہ پہلے سے بھی مزید برائی کی طرف جا رہا ہے۔

It has not only doubled from our time, it is increasing at an alarming rate where three times of prices in 18 months being achieved.

اگر آپ اس کی mathematics کی calculation کریں، یہ اسی حکومت کی ویب سائٹ ہے اور اسی حکومت کا data ہے جو اس مالی سال کے ختم ہونے پر شائع کیا گیا ہے۔ اگر wheat کی بات ہوتی ہے، agriculture کی بات ہوتی ہے اور procurement policies کی بات ہوتی ہے تو اس میں، میں ایک گزارش یہ بھی کرنا چاہوں گا کہ حکومت اور ایک sector of economy جس کی G.D.P primarily agriculture sector پر dependent ہے۔ حکومت پنجاب نے acknowledge کیا ہے اس کی ویب سائٹ پر موجود ہے پنجاب کی 80 فیصد معیشت agriculture سے related ہے۔ 24 percent direct output and the rest related to linkages of that تو agriculture پالیسی کے لئے یہ میں بجٹ کے نمبر نکال کر لایا ہوں کیونکہ مجھے نمبرز پڑھنے کا بہت شوق ہے۔ حکومت کی original budget allocation کتنی تھی؟ یہ پچھلا پورا مالی سال جو میاں محمد شہباز شریف صاحب کی حکومت اور اس مخلوط حکومت کا گزرا ہے وہ 3۔ارب روپے کی allocation تھی جس میں سے صرف 1.6 بلین spent کیا گیا ہے اور 1.4 بلین نہیں کیا گیا۔ یعنی کہ

جب یہ بات میں نے ایک ٹی وی چینل پر کہی تو مجھے 55 percent of the budget was used آگے سے کہا گیا کہ نہیں 97 فیصد خرچ کیا گیا ہے جبکہ ان کے اپنے white paper میں یہ صاف published ہے کہ پچھلے دور میں کسی سیکٹر میں 55 فیصد سے زیادہ بجٹ use نہیں کیا گیا۔ میں agriculture policy پر کیا بات کروں گا جب میں دیکھتا ہوں کہ پالیسی بھی ہے، بجٹ بھی ہے لیکن 55 فیصد سے زیادہ خرچ نہیں ہوتا۔ آپ acknowledge کر رہے ہیں کہ 80 فیصد آبادی اس سیکٹر پر ہے اور آپ اس کے لئے پیسے خرچ کرنے کو بھی believe نہیں کرتے۔ اگر رمضان بازاروں کی بات ہو، میں ابھی کچھ آرٹیکلز لایا تھا یہ سب جانتے ہیں۔ یہ پہلی بار ہمارے ملک کی تاریخ میں ہوا ہے اور مخدوم صاحب نے بھی اپنی تقریر میں اس کا ذکر کیا کہ یہ پہلی بار ہی ہوا ہے کہ wheat کا ریکارڈ crop ہوا، گندم کی ریکارڈ production کے باوجود کیا پنجاب جو کہ joint India Pakistan کی food basket گنا جاتا تھا دنیا کی 25 فیصد آبادی a quarter of humanity پنجاب کی produce کی ہوئی گندم پر گزارہ کرتی تھی۔ Quarter of all mankind would eat from Punjab اور آج اس ملک میں، اسی پنجاب میں لوگ آٹے کے لئے مر رہے ہیں۔ میں یہ بحث نہیں کرنا چاہتا کہ یہ price کم تھی یا زیادہ تھی لیکن خدارا! اس صوبے میں، اس پنجاب میں لوگ آٹے کی وجہ سے مریں۔ یہ پالیسی failure ہے۔ میں اپنی تقریر کو مزید لمبا نہیں کروں گا لیکن میں صرف یہ گزارش کروں گا کہ مجھے کہیں پالیسی نظر نہیں آ رہی ہے، مجھے ایک ایڈہاک حکومت نظر آ رہی ہے اور مجھے ایک haphazard governance نظر آ رہی ہے۔ آئیے پالیسی بنائیں، آئیے اس اسمبلی کو relevant کریں، آئیے ان committees کو relevant کریں، آئیے اس جمہوریت کو relevant کریں جو اتنی قربانیوں کے بعد ہمیں یہ جمہوریت اور ملک حاصل ہوا ہے تو آئیے اسی کو relevant کریں اور اگر آپ اس کی طرف ایک قدم اٹھائیں گے تو ہم آپ کے ساتھ ۔۔۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! مجھے پوائنٹ آف آرڈر پر اس لئے بات کرنا پڑی ہے کہ یہ بھی اسی طرح جو شیلی تقریر کر کے بعد میں غائب ہو جائیں گے جس طرح مخدوم صاحب ہوئے ہیں تو یہ ذرا مجھے بتادیں کہ پنجاب میں کہاں کہاں پر آٹے کی وجہ سے لوگ مرے ہیں کیونکہ انہوں نے بات کی ہے کہ پنجاب میں لوگ آٹا نہ ملنے کی وجہ سے مرے ہیں تو یہ ذرا مجھے figures بتادیں؟

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، ہراج صاحب!

جناب محمد یار ہراج: جناب سپیکر! میں نے ادھر آرٹیکل رکھا ہوا ہے جو راولپنڈی کا documented ہے کہ وہاں پر لیسنوں میں گرمی کی وجہ سے لوگ heart attack سے مر گئے ہیں تو میں یہ آپ کو پکڑا دیتا ہوں۔ اگر ان کا مطلب یہ تھا کہ ---

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! یہ کوئی طریقہ نہیں ہے کہ آپ تقریر کریں اور اس میں جھوٹ بولیں، اس میں غلط figures quote کریں اور اس کے بعد پھر آپ غائب ہو جائیں، دوڑ جائیں اور اس کے بعد آپ سننے کے لئے بھی نہ بیٹھیں۔ انہوں نے بھی یہی کرنا ہے اور تقریر کرنے کے بعد غائب ہو جانا ہے تو مجھے یہ بتائیں کہ پنجاب کے کس شہر میں آٹے کی وجہ سے کوئی آدمی مرا ہے اور وہ مجھے باقاعدہ figures بتائیں؟ اب اگر کوئی کراچی میں واقعہ ہوا ہے اور اسے یہ پنجاب پر کیوں مسلط کر رہے ہیں؟

جناب محمد یار ہراج: جناب سپیکر! ---

جناب ڈپٹی سپیکر: ہراج صاحب! یہ پوائنٹ آف آرڈر پر بات کر لیں اس کے بعد آپ بات کر لینا۔

جناب محمد یار ہراج: جناب سپیکر! میری تقریر کے اندر پوائنٹ آف آرڈر کہاں سے آگیا اور میں ابھی اپنی تقریر ختم کرنے لگا تھا کہ ---

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ آپ مجھے بتا دیں کہ کس rules میں لکھا ہے کہ تقریر کے دوران پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہوتا اور آپ خود کتنی دفعہ تقریروں کے اندر پوائنٹ آف آرڈر پر کھڑے ہو جاتے ہیں؟

جناب محمد یار ہراج: جناب سپیکر! اس چیز سے آپ نے مجھے ہمیشہ روکا ہے اور جس چیز سے آپ نے مجھے کہا ہے کہ یہ غیر مناسب ہے تو ان کو کیوں اجازت دی ہے؟ میرے ساتھ امتیازی سلوک یہ غیر مناسب ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ لیڈر آف اپوزیشن کے behalf پر بات کر رہے ہیں۔ kindly ذرا نام کو follow کریں؟ آپ نے جو بات کی ہے وہ کریں۔

جناب محمد یار ہراج: جناب سپیکر! میں لیڈر آف دی اپوزیشن کی جگہ بول رہا تھا آپ نے خود اس چیز کو acknowledge کیا تھا۔ میری تقریر کو آپ نے interrupt کیوں کرنے دیا؟ یہ غیر مناسب ہے میں

proof لے کر آیا ہوں، ہر چیز کو مذاق میں ٹال دینا، ہر چیز کو demean کر دینا، ہر چیز ہنسی میں ٹال دینا یہ کیا ہے، کیا یہی اسمبلی ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ fix figures بتا دیں؟

جناب محمد یار ہراج: جناب سپیکر! میں علامتی واک آوٹ کرتا ہوں۔

(اس مرحلہ پر جناب محمد یار ہراج علامتی واک آوٹ کر کے ایوان سے باہر چلے گئے)

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! یہ واک آوٹ نہیں کر رہے بلکہ یہ بھاگ رہے ہیں۔ یہ بھگوڑا پن کر رہے ہیں اور یہ غائب ہو رہے ہیں۔ میں نے پہلے کہا تھا کہ انہوں نے یہی کرنا ہے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، لغاری صاحب!

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! میری گزارش یہ ہے کہ اس ہاؤس کی روایت یہ ہے کہ جب بھی لیڈر آف دی اپوزیشن بات کرتے ہیں تو ان کو interrupt نہیں کیا جاتا۔ محمد یار ہراج صاحب جو ہمارے ڈپٹی اپوزیشن لیڈر ہیں ان کو As Leader of the Opposition کو open debate کرنے کے لئے مواقع دیا، اس سے پہلے آپ نے مخدوم صاحب کو موقع دیا اور وہ اپنی پارٹی کے لیڈر ہیں اور ہمارے ہاؤس میں پیپلز پارٹی ہے کیونکہ وہ حکومت پارٹی ہے اور دوسری ایم ایم اے ہے وہ بھی حکومتی پارٹی ہے اور اگر اپوزیشن کی طرف سے محمد یار ہراج صاحب تقریر کر رہے ہیں تو ان کی تقریر کو interrupt کرنا میرے خیال میں مناسب نہیں تھا۔ اس پر آپ مجھے پرانی روایت بتائیں کہ جب لیڈر آف دی اپوزیشن یا لیڈر آف دی ہاؤس کو کاٹا گیا ہو؟ میرا ابھی کچھ عرصہ اس اسمبلی میں گزر چکا ہے۔ مجھ سے بہت زیادہ وقت رانا صاحب نے گزارہ ہو گا لیکن یہ نہیں ہوتا ہے کہ لیڈر آف دی اپوزیشن کی تقریر کو کاٹا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، بہت شکریہ۔ جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ لغاری صاحب جس بات کی نشاندہی کر رہے ہیں وہ ٹھیک ہے اور میں اس بات کو اچھی طرح سمجھتا ہوں، بات یہ ہے کہ ان کی تقریر کو interrupt نہیں کیا گیا۔ میں نے ان کو تقریر کرنے سے روکا نہیں ہے لیکن جب وہ ایک ہی بات

بار بار کر رہے تھے اور sensation پھیلا رہے تھے اور وہ بالکل بے بنیاد بات کر رہے تھے کہ آٹے کی وجہ سے یہاں پر لوگ مرے ہیں، باقی ٹھیک ہے ان کے arguments اپنے ہیں لیکن جب وہ بالکل غلط figures quote کر رہے تھے تو میں نے اس خدشہ سے کہ انہوں نے تقریر کرتے ہی بعد میں مخدوم صاحب کی طرح غائب ہو جانا ہے تو جب انہوں نے تیسری مرتبہ بات دوہرائی ہے میں نے ان کو interrupt نہیں کیا اور میں نے یہ کہا کہ آپ اس کی وضاحت کر دیں بلکہ اپنی تقریر میں فرما دیں کہ میرے علم میں نہیں ہے کہ آپ فرما دیں کہ پنجاب میں کہاں کہاں پر آٹے کی وجہ سے لوگ مرے ہیں؟

ڈاکٹر سامیہ امجد: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، ڈاکٹر صاحبہ!

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! رانا صاحب کی میں بہت respect کرتی ہو لیکن sensationalize کرنے میں رانا صاحب کا بھی بہت کمال ہے۔ ان کے اپنے اتحادی ہیں جو مخدوم صاحب اٹھ کر چلے گئے ہیں تو ان کو بھگوڑا کہہ رہے ہیں، مناسب نہیں ہے ایسے الفاظ مت استعمال کریں۔ محمد یار ہراج کو تو کہہ رہے کہ وہ sensationalize کر رہے ہیں لیکن یہ بھی کم نہیں ہیں۔ اس طرح کا attitude discouraging ہے اور کس طرح بات ہو گی جب وہ اپنے اتحادیوں کو بھگوڑے اور بھاگ گئے کہتے ہیں تو وہ ہماری کیا عزت کریں گے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: نہیں، پہلی بات یہ ہے کہ factual بات تھی اور on the floor of the House ہو رہی ہے اس کو انہوں نے point out کیا ہے۔ محمد یار ہراج صاحب ہمارے لئے محترم ہیں، میں باقی کارروائی کو آگے بڑھانے سے پہلے معین وٹو صاحب اور کلو صاحب سے گزارش کروں گا اور لیڈر آف دی اپوزیشن سے بھی میری درخواست ہے کیونکہ وہ ان کے behalf پر بول رہے تھے تو یہ سارے دوست جا کر ان سے بات کر کے انہیں ہاؤس میں لے کر آئیں۔ meanwhile ہم بات کو آگے بڑھاتے ہیں جب تک یہ کمیٹی باہر سے آ نہیں جاتی تو اب اس سے اگلی تقریر علی اصغر منڈا صاحب!۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔ جناب جلال الدین ڈھکو صاحب!۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔ چودھری جاوید احمد صاحب!۔۔۔ موجود نہیں ہیں اور اس کے بعد رائے محمد اسلم صاحب! پانچ منٹ کی پابندی ہے۔ ذرا اس کے اندر آپ نے wind up کرنا ہے۔

رائے محمد اسلم خان: شکریہ۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ جناب سپیکر! آج اس ایوان میں بتانا چاہتا ہوں کہ جب ملک کی 80 فیصد آبادی زراعت سے تعلق رکھتی ہے اس پر بحث ہو رہی تھی اور ملک میں چینی اور آٹے کے issue پر بحث پر ہو رہی تھی، اگر میں باہر جانے والے صاحبان سے یہ پوچھوں کہ کیا آج ہمارے ملک میں اتنی مقدار میں چینی نہیں ہے جو سب کو مل سکے؟

محترمہ آمنہ الفت: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی،

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! کیا کوئی ممبر کسی وزیر کی سیٹ پر کھڑے ہو کر تقریر کر سکتے ہیں؟

جناب ڈپٹی سپیکر: ویسے تو اس کے اندر ہے لیکن پیچھے بھی ہوتی رہیں Let him talk اس وقت وزیر ہاؤس میں نہیں ہیں اور اتنی چھوٹی چھوٹی باتیں ہمیں نوٹ نہیں کرنا چاہئے ویسے آپ کا point valid ہے۔

رائے محمد اسلم خان: جناب سپیکر! میں عرض کر رہا تھا کہ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے اس سال ملک میں اتنی گندم پیدا ہوئی ہے اور اب بھی موجود ہے تو آٹے کا بحران۔۔۔

(اس مرحلہ پر جناب محمد یار ہراج واپس ایوان میں تشریف لے آئے)

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): جناب سپیکر!۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: رائے صاحب! ایک منٹ ذرا ٹھہریں۔ جی، لیڈر آف دی اپوزیشن!

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): جناب سپیکر! آپ نے چونکہ میری ڈیوٹی لگائی تھی۔ آج میں نے اپنی موجودگی میں بھی یہ چاہا کہ ہمارے ساتھی جو ڈپٹی اپوزیشن لیڈر ہیں وہ میرے behalf پر تقریر کریں اگر وہ نہ ہوتے تو ہم کسی اور اپنے سینئر ساتھی کو کہتے کہ وہ contribute کریں۔ ہم اسی طرح اپنے سب پارٹی کے ساتھیوں کو ساتھ لے کر چلنا چاہتے ہیں اور کوئی کسی بھی جگہ کسی وقت بھی آ سکتا ہے۔ یہ ایک پیغام جانا چاہئے اور آج جو چھوٹی سی بات ہوئی جس کی وجہ سے ماحول تلخ ہوا۔ میں آپ کی حکومتی بنچز اور ہماری طرف سے بھی کاوش جاری ہے کہ ہم نے اس ادارے کو ایک اچھے ماحول میں لے کر آگے چلنا ہے اور ہم نے اس کو آگے پانچ سال تک کے لئے چلانا ہے لیکن پانچ سال تک سفر طے کرنے کے لئے ایک بڑا خوشگوار ماحول جو کہ rules کے تابع ہو، جو اخلاق کے تابع ہو، جو ایک خلوص کے تابع ہو اور ایک حوصلہ کے تابع ہو وہ ایک ماحول ہو گا تو پھر ہی چلے گا۔ اس سلسلے میں جو تھوڑی دیر

پہلے ہوا ہم اس بات کو بند کرتے ہیں اور آگے چلتے ہیں۔ آپ کی خواتین کے مطابق ہم گئے ہیں، ہم نے ان سے گزارش کی ہے اور وہ تشریف لے آئے ہیں۔ اب میں آپ کو کہتا ہوں کہ اس ہاؤس کو آگے چلایا جائے۔ شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، بہت شکریہ۔ جی، ہراج صاحب!

جناب محمد یار ہراج: جناب سپیکر! میں آپ کا شکریہ ہی ادا کرنا چاہ رہا ہوں کہ آپ ہاؤس کو rules کے مطابق ہی چلانا چاہتے ہیں اور میں اس میں بھی جو کر سکا حاضر ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ کا بہت شکریہ۔ جی، رائے صاحب!

رائے محمد اسلم خان: جناب سپیکر! بات آٹے اور چینی پر ہو رہی تھی اور میں کہہ رہا تھا کہ آج ملک میں گندم بھی اتنی مقدار میں ہے، چینی بھی اتنی مقدار میں موجود ہے کہ الحمدللہ کوئی بحران والی بات ہی نہیں ہے جس بحران کی باتیں ہو رہی ہیں لیکن ہم نے ایسا ماحول اپنی کلاس کے مفاد کی خاطر develop کرتے ہیں کہ باہر بیٹھی بعض ایجنسیاں یہ خبریں نشر کرتی ہیں کہ پاکستان میں بھی غذائی بحران ہے۔ یہ خطہ جیسے ہراج صاحب فرما رہے تھے کہ پورے برصغیر میں یہ فوڈ باسکٹ کے نام سے مشہور تھا۔ ادھر اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے آج بھی خوراک کا بحران نہیں ہے اور جو باتیں میرے دوست کر رہے تھے میں بڑے دعوے سے یہ کہہ سکتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے یہ جو رمضان بازار والا سلسلہ تھا تو کئی لوگوں سے دعائیں سنی ہیں، کئی لوگوں سے جن کارات کو چولہا نہیں جلتا تھا، ماہ رمضان کے بابرکت مہینے میں انہیں آٹا چینی اور دوسری غذائی اشیاء معقول ریٹ پر ملی ہیں تو ان کے منہ سے ہم نے خود دعائیں سُنی ہیں اور وہ چیف منسٹر پنجاب کو دعائیں دے رہے تھے، موجودہ حکومت کو دعائیں دے رہے تھے اور ان سب لوگوں کو جنہوں نے کسی نہ کسی طریقے سے اس میں کردار ادا کیا تھا۔ میرے دوست چینی کے بارے میں کہہ رہے تھے اور ایک خاص کلاس کی نمائندگی کر رہے تھے اور آج انہیں اس بات پر بڑا دکھ ہوا کہ سپریم کورٹ آف پاکستان کے حکم سے حکومت پنجاب ان کے گوداموں سے چینی باہر نکال کر بازار میں لا رہی ہے، اس وقت انہیں دکھ نہیں ہوا تھا جس وقت کسان کی بات نہیں ہوئی تھی، جس وقت گنا کے grower کی بات نہیں ہوئی تھی۔ آج آپ دیکھیں کہ میرے اپنے علاقے ننکانہ صاحب کی شوگر مل کو دیکھ لیں بلکہ ہر علاقہ کی شوگر ملوں میں دیکھ لیں تو پانچ، چھ سال سے گنے کا grower جو سانپوں کے سر لتاڑ کر یہ فصل پیدا کرتا ہے، یہ پورے سال کی فصل ہوتی ہے، اپنی ساری جمع پونجی اس پر خرچ کر دیتا ہے پانچ، چھ سال تک انہیں اس کا معاوضہ نہیں ملتا۔ قیمت تھوڑی

یا زیادہ یہ تو اور بات ہے، قیمت لکڑی کے برابر دینا یا گنا کی فصل کے برابر دینا یہ تو دور کی بات ہے اس کی جنس کا، اس کی فصل کا بالکل معاوضہ ہی نہیں دیا جاتا اور یہی مل آنرز جنہیں گورنمنٹ 2 فیصد سود پر قرضہ دیتی ہے وہ 18 فیصد سود پر کھاد اور بیج لینے والوں کی پانچ، چھ سالوں کی خون پسینے کی کمائی ہڑپ کر کے بیٹھے ہیں اس وقت کاشتکار کی بات نہیں ہوئی تھی، اس وقت گنے کے کاشتکار کی بات نہیں ہوئی تھی، اس وقت کسی پارلیمنیٹرین کو اور کسی پارلیمانی لیڈر کو تکلیف نہیں ہوئی تھی؟

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، رائے صاحب، بہت مہربانی۔ ابھی آپ نے آغاز ہی کیا تھا لیکن وقت ختم ہو گیا۔ آپ کا بہت شکریہ

رائے محمد اسلم خان: جناب والا! اس point پر تو میں نے بحث شروع کی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔ ممبران کے تعاون سے ہی ہم یہ سارا کام آگے چلائیں گے۔ جی، شیر علی خان صاحب!

جناب شیر علی خان: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ شکریہ۔ جناب سپیکر! آپ نے ٹائم کی جو پابندی لگا دی ہے۔ زراعت تو ایسا موضوع ہے خاص طور پر اگر زمیندار کے لئے بولنا ہے تو بہت ٹائم چاہئے لیکن میں کوشش کروں گا کہ وقت کی قدغن میں اس کو سمیٹ لوں۔ یہاں چینی اور آٹے کی بہت باتیں ہو چکی ہیں، میں زراعت کی بات کروں گا۔ زراعت کے لئے تین چیزوں کا ہونا بہت ضروری ہے۔ سب سے پہلے زمین کا ہونا بہت ضروری ہے اور میں حکومت سے گزارش کروں گا کہ اس پر legislation کی جائے کہ fertile lands پر housing colonies اور industrial estates بنانے کی پابندی لگائی جائے۔ اسلام آباد میں negative area ہونے کی وجہ سے وہاں پر construction ہو سکتی ہے۔ وہ زمینیں زراعت کے لئے موزوں ہیں اور نہ ہی وہاں housing colonies بنی ہیں تو اس پر نوٹس لیا جائے اور یہ جو زمینیں انہوں نے زمینداروں سے لے کر ضائع کرنی شروع کی ہیں اس پر پابندی لگائی جائے۔ جو زمین زراعت کے لئے موزوں نہیں ہے اس پر industrial estates and housing colonies بنائی جائیں۔ زمین اگر ہو اور پانی نہ ہو تو تب بھی زراعت نہیں ہوتی اور اگر ٹیوب ویل اور نہر کا پانی میسر نہ ہو اور اگر باران رحمت برس جائے تو ہم جس طرح بارانی علاقے کے زمیندار کاشت کرتے ہیں اس طرح زمینداری تو شاید ہو سکتی ہے مگر جو پانی کی کمی کا سامنا ہے اسے پورا نہیں کیا جا سکتا اور جس طرح انڈیا میں ڈیم پر ڈیم بنائے جا رہے ہیں۔ اس سلسلے میں میری گزارش یہ ہے کہ جب پنجاب این ایف سی ایوارڈ میں اپنی stated stance سے پیچھے ہٹ رہا تھا تو کیا ہی اچھا ہوتا کہ

وہ باقی صوبوں سے کالا باغ ڈیم پر یہ consensus لے لیتا کہ ہمیں کالا باغ ڈیم بنانے کی اجازت دی جائے۔ ہم نے یک طرفہ retreate کی ہے یہ ہم نے پنجاب کی عوام کے ساتھ کالا باغ ڈیم پر بہت بڑا دھوکا کیا ہے۔ اگر آپ اس پر بحث رکھیں تو میرے پاس پورا ریکارڈ موجود ہے میں آپ کو facts and figures کے ساتھ یہ ثابت کر سکتا ہوں کہ آج بھی کالا باغ ڈیم سب سے viable ڈیم ہے۔ پنجاب اس پر کیوں خاموش ہے؟ اس ایوان سے ایسی قرارداد منظور ہونی چاہئے جو Federal Government کو مجبور کرے کہ ہمیں کالا باغ ڈیم بنانے کی اجازت دی جائے۔ اس کے ساتھ ساتھ جو سمال اور میڈیم سائز ڈیم ہیں ان کے بنانے میں کیا رکاوٹ ہے؟ جس طرح اکھوڑی ڈیم جو ہمارے ڈسٹرکٹ میں ہے، ڈھوک پٹھان ڈیم ہے ان کے pond areas آپ حیران ہوں گے کہ کالا باغ ڈیم جتنے ان کے pond areas ہیں اگر وہ ڈیم بنا دیئے جائیں تو کتنا پانی جو ویسے ہی بہہ جاتا ہے اس کو قید کیا جا سکتا ہے اور اس سے بجلی بھی پیدا کی جا سکتی ہے۔

جناب سپیکر! میں اپنی بات مختصر کر رہا ہوں کہ پانی کے بعد زراعت کے لئے تیسری اہم چیز بیج ہے۔ یہاں ریسرچ پر اتنی خطیر رقم خرچ کر دی جاتی ہے۔ میری گزارش یہ ہو گی کہ آپ بیج امپورٹ کر کے اچھا بیج لے کر زمینداروں میں مفت تقسیم کریں۔ آپ آٹے کا تو دو سو روپے کا بیگ دیتے ہیں، جو زمیندار غریب محنت کرتا ہے اس گندم کو کاشت کرتا ہے اس کے لئے آپ کیا کرتے ہیں؟ میں نے پچھلی دفعہ بھی بجٹ تقریر کی تو میں نے اس bad governance کی نشاندہی کی تھی اور اس پر کوئی ایکشن نہیں لیا گیا۔ "انقلاب" کے نام سے ایک بیج ہے۔ دو سال سے محکمہ زراعت کہہ رہا ہے کہ اس کو کاشت مت کرو۔ سیڈ کارپوریشن والوں نے پچھلی فصل سے پہلے وہ بیج ہمیں فروخت کیا ہم نے وہ بیج کاشت کیا جب وہ فصل خراب ہو گئی تو ہم بیچنے گئے، یہاں یہ کہا جاتا ہے کہ دانہ دانہ خریدا گیا، ہم جب بیچنے گئے، آج فوڈ منسٹر موجود نہیں ہیں، فوڈ ڈیپارٹمنٹ والوں کا میرے پاس ثبوت موجود ہے انہوں نے کہا کہ ہم یہ بیج نہیں خریدیں گے تو جب حکومت اس کو بیچے تو وہ ٹھیک ہے اور جب ہم بیچنے جائیں تو اس وقت حکومت ہم سے نہ خریدے تو یہ بہت بڑی زیادتی ہے۔

جناب سپیکر! چونکہ یہاں پر آٹے چینی کی بات ہو رہی ہے جب میں کل اپنے علاقے فتح جنگ اور حسن ابدال میں گیا تو وہاں ہر دکاندار سراپا احتجاج تھا کہ 40 روپے فی کلو کے حساب سے ان کو چینی دی جا رہی تھی اور 40 روپے فی کلو پر ہی ان کو بیچنے کے لئے کہا جا رہا تھا۔ میں صرف ایک منٹ لوں گا اور آج کا یہ اخبار کہتا ہے میں details میں نہیں جاتا صرف موٹی سرخی پڑھ دیتا ہوں۔ "حسن ابدال میں آنے

والی چینی (ن) لیگ کا تحصیل صدر لے گیا، شہری گھتم گتھا، چائے کا کپ 20 روپے تک پہنچ گیا، علاقے کے لئے 360 بوری چینی بھیجی گئی اسد زمان طاہر خیلی کی غنڈہ گردی کے خلاف تاجروں کا زبردست احتجاج، ہنگامی اجلاس، بیول میں 30 ہزار آبادی کے لئے 40 تھیلے بھیجے گئے۔ اگر یہی جمہوریت ہے تو پھر مارشل لاء ہی بہتر تھا، شہریوں کی گفتگو۔" یہ اخبار کہتی ہے میں نہیں کہہ رہا اور یہ آج کی اخبار ہے۔ گزارش یہ ہے کہ یہ میرا اخبار نہیں ہے یہ" خبریں" اخبار ہے اور آخر میں، میں صرف یہی گزارش کروں گا کہ یہ جتنی policies بنائی جاتی ہیں سستا آٹا ہو، چینی ہو، یہ سب شہریوں کے لئے ہے، سستی روٹی شہروں کے لئے ہے، ہم دیہاتیوں کے لئے بھی کوئی ایسا منصوبہ بنائیں کہ ہمیں بھی سستی روٹی چاہئے، ہمیں بھی سستا آٹا چاہئے، میں اسی کے ساتھ آپ سے اجازت چاہوں گا۔ Thank you very much.

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، بہت شکریہ۔ جناب طاہر احمد سندھو صاحب!۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔ ڈاکٹر آمنہ بٹر صاحبہ!۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔ جناب آجاسم شریف صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے آبکاری و محصولات (جناب محمد آجاسم شریف): جناب سپیکر! میرا ٹائم کسی اور کو دے دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جناب محسن خان لغاری صاحب!

جناب محمد محسن خان لغاری: بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ جناب سپیکر! میں انشاء اللہ پانچ منٹ میں اپنی بات conclude کرنے کی کوشش کروں گا اور میں موٹی موٹی باتیں کروں گا۔ ہمارے پنجاب کی economy زراعت پر dependent ہے۔ ہماری produce کے پیسے آتے ہیں تو لبرٹی مارکیٹ میں رونقیں ہوتی ہیں اور لوگ شیخ صاحب کی ڈیلر شپ سے بھی گاڑی لے کر جاتے ہیں۔ یہ موٹی سی بات ہے اور اسے کوئی بھی deny نہیں کر سکتا لیکن زراعت کے لئے ہماری کوئی پالیسی نہیں آئی۔ وفاقی حکومت میں تو زراعت کا وزیر ہی نہیں ہے اور ہمارے اولکھ صاحب کے پاس بھی پانچواں یا چھٹا زراعت کا محکمہ ہے ان پر اور بھی بہت ساری ذمہ داریاں ہیں۔ لہذا زراعت پر مرکزی اور صوبائی حکومت کی seriousness یہ ہے کہ ہم اس کو ایک full time وزیر بھی allocate نہیں کر سکے کہ آدمی full time اسے دیکھے۔ آج کل آٹے اور شوگر کین کا crisis ہے اور اس کے ساتھ آگے ایک اور crisis آرہا ہے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! جب ہوٹل یا اچھے ریسٹورنٹ سے بھگانا ہو تو بتیاں بند کرنا شروع کر دیتے ہیں۔ یہ دیکھیں کہ یہاں بھی لائٹیں بند ہونا شروع ہو گئی ہیں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! اس وقت گنے کی فصل تیار ہے لیکن sugar crisis کی وجہ سے ملیں بند کر دی گئی ہیں اور ابھی شوگر کین کی harvesting نہیں ہو سکے گی۔ اسے کھڑے رہنے کے لئے مزید پانی دینا پڑے گا اور اس کے اندر sugar content preserve بڑھے گا اور وہ قیمتی پانی جو ہم نے گندم کے لئے استعمال کرنا ہے وہ اسے دیں گے۔ جب گنے کی harvesting نہیں ہو گی تو کسان کے پاس پیسے نہیں آئیں گے اور وہ گندم کاشت نہیں کر سکے گا۔ حکومت نے شوگر ملوں پر قبضہ کر کے جو چالیس روپے فی کلو چینی کی پالیسی بنائی ہے اس سے crushing season delay ہو رہا ہے اور اس کا impact گندم کی اگلی فصل پر بھی ہو گا۔ ابھی مخدوم صاحب نے بھی بات کی ہے اور پچھلے کئی دنوں سے بھی یہی بات آ رہی ہے کہ اس پر سپریم کورٹ نے جو انکوائری کی اس میں بھی وفاقی حکومت اور خاص طور پر پنجاب حکومت کو اس crisis کا ذمہ دار ٹھہرایا ہے۔ یہ مخدوم صاحب کے یا میرے کہنے کی بات نہیں بلکہ یہ سپریم کورٹ کی رپورٹ ہے اور سپریم کورٹ ہم سب کے لئے قابل احترام ہے۔ Bad governance اور پالیسی نہ ہونے کی وجہ سے یہ سارے crisis آ رہے ہیں۔ میں ابھی وزیر زراعت کو چیلنج کرتا ہوں کہ یہ گنے کی قیمت کا اعلان کر دیں۔ کابینہ کی کوئی میٹنگ ہو تو وہاں بیٹھ کر یہ اعلان کیا جائے کہ ہم نے گنے کی کیا قیمت مقرر کرنی ہے؟ اس کے مطابق کسان encourage ہو کر اسے sow کرے گا لیکن بد قسمتی یہ ہے کہ ہماری اسمبلی کی significance ہے اور نہ ہی کابینہ کی۔ Correct me if I am wrong میرے خیال میں ابھی تک کابینہ کی آٹھ میٹنگز بھی نہیں ہوئیں اور ان میٹنگز کے فیصلوں کا بھی ہمیں نہیں پتا کہ کیا فیصلے ہوئے ہیں؟ کابینہ کی ceremonious سی میٹنگز ہوئی ہیں میرے خیال میں بجٹ سے پہلے ایک میٹنگ ہوئی تھی اور پھر رمضان سے پہلے آٹا سستا کرنے کے لئے ہوئی تھی جن میں کوئی فیصلے ہوئے ہیں otherwise oath taking کے بعد ایک میٹنگ کر کے photo opportunity کی جاتی ہے۔ میں بار بار یہ کہتا ہوں اور بار بار میری یہ insistence ہوتی ہے کہ جمہوریت اور ڈکٹیٹر شپ دو لفظ نہیں بلکہ رویوں کے نام ہیں۔ اگر کوئی وردی پہن کر مشورے کے ساتھ چلتا ہے تو وہ بھی جمہوریت ہے اور اگر کوئی سوٹ پہن کر بغیر کسی کے مشورے کے، بغیر کسی consultation کے چلتا ہے تو وہ بھی ڈکٹیٹر شپ ہے۔

جناب سپیکر! ہمارے پاس اس وقت یہ choice ہے کہ ہم اس ایوان میں بیٹھ کر زراعت کی پالیسی discuss کریں اور ہماری ایگریکلچر کی کمیٹی میں بھی زراعت کی پالیسی discuss ہو کہ ہم نے اسے کس طرح procure کرنا ہے، سٹور کہاں کرنا ہے؟ ہمارے statistics کے مطابق یہاں ہماری آٹھ سے دس فیصد wheat اکٹھا کرنے کے دوران ضائع ہو جاتی ہے۔ Post production losses 8 to 10 percent ہیں۔ ہم نے 60 لاکھ ٹن گندم procure کی تھی لیکن میرے خیال میں ہمارے صوبے کی ضرورت 32 لاکھ ٹن ہے۔ ہمارے پاس ہماری ضرورت سے ڈبل گندم ہے لیکن اس کے باوجود ہمارے ملک اور صوبے میں ایک crisis تھا۔ میں پھر کہوں گا کہ یہ اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کی ایک نشانی ہے کہ گندم ہوتے ہوئے بھی اللہ تعالیٰ نے ہمیں اس سے محروم رکھا ہوا ہے۔ لہذا ہم سب کو مل کر یہ فیصلے کرنے چاہئیں اور پھر ان پر عملدرآمد کرنے کے لئے بھی سب لوگوں کو مل کر اس کی کوشش کرنی چاہئے۔ میری یہی مختصر سی گزارشات تھیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، بہت شکریہ۔ جناب احمد خان بلوچ صاحب!

جناب احمد خان بلوچ: شکریہ۔ جناب سپیکر! اس ایوان میں 75 فیصد ممبران زراعت سے تعلق رکھتے ہیں اور ہم 75 فیصد آبادی کے نمائندے یہاں بیٹھے ہیں لہذا اس کے لئے صرف پانچ منٹ دینا مناسب نہیں ہے۔ پتا نہیں یہاں پر کیا کیا باتیں ہوئی ہیں؟ سارا دن ٹائم فضول خرچ ہوتا رہتا ہے لیکن اسے count نہیں کیا گیا۔ میں کہتا ہوں کہ زراعت کے لئے ایک نہیں بلکہ دو دن چاہئیں تھے۔ زراعت ملک کی معیشت مضبوط کر رہی ہے۔ جیسے فوج سرحدوں پر لڑ رہی ہے اور اندرونی و بیرونی خطرات سے نمٹ کر ملک کی حفاظت کر رہی ہے میں واضح کہتا ہوں کہ اسی طرح کاشتکار معیشت کی مضبوطی کے لئے لڑ رہا ہے۔ اس لئے زراعت پر بات کرنے کے لئے ٹائم ہونا چاہئے تھا۔ جب ہم واپس جاتے ہیں تو لوگ کہتے ہیں کہ آپ کاشتکاروں کے نمائندے ہو ہم نے تو نہیں سنا کہ آپ نے اسمبلی میں کھڑے ہو کر کاشتکاروں کے مفاد کی کوئی بات کی ہو۔

جناب سپیکر! اگر حکومت کاشتکار کی حفاظت کرے گی تو میں یقین سے کہتا ہوں کہ ملک کی خوشحالی کا راز کاشتکار کی حفاظت میں ہے، اگر کاشتکار خوشحال ہو گا تو ملک خوشحال ہو گا۔ آپ نے کاشتکار کو تو آزما لیا ہے۔ اس دفعہ چیلنج کیا اور صرف ریٹ مقرر کر کے کہا کہ ہمیں گندم چاہئے اور ملک کو گندم میں خود کفیل بنا دیں۔ آپ نے دیکھا کہ کاشت کے وقت گندم کی قیمت مقرر کرنے سے آج ملک گندم میں خود کفیل ہے اور اس کے بعد ہم وزیر اعلیٰ صاحب کے مشکور ہیں، اگر وزیر اعلیٰ صاحب اس گندم کی خرید و

فروخت کے لئے سنٹروں تک نہ پہنچتے تو وہ گندم سڑکوں پر رل جاتی۔انھوں نے کہا تھا کہ گندم کا دانہ دانہ خرید کریں گے تو انھوں نے واقعی گندم کا دانہ دانہ خرید کر کاشتکار کی حوصلہ افزائی کی ہے۔میں یقین سے کہتا ہوں کہ اگر آپ اس طرح ہر جنس کے لئے کہہ دیں کہ ہمیں کپاس میں خود کفیل ہونا ہے، مکئی اور چاول میں خود کفیل ہونا ہے اور وقت پر اس کی قیمت مقرر کرا دیں، کاشتکار کو پانی اور کھاد دیں اور جعلی ادویات سے محفوظ کر دیں تو پھر ہمارا ملک ہر فصل میں خود کفیل ہو سکتا ہے لیکن یہاں تو کاشتکار کو کوئی پوچھتا ہی نہیں، جب کوئی فصل کاشت ہوتی ہے تو اس کی قیمت مقرر نہیں ہوتی اور جب فصل تیار ہو جاتی ہے تو اسے خریدنے والا کوئی نہیں ہوتا۔آپ دیکھیں کہ پچھلی دفعہ کہا گیا کہ آپ سورج مکھی کاشت کریں لیکن حالت یہ ہوئی کہ جو higher bread بنا کر بیچا گیا وہ سورج مکھی کا higher bread نہیں تھا بلکہ ملک میں جو فصل تیار ہوئی تھی وہاں سے کسان کو بیج دیا گیا اور جہاں 30 من اوسط آنی تھی وہ 14 من آئی۔انھوں نے قیمت تو higher bread غیر ملکی کی لی لیکن بیج ملکی پیداوار سے دیا گیا ہے۔اس سے ملکی پیداوار بھی کم ہوئی اور کاشتکار کو بھی نقصان ہوا۔

جناب سپیکر! ہم جاگیرداری کا طعنہ سنتے سنتے تھک گئے ہیں۔میں واضح طور پر کہتا ہوں کہ پنجاب میں تو کوئی جاگیردار نظر نہیں آتا۔یہاں پر کہا جاتا ہے کہ ظالم جاگیردار لیکن میں کہتا ہوں کہ یہاں مظلوم کاشتکار بستے ہیں، ظالم جاگیردار نہیں بستے۔ان مظلوم کاشتکاروں کی وجہ سے آج شہر کی رونقیں ہیں، آج ملیں بھی چل رہی ہیں، آج فیکٹریاں بھی چل رہی ہیں، آج پلازے بھی بن رہے ہیں اور آج روشنیوں کا شہر بھی ہے۔یہ کاشتکار ہی ہے جو سانپوں سے لڑتا ہے، کانٹوں پر چلتا ہے، زمینی اور آسمانی آفات سے لڑ کر ملک و قوم کی خدمت کر رہا ہے۔ وہ کاشتکار جھونپڑی میں رہتا ہے اور یہاں محلوں میں رہنے والوں کے لئے ہر چیز مہیا کرتا ہے۔آپ کاشتکار کو کتنے عرصے تک پریشان کریں گے؟ کاشتکار پریشان نہیں ہو گا بلکہ اس سے ملکی معیشت خراب ہو گی۔کاشتکار کو دو طعنے ملتے ہیں ایک جاگیرداری کا اور دوسرا کہتے ہیں کہ یہ ٹیکس نہیں دیتا۔ میں کہتا ہوں کہ یہ آج بھی بیٹھ کر ہم سے حساب کر لیں پھر ان کو پتا چلے گا کہ کاشتکار سب سے زیادہ ٹیکس دیتا ہے یا ٹیکسٹائل انڈسٹری والا؟ کھاد کی صورت میں کاشتکار ٹیکس دیتا ہے، دوائیوں کی صورت میں کاشتکار ٹیکس دیتا ہے، ڈیزل کا ریٹ بڑھتا ہے تو وہ کاشتکار دیتا ہے۔کبھی تو وہ زمانہ تھا کہ صرف جون میں بجٹ پاس ہوتا تھا جس میں قیمتوں کا تعین ہوتا تھا، کھاد اور ڈیزل کا ریٹ مقرر ہوتا تھا ہر ایک یہی انتظار کرتا تھا کہ جون آئے گا تو اس میں قیمتیں مقرر ہوں گی لیکن آج حالت یہ ہے کہ کھاد کی ایک بوری لے کر جاتے ہیں، جب دوسری بوری لینے کے لئے دوسرے دن جاتے ہیں تو 20/30 روپے

کھاد کی قیمت بڑھ چکی ہوتی ہے اور تو کوئی ٹیکس نہیں دے رہا، یہ کاشتکار ہی ہے جو کہ عشر و زکوۃ، آبیانہ، مالیہ اور زرعی ٹیکس دے رہا ہے۔ مزید کتنے ٹیکس دینے چاہیئں؟

جناب ڈپٹی سپیکر: بلوچ صاحب! آپ wind up کر لیں۔

جناب احمد خان بلوچ: جناب والا! آپ مہربانی کریں اور مجھے مزید دو منٹ سنیں۔ میں ویسے مختصر کرتا ہوں حالانکہ میرا تو آج بہت لمبا چوڑا پروگرام تھا لیکن آپ نے پانچ منٹ کا حکم دیا ہے تو میں آپ کے حکم سے انکار نہیں کر سکتا۔

جناب والا! افسوس ہے کہ ہم نے research centres کے لئے کروڑوں روپے دیئے ہیں۔ پچھلے تیس سالوں سے ہمارے ملک میں وائرس آ چکی ہے، تیس سال ہو گئے ہیں لیکن اس کا علاج دریافت نہیں ہو سکا۔ باقی زرعی ملکوں میں بھی وائرس گئی تھی لیکن انھوں نے اپنے ملکوں میں اس وائرس کو تین سال سے زیادہ نہیں رہنے دیا۔ انھوں نے اپنے ملک کو وائرس سے پاک کر دیا ہے۔ ہمارے ملک کے research centres والے پچھلے تیس سالوں میں ہمیں وائرس سے پاک بیج نہیں دے سکے، بجٹ میں ان کے لئے کروڑوں روپے جا رہے ہیں لیکن انھیں پوچھنے والا کوئی نہیں ہے کہ آپ نے جس مقصد کی خاطر پیسے لئے ہیں آج تک اس کو حاصل کیوں نہیں کر سکے، آج تک وائرس سے پاک بیج کیوں تیار نہیں کر سکے؟ اب چائنا اور دوسرے ممالک سے teams آ رہی ہیں۔ معیشت کو ان ریسرچ سنٹرز کی وجہ سے نقصان ہو رہا ہے اور وہ اتنے نااہل ہیں کہ آج تک وائرس سے پاک بیج تیار نہیں کر سکے۔ اگر ایسا ہی ہوتا رہا اور ہمیں خالص اور وائرس سے پاک بیج نہ ملا تو پھر ہماری زرعی معیشت کبھی ترقی نہیں کر سکے گی۔

جناب والا! مجھے صرف ایک مزید point کالا باغ ڈیم پر بات کرنے کی اجازت دیں۔ قائداعظم نے 1948 میں فیصلہ کیا تھا کہ مشرقی پاکستان میں کرنافلی کے نام سے اور مغربی پاکستان میں کالا باغ کے نام سے ڈیم بنایا جائے۔ اگر ہم اپنے قائداعظم کے فرمان اور اصولوں کو بھول جائیں گے تو یاد رکھیں کہ پھر ہم کبھی بھی ترقی نہیں کر سکیں گے۔ افسوس ہے کہ قائداعظم کے فیصلے پر بھی عملدرآمد نہیں ہونے دیا گیا۔ مشرقی پاکستان نے کرنافلی ڈیم چند سالوں میں تیار کر لیا۔ اُس وقت کا مشرقی پاکستان آج کا بنگلہ دیش ہے۔ آج 32 سال ہو گئے ہیں وہ اس ڈیم سے فائدہ اٹھا رہے ہیں۔ آج بنگلہ دیش ان ممالک کی فہرست میں شامل ہو گیا ہے کہ جو کسی غیر ملک کے مقروض نہیں ہیں، اس کی معیشت ہمارے پاکستان سے بھی زیادہ مضبوط ہو گئی ہے۔ میں یقین سے کہتا ہوں کہ پاکستان کی معیشت کا راز کالا باغ ڈیم

میں ہے۔ پوری دنیا کے ماہرین اور انجینئرز نے کہا ہے کہ کالا باغ ڈیم پاکستان کا عظیم منصوبہ ہے۔ اس کے بنانے سے کسی دوسرے صوبے کا کوئی نقصان نہیں ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، بلوچ صاحب! بہت مہربانی۔ آپ اپنے مقررہ وقت سے دو منٹ زیادہ بات کر چکے ہیں۔ بہت شکریہ۔ تشریف رکھیں۔ ابھی ممبران کی لمبی فہرست موجود ہے۔ میں آپ کی بہت عزت کرتا ہوں لیکن ابھی بہت سے ممبران نے بات کرنی ہے لہذا تشریف رکھیں۔ ہاؤس کا وقت آدھ گھنٹہ بڑھایا جاتا ہے۔

جناب احمد خان بلوچ: جناب والا! آپ مہربانی کریں اور اس بحث کے لئے مزید ایک دن دے دیں اگر یہ ممکن نہیں تو پھر ہاؤس میں کالا باغ ڈیم پر بحث کے لئے ایک دن مقرر فرما دیں۔ اس حوالے سے ایک قرارداد لے کر آئیں اور اپنا فرض ادا کریں۔ میں درخواست کرتا ہوں کہ چاروں صوبوں کے لیڈر صاحبان کو اکٹھا کریں، بٹھائیں اور ان کو مطمئن کریں۔ اس منصوبے پر World Bank پیسے خرچ کرنے کے لئے تیار ہے۔ یہ ایک عظیم منصوبہ ہے، یہ ڈیم آج نہیں تو کل ضرور بنے گا لیکن اس وقت تک پاکستان کا بہت زیادہ نقصان ہو چکا ہو گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، بہت شکریہ۔ ڈاکٹر زمرد یاسمین رانا صاحبہ!

جناب اعجاز احمد خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں!

جناب اعجاز احمد خان: جناب سپیکر! حکومت پنجاب کی زراعت پالیسی کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے ہوتا ہے کہ کم و بیش اس معزز ہاؤس کے آدھے ممبران نے اس خواہش کا اظہار کیا ہے کہ وہ اس موضوع پر بات کریں گے تو اس تناظر میں اس بحث کو صرف آج کے دن تک محدود رکھنا مناسب نہیں ہے۔ میری آپ سے بڑی مودبانہ گزارش ہو گی کہ اس بحث کو ایک دن کے لئے extend کر دیا جائے۔ اس طرح زیادہ سے زیادہ ممبران اس میں اپنی productivity اور inputs دے سکیں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ یہ بات اپنے پارلیمانی لیڈر سے کر لیں کیونکہ یہ فیصلہ سب نے مل بیٹھ کر کیا تھا۔ آپ ان سے بات کر لیں، وہ اس کو دیکھ لیں گے۔ جی، اب وارث کلو صاحب!

ملک محمد وارث کلو: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! شکریہ۔ آج واقعی ایک نہایت اہم موضوع ہے لیکن مجھے سمجھ نہیں آ رہی کہ Advisory Committee نے یہ "چینی، آٹے کا بحران، زراعت

اور خوراک پر بحث" کا موضوع کیسے select کیا ہے؟ مجھے اس عنوان سے شدید اختلاف ہے۔ چینی اور نہ ہی آٹے کا کوئی بحران ہے۔ بحران اس چیز کو کہتے ہیں کہ جو چیز ملک یا صوبے میں کمیاب ہو۔ ملک اور صوبے میں چینی اور آٹا وافر مقدار میں دستیاب ہے۔

جناب سپیکر! میں آپ کی توجہ چاہوں گا۔ آج میں نے شوگر مافیا کی جو چیخیں اس بھری اسمبلی میں، اس بڑے ایوان میں سنی ہیں اس سے میرے دل کو ٹھنڈ پڑ گئی ہے اور میرا کلیجہ ٹھنڈا ہو گیا ہے۔ میں آج دل ہی دل میں دعائیں دے رہا تھا۔ کاش! احمد محمود صاحب اس وقت ایوان میں بیٹھے ہوتے۔ مجھے یاد آ رہا تھا کہ کس طریقے سے یہ ملز لگائی گئی تھیں۔ یہ 1985 کی قومی اسمبلی تھی۔ اُس وقت کی establishment کو ایم۔این۔اے اور ایم۔پی۔اے حضرات کی ضرورت تھی۔ اس وقت ایسی پالیسیاں بنائی جا رہی تھیں کہ اگر ایم۔پی۔اے کو قابو کرنا ہے تو ایک شوگر مل دے دو۔ ایک لائسنس ایم۔این۔اے کو دے دو۔ اس وقت یہ بندر بانٹ جاری تھی۔ اس وقت ان لوگوں نے لائسنس لے لئے، ان میں سے آدھے لوگوں نے تو لائسنس لے کر فروخت کر دیئے اور آدھے لوگوں نے کہا کہ ہمارے پاس پیسے نہیں ہیں۔ جونیجو صاحب! ہمیں تو قرضہ چاہئے۔ لہذا L.M.M(Local Manufacture Machinery) کے نام سے پہلے 3 فیصد اور بعد میں 5 فیصد پر قرضہ لیا گیا۔ اس وقت سارے بنک حکومت کے تھے۔ اس وقت لوٹ سیل لگی، ملک میں یہ لوٹ مچی اور ان سارے لوگوں نے قرضے حاصل کئے۔ اس وقت ان لوگوں کی دُبلی گائے سے بھی بدتر حالت ہو چکی تھی لیکن قرضہ لے کر، شوگر ملیں لگا کر یہ ایک فربہ بیل کی طرح سامنے آ گئے اور آج یہ عوام پر بل پڑے ہیں۔ مزہ آتا اگر اس وقت مخدوم صاحب ہاؤس میں بیٹھے ہوتے۔ ان لوگوں نے اس وقت جونیجو صاحب سے جو قرضے لئے تھے وہ وٹو صاحب کے دور میں سارے کے سارے write-off ہو گئے۔ اس شوگر مافیا نے پھر یہ کیا کہ یہ من مانی قیمتیں وصول کرتے ہیں۔ چونکہ کاشتکار غریب ہے، کاشتکار کی کوئی تنظیم نہیں ہے۔ کاشت کار organize نہیں ہو سکتا جبکہ ان کے لئے کہیں A.P.T.M.A ہے اور کہیں شوگر ملز مافیا ہے۔ آپ کو یاد ہو گا کہ یہی شوگر ملز مافیا پچھلی حکومت میں 10/12 روپے کلو چینی کی قیمت کو رات ہی رات میں 30/35 روپے کلو تک لے گیا تھا۔ اس وقت کچھ کنٹرول کرنے کی کوشش کی گئی لیکن انھوں نے اپنا مقصد حاصل کر لیا۔ انھوں نے اپنے سارے stocks لے لئے اور جو چینی 10/12 روپے میں فروخت ہو رہی تھی وہی 25/26 روپے میں فروخت ہوئی۔

جناب سپیکر! شوگر ملز مافیا کو یہ عادت پڑ چکی ہے۔ میرے بھائی economy کی بات کر رہے تھے اور economy کو اس چینی پر revolve کر رہے تھے۔ وہ کہہ رہے تھے کہ اگر شوگر مافیا کو نہیں چھوڑو گے تو economy تباہ ہو جائے گی کیونکہ آج ان کی چیخیں نکل رہی ہیں۔ اب سپریم کورٹ نے ان کی چیخیں نکال دی ہیں۔ میں حیران ہوں کہ ادھر میرے کچھ بھائی کہہ رہے تھے کہ سپریم کورٹ کو obey کیوں کیا جا رہا ہے؟ آپ ہائی کورٹ کے وکیل ہیں، میں بھی ایک وکیل ہوں، یہ کہاں سے concept آ گیا کہ سپریم کورٹ order کرے اور اس کو نہ مانا جائے، سپریم کورٹ کے order کو نہ ماننے کی مجال کس کی ہے؟ یہ تو 15 مارچ کو ثابت ہو چکا ہے، عوام یہ چاہتی ہے کہ عدلیہ آزاد ہو اور آزادانہ طور پر کام کرے۔

جناب سپیکر! شوگر ملز مافیا نے اب کیا کاروبار شروع کیا ہے، میں ان کی history بتاتا ہوں۔ یہ بنکوں سے قرضے لیتے ہیں۔ اب بھی سستے rates پر قرضے لیتے ہیں اور سستے rates پر لینے کے باوجود ان کی بڑی بڑی limits ہوتی ہیں، اس کے باوجود کسان کو نہیں دیتے۔ کسان کو پانچ پانچ، چھ چھ سال تک رلاتے ہیں ان کو بالکل پیسے نہیں دیتے اور وہ پیچھے چلا جاتا ہے۔ آپ کو یاد ہو گا کہ یہ اسمبلی پچھلے پانچ چھ سالوں سے involve ہو کر ان غریب لوگوں کو پیسے دلواتی ہے ورنہ یہ پیسے نہیں دیتے، پیسے ان کے پاس ہوتے ہیں، ان کی limits پڑی ہوتی ہیں لیکن چونکہ اس پر 6/7 فیصد ٹیکس دینا پڑتا ہے اس لئے یہ لوگوں کو پیسے نہیں دیتے۔ ان کی کراچی، اسلام آباد یا لاہور کے five star hotel میں میٹنگ ہوتی ہے اس میٹنگ میں یہ bull بیٹھ کر اس غریب کسان کے خلاف ایک سازش تیار کرتے ہیں اور وہاں بیٹھ کر اپنی economy کا پہیہ چلاتے ہیں اور اس میں overnight یہ سارا سٹاک کر لیتے ہیں، یہ مارکیٹ سے بھی سٹاک واپس لیتے ہیں اور اس کے بعد کہتے ہیں کہ ہمارا تو اب یہ ریٹ ہو گیا ہے۔ مخدوم صاحب کہہ رہے تھے کہ چینی 100 روپے فی کلو میں بکے گی، ہاں! اگر آپ 160/150 روپیہ فی من گنا غریب عوام کو دو گے تو پھر اس کا بھائی غریب 100 روپے میں بھی خریدے گا لیکن یہ کوئی بات نہیں ہے کہ گنا رُل رہا ہو اور آپ 70/60 روپے میں لے کر بھی لوگوں کو payment نہ کر رہے ہوں اور پھر آپ وہاں سے اربوں کی لوٹ مچائیں۔ اگر تو یہ کہتے ہیں کہ governance نہیں ہے تو 1985 میں بلکہ 35 سال سے پاکستان میں governance کا جو حال ہوا ہے تو governance اب آئی ہے تو اسی governance کی وجہ سے یہ چیخیں نکل رہی ہیں۔

جناب سپیکر! میں repetition نہیں کروں گا اور اب میں آٹے پر بات کروں گا۔ جس طرح میرے بھائی نے فرمایا کہ اگر گندم کی قیمت 950 روپے fix نہ ہوتی تو کبھی آپ کی یہ وافر گندم نہ ہوتی۔ اگر آپ اپنے کسان کو incentive نہیں دیتے تو ہر سال آپ نے دیکھا کہ آپ باہر سے گندم منگواتے تھے اور اس کے لئے آپ کو زر مبادلہ دینا پڑتا تھا اور اگر کسان کو 950 روپے دیئے گئے اور یہ اس لئے کرنا پڑا کہ کسان نے گندم اگانی بند کر دی تھی تو الحمد للہ کسان کو اپنی گندم کی ایک جائز قیمت ملی اور جس طرح مہنگائی کا ایک سونامی، وہ کوئی اس دور میں نہیں آیا اس میں بہت سارے لوگوں کے نام ہیں، میں کسی کا بھی نام لینا نہیں چاہوں گا۔ عرصہ دراز سے پاکستان میں ہر چیز imbalanced ہو گئی ہوئی ہے اور اس imbalanced کی وجہ سے مہنگائی کا ایک سونامی آیا ہوا ہے لیکن وزیر اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف نے گرمیوں میں ایک مہینہ ڈیڑھ مہینہ ensure کیا کہ غریب کسان کی گندم کا ہر دانہ گورنمنٹ خریدے گی۔ وہ گورنمنٹ نے خریدا، الحمد للہ وہ گوداموں میں preserved ہے اور گندم وافر مقدار میں موجود ہے۔

جناب سپیکر! اب میں زراعت پر بات کروں گا۔ زراعت پر بحث میں یہ چینی اور آٹا شامل نہیں ہونا چاہئے۔ زراعت پر independent تجاویز آنی چاہئیں تھیں، زراعت پر بحث ہونی چاہئے تھی اور وہ full day ہونا چاہئے تھی کہ زراعت میں ہم کیا کر سکتے ہیں؟ میرے بھائی کالا باغ ڈیم کی بات کر رہے تھے، بالکل صحیح بات ہے ہماری طرف سے یہ strong message جانا چاہئے کہ ہم نے کالا باغ ڈیم بنانا ہے اور یہ نہیں کہ کالا باغ ڈیم بنائے بغیر پنجاب زندہ نہیں رہ سکتا۔ یقین کریں کہ ساری Russian States اور افغانستان میں یہ گندم جاتی ہے۔ کالا باغ ڈیم بہت ضروری ہے یہ politicize ہو گیا ہے اس کو بننا چاہئے اور یہاں سے قرارداد جانی چاہئے۔ اس کے بعد میری دو تین proposals ہیں۔ حشر یہ ہوا ہے کہ ہمارے ہاں پنجاب گورنمنٹ نے جو ٹیوب ویل لگائے تھے، پورے کے پورے ٹیوب ویل by one executive order کہ سکارپ ختم ہو گیا ہے تو اب ٹیوب ویل بھی ختم کر دیں۔ ان ٹیوب ویلوں پر غریب کسان کاشتکاری کر رہا تھا۔ اب میری عرض یہ ہے کہ زمیندار کو بجلی کا کنکشن دینے کے لئے facilitate کیا جائے، دوسری عرض یہ ہے کہ Southern Punjab میں بہت ساری زمینیں پڑی ہیں میرا علاقہ بھی تقریباً اسی بیلٹ سے شروع ہو جاتا ہے تو بجائے اس کے کہ آپ کسی باہر کی کمپنی کو لے کر آئیں ادھر جو لوکل لوگ بیٹھے ہیں ان کو یہ زمینیں دیں، ان کو بلڈوزر دیں وہ ان زمینوں کو level کریں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ پھر باقی ممبران کے ساتھ زیادتی ہوگی۔ ٹائم بہت اوپر ہو گیا ہے باقی آپ in writing منسٹر صاحب کو دے دیں آپ کی بہت مہربانی، میں نے تمام ممبران کے تعاون سے ہی چلنا ہے۔

ملک محمد وارث کلو: جناب سپیکر! یقین کریں کہ زراعت سے زیادہ اہم کوئی issue نہیں ہے اور میں یہاں strongly کہتا ہوں کہ آپ کی economy سوائے زراعت کے revive نہیں ہو سکتی۔ بالکل صحیح ہے کہ شوگر مافیا کی وجہ سے نہیں بلکہ economy کا ویسے بھی برا حال ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میں بار بار کہہ رہا ہوں کہ یہ سارا ہم نے تمام ممبران کے تعاون سے ہی کرنا ہے۔ جی، شیخ علاؤالدین صاحب!

شیخ علاؤالدین: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں مختصر اً عرض کروں گا لیکن تھوڑا سا آپ برداشت کر لیجئے گا۔ سب سے پہلے اپنے بھائی احمد محمود صاحب کی تقریر سننے کے بعد جتنے لوگ یہاں بیٹھے تھے ان کو اپنے ایمان پر بھی شک ہوا لیکن میں بہت ڈر گیا اور مجھے اللہ رب العالمین کا وہ فرمان بار بار یاد آیا جس میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ دیکھو، ناپ تول کو پورا رکھنا۔ سب جانتے ہیں کہ کوئی شوگر ملز ایسی نہیں ہے یا شاید اگر ہو تو پورے ملک میں ایک آدھی ہو جو ان غریب کسانوں سے کٹوتی نہیں کرتی۔ جب پچھلا الیکشن ہوا جس میں اللہ نے ہمیں elect کرایا اس وقت میں نے خود campaign کے دوران غریب کسانوں، عورتوں، بچوں کو ٹرالیاں لوڈ کرتے دیکھا اور پھر ملوں کے گیٹ پر 15 فیصد تک کٹوتی ہوئی ہے اور وہی کٹوتی جاری ہے اور یہ انہی کی بددعا ہے جو یہ سارا کچھ ہو رہا ہے۔ آج یہ کبھی سپریم کورٹ کو کہتے ہیں کبھی کچھ کہتے ہیں، کبھی کچھ کہتے ہیں۔ میں چھوٹی سی یہ بات بتاتا ہوں کہ جس وقت پیداواری رپورٹ آئی تھی تو ان کو پتا لگ گیا تھا کہ اس دفعہ چینی کی short fall تقریباً 7 لاکھ ٹن آئے گی۔ اس وقت کیبنٹ کی ایک میٹنگ ہوئی اور اس کے اندر اس مافیا نے وہاں پر approach کیا اور ان کو وقت پر import نہ کرنے دی اس وقت انٹرنیشنل مارکیٹ میں چینی کے اتنے ریٹ نہیں تھے۔ ٹی سی پی کے پاس سٹاک تھا ان کو کہا گیا کہ ٹی سی پی سے سٹاک release کرو۔ انہوں نے ایک لاکھ ٹن کا کہا، 34 روپے فی کلو کے حساب سے وہ نہ کرنے دی۔ نتیجہ یہ ہوا کہ راتوں رات ریٹ بڑھ گیا اور پھر انہوں نے اربوں روپیہ profit کمایا۔ اب یہاں پر جو باتیں ہو رہی ہیں میں الحمدللہ پورے دعوے کے ساتھ یہ کہتا ہوں کہ ان تمام ملوں کی پچھلے 5 سال کی tax return نکال لیں اس وقت ایوان میں اکاؤنٹس کے لوگ بھی بیٹھے ہیں، بنکرز بھی بیٹھے ہیں، loss ہو یا profit ہو میں دعوے سے کہتا ہوں کہ انہیں returns کی بنیاد پر ان سے ملیں لے کر

چلائی جائیں تاکہ کسان کو پیسا ملے اور لوگوں کو چینی ملے ورنہ یہ ملیں نہیں چلنے دیں گے۔ یہ لوگوں کو چینی دیں گے نہ کسان کو پیسا دیں گے۔ سب کو معلوم ہے اور آج میں آپ کو بتانا چاہتا ہوں کہ جب گورنمنٹ کے پاس شوگر ملیں تھیں، اسی پنجاب میں پتوکی میں شوگر مل تھی، اور بھی شوگر ملز تھیں تو crises پیدا نہیں ہوتا تھا کیونکہ privatization کی ماں خود Great Britain ہے اب Britain نے privatization سے توبہ کر لی اور وہ mix economy پر چلا گیا، امریکہ بھی چلا گیا۔ اس نے ناک رگڑ کر اپنے بنک واپس خریدے۔ Lennon Brothers کا کیس آپ کے سامنے ہے۔ اس سے ثابت ہو گیا کہ پرائیویٹائزیشن پوری دنیا میں فیل ہوئی ہے، پاس نہیں ہوئی۔ ان سرمایہ داروں نے مل کر تباہی پھیر دی۔ انھوں نے پیسا لے کر سیمنٹ، کھاد، چینی اور گھی میں ڈالا۔ آپ یاد کریں کہ دس بارہ سال پہلے یہ ساری corporation estates کے پاس تھیں تو یہ crisis نہیں آتے تھے۔ اب ان کی cartelization اتنی طاقتور ہے کہ یہ آپس میں ایک منٹ میں فیصلہ کرتے ہیں اور اس کے بعد اپنا rate نکال دیتے ہیں۔

جناب سپیکر! اس کا حل کیا ہے؟ یہاں ایوان میں اتنے لوگ پریشان ہوتے ہیں، بولتے ہیں اور دکھ کا اظہار کرتے ہیں۔ اس کا حل صرف یہی ہے کہ ان ملوں کو فوری طور پر ان کے ہی return پر کہہ دیا جائے کہ لاؤ ہمیں دے دو۔ آپ ابھی دیکھیں گے کہ مہینہ پندرہ دن بعد انھوں نے حکومت کو کہنا ہے کہ ہم crushing شروع نہیں کریں گے اور جب یہ بات کریں گے تو پھر حکومت یقیناً تنگ ہو گی تو اس وقت بھی یہ کہا جائے گا کہ ایسی کوئی بات نہیں۔ ابھی کل کی بات ہے کہ وہ لوگ موجود ہیں، حکومت میں موجود ہیں، الحمدللہ اس ایوان میں موجود ہیں اور ہم ملیں چلا سکتے ہیں۔ ان کو ان کے حساب سے پیسا دے دیا جائے۔ ان کی tax returns جو کہہ رہی ہوں اس حساب سے ان کو پیسا دے دیا جائے نہیں تو نئی ملیں لگائی جائیں۔

جناب سپیکر! یہاں دوسری بات ہو رہی تھی کہ اگر اچھے پیسے کسان کو ملیں گے تو وہ دو جوتے خریدے گا۔ اگر 950 روپے من گندم فروخت کر کے وہ دو کی جگہ تین جوتے نہیں خرید سکتا تو پھر وہ کہاں سے خرید سکتا تھا؟ اگر حکومت پنجاب 950 روپے ادائیگی نہ کرتی تو کسان کے پاس اتنا پیسا نہ آتا۔ میں بھی زمیندار ہوں۔ اس دفعہ 15000 روپے کی زمین 26000 یا 27000 روپے فی ایکڑ ٹھیکے پر گئی ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ گندم کا ریٹ اوپر گیا ہے۔ اس سے کسان کو فائدہ نہیں ہوا تو پھر کس کو فائدہ ہوا ہے؟ ان کو آخر یہ بات بھی دیکھنی چاہئے تھی۔ انھوں نے دس ارب روپے کا بار بار کہا ہے۔ میں

تیزی سے یہ بتانا چاہتا ہوں کہ وہ سبسڈی جو دی گئی ہے اگر اس میں سے 25 فیصد غلط استعمال بھی ہوئی ہے تو اس کے باوجود وہ لوگوں کو ملی ہے اور لوگوں کو اس سے کچھ نہ کچھ فائدہ ضرور حاصل ہوا ہے۔ ایسا نہیں ہے کہ لوگوں کو فائدہ نہیں ہوا۔ یہاں سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ جب subsidiary یا bank loaning خاص الخاص لوگوں کو دی جائے تو اس وقت تو یہ کہتے ہیں کہ سب بہت اچھا ہو رہا ہے۔ جس کو پچھلے دور حکومت میں trickle down economy کہتے تھے۔ آج ضرورت ہے کہ چاول کی فصل کو بھی بچایا جائے کیونکہ اس وقت چاول کا کاشتکار بھی پریشان ہے۔ ہمیں اس وقت ان سے کچھ نہ کچھ خریداری کے لئے کوئی ایسا سیکٹر بنانا چاہئے کہ ہم ان سے خرید لیں اور ان کے قریب جا کر ان کی زمینوں کے بدلے loaning کر کے ان کے مال کو pledge کر دیا جائے تاکہ ان کو کچھ رقم مل جائے۔ اس کے علاوہ اگر آج بھی ہم نے چینی مافیا کی بنیاد پر crushing season میں ان کی بات کو مانا تو کبھی چینی ملے گی اور نہ کسان کو پیسا ملے گا اور یہ problems اسی طرح چلتی رہیں گی۔ شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ کا بہت شکریہ۔ جی، قائد حزب اختلاف!

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): جناب سپیکر! آپ نے پانچ منٹ کا کہا ہے لیکن میں صرف دو تین منٹ بات کروں گا۔

جناب سپیکر! میرے ایک ساتھی نے بات کی تھی کہ اس موضوع پر بات کرنے کے لئے پانچ منٹ کا وقت کم ہے۔ میں اس سے اتفاق کرتا ہوں لیکن شاید اس وقت کافی دیر ہو گئی ہے اور اجلاس بھی شام کا تھا۔ اس کے لئے وزیر قانون صاحب سے بات کریں کہ اس موضوع پر بحث کو ختم نہیں ہونا چاہئے اور اس کو چلتے رہنا چاہئے یا اگر ایسا نہیں کیا جا سکتا تو پھر اسی کے ساتھ متعلقہ issue آبپاشی کے زراعت پر اثرات کے نام سے آنے والے اجلاس میں بحث کے لئے کمیٹی میں طے کیا جائے اور اس کے بعد اس کو ایجنڈے پر رکھ لیا جائے۔ اس کے ساتھ ہی زراعت cover ہو جائے گی۔

جناب والا! میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ پنجاب کے اندر کچھ handicaps ہیں کہ انڈیا کے پاس sweet water belt area زیادہ ہے اور ہمارے پاس brackish water area زیادہ ہے اس لئے brackish water area میں زیادہ زمین کے ہوتے ہوئے بھی زمین کی قیمت کم ہوتی ہے۔ کیونکہ جب پانی نہ ہو تو اس پر کوئی فصل کاشت نہیں ہو پاتی اس لئے میں اب چند ایک تجاویز وزیر زراعت کی نذر کرنا چاہتا ہوں جو یہ لکھ لیں گے۔ میں یہ چاہتا ہوں کہ جب بھی کسی موضوع پر بحث کریں تو وہ لاحاصل بحث نہیں ہونی چاہئے۔ اس کے بعد کوئی conclusion نکلنا چاہئے یا ہماری

کوئی سمت متعین ہو جانی چاہئے۔اس اسمبلی کے ذریعے ہماری سمت کا تعین ہو جانا چاہئے کہ ہم اب کس طرف چلیں گے۔یہاں پر کالا باغ ڈیم کی بات ہوئی تو میں کہتا ہوں کہ 1989 میں اسی اسمبلی میں اس وقت کی حکومت نے حکومتی بنچوں کی طرف سے کالا باغ ڈیم بنانے کے لئے قرارداد پیش کی تھی، اسی قرارداد کو repeat کر دیا جائے۔اس وقت کی حکومت کی قرارداد کو نکال لیا جائے، وہ ریکارڈ میں موجود ہے۔اس کی وہی wording ہو۔وہ بھی ایک حکومتی قرارداد تھی، یہ بھی ایک حکومتی قرارداد ہو گی۔یہ بھی اتفاق ہے کہ جس پارٹی کی اس وقت حکومت تھی اسی پارٹی کی آج بھی حکومت ہے۔

جناب سپیکر! ایک مسئلہ یہ ہے کہ ہمارے پاس پانی کم ہونے کی وجہ سے ہم traditional and conventional فصلوں کے پیچھے پڑے ہوئے ہیں۔ ہم گندم، کماد اور چاول کے پیچھے پڑے ہوئے ہیں۔آج چاول کا مسئلہ اٹھ رہا ہے۔میں چند لفظوں میں تجویز پیش کرتا ہوں کہ اس وقت چاول کا کاشتکار تکلیف میں مبتلا ہے کہ اس نے جو input ڈالی ہے وہ بھی اس کو واپس نہیں مل رہی۔آپ اس کو دیکھیں اور ان کا مداوا کیجئے۔ میں ایک اور بات کرتا ہوں کہ ہمیں diversification کرنی چاہئے۔ محکمہ زراعت کو diversification of crops introduce کروانا چاہئے۔ہم edible oil میں جتنا پیسا لگا رہے ہیں میرے خیال میں وہ 5 بلین ڈالرز سے بڑھ چکا ہے۔جب ہم 5 بلین ڈالرز کا منگوا رہے ہیں تو ہمارے پاس بھی edible oil کے بیج ہیں۔ایسا کوئی بھی بیج نہیں ہے جو دو پانی سے زیادہ لیتا ہو اس کے علاوہ کچھ ایسے علاقے بھی ہیں جہاں پر وہ ایک پانی سے پروان چڑھ جاتا ہے جبکہ اسی وقت میں گندم تین یا چار پانی لینے سے پہلے نہیں ہو پاتی اور اس سے کسان کا overhead expense بڑھ رہا ہے۔ میں purely زراعت کی یہی باتیں آپ کے گوش گزار کرنا چاہوں گا کہ ہمارا محکمہ diversification of crops کی طرف ضرور جائے جس سے ہمارا زرمبادلہ بھی بچے گا اور کسان surplus کوئی چیز پیدا کرے گا اور اس کو dispose of کرنے کا مسئلہ پیدا ہو جائے گا۔ جیسا کہ اس وقت ہمارے پاس 60 لاکھ ٹن گندم ہے اور ہماری ضرورت 27 لاکھ ٹن گندم کی ہے۔اس کو ہم اسی طریقے سے طے کر سکتے ہیں کہ ہم classification کر لیں کہ کون سے علاقے میں کون سی فصل آسانی سے ہو سکتی ہے جس سے inputs میں کمی آ جائے۔

جناب والا! Land leveling پر زیادہ زور دیا جائے، ایسا کرنے سے پانی کی بہت زیادہ بچت ہوتی ہے۔اس بارے میں میرا ذاتی تجربہ بھی ہے اور اس میں صرف حکومتی اداروں کی تھوڑی سی توجہ کی ضرورت ہے۔ ہر سال ایک مسئلہ ہوتا ہے جس میں وہی fertilizer carters کام کرتے ہیں۔

اب جو ربیع کی فصل آ رہی ہے اس میں کھاد کی ضرورت 6 کروڑ بوری ہے۔ اس کو آپ کم کر لیں اگر آپ دو بوریاں فی ایکڑ گندم کی فصل کو دیتے ہیں تو وہ ساڑھے 5 کروڑ سے کم نہیں ہو سکتی۔ اس وقت پنجاب کے اندر کھاد کے ادارے موجود ہیں ان کی production capacity 3 کروڑ بوری کے قریب ہے۔ ہم نے کس طرح اضافی بوریوں کو پورا کرنا ہے اس کے لئے ہمارے پاس ابھی وقت ہے اور میں آپ کے توسط سے وزیر زراعت کو ایک تجویز عرض کرتا ہوں اور میں مشکور ہوں کہ آج ایک اچھی روایت پڑی ہے کہ سیکرٹری زراعت اور ان کا سٹاف بھی یہاں پر موجود ہے۔

جناب والا! اس وقت 16 لاکھ ایکڑ پر گنا کاشت ہے اور اس میں سے مڈھی 4 لاکھ ایکڑ ہے۔ اگر in time crushing ہو جائے گی تو کسان اپنی مڈھی کماد کو مل میں پھینکنے کے بعد اپنی زمین پر گندم کاشت کر سکتا ہے لیکن اگر یہ 20 دن بھی late ہو گئی تو گندم پنجاب میں 4 لاکھ ایکڑ کم کاشت ہو گی جو بہت برا ہو گا۔ میری تھوڑی سی list اور ہے لیکن میں آپ کی نظروں اور آپ کی گھڑی کی طرف دیکھ رہا ہوں۔ میں آپ کا بہت مشکور ہوں کہ آپ نے میری تجاویز لے لیں۔ میں کسی تنازعے میں پڑے بغیر insisting meanings میں دو گزارشات پر اصرار کرتے ہوئے یہ request کرتا ہوں کہ 1989 کی کالا باغ ڈیم کی قرارداد کو یہاں پر repeat کر دیا جائے اور کھاد کا آنے والی فصل کے لئے مناسب انتظام فرمایا جائے۔ بہت بہت شکریہ۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شکریہ۔ ہاؤس کا وقت ساڑھے نو بجے تک بڑھایا گیا تھا۔ لاء منسٹر صاحب! ہاؤس کی کیا consent ہے، ٹائم آگے بڑھائیں یا اس کو کسی اور دن رکھ لیں؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! جو اراکین ابھی تک بیٹھے ہیں اور اس issue پر interested ہیں، جنہوں نے بات کی ہے اور جو بات سننا چاہتے ہیں تو میں سمجھتا ہوں کہ اس کے مطابق اس کو conclude کیا جائے کیونکہ قائد حزب اختلاف بھی موجود ہیں اور ایگریکلچر منسٹر صاحب بھی موجود ہیں۔ جو بزنس آج پہلے سے طے ہے ہم اس کو disturb نہ کریں باقی اسی موضوع پر آنے والے دنوں میں دوبارہ ایک دن اور رکھ لیں گے۔ کئی دوست بات کر کے چلے گئے ہیں اور میرا خیال ہے کہ ہراج صاحب بھی چلے گئے ہیں تو یہ کوئی طریقہ نہیں ہے کہ بات کرنے کے فوری بعد چلے جائیں۔ آج جو بات ہوئی ہے اس کا جواب آنے دیں باقی اس پر ایک دن اور رکھ لیں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ٹھیک ہے۔ ہاؤس کا وقت آدھا گھنٹہ مزید بڑھایا جاتا ہے۔ اب میجر ریٹائرڈ عبدالرحمٰن رانا صاحب بات کریں گے۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں اپنی بات شروع کرنے سے پہلے اس افسوس کا اظہار کرنا چاہوں گا کہ آج اس ایوان میں جس طریقے سے شوگر مافیا کی advocacy کی گئی اور ان کو protect کیا گیا، میں اس میں جتنا بھی نادم ہوں وہ کم ہے کیونکہ یہ وہی لوگ ہیں جو جہاں پر گنے کا رَس نکالتے ہیں وہاں پر کسانوں کا خون بھی چوستے ہیں۔ صرف یہی نہیں آپ وزن کا معاملہ لے لیجئے۔ کٹوتی کی بات ہوئی تو میں چیلنج کرتا ہوں کہ مل کے جتنے بھی کنڈے چلتے ہیں وزن کے اندر کمی ان کی پانچ سے دس فیصد ہوتی ہے۔ اس کے بعد ادائیگی پر آجائیے کہ پاکستان یا دنیا میں کوئی بھی کاروبار سوائے چینی کی ملوں کے ایسا نہیں جو pure ادھار پر چلتا ہو۔ شوگر ملز والے ہر چیز ادھار لیتے ہیں اور جب پیسا لینے جاتے ہیں تو ملوں کے گیٹ بند ہوتے ہیں، مل مالکان اندر بیٹھے ہوئے کہتے ہیں کہ وہ امریکہ گئے ہوئے ہیں۔ گیٹ پر لوگ کہہ دیتے ہیں کہ جب وہ آئیں گے تو پیسا لے لینا۔ ہم یہاں پر اُن لوگوں کی advocacy کرنے کے لئے بیٹھے ہیں یا ان مظلوموں کی جن کی وجہ سے وہ ملیں آباد ہیں۔ میرے دوست نے کہا کہ rural areas میں ملیں لگی ہیں اور وہ activities چلاتے ہیں، activities بھی انہی کے سَر پر چلتی ہیں جن کو وہ crush کرتے ہیں۔ اس کے بعد آٹے اور چینی کے بحران پر بات ہوئی اور اخباروں کی خبریں بھی quote کی گئیں۔ میں کل سارا دن اپنے حلقے میں تھا تو مجھے کوئی دکان ایسی نظر نہیں آئی جہاں پر چینی میسر نہ ہو۔ مجھے کوئی ی دکان ایسی نظر نہیں آئی جہاں 40 روپے فی کلو سے زیادہ مہنگی چینی بک رہی ہو۔ ہم کیونکر اخباروں کی خبروں پر اعتبار کر رہے ہیں؟ آٹے کے بحران پر بات ہوئی تو مجھے اس فصل کے بعد یہ بحران آج تک کہیں نظر نہیں آیا۔ یہ درست ہے کہ رمضان کے مہینے کی وجہ سے اتنی subsidy دی گئی کہ لوگوں کو لائنوں میں لگنا پڑا لیکن اس کا مطلب یہ نہیں کہ آٹے کا بحران ہے۔

جناب سپیکر! اب میں اپنی تجاویز کی طرف آتا ہوں۔ قائد حزب اختلاف کی طرف سے diversification of crops کی تجویز آئی جو ایک major چیز ہے کہ ہمارے ہاں ریسرچ سنٹر زیادہ قائم ہونے چاہئیں، اس کے لئے بجٹ میں زیادہ پیسا مختص ہونا چاہئے تاکہ ریسرچ کی جاسکے کہ جن فصلوں میں پانی کم استعمال ہوتا ہے وہ فصلیں اگائی جائیں اور conventional crops سے ہٹا جائے۔ اس کے بعد ہمارے پنجاب کے علاقے میں جو waste land پڑی ہوئی ہے اس پر میں بات کروں گا۔ جب میں پاکستان اور انڈیا کے بارڈر پر جاکر دیکھتا ہوں تو پاکستان کی حدود میں بارڈر کے ساتھ کتنے کتنے میل belt کی زمین استعمال ہی نہیں ہو رہی جبکہ انڈیا کے بارڈر کے بالکل ساتھ greenery شروع ہو

جاتی ہے۔ اسی طرح جہاں پر salinity یا water logging ہے وہاں پر بھی زمین خالی پڑی ہوئی ہے۔ ہم ریسرچ کر کے ایسی فصلیں اگائیں جو salinity areas کے اندر ہو سکتی ہوں اور جتنا بھی رقبہ ہمارا خالی پڑا ہوا ہے اس کو ہم قابل کاشت بنائیں۔ اس کے ساتھ ساتھ سب سے بڑی بات جو میں ہمیشہ کہتا آیا ہوں کہ کاشتکاری کو جب تک ہم صنعت کا درجہ نہیں دیں گے اُس وقت تک کاشتکاری ترقی نہیں کر سکے گی کیونکہ صنعتکار کے پاس ہر چیز محفوظ ہے، اُس کے پاس سٹور ہیں، اُس کو loan ملتا ہے، اُس کے گیٹ پر تالے لگے ہوئے ہیں، اس پر چوکیدار کھڑا ہے اور اس کی insurance بھی ہوتی ہے جبکہ کاشتکاری میں ایسا کچھ نہیں ہوتا۔ کاشتکار اور انڈسٹری کے مزدور میں فرق یہ ہے کہ جو مزدور انڈسٹری میں لگا ہوا ہے اس کو جو سہولتیں مل رہی ہیں وہ اُس کاشتکار کو نہیں ملتیں اس لئے کاشتکاری کو صنعت کا درجہ ملنا چاہئے۔ اس کے علاوہ ہر یونین کونسل کے اندر agricultural appliances کا ایک pool create کیا جائے جہاں سے کاشتکار کو کرائے پر تمام زرعی آلات ملیں کیونکہ اب جو آلات پرائیویٹ کمپنیاں دے رہی ہیں وہ بہت مہنگے کرائے پر دیتی ہیں لہذا گورنمنٹ کو چاہئے کہ ہر یونین کونسل کی سطح پر pool create کئے جائیں۔

جناب سپیکر! شوگر مافیا کی بات ہو رہی ہے تو میں یہ کہتا ہوں کہ جان بوجھ کر سازش کی جا رہی ہے اور اس کو زیادہ preach کیا جا رہا ہے کیونکہ وہ اگلے سیزن میں اپنی ملیں اتنی جلدی چلانا نہیں چاہتے۔ وہ کاشتکار کو مجبور کریں گے کہ اُن کا گنا اُن کی زمین پر کھڑا رہے اور بعد میں وہ اسے سستے بھاؤ خریدیں بے شک گورنمنٹ اس کی کوئی بھی support price مقرر کر دے۔ یہ اُن کی سازش ہے جس کو ناکام کرنے کے لئے حکومت پنجاب کو چاہئے کہ وہ شوگر کین کنٹرول ایکٹ کے تحت اکتوبر کے آخری ہفتہ میں ملوں کو پابند کرے کہ وہ ملوں کی کرشنگ شروع کریں۔ ابھی تک انہوں نے اپنی ملوں کی repair ہی شروع نہیں کی حالانکہ repair کرنے کے لئے بھی ایک ڈیڑھ مہینہ درکار ہوتا ہے لہذا اس سازش کا بروقت جواب آنا چاہئے۔ اگر اس میں کوئی مشکل ہو تو زمیندار کو فوری طور پر soft loan دیں تاکہ وہ اپنے بیلنے چلا کر گڑ بنا سکیں اور گنے کی فصل ضائع نہ ہو۔ اسی طرح گندم کے لئے جو چار لاکھ ایکڑ رقبہ چاہئے تو وہ بھی دسمبر تک available ہو سکے۔ اس کے علاوہ تحقیق کی جائے کیونکہ رپورٹ آئی ہے کہ سندھ کے اندر شوگر کی cost of production تینتیس روپے فی کلو ہے جو کہ زیادہ ہے۔ مجھے پتا ہے کہ یہ شوگر کی cost of production کس طرح نکالتے ہیں کیونکہ ان کی اپنی لیبارٹریاں ہیں اور اپنی yield نکالتے ہیں۔ پنجاب کے اندر اسی کی cost of production سینتیس روپے فی کلو آئی ہے۔

یہ cost of production کا چار روپے فی کلو کا فرق کیسے ہے؟ یہ ساری کی ساری جعلی cost of production نکالی جاتی ہے۔ سندھ اور پنجاب کے اندر cost of production کا اتنا فرق نہیں ہو سکتا۔ اگر واقعی فرق ہے تو ایگریکلچر منسٹری کو اس پر attention دینی چاہئے کہ اس کی cost of production میں جو اتنا فرق ہے اس کی کیا وجوہات ہیں؟ اس کے علاوہ ہم نے چینی اور اناج کا تجربہ کیا ہے جس کے لئے میں حکومت پنجاب سے گزارش کروں گا کہ وہ یوٹیلٹی سٹوروں کو supplement کرنے کے لئے ہر گاؤں یا یونین کونسل کے اندر cooperative stores قائم کرے جہاں پر اناج میسر ہو، اس اناج میں آٹا، چینی، دالیں اور دیگر ضروریات زندگی کی تمام چیزیں مہیا ہوں۔ اگر حکومت نے کوئی subsidy دینی ہے جو کہ ضرورت مند کو دینی بھی چاہئے تو جن کو کارڈ issue ہوں وہ ان Cooperative Stores سے reduce rate پر اپنے لئے چیزیں خرید سکیں۔ بہت شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، بہت شکریہ۔ طاہر محمود ہندلی صاحب!۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔ جناب سردار شہزاد رسول جتوئی صاحب!۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔ جناب محسن لطیف صاحب!

جناب محسن لطیف: جناب سپیکر! آپ کی مہربانی کہ اس وقت آپ نے شفقت کی۔ آٹے اور چینی پر کافی بات ہو چکی ہے۔ جس وقت میں بات کرنا چاہتا تھا تو اُس وقت لسٹ بہت لمبی تھی اور آپ نے مجھے ٹائم نہیں دیا۔ اب چونکہ کافی لوگ جا چکے ہیں اس لئے میں ایک چھوٹی سی بات عرض کروں گا اس کے بعد کسی اور کو وقت دے دیں کیونکہ وہ باتیں ہوئیں جن کا ہم جواب دینا چاہتے تھے۔ ایک شعر عرض کروں گا کہ

ہر ایک بات پہ کہتے ہو تم کہ تُو کیا ہے
تم ہی بتاؤ یہ انداز گفتگو کیا ہے

بہت شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: اب ملک جہانزیب وارن صاحب!

ملک جہانزیب وارن: شکریہ۔ جناب سپیکر! یہ آج جو اتنی مایوسی کی باتیں اور جو اعتراضات کئے گئے ہیں میں ذرا ان سے اختلاف کرتا ہوں۔ جب سے ہمارے قائد محترم میاں محمد نواز شریف اور میاں محمد شہباز شریف نے عدلیہ آزاد کروائی ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ جو فیصلے ہو رہے ہیں اور جو فیصلہ خاص طور پر چینی پر ہوا ہے اور اس پر implement کروانا یہ ہمارے وزیراعلیٰ میاں محمد شہباز شریف کا میں سمجھتا ہوں کہ ایک اچھا اور احسن اقدام ہے۔ اب مایوسی کی باتیں چھوڑ دینا چاہئیں کیونکہ پچھلے آٹھ سالہ

دور میں جو مایوسی کی لہر تھی وہ اب ختم ہو چکی ہے۔ ہم جس راہ پر جا رہے ہیں، جو ہمارا ایک راستہ ہے، ایک نئی امید کے ساتھ الحمدللہ ، اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے میں سمجھتا ہوں کہ قوم کو اس وقت ضرورت اس بات کی ہے کہ ہم مایوسی کی باتوں سے بالکل اختلاف کریں اور ہمیں متحد ہو کر تنقید برائے تنقید نہیں کرنی چاہئے کہ ہر بات جو اچھی بھی ہو اس پر تنقید کی جائے۔ اب یہ تو کوئی نہیں کہتا کہ گندم کے حوالے سے ہمارے صوبے اور ہمارے ملک پاکستان پر جو اللہ تعالیٰ نے کرم کیا ہے اور خاص طور پر میاں محمد شہباز شریف نے جو محنت کی ہے اور کسان سے جو گندم لی گئی ہے اس کو کوئی appreciate نہیں کرتا جو کہ کرنا چاہئے اور آج اگر چینی کی خاطر میاں صاحب خود مانیٹرنگ کر رہے ہیں اور ہماری ذمہ داری ہے، ہم سب ایم پی اے صاحبان کی ذمہ داری ہے، ہم ووٹ لے کر آئے ہیں تو تھوڑا سا حصہ ہم بھی ڈالیں۔ یہ نہیں کہ ہاؤس میں آکر صرف تنقید برائے تنقید اور مایوسی کی باتیں کرنی ہیں۔ اب ان باتوں کو چھوڑ دینا چاہے۔ الحمدللہ میں بھی اس علاقے بہاولپور اور جنوبی پنجاب سے تعلق رکھتا ہوں، میں اپنے حلقے کی بات کروں گا کہ الحمدللہ سڑکیں بھی بن رہی ہیں، کاشت جو پچھلے دور میں تقریباً 35 فیصد ہو گی میں یہ نہیں کہتا کہ سو فیصد ہو گئی ہے لیکن 70 فیصد زمینیں کاشت ہوئیں۔ اس میں سب سے اچھی good governance جو ہے وہ یہ کہ ہمارا پانی الحمدللہ بالکل صحیح جا رہا ہے۔ مارکیٹنگ میں ہمارے جو متعلقہ محکموں کے سیکرٹری صاحبان ایک ایک ضلع میں جا کر کھلی کچہریاں لگا رہے ہیں اور کام کر رہے ہیں۔ اُس سے پہلے مجھے بتائیں کہ جو آٹھ سالہ دور رہا ہے اس میں کوئی ایک مثال مجھے دکھا دیں کہ جب انہوں نے ڈویژن کی سطح پر یا دس ضلعوں کو اکٹھا کر کے کوئی سیکرٹری گیا ہو۔ بات یہ ہے کہ اچھی چیزوں کو ہمیں appreciate کرنا چاہئے اور انشاء اللہ میں سمجھتا ہوں کہ ہماری ایک منزل ہے اس کو ہمیں بہت جلد حاصل کرنا ہے۔ میں سارا دن سنتا رہا ہوں اور میری باری ابھی آئی ہے۔ اگر مجھے آپ پہلے وقت دے دیتے تو میں تھوڑی سی وضاحت کر دیتا تو تنقید برائے تنقید والی باتوں میں کم از کم نرمی آ جاتی۔ شوگر مل صاحبان یہاں جو باتیں کر رہے تھے تو اگر ان کا ماضی دیکھ لیں تو آپ کو سب پتا چل جائے گا۔ کاشتکاروں کی بات تو ہر کوئی کرتا ہے۔ بات اپنے قائدین کی بھی کرنی چاہئے اور اپنے گریبان میں جھانکنا چاہیئے کہ ہم نے پیچھے کیا کیا ہے۔ شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: شکریہ۔ رانا محمد ارشد صاحب!۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔ ڈاکٹر سامیہ امجد صاحبہ!

ڈاکٹر سامیہ امجد: شکریہ۔ جناب سپیکر! یہ انتہائی صحت مند بات ہے کہ اگر آپ دیکھیں کہ Veteran کی اسمبلی ہے وہاں پر چھ منٹ کا close لکھا ہوا ہے کہ چھ منٹ میں بات ضرور ختم کرنی ہے۔ میرے

خیال میں اگر ہم کہیں constitute کر دیں تو اتنے productive points آئے ہیں کہ extra گفتگو کم ہی ہوئی ہے اور to the point زیادہ بات ہوئی ہے۔ بہر حال شکریہ کہ آپ نے مجھے وقت دیا۔ میں انتہائی اختصار سے صرف اس بات کو سب سے پہلے emphasize کروں گی کہ پانی اور اس کے بعد crop یہ دو چیزیں وہ ہیں کہ جن پر ہمیں concentrate کرنے کی انتہائی ضرورت ہے۔ پانی کا نعرہ جو کالا باغ ڈیم کا ہے، انہوں نے چودھری ظہیر الدین اور میرے دونوں پوائنٹس چوری کر لئے ہیں کہ میں اس کو second کروں گی کہ بے شک ہمیں ایک بڑے ڈیم کی ضرورت ہے اور اس کے بغیر ایک regional جو ہمارا set back ہے اس کو ہمیں cover کرنے کی انتہائی ضرورت ہے۔

آٹے کے بارے میں بھی بہت ساری باتیں ہوئیں، گندم کے بارے میں بھی بات ہوئی لیکن میں صرف چینی کے حوالے سے ذرا سا concentrate کر کے یہ کہوں گی کہ میں دو پوائنٹس اس میں لینا چاہتی ہوں جس میں ایک prices ہے کہ جب ہم اس کی prices مقرر کرتے ہیں تو ہمیں ایک دو جگہوں پر concentrate کرنے کی ضرورت ہے۔ سب سے پہلے یہ ہے کہ sucrose content کا net weight جو ہے اس پر جو ایک رواج ہے کہ گنے کا جو sucrose content ہے۔ اس کو samplers سے measure کر کے اس کے بعد اس کی price fix کرتے ہیں کہ جتنا میٹھا گنا ہے اس کے مطابق یہ ہوتی ہے۔ اس کے لئے special instruments ہوتے ہیں جن کو samplers کہتے ہیں اس کی modern technology کو اگر introduce کروایا جائے تو جو weight based price کرتے ہیں sugarcane کے وزن کے حساب سے اس کی جگہ اگر ہم sugar content based samplers لگائیں تو یہ ایک suggestion ہو گی کہ اس کو modernize کرنے کے لئے اور ایک بہتر short cut کرنے کے لئے کہ ہم چینی کی قیمت اس کے اوپر fix کریں تو بہتر ہے۔

جناب سپیکر! دوسری بات یہ کہ Sugar Factory Control Act کے حساب سے support price announce کرنے کی جو پالیسی ہے اس کے بارے میں، میں یہ کہوں گی کہ ہر صوبہ اپنے حساب سے support price announce کرتا ہے اور اس کے time کی assessment بھی خود کرتا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ مثلاً اگر گنا سندھ میں ہو رہا ہے تو اٹھارہ ماہ لیتا ہے لیکن اگر پنجاب میں ہو رہا ہے تو وہ بارہ ماہ لیتا ہے اس حساب سے وہ time خود طے کرتے ہیں کہ support price کس وقت announce کی جائے۔ بہت لوگوں نے اس کو چیلنج کیا ہے، بہت لوگوں نے اس پر بڑی گرما گرمی سے بات کی ہے لیکن میں بھی انتہائی ادب سے یہ suggestion دینا چاہوں گی کہ پنجاب کی support

priceاگر 125 پرfix کردیں تواس سے اگلے سال کی planningکسان کے لئے بہت زیادہ helpful بھی ہوگی اور ہم assessکر سکیں گے کہ ہم کتنا گنا کاشت کریں اس سے farmer encourageہوگا۔ ہمیں اس وقت farmers اور لوگوں کی بات کرنی ہے اس لئے میری اپیل ہوگی کہ اس کو کریں۔

جناب سپیکر! آخر میں عرض کروں گی کہ شوگر مل ایسوسی ایشن کو چاہے مافیا کہیں یا جو مرضی کہیں۔ آخر وہ بھی لوگ ہیں جنہوں نے محنت کی ہے اور اس انڈسٹری کو پچاس ساٹھ سال میں اس level پر لے گئے ہیں۔ میں اس چیز کے جھگڑے میں نہیں پڑتی کہ کس کے پاس ہے اور کس کے پاس نہیں لیکن ان کو taxes v کا جو burden ہے یا ان کی جو cost ہے یا ان کی جو appeal ہے اس کو address کرنے کی ضرورت ضرور ہے۔ چاہے آپ اس سے agree کرتے ہیں، disagree کرتے ہیں۔ یہ نہیں کہ اگر آپ مل کے مالک ہیں تو آپ کے rights ہی ختم ہو گئے ہیں یا آپ کو صرف اور صرف mud slinging کا نشانہ بنایا جائے۔ اس کے باوجود کہ میں جانتی ہوں کہ وہ بڑے high up لوگ ہیں کہ وہ پریشر ڈالنے کی پوزیشن میں بھی ہیں۔ May be اگر ہم ان کی باتوں کو address کریں تو یہ ساری situation نہ صرف sufono ہو بلکہ sugar کی future اس پر depend کرتی ہے۔

جناب سپیکر! میں اپنا دوسرا پوائنٹ بہت جلدی سے لوں گی میرا وہ پوائنٹ بھی جو چودھری ظہیر الدین صاحب نے چوری کیا تھا یا میں نے کر لیا We are talking about diversifying the crop اس میں جو long duration crop ہے sugarcane کی، اس کی duration اور اس میں water کی جو requirement ہے اس کی وجہ سے جو گنا ہے ہمیں اس کی alternate کے بارے میں سوچنا ہوگا۔ میں نے پہلے بھی کہا ہے کہ پنجاب میں گنا 12 ماہ لیتا ہے اور 22 irrigation پر اگتا ہے، سندھ میں 18 لیتا ہے اور 30 irrigation پر اس کی water requirement ہے۔ پنجاب میں 60 فیصد گنا پیدا ہوتا ہے اور 30 فیصد سندھ میں اور 10 فیصد سرحد میں پیدا ہوتا ہے۔ یہ water اور جو time کا مسئلہ ہے یہ زمیندار پر بہت زیادہ long duration crop کا burden پڑتا ہے جس کی وجہ سے جیسا کہ میرے بھائی نے کہا کہ wheat کی crop بھی late ہو جاتی ہے وغیرہ وغیرہ لہذا ایک short term crop جسے sugar beet کہتے ہیں اس کے بارے میں، میں ضرور ایک منٹ میں windup کروں گی کہ جو sugar beet crop ہے وہ صرف چار ماہ لیتی ہے اور اسے process کرنے میں کوئی ایسی مشکل بھی نہیں ہے۔ Egypt میں 90 tons per hectare sugar beet پیدا ہوتی ہے اور اگر یہ پاکستان میں کاشت کی جائے تو 50 tons per hectare ہو جاتی ہے تو یہ کوئی اتنا بڑا فرق

نہیں ہے اور اس کا role model ڈیرہ اسماعیل خان میں موجود ہے جہاں sugar beet لگائی گئی ہے۔ لیہ اور بھکر میں اس کے crops بھی لگائے گئے ہیں۔ اس کو process کرنے کی cost تقریباً چار پانچ روپے زیادہ ہوتی ہے لیکن اس کا pulp اس کو compensate کرتا ہے جیسے کہ یہ ایک مثال کے طور پر چاول اور گندم کے بارے میں چودھری ظہیر الدین صاحب نے بھی کہا ہے۔ اس بات کو support کرتے ہوئے میں اپنی تقریر کو فوری طور پر اس امید کے ساتھ ختم کروں گی کہ scientific crop approach tolerances and love and unity is what we need کہ پانی کا اتنا بڑا crisis ہمارے پورے پاکستان کو effect کر رہا ہے اس کا بھی ہم حل کر سکیں۔ شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، رانا منور غوث صاحب!

رانا منور حسین المعروف رانا منور غوث خان: شکریہ۔ جناب سپیکر! میرا خیال ہے کہ شوگر ملز والوں کی گنے کے کاشتکاروں کے ساتھ رکھے جانے والے سلوک کی جتنی وارث کلو صاحب نے نشاندہی کی ہے شاید میں اتنی نہ کر سکوں لیکن میں چند الفاظ میں اپنی گزارشات ضرور پیش کروں گا۔ اس وقت جو ظلم شوگر ملز والے ایک عام زمیندار کے ساتھ کر رہے ہیں میں اس کی داستان اس طرح سے بیان کروں گا کہ جب ایک زمیندار گنا کاشت کرتا ہے تو اسے پہلے Irrigation Department کی طرف سے وضع کئے گئے rotation programme کا سامنا کرنا پڑتا ہے جو پچھلے آٹھ سالوں میں سابقہ حکومت نے اس صوبے کے عوام کو تحفہ دیا ہے۔ اس پروگرام کے تحت ان علاقوں کو بھی پانی سے محروم کر دیا جاتا ہے جو total saline area ہے۔ میری حکومت پنجاب اور یہاں پر موجود لاء منسٹر صاحب سے آپ کی وساطت سے گزارش ہے کہ saline area یا brackish water کے علاقے کو Irrigation Department کے rotation programme سے exempt کیا جائے تاکہ لوگ بر وقت اپنی گندم، گنا اور باقی فصلیں کاشت کر سکیں۔

جناب سپیکر! جب گنا کاشت ہو کر ملوں تک پہنچتا ہے تو گنے کی کٹوتی کر لی جاتی ہے۔ پہلے وزن میں کٹوتی کی جاتی ہے اور پھر بعد میں کہتے ہیں کہ آپ کا گنا صاف نہیں ہے، کھوری لگی ہوئی ہے یا آپ کا گنا اچھا نہیں ہے اور یہ کہہ کر اس کے ساتھ ظلم کیا جاتا ہے۔ پھر اس کی payment روک لی جاتی ہے۔ میں وزیر اعلیٰ پنجاب کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں کہ انہوں نے ملز مالکان کے خلاف پرچے دیئے ہیں اور اپنے شوگر کین کمشنر کو active کیا ہے اور شوگر کین کمشنر پنجاب نے سالہا سال سے، غریب کسانوں اور کاشتکاروں کی رکی ہوئی payments دلوائی ہیں اور ان کی payments کو ensure کروایا ہے۔

جس طرح سے وارث کلو صاحب نے اپنی تقریر میں فرمایا کہ اس وقت شوگر ملز مالکان کے پاس اپنی limits موجود ہوتی ہیں جو بنکوں سے وہ منظور کرواتے ہیں لیکن وہ اسے صرف اپنے فائدے کے لئے استعمال کرتے ہیں، نہ چھوٹا کسان یا چھوٹا کاشتکار اس کو استعمال کر سکے اور بروقت اسے اپنی ضرورت کے مطابق پیسے مل سکیں۔

جناب سپیکر! میری یہ گزارش ہے کہ نہروں کے بنائے گئے rotation programme، پر پنجاب حکومت خاص توجہ دے اور گندم کی کاشت کے وقت اس پروگرام کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے ان علاقوں کو اس سے exempt کیا جائے جو saline areas یا brackish areas ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ زمیندار کو بروقت کھاد کی فراہمی یقینی بنائی جائے تاکہ زمیندار حوصلے کے ساتھ اپنی فصل کو کاشت کر سکے اور بروقت اپنی فصل کو کھاد دے سکے۔ اس کے علاوہ زمیندار کو ذخیرہ اندوزوں سے بچایا جائے جو کھاد کو stock کر لیتے ہیں اور پھر اس کے بعد زمیندار اور کسان کو بلیک میل کر کے زیادہ قیمت لیتے ہیں بلکہ انہیں کھاد کی بروقت فراہمی بھی نہیں ہوتی۔

جناب سپیکر! laser level کے بارے میں یہاں پر بات کئی دفعہ ہو چکی ہے۔ صوبائی اسمبلی کا میرا پورا حلقہ تحصیل سلانوالی پر محیط ہے لیکن وہاں پر صرف ایک laser level میسر ہے۔ آپ دیکھیں کہ ہر گاؤں میں ہر زمیندار کی یہ خواہش ہے کہ مجھے کم سے کم پانی استعمال کرنا پڑے اور مجھے زیادہ سے زیادہ سہولت میسر آئے لیکن laser level کی طرف ابھی تک محکمہ زراعت کی توجہ نہ ہے۔ یہاں پر ہمارے وزیر صاحب اور سیکرٹری صاحب جو ہمہ وقت کوشش کرتے رہتے ہیں وہ بھی ہماری باتوں کو سن رہے ہیں تو میری آپ کی وساطت سے ان سے گزارش ہے کہ laser level کی طرف زیادہ توجہ دی جائے اور کوشش کی جائے کہ ایک تحصیل کی بجائے اسے ہر یونین کونسل کی سطح پر ایک laser level فراہم کیا جائے تاکہ زمینداروں کو زیادہ سے زیادہ سہولت میسر آ سکے۔

جناب سپیکر! چاول، کپاس اور دالوں وغیرہ کے متعلق awareness کے لئے محکمہ زراعت کی ٹیموں اور فیلڈ سٹاف کو زیادہ سے زیادہ activate کیا جائے تاکہ کسانوں اور چھوٹے زمینداروں کو اس سے متعلق awareness ہو تاکہ ہمارے ملک میں گندم اور شوگر کین کے ساتھ ساتھ زیادہ سے زیادہ دوسری فصلیں کاشت کرنے کی بھی awareness ہو۔

جناب سپیکر! ہمارے ہاں شوگر ملوں کے فنڈز سے فارم ٹو مارکیٹ سڑکوں کی تعمیر کی ایک سکیم شروع کی گئی ہے۔ اس وقت پہلے سے ہماری تعمیر شدہ سڑکوں کی انتہائی ناگفتہ بہ حالت ہو گئی ہے اور وہ

سڑکیں چلنے کے قابل نہیں ہیں۔ میری آپ کی وساطت سے محکمہ زراعت سے یہ گزارش ہے کہ منسٹر صاحب اور سیکرٹری صاحب اس چیز کو through Sugarcane Commissioner ensure کریں اور تمام اضلاع کے D.C.Os کو یہ ہدایت کی جائے کہ ممبران صوبائی اسمبلی کی مشاورت سے شوگر کین سیس فنڈ سے تعمیر کی گئی سڑکوں کو مرمت کیا جائے اور ہر حلقے میں کم از کم ایک ایک سڑک شوگر کین سیس فنڈ سے بنی چاہئے تاکہ حکومت پنجاب اور وفاقی حکومت کے فارم ٹو مارکیٹ گرین انقلاب برپا کرنے کے خواب کو شرمندہ تعبیر کیا جا سکے۔

جناب سپیکر! ابھی کچھ دیر پہلے اپوزیشن بنچوں سے بات ہوئی کہ اس حکومت میں full fledged Agriculture Minister ہیں اور نہ وفاقی حکومت میں تو میں انہیں یقین دہانی کروانا چاہتا ہوں بلکہ یہ بتانا چاہتا ہوں کہ اس وقت وفاقی حکومت میں خوراک وزراعت کے نذر محمد گوندل صاحب منسٹر موجود ہیں اور ہمارے احمد علی اولکھ صاحب اس وقت آپ کے سامنے بنفس نفیس موجود ہیں جو کہ ہمارے زراعت کے full fledged منسٹر ہیں۔ شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: الیاس چنیوٹی صاحب!

الحاج محمد الیاس چنیوٹی: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ شکریہ جناب سپیکر! زراعت ہمارے ملک کی معیشت میں ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتی ہے۔ میں نے بجٹ کی تقریر میں بھی اور جب بھی موقع ملا یہ گزارش کی ہے کہ محکمہ زراعت اور وزارت زراعت اس لئے قائم کی گئی ہے کہ وہ صوبے اور ملک کو اس کی ضروریات کے مطابق اجناس فراہم کرے۔ میری تجویز یہ ہے کہ محکمہ زراعت کے مشیران کے ذمہ لگایا جائے کہ وہ ملکی اور صوبائی آبادی کا لحاظ رکھتے ہوئے ہر فصل کے اگانے یا کاشت کرنے سے پہلے زمینداروں کو یہ آگاہ کریں کہ ہمیں اس سال اتنی گندم چاہئے، اس سال اتنی دال چاہئے، اس سال اتنے چاول چاہئیں، اس سال اتنی کپاس چاہئے اور ہر ضلع کے ڈی سی او کے ذمہ لگایا جائے کہ آپ نے اپنے اپنے اضلاع سے اجناس کی اتنی اتنی مقدار ملک کو فراہم کرنی ہے۔

جناب سپیکر! کالا باغ ڈیم کا ذکر آیا تو اس میں صوبہ سندھ اور صوبہ سرحد کو شکایت اور تحفظات ہیں۔ حدیث پاک یہ ہے کہ مومن آپس میں ایک جسم کی مانند ہیں اگر ایک عضو کو تکلیف ہوتی ہے تو سارا بدن بے خوابی سے جاگنے لگ جاتا ہے تو تمام صوبوں کو ایک دوسرے کی شکایت اور تکلیف کا احساس کرنا چاہئے چونکہ پنجاب بڑا صوبہ ہے اور وہ اپنی ذمہ داری محسوس کرتا ہے کہ اس نے پورے ملک کو ہی نہیں بلکہ دوسرے ممالک کو بھی یہ اجناس فراہم کرنی ہوتی ہیں اس لئے اسے زیادہ تکلیف محسوس

ہوتی ہے اور پنجاب یہ ڈیم بنانے کے لئے پرزور مطالبہ کرتا ہے لہذا میری یہ گزارش ہے کہ کالا باغ ڈیم ہو، جس کی فزیبلٹی رپورٹس آ چکی ہیں تو اسے تعمیر کرنے کے لئے ایسی جامع منصوبہ بندی کی جائے کہ اس کی تعمیر جلد از جلد ممکن ہو سکے۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اجلاس کا وقت آدھا گھنٹہ بڑھایا جاتا ہے۔

الحاج محمد الیاس چنیوٹی: جناب سپیکر! میری ایک گزارش یہ بھی ہے کہ اس سے پہلے بھی محکمہ زراعت اور بہت سارے محکموں کے بارے میں باتیں ہو چکی ہیں لیکن باتیں ہوتی ہیں اور ہم چلے جاتے ہیں۔ میری گزارش یہ ہے کہ جیسے ہمارے وزیر قانون رانا ثناء اللہ صاحب نے فرمایا ہے کہ آج جتنی بھی بحث ہو اس کا جواب سننا چاہئے۔ میری بھی یہ گزارش ہے کہ جتنی آج بحث ہو اس کا نتیجہ ہمیں کچھ نہ کچھ ملنا چاہئے۔ ممبران اسمبلی نے تو بہت کچھ کہا اور کہہ بھی رہے ہیں محکمہ زراعت جو اسی کام کے لئے بنایا گیا ہے ان سے معلوم کیا جائے کہ ان کی کارکردگی اس بارے میں کیا ہے؟ لیزر لیول پر آج بھی بات ہوئی اس سے پہلے بھی کئی مرتبہ ذکر ہوا ہے لیکن یہ ایوان کو آج تک آگاہ نہیں کیا گیا کہ لیزر لیول یونین کونسل تک فراہم کیا جائے گا یا تحصیل سطح تک؟ اس کا کوئی جواب نہیں ملتا لہذا اس کا بھی کوئی بندوبست کیا جائے۔ میرے بھائی رانا منور غوث صاحب نے دیہاتوں کی سڑکوں کا ذکر کیا۔ میں خود اس کا عینی شاہد ہوں دیہاتوں کو ملانے والی بہت ساری سڑکیں سالہا سال بلکہ میں کہتا ہوں کہ پندرہ پندرہ سال تک ویسے کی ویسے ہی رہتی ہیں۔ ان سڑکوں کے ٹھیکے ہو جاتے ہیں، سب کچھ ہو جاتا ہے، مرمت کے بل بھی آ جاتے ہیں لیکن وہ سڑک جیسے ہم نے آج سے پندرہ سال پہلے دیکھی تھی آج بھی ویسے کی ویسے ہی ہے بلکہ اور زیادہ ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہے۔ لہذا لوکل گورنمنٹ کے ذمہ لگایا جائے جیسے sugar cess کا فنڈ پڑا ہوا ہے ان کے ذمہ لگایا جائے کہ ہر سال سڑکوں کی repairing کی جائے تاکہ اجناس کو بروقت منڈیوں تک پہنچایا جائے۔ بہت شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔ میاں محمد شفیق!

میاں محمد شفیق آرائیں: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ شکریہ۔ جناب سپیکر! سب سے پہلے تو میں یہ کہوں گا کہ ہمیں اس بحث میں نہیں پڑنا چاہئے کہ کاشتکار کوئی اور ہے اور industrialist کوئی اور ہے۔ ہم سب اس ملک کی کاشتکاری کے طور پر بھی خدمت کر رہے ہیں اور industrialist بھی اس ملک کی خدمت کر رہے ہیں اگر وہ صحیح نیت سے کام کریں۔ ہمیں اس بحث میں نہیں پڑنا چاہئے اور گورنمنٹ کا فرض ہے کہ وہ دیکھے کہ کہاں پر کس کے ساتھ زیادتی ہو رہی ہے، سب سے پہلی چیز یہ ہے کہ حکومت یہ بات تسلیم

کرے کہ جو حکومت کر رہی ہے اس کے نتائج ہمیں مل رہے ہیں یا نہیں؟ یہاں پر ہر آدمی "سب اچھا" کی رٹ لگائے ہوئے ہے۔ بے شک وہ پنجاب گورنمنٹ ہے، بے شک وہ فیڈرل گورنمنٹ ہے، جہاں ہماری اچھائیاں ہیں اس کی تو ہر کوئی تعریف کرتا ہے لیکن جہاں ہماری خامیاں ہیں اس کا کوئی ذکر نہیں کرتا۔ جہاں تک گندم کا تعلق ہے فیڈرل گورنمنٹ نے بھی بہت اچھا کام کیا اور صوبائی حکومت نے بھی بہت اچھا کام کیا، اس کی جتنی بھی تعریف کی جائے وہ کم ہے، اس کے نتائج بھی آپ کو ملے ہیں اور آپ آج ملک میں دیکھیں کہ وافر مقدار میں گندم موجود ہے۔ یہاں میں ایک اور بات بھی کرتا چلوں کہ جہاں sugarcane والوں کی بات ہوئی ہے کہ وہ اپنے کنڈوں پر کس طرح زمیندار کو لوٹتے ہیں تو میں یہاں پر گورنمنٹ کے کنڈوں کی بھی بات کروں گا۔ یہاں پر ہمارے Food Minister صاحب بیٹھے ہیں میں آپ کو بتانا چاہتا ہوں کہ جو سرکاری کنڈے لگے ہوئے ہیں وہ آج تک computerized ہوئے اور نہ ان کی کوئی چٹ ملتی ہے اور وہ اپنی مرضی کرتے ہیں۔ جہاں پر گورنمنٹ کا یہ حال ہو تو پرائیویٹ سیکٹر کا کیا حال ہوگا؟ یہ حکومت کی ڈیوٹی بنتی ہے کہ وہ پرائیویٹ کنڈوں کو بھی چیک کرے اور اپنے کنڈوں کو بھی چیک کرے۔ اس پر میری ایک اور تجویز ہے جو خاص طور پر شوگر ملوں کے حوالے سے ہے کہ وہاں پر گورنمنٹ اپنے کنڈے لگائے، کاشتکار اپنی ٹرالی کا وزن کرائے پھر شوگر ملز کے کنڈے پر وزن کرائے تاکہ زمیندار کو پتا لگے کہ وہ کتنا لوٹا جا رہا ہے تاکہ وہ احتجاج کر سکے۔ As a government ہمیں بھی کوئی steps لینے چاہئیں، ہمیں بھی کوئی طریق کار اپنانا چاہئے تاکہ industrialists کے ہاتھوں کاشتکار بلیک میل نہ ہو سکیں۔ یہ حکومت وقت کا کام ہے، اگر آج حکومت وقت نے صحیح کام کیا ہوتا، میں یہ باتیں اپنی جماعتوں سے بالاتر ہو کر کہہ رہا ہوں کہ اگر ہم نے یہ کام کیا ہوتا تو ہائی کورٹ اور سپریم کورٹ کو نوٹس لینے کی ضرورت نہ ہوتی۔ ہمیں دیکھنا چاہئے کہ ہماری governance میں کہاں weakness ہے؟ ہمیں اس کا جائزہ لینا چاہئے اور اس کو بہتر کرنا چاہئے۔ جہاں تک آٹے کی بات ہے تو ہماری اتنی گندم ہونے کے باوجود ہمیں ایک مہینہ ایسا لگ رہا تھا جیسے کہ یہ ملک اتھوپیا بنا ہوا ہے۔ اس کو ہم کیا کہیں گے؟ یہ ہماری governance کی weakness ہے، ہمیں اس کو ٹھیک کرنا چاہئے۔ اس کا جس نے بھی مشورہ دیا تھا وہ غلط تھا اس میں ہماری حکومت کی بہت بدنامی ہوئی۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس کا کوئی جواب دینے والا نہیں ہے، ایسے فیصلے آئندہ سوچ سمجھ کر کرنے چاہئیں۔ دوسری طرف یہ ہے کہ ہمیں اپنی زراعت پر بہت توجہ دینے کی ضرورت ہے جب تک ہم اپنی yield نہیں بڑھائیں گے اس وقت تک ہم کسی کو سستی چیز مہیا نہیں کر سکتے۔ انڈیا اس وقت اٹھارہ سو فی ایکڑ کی yield drip

irrigation پر لے رہا ہے اور ہم پانی کو ایسے ضائع کر رہے ہیں کہ جس کا کوئی اندازہ نہیں ہے۔ اس وقت ٹیکنالوجی ہے جس کو جتنا بڑھائیں گے جتنا بہتر کریں گے، اس سے آپ کی yield بڑھے گی۔ جب yield بڑھے گی تو آپ کا کاشتکار بھی خوشحال ہوگا اور مارکیٹ میں چیزیں بھی سستی ملیں گی۔ باتیں تو اور بھی بہت ساری تھیں جو میں کرنا چاہتا تھا لیکن وقت کی کمی ہے۔ میں sugar industry کے لئے یہ کہوں گا کہ کیوں نہیں چھوٹے چھوٹے units introduce کرائے جاتے، کیوں ہم ان بڑے بڑے industrialists سے بلیک میل ہو رہے ہیں؟ جس طرح جگہ جگہ پر ginning factories لگی ہوئی ہیں اسی طرح مختلف areas میں sugar industry کے لئے چھوٹے unit لے کر آئیں تاکہ زیادہ لوگ لگا سکیں، لوگوں کا روزگار بڑھے اور بڑے بڑے شوگر ملوں سے بھی ہمیں نجات ملے۔ شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔ انجینئر ملک بلال احمد کھر صاحب!۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔ محترمہ آمنہ الفت!

محترمہ آمنہ الفت: شکریہ۔ جناب سپیکر! جیسا کہ اس پر تقریباً ہر points پر بات ہوئی ہے لیکن by chance جو points میں پیش کرنے والی تھی اس پر ابھی بات نہیں ہوئی اور میں چوری سے بچ گئی۔ جیسا کہ میرے سامنے اعداد و شمار ہیں اس کے مطابق پنجاب میں زراعت، ہر قسم کی اجناس معہ فروٹ جو پیداوار ہو رہی ہے وہ پورے پاکستان کا 80 فیصد سے بھی زیادہ ہے۔ 85 فیصد کسان 12 ایکڑ سے کم زمین کے مالک ہیں اور ان کے لئے یہ کہا جاتا ہے کہ یہ جاگیردارانہ نظام ہے، ایسے میں اسے جاگیردارانہ نظام نہیں کہا جا سکتا۔ میں کچھ points کی طرف فوراً آنا چاہوں گی۔ بات یہ ہے کہ تجاویز بھی دی جا رہی ہیں اور بڑی لمبی چوڑی بات بھی ہو رہی ہے لیکن جو کام حکومت وقت کے ہاتھ میں ہے اس کو تو ensure کرنا چاہئے ۔ وہ غلطی جو پہلے ہوئی اب آئندہ نہ ہو۔ جیسا کہ پچھلی دفعہ یوریا کھاد تین ہفتے لیٹ ملی، کھاد کا بہت بڑا role ہے اور وہ کھاد لیٹ کیوں ہوئی؟ وہ بھی ایک انتظامی بے توجہی کی وجہ سے ہوئی کہ کراچی سے گوادر پورٹ change کر دیا گیا۔ اس میں وقت بھی ضائع ہوا اور اس کی cost بھی بڑھ گئی۔ دوسری بات یہ ہے کہ ہمارے ہاں کھاد بنانے والی ملیں داؤد ہرکولیس اور پاک امریکن کمپنیوں نے بار بار کہا کہ گیس لوڈشیڈنگ کا schedule change کیا جائے۔ گیس لوڈشیڈنگ کا schedule بھی حکومت پنجاب نے تبدیل نہیں کیا یہ بہت بڑی بے انصافی تھی۔

سب سے بڑی جو توجہ طلب بات ہے وہ یہ ہے کہ پنجاب کی جو زرعی زمین ہے وہ 17 کروڑ ایکڑ ہے اور اس کے مقابلے میں سندھ کی 25 لاکھ ایکڑ زمین ہے۔ ظلم یہ دیکھئے کہ پنجاب کو جو کھاد کا کوٹا

مل رہا ہے وہ 63ہزار 3 سو ٹن ہے اور سندھ کو 61ہزار 6 سو ٹن دیا جا رہا ہے۔آپ ذرا اس کا موازنہ کیجئے کہ کہاں 17 کروڑ ایکڑ زمین اور کہاں 25لاکھ ایکڑ زمین اور فقط 2ہزار ٹن کا فرق ہے تو کیا آئندہ ایسی ہونے والی غلطیاں یا اس کے تناسب جو ہیں وہ کیا زراعت کو نقصان نہیں پہنچائیں گے؟ پھر زرعی آلات کا مہنگا ہونا گزشتہ دو سال سے جس طریقے سے مہنگائی آسمانوں کو چھو رہی ہے اس میں لوہا بھی مہنگا ہوا ہے اور جو غریب کسان ہے اور جو 12ایکڑ زمین کا مالک ہے اس کے پاس تو اتنی مراعات ہی نہیں ہیں کہ وہ یہ مشینری خرید سکے، وہ تو بامشکل سے اپنا بیج اور کھاد پورا کرتا ہے۔پھر چینی کے بحران کے حوالے سے بہت بات ہوئی لیکن چینی کے بحران کے حوالے سے میں یہ کہوں گی کہ clear law موجود ہے کہ پندرہ دن کے اندر گنا کے کاشتکار کو payment کی جائے ورنہ گیارہ فیصد سالانہ کے حساب سے مل مالکان زیادہ رقم دینے کے پابند ہیں اور پچاس ہزار روپے تک جرمانہ ہے لیکن چونکہ کاشتکار کمزور ہے اور مل مالکان اس پر دروازے بند کر دیتے ہیں، دوسری طرف جب انٹرنیشنل مارکیٹ میں دیکھتے ہیں کہ ان کی چینی 65روپے کلو کے حساب سے بک سکتی ہے تو وہ ذخیرہ کر لیتے ہیں، مصنوعی بحران پیدا کر دیتے ہیں اور وہ انہیں چاندی چاندی نظر آ رہی ہوتی ہے اس وجہ سے وہ چینی مارکیٹ میں لانے کے لئے تیار نہیں ہیں۔اگر اس حکومت کی یہ good governance ہے کہ کاشت بھی پوری ہے، گندم بھی پوری ہے ،چینی بھی پوری ہے اور ہر چیز موجود ہے لیکن لوگوں کے ہاتھوں میں پھر بھی نہیں پہنچ پاتی اور وہ لائنوں میں لگ کر لے رہے ہیں تو کیا ایسا سسٹم بنانے کی ضرورت نہ تھی کہ ہر دکان میں ارزاں قیمت پر یہ چیزیں میسر ہوتیں۔

جناب سپیکر! یہاں پر میں آپ سے ایک منٹ اور لوں گی۔اس وقت جواری چاول کا بحران پیدا ہوا ہے وہ بھی پاسکو نے جو 6سو روپے من کے حساب سے ایک ملین ٹن خریداری کرنے کا 226ملز کے ساتھ معاہدہ کیا تھا اور انہوں نے صرف 4ہزار 53ٹن خریداری کی ہے اب وہ باقی خریداری کرنے کے لئے تیار ہی نہیں ہے تو کیا کسان آئندہ کے لئے چاول کی فصل اگا سکے گا؟اس بحران کو بھی دیکھئے کہ جب مستقبل میں آئے گا اور پھر میں آخر میں اپنی بات کو ختم کرتے ہوئے یہ کہوں گی کہ ”زرعی ادویات“ایک کسان اپنی محنت کے ساتھ پورا سرمایہ لگا کر بڑی محنت کر کے فصل تیار کرتا ہے اور جب اس پر کیڑے مار دوائی ڈالنے کی بات آتی ہے تو وہاں پر اس قسم کے چور مصنوعی ادویات بنانے والے جس کا میرے پاس یہ ثبوت بھی موجود ہے کہ اس کمپنی کو چلانے والا جو ایسی نقلی ادویات بنا رہا ہے جس کا یہ مکمل ثبوت موجود ہے وہ Assistant Director Agriculture ہے مجھے بتائیں کہ یہ واضح ایک

notification میرے پاس موجود ہے جس میں لکھا ہوا ہے کہ ایگری کلچر ڈیپارٹمنٹ کا کوئی بھی عہدے دار دوائیاں بنانے کا کاروبار نہیں کر سکتا ہے وہ بے دریغ کر رہا ہے اور میں آپ کو بتاتی چلوں کہ چیف منسٹر صاحب کو بھی اس سلسلے میں درخواست بھیجی گئی، ڈی سی او، خانیوال کے پاس بھی اس کی درخواست گئی اور ٹاسک فورس کو بھی 18- ستمبر 2009 کو درخواست بھیجی گئی لیکن اس پر کسی قسم کی کوئی کارروائی نہیں ہوئی اور اس حوالے سے میرے پاس جعلی دوائی ہے اس کی بوتل کے اوپر نام کسی اور کمپنی کا لکھا ہوا ہے اور لیبل کوئی اور لگا ہوا ہے، یہ ثبوت کے طور پر میرے پاس تمام شواہد موجود ہیں۔ اس قسم کی چیزوں کو اگر ہم کنٹرول نہیں کر سکیں گے تو ہماری ساری کی ساری بحث رائیگاں جائے گی۔ شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، بہت شکریہ۔ محمد معین وٹو صاحب!

جناب محمد معین وٹو: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں سب سے پہلے تو جو ممبران ابھی اس وقت تک یہاں تشریف فرما ہیں ان کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں۔ جب بھی ہاؤس میں کوئی اہم مسئلہ زیر بحث ہوتا ہے تو اس میں چاہئے تو یہ کہ جہاں ایک طرف ہمیں حکومتی پالیسی کا تجزیہ اور احتساب کرنا ہوتا ہے وہاں دوسری طرف ہمیں یہ بھی چاہئے کہ ہم اپنے غور و فکر سے عوامی مسائل کی نشاندہی اور ان کے حل کے لئے تجاویز پیش کریں تاکہ عوام کے مسائل بھی حل ہوں اور دیگر ممبران بھی اس سے مستفید ہوں مگر صورتحال یہ ہے کہ یہاں تو جو صاحب بھی اپنا مافی الضمیر بیان کرتے ہیں وہ دوسرے کا مؤقف سنئے بغیر ہی یہاں سے چلے جاتے ہیں اور مجھے اب خدشہ یہ ہے کہ جب اتنا اہم موضوع جو زیر بحث ہے جب اس کی wind up speech ہو گی تو یوں محسوس ہو رہا ہے کہ اس وقت تک ہمارے وزیر زراعت اور جناب سپیکر ہی باقی ہاؤس میں رہ جائیں گے لیکن بہر صورت میں تمام ممبران سے یہ درخواست کروں گا کہ ان کی حوصلہ افزائی کے لئے ہم یہاں موجود رہیں۔ آج مجھے مخدوم احمد محمود صاحب کی جو تقریر تھی اس سے یہ احساس ہو رہا تھا کہ شاید یہ کسی عوامی نمائندے کی تقریر نہیں ہے کسی مسئلہ کی نشاندہی نہیں ہے اور اس کا حل نہیں ہے بلکہ یوں لگ رہا تھا کہ جیسے مخدوم صاحب مل مالکان کے ایک وکیل کے طور پر ان کا کیس یہاں plead کر رہے ہیں۔ یہ عوامی نمائندہ کا فرض نہیں ہے بلکہ وہ مل مالکان کے کیس کو plead کرتے ہوئے یہاں تک آگے نکل گئے کہ ایک موقع پر انہوں نے یہ فرمایا کہ میں چیلنج سے یہ کہتا ہوں کہ اگر نومبر کے مہینے میں چالیس روپے کلو چینی فروخت ہو جائے تو میں اس ہاؤس سے استعفیٰ دے دوں گا۔ مجھے حیرانگی ہو رہی تھی کہ یہ کوئی پریشانی والی بات ہے، یہ دکھ والی بات ہے اور یہ کوئی ناکامی والی بات ہے کہ وہ اس پریشانی اور اس دکھ میں اگر چینی چالیس روپے کلو فروخت ہو گئی جیسے اس

کے خلاف کام ہو جائے گا وہ استعفیٰ دے دیں گے۔ مجھے اس بات پر بڑا افسوس ہے۔ دوسرا ان کے مؤقف سے یوں لگ رہا تھا کہ بجائے اس کے چاہئے تو یہ کہ جب ملک کو اس بات کی ضرورت ہے کہ چینی کی قلت تو نہیں ہے مگر ایک قیمت کی وجہ سے مسئلہ پیدا ہوا ہے تو مل مالکان کو یہ چاہئے کہ وہ عوام اور غریب کی سہولت کے لئے حکومت سے تعاون کریں مگر اس کی گفتگو سے ایسے لگ رہا تھا کہ جیسے وہ چیلنج کر رہے ہیں کہ آپ good governance دکھا کر دیکھ لیجئے اور ہم اسے ناکام کر کے دیکھ لیتے ہیں۔ یہ جو نقطہ نظر ہے یہ میں سمجھتا ہوں کہ منفی انداز فکر ہے اس سے عوامی نمائندوں کو بہر صورت احتیاط کرنی چاہئے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! پھر میں آپ اور محترم وزیر صاحب کی توجہ اس طرف ضرور دلانا چاہوں گا کہ یہ ضروری ہے کہ جب ایک مسئلہ پیدا ہونا ہے اس کے بارے میں ہم پہلے پیش بندی کر لیں، پہلے غور و فکر کر لیں اور اس کے انتظامات کر لیں۔ اب دیکھئے کہ فوری طور پر جو burning issue ہے وہ یہ ہے کہ دھان کی جو اری اقسام ہیں وہ فصل اس وقت تیار ہے اور جو کاشتکار بے چارے اپنی فصل کو چند دنوں کے لئے بھی نہیں روک سکتے تھے اور سٹور نہیں کر سکتے تھے وہ چار سو سے ساڑھے چار سو روپے تک اپنی فصل کی اری اقسام کو بیچ رہے ہیں۔ حالات اور گورنمنٹ کی پالیسی کی وجہ سے بلیک میل ہو رہے یہ ایسا موقع ہے کہ یہاں اس پر توجہ دی جانی چاہئے کہ اس میں ہم کیا بہتری کر سکتے ہیں۔ اب صورتحال یہ ہے کہ اری دھان کی اب اتنی کم قیمت ہے کہ پچھلے سال یہی اری اقسام سات سے آٹھ سو روپے تک فروخت کی گئی تھیں اور اب کی بار اس فصل میں پہلے کی نسبت کھاد کی قیمت میں اضافہ ہوا ہے۔ پانی کی قلت سامنے آئی ہے، نہری پانی کم ہونے کی وجہ سے ٹیوب ویل کے پانی کے استعمال، اور ڈیزل کے اخراجات سے inputs اور cost of production میں اضافہ ہوا ہے۔ اب اس وقت ضرورت اس بات کی ہے کہ وفاقی حکومت نے آج سے کچھ عرصہ پہلے یہ اعلان فرمایا کہ اری اقسام کے لئے حکومت نے 6 سو روپے فی من قیمت مقرر کی ہے مگر آج تک وہ صرف اعلان رہا ہے ابھی تک پاسکو نے یا وفاقی حکومت نے واضح طور پر اس پر کوئی پالیسی دی ہے اور نہ اس کی خرید شروع کی ہے۔ یہاں پر وزیر زراعت بھی موجود ہیں، وزیر خوراک بھی موجود ہیں، وزیر قانون بھی تشریف رکھتے ہیں۔ ابھی فوری طور پر میں یہ توقع رکھتا ہوں کہ وزیر زراعت یہ اعلان ضرور فرمائیں کہ انہوں نے حکومت کی اس پالیسی کے سلسلہ میں یا دھان کی خرید کے سلسلہ میں ابھی تک کیا کیا ہے اور وفاقی حکومت سے رابطہ کر کے بتائیں کہ اس کی خرید کے سلسلے میں کسانوں کو فوری طور پر کیسے ریلیف دیں گے؟ شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، بہت شکریہ۔ تمام ممبران نے اپنی بحث کر لی ہے۔ لاء منسٹر صاحب at the end of the session. آپ کوئی بات کرنا چاہتے ہیں؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میرا خیال ہے کہ یہاں پر جو points اٹھائے گئے، محترم اولکھ صاحب اور فوڈ منسٹر صاحب ان کے بارے میں تفصیل سے بات کریں گے۔ میں صرف ایک بات ریکارڈ پر لانا چاہتا ہوں جو محترم مخدوم احمد محمود صاحب نے کی اور اس کے بعد غالباً گہراج صاحب نے بھی کی اور اب وہ دونوں یہاں پر موجود نہیں ہیں۔ گزارش یہ ہے کہ انہوں نے one man commission کا حوالہ دیا ہے اور شاید انہوں نے اس طرح سے بات کی کہ شوگر کے سلسلے میں جو crisis ان کی نظر میں پیدا ہوا ہے تو یہ اس کریک ڈاؤن کی وجہ سے ہوا ہے جو پنجاب گورنمنٹ نے کیا تھا۔ میں اس سلسلے میں یہ بات on record لانا چاہتا ہوں کہ شوگر مل مالکان نے پہلے جب ریٹ 28 روپے تھا 30 روپے کیا پھر 32 روپے کیا پھر وہاں سے وہ 38 روپے پر آ گئے۔ 38 روپے سے 50 روپے پر اور پھر 50 سے 55 پر اور پھر 60 روپے پر آ گئے تو اس وقت وہ صورتحال تھی جب پنجاب گورنمنٹ کو مداخلت کرنی پڑی اور میں یہ بات on record کہنا چاہتا ہوں کہ یہ پنجاب گورنمنٹ کا فیصلہ نہیں تھا یہ فیصلہ فیڈرل گورنمنٹ کا تھا وہ کریک ڈاؤن لاہور میں یا شیخوپورہ میں یا ملتان میں نہیں ہوا، وہ حیدرآباد میں بھی ہوا، کراچی میں بھی ہوا، ڈیرہ اسماعیل خان میں بھی ہوا اور پشاور میں بھی ہوا۔ وہ فیڈرل گورنمنٹ کا فیصلہ تھا اور فیڈرل گورنمنٹ نے کہا کہ چینی کی قیمت کو بے تکے انداز میں اور صرف اور صرف غریبوں کی جیبوں پر ڈاکا ڈالنے کے لئے بڑھایا جا رہا ہے۔ یہ فیصلہ فیڈرل گورنمنٹ کا تھا اور اس کے مطابق پنجاب گورنمنٹ جو اپنے طور پر کر سکتی تھی اس نے وہ کیا اور میں سمجھتا ہوں کہ یہ اسی وجہ سے ہوا کہ شوگر مل مالکان نے بالکل یہ سوچا ہی نہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ ان دنوں ان کے اندر انسانیت کا جذبہ بالکل مر چکا تھا کہ انہوں نے سوچا کہ ہم اس چیز کو 28 روپے سے اٹھائیں اور 60 روپے پر لے جائیں۔ اس کو اگر یہ ایک روپیہ یا دو روپیہ کی حد تک رکھتے، جس طرح یہ پچھلے سالوں میں رکھتے ہیں، ہر مرتبہ یہ دس بارہ روپے کا فرق ڈالتے ہیں، اسی حد تک رہنے دیتے تو شاید لوگ بھی برداشت کر لیتے اور گورنمنٹ کو بھی یہ step نہ لینا پڑتا۔ جب یہ ہوا، اس کے بعد چینی کی قیمت فیڈرل منسٹر منظور وٹو صاحب کے ساتھ بیٹھ کر 50 روپے فی کلو طے ہوئی تو اس پر پورے ملک میں احتجاج ہوا اور کہا گیا کہ یہ قیمت زیادہ ہے اس کو کم ہونا چاہئے اس پر پاکستان مسلم لیگ (ن) نے بطور سیاسی جماعت اور پنجاب گورنمنٹ کے سربراہ کے طور پر میاں محمد شہباز شریف نے بھی اعتراض کیا۔ اس کے بعد دوبارہ فیڈرل گورنمنٹ

نے اس معاملے کو اٹھایا اور پرائم منسٹر بیٹھے، فوڈ منسٹر پنجاب وہاں پر گئے، باقی تمام صوبے گئے اور وہاں پر بیٹھ کر ایک ریٹ طے ہو گیا ex-mill rate Rs. 45 اور retail rate Rs. 47 میں پورے دعوے سے یہ کہتا ہوں کوئی اس بات کی تردید نہیں کر سکے گا کہ پنجاب گورنمنٹ نے manage کیا اور یہاں پر تقریباً دو ہفتے تک چینی ex-mill rate 45 اور retail rate 47 روپے پر ملتی رہی۔ اس کے بعد چیف جسٹس لاہور ہائی کورٹ کا 40 روپے فی کلو چینی کا فیصلہ آیا۔ میں آج on the floor of the House یہ کہتا ہوں کہ یہ مل مالکان اپنے اندر اتنی جرأت پیدا کریں جو اربوں روپے کا منافع کمانا چاہتے ہیں، جو غریبوں کی جیبوں پر ڈکیتی تو کرنا چاہتے ہیں لیکن کبھی انہوں نے ہائی کورٹ میں یا سپریم کورٹ میں جا کر یہ مؤقف اختیار کیا؟ میں نے اس دن بھی کہا تھا کہ یہ عدلیہ کا کام نہیں ہے کہ وہ بازار میں prices کو determine کرے یہ ایگزیکٹو کا مسئلہ ہے لیکن جب یہ لوگ چینی کی قیمت کو اس طرح بڑھائیں گے کہ 28 روپے سے 60 روپے تک لے جائیں گے تو میں سمجھتا ہوں کہ پھر عدلیہ بھی اس وجہ سے مجبور ہو جاتی ہے اور چیف جسٹس آف پاکستان نے خود یہ بات کہی ہے کہ یہ ہمارا کام نہیں ہے کہ ہم بازار میں قیمتوں کا تعین کریں۔ چیف جسٹس لاہور ہائی کورٹ نے بھی یہ کہا ہے کہ یہ ہمارا کام نہیں ہے لیکن جب اس قسم کی بے حسی ہو گی اور اس طرح سے لوگوں کو لوٹنے کی کوشش ہو گی تو پھر میں سمجھتا ہوں کہ شاید یہ فرق مٹ جائے گا کہ ایگزیکٹو کا اختیار کیا ہے اور جوڈیشری کا اختیار کیا ہے کیونکہ ہمارے یہاں یہ فری اکانومی کی بڑی بات کرتے ہیں، ان کو یہ پتا ہے کہ جن جن ملکوں میں فری اکانومی ہے وہاں پر consumer societies بنی ہوئی ہیں، وہاں پر اگر کوئی ایک روپیہ کسی چیز کی قیمت بڑھائے تو اسی وقت consumer societies بائیکاٹ کر دیتی ہیں۔ وہاں پر کسی چیز کی قیمت کو بڑھانے کے لئے ان producers کو consumer societies کے ساتھ دو، دو سال تک مذاکرات کرنے پڑتے ہیں تو جس معاشرے میں یا ہمارے ملک میں جب consumer عام آدمی ہے، غریب آدمی ہے جب وہ اس قسم کی کسی تنظیم کا representative نہیں ہے، اس کی کوئی آواز نہیں ہے اور اگر حکومت بھی اس کی بہتری کے لئے آگے نہیں آئے گی، عدلیہ بھی اس کے rescue کے لئے آگے نہیں آئے گی تو پھر یہ مل مالکان ارب پتی سے کھرب پتی بنتے جائیں گے اور غریب آدمی مرتا رہے گا۔ اس کے بعد 40 روپے فی کلو چینی کا فیصلہ پنجاب گورنمنٹ کا فیصلہ نہیں ہے، ہائی کورٹ کے فیصلے کے باوجود ہم نے مل مالکان کو کہا کہ بھئی آئیں، بیٹھیں۔ ہم تو آئینی اور قانونی طور پر مجبور ہیں، ہم نے اس فیصلے پر عمل کرنا ہے۔ آپ بتائیں، اب آپ کا کیا ارادہ ہے؟ انہوں نے کہا کہ جی، دیکھیں! ہمیں دو چار دن دے دیں، ہم

ہائی کورٹ میں review کے لئے جانا چاہتے ہیں۔ ہم نے کہا کہ ٹھیک ہے۔ یہ بھی آپ کا حق ہے آپ review میں جانا چاہتے ہیں تو آپ review میں چلے جائیں۔ وہ review میں چلے گئے وہاں پر جب ان کی بات نہ بن سکی ان کا review خارج ہو گیا تو پھر ہم نے ان سے پوچھا کہ اب آپ بتائیں کہ کیا کرنا چاہئے؟ انہوں نے کہا کہ ہمیں تھوڑے سے دن اور دے دیں۔ ہم ذرا سپریم کورٹ بھی چلے جائیں۔ پھر یہ سپریم کورٹ بھی چلے گئے وہاں پر بھی جا کر انہوں نے دس دن، بارہ دن اپنی petition وغیرہ دائر کی۔ جب سپریم کورٹ نے واضح طور پر یہ کہا کہ نہیں، ہم چینی کی قیمت 40 روپے فی کلو سے آگے نہیں بڑھائیں گے، 40 روپے پر چینی فی کلو فروخت ہونی چاہئے، پھر ہم نے ان کو بلایا، انہوں نے کہا کہ دیکھیں صرف پنجاب کا حکم ہے، باقی صوبوں کا بھی ہونا چاہئے، آپ اس بارے میں بھی کوئی بات کریں۔ پھر ان کے ساتھ تعاون کرتے ہوئے سپریم کورٹ میں پنجاب گورنمنٹ نے درخواست دائر کی کہ چینی کی قیمت ایک صوبے میں تعین کرنا مشکل ہے یا تو آپ اس آرڈر کو سارے صوبوں کے لئے کر دیں یا پھر ہمیں بتائیں کہ ہمیں کیا کرنا چاہئے؟ سپریم کورٹ نے اس کے اوپر واضح حکم دیا کہ نہیں، چینی پورے ملک میں 40 روپے فی کلو میں فروخت ہو گی اور وہ ہائی کورٹ کا جو آرڈر ہے وہ سپریم کورٹ کا آرڈر تصور ہو گا اور چینی 40 روپے فی کلو میں فروخت ہو گی۔ ہم تو آئینی طور پر بھی پابند ہیں اور دوسرا یہ ہے کہ ہم اپنے دل اور ذہن سے پنجاب حکومت اور وزیر اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف بھی یہ سمجھتے ہیں کہ یہ سارا ان لوگوں کا کیا دھرا ہے۔ یہ لوگ منافع خوری کی لعنت کے اوپر چلتے ہوئے اس انجام کو پہنچے ہیں، انہیں ایسا نہیں کرنا چاہئے تھا، یہ تین ماہ میں 28 روپے فی کلو سے چینی اٹھا کر 38 روپے فی کلو پر لے گئے اور پھر تین ہفتوں میں 60 روپے فی کلو تک لے گئے۔ ہم تو خود یہ چاہتے ہیں کہ عام آدمی کو ریلیف فراہم کریں۔ سپریم کورٹ کا فیصلہ بھی تھا اور یہ سارا ان کا کیا دھرا تھا اور اس کی وجہ سے تو ہم نے ان کو مجبور کیا کہ آپ چینی کو 40 روپے فی کلو فروخت کریں اس کے بعد ان کے ساتھ میٹنگ ہوئی، میں نے اس میٹنگ کو preside کیا اور اس میں مل مالکان کی ایسوسی ایشن کے سارے لوگ موجود تھے۔ یہ ہمارے ساتھ بیٹھے اور انھوں نے commit کیا کہ ہم چار ہزار میٹرک ٹن چینی روزانہ آپ کو دیں گے۔ پانچ سے چھ ہزار میٹرک ٹن کے درمیان consumption ہے اور باقی beverage میں جاتی ہے مٹھائی بنانے والوں کو جاتی ہے اس لئے آپ عام آدمی کے لئے تین چار ہزار میٹرک ٹن ہم سے لیں۔ ہم نے ان کی وہ بات بھی تسلیم کی۔ ہم نے کہا کہ ٹھیک ہے آپ ہمیں چار ہزار ٹن دیں تاکہ ہم عام آدمی کو benefit دیں باقی beverage فیکٹری والوں یا کوئی دوسرے ہیں تو انہیں جس ریٹ پر مرضی دیں۔ یہ وعدہ کرنے کے بعد

پھر انھوں نے betray کیا اور کہا کہ ہم چینی نہیں دیں گے-اس کے بعد حکومت کے پاس اس کے سوا کوئی چارہ نہیں تھا کہ وہ ان سے چینی اٹھائے اور بازار میں فراہم کرے جسے یہ کہتے ہیں کہ ہم نے coercive measures کئے ہیں جس کو یہ کہتے ہیں کہ ہم نے panic create کیا ہے، جس کو کہتے ہیں کہ ہم نے free economy کے خلاف بات کی ہے حالانکہ اس کی اصل کہانی یہ ہے۔یہ درست اور حقیقت ہے کہ ان کی منافع خوری کی حرص نے انھیں اس انجام تک پہنچایا ہے-میں آج on the floor of the House اور اس معزز ایوان کے ممبران کے سامنے ان کو یہ کہنا چاہتا ہوں کہ آپ اس طرح سے لوگوں کو دھمکیاں نہ دیں کہ اگر ایسے نہ ہوا تو پھر ہم crushing نہیں کریں گے،اگر ایسے نہ ہوا تو پھر ہم یہ نہیں کریں گے-آپ لوگوں کو، 17 کروڑ عوام کے مفادات کے ساتھ کھیلنے کی اجازت کبھی بھی نہیں دی جائے گی اور اگر آپ پنجاب کے 9 کروڑ عوام کو یرغمال بنانا چاہتے ہیں تو آپ کو قطعی طور پر اس بات کی اجازت نہیں دی جائے گی۔آپ کو crushing کرنا ہو گی،آپ کو گنا لینا ہو گا،آپ کو لوگوں کی payments کرنی ہوں گی اور اگر آپ نے ان ساری چیزوں کو بالائے طاق رکھتے ہوئے پورے صوبے کو، حکومت کو یرغمال بنانے کی کوشش کی تو پھر میاں شہباز شریف کو پنجاب کے عوام کے مفاد میں جو بھی انتہائی قدم اٹھانا پڑا وہ بالکل پوری طرح سے determine ہیں اور ہم اٹھائیں گے اور انشاء اللہ تعالیٰ عام آدمی کے حق کو تحفظ دیں گے۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، بہت شکریہ۔ہاؤس کا وقت 15 منٹ بڑھایا جاتا ہے-لغاری صاحب! آپ کچھ کہنا چاہ رہے ہیں؟

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! میں چھوٹی سی گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ ہم اتنی دیر سے اسی لئے بیٹھے ہوئے ہیں کہ وزیر زراعت شوگر کین کی purchase کے ریٹ کا اعلان کریں اور جیسے وٹو صاحب نے چاول کی نشاندہی کی ہے کہ وہ چاول کی purchase کے لئے کیا اقدامات کریں گے؟ لہذا وزیر زراعت مہربانی کر کے اپنے concluding remarks میں ان دونوں چیزوں کو بھی incorporate کر لیں-

جناب ڈپٹی سپیکر: ویسے prices وفاقی subject نہیں ہے؟

جناب محمد محسن خان لغاری: نہیں-حکومت پنجاب کر سکتی ہے-

جناب ڈپٹی سپیکر: فوڈ منسٹر صاحب! آپ بات کریں گے یا وزیر زراعت بات کریں گے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! فوڈ منسٹر صاحب تو ابھی آئے ہیں انھوں نے تو ہماری باتیں سنی ہی نہیں۔ اولکھ صاحب دوپہر سے ہماری باتیں سنتے رہے ہیں۔ میرے خیال میں وہ اس بارے میں زیادہ بہتر جواب دے سکتے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ہم اولکھ صاحب تک بھی آرہے ہیں۔ اولکھ صاحب ہی بات کریں گے۔

وزیر خوراک (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! پہلے ملک صاحب بات کر لیں ان کے بعد میں بات کر لوں گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی اولکھ صاحب! آپ کتنا ٹائم لیں گے، کیا آپ پندرہ بیس منٹ میں wind up کر لیں گے؟

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! پندرہ بیس منٹ لگ جائیں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، پندرہ منٹ میں wind up کر لیں۔

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ): بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ شکریہ۔ جناب سپیکر! آج بہت ہی اہم موضوع زراعت، گندم اور چینی پر بڑی مفید اور مفصل بحث ہوئی ہے۔ میرا خیال تھا کہ اس ایوان میں ٹھوس تجاویز سامنے آئیں اور ہم یہاں بیٹھ کر consensus کے ساتھ conclude کریں تاکہ مسئلے کا حل تلاش کیا جا سکے۔ قائد حزب اختلاف نے تین چار بڑی اہم باتیں کی ہیں باقی دوستوں نے بھی بڑی مفید آراء پیش کی ہیں۔ آپ نے دیکھا ہے کہ اس وقت جب ہمارا ملک مختلف crisis سے گزر رہا ہے ان میں سب سے بڑا crisis انرجی کا ہے اور پچھلے آٹھ نو سالوں میں ایک میگاواٹ بجلی بھی پیدا نہیں کی گئی اس کے اثرات انڈسٹری اور زراعت پر بھی پڑے۔ اس کا شوگر کین کی پیداوار کے ساتھ بڑا link ہے۔ میں یہیں سے بات کروں گا کہ جب وزیر اعلیٰ پنجاب نے oath لیا تو انھوں نے اپنی پہلی تقریر میں ہی زراعت پر زور دیا اور کہا کہ ہم زرعی ادویات میں ملاوٹ کا خاتمہ کریں گے اور short term طور پر کاشتکاروں کی مدد کریں گے اور انھوں نے عملاً یہ بات ثابت کی اور پہلے ہی سال 2۔ ارب روپے کی سبسڈی allocate کی اور کسانوں کے لئے بڑے شفاف طریقے سے گرین ٹریکٹر سکیم شروع کی اور کمپیوٹرائزڈ سسٹم کے ذریعے قرعہ اندازی کر کے بلاتفریق پارٹی اور دیگر چیزوں سے بالاتر ہو کر تقسیم کئے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ بہت اہم انقلابی قدم ہے اس سے پہلے بھی مسلم لیگ کی حکومت 5 ہزار ٹریکٹر تقسیم کر

چکی تھی۔یہ حکومت کی کاشتکاروں کے لئے بڑی invention ہے اور یہ حکومت کی دلچسپی ظاہر کرتی ہے۔ ابھی مخدوم صاحب نے بات کی اس لئے میں اس حوالے سے بات کر رہا ہوں۔اس حکومت کے آنے سے پہلے بلڈوزر کا کرایہ بڑھ کر 1300 روپے فی گھنٹہ ہو گیا تھا۔ہم نے اسے کم کرنے کے لئے وزیر اعلیٰ صاحب کو سمری بھیجی حالانکہ اس پر پی اینڈ ڈی کی اپنی رائے تھی اور فنانس کی اپنی رائے تھی کہ یہ viable نہیں ہے لیکن اس کے باوجود حکومت نے 560 روپے فی گھنٹہ مقرر کیا اور ڈیزل بھی حکومت دے گی۔اس سے تھوڑے عرصے میں 35 ہزار ایکڑ زمین قابل کاشت بنائی گئی ہے۔یہ کہنے کو تو آسان کام ہے لیکن اس میں خاصی سبسڈی involve ہے اور آج بلڈوزر 560 روپے فی گھنٹہ دیا جا رہا ہے جو کہ عام حالات میں ممکن نہیں تھا۔اس سے حکومت کی direction کا تعین ہوتا ہے کہ حکومت کتنی keen ہے۔اسی طرح سے tunnel farming اور drip irrigation کے لئے بھی حکومت پنجاب نے بڑا step اٹھایا ہے۔یہاں tunnel farming کا رواج نہیں تھا لیکن حکومت نے high tunnel کے لئے 16000 روپے اور low tunnel کے لئے 8000 روپے کی سبسڈی کا اعلان کیا۔ایگریکلچر مارکیٹنگ بہت بڑا اہم شعبہ ہے اور یہاں کہا گیا کہ حکومت کچھ نہیں کر رہی۔میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ وزیر اعلیٰ نے فوری طور پر Pakistan Agriculture Marketing Company کی revamping کے لئے اور اسے دوبارہ زندہ کرنے کے لئے کام کیا اور خود ہی اس کی چیئرمین شپ بھی قبول کی زراعت کے بارے میں ان کی دلچسپی کا یہ عالم ہے تاکہ agro base industry promote ہو اور مارکیٹنگ کا سسٹم بہتر ہو۔بڑے مختصر عرصے میں لاہور میں پانچ ہزار ٹن کا کولڈ سٹوریج مکمل ہو چکا ہے اور یہاں سے گوشت اور سبزیاں برآمد ہو رہی ہیں۔انشاء اللہ بہت جلدی رحیم یار خان، ملتان، راولپنڈی، فیصل آباد اور بھلوال میں جو citrus یا mango کا علاقہ ہے وہاں یہ کولڈ سٹوریج قائم کئے جا رہے ہیں۔میں سمجھتا ہوں کہ ہم اس سے ایکسپورٹ کی مد میں فارن ایکسچینج سے کم از کم 2۔ارب ڈالر کمائیں گے۔

جناب سپیکر!یہاں پر دو بڑی اہم فصلوں کی بات ہوئی ہے۔میں آپ کو شوگر کین کی طرف لے جاؤں گا۔اس میں گنے کی کاشت کم ہونے کی وجوہات یہی ہیں کہ inputs کی قیمتیں بڑی تیزی سے بڑھ رہی ہیں میں گندم کی مثال دیتا ہوں چونکہ اس میں کاشتکار کی سوچ واضح ہوتی ہے۔ڈی اے پی کی کھاد میں 27۔ارب روپے کی سبسڈی دی گئی جس وجہ سے ڈی اے پی کی کچھ قیمت کم ہوئی۔یوریا کھاد کی صورتحال یہ تھی کہ ہمارے ملک میں اس کی پیداوار 48 لاکھ ٹن تھی لیکن ہماری requirement

56لاکھ ٹن تھی اس لئے ہمیں بہت مشکلات تھیں۔اس سال timely فیصلہ ہوا ہے کہ ابھی اور اسی ماہ یوریا کھاد 6لاکھ ٹن درآمد کی جائے گی اور انشاء اللہ ڈیڑھ ماہ کے اندر یہ 6لاکھ ٹن پہنچ جائے گی۔ ربیع کی فصل کے لئے ہماری 22لاکھ ٹن کی consumption ہے، 24لاکھ ٹن ہماری local production ہے اور 6لاکھ ٹن باہر سے آ رہی ہے اور یہ surplus ہوگی اور میں سمجھتا ہوں کہ اس دفعہ گندم کی فصل میں یہ short نہیں بلکہ surplus ہوگی۔جہاں تک قیمتوں کا تعلق ہے اگر میں ان پر جاؤں تو بہت زیادہ وقت درکار ہے۔اس لئے اگر کوئی ایم پی اے صاحب چاہیں تو میں علیحدہ ان سے میٹنگ کرنے کے لئے تیار ہوں۔ہم نے وفاقی حکومت سے قیمتوں کے تعین پر بہت stress کیا ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ کھاد کے ہر بیگ پر قیمت پرنٹ ہونی چاہئے لیکن اس میں تھوڑا سا confusion آ رہا ہے کہ مرکز میں پیپلز پارٹی کی حکومت ہے اور پنجاب میں مسلم لیگ (ن) کی پیپلز پارٹی کے ساتھ coalition حکومت ہے اس لئے ہمیں بہت ساری چیزوں کا خیال کرنا ہوتا ہے۔بہت ساری prices وفاقی حکومت سے متعلق ہیں اور کچھ صوبائی حکومت سے بھی متعلق ہیں۔میں سمجھتا ہوں کہ ابھی وہ وقت نہیں ہے کہ ہم یہاں پر وفاقی حکومت کی پالیسیوں کو discuss کریں۔فصلوں کی جتنی قیمت مقرر کرنی ہو وہ وفاقی حکومت announce کرتی ہے۔اسی طریقے سے imports, fertilizers, اور seeds کے بارے میں بھی وفاقی حکومت نے فیصلہ کرنا ہوتا ہے، pesticides کی import کے بارے میں بھی وفاقی حکومت نے فیصلہ کرنا ہوتا ہے۔اسی طرح electricity provide کرنا Federal subject ہے۔ہمارے seeds کے قوانین کے بارے میں چاروں صوبائی اسمبلیوں نے ایک resolution پاس کر کے وفاقی حکومت کو بھیجا ہوا ہے۔ Seed Act, Plant Breeding Act ابھی وفاقی حکومت کے پاس زیر غور ہے۔میں نے وفاقی حکومت سے بات کی ہے کہ مہربانی کر کے اس کو جلد clear کیا جائے تاکہ ان کمپنیوں کو regularize کیا جائے اور یہاں پر seed mafia کو کنٹرول کیا جا سکے۔ابھی وہ وفاقی کابینہ کے پاس پہنچا ہے، جونہی وہاں سے پاس ہوگا تو اس پر انشاء اللہ تعالیٰ بھرپور طریقے سے کام کیا جائے گا۔

جناب سپیکر! اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ ہمیں بہت سارے challenges کا سامنا ہے لیکن میں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ زراعت وہ واحد شعبہ ہے کہ جس کا آج پاکستان میں growth rate 7.24 ہے۔باقی جتنے بھی دیگر شعبے یا services sectors ہیں وہ decline ہیں، پیچھے جا رہے ہیں۔اگر آج خدانخواستہ زراعت میں ترقی نہ ہوتی تو ہماری economy بہت پیچھے چلی جاتی۔زراعت ہی کی وجہ سے economy survive کر رہی ہے۔ہمیں بہت ساری مشکلات ہیں۔یہاں پر rice

wheat and کی بات بہت سارے بھائیوں نے کی ہے۔اب اس حوالے سے ہمارے لئے کوئی binding نہیں ہے۔ پہلے پاسکو rice procurement کرتی تھی اور گندم صوبائی حکومتیں procure کرتی ہیں۔ یہ سب کو معلوم ہے کہ پچھلے سال بڑی مشکل سے، بڑی کوششوں کے بعد ہم صرف 25 لاکھ ٹن گندم procure کر سکے تھے، یہ سب کو معلوم ہے۔اس پر بیٹھ کر سوچا گیا، سوچ و بچار کیا گیا کیونکہ farmer اس فصل کو اگائے گا جس سے اس کو بچت ہو گی۔ زراعت صرف پاکستان میں ہی نہیں بلکہ دنیا بھر میں مشکل ترین شعبہ ہے اور حکومتیں، چاہے امریکہ ہو اس شعبے کو بڑی فراوانی سے subsidy دیتی ہیں۔ ہمارے اوپر W.T.O اور بہت سے دوسری قسم کے pressures ہیں۔ جب ہم بنک سے قرضے لیتے ہیں تو پھر بھی پابندیاں لگتی ہیں کہ یہ نہ کریں، وہ نہ کریں۔ آپ زرعی انکم ٹیکس impose کریں تو ہمیں بہت سارے عالمی مسائل کو بھی face کرنا ہوتا ہے۔

جناب سپیکر! میں یہی عرض کروں گا کہ ہمیں پچھلے سال 80۔ارب روپے کی گندم باہر سے import کرنی پڑی۔ یہ ایک بڑی huge رقم تھی۔ ایک زرعی ملک کے ہوتے ہوئے گندم import کرنا ہمارے لئے فخر کی بات نہیں تھی۔ اسی پنجاب کے ایوان میں بات کی گئی اور پریس میں بھی شور مچا کہ دیکھیں زرعی ملک ہے اور ہم صرف 25 لاکھ ٹن گندم procure کر رہے ہیں جبکہ 30 لاکھ ٹن ہماری requirement ہے۔ چنانچہ حکومت نے اس بارے میں ایک فیصلہ کیا کہ 950 روپے فی من گندم کی قیمت ہو گی۔ یہ فیصلہ کاشتکار کے interest کو protect کرنے کے لئے کیا گیا۔ صرف یہاں تک بات ختم نہیں ہو جاتی، یہ ٹھیک ہے کہ -/950 روپے فی من گندم کی قیمت announce کی گئی لیکن اس حوالے سے farmers نے بھی بڑی محنت کی ہے اور اللہ کا شکر ہے کہ موسمی حالات بھی بڑے favourable رہے۔ گندم کی کاشت کی چار stages ہوتی ہیں۔ جب گندم کاشت کی جاتی ہے تو اس وقت پانی کی ضرورت ہوتی ہے۔ اس کے بعد پھر گوبھ تیار ہوتی ہے تو پانی دینا پڑتا ہے۔ جب اس میں دانہ بنتا ہے تو اس وقت پانی کی ضرورت ہوتی ہے اور پھر جب فصل mature ہوتی ہے تو اس وقت بھی پانی کی ضرورت ہوتی ہے تو ان چاروں مواقع پر اللہ تعالیٰ نے مہربانی کی اور بارشیں اچھی ہو گئیں، اچھے موسمی حالات کی وجہ سے ہم bumper crops حاصل کرنے میں کامیاب ہو گئے۔ پاکستان کی تاریخ میں پہلی مرتبہ پنجاب میں ایک کروڑ 85 لاکھ ٹن گندم پیدا ہوئی ہے۔ ہمارے پاس بڑی مشکل سے 30 لاکھ ٹن گندم procure کرنے کی capacity تھی۔ ہمیں storage کا مسئلہ درپیش تھا، لیبر کا مسئلہ تھا، payments کا مسئلہ تھا۔ جونہی پیداوار بڑھی تو ہنگامی طور پر وزیر اعلیٰ صاحب نے اس کے لئے

اقدامات کرنے کے احکامات دیئے۔ کاش! اس وقت میرے بھائی احمد محمود ہاؤس میں بیٹھے ہوتے۔ میری ان کے ساتھ بڑی اچھی سلام دعا ہے۔ انھوں نے زراعت سے متعلق جو باتیں کی ہیں اس پر ابھی وہ باہر جانے سے پہلے مجھ سے معذرت بھی کر رہے تھے۔ مجھے ان کی باتوں سے افسوس ہوا تو میں یہ عرض کروں گا کہ انھیں اس بات کا احساس ہونا چاہئے کہ کبھی اس سے پہلے پاکستان کی تاریخ میں ایسا ہوا ہے، اتنے تھوڑے وقت میں جبکہ ہمارے پاس storage capacity بھی نہیں تھی، پنجاب نے 58 لاکھ ٹن گندم خرید کی ہے۔ وزیر اعلیٰ پنجاب نے لیبر، بوریاں اور باردانہ کا انتظام کروایا۔ تمام وزراء کی ڈیوٹیاں لگائی گئیں۔ کسی کی ملتان، کسی کی سرگودھا اور کسی کی ڈیوٹی بہاولپور میں لگائی گئی یعنی مختلف اضلاع میں وزراء اور سیکرٹری صاحبان کی ڈیوٹیاں لگائی گئیں۔ صرف اس لئے کہ کاشتکار کے مفاد کو protect کیا جاسکے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ہاؤس کا وقت 15 منٹ اور بڑھایا جاتا ہے۔

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! عملی طور پر بہت سی جگہوں پر وزیر اعلیٰ خود گئے۔ محکمہ خوراک کے 203 افسران واہلکاران معطل کئے گئے، ان کے خلاف پرچے درج ہوئے، انھیں جیل میں بند کیا گیا۔ کیا اس سے پہلے کبھی ایسا ہوا ہے، نہیں ہوا۔ یہ سب کچھ اس لئے ہوا کیونکہ ہم نے کاشتکار کو 950 روپے فی من گندم کی قیمت دلوانے کا تہیہ کیا ہوا تھا۔ مجھے بے شمار کاشتکار ملے اور انھوں نے کہا کہ کیا واقعی ہمیں 950 روپے فی من گندم کی قیمت ملے گی، یہ ممکن نظر نہیں آتا۔ ان میں ایک اعتماد پیدا نہیں ہو رہا تھا، انھیں یقین نہیں آ رہا تھا کہ ہمیں 950 روپے فی من گندم کی قیمت ملے گی، by and large کہیں خامی رہ گئی ہو گی۔ سوسائٹی میں جہاں اور بہت سی خرابیاں ہیں، ہو سکتا ہے کہ یہاں بھی کوئی خامی رہ گئی ہو لیکن ہم نے کاشتکار کو 950 روپے من کے حساب سے گندم کی قیمت کی ادائیگی کو ممکن بنایا۔ میں سمجھتا ہوں کہ سب معزز ممبران کو یہاں پر اس بات کو appreciate کرنا چاہئے کہ اتنے سخت موسم میں جبکہ security کے معاملات بھی درپیش تھے، اس کے باوجود وزیر اعلیٰ پنجاب مختلف جگہوں پر خود گئے اور 58 لاکھ ٹن گندم کی شفاف طریقے سے خریداری کی گئی۔

جناب سپیکر! کاشتکار کیا کرے؟ کاشتکار wheat پر اس لئے گیا کیونکہ قیمت کی وجہ سے اسے یہ نظر آیا کہ مجھے اس میں بچت ہو گی۔ زیر کاشت زمین تو وہی ہے۔ ہماری major crops چاول، گنا، گندم اور کاٹن ہیں۔ یہ فصلیں اسی زیر کاشت زمین پر کاشت ہوتی ہیں۔ جب گندم زیادہ کاشت ہوئی تو پھر ظاہر ہے کہ گنے کا رقبہ وہاں سے نکلنا تھا۔ کاشتکاروں نے صرف اس لئے گندم زیادہ کاشت کی کیونکہ

انھیں اس میں بچت نظر آ رہی تھی۔ آپ دیکھیں پہلے 43 لاکھ ایکڑ پر چاول کاشت ہوتا تھا اور اس مرتبہ 48 لاکھ ایکڑ پر چاول کاشت ہوا ہے۔ پاکستان کی تاریخ میں پہلی دفعہ 37 لاکھ ٹن چاول پیدا ہوا ہے۔ اس سے پہلے پاکستان کی تاریخ میں، پنجاب میں کبھی 37 لاکھ ٹن چاول پیدا نہیں ہوا۔ یہ صرف قیمت مقرر کرنے کی وجہ سے نہیں ہوا بلکہ اس میں حکومت پنجاب نے پوری محنت کی ہے۔ جب وزیر اعلیٰ پنجاب یکم نومبر کو چکوال گئے تو انھوں نے وہاں پر اپنی تقریر میں اعلان کیا کہ پورے پنجاب کے کاشتکاروں میں سے جو اول، دوم یا سوم آئیں گے انھیں انعامات دیئے جائیں گے۔ 173 ٹریکٹر free of cost حکومت نے پنجاب میں ڈویژن، ضلع اور تحصیل کی سطح پر اول آنے والے کاشتکاروں کو دیئے ہیں اور یہ ٹریکٹر ان کاشتکاروں کو مل بھی چکے ہیں۔ اسی طرح دوم اور سوم آنے والے کاشتکاروں کو ڈرل، تھریشر اور دوسری چیزیں دی گئی ہیں۔ حکومت پنجاب کے یہ عملی اقدامات ہیں، نمائشی اقدامات نہیں ہیں۔ یہ نہیں ہے کہ کہا کچھ اور کیا کچھ بلکہ ہم نے عملی طور پر اقدامات اٹھائے ہیں۔

جناب سپیکر! اسی طرح pesticides میں ملاوٹ کے حوالے سے میں on the floor of the House بڑی ذمہ داری سے کہہ سکتا ہوں کہ 30 کروڑ روپے سے زیادہ قیمت کی ملاوٹ شدہ، جعلی اور expired pesticides recover کی گئیں اور یہ کوئی نہیں کہہ سکتا کہ کسی ایک case میں بھی زیادتی کی گئی ہو۔ تمام کام شفاف طریقے سے کیا گیا، اس کو eliminate کیا جا رہا ہے۔ یہ ایک معاشرہ ہے، آپ بھی گواہ ہیں ہم ہر شعبے میں زوال کی طرف گئے ہیں، لوگوں میں پیسا بنانے کے لئے ایک حرص آ گیا ہے لیکن وزیر اعلیٰ صاحب کی کوششوں کو آپ ignore نہیں کر سکتے۔ اگر یہاں پر میرا ایک بھائی یہ کہتا ہے کہ کچھ نہیں ہو رہا تو سوائے افسوس کے میں اور کچھ نہیں کہہ سکتا۔ عملی طور پر اقدامات اٹھانے کی وجہ سے یہ پاکستان کی تاریخ میں پہلی دفعہ ہوا ہے کہ 30 کروڑ روپے سے زیادہ لاگت کی جعلی اور ملاوٹ شدہ pesticides recover کی گئیں۔ اس کی باقاعدہ inventory بنائی گئی، ہمارے پاس ریکارڈ پڑا ہے۔ میں خود گیا ہوں، تمام محکمہ گیا ہے۔ یہاں ٹھوکر نیاز بیگ کے پاس گٹار بند روڈ ہے۔ وہاں ہمارے افسروں کو دھمکیاں ملیں اور میں خود گیا ہوں۔ میں نے وہاں پر تمام پریس کے لوگوں کو بلوایا۔ میں نے کہا کہ آئیں اور دیکھیں تاکہ کل کوئی یہ نہ کہہ سکے کہ یہ فرضی یا مصنوعی کارروائی ہے۔ وہاں پر جتنا بھی pesticides کا material پڑا تھا اس کی inventory بنائی گئی، ان کی bottles کا اندراج کیا گیا۔ ان کو نہ labelling کا اختیار تھا، نہ repacking کا اختیار تھا اور نہ ہی انھیں in bulk یہ pesticides رکھنے کا اختیار تھا تو اس طریقے سے یہ اقدامات کئے جا رہے ہیں۔ ایک پوری ٹیم ہے جو دن

رات کام کر رہی ہے۔ وزراء صاحبان، ایم۔پی۔اے صاحبان اور سیکرٹری صاحبان کی دور دراز اضلاع میں ڈیوٹیاں لگی ہوئی ہیں۔ کہیں چیف سیکرٹری جا رہا ہے تو کہیں وزراء جا رہے ہیں۔ میں نہیں سمجھتا کہ اس سے بہتر good governance کا کوئی mechanism ہے۔ اگر ہمارے بھائی تجاویز دیتے کہ جناب! یہ mechanism ہے، اس کو اختیار کیا جائے تو ہم اس پر ضرور غور کرتے۔ صرف تنقید نہیں بلکہ تجاویز لائیں۔ میں on the floor of the House یقین دلاتا ہوں کہ زراعت اور دیگر شعبوں کے حوالے سے ٹھوس تجاویز لائیں۔ یہ حکومت پنجاب اور وزیر اعلیٰ پنجاب ان پر عمل کرنے میں دیر نہیں کریں گے۔ وہ پیسے دینے میں دیر نہیں کرتے، وہ ہر دم تیار رہتے ہیں۔ ہم نے وزیر اعلیٰ سے کہا کہ اس شعبے کے لئے یہ یہ چاہئے تو انھوں نے کہا کہ ابھی لے آئیں، میں ابھی کرتا ہوں تو ان سب چیزوں کے لئے ایک شخص دن رات کام کر رہا ہے۔ رات کو بھی میٹنگ ہو رہی ہے، دن کو بھی میٹنگ ہو رہی ہے۔ اس کے باوجود یہ کہا جائے کہ وہاں پر حکومت کچھ نہیں کر رہی تو اس میں ہر معاملے کو علیحدہ علیحدہ دیکھا جائے۔ اب شوگر کین کو دیکھیں کہ 1999 میں کیا ہوا؟ کاشتکاروں نے گنا کاشت کیا، کٹوتیاں شروع ہو گئیں۔ حکومت سب کے لئے برابر ہوتی ہے۔ میں بطور کاشتکار وہاں پر گنے کے معاملے میں بھرپور طور پر نمائندگی کرتا رہا ہوں، کاشتکاروں کے حقوق کے لئے questioning کرتا رہا ہوں لیکن آج میں بطور وزیر کے کھڑا ہوں۔ حکومت نے سب کے interest کو watch کرنا ہوتا ہے۔ اس نے شوگر ملوں کے مسائل کے بارے میں سوچنا ہوتا ہے، farmer کے مسائل کا سوچنا ہوتا ہے اور پبلک کے مسائل کو بھی دیکھنا ہوتا ہے۔ دیکھنے والی بات یہ ہے کہ جب گنا بہت زیادہ ہوا تو پھر کاشتکار تنگ ہو گیا۔ میں 20 سال سے شوگر ملوں کے معاملات سے in touch ہوں، ہوتا کیا ہے کہ کاشتکار کو incentive دیا جاتا ہے، مناسب قیمت دی جاتی ہے، جب شوگر کین زیادہ کاشت ہوتا ہے تو پھر اس کے ساتھ زیادتی کی جاتی ہے، ناپ تول میں زیادتی ہوتی ہے، کٹوتیاں ہوتی ہیں تو اس طرح جب کاشتکار تنگ آتا ہے تو پھر شوگر کین کی کاشت چھوڑ دیتا ہے۔ آپ پچھلے 10 سال کو دیکھیں، میرے پاس گوشوارے موجود ہیں 03-2002 میں 18 لاکھ ایکڑ پر گنا کاشت ہوا لیکن پھر جب کٹوتیاں شروع ہوئیں تو کاشتکار نے گنا کاشت کرنا چھوڑ دیا۔ پھر اگر 07-2006 میں قیمت مناسب آنی شروع ہوئی تو پھر کاشتکار نے پیداوار شروع کر دی اور 20 لاکھ ایکڑ گنا کاشت ہوا لیکن پھر وہی ہوا، میں خود گواہ ہوں کہ شوگر کین کی ایک ورائٹی 238 ہے وہ اپریل میں ban ہوتی ہے، پہلے وہ ban نہیں تھی لیکن کیا ہوا کہ جب ورائٹی 238 آئی تو اس وقت گنا تو کاشت ہو چکا تھا تو انہوں نے اس پر کہیں 15 فیصد اور کہیں 20 فیصد اور کہیں

25فیصد کٹوتی شروع کر لی تو کاشتکار پھر اڑ گئے۔ میں موجودہ حکومت کے وزیر اعلیٰ میاں محمد شہباز شریف صاحب کو داد دیتا ہوں کہ ان پر الزامات آتے رہے ہیں کہ وہ شوگر ملز مالکان پر پرچے کروا رہے ہیں لیکن انہوں نے ایک کمیٹی بنائی اور کہا کہ فوری recovery کریں تو ایک محدود عرصے میں 49۔ارب روپے کی recovery کی گئی اور یہ کاشتکاروں کی ہمدردی کے لئے کیا گیا۔ دیکھیں کہ جب کٹوتیوں کا یہ طرز عمل ہوگا تو پھر یہ مسائل پیدا ہوتے ہیں، چینی کا مسئلہ پیدا ہوا ہے۔اب چقندر ہے اس کی recovery 13 فیصد زیادہ ہے یہ فصل تھوڑے عرصے کی ہے کہ چقندر سرحد میں کاشت ہو رہا ہے، ہم کوشش کر رہے ہیں پنجاب میں بھی اس کو کاشت کریں۔اس کے ساتھ شوگر ملوں نے قیمتوں کے بارے میں جو کچھ کیا اس کے بارے میں ابھی وزیر قانون صاحب تفصیل سے بتا چکے ہیں لہذا میں سمجھتا ہوں کہ اس کو دوبارہ repeat کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ میں یہی عرض کروں گا کہ ہم نے suger cess کے فنڈ میں خاصی رقم رکھی ہے جو research پر خرچ ہو گی۔ ہم نے suger کے contents پر قیمت کا تعین کیا ہے بجائے اس کے کہ قیمت کا تعین وزن پر کیا جائے۔ چینی کی مقدار پر اب بھی central Punjab میں 3زون بنے ہوئے ہیں جہاں غیش 9 سے 12 فیصد تک کٹوتی ہوتی ہے اور اس پر خاصی بچت ہے تو جس طرح رانا صاحب نے کہا ہے میں بھی یہی کہوں گا کہ یہ ہمارا ملک ہے لہذا ہماری پالیسیوں میں تسلسل ہونا چاہئے۔ اگر بچت نہیں ہے تو شوگر ملیں کیوں لگ رہی ہیں اور یہ لگاتار لگ رہی ہیں۔ میں اس میں یہی کہوں گا کہ وزیر اعلیٰ پنجاب نے اس پر خود میٹنگ لی، اس پر کمیٹی بنائی اس کمیٹی نے سات آٹھ لگاتار meetings کیں، وزیر اعلیٰ نے cabnet meeting بلائی۔ جس دن ہائی کورٹ کا فیصلہ آیا تو اسی دن شام کو cabnet meeting بلا کر فیصلہ کیا گیا کہ ہائی کورٹ کے فیصلے پر implement کرنا ہے۔ ظاہر ہے چینی کی قیمت 28روپے سے بڑھا کر 40روپے پر لے گئے، پھر 70/60روپے پر لے گئے تو مسئلہ پیدا ہونا تھا۔اب دیکھیں، گندم موجود ہے، آٹا موجود ہے وزیر اعلیٰ صاحب نے یہ سب کچھ کیا، اُن کے حکم پر میں ملتان گیا، مظفر گڑھ گیا، ڈی جی خان کا پورا ضلع visit کیا، جتوئی اور علی پور تک گیا ہوں۔ خدا شاہد ہے وہاں غربت دیکھ کر آنکھوں میں آنسو آ جاتے ہیں، لوگ صبح سے شام تک لائن میں لگے رہتے ہیں اور 10 کلو آٹا نہیں ملتا۔اب یہ مسئلہ ہے تو مسئلے کی حقیقت کی طرف آئیں کہ اگر ہم 950روپے فی من گندم کی قیمت نہ دیں تو کاشتکار گندم کاشت نہیں کرتا۔ ہم اپنا foreign exchange خرچ کر کے کاشتکار کو 950روپے ایک من گندم کے دے رہے ہیں پھر stack holders ہیں، پھر صارفین ہیں ان میں غریب لوگ بھی ہوتے ہیں ہمیں ان کا بھی خیال

رکھنا پڑتا ہے۔ ہمارے غریب لوگ بہت سارے ہیں، میں ملتان گیا تو وہاں آٹا لینے والوں کی لائنیں لگی ہوئی تھیں اس کا غلط مفہوم نہ لیا جائے۔ اپوزیشن تنقید کرے اور اس کے ساتھ متبادل تجاویز بھی لائے۔ ہم نے 7۔ارب 97 کروڑ کی سبسڈی دی ہے میں اس لئے نہیں کہہ رہا کہ میں حکومت کا وزیر ہوں، میں بالکل impartial ہو کر بات کر رہا ہوں۔ میرا صحیح تجزیہ ہے کیونکہ میں grass roots پر جاتا ہوں۔ غریب لوگوں کی روٹی اور روزی کا بھی خیال رکھنا چاہئے یہ ان کا بھی حق ہے۔ رمضان شریف میں لوگوں نے روزے رکھے ہیں اور انہیں 200 روپے فی بیگ آٹا ملا ہے تو یہ حکومت کا بہت اچھا اقدام ہے۔ ایک کروڑ 35 لاکھ بیگ ایک ماہ میں تقسیم ہوئے ہیں۔ چینی 56 روپے فی کلو پر جا رہی تھی اس میں جو کچھ بھی ہے چاہے کورٹ نے intervene کیا ہے یا حکومت پنجاب نے کیا ہے تو میاں منظور احمد وٹو نے 49.75 روپے فی کلو چینی کی قیمت announce کی۔ وزیر اعلیٰ پنجاب 45 روپے فی کلو قیمت کر رہے ہیں، پھر وزیر اعظم نے تمام صوبوں کے لئے 45 روپے فی کلو کا فیصلہ کیا۔ اگر حکومت اس میں intervene نہ کرتی، اس کو time پر control نہ کرتی تو حالات بہت خراب ہو جاتے۔ اگر کہیں چینی نہیں مل رہی تو حکومت کوشش کر رہی ہے کیونکہ حکومت نے 1972 کے Food act کے مطابق 40 ہزار ڈیلر بنائے ہیں جنہیں لائسنس دیئے جا رہے ہیں۔ پھر بھی اگر کہیں کمی بیشی آ رہی ہے تو حکومت اس کو دور کرنے کی کوشش کر رہی ہے۔ آپ صوبہ پنجاب کا باقی صوبوں، صوبہ سرحد اور بلوچستان کے ساتھ موازنہ نہ کریں۔ پنجاب نے صوبہ بلوچستان کو 5 ہزار ٹن چینی دی ہے، صوبہ سرحد کو بھی چینی دی جا رہی ہے اور اس کو timely control کیا ہے، مسائل ہیں لیکن ان میں کمی آئی ہے۔ چینی میں اس لئے کمی آئی ہے کہ کاشتکار نے گنا کم کاشت کیا ہے۔ حکومت کے خلوص اور وزیر اعلیٰ پنجاب کی کوششوں سے چینی کے بحران میں کمی آئی ہے۔ میں بتانا چاہتا ہوں کہ sugercane کی CP 237, SPF 213, Zero 85, HSF 240, 234, 235, SH 242 یہ سب verities بہت کامیاب ہیں ان پر 13 فیصد کمی آ رہی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ہاؤس کا وقت ختم ہو گیا، آپ کتنی دیر اور لیں گے؟

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ): میں 10 منٹ میں ختم کر دوں گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ہاؤس کا وقت 15 منٹ مزید بڑھایا جاتا ہے۔

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! دیکھیں، میں آپ کو ایک بات بتاؤں کہ پنجاب اسمبلی میں ایک بڑی serious بحث ہو رہی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: نہیں، نہیں۔ آپ بڑی اچھی بحث کر رہے ہیں۔ آپ واحد minister ہیں جس کے لئے اپوزیشن بھی تالیاں بجا رہی ہے اور حکومتی بنچوں سے بھی تالیاں بجائی جا رہی ہیں۔

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! شکریہ۔ پچھلے ہفتے اسلام آباد میں میٹنگ تھی وہاں سندھ کے وزیر خوراک تھے، صوبہ سرحد کے وزیر خوراک بھی تھے انہوں نے ابھی تک سیڈ کارپوریشن ہی نہیں بنائی۔ انہوں نے سیڈ کونسل کی میٹنگ ہی نہیں کی، ہم نے سیڈ کونسل کی چھ meetings کی ہیں۔ ہم گندم کی نئی verities لائے ہیں جیسے سحر، شفق، لاثانی 2008 ہے۔ گندم کی ایک بیماری تھی جس کی وجہ سے فیصل آباد ریسرچ انسٹی ٹیوٹ نے گندم کی نئی verity لاثانی 2008 نکالی ہے، ایک چکوال 50 نکالی ہے۔ چاول، گندم اور ان کے ساتھ ساتھ sugercane کی نئی اقسام آئی ہیں۔ یہ نہیں ہے کہ ہمارے researcher کام نہیں کر رہے بلکہ بڑے اچھے طریقے سے کام کر رہے ہیں لیکن آپ پنجاب کا دوسرے صوبوں سے موازنہ کریں تو سندھ اور سرحد کی بھی agriculture ہے، الحمدللہ صوبہ پنجاب کا Agricultural Department دوسرے صوبوں سے کافی آگے ہے۔ جہاں کوتاہیاں ہیں ہم دیکھ رہے ہیں، جہاں خامیاں ہیں وہاں check and balance کے سسٹم میں بھی بہتری لا رہے ہیں۔ جہاں بھی کوئی ایسے مسائل ہوئے ہم ان کو ضرور take up کریں گے۔ میں یہاں پر یہ بھی بتانا چاہتا ہوں کہ چاول پاکستان کی دوسری اہم commodity ہے یہ پچھلے سال 69 لاکھ ٹن پیدا ہوا اور پنجاب میں چاول کی پیداوار 37 لاکھ ٹن ہوئی ہے، اس میں سے 26 لاکھ ٹن ہماری اپنی requirement ہے اور 29 لاکھ ٹن ایکسپورٹ ہو چکا ہے۔ چاول کی فصل ایکسپورٹ ہوئی تو باہر قیمتیں کم ہو گئیں، یہ PASCO کا subject تھا۔ میں تفصیل میں نہیں جاتا کہ انہوں نے قیمت مقرر کی تھی لیکن ادا نہیں کی۔ اس سال بھی 10 لاکھ ٹن دھان PASCO نے خریدنا ہے۔ میرا آپ کے توسط سے کاشتکاروں کو مشورہ ہے کہ دنیا میں چاول کی پیداوار کم ہوئی ہے، انڈیا میں بھی چاول کی پیداوار نہیں ہوئی۔ ہمارا باسمتی چاول اچھی کوالٹی کا ہے۔ اس کی قیمتیں بڑھیں گی اور PASCO جلد خریداری کرے گا تو یہ مسئلہ جلد حل ہو جائے گا۔ ہمارے پاس یعنی پنجاب حکومت کے پاس 14 لاکھ ٹن گندم گوداموں میں پڑی ہے۔ جہاں تک محکمہ زراعت کا کام یہ ہے کہ production technology فراہم کریں۔ ہم Biotechnology، Microbiology اور Genetic Engineering کی طرف جا رہے ہیں۔ وزیر اعلیٰ پنجاب نے cotton کے حوالے سے چائنا کے ساتھ معاہدہ کیا ہے اور چائنیز اور پنجاب سیڈ

کارپوریشن کا joint linkage ہوا ہے تو انشاء اللہ تعالیٰ بہت جلد BT cotton کی اچھی اقسام آ رہی ہیں اور یہ cotton میں بہت بڑا انقلابی قدم ہو گا۔ ہماری مرکز سے بھی بات چیت ہو رہی ہے۔

جناب سپیکر! ہمارے وزیر خوراک کی طرف سے کہا جا رہا ہے کہ میں اپنی بات ختم کروں چنانچہ میں اپنی بات ختم کرتا ہوں۔ شکریہ۔

جناب ڈپٹی سپیکر: وزیر صاحب نے جس طرح کی باتیں یہاں پر کی ہیں۔ اس پر مجھے ایک شعر یاد آ گیا ہے اور وہ یہ ہے کہ:

باتیں ہماری یاد رہیں پھر باتیں نہ ایسی سنئے گا
جب کہتے کسی کو سنئے گا تو دیر تلک سر دھنئے گا

آپ کی ماشاء اللہ بڑی اچھی تقریر تھی۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! وزیر زراعت نے تو سارا کچھ کہہ دیا ہے۔ میرے خیال میں اب وزیر خوراک کے بولنے کی ضرورت نہیں ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میرے خیال میں اب وہ آپ کے لئے خوراک کا اعلان کرنے لگے ہیں۔ آپ ان کی بات سن لیں۔ جی، وزیر خوراک!

وزیر خوراک (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ آج سے دو دن پہلے جب اس موضوع پر بحث کا آغاز ہوا اس دن سے لے کر آج تک جن معزز اراکین نے بحث میں حصہ لیا میں حکومت اور اپنے محکمے کی طرف سے ان تمام کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ اس کے ساتھ ساتھ اس وقت تک جو معزز ممبران یہاں پر بحث کو سمیٹنے تک بیٹھے ہیں میں ان کا بھی شکریہ ادا کرتا ہوں اور خصوصی طور پر اپوزیشن کے ان ممبران کا جو یہاں پر بیٹھے ہیں یقیناً انھوں نے اس بحث میں اپنے طریقے سے بہتر انداز میں اپنے figures کا اظہار کیا۔ میں ان کا خصوصی طور پر شکریہ ادا کرنا چاہتا ہوں کہ یہ ایک ایسا issue تھا جو کسی پارٹی یا کسی ممبر کا ذاتی معاملہ نہیں ہے بلکہ پورے پنجاب کے عوام کا ایک مسئلہ ہے۔ اس میں جو بھی معزز ممبر منتخب ہو کر آتے ہیں ان کا فرض ہے کہ وہ اپنی پارٹی کے نقطہ نظر سے اور ذاتی آراء سے ہاؤس کو نوازیں۔ ہمارے محکمے کی کارکردگی اور آئندہ کی پالیسی کے بارے میں جو آراء آتی ہیں ان سے ہم اپنی اصلاح کرنے کی کوشش کرتے ہیں اور آئندہ کے لائحہ عمل کو طے کرتے ہیں۔ اس کے علاوہ جہاں پر کمی ہوتی ہے اور ایسی مثبت تجاویز جن میں حقیقت واضح نظر آتی ہے ان کو دیکھا جاتا ہے۔ اگر ہماری طرف

سے کوئی کوتاہی یا کمی ہو تو ہمیں یقیناً یہ نہیں دیکھنا چاہئے کہ یہ بات کس نے کی ہے بلکہ یہ ہر ممبر کا حق ہے کہ اس کی نشاندہی کرے تو ہم ان مثبت تجاویز کو سامنے رکھتے ہوئے اپنی اصلاح کریں گے۔

جناب سپیکر! میں مختصراً یہ عرض کروں گا اور جیسا کہ مجھ سے پیشتر یہاں پر آج بحث چلتی رہی ہے۔ میں تمام اراکین کے لئے واضح کرنا چاہتا ہوں کہ آج ہنگامی طور پر اسلام آباد میں ایک سپیشل میٹنگ وفاقی وزیر خزانہ صاحب کی صدارت میں sugarcane کے آنے والے crushing season کے سلسلے میں بلائی گئی تھی۔ اس میں long term and short term planning کے سلسلے میں تمام stake holders کو بلایا گیا تھا جس میں انھوں نے اپنی اپنی آراء دینی تھیں۔ جیسا کہ معزز اراکین نے بتایا ہے کہ زراعت میں 80 فیصد contribution پنجاب کی ہے۔ اس لحاظ سے ہمارا وہاں حاضر ہونا، اپنی آراء سے آگاہ کرنا، اس کے مطابق جو فیصلے ہو رہے ہیں خاص طور پر ان فیصلوں کو پنجاب کے عوام کے مفاد میں حاصل کرنا اور اپنا نقطہ نظر واضح کرنے کے لئے یہ ضروری تھا۔ ایک میٹنگ 10:30 بجے ہوئی اور اس کے بعد دوسری میٹنگ 5:00 بجے شروع ہوئی جو 7:00 بجے ختم ہوئی اس کے بعد میں 8:00 بجے کی فلائیٹ لے کر یہاں پر حاضر ہو گیا ہوں۔ میں سمجھتا ہوں کہ کوتاہی ضرور ہوئی ہے لیکن میں اس ہاؤس کے behalf پر ہی وہاں گیا تھا، وہاں پر سیر حاصل بات ہوئی۔ اس وقت چینی کے حوالے سے ایک issue چل رہا ہے جس پر سپریم کورٹ کا اہم فیصلہ آنے والا ہے۔ اس سلسلے میں تمام صوبائی حکومتوں اور وفاقی حکومت کا ایک مشترکہ لائحہ عمل تیار کیا جانا تھا۔ اس کے لئے کل کا دن اور پرسوں کا دن بھی وہاں پر مختص کیا گیا۔ جس کے لئے ہم جائیں گے اور آئیں گے۔ اس لئے میں تمام ہاؤس سے معذرت چاہتا ہوں لیکن میں اس ہاؤس ہی کے behalf پر گیا تھا۔ میں زمینداروں کے behalf پر گیا تھا جو پوری تندہی سے پنجاب کی خاطر، پاکستان کی خاطر اور پنجاب کے عوام کی خاطر کھیتوں کھلیانوں میں محنت کر رہے ہیں۔ وہ کوشش کر رہے ہیں کہ اس ملک کو خوراک میں خود کفیل کیا جائے۔ اس میں جہاں تک انڈسٹری کا معاملہ ہے اور جہاں تک عام آدمی کا معاملہ ہے تو اس معاملے کو balance رکھ کر آگے بڑھایا جائے۔ ہم نے آج وہاں پر جو باتیں کی ہیں وہ بھی میں بتانا چاہتا ہوں۔ یہاں پر ابھی بتایا گیا تھا کہ میں حاضر نہیں تھا تو میں نے اس کی وجہ بتا دی ہے کہ میں کیوں حاضر نہیں تھا لیکن میں ہر آدھے گھنٹے کے بعد وہاں پر بیٹھ کر رپورٹ لیتا رہا ہوں۔ ہمارے سیکرٹری خوراک اور سیکرٹری انڈسٹری بھی وہاں پر موجود تھے۔ ہم آدھے گھنٹے کے بعد ساری رپورٹ لے رہے تھے کہ یہاں پر کیا بات ہو رہی ہے اور معزز اراکین نے کیسے اپنے خیالات کا اظہار کیا ہے۔

جناب سپیکر! دو چار ایسی چیزیں ہیں جو میں بیان کرنا چاہتا ہوں۔ میں ان چیزوں کو نہیں دہراؤں گا جن کے بارے میں رانا صاحب نے مفصل بیان کیا کہ پنجاب حکومت کا کیا مؤقف تھا، ہم کیوں اس میں involve ہوئے اور ہماری کیا صورتحال ہے؟ میں اس کو repeat نہیں کرنا چاہتا۔ اسی طرح میرے بھائی ملک احمد علی اولکھ وزیر زراعت نے جو باتیں مجھ سے متعلقہ تھیں وہ بھی کی ہیں۔ میں ان کا بھی شکریہ ادا کرنا چاہتا ہوں کہ انھوں نے بھی اچھی خاصی وضاحت کی۔ اب میں صرف چند ایک باتیں کروں گا جو ہم پنجاب کے عوام کے مفاد میں وہاں پر اٹھا رہے ہیں اور اس کے لئے آگے بات کر رہے ہیں۔ یہاں پر ابھی sugarcane کی قیمت کے بارے میں بات کی گئی تو 100 روپیہ قیمت کا اعلان ہو چکا ہے۔ اب ہم نے آگے بڑھنا ہے اور زمیندار کو مزید benefit دینے کے لئے کیا کیا جا سکتا ہے اگر اس کی قیمت اوپر جاتی ہے تو اس کا کیا طریق کار ہوگا؟ اس کے لئے دو تین تجاویز چل رہی ہیں۔ اس میں sucrose return حاصل ہوتا ہے۔ وہ جتنا زیادہ ہوگا تو اس کے مطابق اور جو ورائٹی زیادہ produce ہوگی اس پر زمیندار کو زیادہ دیا جائے۔ ہم آج ایک تجویز ان کے سامنے رکھ کر آئے ہیں کہ جس پر میں سمجھتا ہوں کہ یقیناً پنجاب کے زمیندار اور عوام کو فائدہ ہوگا۔

جناب سپیکر! پنجاب حکومت، وزیر اعلیٰ پنجاب، تمام وزراء اور تمام معزز اراکین چاہے وہ اپوزیشن کے ہیں یا حکومت کی طرف سے ہیں سب مل کر پنجاب کے عوام کی خدمت کرنا چاہتے ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ یہاں پر یہ بتانا بھی بہت ضروری ہے کہ محترمہ آمنہ الفت صاحبہ نے ابھی فرمایا تھا کہ زمینداروں کو پیسے نہیں ملتے۔ میں سمجھتا ہوں کہ آج پنجاب کی یہ حکومت مبارکباد کی مستحق ہے۔ وزیر اعلیٰ پنجاب نے یہ concern رکھا تھا کہ ہم ہر طرح سے اپنے زمیندار کو جس طرح گندم کی فصل کی رقم کی ادائیگی 24 گھنٹوں میں کی گئی اسی طرح سے ہم اس کو بھی یقینی بنائیں۔ اس میں سب سے پہلے میں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ اس سال گنے کی فصل کے سلسلے میں 50۔ارب 10 کروڑ روپیہ زمینداروں کو مل مالکان نے ادا کرنا تھا۔ پنجاب حکومت کو یہ credit جاتا ہے کہ اس رقم میں سے 50۔ارب 4 کروڑ روپیہ ادا ہو چکا ہے اور یہ 99.87 فیصد recovery بنتی ہے۔ پاکستان کی تاریخ میں اس سے بڑی recovery کبھی نہیں ہو سکتی۔ یہ کسی پر احسان نہیں ہے۔ یہ زمیندار کا حق تھا۔ زمیندار کا اس حکومت پر اعتماد تھا جس کی وجہ سے یہ حکومت اپنے فرائض سرانجام دے رہی ہے۔

جناب سپیکر! میں آج ہاؤس میں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ ہم ایک اور تجویز دے کر آئے ہیں کہ وہاں پر جو C.P.R.S جاری کی جاتی ہیں اور جس پر گنے کی ادائیگی ہوتی ہے، جب کسان گنا فروخت ہے تو

وہاں پر C.P.R جاری کی جاتی ہے جس پر وہ amount لکھی جاتی ہے اس کو cash کروانے کے لئے middleman اور broker درمیان میں آ جاتا ہے اس کے بعد جب وہ dishonour ہو جاتی ہے تو مل والے اسے آگے لے کر چلے جاتے ہیں تو آج ہم تجویز دے کر آئے ہیں۔ وزیراعلیٰ صاحب نے لندن سے اطلاع کی کہ آپ یہ proposal لے کر جائیں۔ یہ ایسی proposal ہے جس کی میں امید رکھتا ہوں کہ دو تین دن کی کوشش کے بعد ہم اس میں کامیاب ہو جائیں گے۔ ہم اس کو چیک کی صورت میں سامنے لانا چاہتے ہیں جیسے ایک چیک dishonour ہوتا ہے اسی طرح یہ بھی dishonour تصور کیا جائے گا۔ دوبارہ لائنوں میں لگنا پڑے گا اور نہ اُن کی منتیں کرنی پڑیں گے اور اُس پر اسی طرح کیس ہو گا جیسے چیک dishonour ہونے پر کیا جاتا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ پنجاب حکومت اپنے معاملات کو آگے بڑھا رہی ہے۔ ابھی یہاں پر کنڈوں کے حوالے سے بات کی گئی کہ اس پر watch ہونا چاہئے۔ ہمیں ایک proposal آئی کہ ہر یونین کونسل کی سطح پر کنڈے لگا دیئے جائیں لیکن جب اس کی working دیکھی گئی تو یہ ناممکنات میں شامل تھا کیونکہ اس سے زمیندار کو نقصان ہوتا ہے۔ اگر زمیندار کسی یونین کونسل میں اپنا وزن کروا کر جاتا ہے تو تین سے چار دن شوگر مل تک پہنچتے ہوئے اسے لگ جاتے ہیں، پھر اس نے وہاں پر لائن میں لگنا ہے جس وجہ سے اس کے گنے کا وزن کم ہوتا ہے۔ اس کے بعد جب مل والوں نے اپنے کنڈے پر وزن کرنا ہے تو پھر اُس کا difference زمیندار کے نقصان میں جاتا ہے۔ اس کے علاوہ جو کنڈا وہاں پر قائم کیا جا رہا ہے اس دفعہ انشاء اللہ ہماری کوشش ہو گی کہ وہاں پر ہمارے نمائندگان ہوں، growers کا نمائندہ ہو، حکومت پنجاب کا نمائندہ ہو اور مل کا نمائندہ ہو جو تینوں بیٹھ کر اُس کنڈے کو monitor کریں اور وزن چیک کریں۔ اس کے علاوہ ہم محکمہ خوراک کی موبائل ٹیمیں تیار کر رہے ہیں جو ہمارے اُن نمائندوں کو بھی surprise visit کریں گی اور دیکھیں گی کہ انہوں نے ٹرالی کا وزن مل والوں کے ساتھ شامل ہو کر کہیں کم تو نہیں لکھ دیا، جو ایسا کرے گا اس کے خلاف قانون کے مطابق action لیا جائے گا، اس کو ensure کرنے کے لئے بھی ہم اس پر کام کر رہے ہیں۔ اس کے علاوہ ہماری لیبارٹریوں کو بھی establish کیا جا رہا ہے تاکہ sucrose کے بارے میں ہمیں مکمل information ہونی چاہئے اور اس کے مطابق ہمیں زمیندار کو accommodate کرنا چاہئے۔

جناب سپیکر! میں اپنی بات کو مختصر کرتے ہوئے یہ بات کرنا چاہتا ہوں کہ آج وہاں پر ایک اور بڑا issue تھا جو ہم نے discuss کیا کہ اگلے سال دس لاکھ ٹن چینی کم ہو رہی ہے جو میں ہاؤس کے ریکارڈ پر لانا چاہتا ہوں۔ دس لاکھ ٹن کم چینی جو aspect کی جا رہی ہے اس سلسلے میں ہم نے یہ طے کرنا

ہے کہ اس کمی کو پورا کیسے کریں؟ جیسے ابھی بات کی جا رہی تھی کہ اگر ایک issue سامنے آتا ہے تو ہم اُس کو آخری وقت میں جا کر identify کرتے ہیں، پھر اُس پر کوشش کرتے ہیں اور جب پانی سَروں سے گزر جاتا ہے تو پھر ہم ہاتھ پاؤں مارتے ہیں کہ اس کا کوئی حل ہو۔ ہم نے آج یہ معاملہ اُن کے سامنے بھی رکھا کہ یہ کمی aspect کی جا رہی ہے لہذا آج ہی یا دو چار دنوں میں اس پر کوئی فیصلہ کیا جائے۔ بجائے re-fine sugar منگوانے کے جس کی قیمت بہت high ہے، اس کو raw sugar میں convert کر دیا جائے۔ Raw sugar جب یہاں پر آتی ہے تو اس کو انہی ملوں میں refine کیا جاتا ہے۔ میں اس کو refine کرنے کے سلسلے میں بتانا چاہتا ہوں کہ اگر یہ crushing season کے شروع میں آ جاتی ہے تو ہمارے زمیندار کو اس سے نقصان پہنچے گا۔ لہذا اس کا ٹائم بڑے اچھے طریقے سے وہ رکھنا پڑے گا جب ہمارا زمیندار اپنا گنا بیچنے کے لئے بالکل تیار ہو اور disturb نہ ہو۔ اس ٹائم فریم کو بنانے کے لئے بھی بڑی سوچ اور فکر کے بعد فیصلہ کیا جائے گا۔ میں اپنے تمام ممبران سے request کروں گا کہ وہ اس سلسلے میں ہمیں guide کریں کہ اس کے لئے کون سا ٹائم ہو کیونکہ دس لاکھ ٹن چینی ہم نے تیار کر کے عوام کے لئے لے کر آنی ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ ہم نے گندم اور چینی کے سلسلے میں strategic reserves build کرنے کے لئے وفاقی حکومت کو کہا ہے۔ آپ سب دوست معزز اراکین جانتے ہیں کہ جب shortage نظر آتی ہے تو بروکرز، ڈیلرز، انویسٹرز اور شوگر مل مالکان اُس وقت فائدہ اٹھانے کی کوشش کرتے ہیں اور غریب عوام کے ساتھ کھیلنے کی کوشش کرتے ہیں۔ لہذا اُس وقت ہمارے پاس ایسے reserves ہونے چاہئیں تاکہ مارکیٹ میں interfere کر کے اس price کو نیچے رکھا جائے، پچاس ہزار ٹن یا ایک لاکھ ٹن کی ضرورت ہے تو اس کو لے کر آیا جائے۔ یہ proposal آج ہم نے وہاں پر تیار کی ہے۔

جناب سپیکر! میں آخر میں صرف یہ کہوں گا کہ اسی طرح الحمدللہ ہمارے پاس گندم کے وافر ذخائر موجود ہیں۔ میری opening speech کے وقت قائد حزب اختلاف موجود نہیں تھے بہر حال میں نے اس دن بھی بتایا تھا کہ ہمارے پاس گندم کے stocks موجود ہیں اور ہمیں اس کی فکر ہے کہ اس کو exhaust ہونا چاہئے لیکن جب تک یہ نہیں نکلتا تب تک اس کی پوری طرح سے protection ہونی چاہئے جس کو ہم day by day monitor کر رہے ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ ہم نے وفاقی حکومت سے یہ درخواست کی ہے کہ وہ اس سے 2.5 million اپنے reserves میں رکھے تاکہ کسی بھی ہنگامی صورت میں کام آ سکے۔ ہر حکومت یہ محسوس کرتی ہے کہ اگر عوام کو کوئی ایسی

تکلیف آئے تو اللہ کے فضل و کرم سے ہمارے پاس وافر مقدار میں گندم پڑی ہو وہ خدا نخواستہ کسی بُرے وقت کے لئے کام آ سکے۔ مجھے امید ہے کہ پنجاب کے اوپر جو financial بوجھ آیا ہے وہ بھی اِس سے کم ہونے کے امکان ہیں کیونکہ ہم نے 142-ارب روپے کے قریب گندم کی خرید پر خرچ کر کے اپنے زمیندار کو benefit پہنچایا۔ میں آخر میں آپ تمام ممبران کا شکریہ ادا کرنا چاہتا ہوں جنہوں نے بات کی۔ اس کے علاوہ آپ نے یہاں جو باتیں کیں ہمارے محکمے کے افسران یہاں پر موجود تھے انہوں نے وہ تمام باتیں نوٹ کیں۔ میں یہ بھی یقین دہانی کرانا چاہتا ہوں کہ آپ کے تمام points پر انشاء اللہ تعالیٰ مناسب کارروائی کریں گے اور مزید آپ ہمیں guide کرتے رہیں تاکہ ہم اپنی اصلاح بھی کر سکیں اور اس کمی کو بھی دُور کر سکیں۔ اسی طرح جیسے proposals آئیں کہ آٹے کے بانٹنے کے طریقوں کو refine کرنا چاہئے یا کوئی اور طریقہ اپنانا چاہئے تو انشاء اللہ آپ تمام ممبران سے guideline لیتے ہوئے پنجاب حکومت اپنے فرائض سر انجام دے گی۔ میں آپ تمام حضرات کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔ آج میں اُن تمام ممبران کو جو آخر تک موجود رہے مبارکباد پیش کرتا ہوں کیونکہ اس سے ان کی اِس اہم موضوع پر concern show ہوتی ہے۔ وزیر زراعت نے جو بڑی مدلل بات کی اس پر میں ان کو بھی مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ آج کے اجلاس کا وقت ختم ہو گیا ہے لہٰذا اب اجلاس بروز منگل مورخہ 20-اکتوبر 2009 صبح 10.00 بجے تک کے لئے ملتوی کیا جاتا ہے۔

700

ایجنڈا

برائے اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب

منعقدہ، 20-اکتوبر 2009

تلاوت قرآن پاک و ترجمہ اور نعت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

سوالات

(محکمہ جات بہبود آبادی و تحفظ ماحولیات)

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

حصہ

اول

غیر سرکاری ارکان کی کارروائی

(مسودہ قانون جو پیش کیا جائے گا)

THE PUNJAB DESTITUTE AND NEGLECTED CHILDREN (AMENDMENT) BILL 2009 (Bill No. 11 of 2009)

Ch Zahir-ud-Din Khan:
Mr Muhammad Yar Hiraj:
Mr Muhammad Mohsin Khan Leghari:
Ch Moonis Elahi:
Mr Tahir Iqbal Chaudhry:
Mr Muhammad Shafiq Khan:
Mr Sher Ali Khan:
Mr Khurram Nawab:
Mr Khalid Javed Asghar Ghural:
Mian Shafi Muhammad:
Dr Samia Amjad:
Mrs Amna Ulfat:
Syeda Majida Zaidi:
Mrs Ayesha Javed:
Mrs Samina Khawar Hayat:
Syeda Bushra Nawaz Gardezi:
Mrs Khadija Umar:
Mrs Qamar Aamir Ch:
Ms Amna Jehangir:
Engineer Shahzad Elahi:

to move that leave be granted to introduce the Punjab Destitute and Neglected Children (Amendment) Bill 2009.

Ch Zahir-ud-Din Khan:
Mr Muhammad Yar Hiraj:
Mr Muhammad Mohsin Khan Leghari:
Ch Moonis Elahi:
Mr Tahir Iqbal Chaudhry:
Mr Muhammad Shafiq Khan:
Mr Sher Ali Khan:

701

Mr Khurram Nawab:
Mr Khalid Javed Asghar Ghural:
Mian Shafi Muhammad:
Dr Samia Amjad:
Mrs Amna Ulfat:
Syeda Majida Zaidi:
Mrs Ayesha Javed:
Mrs Samina Khawar Hayat:
Syeda Bushra Nawaz Gardezi:
Mrs Khadija Umar:
Mrs Qamar Aamir Ch:
Ms Amna Jehangir:
Engineer Shahzad Elahi:

to introduce the Punjab Destitute and Neglected Children (Amendment) Bill 2009.

حصہ دوم

(مفاد عامہ سے متعلق قرار دادیں)

1. سیدہ ماجدہ زیدی: "اس ایوان کی رائے ہے کہ Slow Learner بچوں کی جلد از جلد بحالی کے پیش نظر حکومت پنجاب کے ہر شہر میں ایک ایسے لرنر کلب (Learner Club) مہیا کرنے کا اہتمام کرے جہاں مذکورہ بچوں کے مصروف رہنے کیلئے تعمیری مشاغل اور Play Grounds کا بھی انتظام ہو نیز وہاں ایک ماہر نفسیات لیڈی ڈاکٹر بھی موجود ہو جو مذکورہ بچوں کی نگہداشت اور تعلیم و تربیت کیلئے ان کی مناسب رہنمائی کرے۔"

2. سردار خالد سلیم بھٹی: یہ ایوان وفاقی حکومت سے سفارش کرتا ہے کہ کرسچین کمیونٹی کو دیئے گئے دوہرے ووٹ کے حق کو ختم کرکے عام پاکستانی شہری کی طرح صرف ایک ووٹ کاسٹ کرنے کا حق دیا جائے۔ واضح رہے کہ کرسچین کمیونٹی کے دوہرے ووٹ کاسٹ کرنے سے پاکستان کے دوسرے شہریوں کے ساتھ ناانصافی ہوتی ہے۔اس کے ازالہ کیلئے دوہرے ووٹ کو ختم کرکے صرف ایک ووٹ تک محدود کیا جائے۔

3. محترمہ نگہت ناصر شیخ: اس ایوان کی رائے ہے کہ پنجاب کے تمام سرکاری ہسپتالوں بالخصوص صوبائی دارالحکومت لاہور کے سرکاری ہسپتالوں میں خواتین ایمرجنسی (Female Emergency) اور مرد ایمرجنسی (Male Emergency) بنائے جائیں اور خواتین ایمرجنسی میں صرف اور صرف لیڈی ڈاکٹر اور لیڈیز سٹاف ہی تعینات کیا جائے۔

4. محترمہ ثمینہ خاور حیات: اس ایوان کی رائے ہے کہ وفاقی حکومت ضلع قصور کے ایسے علاقے جو سال ہا سال سے سوئی گیس کی سہولت سے محروم ہیں ان علاقوں میں سوئی گیس فراہم کرنے کیلئے فوری اقدامات کرے تاکہ ان علاقوں کے عوام کی مشکلات کا ازالہ ہو سکے۔

5. شیخ علاؤالدین: یہ ایوان سفارش کرتا ہے کہ 1857ء کی جنگ آزادی جو حقیقتاً پاکستان کی بنیاد تھی اور جسے ہمیں کسی صورت نہ بھولنا چاہئے کی یاد میں 10 مئی کو عام تعطیل ہونی چاہیے اور پوری قوم کو جنرل بخت خان اور حضرت محل جیسے عظیم کرداروں کے ساتھ ساتھ ان لاتعداد شہداء کو خراج تحسین پیش کرنا چاہئے جنہوں نے اس راہ حق میں جام شہادت نوش فرمایا تھا اور جس سے پوری قوم کو خاص طور پر نوجوان نسل کو آزادی کی راہ میں شہید ہونے والوں کے ساتھ ساتھ ان غداروں اور ابن الوقت لوگوں اور خاندانوں کے چہرے وقت کی گرد سے نکال کر دکھائے جانے بہت ضروری ہیں۔

حصہ سوم

(عام بحث)

1. محترمہ ثمینہ خاور حیات: صوبہ بھر میں گرتے ہوئے معیار تعلیم اور پرائیویٹ سکولوں کی بڑھتی ہوئی فیسوں کی صورتحال پر بحث کی جائے۔

2. **Ch Zahir-ud-Din Khan:**
Mr Muhammad Yar Hiraj:
Mr Muhammad Mohsin Khan Leghari:
Ch Moonis Elahi:

That the policy of the Government in the Special Welfare Women Development and Bait-ul-Mal Department with particular reference to training in income generation skills and rendering opportunities of income generation to poor women in both urban and rural areas in the Province of the Punjab, be discussed.

3. **Mr Sher Ali Khan:**
Mr Khurram Nawab:
Malik Iqbal Ahmed Langriyal:
Mr Khalid Javed Asghar Ghural:

That the policy of the Government vis-à-vis degeneration of Forests and large scale theft of Forest wood in the Province of the Punjab, be discussed.

4. **Mian Shafi Muhammad:**
Dr Samia Amjad:
Mrs Amna Ulfat:
Engineer Shahzad Elahi:

That the policy of the Government in the Health Department with specific reference to danger of spreading of Swine Flu in the Province of the Punjab and arrangements made, be discussed.

5. **Syeda Bushra Nawaz Gardezi:**
Mrs Qamar Aamir :
Dr. Faiza Asghar:
Mrs Ayehsa Javed:

That the policy of the Government in the Education Department with specific reference to Education of Handicapped children specially

deaf, dumb and blind, be discussed.

704

صوبائی اسمبلی پنجاب

پندرھویں اسمبلی کا چودھواں اجلاس

منگل، 20-اکتوبر 2009

(یوم الثلاثہ، 30-شوال المکرم 1430ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز، لاہور میں صبح 10 بج کر 50 منٹ پر زیر صدارت جناب ڈپٹی سپیکر رانا مشہود احمد خان منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک و ترجمہ قاری محمد علی نے پیش کیا۔

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیمo

بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَٰنِ ٱلرَّحِيمِo

يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُواْ ٱسۡتَعِينُواْ بِٱلصَّبۡرِ وَٱلصَّلَوٰةِۚ إِنَّ ٱللَّهَ مَعَ ٱلصَّٰبِرِينَo وَلَا تَقُولُواْ لِمَن يُقۡتَلُ فِي سَبِيلِ ٱللَّهِ أَمۡوَٰتُۢۚ بَلۡ أَحۡيَآءٞ وَلَٰكِن لَّا تَشۡعُرُونَo وَلَنَبۡلُوَنَّكُم بِشَيۡءٖ مِّنَ ٱلۡخَوۡفِ وَٱلۡجُوعِ وَنَقۡصٖ مِّنَ ٱلۡأَمۡوَٰلِ وَٱلۡأَنفُسِ وَٱلثَّمَرَٰتِۗ وَبَشِّرِ ٱلصَّٰبِرِينَo ٱلَّذِينَ إِذَآ أَصَٰبَتۡهُم مُّصِيبَةٞ قَالُوٓاْ إِنَّا لِلَّهِ وَإِنَّآ إِلَيۡهِ رَٰجِعُونَo أُوْلَٰٓئِكَ عَلَيۡهِمۡ صَلَوَٰتٞ مِّن رَّبِّهِمۡ وَرَحۡمَةٞۖ وَأُوْلَٰٓئِكَ هُمُ ٱلۡمُهۡتَدُونَo

سُوۡرَةُ البَقَرَة 153 تا 157

"اے ایمان والو! صبر اور نماز سے مدد چاہو بے شک اللہ صابروں کے ساتھ ہےo اور جو خدا کی راہ میں مارے جائیں انہیں مردہ نہ کہو بلکہ وہ زندہ ہیں ہاں تمہیں خبر نہیںo اور ضرور ہم تمہیں آزمائیں گے کچھ ڈر اور بھوک سے اور کچھ مالوں و جانوں اور پھلوں کی کمی سے اور خوشخبری سُنا ان صبر والوں کوo کہ جب ان پر کوئی مصیبت پڑے تو کہیں ہم اللہ کے مال ہیں۔ اور ہم کو اسی کی طرف پھرناo یہ لوگ جن پر ان کے رب کی درودیں ہیں اور رحمت اور یہی لوگ راہ پر ہیںo"

وماعلینا الاالبلاغo

نعت رسول مقبول ﷺ الحاج حافظ مرغوب احمد ہمدانی نے پیش کی۔

نعت رسول مقبول ﷺ

ایسا تجھے خالق نے طرحدار بنایا
یوسف کو تیرا طالب دیدار بنایا
کونین بنائے گئے سرکار کی خاطر
کونین کی خاطر تمہیں سرکار بنایا
بے یار و مددگار جنہیں کوئی نہ پوچھے
ایسوں کا تجھے یار و مددگار بنایا
ہر بات بد اعمالیوں سے میں نے بگاڑی
بگڑی کو میری آپ نے ہر بار بنایا

جناب ڈپٹی سپیکر: اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔

پوائنٹ آف آرڈر
سانحہ کوریاں اور گوجرہ پر مسیحیوں سے اظہار یکجہتی کے لئے
دو منٹ کی خاموشی اختیار کرنا

جناب پرویز رفیق: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں!

جناب پرویز رفیق: شکریہ۔ جناب سپیکر! 30۔ جولائی 2009 کو کوریاں اور یکم اگست 2009 کو سانحہ گوجرہ کے حوالے سے بے شمار لوگ پریشانی کا شکار ہوئے اس میں معصوم بچوں، مردوں اور خواتین کو زندہ جلا دیا گیا اور وہ شہید ہوئے۔ میری استدعا ہے کہ انھیں خراج عقیدت پیش کرنے، اس افسوسناک اور المناک واقعہ پر اقلیتوں اور خصوصی طور پر مسیحیوں کے ساتھ اظہار یکجہتی کے لئے ہاؤس میں دو منٹ کے لئے خاموشی اختیار کی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ کی بات بالکل ٹھیک ہے۔ میرے خیال میں کل لاء منسٹر صاحب اور دوسرے دوست کامران مائیکل صاحب کے ساتھ بیٹھ کر بات کر رہے تھے اور اس پر مشترکہ قرارداد لانے کی بات ہو رہی تھی۔ ذرا وہ اس بارے میں بتا دیں۔

جناب پرویز رفیق: جناب سپیکر! وہ ہمارے علم میں ہے اور ہم اس واقعہ کی مذمت کرنے کے لئے مشترکہ قرارداد لا رہے ہیں میری استدعا ہے کہ جیسے اس واقعہ پر قومی اسمبلی میں خاموشی اختیار کی گئی ہے اسی طرح پنجاب اسمبلی میں بھی دو منٹ کے لئے خاموشی اختیار کی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ کی بات ٹھیک ہے۔ میں بالکل آپ کے ساتھ ہوں لیکن ذرا متعلقہ منسٹر صاحب بات کر لیں اس کے فوراً بعد خاموشی اختیار کر لیں گے۔ کل میرے سامنے جو بات ہوتی رہی ہے وہ اسے پورے ہاؤس میں apprise کر دیں۔

وزیر انسانی حقوق و اقلیتی امور (جناب کامران مائیکل): جناب سپیکر! ہم نے ایک متفقہ قرارداد تیار کی ہے جو آج ایوان میں لائی جائے گی لیکن جیسے میرے معزز ممبر نے نشاندہی کی ہے اگر ایک یا دو منٹ کی خاموشی ہو جائے تو اس میں کوئی قباحت نہیں ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جس طرح کامران مائیکل صاحب نے فرمایا ہے ہاؤس گوجرہ کے واقعہ پر دو منٹ کے لئے خاموشی اختیار کرتا ہے۔

(اس مرحلہ پر سانحہ کوریاں اور گوجرہ میں جاں بحق ہونے والے اقلیتوں
اور مسیحیوں کے لئے ایوان میں دو منٹ کے لئے خاموشی اختیار کی گئی)

سانحہ گوجرہ پر جوڈیشل انکوائری کی رپورٹ منظر عام پر لانے کا مطالبہ

جناب جوئیل عامر سہوترا: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے پورے ہاؤس کا شکریہ ادا کرنا چاہوں گا کہ میرے محترم بھائی اور وزیر صاحب کی نشاندہی پر آپ کی اجازت سے کوریاں اور تحصیل گوجرہ کے شہداء کے لئے ہاؤس میں 2 منٹ کی خاموشی کروائی گئی۔ میں آپ کی وساطت سے یہ بھی عرض کرنا چاہوں گا کہ ایسے واقعات نہ صرف پاکستان کی سالمیت کے لئے بلکہ overall internationally repute خراب کرنے کے لئے پیش آئے۔ میں سمجھتا ہوں کہ ان ہاتھوں کو پکڑنا نہ صرف وفاقی بلکہ صوبائی حکومت کی بھی ذمہ داری ہے کیونکہ وہ ہاتھ پاکستان کے image کو پوری دنیا میں خراب کر رہے ہیں۔ میں آپ کی وساطت سے on the floor of the House وزیر اعلیٰ پنجاب اور وزیر اعظم پاکستان کا شکریہ ادا کرنا چاہوں گا کہ جب کوریاں اور گوجرہ میں یہ واقعات رونما ہوئے تو وہ بروقت وہاں تشریف لے گئے۔

جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے صرف یہ گزارش کرنا چاہوں گا کہ گوجرہ کے واقعات کے متعلق وزیر اعلیٰ صاحب نے ایک جوڈیشل انکوائری کا حکم دیا تھا اور آج سے سات دن پہلے اخبار میں ایک خبر آئی تھی کہ کمیشن نے سانحہ گوجرہ کے حوالے سے اپنی رپورٹ حکومت پنجاب اور وفاقی حکومت کو بھجوائی ہے۔ لہذا میری آپ کی وساطت سے وفاقی اور صوبائی حکومت سے یہ استدعا ہو گی کہ وہ رپورٹ منظر عام پر لائی جائے تاکہ ایسے ہاتھ جو ان واقعات کا موجب بنے ہیں انھیں پکڑ کر انصاف کے کٹہرے میں کھڑا کیا جا سکے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ

وزیر برائے انسانی حقوق و اقلیتی امور (جناب کامران مائیکل): جناب سپیکر! میرے معزز دوست نے جس طرف نشاندہی کی ہے میں سمجھتا ہوں کہ یہ جو جوڈیشل رپورٹ تیار ہوئی ہے اس بابت وزیر اعلیٰ صاحب نے گوجرہ میں برملا یہ اعلان کیا تھا کہ جب یہ رپورٹ تیار ہو جائے گی تو ہم اسے publish کریں

گے لہذا ہم اس بارے میں وزیر اعلیٰ صاحب کی own commitmentکرتے ہیں اور میں اپنے معزز رکن کو یقین دہانی کرواتا ہوں کہ ہم اس پوری رپورٹ کو publishکریں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ

لیفٹیننٹ کرنل(ریٹائرڈ) محمد شبیر اعوان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی۔

لیفٹیننٹ کرنل(ریٹائرڈ) محمد شبیر اعوان: جناب سپیکر! آج کی کارروائی میں جو پہلا سوال ہے یہ 24۔اپریل 2008کو دیا گیا اور

Today is 20th October 2009. What is the utility of this question? Hence we get answer after more than one year.

میری تجویز ہے اور پچھلے ہفتے بھی ایک معزز رکن نے یہ تجویز دی تھی کہ کمیٹیوں کو زیادہ affectiveبنایا جائے اور سوالوں کا ایک time frameدیا جائے۔ سوال اور اس کے جواب بھی متعلقہ کمیٹی کو دیئے جائیں اور کمیٹی والے brain stormingکرکے اس میں جتنے بھی ضمنی سوال نکل سکتے ہیں تیار کرنے کے بعد معزز ایوان میں پیش کئے جائیں تاکہ time wasteنہ ہو۔

جناب سپیکر! میں نے دیکھا ہے کہ ہمارے ایم پی ایز ہر دفتر میں مارے مارے پھرتے ہیں اور جب کام کی فوٹو سٹیٹ اٹھا کر دفاتر میں جاتے ہیں تو وہ فائل نہیں ملتی لہذا اس میں بھی کمیٹیوں کو involveکیا جائے ۔ کوئی ایسا سسٹم بنایا جائے کہ ایم پی ایز کے تمام مسائل relevant committeesکو دیئے جائیں اور ان کے کام expediteکئے جائیں for instanceپچھلے سال وزیر اعلیٰ صاحب نے مہربانی کر کے ہمیں جو 40 ملین روپے کے فنڈز دیئے تھے ان میں ابھی تک کچھ کی executionنہیں ہوئی، فنڈز releaseنہیں ہوئے اور سکیمیں approveنہیں ہوئیں۔ پچھلے ہفتے معزز رکن رانا عبدالرحمٰن نے کہا تھا کہ کچھ کمیٹیوں کے الیکشن نہیں ہوئے اگر اس بارے میں کچھ پیشرفت ہوئی ہو تو بتادیجئے کیونکہ ایک سال سے زیادہ پرانی تحاریک استحقاق pendingپڑی ہیں اور ابھی تک ان کی disposalنہیں ہوئی تو میرے خیال میں جب وہ time barredہو جائیں گی تو پھر ان کا کوئی فائدہ نہیں ہوگا۔لہذا آپ اس پر مہربانی فرمائیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، بہت شکریہ

محترمہ نسیم لودھی: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، نسیم لودھی صاحبہ!

محترمہ نسیم لودھی: جناب سپیکر! یہ سوالات اپریل کے ہیں اور سات آٹھ ماہ کے بعد یہ بزنس آیا ہے اب اس کے لئے مزید ٹائم مانگنا مناسب نہیں بلکہ یہاں پر بیٹھے ہوئے معزز ممبران اور معزز ہاؤس کے وقت کا ضیاع ہے۔

ڈاکٹر زمرد یاسمین رانا: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، ڈاکٹر صاحبہ!

ڈاکٹر زمرد یاسمین رانا: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں آج کے ''نوائے وقت'' کی ایک خبر quote کرنا چاہتی ہوں کہ ''فیصل آباد کی سنٹرل جیل میں قیدیوں کو مردہ گوشت کھلانے کی کوشش کی گئی اس پر قیدیوں نے زبردست احتجاج کیا۔'' بر میں یہ بھی کہا گیا ہے کہ ''ڈاکٹر صاحبان نے بھی اس چیز کی تصدیق کر دی تھی لیکن اس کے باوجود وہاں کی انتظامیہ اس بات پر مصر رہی۔'' Definitely ان قیدیوں نے کوئی نہ کوئی کوتاہی کی ہوتی ہے تو وہ جیل میں جاتے ہیں لیکن وہ انسان ہی ہیں اور ان کے ساتھ اس طرح کا انسانیت سوز سلوک نہیں ہونا چاہئے لہذا میری استدعا ہے کہ اس پر کوئی کمیٹی بنائی جائے جو اس واقعہ کی تحقیق کرے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میں سمجھتا ہوں کہ یہ بات human rights کے حوالے سے بھی ہے، تو منسٹر صاحب یہاں پر بیٹھے ہیں۔ وہ خود ہی اس مسئلے کو دیکھیں اور اس کی رپورٹ ہاؤس میں پیش کریں۔

سوالات

(محکمہ جات بہبود آبادی و تحفظ ماحولیات)

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

جناب ڈپٹی سپیکر: اب ہم وقفہ سوالات شروع کرتے ہیں۔ آج محکمہ بہبود آبادی اور تحفظ ماحولیات سے متعلق سوالات پوچھے جائیں گے اور ان کے جوابات دیئے جائیں۔ پہلا سوال میاں نصیر احمد صاحب کا ہے۔ جی، میاں صاحب!

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر! سوال نمبر 98۔

جناب ڈپٹی سپیکر: کیا اسے پڑھا ہوا تصور کیا جائے؟

میاں نصیر احمد: جی، اسے پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، ٹھیک ہے، اسے پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

لاہور لکھوڈیر روڈ سے سٹیل ملز کو منتقل کرنے کا مسئلہ

*98: میاں نصیر احمد: کیا وزیر تحفظ ماحولیات از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ لکھوڈیر روڈ پر سٹیل ملز موجود ہیں؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ لکھوڈیر روڈ پر موجود سٹیل ملز کو وہاں سے منتقل کئے جانے کے احکامات صادر فرمائے جا چکے ہیں؟

(ج) کیا ان سٹیل ملز میں بجلی اور گیس کے علاوہ پرانے ٹائروں کو بھی جلایا جا رہا ہے؟

(د) کیا پرانے ٹائروں کو جلانا قانونی جرم ہے، اگر جرم ہے تو ان سٹیل ملز کے خلاف کیا کارروائی کی جا رہی ہے، جو اس میں ملوث ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے تحفظ ماحولیات (سردار محمد ایوب خان گادھی):

(الف) یہ درست ہے۔

(ب) یہ درست نہ ہے۔ محکمہ ہذا کی طرف سے لکھوڈیر پر موجود سٹیل ملز کو وہاں سے منتقل کئے جانے کے کوئی احکامات جاری نہیں کئے گئے ہیں۔ پاکستان کے ماحولیاتی قانون مجریہ 1997 میں آلودگی پھیلانے والی فیکٹریوں کو دوسری جگہ منتقل کرنے کے احکامات جاری کرنے کے بجائے آلودگی کو موقع پر کنٹرول کرنے کے احکامات جاری کرنے کا اختیار ہے۔

(ج) محکمہ ہذا کے سروے کے مطابق علاقہ میں تقریباً 35 کے قریب سٹیل ملز عرصہ دراز سے کام کر رہی ہیں ان میں سے تقریباً 15 سٹیل ملز گیس کے ساتھ ٹائر بھی جلاتی ہوئی پائی گئی ہیں۔

(د) پرانے ٹائروں کو جلانے سے زہریلی گیسیں اور کثیر دھواں پیدا ہوتا ہے جو ماحولیاتی قانون کے مطابق جرم ہے۔ اس ضمن میں محکمہ ہذا نے پاکستان کے ماحولیاتی قانون مجریہ 1997 کی شق 16 کے تحت ٹائر جلانے والی 15 سٹیل ملز کو نوٹس جاری کر دیئے ہیں کہ وہ اس غیر قانونی عمل

کو فوری بند کر دیں (تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے) عدم تعمیل کی صورت میں ان کے خلاف پاکستان کے ماحولیاتی قانون مجریہ 1997 کے تحت چالان مرتب کر کے ماحولیاتی ٹربیونل لاہور میں جلد ہی دائر کر دیئے جائیں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر! لاہور اور دوسرے شہروں کے اندر جو فضائی آلودگی بڑھ رہی ہے میرا سوال اس سے متعلق ہے جس میں یہ پوچھا گیا ہے کہ کیا "لاہور میں لکھو ڈیر روڈ پر جو سٹیل ملز ہیں وہ بجلی اور گیس کے علاوہ پرانے ٹائروں کو بھی جلاتی ہیں؟" ان کے بارے میں یہ اطلاع تھی کہ وہ گیس کے ساتھ ساتھ ٹائر بھی جلاتے ہیں اور اب متعلقہ محکمہ نے اس کی تصدیق بھی کر دی ہے۔ لاہور جیسے شہر میں جس کی آبادی ایک کروڑ کے قریب ہے آج بھی ٹائر جلائے جاتے ہیں جو کہ پوری دنیا کے اندر ممنوع ہیں کیونکہ فضائی آلودگی کے حوالے سے یہ انتہائی مضر صحت ہیں۔ اس کا دھواں normally بہت زیادہ بلندی پر نہیں جاتا اور ان ٹائروں کے ذرات فضا میں رہتے ہیں۔ جس علاقے میں ٹائر جلائے جاتے ہیں وہاں پر معذور بچوں کے پیدا ہونے کی ratio بھی بڑھ جاتی ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ لاہور میں جتنی بھی بڑی بڑی صنعتیں لگی ہوئی ہیں ان کا raw materials بڑے بڑے ٹرکوں پر آتا ہے جو لاہور کے اندر ٹریفک میں رش کا سبب بنتے ہیں اور لاہور کی سڑکوں کو خراب کرنے کا موجب بھی بنتے ہیں۔ اس سوال کا جواب 18۔ جون 2008 کو ملا جس میں بتایا گیا ہے کہ "محکمہ ہذا نے پاکستان کے ماحولیاتی قانون مجریہ 1997 کی شق 16 کے تحت ٹائر جلانے والی 15 سٹیل ملز کو نوٹس جاری کر دیئے ہیں۔" یہ سوال سوا سال پہلے کیا گیا تھا۔ میں منسٹر صاحب سے یہ پوچھنا چاہوں گا کہ آج سوا سال گزرنے کے بعد ان 15 سٹیل ملز کو کیا سزائیں ہوئی ہیں اور انھیں کس قسم کے جرمانے کئے گئے ہیں؟

جناب ڈپٹی سپیکر: آگے جواب میں لکھا ہوا ہے کہ "وہ اس غیر قانونی عمل کو فوری طور پر بند کر دیں، عدم تعمیل کی صورت میں ان کے خلاف پاکستان کے ماحولیاتی قانون مجریہ 1997 کے تحت چالان مرتب کر کے ماحولیاتی ٹربیونل لاہور میں جلد ہی دائر کر دیئے جائیں گے" تو یہ سوا سال پہلے کی بات ہے، کیا وہ جلد آ گئی ہے یا ابھی نہیں آئی؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے تحفظ ماحولیات (سردار محمد ایوب خان گادھی): جناب سپیکر! پہلے انھیں نوٹس دیا گیا تھا، اس کے بعد further کارروائی بھی ہوئی ہے۔ پہلے 15 سٹیل ملز کو notices دیئے گئے

تھے۔اس کے بعد پھر رپورٹ آئی اور اس پر کارروائی کرتے ہوئے 18 سٹیل ملز کے خلاف cases ٹربیونل کو بھیج دیئے گئے ہیں اور اب یہ cases ٹربیونل کے پاس ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر:اس کا مطلب یہ ہوا کہ already ایک action لے لیا گیا ہے اور اب case ٹربیونل کے پاس ہے۔میاں صاحب! This is now subjudice لہذا اس پر اب ٹربیونل کی رپورٹ آ لینے دیں۔

میاں نصیر احمد:جناب سپیکر! 1997 میں ماحولیاتی آلودگی کا جو قانون بنایا گیا تھا اس کی شق 9 کے تحت انسانی صحت کے لئے خطرناک ثابت ہونے والی ساری صنعتوں کو آپ شہروں سے باہر shift کرنے کے احکامات جاری کر سکتے ہیں۔میں پارلیمانی سیکرٹری صاحب سے یہ پوچھنا چاہوں گا کہ ان صنعتوں سے لاہور کی ایک کروڑ آبادی کو جتنا نقصان پہنچ رہا ہے اور جو مسائل ہمیں face کرنے پڑ رہے ہیں اس کو مدنظر رکھتے ہوئے کیا یہ ممکن ہے کہ ہم شق 9 کو استعمال کرتے ہوئے احکامات جاری کریں کہ ان industries کو لاہور شہر سے باہر shift کر دیا جائے؟

جناب ڈپٹی سپیکر:میاں صاحب!پہلی بات تو یہ ہے کہ یہ معاملہ already ماحولیاتی ٹربیونل کے پاس چلا گیا ہے۔وہاں پر محکمے کا موقف بھی آئے گا اور اس کو مدنظر رکھتے ہوئے عدالت فیصلہ کرے گی کہ آیا ان صنعتوں کو جرمانے کرنے ہیں یا ان کو شہر سے باہر shift کرنا ہے۔ Whatever will be the policy, now it will be decided by the tribunal.

میاں محمد نصیر:جناب سپیکر!محکمہ نے تو industries کو باہر shift کرنے کی بات نہیں کی،محکمہ نے تو صرف ان کو ٹائر جلانے سے منع کیا ہے۔محکمہ نے انہیں notices جاری کئے ہیں کہ آپ بے شک factories شہر کے اندر رکھیں لیکن ٹائر نہ جلائیں۔میری استدعا ہے کہ جب قانون کے اندر یہ شق موجود ہے کہ شہر کے اندر جتنی بھی factories ہیں ان کو باہر shift کیا جا سکتا ہے تو محکمہ اس بارے میں اقدامات کیوں نہیں کر رہا؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے تحفظ ماحولیات(سردار محمد ایوب خان گادھی):جناب سپیکر!یہ 35 فیکٹریاں ہیں جو کہ بہت پرانی ہیں اور اندرون شہر میں لگی ہوئی ہیں۔واقعی اب آبادی اتنی بڑھ گئی ہے کہ ان فیکٹریوں کو شہر کے area سے باہر ہونا چاہئے لیکن جب ایک case ٹربیونل میں چلا جائے تو جب تک وہاں سے کوئی فیصلہ نہیں آ جاتا اس وقت تک ان کے خلاف further کارروائی نہیں ہو سکتی۔ بہر حال حکومت کا ایک منصوبہ ہے کہ ultimately ان factories کو شہر سے باہر shift کیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: کیا اس طرح کی کوئی پالیسی بن رہی ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے تحفظ ماحولیات (سردار محمد ایوب خان گادھی): جی، ہاں اس حوالے سے پالیسی بن رہی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ٹھیک ہے۔ جی، میجر صاحب!

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: جناب سپیکر! جواب کے جز (د) میں کہا گیا ہے کہ "ٹائر جلانے والی 15 سٹیل ملز کو notice جاری کر دیئے ہیں" اس کا مطلب یہ ہے کہ محکمے نے یہ admit کیا ہے کہ یہ offence ہو رہا تھا۔ سوال آنے کے بعد یہ عمل ہوا کہ ان کو notices جاری کئے گئے۔ محکمہ کو یہ بھی بتانا چاہئے کہ کیا اس علاقے کے افسران کو معلوم نہیں تھا کہ یہ offence ہو رہا ہے اور ان افسران کے خلاف کیا کارروائی ہوئی ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: ویسے یہ بڑی important بات ہے کہ نشاندہی پنجاب اسمبلی کی طرف سے ہوئی اور پھر کارروائی شروع کی گئی ہے۔ اگر اس سے پہلے علاقے میں یہ کام ہو رہا تھا تو محکمہ کو وہاں کے متعلقہ افسران کے خلاف بالکل کارروائی کرنی چاہئے تھی کیونکہ یہ انسانی جانوں اور ماحولیات کا مسئلہ ہے۔ اگر محکمہ نے نشاندہی کرنے پر ہی حرکت میں آنا ہے تو پھر اس محکمے کا کیا فائدہ ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے تحفظ ماحولیات (سردار محمد ایوب خان گادھی): جناب سپیکر! فاضل ممبر کے جواب میں محکمہ کی طرف سے جواب میں لکھا گیا ہے کہ ہم نے کارروائی کی ہے۔ اصل میں ہوتا یہ ہے کہ جب کوئی رپورٹ ملتی ہے کہ آلودگی پھیل رہی ہے تو محکمہ کے افسران خود بھی موقع پر جا کر دیکھتے ہیں اور تصدیق ہونے پر کارروائی کی جاتی ہے۔ لہذا سوال سے پہلے بھی کارروائی کی جا رہی تھی۔ معزز ممبر نے جب سوال دیا، اس وقت تک 15 سٹیل ملز کے خلاف کارروائی ہو چکی تھی لیکن اس کے بعد محکمہ نے مزید 3 ملز کے خلاف نوٹس جاری کئے اور اس طرح کل 18 سٹیل ملز کے خلاف کارروائی کر کے case ٹربیونل کو بھجوایا گیا ہے۔ واقعی اس میں تھوڑی سی کوتاہی بھی ہوتی ہے، افسران کو خود بھی جا کر دیکھنا چاہئے۔ انشاء اللہ تعالیٰ سختی سے تاکید کی جائے گی اور آئندہ ایسا نہیں ہو گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، بہت شکریہ۔ میرا خیال ہے کہ اس پر کافی سوال ہو گئے ہیں۔ اب آگے چلنا چاہئے۔ بنیادی بات یہ ہے کہ محکمہ کا جو جواب آیا ہے اس کے اندر یہ بات آ چکی ہے کہ یہ case ٹربیونل میں جا چکا ہے۔ Let the tribunal decide. پھر اس کے بعد اس کو دیکھ لیں گے۔

راؤ کاشف رحیم خان: جناب سپیکر! میں آپ کے نوٹس میں لانا چاہتا ہوں کہ یہ case تو ٹربیونل میں گیا ہی نہیں۔ آپ اس کا جواب پڑھ لیں۔ اس میں لکھا ہے کہ "عدم تعمیل کی صورت میں ان کے خلاف پاکستان کے ماحولیاتی قانون مجریہ 1997 کے تحت چالان مرتب کر کے ماحولیاتی ٹربیونل لاہور میں جلد ہی دائر کر دیئے جائیں گے۔"

جناب ڈپٹی سپیکر: نہیں، شاید آپ نے پارلیمانی سیکرٹری صاحب کا جواب نہیں سنا۔ آپ ایک منٹ تشریف رکھیں۔ جب میں نے point out کیا تو اس پر پارلیمانی سیکرٹری صاحب نے جواب دیتے ہوئے کہا تھا کہ یہ case ہم نے ٹربیونل میں بھیج دیا ہے۔ یہ سوا سال پہلے کا جواب ہے۔ پارلیمانی سیکرٹری صاحب نے latest position بتائی ہے کہ یہ cases ٹربیونل میں جا چکا ہے۔

جناب جوئیل عامر سہوترا: جناب سپیکر! اگر یہ cases ٹربیونل میں چلے گئے ہیں تو ان کی تفصیل ہاؤس میں بتا دی جائے؟ اس طرح یہ confusion، جس کی نشاندہی فاضل رکن نے کی ہے clear ہو جائے گی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اس کے لئے آپ fresh question دے دیں۔ تشریف رکھیں۔ اگلا سوال بھی میاں نصیر احمد صاحب کا ہے۔ جی، میاں صاحب!

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر! سوال نمبر 154۔

جناب ڈپٹی سپیکر: کیا اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے؟

میاں نصیر احمد: جی ہاں! اس کو پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ٹھیک ہے۔ اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

صوبہ پنجاب میں بہبود آبادی کے مراکز کی تعداد و دیگر تفصیلات

*154: میاں نصیر احمد: کیا وزیر بہبود آبادی از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) صوبہ پنجاب میں بہبود آبادی کے کل کتنے مراکز موجود ہیں؟

(ب) ان مراکز میں عوام کی بھلائی کے لئے کون کون سے منصوبے چل رہے ہیں اور عوام کو ان مراکز سے کیا کیا سہولیات حاصل ہو رہی ہیں؟

(ج) لاہور شہر میں بہبود آبادی کے کل کتنے فلاحی مراکز کام کر رہے ہیں، ان کے نام اور تفصیل سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

وزیر بہبود آبادی (محترمہ نیلم جبار چودھری):

(الف) صوبہ بھر میں بہبود آبادی کے کل 1654 مراکز کام کر رہے ہیں جن میں 1483 خاندانی فلاحی مراکز 117 موبائل سروس یونٹس اور 54 تولیدی صحت کے مراکز شامل ہیں۔تولیدی صحت کے مراکز ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر ہسپتالوں میں کام کرتے ہیں۔زیر تعمیر مراکز میں 17 خاندانی فلاحی مراکز اور 52 تولیدی صحت کے مراکز شامل ہیں تولیدی صحت کے یہ مراکز تحصیل سطح کے ہسپتالوں میں بنائے جا رہے ہیں۔

(ب) یہ مراکز خاندانی منصوبہ بندی سے متعلق مکمل آگاہی اور تولیدی صحت کی خدمات فراہم کرتے ہیں علاوہ ازیں تولیدی صحت کے مراکز میں ضبط تولید کی رضاکارانہ سرجیکل سہولیات دی جاتی ہیں جبکہ تربیتی مراکز ضبط تولید کی سرجیکل ٹریننگ بھی فراہم کرتے ہیں۔

(ج) لاہور شہر میں بہبود آبادی کے کل 105 مراکز کام کر رہے ہیں جن میں 95 خاندانی فلاحی مراکز، 2 موبائل سروس یونٹس اور 8 تولیدی صحت کے مراکز شامل ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر! میں نے جز (الف) میں پوچھا ہے کہ "صوبہ پنجاب میں بہبود آبادی کے کل کتنے مراکز ہیں؟" اس کے جواب میں بتایا گیا ہے کہ صوبہ بھر میں بہبود آبادی کے کل 1654 مراکز ہیں جن میں سے 1483 خاندانی فلاحی مراکز اور 54 کے قریب تولیدی صحت کے مراکز ہیں۔بنیادی طور پر ان مراکز کا مقصد پنجاب کے ان areas کے اندر بڑھتی ہوئی آبادی کے حوالے سے لوگوں کے مسائل کو کنٹرول کرنا ہے۔اس کے ساتھ ساتھ پنجاب کے اندر عام خاندان کی بگڑتی ہوئی صحت کے متعلق لوگوں کو information دینا اور ان کی مدد کرنا بھی شامل ہے۔اب تک جو بظاہر نظر آ رہا ہے اس کے مطابق پولیو کے قطرے پلانے کے علاوہ ان مراکز کے اندر کوئی کام نہیں ہو رہا۔میں منسٹر صاحبہ سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ حکومت پنجاب نے ان مراکز کے ذریعے اب تک آبادی کو کنٹرول کرنے کے حوالے سے کیا achievements حاصل کی ہیں؟

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، منسٹر صاحبہ!

وزیر بہبود آبادی (محترمہ نیلم جبار چودھری): جناب سپیکر! معزز ممبر نے کہا ہے کہ ان Family Welfare Centres کے اندر پولیو کے قطرے پلائے جاتے ہیں۔ میں یہ clear کرنا چاہوں گی کہ پولیو کے قطرے پلانا محکمہ صحت کا کام ہے اور یہ قطرے محکمہ صحت والے پلا رہے ہیں۔ بہبود آبادی کے مراکز کے حوالے سے میں معزز ہاؤس کو تھوڑا سا update کرنا چاہوں گی۔ یہ سوال پچھلے سال دیا گیا تھا لیکن اس وقت latest position یہ ہے کہ ہمارے پاس 1500 فیملی ویلفیئر سنٹرز ہیں۔ ان میں سے 118-R.H.S.C(Reproductive Health Services Centres) ہیں جو کہ District Headquarters Hospitals and Tehsil Headquarters Hospitals میں بنائے جاتے ہیں اور اس کے علاوہ ہمارے پاس 117 mobile service units ہیں۔ ہمارا کام پولیو کے قطرے پلانا نہیں، basically ہمارا کام فیملی پلاننگ ہے، اگر آپ ضروری سمجھتے ہیں تو میں نے آپ کو جو تینوں categories بتائی ہیں میں آپ کو علیٰحدہ علیٰحدہ بتا دیتی ہوں کہ یہ تمام سنٹرز اس وقت کیا functions کر رہے ہیں۔ اس وقت پورے پنجاب میں پندرہ سو Family Welfare Centres ہیں۔ Family Welfare Centres کے اندر ہمارا سٹاف گھر گھر جا کر خواتین کو family planning کے طریقوں کے بارے میں آگاہی دیتا ہے اور اس کے بعد جو clients Family Welfare Centres پر آتے ہیں یا جو لائے جاتے ہیں ان کو contraceptives کی تمام facilities provide کی جاتی ہیں اس کے علاوہ وہاں پر جو welfare کے لئے کام ہو رہا ہے اس میں چھوٹی موٹی diseases, child and mother care کے بارے میں کام ہو رہا ہے۔ چھوٹی موٹی medicines جو ماں یا بچے کی صحت کے لئے ضروری ہیں جیسے cough syrups, Panadol and pain killers وغیرہ وہاں پر provide کی جاتی ہیں اور میں چاہوں گی کہ میں اس question کا بڑی تفصیل کے ساتھ جواب دوں تاکہ ان کے پہلے supplementary question میں ہی تسلی ہو جائے۔ یہاں پر ایک سو اٹھارہ تولیدی صحت کے مراکز ہیں ان میں contraceptives surgery کی جاتی ہے جس کے لئے یہاں پر سٹاف موجود ہوتا ہے، Female Medical Officer موجود ہوتی ہے وہ qualified doctor ہوتی ہے اور اس کے ساتھ اس کا پورا سٹاف ہوتا ہے۔ اس کے علاوہ جو 117 mobile service units ہیں وہ ان علاقوں کے لئے ہیں جہاں پر کوئی بھی basic health unit یا جہاں پر ہمارا ابھی کوئی Family Welfare Centre نہیں ہے یا آپ اس کو اس طرح سے

لے لیجئے کہ far flung areas میں جہاں صحت کی کوئی بھی سہولیات میسر نہیں ہیں وہاں پر یہ mobile service units کام کرتے ہیں، یہ تحصیل کی سطح پر ہوتے ہیں اور یہ ایسی جگہوں پر جاتے ہیں جہاں سے ہمارے فلاحی مراکز ذرا دور ہیں تو یہ لوگوں کو ان کے door steps پر facilities provide کرتے ہیں چاہے وہ ان کی چھوٹی موٹی صحت کے بارے میں ہو یا چاہے کوئی contraceptive کے بارے میں ہو۔ شکریہ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب ڈپٹی سپیکر: ماشاء اللہ بہت اچھا جواب ہے۔ میاں صاحب! آپ کا کوئی اور ضمنی سوال ہے؟

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر! میرا بنیادی طور پر جو سوال تھا اس کا اعتراف کیا گیا تھا کہ ان کا بنیادی مقصد family planning کا تھا اور جب یہ مراکز بنائے گئے تھے تو اس وقت ان کا مقصد family planning کے لئے زیادہ سے زیادہ سہولیات فراہم کرنا تھا اور میں یاد کرواتا چلوں کہ جب ان مراکز کا آغاز کیا گیا تھا تو گورنمنٹ آف پنجاب نے ٹی وی پر "بچے دو ہی اچھے" کے حوالے سے بڑے اچھے اشتہارات بھی چلائے تھے اور کوئی سوا سال تک یہ اشتہارات چلتے رہے تھے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میری بات سنیں۔ Question Hour میں question پر ضمنی سوال ہو سکتا ہے، تقریر نہیں ہو سکتی۔ آپ کا اگر کوئی ضمنی سوال ہے تو وہ پوچھ لیں۔

میاں نصیر احمد: اس میں کہا گیا ہے کہ 52 تولیدی سنٹرز میں ضبط تولید کی سہولتیں میسر کی جاتی ہیں تو میں ان سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ انہوں نے ان مراکز میں جو رضاکارانہ آپریشن کئے ہیں اب تک کتنے لوگوں کو یہ سہولت میسر ہوئی ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: میاں صاحب! بالکل ہی ایک نیا اور different سوال ہے۔

میاں نصیر احمد: 52 سنٹرز بتائے گئے ہیں ان سنٹرز کے اندر جو سہولت دی جا رہی ہے میں نے اس کی figure پوچھی ہے۔

وزیر بہبود آبادی (محترمہ نیلم جبار چودھری): جناب سپیکر! پہلی بات تو یہ ہے کہ یہ جو پوچھ رہے ہیں یہ fresh question بنتا ہے لیکن میں ان کے knowledge کے لئے تھوڑا سا بتاتی چلوں کہ اس سوال کے جواب میں جو figure دی ہوئی ہے وہ 52 ہے لیکن چونکہ میں نے آپ کو بتایا کہ وہ answer پچھلے سال کا ہے لیکن اس وقت ہمارے پاس تولیدی صحت کے 118 مراکز ہیں جہاں پر contraceptive surgery کی جاتی ہے اور جو couples contraceptive facilities حاصل کرنا چاہتے ہیں

اس میں ایک تو permanent methods ہیں اور دوسرے temporary methods ہیں۔ Temporary methods کے لئے Family Welfare Centres ہیں اور وہاں پر ان کا سٹاف ہے اور تولید صحت مراکز پر qualified doctor اور اس کا سٹاف موجود ہے۔ باقی انہوں نے پوچھا کہ کتنے لوگ اب تک کروا چکے ہیں تو یہ fresh question ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: معزز وزیر آپ کے سوال کا جواب دے رہی ہیں۔ اگر آپ کو کوئی اور مسئلہ ہے تو بتائیں۔ (قہقہے)

محترمہ نسیم لودھی: جناب سپیکر! کسی بھی فلاحی سنٹر کے اندر آپریشن کی کوئی سہولیات مہیا نہیں کی جاتیں البتہ انہیں کسی ہسپتال میں پہنچایا جاتا ہے اور وہاں پر ان کی طرف سے فلاحی مرکز کی جو لیڈیز موجود ہوتی ہیں وہ وہاں پر سرجن سے contact کرتی ہیں اور اس ہسپتال میں آپریشن ہوتا ہے لہذا ان کا یہ جواب انتہائی غلط ہے، وہاں پر کوئی آپریشن نہیں ہوتا۔ ایسے جوابات سے اسمبلی کا استحقاق مجروح ہو رہا ہے۔

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! آپ لارنس روڈ پر زینت لیبارٹری میں دیکھیں کہ وہ فلاحی سنٹر ہے اور وہاں پر آپریشن ہوتے ہیں ان کو پتا نہیں حالانکہ یہ منسٹر رہ چکی ہیں لیکن مجھے پتا ہے۔

وزیر بہبود آبادی (محترمہ نیلم جبار چودھری): جناب سپیکر! Family Welfare Centres میں contraceptive کے use temporary methods کئے جاتے ہیں وہاں medicines provide کی جاتی ہیں اور تولیدی صحت کے مراکز میں contraceptive surgery کی جاتی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔ میرا خیال ہے اس پر کافی بات ہو گئی ہے۔ جی، راں صاحب!

ملک محمد عباس راں: جناب سپیکر! میری گزارش ہے کہ میں زراعت کے سلسلے میں ایک قرارداد پیش کرنا چاہتا ہوں جو بہت ہی اہم مسئلہ ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میں Question Hour کے بعد آپ کو ٹائم دوں گا۔ آپ اپنے پارلیمانی لیڈر سے رابطہ کر لیں کیونکہ ہاؤس کے اندر ایک decision ہوا ہے آپ اس کو ان سے رابطہ کر کے لے آئیں، Chair آپ کے ساتھ ہے۔ جی، آمنہ الفت صاحبہ!

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! شکریہ۔ میں آپ کے توسط سے محترمہ سے پوچھنا چاہوں گی کہ بہبود آبادی کے مراکز میں جو ہزاروں لاکھوں کی تعداد میں بھرتیاں ہوئی ہیں کیا ان لوگوں کی وجہ سے آبادی کو بڑھنے سے روکا جا سکا ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ new question ہے اس کا اس سوال کے جواب سے کوئی تعلق نہیں ہے لہذا آپ اس پر نیا سوال لے کر آئیں۔ (قطع کلامیاں)

اب اگلا سوال راجہ حنیف عباسی صاحب کا ہے۔

انجینئر راجہ قمر الاسلام: On his behalf سوال نمبر 431۔ (معزز رکن نے راجہ حنیف عباسی (ایڈووکیٹ) کے ایماء پر طبع شدہ سوال نمبر 431 دریافت کیا)

راولپنڈی میں فضائی آلودگی کے مسائل

*431: راجہ حنیف عباسی (ایڈووکیٹ): کیا وزیر تحفظ ماحولیات از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) موجودہ حکومت راولپنڈی میں فضائی noise آلودگی اور آبی آلودگی کم کرنے کے ضمن میں کیا اقدامات اٹھا رہی ہے تفصیلاً بتایا جائے؟

(ب) راولپنڈی میں رکشوں سمیت ٹریفک کی آلودگی ختم کرنے کے سلسلہ میں حکومت کیا اقدامات اٹھا رہی ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے تحفظ ماحولیات (سردار محمد ایوب خان گادھی):

(الف) گاڑیوں کی وجہ سے ہونے والی فضائی اور شور (Noise) کی آلودگی کی روک تھام کے لئے محکمہ ہذا وفاقی ماحولیاتی ایجنسی اسلام آباد اور سٹی ٹریفک پولیس کے تعاون سے مختلف اوقات میں مہمات چلاتے رہتے ہیں۔ ماہ جون 2008 سے جاری حالیہ مہم کے دوران 1137 گاڑیاں چیک کی گئیں جن میں سے 155 آلودگی پھیلانے والی گاڑیوں کے چالان کئے گئے ہیں اور یہ مہم غیر معینہ مدت تک جاری رہے گی تاکہ شہری ہوا کی کوالٹی بہتر ہو سکے اور شور کی آلودگی میں کمی آسکے۔ جہاں تک فیکٹریوں، ہاؤسنگ سکیموں اور میونسپل سالڈ ویسٹ / ہسپتال ویسٹ کی وجہ سے ہونے والی ماحولیاتی آلودگی کا تعلق ہے اس سلسلہ میں فیکٹریوں، ہاؤسنگ سکیموں / ہسپتالوں / موبائل فون کمپنیوں / تحصیل میونسپل ایڈمنسٹریشن / کنٹونمنٹ بورڈ کے خلاف پاکستان کے تحفظ ماحولیاتی قانون مجریہ 1997 کی دفعہ 16 کے تحت 17 یونٹوں کی

اور 26یونٹوں کی ذاتی شنوائی کے نوٹس Environmental Protection Orders (Personal Hearing Notices) جاری کئے گئے ہیں-عدم تعمیل کی صورت میں ان کے خلاف چالان مرتب کرکے ماحولیاتی ٹربیونل میں دائر کر دیئے جائیں گے۔اس سلسلہ میں دو کیس پہلے سے ماحولیاتی ٹربیونل لاہور میں زیر سماعت ہیں -مزید برآں واسا (WASA)راولپنڈی Rawalpindi Environmental Improvement Programme کے تحت دریائے سواں میں شامل ہونے والی آبی آلودگی کی روک تھام کے لئے ٹریٹمنٹ پلانٹ نصب کرنے کے منصوبہ پر عمل کر رہا ہے-

(ب) پنجاب حکومت نے 2 سٹروک رکشاؤں کی وجہ سے ہونے والی آلودگی کی روک تھام کے لئے 31-دسمبر 2005 سے ان رکشاؤں کی رجسٹریشن پر پابندی لگائی ہوئی ہے اور موجودہ سٹروک رکشاؤں کو آہستہ آہستہ 4 سٹروک سی این جی رکشوں سے تبدیل کیا جارہا ہے۔ مال روڈ راولپنڈی پر 2 سٹروک رکشوں کے چلنے پر پابندی عائد ہے-اس وقت راولپنڈی شہر میں 6000 کے قریب رکشے ہیں جن میں سے 4 سٹروک سی این جی رکشاؤں کی تعداد تقریباً 1200 کے قریب ہے-علاوہ ازیں شہر میں 6 عدد سی این جی بسیں بھی چل رہی ہیں اور مزید بسیں چلانے کے لئے منصوبہ بندی پر عمل ہورہا ہے۔ شہر میں رکشوں سمیت دھواں چھوڑنے والی گاڑیوں کے خلاف کارروائی کا بنیادی اختیار موٹر وہیکلز آرڈیننس مجریہ 1965 اور موٹر وہیکلز رولز 1969 کے تحت موٹر وہیکلز ایگزامینرز (MVE) اور ٹریفک پولیس کے پاس ہے جو دھواں چھوڑنے والی اور شور برپا کرنے والی گاڑیوں کے چالان معمول کے مطابق کرتے رہتے ہیں-اس سلسلہ میں اعداد و شمار محکمہ ٹرانسپورٹ اور ٹریفک پولیس سے لئے جاسکتے ہیں۔مزید برآں ضلعی آفیسر ماحولیات راولپنڈی کی سربراہی میں ماحولیاتی ٹریفک اسکواڈ بنایا گیا ہے جس میں ٹریفک پولیس کے 5 سب انسپکٹر اور سیکرٹری DRTA کے دو ملازمین بھی شامل ہیں یہ اسکواڈ مختلف اوقات میں دھواں چھوڑنے والی گاڑیوں کے خلاف جون 2008 سے خصوصی مہم چلارہا ہے- تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے-

انجینئر راجہ قمرالاسلام: جناب سپیکر! اس میں محکمے نے جواب دیا ہے کہ "جون 2008 کی حالیہ مہم کے دوران 1137 گاڑیاں check کی گئیں جن میں سے 155 آلودگی پھیلانے والی گاڑیوں کے چالان کئے گئے۔" میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ اتنا بڑا محکمہ اور اتنی لمبی مہم جس میں 5 پولیس کے انسپکٹرز اور سیکرٹری

R.T.A کے ملازمین بھی شامل ہیں تو اتنے عرصے میں صرف 155 گاڑیوں کے چالان کئے گئے؟ میرا دوسرا ضمنی سوال یہ ہے کہ جز (الف) میں جواب آیا ہے۔ Environmental Protection Orders کے تحت 17 یونٹوں اور 26 یونٹوں کو نوٹس جاری کئے گئے ہیں۔یہاں پر لکھا ہے کہ ان یونٹوں کے چالان مرتب کر کے ماحولیاتی ٹربیونل میں دائر کئے جائیں گے لیکن ایک بھی چالان ماحولیاتی ٹربیونل میں نہیں بھیجا گیا؟

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، میجر صاحب!

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ سوال کے جواب میں کہا گیا ہے کہ "مزید برآں WASA Rawalpindi Environmental Improvement Programme کے تحت دریائے سواں میں شامل ہونے والی آبی آلودگی کی روک تھام کے لئے treatment plant نصب کرنے کے منصوبہ پر عمل کر رہا ہے۔" یہ جواب 6۔اگست 2008 کو آیا تھا۔ آج ایک سال سے زیادہ عرصہ گزر گیا ہے تو کیا جناب پارلیمانی سیکرٹری صاحب بتائیں گے کہ اس ایک سال اور دو مہینے کے اندر اس project کے اوپر آج تک کیا progress ہوئی ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے تحفظ ماحولیات (سردار محمد ایوب خان گادھی): جناب سپیکر! WASA Rawalpindi Environmental Improvement Programme کے تحت جتنا بھی سیوریج کے پانی کے لئے treatment plant دریائے سواں پر لگایا جا رہا ہے۔ اس کی feasibility بن گئی ہے۔ اس کا PC-I تیار ہو گیا ہے اور اس کی جگہ acquire ہو گئی ہے۔ اس پر دسمبر تک کام شروع ہو جائے گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ بڑا valid سوال ہے۔ اس پر محکمہ یہ کہہ رہا ہے کہ treatment plant نصب کرنے کے منصوبے پر عمل ہو رہا ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ منصوبہ منظور ہو چکا ہے۔ کیا سوا سال سے اس منصوبے پر عمل ہی ہو رہا ہے۔ میں اگلا ضمنی سوال لے رہا ہوں in the meanwhile آپ اپنے محکمے سے پوچھیں اور پوچھ کر ایوان میں بتائیں کہ کیا بات ہوئی ہے؟

جناب پرویز رفیق: جناب سپیکر! 1137 گاڑیاں چیک کی گئیں جن میں سے 155 آلودگی پھیلانے والی گاڑیوں کے چالان کئے گئے۔ میں آپ کی وساطت سے وضاحت چاہتا ہوں کہ کیا طریق کار اور criteria ہے کہ یہ گاڑیاں آلودگی پھیلا رہی ہیں اور ماحول کو خراب کر رہی ہیں۔ اس کے علاوہ جب ان کا چالان ہو جاتا ہے تو اس کے بعد ان کو کون سا سرٹیفکیٹ لینا پڑتا ہے کہ اب فلاں نمبر کی گاڑی، فلاں ماڈل کی گاڑی آلودگی نہیں پھیلائے گی اس کو ہم سڑکوں پر چلنے کی اجازت دیتے ہیں؟

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے تحفظ ماحولیات (سردار محمد ایوب خان گادھی): جناب سپیکر! جب ٹریفک پولیس والے چالان کر رہے ہوتے ہیں تو محکمہ ماحولیات کی ٹیم کا ایک انسپکٹر ان کے ساتھ کھڑا ہوتا ہے۔ اس کے پاس ایک میٹر ہوتا ہے جو جانچ کرتا ہے کہ وہ گاڑی کتنا دھواں چھوڑ رہی ہے۔ اس میں کتنے زیادہ کیمیکل ہیں اس سے پتا چلتا ہے کہ اگر وہ آلودگی پھیلا رہی ہے تو اس گاڑی کا چالان ٹریفک پولیس والے کرتے ہیں۔ وہ چالان سینئر سول جج جس کے پاس Environment Protection Orders کے تحت اختیارات ہیں، ان کے پاس جاتے ہیں جو فیصلہ کرتے ہیں کہ اس کا کیا کرنا ہے۔

جناب پرویز رفیق: جناب سپیکر! محکمہ ماحولیات کا ایک انسپکٹر کھڑا ہوتا ہے اور ٹریفک پولیس والے اس کا چالان کرتے ہیں۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: نہیں، نہیں۔ انھوں نے کہا ہے کہ اس کے پاس کوئی آلہ ہوتا ہے جس سے وہ چیک کرتے ہیں۔

جناب پرویز رفیق: جناب سپیکر! میں عرض کر رہا ہوں کہ چالان تو ہو گیا اور عدالت میں چلا گیا۔ اب عدالت کون سا سرٹیفکیٹ دیتی ہے کہ یہ گاڑی دوبارہ ٹریفک کے لئے استعمال ہو سکتی ہے اور road پر آ سکتی ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے تحفظ ماحولیات (سردار محمد ایوب خان گادھی): اگر ایک بندے نے ایک غلطی کی ہے اور اس کی گاڑی آلودگی پھیلا رہی ہے۔ اس کا چالان ہو گیا ہے۔ وہ جب عدالت میں جائے گا تو عدالت اسے کچھ جرمانہ کرے گی تو اس طرح اسے سزا تو مل جائے گی اس کے بعد آئندہ وہ نہیں کرے گا۔ اگر دوبارہ اس کی گاڑی road پر آئے گی تو دوبارہ پکڑی جائے گی۔ یہ ایک عام طریق کار ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میرے خیال میں معزز رکن Fitness Certificate کے بارے میں پوچھ رہے ہیں۔کیا محکمہ ایسا سرٹیفکیٹ جاری کرتا ہے؟

جناب پرویز رفیق: جناب سپیکر! میں یہی سننا چاہ رہا تھا کہ گاڑی کا اپنا Fitness Certificate لینا بھی ضروری ہے۔اس کے بعد ہی گاڑی road پر آسکتی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شکریہ

جناب شاہجہاں احمد بھٹی: جناب سپیکر! جز(الف) کے جواب میں بیان کیا گیا ہے کہ "2 چالان پہلے ہی ماحولیاتی ٹربیونل میں بھیج دیئے گئے ہیں۔" اس طرح کے کیسوں میں زیادہ سے زیادہ سزا کیا ہو سکتی ہے؟ یہ بہت سنگین معاملہ ہے۔اگر وہ سزا lenient ہے تو کیا حکومت اس قانون میں ترمیم لانے کا ارادہ رکھتی ہے کہ wording اتنی strict ہوں کہ لوگ خود ہی آلودگی پھیلانے سے discourage ہوں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے تحفظ ماحولیات (سردار محمد ایوب خان گادھی): جناب سپیکر! یہ نیا سوال بنتا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ نیا سوال بنتا ہے۔جی، محترمہ آمنہ الفت صاحبہ!

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! ایک بہت ہی اہم بات جو آپ کے مشاہدے میں بھی ہوگی کہ اکثر لوگوں کے پاس موٹر سائیکل ہوتی ہیں جس پر انھوں نے اپنی عورتوں اور بچوں کو بٹھایا ہوتا ہے۔ایسے میں کچھ شرارتی قسم کے ڈرائیور جنھیں اس چیز کا اندازہ نہیں ہوتا وہ تیزی سے راستہ لینے کے لئے ان کے قریب جا کر زور زور سے ہارن بجاتے ہیں۔ایسے میں کئی دفعہ موٹر سائیکل چلانے والا لڑکھڑا جاتا ہے اور حادثے رونما ہوتے ہیں۔کیا اس سلسلے میں کوئی قانون موجود ہے کہ جو لوگ اس قسم کی حرکات کے مرتکب ہو رہے ہیں اور جو حادثات کا باعث بھی ہیں۔میں نے نہیں دیکھا کہ کسی پولیس والے نے ہارن بجانے یا لگانے پر روکا ہو یا چالان کیا ہو۔میرے نزدیک یہ اخلاقی برائی کے علاوہ بہت بڑا جرم بھی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ تو آپ کی تجاویز ہیں، آپ اس پر کیا چاہتی ہیں؟

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! میں چاہتی ہوں کیا اس سلسلے میں کوئی قانون ہے اور یہ کیا قانون کی رو سے جرم ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ نیا سوال بنتا ہے اور سوال سے بالکل مختلف ہے۔ پارلیمانی سیکرٹری صاحب! آپ سے میجر صاحب نے treatment plant کا پوچھا تھا۔ اس بارے میں ہاؤس کو بتائیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے تحفظ ماحولیات (سردار محمد ایوب خان گادھی): جناب سپیکر! Treatment plant واسا لگا رہا ہے۔ اس نے زمین acquire کرنا تھی۔ اب زمین acquire کر لی گئی ہے اس کے بعد اگلا کام شروع ہو گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میجر صاحب! یہ زمین تک پہنچ گئے ہیں۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمن رانا: کیا محکمہ کوئی تاریخ دے سکتا ہے کہ کس تاریخ تک یہ منصوبہ مکمل ہو جائے گا؟ PC-I میں ضرور میعاد دی ہوتی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ محکمے سے پوچھ کر تاریخ ہاؤس میں ضرور بتائیں۔ میجر صاحب کا سوال valid ہے۔ جی، شاہ صاحب!

سید ناظم حسین شاہ: جناب سپیکر! ابھی محترمہ نے جو سوال کیا تھا تو Public Nuisance کا قانون بھی ہے اور دوسرا قانون Law of Tort بھی ہے جسے ہمارے ملک میں apply نہیں کیا جاتا۔ وہ قانون تو ہے مگر practice میں نہیں ہے۔ اگر لوگ عملدرآمد کرنا شروع کر دیں تو خود بخود ایسے جرائم ختم ہو سکتے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ بڑی valid بات ہے۔ شکریہ۔ اگلا سوال محترمہ طلعت یعقوب صاحبہ کا ہے۔

محترمہ طلعت یعقوب: میرا سوال نمبر 346 ہے۔

ضلع لاہور میں محکمہ پاپولیشن ویلفیئر کے اقدامات، اغراض ومقاصد کی تفصیل

*346: محترمہ طلعت یعقوب: کیا وزیر بہبود آبادی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع لاہور میں محکمہ پاپولیشن ویلفیئر عوام کی بھلائی کے لئے کیا اقدامات اٹھا رہا ہے، اس کے اغراض ومقاصد کیا ہیں اور اس وقت کتنے افراد تعینات ہیں ان پر سالانہ کتنی رقم خرچ کی جا رہی ہے؟

(ب) سال 2005 تا 2007 میں محکمہ ہذا نے جو اقدامات اٹھائے ہیں ان کی تفصیل بیان کی جائے؟

وزیر بہبود آبادی (محترمہ نیلم جبار چودھری):

(الف) ضلع لاہور میں محکمہ پاپولیشن ویلفیئر کے زیر اہتمام ایک ڈسٹرکٹ آفس، 2 تحصیل پاپولیشن ویلفیئر آفس، 7 مرکز تولیدی صحت، اے سنٹرز، ایک مردانہ نس بندی سنٹر، 2 موبائل سروس یونٹس، 96 فلاحی مراکز اور اس کے علاوہ یونین کونسل کی سطح پر 84 mail mobilizers عوام کو خاندانی منصوبہ بندی کی سہولیات کے ساتھ ساتھ بنیادی صحت کے متعلق ادویات اور زچہ بچہ کی دیکھ بھال کی سہولیات فراہم کر رہے ہیں۔اس وقت ضلع لاہور میں ملازمین کی تعداد 565 ہے اور یونین کونسل کی سطح پر 84 mobilizers تعینات ہیں جن پر تنخواہ کی مد میں مبلغ 672,23,000 روپے سالانہ خرچ ہوئے ہیں۔ تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) سال 2005 تا 2007 کے دوران ضلع لاہور میں 11 نئے فلاحی مراکز کھولے گئے۔اس کے علاوہ کئے گئے اقدامات کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

محترمہ طلعت یعقوب: میرے سوال کے جز (ب) کے جواب میں کہا گیا ہے کہ سال 2005 تا 2007 کے دوران ضلع لاہور میں 11 نئے فلاحی مراکز کھولے گئے ہیں۔اس ضمن میں میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ 11 نئے فلاحی مراکز کہاں کہاں کھولے گئے ہیں اور کھولنے کی تاریخ کیا ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: اس سوال کے جواب میں یہ بھی لکھا ہوا ہے کہ ایوان کی میز پر تفصیل رکھ دی گئی ہے۔یہ آپ کے پاس بھی ہوگی۔اگر آپ کے پاس نہیں ہے تو ابھی وہ آپ کو فراہم کر دی جاتی ہے۔

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! میرا اس پر ضمنی سوال یہ ہے کہ۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ تو وزیر صاحبہ کے پاس بیٹھی ہیں۔آپ تو ویسے ہی پوچھ لیں۔

محترمہ ساجدہ میر: پنجاب میں اتنے فلاحی مراکز ہونے کے باوجود کیا وجوہات ہیں کہ آبادی میں اضافہ ہو رہا ہے؟

وزیر بہبود آبادی (محترمہ نیلم جبار چودھری): جناب سپیکر! فلاحی مراکز کے زیادہ تعداد ہونے کے باوجود آبادی کیوں اتنی تیزی سے بڑھ رہی ہے تو اس بارے میں، میں یہاں یہ بتانا چاہوں گی کہ population explosion بہت ہی گھمبیر مسئلہ ہے۔ہمارے ملک میں جتنے بھی مسائل ہیں تو ہم تمام مسائل کی طرف جیسے خوراک، بجلی اور تمام چیزوں کی کمی واقع ہو رہی ہے تو ہم اس پر توجہ دے رہے

ہیں لیکن ہم یہ نہیں دیکھ رہے کہ اس کی وجوہات کیا ہیں کہ جس کی وجہ سے ہمیں اتنے زیادہ مسائل کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے۔ میں یہاں یہ بتانا چاہوں گی کہ محکمہ بہبود آبادی کے قیام کا بنیادی مقصد بے انتہا تیزی سے بڑھتی ہوئی آبادی کو مناسب شرح تک لانا تھا تاکہ ملکی وسائل سے ہر شخص استفادہ حاصل کر سکے، وسائل اور آبادی کے درمیان توازن پیدا کیا جا سکے۔ ایک بہت اہم بات جو میں بتانا چاہوں گی کہ جب ہمارا ملک پاکستان 1947 میں آزاد ہوا تو اُس وقت پورے پاکستان کی آبادی سواتین کروڑ تھی لیکن اس وقت چونکہ پنجاب کے حوالے سے بات ہو رہی ہے تو یہ بہت ہی لمحہ فکریہ ہے اور ہمیں سوچنا چاہئے کہ اِس وقت تازہ سروے کے مطابق پنجاب کی آبادی 90.52 million تک پہنچ چکی ہے۔ میں سمجھتی ہوں کہ اگر اسی طرح سے آبادی بڑھتی رہی تو 2035 تک پنجاب کی آبادی double ہو جائے گی اور ہمارے وسائل محدود ہوتے جائیں گے۔ محکمہ بہبود آبادی کے قیام کا بنیادی مقصد یہ ہے کہ وسائل اور آبادی میں توازن پیدا کیا جا سکے اور محکمہ انہی منصوبوں پر عمل پیرا ہے۔ میں اس کی تھوڑی تفصیل میں جا کر بتانا چاہوں گی کہ ایک منٹ کے اندر اگر آٹھ بچے پیدا ہو رہے ہیں تو تین بچوں کی اموات کے بعد پانچ بچوں کا ہو رہا ہے addition۔ اسی طرح سے ایک دن کے اندر 7863 نفوس میں اضافہ ہو رہا ہے۔ میں سمجھتی ہوں کہ یہ محکمہ بہبود آبادی کی کاوشوں کا ہی نتیجہ ہے کہ آبادی اِس وقت مناسب شرح تک آ چکی ہے کیونکہ اگر 1960 سے لے کر 1972 تک دیکھا جائے تو یہ 3.66 percent تھی جو بہت ہی تیزی کے ساتھ بڑھ رہی تھی۔ اب ہمارے محکمے کی خاص طور پر فیلڈ سٹاف کی کاوشوں کا نتیجہ ہے کہ اِس وقت آبادی کے بڑھنے کی شرح 1.72 percent تک لائی جا چکی ہے اور 2020 تک ہمارا ٹارگٹ یہ ہے کہ ہم نے اس کو 1.3 percent کی شرح تک لانا ہے۔ میں نے خاصا تفصیلاً جواب دے دیا ہے اور میں یہ ضرور کہوں گی کہ ہمارے جتنے بھی parliamentarians یہاں پر بیٹھے ہیں یہ ذمہ دار لوگ ہیں اور ان کا اپنے اپنے حلقے میں ایک اثر بھی ہے۔ اس محکمے کو یہ سمجھا جاتا ہے کہ یہ شاید تیسرے درجے کا محکمہ ہے اور اس کی طرف اس طرح سے توجہ نہیں دی جاتی جس طرح سے دینی چاہئے۔ میں سمجھتی ہوں کہ آج جس طرح ہر چیز کے اندر وسائل کی کمی پیدا ہو رہی ہے تو ہمیں ایک پاکستانی ہونے کے ناتے، اس پاکستان کا خیال رکھنے کے ناتے اس چیز کا بھی خیال رکھنا ہے کہ ہمیں اپنے عوام کو اپنے اپنے حلقے کے اندر اس کی آگاہی ضرور دینی چاہئے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، شکریہ

محترمہ نسیم لودھی: ضمنی سوال۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں!

محترمہ نسیم لودھی: جناب سپیکر! محترمہ طلعت یعقوب صاحبہ کے سوال نمبر 346 کا جو جواب محترمہ وزیر صاحبہ کی طرف سے آیا ہے کہ 84 male mobilizers عوام کو خاندانی منصوبہ بندی کی سہولیات کے ساتھ ساتھ بنیادی صحت کے متعلق ادویات اور زچہ بچہ کی دیکھ بھال کی سہولیات فراہم کر رہے ہیں۔ میں منسٹر صاحبہ سے پوچھنا چاہتی ہوں کہ یہ 84 male mobilizers کہاں بیٹھتے ہیں، ان کے بیٹھنے کا کیا انتظام ہے، کہاں پر وہ لوگوں سے ملتے ہیں اور کب انہیں سہولیات پہنچاتے ہیں؟

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، منسٹر صاحبہ!

وزیر بہبود آبادی (محترمہ نیلم جبار چودھری): جناب سپیکر! میں اس کا جواب ضرور دینا چاہوں گی۔ ویسے محترمہ بھی اس محکمہ کی منسٹر رہی ہیں تو شاید ان کو اپنے tenure میں ان چیزوں کی سمجھ نہ آ سکی ہو گی جو یہ آج مجھ سے پوچھنا چاہ رہی ہیں۔ آپ بھی جانتے ہیں کہ 84 male mobilizers اس محکمے میں recruit کئے گئے ہیں کیونکہ ہمارا معاشرہ ایک Male dominated society ہے جہاں پر decision making گھر کے اندر بھی اور باہر بھی male ہی کرتا ہے۔ male mobilizers کا بنیادی مقصد یہ ہے کہ اُس نے male segment کو motivate and awareness دینا ہے۔ محترمہ یہ پوچھ رہی ہیں کہ انہوں نے کہاں بیٹھنا ہے اور وہ کیا کرتے ہیں تو پہلی بات یہ ہے کہ ان کا pay scale fix نہیں ہے اور ان کو honorarium دیا جاتا ہے۔ ان کے لئے یہ بھی compulsory نہیں ہے کہ اگر وہ ہمارے محکمے میں کام کر رہے ہیں تو وہ کہیں اور نہیں کر سکتے۔ اُن کو یہ relaxation دی گئی ہے کہ اگر وہ کوئی دوسری job کر رہے ہیں تو male mobilizers کی job وہ بطور پارٹ ٹائم کر سکتے ہیں۔ ان کو اپنی پارٹ ٹائم کی job میں کہا جاتا ہے کہ وہ community میں جو influential لوگ، چاہے اس میں ناظمین ہیں یا جو اپنا اثر و رسوخ رکھتے ہیں ان کو motivate کر کے اپنے پروگرام کے بارے میں بتائیں۔ میرا خیال ہے کہ نسیم لودھی صاحبہ کو میں نے خاصا تفصیلاً جواب دے دیا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ان کا سوال یہ تھا کہ وہ male mobilizers بیٹھتے کہاں پر ہیں؟

وزیر بہبود آبادی (محترمہ نیلم جبار چودھری): جناب سپیکر! اُن کے گھروں کے باہر بورڈ لگائے جاتے ہیں۔ ویسے وہ فیلڈ میں جاتے ہیں اور فیلڈ میں ہی جا کر وہ male segment کو motivate کرتے ہیں۔

سید ناظم حسین شاہ: ضمنی سوال۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، شاہ صاحب!

سید ناظم حسین شاہ: جناب سپیکر! اس میں تو کوئی شک نہیں کہ ماشاء اللہ محترمہ منسٹر صاحبہ کافی تیاری کے ساتھ آئی ہیں اور ابھی وہ آبادی کے حوالے سے بھی تفصیل سے فرما رہی تھیں۔ یہاں پر جب سولہویں صدی میں انگریز آئے تھے تو اُس وقت Subcontinent کی آبادی چھ کروڑ تھی، جب بیسویں صدی شروع ہوئی تو 30 کروڑ تھی۔ اب Subcontinent دیکھیں تو ایک ارب سے بھی زیادہ صرف انڈیا کی آبادی ہے۔ I am talking about the Subcontinent انڈیا، پاکستان اور برما کو بھی آپ اس میں include کر سکتے ہیں۔ محترمہ کا ضمنی سوال یہ تھا کہ 84 male mobilizers کہاں پر بیٹھتے ہیں؟ یہ مختصر سا جواب دے دیں کہ اُن کی location کہاں پر ہے؟ محترمہ بڑی detail میں جا رہی ہیں جس سے پتا چلتا ہے کہ انہوں نے home work کیا ہوا ہے۔ میں سوال تو نہیں کرنا چاہتا تھا لیکن اس ہاؤس میں ہر ممبر کا یہ استحقاق ہے۔ ہمیں صرف یہ بتا دیں کہ ان 84 male mobilizers کے دفاتر کہاں ہیں؟ شکریہ

وزیر بہبود آبادی (محترمہ نیلم جبار چودھری): جناب سپیکر! پہلے بھی بتایا گیا ہے کہ ان کو honoraria دیا جاتا ہے اور یہ compulsory نہیں ہے کہ وہ کوئی اور job نہیں کر سکتے۔ اگر آپ پوچھتے ہیں کہ وہ بیٹھتے کہاں ہیں تو اس کا جواب بھی میں دے چکی ہوں کہ ان کے گھروں کے باہر boards لگائے جاتے ہیں تاکہ لوگوں کو پتا چلے کہ یہ male mobilizers اس جگہ پر family planning کے بارے میں لوگوں کو بتا رہے ہیں۔ اس کے علاوہ ہفتے میں ایک دن ان کے لئے ضروری ہوتا ہے کہ فیملی ویلفیئر سنٹر جو ان کے نزدیک ہے وہاں پر وہ جا کر اپنی حاضری لگاتے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، ٹھیک ہے کیونکہ ایک mobilizer نے تو mobilize ہی رہنا ہے۔

محترمہ نسیم لودھی: جناب سپیکر! منسٹر صاحبہ کی میں خاتون ہونے کے ناتے بھی اور منسٹر ہونے کے ناتے بھی بے حد عزت کرتی ہوں لیکن اگر مجھے نہیں پتا تو پھر مجھے انہی سے پوچھنا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ بتائیں کہ آپ کے دور میں کہاں بیٹھتے تھے؟

محترمہ نسیم لودھی: جناب سپیکر! میرے ہی دور میں تو یہ male mobilizers آئے ہیں۔ پہلے فلاحی اداروں میں صرف خواتین بیٹھتی تھیں اور 12 سال سے زیادہ عمر کا بچہ بھی وہاں نہیں جا سکتا تھا۔ ہم نے اُس وقت یہ male mobilizers لئے تھے کیونکہ اُس وقت آٹھ ہزار خواتین تھیں اور male mobilizers کوئی بھی نہیں تھا۔ ہمارے ہی دَور میں یہ شروع ہوا تھا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: محترمہ! سوال پر تقریر نہیں ہو سکتی۔ آپ نے اُن سے سوال کیا کہ وہ male mobilizers بیٹھتے کہاں پر تھے۔ اگر آپ منسٹر رہی ہیں تو آپ ہی بتا دیں کہ وہ کہاں پر بیٹھتے ہیں؟ کیونکہ منسٹر صاحبہ تو ابھی یہ کہہ رہی ہیں کہ انہوں نے اپنے گھروں کے باہر بورڈ لگائے ہوئے ہیں باقی وہ فیلڈ میں رہتے ہیں۔

محترمہ نسیم لودھی: جناب سپیکر! پہلے میری بات تو سن لیں۔

محترمہ ساجدہ میر: پوائنٹ آف آرڈر۔ (قطع کلامیاں)

MR. DEPUTY SPEAKER: No cross talk please. Order in the House.

ساجدہ میر صاحبہ! پلیز تشریف رکھیں۔

محترمہ نسیم لودھی: جناب سپیکر! آپ نے floor مجھے دیا ہوا ہے اور یہ کس خوشی میں کھڑی ہو جاتی ہیں؟

جناب ڈپٹی سپیکر: محترمہ! اب آپ صرف اتنا فرما دیں کہ آپ کی ان کے جواب سے تسلی ہوئی ہے یا نہیں؟

محترمہ نسیم لودھی: جناب سپیکر! میں نے پہلے بھی کہا کہ میں ان کی بہت عزت کرتی ہوں۔ میں زبردستی ان پر question نہیں ٹھونس رہی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: Order in the House. محترمہ! آپ صرف یہ بتا دیں کہ آپ کا کوئی ضمنی سوال ہے یا کچھ اور پوچھنا چاہتی ہیں؟

محترمہ نسیم لودھی: جناب سپیکر! میں یہ پوچھنا چاہتی ہوں کہ انہوں نے کہا کہ male mobilizers نے گھروں کے باہر بورڈ لگائے ہوئے ہیں، کیا ان کو گھروں کے باہر بورڈ لگانے کی اجازت ہے؟

وزیر بہبود آبادی (محترمہ نیلم جبار چودھری): جناب سپیکر! ان کو محکمے کی طرف سے اپنے گھروں کے باہر بورڈ لگانے کی اجازت ہے تو وہ لگاتے ہیں، اپنی طرف سے وہ نہیں لگاتے۔ یہ بار بار پوچھ رہی ہیں کہ وہ کہاں پر بیٹھتے ہیں۔ یہ male mobilizers Union Council wise recruit کئے جاتے ہیں۔ 3300 male mobilizers بھرتی ہونا تھے اور اِس وقت پورے پنجاب کے اندر 2107 کام کر رہے ہیں۔ میں نے جب یہ بات clear بتا دی ہے کہ ان کو صرف honoraria دیا جاتا ہے اور یہ اُن پر لازم نہیں ہے کہ وہ کوئی اور کام نہیں کر سکتے۔ یہ understood ہے کہ انہوں نے فیلڈ میں جا کر کام کرنا ہے اور male segment کو motivate کرنا ہے۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال ہے۔

محترمہ نسیم لودھی: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ایک منٹ ذرا کیونکہ سامیہ امجد صاحبہ ڈاکٹر ہیں۔۔۔

محترمہ نسیم لودھی: جناب سپیکر! صرف ایک چھوٹی سی بات عرض کروں گی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں، ڈاکٹر صاحبہ ابھی میں آپ کو floor دیتا ہوں۔ (قطع کلامیاں)
No cross talk, no cross talk.

محترمہ نسیم لودھی: جناب سپیکر! جتنی یونین کونسلیں ہیں وہاں پر male mobilizers نہیں بیٹھ سکتے، ان کو اجازت ہے اور نہ ہی وہاں کے کونسلر ان کو وہاں پر بیٹھنے دیتے ہیں۔ دوسری بات یہ میں وزیر صاحبہ سے پوچھوں گی کہ یہ اپنے دفتر مہینے میں کتنی بار جاتی ہیں؟

وزیر بہبود آبادی (محترمہ نیلم جبار چودھری): جناب سپیکر!۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: براہ مہربانی اکٹھا ہی ہو جائے تو پھر میں آپ کو floor دیتا ہوں۔ جی، ڈاکٹر صاحبہ!

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! اس مسئلہ پر تھوڑا سا شور شرابہ ہوا ہے۔ میں وضاحت کے لئے point of explanation پر کہنا چاہتی ہوں کہ male mobilizer کا مطلب بے شک یہ ہے کہ وہ اِدھر اُدھر جاتا ہے لیکن جس زمرے میں لیا جاتا ہے کہ وہ مردوں کو mobilize for the cause of population planning کرتے ہیں یہ دیکھا گیا ہے کہ ہماری خواتین اپنے مردوں کی اجازت کے بغیر سبزی بھی خریدنے نہیں جاتیں اور یہ ایک major cause identify ہوئی تھی کہ جب تک مردوں کو ہی نہیں پتا کہ ان کی خواتین یا ان کی بیویوں کے لئے contraception کے کون سے

methods safe ہیں تو یہ failure deemed ہے اس لئے male mobilizers کی سکیم ہماری حکومت کی طرف سے چلی تھی۔ مجھے وزیر صاحبہ سے یہ ضمنی سوال کرنا ہے کہ male mobilizers کی awareness کا پروگرام التواء کا شکار ہے اس کے لئے کیا مثبت اقدامات کئے جا رہے ہیں کیونکہ یہ ایک بڑا اہم segment ہے۔ مردوں کی اجازت کے بغیر ہمارے معاشرے کی خواتین کسی کی بھی بات نہیں مانیں گی، ووٹ بھی نہیں دیتیں۔ لہذا یہ انتہائی اہم ہے میں وزیر صاحبہ سے pointwise پوچھنا چاہتی ہوں کہ male mobilizers کی جو سکیم ہم نے introduce کی تھی with the philosophy اس کے لئے کیا کیا گیا؟

جناب ڈپٹی سپیکر: میں اس کا اکٹھا ہی جواب لوں گا۔ جی، عائشہ جاوید صاحبہ!

سید ناظم حسین شاہ: جناب سپیکر! ڈاکٹر صاحبہ اپنے ذاتی مشاہدہ کی بات بتا رہی ہیں۔ (قہقہے)

وزیر انسانی حقوق و اقلیتی امور (جناب کامران مائیکل): جناب سپیکر! ایک سوال پر اتنے زیادہ ضمنی سوال نہیں آ سکتے۔ یہ آپ کی مہربانی ہے کہ آپ انہیں موقع دے رہے ہیں لیکن میں آپ سے یہ کہوں گا کہ تقریریں نہیں ہونی چاہئیں۔ ضمنی سوال، ضمنی سوال ہی ہوتا ہے۔ یہاں پر ہر ممبر نے تقریر کی ہے اور ایک ہی سوال کو focus کر کے اپنی پوری تقریر بیان کر دی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: مائیکل صاحب! یہ Chair کو decide کرنا ہوتا ہے۔ دوسرا مہربانی کر کے آپ کل ضمنی سوالوں کے حوالے سے پڑھ کر آئیے گا۔ اب تشریف رکھیں۔ جی، عائشہ جاوید صاحبہ!

محترمہ عائشہ جاوید: شکریہ۔ جناب سپیکر! سب سے پہلے I would like to appreciate honourable Minister as well کہ انہوں نے بہت اچھے جوابات دیئے اور اس وقت ہم لوگوں کی جتنی کسی بھی محکمے میں capacity ہے یہاں پر سوال وجواب کا مقصد اپنے آپ کی correction ہے اور اگر کہیں سے اچھی تجویز آئے تو اس کی اپنی فیلڈ میں improvement and incorporation ہے تو It is more a suggestion than a question کہ آپ نے یہاں پر یہ فرمایا ہے کہ بھلائی کے لئے کیا اقدامات کئے جا رہے ہیں تو اس میں آپ نے سنٹرز کا اور باقی جگہوں کا ذکر کیا ہے۔ میں یہاں صرف یہ پوچھنا چاہوں گی کہ جس طرح باقی ڈیپارٹمنٹس میں اور باقی فیلڈز میں، ایجوکیشن کے فیلڈ میں اور ہیلتھ کے فیلڈ میں ہم لوگ incentives دیتے ہیں، یہ فیلڈ بھی بہت اہم ہے کہ جس طرح آپ نے یہاں نشاندہی کی ہے تو کیا پاپولیشن پلاننگ اور پاپولیشن ویلفیئر میں حکومت

کوئی incentives دینے کے حوالے سے سوچ رہی ہے؟ until unless or you give some proper incentives, I don't think proper results can be achieved تو آپ کے پروگرام میں بھی کوئی incentive ہے۔ incentive means monetarily incentive.

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، وزیر صاحبہ!

وزیر بہبود آبادی (محترمہ نیلم جبار چودھری): جناب سپیکر! ایک تو ان کا سوال بالکل fresh بنتا ہے، مجھے نہیں سمجھ آ رہی ہے کہ انہوں نے کس حوالے سے یہ بات کی ہے لیکن جہاں تک یہ incentives کی بات کر رہی ہیں ان سنٹرز میں جہاں پر reproductive contraceptive surgery کی جاتی ہے وہاں پر incentive 250 روپے خواتین کے لئے اور vasectomy units میں مرد حضرات کے لئے 500 روپے محکمے کی طرف سے دیئے جاتے ہیں۔

محترمہ طلعت یعقوب: جناب سپیکر! میرے سوال نمبر 346 کے جز (ب) کے جواب میں کہا گیا ہے کہ سال 2005 تا 2007 میں منعقد کی گئی سرگرمیوں کی تفصیل جو کہ ایوان کی میز پر رکھی گئی ہے اس میں 21 سرگرمیوں کا ذکر کیا گیا ہے اس ضمن میں میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ ان سرگرمیوں پر کل کتنا خرچ آیا ہے۔ آئٹم وار تفصیل بیان کی جائے۔ شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: جو اقدامات کئے گئے ہیں ان کے خرچ کی تفصیل آپ کے پاس ہے؟

وزیر بہبود آبادی (محترمہ نیلم جبار چودھری): جناب سپیکر! اس میں انہوں نے خرچ کی تفصیل نہیں پوچھی ہے۔ یہ fresh question بنتا ہے اس لئے یہ علیحدہ سے question دیں تو میں ان کو تفصیل بھی دے دوں گی۔ باقی آپ نے جو پوچھا ہے کہ کیا activities کی گئی ہیں تو اس کی تفصیل آپ کے پاس موجود ہے اس کے علاوہ آپ دیکھ لیں کہ اگر اس میں آپ کی کوئی reservations ہیں یا کچھ اور پوچھنا چاہتی ہیں تو میں جواب دینے کے لئے تیار ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شکریہ۔ اگلا سوال جناب وسیم قادر صاحب کا ہے۔

جناب وسیم قادر: سوال نمبر 572 اس کو پڑھا ہوا تصور کیا جائے اور میں اس سے مطمئن ہوں۔

لاہور میں غیر قانونی گیس بھرنے والی ایجنسیوں کے خلاف کارروائی کا مسئلہ

*572 جناب وسیم قادر: کیا وزیر تحفظ ماحولیات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ لاہور شہر کی گلیوں بازاروں میں سلنڈر میں گیس بھرنے والی ایجنسیاں بن گئی ہیں جو کہ بہت خطرناک ہیں؟

(ب) کیا ان ایجنسیوں پر گھریلو سلنڈرز کے علاوہ رکشوں اور کاروں میں بھی گیس بھری جاتی ہے۔

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ گیس سے یہ بھرے سلنڈر کسی بھی وقت پھٹ سکتے ہیں جس سے قیمتی مالی جانی نقصان کا خطرہ ہے؟

(د) کیا ایجنسیوں کے مالکان ایجنسیوں کے لائسنس رکھتے ہیں؟

(ہ) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت ایک کروڑ آبادی رکھنے والے شہر لاہور میں خطرناک کاروبار کرنے والی ایجنسیوں کے مالکان کے خلاف کارروائی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، تو کب تک، اگر نہیں تو وجہ بیان فرمائی جائے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے تحفظ ماحولیات (سردار محمد ایوب خان گادھی):

(الف) جی ہاں! یہ درست ہے۔

(ب) جی ہاں! یہ درست ہے کہ بعض ایجنسیوں دکانوں پر گھریلو سلنڈروں کے علاوہ پک اپس، رکشوں اور موٹر سائیکل کے فیول سلنڈروں میں بھی گیس بھری جاتی ہے۔

(ج) جی ہاں! یہ درست ہے کہ گیس کی سلنڈروں میں منتقلی (decanting) کے دوران غیر معیاری سلنڈر کسی بھی وقت پھٹ سکتے ہیں۔

(د) ان ایجنسیوں کو لائسنس دینے کا اختیار ٹاؤن میونسپل ایڈمنسٹریشن کے پاس ہے۔ ایجنسیوں کو لائسنس گیس سلنڈر فروخت کرنے کے لئے دیا جاتا ہے لیکن بعض مالکان غیر قانونی طور پر سلنڈروں سے گیس کی منتقلی کا کام بھی کرتے ہیں۔

(ہ) غیر قانونی گیس کی منتقلی (decanting) میں ملوث ایجنسیوں/کاروبار کے خلاف کارروائی کرنے کا اختیار ضلعی حکومت اور متعلقہ ٹاؤن میونسپل انتظامیہ کے پاس ہے۔ تاہم محکمہ ہذا نے معزز رکن اسمبلی کی نشاندہی پر اس مسئلہ پر فی الفور توجہ دینے کے لئے ڈسٹرکٹ کوآرڈی نیشن آفیسر (D.C.O) اور کیپیٹل سٹی پولیس آفیسر (C.C.P.O) کو فوری ایکشن لینے کی درخواست کر دی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، کوئی اور ضمنی سوال کرنا چاہتا ہے؟

رانا تنویر احمد ناصر: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ "جز(ہ) غیر قانونی گیس کی منتقلی (decanting) میں ملوث ایجنسیوں/کاروبار کے خلاف کارروائی کرنے کا اختیار ضلعی حکومت اور متعلقہ ٹاؤن میونسپل انتظامیہ کے پاس ہے۔ تاہم محکمہ ہذا نے معزز رکن اسمبلی کی نشاندہی پر اس مسئلہ پر فی الفور توجہ دینے کے لئے ڈسٹرکٹ کوارڈی نیشن آفیسر (D.C.O) اور کیپیٹل سٹی پولیس آفیسر (C.C.P.O) کو فوری ایکشن لینے کی درخواست کر دی ہے۔" یہ جو جواب ہے یہ خود contradictory ہے۔ سی سی پی او اور ڈی سی او کیسے کارروائی کر سکتے ہیں جبکہ کارروائی کرنے کا اختیار ضلعی حکومت کے پاس ہے اور ضلعی حکومتیں ڈی سی او اور سی سی پی او کے ماتحت نہیں ہیں تو وہ کیسے کارروائی کریں گے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے تحفظ ماحولیات (سردار محمد ایوب خان گادھی): جناب سپیکر! ڈی سی او کے پاس administrative powers ہوتی ہیں، وہ ضلعی حکومت کا head ہوتا ہے اور ویسے بھی گیس کی منتقلی کا environment سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ جب منتقلی ہوتی ہے تو اس وقت سلنڈر کے پھٹنے کا خطرہ ہوتا ہے، حادثے کا خطرہ ہوتا ہے اس کو روکنے کے لئے ضلعی انتظامیہ ہی کارروائی کرتی ہے۔

جناب سپیکر: جی، ڈاکٹر اسد اشرف صاحب!

ڈاکٹر اسد اشرف: جناب سپیکر! جیسا کہ انہوں نے جواب میں خود تسلیم کیا ہے کہ یہاں پر سلنڈرز وغیرہ اور دوسری چیزیں ہیں اور ماحولیاتی آلودگی ہے۔ environment کی وجہ سے تمام شہر میں جو حالات ہیں وہ سب کو پتا ہے کہ ہم جس قرب سے گزر رہے ہیں لیکن آپ دیکھیں کہ Environment Department کے ڈی سی او لاہور کے پاس اتنا وقت ہی نہیں ہے کہ وہ ان مسائل کی طرف ذرا سی بھی توجہ دیں۔ ہم نے اکثر ان کو لاری اڈا پر آٹا یا چینی بانٹتے ہوئے، میٹنگز کرتے ہوئے دیکھا ہے، میرے حلقے میں ایک فیکٹری ہے جو آبادی کے اندر extend ہو رہی ہے، ویسے تو وہاں سینکڑوں فیکٹریاں ہیں لیکن اس فیکٹری کے خلاف پارلیمانی سیکرٹری صاحب کے دوست میجر صاحب نے بھی ان کو کئی درخواستیں دی ہیں لیکن آج تک ایک انچ بھی کارروائی نہیں ہوئی۔ کہنے کا مقصد یہ ہے کہ environment اتنی اہم چیز ہے کہ اگر آپ باہر کسی ملک میں جائیں تو آپ کو اتنے کھانستے ہوئے نظر آئیں گے اور نہ ہی کینسر زدہ نظر آئیں گے۔ اتنی صاف environment ہوتی ہے کہ آپ کو انجائنا کی دوائی نہیں لینی پڑتی۔ کہنے کا مقصد یہ ہے کہ ماحول کو اچھا کرنے کے لئے چوبیس گھنٹے کے لئے کوئی D.O environment لاہور میں لگانے کے لئے کوئی ارادہ ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے تحفظ ماحولیات (سردار محمد ایوب خان گادھی): جناب سپیکر! اس میں as a whole محکمے کو تو responsible نہیں کیا جا سکتا اگر کوئی individual اس طرح کرتا ہے تو fresh question دیں اس کے خلاف کارروائی ہو گی۔

سیدہ ماجدہ زیدی: جناب سپیکر! ضمنی سوال ہے۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: جناب سپیکر! میرا بھی ضمنی سوال ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: رانا صاحب! ایک منٹ پہلے ماجدہ زیدی صاحبہ پھر میں آپ کو floor دیتا ہوں۔ جی، ماجدہ زیدی صاحبہ!

سیدہ ماجدہ زیدی: جناب سپیکر! اس سوال کے جز (الف) میں انہوں نے پوچھا ہے کہ "کیا یہ درست ہے کہ شہر اور گلیوں میں بنی دکانوں پر گیس کی منتقلی ہو رہی ہے" اور جز (ب) میں بھی یہی ہے کہ گھریلو سلنڈر بھرے جاتے ہیں اور پھٹ جاتے ہیں اور ہر ایک کے جواب میں یہ ہے کہ "جی ہاں یہ درست ہے اور اس قسم کے واقعات سامنے آ رہے ہیں" تو میں یہ سمجھتی ہوں کہ گلیوں اور محلوں میں انسانی زندگیوں کے ساتھ کھیلا جا رہا ہے۔ اس کے لئے صرف یہ کہہ دینا کافی نہیں ہے کہ اس کے لئے ہم نے ڈی سی او کو کہہ دیا ہے اور سی سی پی او کو لکھ کر دے دیا ہے کہ اس پر عمل کریں اور اسے بند کروایا جائے۔ کل بھی اسی قسم کے جواب یہاں پر آتے رہے کہ اس کا اختیار ڈی سی او کو ہے اور اس کا اختیار کمشنر کو ہے۔ یہ اتنا حساس اور خطرناک معاملہ ہے کہ ہم نے ڈی سی او یا سی سی پی او کو کہہ دیا میرے خیال میں یہ ناکافی ہے۔ اس کے لئے ماحولیات کی وزارت اور پارلیمانی سیکرٹری موجود ہیں اور میرا خیال ہے کہ اس کے لئے ٹاسک فورس بھی ضرور ہو گی تو یہ اتنے سارے لوگ کیا کر رہے ہیں کہ اتنے حساس اور خطرناک قسم کے معاملے کو روکنے کے لئے صرف ڈی سی او اور سی سی پی او کے سر پر رکھ کر اس سوال کو ختم کر دیا گیا ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: اس جواب کی تاریخ وصولی 12- اگست ہے اور آج یہ کہہ رہے ہیں کہ محکمہ ہذا نے معزز رکن اسمبلی کی نشاندہی پر اس مسئلہ پر فی الفور توجہ دینے کے لئے ڈسٹرکٹ کوآرڈینیشن آفیسر اور سی سی پی او کو فوری action لینے کی درخواست کر دی ہے تو آج سوا سال بعد کیا فوری ایکشن لیا گیا ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے تحفظ ماحولیات (سردار محمد ایوب خان گادھی): جناب سپیکر! گیس سلنڈر کی ایجنسیوں کے لائسنس ڈی ایم اے دیتا ہے۔ ماحولیات کا محکمہ انہیں این او سی جاری کرتا ہے اور نہ ہی

لائسنس۔ لائسنس صرف گیس سلنڈر کا ملتا ہے اور اگر یہ ایجنسیاں گیس کی منتقلی کرتی ہیں تو وہ ناجائز اور غیر قانونی ہے اور اس پر action بھی وہی محکمہ لیتا ہے۔ ماحولیات کو تو صرف اس حد تک اس میں involve رکھا گیا ہے کہ گیس سلنڈر پھٹ سکتا ہے اور حادثہ ہو سکتا ہے اور جب گیس سلنڈر پھٹے گا اور گیس خارج ہو گی تو پھر محکمہ ماحولیات آتا ہے اس سے پہلے تو ماحولیات کا محکمہ آتا ہی نہیں ہے۔ چونکہ سوال ماحولیات کے محکمہ کو چلا گیا تھا تو انہوں نے بہتر یہ سمجھا کہ بجائے اس کے کہ سوال کو رکھ دیا جائے تو انہوں نے ضلعی حکومت کو لکھ کر بھیج دیا کہ وہ اس پر کارروائی کریں۔ وہ اس پر کارروائی اپنی سطح پر کر رہے ہیں۔ جہاں کہیں بھی اس قسم کی غیر قانونی ایجنسیاں کام کر رہی ہیں انہیں وہ پکڑتے ہیں اور انہیں جرمانے ہوتے ہیں۔

رانا محمد افضل خان: جناب سپیکر! ضمنی سوال ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں!

رانا محمد افضل خان: شکریہ۔ جناب سپیکر! یہ decanting کا معاملہ ہے اور سوال کے جواب میں لکھا گیا ہے کہ یہ غیر قانونی ہے اور اگر میں یہاں کھڑا ہو کر یہ کہوں کہ لاہور کے اندر دس ہزار رکشوں میں سائیڈوں پر ایک کلو کا سلنڈر رکھ کر اسے غیر قانونی fill کروایا جا رہا ہے اور شہر کے اندر وہ رکشے سڑکوں پر چل رہے ہیں۔ کئی دفعہ ایسا ہوا ہے کہ رکشہ الٹا اور وہ سلنڈر بھی سائیڈ پر نکل کر چلا گیا۔ decanting کی کھلی ہوئی دکانوں پر وہ بڑے سلنڈروں میں سے چھوٹے سلنڈروں میں ایک ایک یا دو دو کلو گرام گیس بھرتے ہیں اور ان کے ہاں fixed installation اور پائپوں کا ایک سسٹم لگا ہوا ہے جس میں وہ ایک بڑے سلنڈر کے ساتھ چھوٹا سلنڈر جوڑتے ہیں اور پھر اس کا وال کھول کر گیس بھرتے ہیں۔ جب ان کے انسپکٹر ان دکانوں کو دیکھنے جاتے ہیں تو ان کا چالان کرتے ہیں، مقصد چالان کرنا نہیں ہے بلکہ مقصد ان کی fixed installation کو وہاں سے remove کرنا ہے۔ یہ بڑھتا ہوا business ہے جس کی وجہ سے بے شمار حادثات ہوئے ہیں اور دکان کے مالک، ہمسائے اور ان کی پراپرٹیز کو آگ لگی ہے جس سے کئی لوگ مرے ہیں۔ میرے حلقہ کے اندر ایک وقت میں چھ لوگ اس حادثے کے اندر اپنی جانوں سے ہاتھ دھو بیٹھے ہیں لیکن fixed installation کو remove نہیں کیا جا رہا، انہیں قرار واقعی سزا نہیں دی جا رہی، اس پر action نہیں لیا جا رہا اور اب اگر یہ ایک محکمہ دوسرے کے اور دوسرا محکمہ تیسرے پر ڈالتا رہے گا تو یہ nuisance کبھی ختم نہیں ہو گا۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: جناب سپیکر! ضمنی سوال ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، میجر صاحب!

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: شکریہ۔ جناب سپیکر! میرا سوال یہ ہے کہ ایک سوال محکمہ سے متعلقہ نہ ہے تو کیا اسے اس کا جواب دینا چاہئے کیونکہ میں سمجھتا ہوں کہ اس سے ایک تو confusion پھیلتا ہے اور دوسرا محکمہ تسلی بخش جواب نہیں دے سکتا چونکہ یہ سوال اس محکمہ سے متعلقہ نہیں تھا اور انہوں نے جواب دے کر ایوان کا اتنا وقت ضائع کیا ہے میرا خیال ہے کہ انہیں اس کا جواب نہیں دینا چاہئے۔ پارلیمانی سیکرٹری صاحب بتادیں کہ اس کا جواب آنا چاہئے تھا یا نہیں؟ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے تحفظ ماحولیات (سردار محمد ایوب خان گادھی): جناب سپیکر! محکمہ نے تو جواب میں بھی بتادیا تھا کہ یہ سوال ان سے متعلق نہیں ہے اسی لئے انہوں نے ڈی سی او کو بھیج دیا ہے۔ اس کے علاوہ پھر بھی میں نے information collect کی ہے کہ ابھی لاہور میں پانچ ایل پی جی سٹیشن بن رہے ہیں جس میں دو کا این او سی جاری ہو چکا ہے اور باقی تین کا process ہو رہا ہے۔ جب یہ نئے ایل پی جی سٹیشن بن جائیں گے تو پھر یہ منتقلی والا کام کافی حد تک کم ہو جائے گا۔ جہاں کہیں غیر قانونی طور پر گیس کی منتقلی کی نشاندہی ہوتی ہے تو ان کے خلاف ضلعی حکومت proper action لے رہی ہے۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! ضمنی سوال ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، محترمہ!

محترمہ سیمل کامران: شکریہ۔ جناب سپیکر! وزیر موصوف نے فرمایا کہ ایک تو یہ ان کے محکمہ سے متعلقہ نہیں ہے تو most probably وہ اس سوال کے جواب میں یہ کہہ دیں گے کہ مجھے نہیں پتا کیونکہ یہ سوال میرے محکمے کا نہیں ہے تو جو رانا صاحب نے فرمایا میں fully endorse کرتی ہوں کہ جو سوال ایک محکمہ کا نہیں ہے تو ایوان کا قیمتی وقت ضائع کرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ Rules of Business بھی ہمیں یہی بتاتے ہیں کہ وہ متعلقہ محکمہ کو refer کر دیا جاتا ہے جز (د) میں انہوں نے یہ فرمایا کہ ان ایجنسیوں کو گیس سلنڈر فروخت کرنے کا لائسنس دینے کا اختیار ٹی ایم اے کے پاس ہے لیکن بعض مالکان غیر قانونی طور پر سلنڈروں سے گیس کی منتقلی کا کام کرتے ہیں۔ ایک تو میں یہ پوچھنا چاہتی ہوں کہ ٹی ایم اے کس criteria کے تحت ان لوگوں کو یہ لائسنس جاری کرتا ہے اور in case of

violation ان لوگوں کے لئے سزا کیا ہوتی ہے؟ اس سوال کا جواب پڑھ کر تو صرف یہی لگ رہا ہے کہ ایک نے دوسرے پر بوجھ ڈال دیا ہے اور دوسرے نے تیسرے کو منتقل کر دیا ہے۔ اس پر کوئی ایک بندہ ایسا point out نہیں ہو رہا۔ یہ issue روزانہ لوگوں کے گھروں میں ہو رہا ہے۔ چولہے اور سلنڈر پھٹتے ہیں، دکانوں میں آتش زدگی ہو جاتی ہے اور بہت سارے جانی و مالی نقصانات ہوتے ہیں۔ یہ کوئی ایسا معاملہ نہیں ہے کہ جس کو اتنا lightly لیا جائے، اس پر انہوں نے کوئی ایک بندہ بھی point out نہیں کیا، انہوں نے کوئی ایسا محکمہ point out نہیں کیا کہ اگر violation ہوتی ہے تو اس کی وضاحت فرمادیں کہ Who is the right person to contact with?

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے تحفظ ماحولیات (سردار محمد ایوب خان گادھی): جناب سپیکر! right person تو بتایا ہے کہ TMA is the right person یہ ٹی ایم اے سے پوچھ کر ہی ان کے سوال کا جواب دیا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بنیادی طور پر ٹی ایم اے۔۔۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! انہوں نے لکھا ہوا ہے کہ کارروائی کے لئے ڈی سی او اور سی سی پی او صاحب کو refer کر دیا ہے۔

چودھری علی اصغر منڈا (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! ضمنی سوال ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، منڈا صاحب!

چودھری علی اصغر منڈا (ایڈووکیٹ): شکریہ۔ جناب سپیکر! جز (د) کا محکمہ کی طرف سے دیا گیا جواب ملاحظہ فرمالیں۔ میں اسے دوبارہ پڑھنا چاہوں گا۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اسے پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

چودھری علی اصغر منڈا (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میں اسے اپنے حساب سے پڑھوں گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، اپنے حساب سے پڑھ لیں۔

چودھری علی اصغر منڈا (ایڈووکیٹ): ان ایجنسیوں کے لائسنس دینے کا اختیار ٹاؤن میونسپل ایڈمنسٹریشن کے پاس ہے۔ ایجنسیوں کو لائسنس گیس سلنڈر فروخت کرنے کے لئے دیا جاتا ہے not for sale this is point جب سی این جی سٹیشن یا گیس بھرنے کے لئے کوئی سٹیشن قائم کرنے

کے لئے این او سی محکمہ ماحولیات دیتا ہے تو پھر They are the responsible اور TMA is not responsible اگر وہ کوئی غیر معیاری سلنڈر فروخت کرتے ہیں یا unauthorized or authority کے بغیر sale کرتے ہیں تو پھر ٹی ایم اے ذمہ دار ہے۔ اگر غیر قانونی اور authority کے بغیر کوئی گیس بھری جاتی ہے تو پھر محکمہ ماحولیات ذمہ دار ہے۔ میں اپنے فاضل دوست محترم پارلیمانی سیکرٹری صاحب کے جواب کو بڑی authority کے ساتھ چیلنج کرتا ہوں کہ یہ غلط جواب دے رہے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ کا چیلنج وہ قبول کرتے ہیں۔

چودھری علی اصغر منڈا (ایڈووکیٹ): یہ کہہ دیں کہ کیا گیس بھرنے کا این او سی محکمہ ماحولیات جاری نہیں کرتا؟ میں صرف یہ گزارش کرتا ہوں۔

MR. DEPUTY SPEAKER: Let him explain

رانا محمد افضل خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں!

رانا محمد افضل خان: جناب سپیکر! سی این جی سٹیشن کے لئے این او سی محکمہ ماحولیات دیتا ہے، یہ غلط ہے۔ سی این جی سٹیشن اوگرا سے regulate ہوتے ہیں Oil and Gas Regulatory Authority حکومت پاکستان سے اور اوگرا ہی ایل پی جی کے لئے ایک پالیسی planning کر رہی ہے جب تک اوگرا اس field کو regulate نہیں کرتی اس وقت تک یہ decanting غیر قانونی ہے۔ آج ہونے والی بحث پر آپ رولنگ یا instructions دیں کہ اس خطرناک کام کے لئے کوئی محکمہ ذمہ داری اٹھائے اور پنجاب میں ہونے والے حادثات کا تدارک کیا جائے۔ شکریہ

ڈاکٹر اسد اشرف: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، ڈاکٹر صاحب!

ڈاکٹر اسد اشرف: شکریہ۔ جناب سپیکر! یہ ایسا نہیں ہے، یہ ایک دوسرے پر الزامات دیئے جا رہے ہیں کہ یہ کس کی اتھارٹی ہے؟ actually اگر کسی Environment Act کی خلاف ورزی ہوتی ہے تو Department of Environment کی چالان کی حد تک اتھارٹی ہے اس کے بعد وہ معاملہ کورٹ میں چلا جاتا ہے۔ اس پر کورٹ decision دیتی ہے اور decision پر عملدرآمد لوکل گورنمنٹ

آرڈیننس کے بعد یہ District Administration کا کام ہے۔ ہر ایک کا اپنا اپنا کام ہے۔ میں نے صرف وضاحت کے لئے یہ بات کی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔ وزیر قانون و پارلیمانی امور یہاں بیٹھے ہیں میں ان سے گزارش کروں گا کہ جب ہاؤس میں treasury benches کے ممبران ہی اٹھ کر without facts بولیں گے تو This will be a problem for you۔ ممبران کو ذرا اتنا guide ضرور کیا کریں کہ اگر کوئی بات کرنی ہے تو کم از کم proper facts and figures کے ساتھ بات کریں کیونکہ بعد میں problem سوال کا جواب دینے والوں کو اور سب کو ہوتی ہے اس لئے آپ کے پاس کچھ اس قسم کا سسٹم ضرور ہونا چاہئے۔ اب وقفہ سوالات ختم ہو چکا ہے جی، محترمہ رفعت سلطانہ ڈار!

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: شکریہ۔ جناب سپیکر! گورنمنٹ نے ایک محکمہ ماحولیات بنایا ہے مگر اس کا کام اور اس کی کارکردگی پر ابھی تک کسی نے روشنی نہیں ڈالی کہ ان کے ذمہ کام کیا ہے؟ ان کے ذمہ کام یہ ہے کہ یہ ماحول کو خوشگوار بنائیں مگر یہ لوگ اپنے offices میں آتے ہیں اور بیٹھ کر چلے جاتے ہیں۔ انہوں نے کبھی باہر کا چکر لگایا نہ انہوں نے کسی طرف دیکھا کہ باہر کیا ہو رہا ہے؟ جہاں کہیں ٹائر جلتا ہے تو یہ خود اپنی جان بچانے کے لئے چھپ جاتے ہیں۔ آپ یقین کریں یا نہ کریں فیصل آباد میں environment بالکل بدترین ہو چکی ہے۔ میرے لاء منسٹر بھی وہیں کے ہیں، میرے دوسرے منسٹرز بھی وہیں کے ہیں لیکن پتا نہیں یہ وہاں جا کر کیوں آنکھوں پر پٹی باندھ لیتے ہیں؟ لاء منسٹر صاحب نے ریگل چوک کی سڑک ادھیڑ کر افتتاح کر لیا ہے مگر ابھی تک وہ project مکمل نہیں ہوا۔ اس کو چھ مہینے ہو گئے ہیں، ladies دھکے کھاتی ہیں، روڑوں پر اٹک اٹک کر گرتی ہیں، چوٹیں لگتی ہیں اور جب چوٹیں لگتی ہیں تو پھر tetanus کے ٹیکے لگوانے کے لئے ہسپتالوں میں جاتی ہیں۔ جب ہسپتالوں میں جاتی ہیں تو لائن میں لگ جاتی ہیں، اتنی دیر میں tetanus والا expire ہو جاتا ہے اس لئے محکمہ ماحولیات کو بالکل فارغ کر دیا جائے تاکہ ان کی salary کسی اور محکمے میں لگائی جائے کیونکہ یہ لوگ کام ہی نہیں کرتے۔ انہوں نے کہا کہ ہمیں دو کروڑ روپے کا بجٹ مل گیا ہے، ہم پودے لگائیں گے۔ یہ پودے کون سے لگاتے ہیں؟ سفیدے کے پودے لگا دیتے ہیں جو دنوں میں ہی بڑھتا ہے، وہ اتنا خطرناک ہوتا ہے کہ ساری زمین کا پانی چوس لیتا ہے اور گھروں کے نلکوں کا پانی کم ہو جاتا ہے۔ لہذا اس محکمے کو یا تو تنبیہہ کی جائے، warning دی جائے کہ اپنا قبلہ درست کرلے ورنہ ہم پوری طرح ایکشن لیں گے۔ Thank you so much

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، شیخ صاحب!

شیخ علاؤالدین: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں ایک اہم معاملے کی طرف آپ کی توجہ چاہتا ہوں۔ میں چاہوں گا اور مجھے امید ہے کہ اس پر آپ آج اور ابھی ایکشن لیں گے۔ پچھلے دنوں Educators کی بھرتیاں ہوئی ہیں اور 34 ہزار کے قریب Educators رکھے گئے ہیں۔ یہ سن کر اور جان کر آپ کو اور پورے ایوان کو بہت حیرانگی ہو گی کہ 99 فیصد جو Educators آئے ہیں وہ علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی سے آئے ہیں۔ انہوں نے regular university کے students کی تباہی پھیر دی ہے۔ میرے پاس ثبوت ہیں میں facts and figures سے بات کر رہا ہوں کہ جو میٹرک میں فیل ہو گئے انہوں نے علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی سے first division لی۔ میرے حلقے میں دس روپے لے کر assignments کے نمبر لگائے جاتے ہیں۔ ایک پرچے کا دس روپے ریٹ ہے، یہی حال میٹرک میں ہے، یہی ایف اے میں ہے اور یہی حال بی اے میں ہے۔ ان بنیادوں پر ان کا میرٹ بنایا گیا ہے۔ اس وقت کروڑوں لوگوں کے بچے پڑھ رہے ہیں اور وہ لکھو کھا بچے ہیں میں ان کے مستقبل کے لئے آپ سے استدعا کرتا ہوں کہ خدارا! اس پر ابھی کمیٹی بنائیں اور اس کمیٹی میں پرانے Educationalists رکھے جائیں۔ یہ Educators جو علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی سے آئے ہیں انہوں نے تباہی پھیر دینی ہے میں یہ بات ریکارڈ پر لا رہا ہوں۔ ان کو کچھ نہیں آتا یہ میٹرک فیل ہیں جو بی اے میں فرسٹ ڈویژن لے کر اس طرح سے آئے ہیں۔ ان پر فوری طور پر پابندی لگائی جائے اور جو regular universities سے پڑھ کر آ رہے ہیں آخر ان کا کیا قصور ہے؟ میں ثابت کروں گا کہ جو میٹرک میں فیل ہوئے ہیں وہ علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی سے بی اے میں first division لے کر آ گئے ہیں۔ یہ لکھو کھا بچوں کا مستقبل ہے اس پر آپ ابھی ruling دیں تاکہ اس پر حکومت ابھی فیصلہ کرے۔

وزیر بہبود آبادی (محترمہ نیلم جبار چودھری): جناب سپیکر! میں بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھتی ہوں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے تحفظ ماحولیات (سردار محمد ایوب خان گادھی): جناب سپیکر! میں بھی بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھ دیئے گئے ہیں۔

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

(جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)

لاہور پی پی۔152 میں بہبود آبادی کے مراکز کی تعداد و دیگر تفصیلات

*497: محترمہ آمنہ الفت: کیا وزیر بہبود آبادی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ :-

(الف) پی پی۔152 میں بہبود آبادی کے کل کتنے مراکز موجود ہیں نیز یہ کہاں کہاں واقع ہیں، فہرست فراہم کی جائے ؟

(ب) پی پی۔152 میں بہبود آبادی کے فلاحی مراکز میں مرد و خواتین کے لئے کیا بنیادی سہولیات فراہم کی جارہی ہیں، تفصیل سے ایوان کو آگاہ کیا جائے ؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ ان فلاحی مراکز میں آنے والے مرد و خواتین کو کوئی مالی امداد بھی دی جاتی ہے، اگر ہاں تو کس علاج پر کتنی امداد دی جاتی ہے، تفصیل سے آگاہ کیا جائے ؟

وزیر بہبود آبادی (محترمہ نیلم جبار چودھری):

(الف) پی پی۔152 میں بہبود آبادی کے کل چار مراکز کام کر رہے ہیں جن کی تفصیل یہ ہے:-

1- فلاحی مرکز گوپال نگر E/61 گلبرگ III لاہور
2- فلاحی مرکز گلبرگ مکان نمبر 86 کچی آبادی اتحاد کالونی عقب سوئی گیس آفس گلبرگ
3- فلاح مرکز U.C.H ہسپتال اندرون U.C.H ہسپتال نزد لبرٹی مارکیٹ لاہور
4- فلاحی مرکز ماڈل ٹاؤن 23 سی ماڈل ٹاؤن لاہور

(ب) ان فلاحی مراکز میں مانع حمل ادویات کے علاوہ زچہ و بچہ کی دیکھ بھال اور بنیادی صحت کے متعلق معلومات اور ادویات مفت فراہم کی جاتی ہیں۔

(ج) جی نہیں۔ان فلاحی مراکز میں آنے والے مرد و خواتین کو کوئی مالی امداد فراہم نہیں کی جاتی۔

ضلع لاہور میں کارخانوں اور فیکٹریوں کے آلودہ پانی کے نقصانات وتدارک کا مسئلہ

*788: چودھری ندیم عباس ربیرا کھرل: کیا وزیر تحفظ ماحولیات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ :

ضلع لاہور میں کتنے ایسے کارخانے اور فیکٹریاں ہیں جن کا آلودہ پانی دریائے راوی میں گرتا ہے اور وزارت ماحول نے دریائے راوی کے پانی اور آبی حیات کو اس کے مضر اثرات سے بچانے کے لئے کیا اقدامات اٹھائے ہیں؟

وزیر تحفظ ماحولیات (سردار دوست محمد خان کھوسہ):

لاہور میں چھوٹی بڑی تقریباً 435 فیکٹریاں ہیں جن کا آلودہ پانی مختلف ڈرینوں سے گزرنے کے بعد دریائے راوی میں گرتا ہے۔ اب تک صرف 20 فیکٹریوں نے اپنا آلودہ پانی صاف کرنے کے ٹریٹمنٹ پلانٹ Waste Water Treatment Plants لگائے ہیں۔

محکمہ ہذا نے آلودہ پانی خارج کرنے والی 52 بڑی فیکٹریوں کے خلاف ماحولیاتی ایکٹ کی دفعہ 16 کے تحت کارروائی شروع کر رکھی ہے اور جلد ہی ان کے خلاف اینوائرنمنٹل پروٹیکشن آرڈرز (Environmental protection Orders) جاری کر دیئے جائیں گے جس میں ان فیکٹریوں کے مالکان کو آلودہ پانی صاف کرنے کے پلانٹ نصب کرنے کے احکامات جاری کئے جائیں گے۔ باقی فیکٹریوں کا سروے جاری ہے اور ان کے خلاف بھی حسب ضابطہ کارروائی عمل میں لائی جائے گی۔

دریائے راوی کے پانی اور آبی حیات کو مضر اثرات سے بچانے کی محکمہ تحفظ ماحولیات کی کوششوں کی وجہ سے واسا لاہور بابو صابو کے نزدیک ایک سیوریج ٹریٹمنٹ پلانٹ (Sewage Treatment Plant) نصب کرنے کے منصوبہ پر عمل کر رہا ہے جو کہ لاہور شہر کے تقریباً 40 فیصد آلودہ پانی کو صاف کرے گا۔ علاوہ ازیں پنجاب انڈسٹریل اسٹیٹ ڈویلپمنٹ اینڈ مینجمنٹ کمپنی کے تحت بھی کوٹ لکھپت انڈسٹریل اسٹیٹ میں موجودہ فیکٹریوں کے آلودہ پانی کی صفائی کے لئے ایک مشترکہ ٹریٹمنٹ پلانٹ نصب کرنے کے منصوبے پر کام ہو رہا ہے۔ مزید برآں وفاقی وزارت ماحولیات کا ایک ذیلی ادارہ پیپاک (Pakistan Environmental Planning And Architectural Consultants) دریائے راوی کی آلودگی کی روک تھام کے لئے ایک منصوبہ بعنوان Damage Control Through Environmental Improvement of Polluted River Ravi Near Lahore پر کام کر رہا ہے اسی طرح محکمہ تحفظ ماحولیات پنجاب نے بھی ایک منصوبہ بعنوان Monitoring of Surface Water

Bodies in Punjab سال رواں سے شروع کیا ہے جس میں پنجاب کے تمام بڑے دریاؤں بشمول دریائے راوی کی آلودگی کی جانچ پڑتال کی جائے گی اور عملی اقدامات تفویض کئے جائیں گے۔اس سلسلہ میں دریائے راوی کا سروے مکمل کر لیا گیا ہے اور رپورٹ مرتب کی جا رہی ہے۔

قصور میں پاپولیشن ویلفیئر کے مراکز کی تفصیلات

*1934: محترمہ ثمینہ خاور حیات: کیا وزیر بہبود آبادی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) قصور میں پاپولیشن ویلفیئر کے کتنے مراکز کہاں کہاں واقع ہیں، تفصیل بیان کی جائے؟

(ب) قصور میں پاپولیشن کے مراکز میں کل کتنا سٹاف ہے، تعداد بیان فرمائیں؟

(ج) سال 2007-08 میں کتنی رقم عوام کی فلاح کے لئے خرچ کی گئی، تفصیل فراہم کی جائے؟

(د) سال 2007-08 میں قصور میں پاپولیشن ویلفیئر کے کن کن منصوبوں پر عمل ہوا اور کون کون سے منصوبے ابھی ادھورے ہیں، تفصیل فراہم کی جائے؟

وزیر بہبود آبادی (محترمہ نیلم جبار چودھری):

(الف) جواب کے ضمن میں عرض ہے کہ قصور میں پاپولیشن ویلفیئر کے ٹوٹل 18 مراکز ہیں جن کی مکمل تفصیل (Annex-A) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) قصور میں پاپولیشن کے مراکز میں سٹاف کی تعداد مندرج ذیل ہے:-

نمبر شمار	سٹاف	موجودہ پوزیشن
-1	فیملی ویلفیئر ورکرز / کونسلرز	37
-2	فیملی ویلفیئر اسسٹنٹ (فی میل)	40
-3	فیملی ویلفیئر اسسٹنٹ (میل)	42
-4	آیا	44
-5	چوکیدار	47

(ج) تفصیل درج ذیل ہے:-

نمبر شمار	پراجیکٹ	بجٹ وصول ہوا	خرچہ	کتنے فیصد خرچ ہوا
-1	ایڈمن	6332000	-/5275979	83فیصد
-2	تحصیل پاپولیشن ویلفیئر آفس	2843000	-/2073792	73فیصد
-3	فلاحی مراکز	24945000	-/21429352	86فیصد
-4	موبائل سروس یونٹ	2940000	-/2166852	74فیصد
-5	رجسٹرڈ میڈیکل پریکٹیشنرز	52000	-/46229	89فیصد

-6	میل موبلائزرز	5730000	4941175/-	86فیصد
-7	ایڈیشنل (RHS-A) چونیاں	4211000	3500000/-	83فیصد
-8	ایڈیشنل (RHS-A) پتوکی	4211000	3500000/-	83فیصد
-9	کل خرچہ	51264000	42933379/-	84فیصد

(د) تفصیل درج ذیل ہے:-

نمبر شمار	منصوبے	ہدف	تکمیل / موجودہ صورتحال
-1	RHS-A پراجیکٹ	3عدد RHS A	ایک عدد تحصیل قصور میں کام کر رہا ہے۔ تحصیل پتوکی اور چونیاں زیر تکمیل ہیں۔
-2	فلاحی مراکز پراجیکٹ دوران سال 2007-08	2عدد مراکز	نظام پور تحصیل قصور، شاہ کوٹ تحصیل چونیاں کام کر رہے ہیں۔
-3	میل موبلائزر پراجیکٹ	100عدد میل موبلائزر	86عدد کام کر رہے ہیں۔
-4	موبائل سروس یونٹ	3عدد M S U	تین عدد M S U تحصیل چونیاں، قصور اور پتوکی میں کام کر رہے ہیں۔
-5	تحصیل پاپولیشن ویلفیئر پراجیکٹ	3عدد T P W O	تین عدد TPWO تحصیل قصور، چونیاں اور پتوکی میں کام کر رہے ہیں۔

رہائشی آبادی میں پولٹری فارمز بنانے کے قواعد وضوابط کی تفصیلات

*1030: **محترمہ انجم صفدر:** کیا وزیر تحفظ ماحولیات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ کسی بھی جگہ پولٹری فارم کھولنے کے لئے محکمہ ماحولیات سے این او سی حاصل کرنا ضروری ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ رہائشی آبادی کے قریب پولٹری فارم بنانا قانون اور ضابطے کی خلاف ورزی ہے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ چک 1/7-L تحصیل رینالہ خورد ضلع اوکاڑہ میں کئی پولٹری فارمز مذکورہ چک کی عین آبادی کے اندر بنائے گئے ہیں؟

(د) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ چک میں قائم پولٹری فارمز کو آبادی سے دور بنوانے اور آبادی میں بنانے پر محکمہ ماحولیات سے این او سی جاری کرنے والے افسران / ملازمین اور پولٹری فارمز کے مالکان کے خلاف کوئی کارروائی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر ہاں تو کب تک اور نہیں تو کیوں؟

وزیر تحفظ ماحولیات (سردار دوست محمد خان کھوسہ):

(الف) یہ درست ہے کہ پولٹری فارمز کے مالکان کا تحفظ ماحولیات ایکٹ 1997 کے سیکشن 12 کے تحت منصوبے کے آغاز سے پہلے Environmental Approval/NOC لینا ضروری ہے۔

(ب) قانون میں فاصلے کا کوئی ذکر نہیں ہے تاہم پولٹری فارمز کسی بھی آبادی سے مناسب فاصلے پر بننے چاہئیں۔

(ج) یہ بھی درست ہے کہ چک نمبر L-1/7 تحصیل رینالہ خورد ضلع اوکاڑہ میں دو چھوٹے درجے کے پولٹری فارمز بغیر ماحولیاتی منظوری/NOC بنے ہوئے ہیں۔

(د) دونوں پولٹری فارمز محکمہ تحفظ ماحولیات پنجاب کی منظوری کے بغیر قائم کئے گئے۔ محکمہ نے مذکورہ پولٹری فارمز کا معاملہ نوٹس میں آتے ہی تحفظ ماحولیات ایکٹ 1997 کے سیکشن 16 کے تحت کارروائی کرتے ہوئے ان پولٹری فارمز کے مالکان کو Environmental Protection Orders جاری کئے اور اب یہ کیسز مزید قانونی کارروائی کے لئے ماحولیاتی ٹربیونل کو بھیج دیئے گئے ہیں۔

سیالکوٹ کے سرکاری ہسپتالوں میں فیملی پلاننگ کلینکس کا قیام

*2082: محترمہ دیبا مرزا: کیا وزیر بہبود آبادی از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ضلع سیالکوٹ کے تمام سرکاری ہسپتالوں میں فیملی پلاننگ کلینکس موجود نہ ہیں؟

(ب) کیا محکمہ پاپولیشن پلاننگ ہسپتالوں میں عوام کی سہولت کے لئے متعلقہ عملہ وڈاکٹر تعینات کرنے کا ارادہ رکھتا ہے، اگر ہاں تو کب تک، اگر نہیں تو وجوہات بیان کی جائیں؟

وزیر بہبود آبادی (محترمہ نیلم جبار چودھری):

(الف) یہ درست نہیں ہے کہ ضلع سیالکوٹ کے سرکاری ہسپتالوں میں فیملی پلاننگ کی سہولیات میسر نہیں۔

محکمہ بہبود آبادی کے مندرجہ ذیل سنٹرز ضلع سیالکوٹ کے سرکاری ہسپتالوں میں فیملی پلاننگ کی سہولیات فراہم کر رہا ہے۔

-1 آر ایچ ایس اے سنٹر (ڈی ایچ کیو) ہسپتال سیالکوٹ میں فیملی پلاننگ اور مانع حمل آپریشن کی تمام سہولیات فراہم کر رہا ہے۔

-2 تحصیل کی سطح پر فیملی پلاننگ کی سہولیات فراہم کرنے کے لئے ضلع سیالکوٹ میں دو ایڈیشنل آر ایچ ایس اے سنٹرز زیر تعمیر ہیں۔

(i) ایڈیشنل آر ایچ ایس اے (ڈی ایچ کیو) ہسپتال ڈسکہ

(ii) ایڈیشنل آر ایچ ایس اے (ڈی ایچ کیو) ہسپتال پسرور

ہسپتال پسرور

ضلعی دفتر محکمہ بہبود آبادی سیالکوٹ، محکمانہ پالیسی کے تحت مانع حمل ادویات سہ ماہی بنیاد پر ایگزیکٹو ڈسٹرکٹ آفیسر ہیلتھ سیالکوٹ کو بھیج دیتا ہے۔ محکمہ صحت سیالکوٹ، اپنی محکمانہ پالیسی کے مطابق مانع حمل ادویات تمام سرکاری ہسپتالوں بنیادی مراکز صحت، دیہی مراکز صحت کو تقسیم کر دیتا ہے جس کی وجہ سے مانع حمل ادویات کی فراہمی ممکن ہو جاتی ہے۔

(ب) بہبود آبادی پروگرام کے رواں منصوبہ 09-2003 کے دوران ضلع سیالکوٹ کے تحصیل ہیڈ کوارٹر ہسپتالوں ڈسکہ اور پسرور میں نئے مراکز تولیدی صحت قائم کئے جا رہے ہیں جن کی تعمیر آخری مراحل میں ہے تاہم یہ عمارتیں ابھی محکمے کے سپرد نہیں کی گئی ہیں مرکز تولیدی صحت پسرور کے لئے گریڈ 4-1 تک کے عملے کی بھرتی کی جا چکی ہے جبکہ بقایا عملے کی بھرتی ملازمتوں پر پابندی اٹھنے کے بعد کی جائے گی۔

پلاسٹک بیگز کے استعمال پر پابندی کا مسئلہ

*1047: ڈاکٹر زمرد یاسمین رانا: کیا وزیر تحفظ ماحولیات از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ پلاسٹک بیگ کے بے تحاشا استعمال سے انسانی صحت کا نقصان اور ماحولیاتی آلودگی میں اضافہ ہو رہا ہے؟

(ب) حکومت پلاسٹک بیگ کے بے جا و بے تحاشا استعمال پر قابو پانے کے لئے کیا اقدامات اٹھا رہی ہے؟

(ج) کیا حکومت ہر قسم کے شاپنگ بیگز کے استعمال پر پابندی لگانے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو وجوہات بیان فرمائیں؟

وزیر تحفظ ماحولیات (سردار دوست محمد خان کھوسہ):

(الف) جی ہاں یہ درست ہے کہ پلاسٹک بیگ کے بے تحاشا استعمال سے ماحولیاتی مسائل جنم لیتے ہیں اور انسانی صحت بھی متاثر ہوتی ہے۔

(ب) محکمہ تحفظ ماحولیات حکومت پنجاب نے پلاسٹک بیگ کے بے جا و بے تحاشا استعمال پر قابو پانے کے لئے درج ذیل اقدامات اٹھائے ہیں۔

(i) پنجاب پولی تھین بیگ آرڈیننس 2002 اور رولز 2004 بنا دیئے ہیں جس کے تحت کالے شاپر بیگ کی تیاری، فروخت اور استعمال پر مکمل پابندی لگا دی گئی ہے۔

(ii) 15 مائیکرو سے کم موٹائی کے تمام شاپر بیگ کی تیاری، فروخت اور استعمال پر پابندی لگائی ہوئی ہے۔

(iii) پنجاب پولی تھین بیگ آرڈیننس 2002 کے مزید مؤثر نفاذ کے لئے ایک ڈرافٹ ترمیمی مسودہ قانون تیار کر کے صوبائی محکمہ قانون کو منظوری کے لئے بھیجا ہوا ہے۔

(iv) تمام ضلعی آفسران ماحولیات پلاسٹک بیگ کے بے تحاشا استعمال کے خلاف عوام الناس میں شعور اجاگر کرنے کے لئے مختلف سیمینار، ورکشاپ وغیرہ جیسی سرگرمیاں جاری رکھے ہوئے ہیں اور ساتھ ساتھ آرڈیننس کی خلاف ورزی کرنے پر چالان مرتب کر کے ماحولیاتی مجسٹریٹ (سینئر سول جج) صاحبان کی عدالتوں میں دائر کر رہے ہیں۔

(ج) کالے اور 15 مائیکرو سے کم موٹائی والے شاپر بیگ کی تیاری، فروخت اور استعمال پر مذکورہ بالا آرڈیننس کے تحت پہلے ہی پابندی لگائی جا چکی ہے۔

ضلع سرگودھا میں 2006 تا حال محکمہ میں بھرتی کی تفصیلات

*2107: چودھری عامر سلطان چیمہ: کیا وزیر بہبود آبادی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) جون 2006 سے اب تک ضلع سرگودھا محکمہ بہبود آبادی میں جن لوگوں کو نوکریاں دی گئی ہیں، ان کے نام کیا ہیں، تحصیل وار تفصیل بتائی جائے؟

(ب) ضلع ہذا میں مذکورہ محکمہ کے سینٹروں کی تعداد کتنی ہے اور کہاں کہاں واقع ہیں؟

وزیر بہبود آبادی (محترمہ نیلم جبار چودھری):

(الف) جواب کے ضمن میں عرض ہے کہ ضلع سرگودھا میں جون 2006 سے لے کر اب تک جن لوگوں کی تقرریاں کی گئی ہیں ان کی تفصیل Annex-A ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) ضلع سرگودھا میں محکمہ کے سنٹروں کی تعداد 55 ہے جس کی مکمل تفصیل Annex-B ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

لاہور شہر کی آبادی کو صاف ہوا مہیا کرنے کے اقدامات کی تفصیلات

*1060: جناب محمد یار ہراج: کیا وزیر تحفظ ماحولیات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) اس وقت لاہور شہر کا Suspended Particulate Matter (ایس پی ایم) کا لیول کیا ہے؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ S P M Level اب critical حد عبور کر چکا ہے؟

(ج) اگر جز (ب) کا جواب اثبات میں ہے تو لاہور شہر کی آبادی کو صاف ہوا مہیا کرنے کے لئے حکومت کی طرف سے کیا اقدامات کئے گئے ہیں؟

(د) کیا لاہور میں سڑکوں پر چلنے والی گاڑیوں و دیگر ٹریفک کی emissions کو کم کرنے کے لئے حکومت نے کوئی Targets مقرر کر کے ضروری اقدامات کئے ہیں؟

(ہ) کیا حکومت مذکورہ منصوبہ پر غور کرنے کے لئے Technocrats اور ارکان اسمبلی پر مشتمل ایک کمیٹی تشکیل دینے کے لئے تیار ہے جو اپنی مرتب شدہ سفارشات اسمبلی میں پیش کرے، اگر نہیں تو وجوہات کیا ہیں؟

وزیر تحفظ ماحولیات (سردار دوست محمد خان کھوسہ):

(الف) شہر لاہور میں ہوا میں معلق ٹھوس ذرات کی اوسط مقدار 400 مائکروگرام فی مکعب میٹر پائی گئی ہے۔

(ب) یہ بات درست ہے کہ SPM Level کی مقدار WHO کے وضع کردہ معیار سے زیادہ پائی گئی ہے تاہم فضائی آلودگی کے قومی معیار ابھی وزارت ماحولیات میں مرتب کئے جا رہے ہیں۔

(ج) لاہور شہر کی آبادی کو صاف ہوا مہیا کرنے کے لئے حکومت کی طرف سے مندرجہ ذیل اقدامات کئے جا رہے ہیں:-

i) 2 سٹروک رکشوں کی مزید پیداوار اور رجسٹریشن پر پابندی لگا دی گئی ہے اور 4 سٹروک CNG سے چلنے والے رکشے متعارف کروا دیئے گئے ہیں اس تبدیلی پر عملدرآمد سے نا صرف دھواں اور ہوا میں معلق ذرات کم ہوں گے بلکہ شور میں خاطر خواہ کمی واقع ہو جائے گی۔ اس اقدام کی مزید تفصیلات محکمہ ٹرانسپورٹ سے حاصل کی جا سکتی ہیں۔

ii) مزید برآں محکمہ تحفظ ماحولیات پنجاب نے ضلعی حکومت کو ٹوٹی پھوٹی سڑکوں کو reconstruct کرنے، گنجان / مصروف چوک میں زیادہ سے زیادہ اوور ہیڈ برج / انڈر پاسز بنانے اور صفائی ستھرائی کے انتظامات کو بہتر بنانے کے لئے ہدایات جاری کر دی ہیں۔(ضلعی حکومت کو دی گئی ہدایات ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہیں)

iii) محکمہ تحفظ ماحولیات حکومت پنجاب فضائی آلودگی پیدا کرنے والی گاڑیوں کے خلاف شہر لاہور میں باقاعدہ مہم کا آغاز کر رکھا ہے۔

iv) محکمہ تحفظ ماحول پنجاب نے جاپان حکومت اور وزارت ماحولیات کے تعاون سے شہر لاہور میں دو مسلسل فضائی آلودگی کی پیمائش کرنے والے سٹیشن قائم کر دیئے ہیں اور ان سٹیشنوں سے موصول ہونے والی ہفتہ وار رپورٹ تمام متعلقہ محکموں کو فضائی آلودگی کو کم کرنے کی سفارشات اور تجاویز کے ساتھ باقاعدگی سے روانہ کی جارہی ہے۔

(د) محکمہ تحفظ ماحولیات حکومت پنجاب نے ٹریفک پولیس کی مدد سے فضائی آلودگی پیدا کرنے والی گاڑیوں کے خلاف شہر لاہور میں جون 2008 سے تاحال 6870 دھواں چھوڑنے والی گاڑیوں کے مالکان کو 2619500 روپے جرمانے کئے ہیں۔

(ہ) محکمہ تحفظ ماحولیات پنجاب اس ضمن میں تشکیل دی جانے والی کمیٹی اور اس کی سفارشات پر عملدرآمد کے لئے بھرپور تعاون کرے گا۔

ضلع اوکاڑہ میں محکمہ کی طرف سے عوام کی فلاح کے لئے اٹھائے گئے اقدامات کی تفصیلات

*2475: چودھری محمد اسد اللہ: کیا وزیر بہبود آبادی از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

ضلع حافظ آباد میں محکمہ پاپولیشن ویلفیئر عوام کی بھلائی و فلاح کے لئے کیا اقدامات اٹھا رہا ہے۔آگاہ فرمائیں نیز یہ مراکز کہاں کہاں واقع ہیں؟

وزیر بہبود آبادی (محترمہ نیلم جبار چودھری):

ضلع حافظ آباد میں محکمہ بہبود آبادی بڑھتی ہوئی آبادی کو روکنے اور زچہ بچہ کی صحت کو یقینی بنانے کے لئے درج ذیل اقدامات کر رہا ہے:-

(i) ضلع میں موجود 24 فلاحی مراکز اور 2 موبائل سروس یونٹس شادی شدہ موزوں جوڑوں کو مانع حمل ادویات فراہم کر رہے ہیں۔

(ii) 24مراکز کی انچارج صاحبان اپنے ملحقہ دیہی علاقوں میں مانع حمل ادویات اور مشوروں کے لئے مہینے میں چار دن سٹیلائٹ کیمپ منعقد کرتے ہیں۔

(iii) مانع حمل ادویات (عارضی) کے علاوہ مستقل طریقہ (مانع حمل سرجری) کے لئے مہینہ میں چار دفعہ سرجری کیمپ (C.S) منعقد ہوتے ہیں۔

(iv) دور دراز علاقوں میں بنیادی صحت کی سہولیات فراہم کرنے کے لئے محکمہ کی ویمن میڈیکل آفیسر فری میڈیکل کیمپ منعقد کرتی ہیں۔

(v) چھوٹے خاندان کے بارے شعور اور آگاہی پیدا کرنے کے لئے ماں اور بچے کی صحت کے حوالے سے مختلف پروگراموں اور سیمینارز کا انعقاد کیا جاتا ہے۔

گزشتہ دنوں محترمہ ڈاکٹر فردوس عاشق اعوان (وفاقی وزیر بہبود آبادی) نے ضلع حافظ آباد کے فلاحی مراکز کا دورہ کیا اور محکمہ کی کارکردگی کو سراہا۔

ضلع فیصل آباد میں آلودہ پانی سے بچاؤ کے لئے اقدامات کی تفصیل

*1110: چودھری ظہیر الدین خان: کیا وزیر تحفظ ماحولیات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) ضلع فیصل آباد میں فیکٹریوں / کارخانوں کے زہریلے اور آلودہ پانی کو ٹھکانے لگانے کے کیا اقدامات کئے گئے ہیں؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ ان فیکٹریوں کے گندے پانی سے عوام میں T-B، Hepatitis اور Cancer جیسی خطرناک بیماریاں پھیلنے کا خطرہ بڑھتا جا رہا ہے؟

(ج) کیا حکومت بین الاقوامی جدید تحقیق کی روشنی میں مذکورہ بالا مسائل کو حل کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر ہاں تو کب تک، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر تحفظ ماحولیات (سردار دوست محمد خان کھوسہ):

(الف) ضلع فیصل آباد شہر میں فیکٹریوں / کارخانوں کے زہریلے اور آلودہ پانی کو ٹھکانے لگانے کے لئے کئے گئے اقدامات کی تفصیل درج ذیل ہے۔

(i) محکمہ ماحولیات کے احکامات پر عملدرآمد کرتے ہوئے فیصل آباد شہر میں 20عدد فیکٹریوں نے اپنے آلودہ پانی کو ٹھکانے کے لئے ٹریٹمنٹ پلانٹ لگائے ہیں۔ ان فیکٹریوں میں سے متعدد نے جدید درآمد شدہ پلانٹ لگائے ہیں۔ اب لوکل فرمیں بھی اس جدید ٹیکنالوجی میں مہارت حاصل کر رہی ہیں۔ ٹریٹمنٹ پلانٹ لگانے والی فیکٹریوں کی لسٹ ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ii) محکمہ ماحولیات نے انیس عدد فیکٹریوں کے خلاف ماحولیاتی آلودگی پر قابو پانے کے لئے حکم نامے جاری کئے۔ ان میں سے 10 فیکٹریوں کے خلاف کیسز ماحولیاتی ٹربیونل میں دائر کر دیئے گئے ہیں جو زیر سماعت ہیں باقی 9 فیکٹریوں کے خلاف کیسز ماحولیاتی ٹربیونل میں دائر کرنے کے لئے محکمہ میں قانونی کارروائی کی جارہی ہے۔

(iii) اس کے علاوہ محکمہ کی ہدایت پر محکمہ واسا نے زہریلے پانی کو ٹھکانے لگانے کے لئے مختلف منصوبہ جات شروع کئے ہیں جن کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) یہ درست ہے کہ ان فیکٹریوں کے گندے پانی سے عوام میں ٹی بی، ہیپاٹائیٹس اور کینسر جیسی خطرناک بیماریاں پھیلنے کا خطرہ بڑھتا جارہا ہے لیکن اس میں ان فیکٹریوں کے گندے پانی کے علاوہ دیگر کئی عوامل کارفرما ہیں مثلاً غربت، علم کی کمی، بنیادی سہولتوں کی عدم دستیابی، صاف پانی سیوریج، صحت، تعلیم اور خوراک وغیرہ۔

(ج) محکمہ ماحولیات ان مسائل کے حل کے لئے جو اقدامات کر رہا ہے ان کی تفصیل پہلے بیان کی جاچکی ہے اس کے علاوہ دیگر محکمہ جات جس میں واسا، ضلعی حکومت وغیرہ وہ اپنے طور پر مختلف اقدامات کر رہے ہیں۔ حکومت اور اس کے متعلقہ ادارے ان مسائل کو حل کرنے کے لئے مکمل طور پر کوشاں ہیں۔

ضلع بہاولنگر میں محکمہ کے قائم سنٹروں میں خورد برد کی تفصیلات

*2686: محترمہ ثمینہ نوید (ایڈووکیٹ): کیا وزیر بہبود آبادی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ محکمہ نے صوبہ کے تمام اضلاع میں خاندانی منصوبہ بندی کے سنٹر کھول رکھے ہیں؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ سنٹروں پر محکمہ آبادی میں اضافے کو روکنے کے لئے بہت سی مراعات مالی اور ادویات کی صورت میں دیتی ہے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ ضلع بہاولنگر میں قائم سنٹروں خاص طور پر خادم آباد سنٹر انچارج مذکورہ مراعات کا خورد برد کرتے ہیں اور کاغذی کارروائی پوری رکھتے ہیں؟

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ ان سنٹروں پر چیک اینڈ بیلنس کا مؤثر نظام نہ ہونے کی بناء پر کروڑوں روپیہ عوام پر خرچ ہونے کی بجائے افسران و اہل کاران کی جیبوں کی زینت بن رہا ہے؟

(ہ) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت صوبہ کے تمام سنٹروں خاص کر بہاولنگر کے سنٹروں کو خاص طور پر چیک کرنے کے لئے کوئی ٹھوس اقدام اٹھانے اور کروڑوں روپے خُورد برد کرنے والوں کے خلاف محکمانہ کارروائی کرنے کو تیار ہے تو کب تک، نہیں تو کیوں؟

وزیر بہبود آبادی (محترمہ نیلم جبار چودھری):

(الف) درست ہے محکمہ نے صوبے کے تمام اضلاع میں خاندانی منصوبہ بندی کے سنٹر کھول رکھے ہیں۔

(ب) ضلع بہاولنگر میں قائم سنٹروں پر آبادی میں اضافے کو روکنے کے لئے مانع حمل ادویات اور عام ادویات فراہم کی جاتی ہیں۔

(ج) ضلع بہاولنگر میں قائم سنٹروں بشمول خادم آباد انچارج مذکورہ کو کسی قسم کی کوئی مالی مراعات حاصل نہ ہیں اور نہ ہی کوئی شکایت موصول ہوئی ہے۔

(د) تمام سنٹروں پر چیک اینڈ بیلنس کا مؤثر نظام قائم ہے اور کسی قسم کی بدعنوانی سامنے نہ آئی ہے اگر مستقبل میں ایسی کوئی شکایت موصول ہوئی تو سخت انضباطی و قانونی کارروائی عمل میں لائی جائے گی۔

(ہ) صوبے کے تمام سنٹرز کی Monitoring and Evaluation کا مؤثر نظام موجود ہے۔ اگر کوئی اہلکار کوتاہی کا مرتکب پایا گیا تو اس کے خلاف سخت کارروائی عمل میں لائی جائے گی۔

یو سی 39 شادی پورہ لاہور میں قائم کارخانوں کی تفصیلات

*1647: جناب محمد نوید انجم: کیا وزیر تحفظ ماحولیات از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ یو سی 39 نزدیک پنج پیر دربار شادی پورہ لاہور کے علاقہ میں رنگ پالش کرنے کے کارخانے ہیں، ان کے نام اور مالکان کے نام بتائیں؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ اس علاقہ جات کی آبادی ان کارخانوں کے شور اور مضر صحت پانی اور استعمال شدہ میٹریل کی وجہ سے موذی امراض اور کانوں کی بیماریوں میں مبتلا ہو چکی ہے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ اس ساری صورتحال کے بارے میں اہل حلقہ نے محکمہ ہذا کو بذریعہ درخواستیں متعدد دفعہ مطلع کیا ہے مگر ان کارخانوں اور ان کے مالکان کے خلاف کوئی کارروائی نہیں کی گئی؟

(د) کیا حکومت اس علاقہ سے مذکورہ کارخانوں کو آبادی سے باہر منتقل کروانے اور ذمہ داران کے خلاف کارروائی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر تحفظ ماحولیات (سردار دوست محمد خان کھوسہ):

(الف) یہ درست ہے کہ یو سی 39 نزد پنج پیر دربار شادی پورہ لاہور میں رنگ / پالش کرنے کے کارخانے ہیں ان کے نام اور مالکان کے نام درج ذیل ہیں۔

1۔ شریف رکشہ باڈی پینٹ فیکٹری، مالک محمد شریف

2۔ راناز بیر ٹرانسفارمر ریوائنڈنگ، مالک راناز بیر

(ب) مذکورہ علاقہ میں رنگ / پالش کرنے کے کارخانوں کے علاوہ پانچ مزید کارخانے / فیکٹریاں ہیں تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔ ان کارخانوں کا شور، کیمیکل کے بخارات اور فضلہ جات کی وجہ سے ماحولیاتی مسائل پیدا ہوتے ہیں جو انسانی صحت پر منفی اثرات مرتب کر سکتے ہیں جن کے تدارک کے لئے ان کارخانوں کے خلاف ضلعی آفیسر (ماحولیات) سٹی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ لاہور نے پنجاب لوکل گورنمنٹ آرڈیننس مجریہ 2001 کی دفعہ 2۔146D کے تحت کارروائی کا آغاز کر دیا ہے۔

(ج) ان کارخانوں کے بارے میں محکمہ ماحولیات کو پہلے کوئی درخواست موصول نہ ہوئی ہے۔

(د) اس سلسلہ میں عرض ہے کہ محکمہ تحفظ ماحولیات کے پاس کارخانوں کو آبادی سے باہر منتقل کرنے کے اختیارات نہ ہیں۔ یہ اختیارات سٹی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ لاہور کے پاس ہیں جس نے پہلے ہی مذکورہ کارخانوں کو آلودگی کنٹرول کرنے یا آبادی سے باہر منتقل کرنے کی ہدایات جاری کر دی ہیں۔

لاہور میں فیملی پلاننگ سنٹرز کی تعداد و دیگر تفصیلات

*2730: محترمہ نگہت ناصر شیخ: کیا وزیر بہبود آبادی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) لاہور میں کتنے فیملی پلاننگ سنٹر قائم کئے گئے ہیں اور کہاں کہاں واقع ہیں؟

(ب) مذکورہ سنٹرز پر سالانہ کتنا بجٹ دیا جاتا ہے۔ 2006 تا 2008 تک کتنا بجٹ دیا گیا، مکمل تفصیل فراہم کی جائے؟

(ج) فیملی پلاننگ کے تحت عورتوں کی صحت کے بارے میں جو اقدامات اٹھائے جا رہے ہیں ان کی مکمل تفصیل فراہم کی جائے؟

وزیر بہبود آبادی (محترمہ نیلم جبار چودھری):

(الف) ضلع لاہور میں "101" فلاحی مراکز کام کر رہے ہیں ان کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) مذکورہ سنٹرز میں درج ذیل مالی سالوں کے دوران مختص بجٹ کی تفصیل:۔

مالی سال	مختص بجٹ
2006-07	57599000/-
2007-08	44349000/-
2008-09	44028000/-
2009-10 (1st Quarter)	14332000/-

(ج) ضلع لاہور میں قائم 101 فلاحی مراکز میں فیملی پلاننگ کے تمام عارضی طریقوں کی خدمات مہیا کی جاتی ہیں جبکہ مستقل طریقوں کے لئے فلاحی مراکز کا عملہ کلائنٹ کو محکمہ کی جانب سے قائم کردہ "A" RHS سنٹر میں مانع حمل سرجری کے لئے لے کر جاتا ہے۔عارضی طریقوں کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

مانع حمل گولیاں	مانع حمل ٹیکے
IUCD	کنڈوم

فلاحی مراکز میں ماں اور بچے کی صحت کے لئے خواتین کو زچگی سے پہلے اور زچگی کے بعد مکمل رہنمائی، مفید مشورے اور سہولیات مہیا کی جاتی ہیں۔

فلاحی مراکز میں فیملی پلاننگ کے علاوہ عام بیماریوں کے لئے خواتین اور بچوں کو ادویات مفت مہیا کی جاتی ہیں۔

فلاحی مراکز پر موجود خواتین عملہ گھر گھر جا کر خواتین کو فیملی پلاننگ کے طریقوں کے بارے میں مکمل تفصیل مہیا کرتا ہے اور موزوں شادی شدہ جوڑوں کی رجسٹریشن کرتا ہے اور جو شادی شدہ جوڑے فیملی پلاننگ کا کوئی طریقہ استعمال کرنا چاہتے ہیں ان کو فلاحی مراکز لایا جاتا ہے اور سروسز مہیا کی جاتی ہیں۔

فلاحی مراکز کے علاوہ موبائل سروس یونٹ کے ذریعے MBBS ڈاکٹروں کی زیر نگرانی دور دراز علاقوں میں جہاں فلاحی مراکز کی سہولت مہیا نہیں وہاں پر کیمپس لگا کر فیملی پلاننگ کی سہولیات مہیا کی جاتی ہیں۔

پنجاب میں ماحولیاتی آلودگی کی تفصیلات

*2517: محترمہ عارفہ خالد پرویز: کیا وزیر تحفظ ماحولیات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ماحولیاتی آلودگی سے کیا مراد ہے، وضاحت فرمائی جائے؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ حکومت نے ماحولیاتی آلودگی کا کوئی معیار (bench mark) مقرر کیا ہوا ہے اگر ہاں تو تفصیل سے ایوان کو آگاہ فرمایا جائے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ صوبہ پنجاب میں ماحولیاتی آلودگی کے خاتمہ کے لئے کسی خاص پروگرام یا پراجیکٹ پر کام کیا جا رہا ہے۔ اگر ہاں تو مکمل تفصیل سے ایوان کو آگاہ فرمایا جائے؟

وزیر تحفظ ماحولیات (سردار دوست محمد خان کھوسہ):

(الف) ماحولیاتی آلودگی سے مراد وہ تمام عوامل اور فاسد مادے ہیں جو ہوا، زمین اور پانی کی طبعی، کیمیائی اور حیاتیاتی خاصیت کو متاثر کرتے ہیں جس کی وجہ سے عوام الناس اور دیگر جانداروں کی صحت، حفاظت اور بہبود پر مضر اثرات مرتب ہو سکتے ہیں۔ مثلاً فیکٹریوں، ہسپتالوں اور گاڑیوں وغیرہ سے خارج ہونے والا دھواں، گیسیں، شور، آلودہ پانی، سالڈ ویسٹ وغیرہ۔

(ب) ہاں! یہ درست ہے کہ حکومت نے ماحولیاتی آلودگی کے معیار مقرر کر رکھے ہیں جنہیں نیشنل اینوائرنمنٹل کوالٹی سٹینڈرڈ (National Environmental Quality Standards) کہا جاتا ہے جن کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) ہاں! یہ درست ہے کہ صوبہ پنجاب میں ماحولیاتی آلودگی کے خاتمہ کے لئے کئی منصوبوں پر کام جاری ہے جن کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

محکمہ بہبود آبادی کے قیام کے مقاصد اور گجرات میں آبادی کی روک تھام

*3017: محترمہ خدیجہ عمر: کیا وزیر بہبود آبادی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) محکمہ بہبود آبادی کے قیام کے بنیادی مقاصد کیا ہیں؟

(ب) ضلع گجرات میں موجودہ حکومت، آبادی کو روکنے کے لئے کیا اقدامات اٹھا رہی ہے، تفصیل سے آگاہ فرمائیں؟

وزیر بہبود آبادی (محترمہ نیلم جبار چودھری):

(الف) محکمہ بہبود آبادی کے قیام کے بنیادی مقاصد درج ذیل ہیں:-

1- ملکی وسائل اور اضافہ آبادی کے درمیان توازن قائم کرنا۔
2- بہتر طرز زندگی کے بارے میں شعور اجاگر کرنا۔
3- تولیدی صحت، زچہ و بچہ کی صحت و نگہداشت اور فیملی پلاننگ کے بارے میں شعور و سہولیات کی فراہمی
4- فیملی پلاننگ کے تصور کو بنیادی حق کے طور پر رضاکارانہ اور مکمل آگاہی کے ساتھ فروغ
5- چھوٹے اور خوشحال خاندان کے نظریہ کا فروغ
6- زچگی اور شیر خوارگی کے دوران سہولیات کی فراہمی

(ب) ضلع گجرات محکمہ بہبود آبادی کے زیر انتظام 40 فیملی ویلفیئر سنٹرز 03، موبائل سروس یونٹ، 74 میل موبلائزر اور تولیدی صحت کا مرکز عزیز بھٹی شہید ہسپتال کام کر رہے ہیں۔ یہ تمام مراکز ضلع گجرات میں لوگوں کو فیملی پلاننگ، بنیادی صحت، زچہ و بچہ کی صحت اور نگہداشت تولیدی صحت کے بارے میں معلومات اور صحت کی سہولیات فراہم کرنے میں اہم کردار ادا کر رہے ہیں (جس کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے) محکمہ بہبود آبادی ضلع گجرات میں لوگوں میں خاندانی بہبود اخلاقی اقدار کی ترویج کے لئے محکمہ نے ضلع گجرات کے اہم مراکز اور شاہراہوں کے کھمبوں وغیرہ پر پبلسٹی بورڈ آویزاں کئے ہیں تاکہ معاشرے میں بہبود کے پیغام کو بہم پہنچایا جا سکے۔ علاوہ ازیں تحصیل ہیڈ کوارٹرز ہسپتال کھاریاں ضلع گجرات میں ایک تولیدی صحت کا مرکز تکمیل کے آخری مراحل میں ہے جس میں صحت کی ہر سہولیات کی فراہمی جلد متوقع ہے مزید برآں ضلع گجرات کے دیہاتی اور دور دراز علاقوں میں شعور اجاگر کرنے کے لئے فلم شوز منعقد کئے جا رہے ہیں تاکہ لوگوں میں آبادی جیسے اہم موضوع کو اجاگر کیا جا سکے۔ محکمہ بہبود آبادی ضلع گجرات میں مختلف NGOs، کے باہمی اشتراک سے فری میڈیکل کیمپ کا انعقاد بھی کرتا ہے تاکہ لوگوں کو صحت عامہ، تولیدی صحت، فیملی پلاننگ کی سہولیات بہم پہنچائی جا سکیں۔

ماحولیاتی آلودگی سے بچنے کے لئے Green House Concept پر عملدرآمد

*2518: محترمہ عارفہ خالد پرویز: کیا وزیر تحفظ ماحولیات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ماحولیاتی آلودگی سے بچنے کے لئے حکومت پنجاب Green House کے concept پر عمل کر رہی ہے؟

(ب) اگر جواب اثبات میں ہے تو مکمل تفصیل سے ایوان کو آگاہ کیا جائے، اگر نہیں تو کیا حکومت پنجاب گرین ہاؤس کے Concept پر عمل کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، تو کب تک اور اگر نہیں تو اس کی وجوہات سے ایوان کو آگاہ فرمایا جائے؟

وزیر تحفظ ماحولیات (سردار دوست محمد خان کھوسہ):

(الف) اس ضمن میں عرض ہے کہ اہم گرین ہاؤس گیسیں (کاربن ڈائی آکسائیڈ، نائٹرس آکسائیڈ اور میتھین) بنیادی طور پر حرارت جذب کرنے والی گیسیں ہیں جو ماحولیاتی آلودگی پیدا کرنے کی بجائے Climate Change یا Global Warming کا سبب بنتی ہیں۔ حکومت پاکستان نے گرین ہاؤس گیسوں کے اثرات کا جائزہ لینے اور ان کے اخراج میں کمی کے لئے درج ذیل ادارے قائم کئے ہیں۔

1) Global Change Impact Studies Centre (GCISC) Islamabad
2) Cleaner Development Mechanism(CDM)Secretariat Islamabad

محکمہ تحفظ ماحولیات پنجاب ان اداروں کا ایک اہم Stakeholder ہے اور اس طرح گرین ہاؤس گیسوں کے اخراج میں کمی کی کوششوں میں اپنا کردار ادا کر رہا ہے۔

(ب) محکمہ تحفظ ماحولیات حکومت پنجاب نے گرین ہاؤس گیسوں کے اخراج میں کمی کے concept کو فروغ دینے کے لئے سالانہ ترقیاتی پروگرام برائے مالی سال 2009-2010 میں ایک منصوبہ بعنوان Capacity Building of Stakeholders for mitigating climate change impact and earning money from carbon funds تجویز کیا ہے۔ اس منصوبہ پر عملدرآمد سے متعلقہ صنعتی اداروں کی استطاعت بڑھائی جائے گی تاکہ وہ حکومت پاکستان کے سی ڈی ایم پروگرام کے تحت ایسے پروگرام اور عملی منصوبے شروع کریں تاکہ موسمیاتی تغیرات اور گرین ہاؤس گیسوں کے اثرات میں کمی واقع ہو سکے۔ اس وقت سی ڈی ایم پروگرام کے تحت پاکستان میں 14 منصوبے منظور شدہ ہیں جن میں 07 منصوبوں کا تعلق پنجاب سے ہے۔ GCISC اور CDM سیکرٹریٹ کے اغراض و مقاصد اور گرین ہاؤس گیسوں کے اخراج میں کمی کرنے کے متعلق منصوبوں کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

آبادی میں روز بروز بڑھتے ہوئے اضافہ کی وجوہات

*3843: محترمہ خدیجہ عمر: کیاوزیر بہبود آبادی از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ آبادی میں روز بروز بڑھتے ہوئے اضافہ کو روکنے کے لئے محکمہ بہبود آبادی فنڈز کی کمی کا شکار ہے، اگر ہاں تو یہ فنڈز حکومت پنجاب یا وفاقی حکومت کی طرف سے رکے ہوئے ہیں جس حکومت نے بھی یہ فنڈز روکے ہیں اس کی وجوہات کیا ہیں؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ وفاقی حکومت کی طرف سے فنڈز میں کمی یا روکنے کی وجوہات یہ ہیں کہ محکمہ بہبود آبادی پنجاب کی سالانہ کارکردگی رپورٹ غیر تسلی بخش رہی ہے؟

(ج) اگر جز (ب) کا جواب اثبات میں ہے تو محکمہ اپنی کارکردگی بہتر بنانے کے لئے کیا اقدامات اٹھا رہا ہے، تفصیل سے ایوان کو مطلع کیا جائے؟

وزیر بہبود آبادی (محترمہ نیلم جبار چودھری):

(الف) محکمہ بہبود آبادی پنجاب کو فنڈ وفاقی حکومت پبلک سیکٹر ڈویلپمنٹ پروگرام (PSDP) کے ذریعے گرانٹ 36 میں سہ ماہی بنیادوں پر فراہم کئے جاتے ہیں- مالی سال 09-2008 کے دوران فنڈز کی کمی رہی کیونکہ حکومت پاکستان کی طرف سے ڈویلپمنٹ فنڈز میں کمی کر دی گئی- مالی سال 09-2008 میں مختص کردہ اور جاری کردہ فنڈز کی تفصیل درج ذیل ہے:-

1-	مختص کردہ فنڈز	1560.00 ملین روپے
2-	وفاقی حکومت کی جانب سے صوبائی محکمہ فنانس کو محکمہ ہذا کے جاری کردہ فنڈز	974.393 ملین روپے
3-(a)	صوبائی محکمہ فنانس کی جانب سے محکمہ ہذا کو جاری کردہ فنڈز	774.393 ملین روپے
(b)	(out of unspent balance)	410.561 ملین روپے
4-	4-کل جاری کردہ فنڈز	1184.954 ملین روپے

(ب) مالی سال 09-2008 میں فنڈز کی کمی اور بروقت عدم فراہمی کے باوجود محکمہ کی مجموعی کارکردگی برائے مانع حمل ادویات وزارت بہبود آبادی کے مقررہ اہداف کے مقابلہ میں 14.66 فیصد زیادہ رہی- لہذا محکمہ کی سالانہ کارکردگی کا غیر تسلی بخش ہونا درست نہ ہے- مزید برآں فنڈز میں کمی کا تعلق محکمہ کی کارکردگی سے نہ ہے-

(ج) جز (ب) کا جواب نفی میں ہے کیونکہ محکمہ بہبود آبادی پنجاب کی پچھلے پانچ سالوں میں کارکردگی تسلی بخش رہی ہے اور مقررہ اہداف کو تقریباً پورا کیا گیا ہے- ان کی تفصیل درج ذیل ہے:-

1۔ 500 نئے فلاحی مراکز کا قیام
2۔ 47 نئے موبائل سروس یونٹس کا قیام
3۔ 118 مراکز تولیدی صحت کا قیام
4۔ 2107 میل موبلائزرز کی تقرری
5۔ آبادی کی شرح اموات کو 1.6 فیصد کی سطح پر لانا
6۔ بارآوری (Total Fertility Rate) کی شرح کو 4.1 فیصد تک لانا
7۔ (CPR) Contraceptive Prevalence Rate) کو 29.6 فیصد کی سطح تک لانا

لاہور شیخوپورہ روڈ پر واقع پیپر ملز اور کھاد فیکٹریوں کی تفصیلات

*2580: محترمہ راحیلہ خادم حسین: کیا وزیر تحفظ ماحولیات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ لاہور شیخوپورہ روڈ پر واقع پیپر ملز اور کھاد تیار کرنیوالی فیکٹریوں کے دھوئیں اور زہریلے کیمیکلز کی وجہ سے فضائی آلودگی میں قدرے اضافہ ہوا ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ ان فیکٹریوں کے دھوئیں اور زہریلے پانی سے فصلیں تباہ ہو رہی ہیں؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ ان فیکٹریوں کے زہریلے پانی کی وجہ سے لوگ مختلف اقسام کی بیماریوں میں مبتلا ہونا شروع ہو گئے ہیں؟

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ ضلع کونسل کے ناظم نے ان فیکٹریوں کو ٹریٹمنٹ پلانٹ لگانے پر زور دیا ہے مگر فیکٹری مالکان اس پر توجہ نہیں دے رہے؟

(ہ) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ مسائل کے سدباب کے لئے اقدامات اٹھا رہی ہے، اگر نہیں تو کیوں؟

وزیر تحفظ ماحولیات (سردار دوست محمد خان کھوسہ):

(الف) یہ جزوی طور پر درست ہے۔ جب فیکٹریاں rice husk بطور ایندھن استعمال کرتی ہیں تو کثیف دھواں پیدا ہوتا ہے جو فضائی آلودگی کا سبب بنتا ہے۔

(ب) موقع کے سروے کے مطابق صنعتی آلودگی سے فصلوں کو بظاہر کوئی نقصان نظر نہ آیا۔ تاہم یہ سوال محکمہ زراعت سے متعلقہ ہے۔

(ج) علاقہ کے سروے کے مطابق صنعتی آلودگی کی وجہ سے مقامی لوگوں کا مختلف بیماریوں میں مبتلا ہونے کا کوئی اہم کیس سامنے نہ آیا ہے تاہم یہ سوال محکمہ صحت سے متعلقہ ہے۔

(د) یہ بھی درست ہے کہ ضلع ناظم شیخوپورہ کی طرف سے ان فیکٹریوں کو پنجاب لوکل گورنمنٹ آرڈیننس 2001 کے تحت Treatment Plant لگانے کے نوٹس جاری کئے گئے مگر ان فیکٹریوں نے تعمیل نہیں کی۔ نتیجتاً ان فیکٹریوں کے خلاف مقدمات سینئر سول جج شیخوپورہ کی عدالت میں زیر سماعت ہیں۔

(ہ) اس ضمن میں محکمہ تحفظ ماحولیات نے ضلع شیخوپورہ میں 80 فیکٹریوں بشمول پیپر ملز اور کھاد ملز کو پاکستان کے تحفظ ماحولیات کے ایکٹ مجریہ 1997 کے تحت Environmental Protection Order جاری کردیئے ہیں کہ وہ آلودگی کو National Environmental Quality Standards کے مطابق کنٹرول کریں۔ عدم تعمیل کی صورت میں ان کے خلاف مقدمات ماحولیاتی ٹربیونل لاہور دائر کردیئے جائیں گے اس وقت ٹربیونل میں شیخوپورہ کی پانچ فیکٹریوں کے خلاف مقدمات زیر سماعت ہیں۔

آلودگی کو جانچنے کے طریق کار و دیگر تفصیلات

*2585: محترمہ راحیلہ خادم حسین: کیا وزیر برائے تحفظ ماحولیات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) لاہور میں ماحولیات کی آلودگی جانچنے کے لئے حکومت کیا طریق کار اپناتی ہے؟

(ب) لاہور میں سال 2008 کے دوران کتنی فیکٹریوں کے ماحول میں آلودگی پیدا کرنے کی وجہ سے چالان کئے گئے؟

(ج) لاہور ماحولیات کا دفتر کہاں اور کس جگہ پر واقع ہے؟

(د) لاہور میں ماحولیات کے دفتر میں کل کتنا سٹاف کام کر رہا ہے؟

(ہ) سال 2008 کے دوران محکمے نے لاہور میں آلودگی پر قابو پانے کے لئے کیا کیا اقدامات اٹھائے، تفصیل سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

وزیر تحفظ ماحولیات (سردار دوست محمد خان کھوسہ):

(الف) لاہور میں ماحولیات آلودگی جانچنے کے لئے محکمہ تحفظ ماحول کی لیبارٹری موجود ہے جو وقتاً فوقتاً ہوا، پانی، آلودہ پانی اور گیسوں کے نمونوں کا تجزیہ کرتی رہتی ہے۔

(ب) سال 2008 کے دوران لاہور میں آلودگی کا باعث بننے والی 181 فیکٹریوں کو ضلعی آفیسر ماحولیات لاہور نے سیل کیا اور ادارہ تحفظ ماحولیات پنجاب نے 86 یونٹوں/اداروں کے خلاف پاکستان کے تحفظ ماحولیات کے ایکٹ مجریہ 1997 کے تحت اینوائر نمنٹل پروٹیکشن آرڈرز جاری کئے۔ (تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے)

(ج) لاہور میں ماحولیات کا صوبائی دفتر نیشنل ہاکی سٹیڈیم قذافی سٹیڈیم کمپلیکس میں واقع ہے جبکہ ضلعی دفتر ٹاؤن ہال میں واقع ہے۔

(د) لاہور کے صوبائی دفتر میں منظور شدہ سٹاف کی تعداد 169 ہے جبکہ 12 اسامیاں خالی ہیں۔

(ہ) سال 2008 کے دوران آلودگی کا سبب بننے والے صنعتی و غیر صنعتی یونٹس/تنصیبات کے خلاف کارروائی کرتے ہوئے 181 یونٹس کو سیل کیا گیا اور 86 اینوائر نمنٹل پروٹیکشن آرڈر جاری کئے گئے مزید برآں دھواں اور شور پیدا کرنے والی 14240 گاڑیوں کے چالان سٹی ٹریفک پولیس لاہور کے تعاون سے کئے گئے۔ محکمہ کی لیبارٹری نے سال 2008 میں 413 پینے والے پانی اور 64 فیکٹریوں کے آلودہ پانی کا تجزیہ کیا۔ فضائی آلودگی کا باعث بننے والی 108 فیکٹریوں سے خارج ہونے والی گیسوں کا بھی تجزیہ کیا گیا۔

فیکٹری ایریا میں پلانٹیشن کی پالیسی و دیگر تفصیلات

*2747: محترمہ ماجدہ زیدی: کیا وزیر تحفظ ماحولیات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) پنجاب کے فیکٹری ایریاز میں پلانٹیشن کے لئے حکومت کی پالیسی کیا ہے؟

(ب) کیا حکومت فیکٹری ایریا میں پلانٹیشن کرنے کے لئے قانون سازی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

(ج) حکومت نے پنجاب کے تمام فیکٹری ایریا کے ماحول کو دھوئیں اور آلودگی سے پاک رکھنے کے لئے کون سے خصوصی انتظامات اور اقدامات اٹھائے ہیں؟

وزیر تحفظ ماحولیات (سردار دوست محمد خان کھوسہ):

(الف) محکمہ تحفظ ماحولیات حکومت پنجاب شجر کاری کو بہت اہمیت دیتا ہے۔ محکمہ جب بھی کسی فیکٹری کو قائم کرنے کے لئے اجازت نامہ دیتا ہے تو این او سی میں ایک شرط یہ بھی رکھی جاتی ہے کہ فیکٹری مالک شجر کاری کو بہت اہمیت دے گا اور فیکٹری کے اندر اور باہر زیادہ سے زیادہ درخت لگائے گا۔

(ب) فیکٹری ایریا میں پلانٹیشن کرنے کے لئے ماحولیات کے حوالے سے مزید قانون سازی کی ضرورت نہیں ہے۔ محکمہ ہذا نے لاہور، شیخوپورہ روڈ اور جی ٹی روڈ پر واقع 70 فیکٹریوں کو نوٹس جاری کئے ہیں کہ وہ فیکٹریوں کے اندر اور باہر درخت لگائیں۔

(ج) محکمہ تحفظ ماحولیات کے ضلعی دفاتر پنجاب کے 35 اضلاع میں قائم ہیں جن کے سربراہ ضلعی آفیسر (ماحولیات) ہیں جو اپنے اپنے علاقائی حدود میں فیکٹری ایریا کے ماحول کو دھوئیں اور آلودگی سے پاک رکھنے کے لئے وقتاً فوقتاً موقع ملاحظہ کرتے رہتے ہیں اور جونہی کوئی عوامی شکایت ملتی ہے یا وہ اپنے طور پر آلودگی پیدا کرنے والی فیکٹریوں اور دیگر اداروں کے خلاف رپورٹ کرتے ہیں تو ان فیکٹریوں / اداروں کے خلاف پاکستان کے تحفظ ماحول کے ایکٹ مجریہ 1997 کے تحت کارروائی عمل میں لائی جاتی ہے اور ان کو Environmental Protection Order جاری کئے جاتے ہیں۔ان احکامات پر عمل نہ کرنے والی فیکٹریوں / اداروں کے خلاف مقدمات ماحولیاتی ٹربیونل لاہور میں دائر کرائے جاتے ہیں۔ٹربیونل نے اب تک 65 فیکٹریوں اور اداروں کے خلاف کارروائی کرتے ہوئے ان کو تئیس لاکھ روپے جرمانہ کیا ہے۔اس وقت آلودگی پیدا کرنے والی 315 فیکٹریوں اور دیگر اداروں کے خلاف مقدمات ماحولیات ٹربیونل میں زیر سماعت ہیں۔

علاوہ ازیں حکومت نے پنجاب کے بڑے شہروں بشمول / لاہور، ملتان، فیصل آباد اور قصور میں انڈسٹریل اسٹیٹ / زون قائم کئے ہیں جبکہ سیالکوٹ میں ٹینری زون قائم کیا جا رہا ہے جن میں فیکٹریوں سے نکلنے والے آلودہ پانی کے معائنہ کے لئے Common Effluent Treatment Plant کی تنصیب کا عنصر بھی شامل ہے۔

اولڈ سٹی لاہور میں جوتے سازی کی صنعت کی وجہ سے گردونواح کے رہائشیوں میں وبائی امراض کی بھرمار

*2815: الحاج محمد الیاس چنیوٹی: کیا وزیر تحفظ ماحولیات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ اولڈ سٹی لاہور میں جوتے سازی کی صنعت میں بدبودار چمڑا اور زہریلہ سلوشن عام استعمال ہوتا ہے جس سے گردونواح کی آبادی سانس دمہ ودیگر مہلک بیماریوں کا شکار ہورہی ہے نیز استعمال کردہ سلوشن میں آگ بھڑک اٹھنے کا خطرہ بھی ہر وقت لاحق رہتا ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ اقسام کی صنعتیں ازروئے قانون ضابطہ فوجداری شہری حدود میں قائم نہیں کی جاسکتیں تو پھر کون سی مجاز اتھارٹی مذکورہ غیر قانونی صنعتوں کے قیام کا غیر قانونی لائسنس اور پرمٹ کا اجراء کرتی ہے؟

(ج) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت ایسے صنعتی کارخانوں کو شہری حدود سے باہر منتقل کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر ہاں تو کب تک، نہیں تو اس کی وجوہات سے ایوان کو مکمل طور پر آگاہ کیا جائے؟

وزیر تحفظ ماحولیات (سردار دوست محمد خان کھوسہ):

(الف) یہ درست ہے کہ اولڈ سٹی (اندرون لاہور) میں مختلف مقامات پر جوتے سازی کی صنعت میں چمڑا اور سلوشن عام استعمال ہوتے ہیں۔چمڑا کوئی خاص بدبودار نہیں ہوتا تاہم سلوشن آتش گیر ہوتے ہیں اور ان کے بخارات انسانی صحت پر مضر اثرات مرتب کر سکتے ہیں۔

(ب) اندرون لاہور جوتے سازی کی صنعت کو گھریلو صنعت کا درجہ حاصل ہے جو کئی سالوں سے جاری ہے قانونی طور پر مجاز اتھارٹی ٹاؤن میونسپل ایڈمنسٹریشن (TMA) راوی ٹاؤن لاہور ہے جو ان سے پروفیشنل فیس وصول کرتی ہے۔

(ج) یہ معاملہ سٹی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ لاہور کے متعلقہ ہے محکمہ ہذا نے اس ضمن میں ڈسٹرکٹ کوآرڈینیشن آفیسر (DCO) لاہور سے درخواست کی ہے کہ وہ اس معاملہ کا جائزہ لے کر ضروری اقدامات کرے۔

راولپنڈی میں رجسٹرڈ اور غیر رجسٹرڈ فیکٹریوں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*2919: جناب شہر یار ریاض: کیا وزیر تحفظ ماحولیات از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) راولپنڈی میں محکمہ کے پاس کل کتنی رجسٹرڈ فیکٹریاں موجود ہیں؟

(ب) ان میں سے کتنے فیصد انوائر نمنٹ فرینڈلی ہیں؟

(ج) جو انوائر نمنٹ فرینڈلی نہیں کیا حکومت ان کو راولپنڈی شہر کی حدود سے باہر لے جانے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر تحفظ ماحولیات (سردار دوست محمد خان کھوسہ):

(الف) محکمہ تحفظ ماحول پنجاب فیکٹریوں کی رجسٹریشن نہیں کرتا تاہم محکمہ صنعت پنجاب کی مرتب کردہ Directory of Industrial Establishment Punjab کے مطابق ضلع راولپنڈی میں 110 فیکٹریاں ہیں۔ (تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے)

(ب) راولپنڈی میں 15 بڑی فیکٹریاں ہیں جن میں سے 5 کا تعلق محکمہ دفاع سے ہے باقی 10 فیکٹریاں سٹون کرشرز انوائر نمنٹ فرینڈلی نہیں ہیں۔علاوہ ازیں کافی تعداد میں گھریلو / چھوٹے یونٹ مثلاً فرنیچر بنانے والے کارخانے (200 عدد) سٹون کرشرز (250) اور ماربل کٹرز (96 عدد) ضلع بھر میں مختلف مقامات پر موجود ہیں۔رہائشی علاقوں میں موجود چھوٹے یونٹ بھی ماحولیاتی مسائل کا سبب بنتے ہیں۔

(ج) پاکستان کے تحفظ ماحول کا ایکٹ مجریہ 1997 فیکٹریوں کی منتقلی (Shifting) کی بجائے صنعتی آلودگی کنٹرول کرنے پر زور دیتا ہے۔اس سلسلہ میں عرض ہے کہ غیر ماحول دوست فیکٹریوں کو قومی ماحولیاتی معیاروں (National Environmental Quality Standards) کے مطابق ماحول دوست بنانے کے لئے مذکورہ ایکٹ کے تحت قانونی کارروائی کی جارہی ہے۔ (تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے)

ٹیکسلا میں کرشر پلانٹس پر ماحولیات کے قوانین کا اطلاق

*2927: جناب شہر یار ریاض: کیا وزیر تحفظ ماحولیات از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) ٹیکسلا میں کل کتنے کرشر پلانٹ ہیں؟

(ب) کیا تمام کرشر و مائننگ لیز، انوائرنمنٹ کے قوانین پر عمل کرتے ہیں، اگر نہیں تو کیا حکومت انہیں پابند کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر تحفظ ماحولیات (سردار دوست محمد خان کھوسہ):

(الف) ٹیکسلا میں تقریباً 250 سٹون کرشر پلانٹ ہیں۔

(ب) یہ درست ہے کہ تقریباً تمام کرشر و مائننگ لیز انوائرنمنٹ کے قوانین پر عمل نہیں کرتے۔ یہ سٹون کرشرز تقریباً 35/30 سال سے کام کر رہے ہیں مائننگ اور پتھروں کی کرشنگ کے دوران گرد و غبار (Particulate Matter) خارج ہوتا ہے جو فضائی آلودگی کا سبب بنتا ہے۔ محکمہ تحفظ ماحول نے ان سٹون کرشرز کے خلاف پاکستان کے تحفظ ماحول کے ایکٹ مجریہ 1997 کے تحت کارروائی کا آغاز کر دیا ہے۔ ضلعی آفیسر (ماحولیات) راولپنڈی تمام سٹون کرشرز کا سروے کر کے رپورٹ مرتب کر رہا ہے۔ 25 سٹون کرشرز کے خلاف رپورٹ آنے پر ان کو نوٹس جاری کر دیئے ہیں اور باقی کرشرز کو بھی رپورٹ آنے پر جلد ہی نوٹس جاری کر دیئے جائیں گے کہ وہ ماحولیاتی قوانین پر عمل کریں۔

اس سلسلہ میں سٹون کرشنگ ایسوسی ایشن ٹیکسلا سے بھی میٹنگ کی گئی ہے کہ وہ سٹون کرشرز کے لئے Dust Control System کی تنصیب کے لئے اقدامات کرے اور علاقہ میں زیادہ سے زیادہ شجرکاری بھی کرے۔

ای پی اے کے قیام اور اغراض و مقاصد

*3185: جناب محمد نوید انجم: کیا وزیر تحفظ ماحولیات از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) ای پی اے کب بنائی گئی، اس کے قیام کے مقاصد بتائیں؟

(ب) سال 2007 اور 09۔2008 کے دوران اس اتھارٹی کو کتنی گرانٹ سالانہ دی گئی؟

(ج) ان سالوں کے دوران اس اتھارٹی نے صوبہ میں فضائی آلودگی کے خاتمہ کے لئے کون کون سے منصوبے مکمل کئے، ان منصوبہ جات کے نام اور تخمینہ لاگت بتائیں؟

(د) لاہور شہر میں بڑھتی ہوئی فضائی آلودگی کے لئے مذکورہ اتھارٹی کیا اقدامات اٹھا رہی ہے؟

وزیر تحفظ ماحولیات (سردار دوست محمد خان کھوسہ):

(الف) ادارہ تحفظ ماحولیات 1987 میں پاکستان ماحولیاتی آرڈیننس 1983 کے تحت عمل میں آیا، 31-12-1996 کو اس کے لئے الگ محکمہ تحفظ ماحول قائم کیا گیا۔ادارہ کے اہم مقاصد درج ذیل ہیں:۔

1- پاکستان تحفظ ماحولیات ایکٹ 1997 اور اس کے تحت بننے والے قوانین پر عملدرآمد کو یقینی بنانا۔

2- پنجاب میں ماحولیاتی آلودگی کی جانچ اور اس کے تدارک کے لئے ضروری اقدامات کرنا۔

3- تمام ہدایات جو ماحول کی درستی کے لئے ادارہ تحفظ ماحولیات جاری کرتا ہے ان پر عملدرآمد کرانا۔

4- قومی ماحولیاتی معیار پر عمل درآمد

5- ماحول کی بہتری کے لئے مواد کی تیاری، ہدایات کا اجراٗ ضروری اقدامات کرنا اور عوام کو باخبر رکھنا۔

6- ریسرچ آرگنائزیشن کے ساتھ مل کر ماحول کی آلودگی کم کرنے کے لئے ٹیکنالوجی کے متعلقہ تحقیق کرنا۔

7- ماحولیاتی آلودگی کی مسلسل نگہداشت کا نظام بنانا۔

(ب) سال 2007-08 کے لئے سالانہ ترقیاتی منصوبوں کے لئے اس ایجنسی کو 315.4 ملین روپے، جبکہ سال 2008-09 کے لئے 523.4 ملین روپے کی گرانٹ دی گئی۔

(ج) تفصیل درج ذیل ہے:۔

نمبر شمار	نام منصوبہ	تخمینہ لاگت
1	ریس کورس پارک میں شمسی توانائی سے چلنے والی لائٹس کی تنصیب کی گئی	15 ملین روپے
-2	پنجاب میں پینے والے پانی میں آرسینک اور فلورائیڈ کی مقدار جانچنا اور اس کے تدارک کے لئے احتیاطی پروگرام	10 ملین روپے
-3	سکولوں میں ماحولیاتی آلودگی کا شعور پیدا کرنے کے لائے ماحولیاتی کلب کا قیام	07 ملین روپے
-4	پنجاب کے تین بڑے شہروں میں ماحولیاتی موبائل سکواڈ کا قیام	41.5 ملین روپے
-5	پنجاب میں دریاؤں، ندی نالوں اور نہروں کی مانیٹرنگ کا پروگرام	30 ملین روپے
-6	سرگودھا سٹون کرشر سے پیدا ہونے والی آلودگی کو کنٹرول کرنے کے لئے آلات کی تنصیب	01 ملین روپے
-7	پنجاب کے مختلف اضلاع میں فضائی آلودگی کی پیمائش کا پروگرام	20 ملین روپے
-8	ماحولیاتی تعلیم / آگاہی کے ذریعے عوامی شعور بیدار کرنا	50 ملین روپے

(د) ماحول کو صاف رکھنے کے لئے حکومت مندرجہ ذیل اقدامات اٹھا رہی ہے:۔

1- فضائی آلودگی کی مسلسل جانچ کے لئے (جاپان انٹرنیشنل کوآپریشن ایجنسی) کے تعاون سے تین انتہائی خودکار سٹیشن کی ٹاؤن شپ، لوئر مال اور ہاکی سٹیڈیم میں تنصیب کی گئی ہے جس سے فضائی آلودگی کی صورتحال کا ہمہ وقت جائزہ لیا جا سکتا ہے۔

2- ٹرانسپورٹ ڈیپارٹمنٹ اور ٹریفک پولیس لاہور کے ساتھ مل کر دھواں چھوڑنے والی گاڑیوں کا باقاعدہ چالان کیا جاتا ہے۔

3- دو سٹروک رکشے کی جگہ فور سٹروک سی این جی رکشے کی حوصلہ افزائی کی گئی ہے۔

4- سی این جی کا فروغ

5- ڈیزل میں سلفر کی مقدار کم کرنے کے لئے کوششیں کی جا رہی ہیں۔

6- عوام کو فضائی آلودگی کی مقدار اور اس کے روک تھام کے لئے اقدامات سے آگاہ کرنے کے لئے محکمہ نے لاہور میں تین جگہوں پر الیکٹرونکس بورڈ نصب کئے گئے ہیں۔

7- تحفظ ماحول قانون 1997 کے مطابق نئی قائم ہونے والی صنعتوں کے ماحولیاتی اثرات کا جائزہ لے کر ان کی منظوری دی جاتی ہے۔

8- مختلف محکموں مثلاً محکمہ ٹرانسپورٹ، ضلعی حکومت اور ایل ڈی اے کو لاہور شہر میں بڑھتی ہوئی ٹریفک کے مناسب کنٹرول کے بارے میں ہدایات جاری کی جاتی ہیں۔

9- فضائی آلودگی پھیلانے والے صنعتی یونٹوں اور دیگر ذرائع کے خلاف قانونی کارروائی کی جاتی ہے پنجاب بھر میں گزشتہ سال 873 آلودگی پھیلانے والے ذرائع / اداروں کے خلاف کارروائی کی گئی۔

10- وفاقی ادارہ تحفظ ماحولیات نے گاڑیوں سے نکلنے والے دھوئیں اور عام ہوا کے نئے معیار مقرر کر دیئے گئے ہیں جو کہ ماحولیاتی تحفظ کونسل میں منظوری کے لئے پیش کئے جائیں گے۔

گوجرانوالہ میں 2008 میں نیلا تھوتھا اور تیزاب بنانے والی بھٹیوں کے خلاف کارروائی کی تفصیلات

*3390: محترمہ نگہت ناصر شیخ: کیا وزیر تحفظ ماحولیات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) گوجرانوالہ میں محکمہ تحفظ ماحولیات نے سال 2008 میں نیلا تھوتھا اور تیزاب بنانے والی بھٹیوں کے خلاف کتنی کارروائیاں کیں؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ محلہ کوثر فین والا میں نیلا تھوتھا اور تیزاب بنانے کی بھٹی لگی ہوئی ہے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ اس بھٹی کے چلنے سے فضائی آلودگی پیدا ہو رہی ہے اور جس سے وبائی امراض پھیل رہے ہیں؟

وزیر تحفظ ماحولیات (سردار دوست محمد خان کھوسہ):

(الف) محکمہ تحفظ ماحولیات حکومت پنجاب نے سال 2008 میں گوجرانوالہ میں نیلا تھوتھا اور تیزاب بنانے والی ایک بھٹی کے خلاف کارروائی کی اس کے علاوہ گوجرانوالہ میں اور کوئی بھٹی نہ ہے۔

(ب) جی ہاں، محلہ کوثر فین والا میں نیلا تھوتھا بنانے والی ایک بھٹی ملکیتی رانا مبین لگی ہوئی تھی جس کے خلاف ضلعی آفیسر ماحولیات گوجرانوالہ نے عوام الناس کی شکایات پر کارروائی کرتے ہوئے اسے 14-02-2009 کو سیل کر دیا اور بعد ازاں فیکٹری مالک نے مذکورہ جگہ سے کام بند کر دیا ہے اور متعلقہ سامان اٹھا لیا ہے۔

(ج) جی ہاں، اس بھٹی کے چلنے سے فضائی آلودگی پیدا ہوتی تھی مگر مذکورہ بھٹی کے بند ہونے سے آلودگی کا مسئلہ ختم ہو گیا ہے۔

لاہور میں ماحولیاتی آلودگی میں اضافہ

*3420: محترمہ شبینہ ریاض: کیا وزیر تحفظ ماحولیات از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ لاہور میں روزانہ 6000 ٹن کوڑا پیدا ہو رہا ہے علاوہ ازیں ٹریفک و دیگر لاہور کے ارد گرد فیکٹریوں سے ماحول آلودہ ہو رہا ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ لاہور میں مذکورہ بالا آلودگی سے لاہور کے شہریوں اور اس کے ارد گرد رہنے والے لوگ مختلف بیماریوں کا شکار ہو رہے ہیں؟

(ج) کیا متعلقہ انتظامیہ مذکورہ آلودگی کو کنٹرول کرنے کے لئے کوئی اقدامات اٹھا رہی ہے اگر اٹھا رہی تو کون کون سے، مکمل تفصیل سے آگاہ کریں؟

وزیر تحفظ ماحولیات (سردار دوست محمد خان کھوسہ):

(الف) یہ درست ہے کہ لاہور میں روزانہ تقریباً 6000 ٹن کوڑا پیدا ہوتا ہے جس کو ٹھکانے لگانے کی ذمہ داری سٹی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ لاہور کے شعبہ سالڈ ویسٹ مینجمنٹ کے پاس ہے۔ علاوہ ازیں ٹریفک اور لاہور کے ارد گرد واقع فیکٹریاں بھی آلودگی کا موجب بنتی ہیں۔

(ب) یہ درست ہے کہ ماحولیاتی آلودگی کی وجہ سے لوگ مختلف بیماریوں کا شکار ہو سکتے ہیں تاہم اس ضمن میں محکمہ صحت پنجاب بہتر رپورٹ دے سکتا ہے۔

(ج) محکمہ تحفظ ماحولیات اپنے محدود سٹاف کے ساتھ ماحولیاتی آلودگی کو کنٹرول کرنے کے لئے کوشاں ہے۔لاہور میں آلودگی کا سبب بننے والے صنعتی یونٹس /تنصیبات/اداروں کے خلاف کارروائی کرتے ہوئے 250 یونٹس کو سیل کیا گیا اور ماحولیات سے متعلق 494 عوامی شکایات کا ازالہ کیا۔ماحولیاتی ٹربیونل میں لاہور کے 112 یونٹوں/ہسپتالوں/اداروں کے خلاف چالان بنا کر مقدمات دائر کروائے گئے۔ٹربیونل نے 18 یونٹوں کو مبلغ 1218000 روپے جرمانہ کیا اور 82 یونٹوں کے خلاف کیس زیر سماعت ہیں۔

لاہور میں سٹی ٹریفک پولیس اور محکمہ ماحولیات کے انسپکٹر مشترکہ طور پر شور اور دھوئیں کا باعث بننے والی گاڑیوں کے چالان کر رہے ہیں۔پچھلے سال شور اور دھوئیں کا باعث بننے والی 14240 گاڑیوں کے چالان کئے گئے۔

مزید برآں عوام الناس میں ماحولیاتی آگاہی کے لئے لاہور میں تین اہم مقامات پر Air Quality Display Stations قائم کئے گئے ہیں۔ پانچ غیر سرکاری تنظیموں (NGOs) کی خدمات حاصل کی گئی ہیں جو عوام اور سکولوں میں ماحولیات سے متعلق آگاہی پروگرام پر کام کر رہی ہیں

پنجاب میں مصفیٰ سپرٹ تیار کرنے والی فیکٹریوں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*3799: میجر (ر) ذوالفقار علی گوندل: کیا وزیر تحفظ ماحولیات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) پنجاب میں مصفیٰ سپرٹ (ایتھائل الکحل) تیار کرنے والی فیکٹریوں کی تعداد کیا ہے ان کے مالکان/ڈائریکٹرز کے ناموں سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

(ب) ہر فیکٹری نے تحفظ ماحولیات کے لئے کیا کیا انتظامات کئے ہیں؟

(ج) کیا یہ درست ہے کہ ہر فیکٹری سے خارج ہونے والے فاضل مادے زہر آلود ہیں اور یہ پانی، زندگی اور ماحول کو بری طرح متاثر کر رہے ہیں؟

وزیر تحفظ ماحولیات (سردار دوست محمد خان کھوسہ):

(الف) پنجاب میں سپرٹ بنانے والی فیکٹریوں کی تعداد دس ہے جن کے عہدیداروں کے نام اور رابطہ نمبر کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) دس فیکٹریوں میں سے 5 فیکٹریوں نے فاضل مادوں کے مضر اثرات کو کم کرنے کے لئے انتظامات کر رکھے ہیں اور تقریباً 80 فیصد فاضل مادے Biogas میں تبدیل کر دیئے جاتے ہیں اور یہی گیس فیکٹریوں کے Boiler چلانے میں استعمال ہوتی ہے جبکہ باقی ماندہ 5 فیکٹریوں نے کوئی انتظام نہیں کیا ہے جن کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) فیکٹریوں سے خارج شدہ فاضل مادے نامیاتی نوعیت کے ہوتے ہیں جن میں زہر آلود مادے شامل نہیں ہوتے ہیں لیکن یہ مادے اگر زیادہ مقدار میں ندی نالوں اور دریاؤں میں شامل ہو جائیں تو یہ پانی میں موجود آکسیجن جذب کر سکتے ہیں اور آبی حیات کے لئے نقصان دہ ثابت ہو سکتے ہیں۔

محترمہ ساجدہ میر: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، محترمہ ساجدہ میر!

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! میں سمجھتی ہوں کہ آج ہماری بہبود آبادی کی جو منسٹر ہیں انہوں نے بڑی تیاری سے سوالات کے جوابات دیئے ہیں، پورا ہاؤس ان کو مبارکباد دیتا ہے۔ ان کو جو ذمہ داری دی گئی تھی وہ انہوں نے بخوبی سر انجام دی ہے۔ رفعت سلطانہ ڈار کی بات مانتے ہوئے میں کہوں گی کہ environment کے پیسے بہبود آبادی کو دے دیئے جائیں تو بہتر ہوگا اور آبادی پر کنٹرول بھی ہو جائے گا۔

شیخ علاؤالدین: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! آپ اکثر ہمیں سمجھاتے ہیں اور بہت کچھ کہتے ہیں کہ پوائنٹ آف آرڈر پر کوئی پوائنٹ آف آرڈر نہ لے۔ سوال یہ ہے کہ میں نے ایک اہم نکتہ اٹھایا ہے جس میں لکھو کھا بچوں کا مستقبل ہے اس پر مجھے آپ کی ruling چاہئے۔ مجھے کسی سے کچھ نہیں لینا دینا، پھر کوئی مسئلہ کھڑا ہو جائے گا کہ میں نے کچھ کہہ دیا ہے۔ آپ مجھے اس پر ruling دے دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شیخ صاحب! تشریف رکھیں۔ اس وقت منسٹر ایجوکیشن موجود نہیں ہیں اگر وہ موجود ہوتے تو بالکل اس پر بات کرتے، ان کے آنے تک رک جائیں جب وہ آ جائیں گے تو پھر ان سے بات

کر کے اور جواب update لیں گے۔ پھر اس کے مطابق جو فیصلہ کرنا ہو گا وہ بالکل کریں گے اس کو ایسے نہیں چھوڑیں گے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میری آپ سے صرف اتنی گزارش ہے کہ آپ لاء منسٹر کو کہہ دیں کیونکہ منسٹر ایجوکیشن کے پاس ایکسائز کا بھی محکمہ ہے میری ایک سال سے Adjournment Motion پڑی ہوئی ہے جس کو وہ ہمیشہ ٹالتے ہیں۔ آپ لاء منسٹر صاحب سے کہہ دیں وہ کم از کم اتنا در دِ دل قوم کے لئے ضرور رکھتے ہیں کہ وہ اس اہم مسئلے پر کچھ نہ کچھ کریں گے اس لئے آپ ان کو صرف کہہ دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شیخ صاحب! اس کا ایک طریق کار ہے۔ یہ معاملہ Minister Education سے concerned ہے اور He is not present in the House آپ کا point رجسٹرڈ ہو گیا، record پر بھی آ گیا اور آپ کی بات on the floor of the House بھی آ گئی ہے۔ ہم ان کو کل کے لئے پابند بھی کر دیتے ہیں کہ وہ آئیں اور اس پر پہلے گورنمنٹ کی طرف سے بات ہو جائے اگر آپ کی ان کی بات سے تسلی نہیں ہو گی تو پھر کمیٹی بھی بنائیں گے اور ایکشن بھی لیں گے۔

شیخ علاؤالدین: بہت شکریہ

ملک محمد جاوید اقبال اعوان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی۔

ملک محمد جاوید اقبال اعوان: جناب سپیکر! میں بھی شیخ صاحب کی طرح ضلع خوشاب کی بات کرنا چاہتا ہوں۔ انہوں نے جب educators بھرتی کئے۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ملک صاحب! معذرت کے ساتھ، جو بات شیخ صاحب نے کی ہے اگر آپ اسی کو repeat کرنا چاہتے ہیں تو Let the Minister Education come ان کے ساتھ آپ بیٹھ جائیں جو بات بھی ہو گی وہ کل on the floor of the House بتائیں گے۔ آپ ان کو مل لیں وہ آپ کی بات کا بھی ادھر ہی جواب دے دیں گے۔

وزیر بہبود آبادی (محترمہ نیلم جبار چودھری): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، محترمہ!

وزیر بہبود آبادی (محترمہ نیلم جبار چودھری): جناب سپیکر! آج یہاں Population Welfare Department کے حوالے سے questions ہوئے ہیں۔ یہاں میڈیا موجود ہے۔ میں آپ کی اور

معزز ایوان کے توسط سے یہ بات ضرور کہنا چاہوں گی کہ اگر واقعی ہمارے ملک میں اسی طرح آبادی بڑھتی رہی اور جو آبادی کے serious issues ہیں یا جو population explosion ہمارے ملک اور specially پنجاب میں ہے۔ پنجاب جو بہت زیادہ آبادی کی وجہ سے suffer کر رہا ہے میں چاہوں گی کہ یہاں پر جو معزز ایوان کے رکن بیٹھے ہیں وہ اپنے اپنے حلقہ احباب میں، کیونکہ اپنی اپنی constituency میں ان کا ایک اثر ہے اس لئے please وہ اس message کو لوگوں تک پہنچائیں۔ especially یہاں پر جو میڈیا بیٹھا ہے وہ اس میں بہت affective role play کر سکتا ہے اس لئے میں تمام ایوان اور میڈیا کو یہ کہنا چاہوں گی کہ اس چیز کو highlight کیا جائے تاکہ عوام کے اندر اس کی awareness پیدا ہو سکے، شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔ جی، آمنہ الفت صاحبہ!

محترمہ آمنہ الفت: شکریہ۔ جناب سپیکر! آپ نے خود ruling دی تھی کہ اگر محکمے کی طرف سے غلط جواب آئے یا ہاؤس میں وزراء کی جانب سے غلط جواب آئے تو یہ ہمارا استحقاق ہے کہ ہم اس کے لئے ایک Privilege Motion دے سکتے ہیں اور اس پر احتجاج کر سکتے ہیں۔ جب میرے سوال کی باری آنے لگی تو ٹائم ختم ہو گیا تھا۔ محترمہ وزیر صاحبہ نے خود اپنے منہ سے ابھی فرمایا تھا کہ جو بھی مرد حضرات ہیں انہیں محکمے کی طرف سے پانچ سو روپے یا اڑھائی سو روپے دیئے جاتے ہیں۔ میں نے جو سوال کیا تھا اس میں واضح طور لکھا ہوا ہے کہ ”نہیں ان فلاحی مراکز میں آنے والے مرد و خواتین کو مالی امداد فراہم نہیں کی جاتی۔“ یہ اتنا بڑا غلط جواب ہے کہ یا وزیر صاحبہ غلط بیانی سے کام لے رہی ہیں یا محکمہ نے غلط جواب دیا ہے اور محکمہ کے جس آفیسر نے بھی یہ کھلم کھلا غلط جواب دیا ہے اس کو استحقاق کمیٹی کے سامنے پیش کیا جائے اس پر خاموش رہنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے یہ استحقاق کمیٹی کو جب تک نہیں جائے گا استحقاق کمیٹی میں اس افسر کو نہیں بلایا جائے گا جس نے یہ غلط جواب دیا ہے اس وقت تک ہم اس ہاؤس کو آئندہ کسی بھی طریقے سے ٹھیک نہیں چلا سکیں گے۔ میرا یہ استحقاق ہے۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میری بات سنیں کہ جب آپ ابھی خود قاعدہ قانون کی بات کر رہی ہیں کہ جب ایک سوال ہاؤس کے اندر put ہی نہیں ہوا تو میں اس پر ruling کیسے دے دوں؟

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! جس سوال کا جواب ہی غلط دیا جائے۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اگر آپ سمجھتی ہیں کہ غلط جواب آیا ہے تو قاعدہ و قانون کے مطابق تحریک استحقاق دیں۔

وزیر بہبود آبادی (محترمہ نیلم جبار چودھری): جناب سپیکر!۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: وزیر صاحبہ! میں آپ کی طرف بھی آتا ہوں۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! جب بھی میں اپنی تحریک استحقاق پیش کرتی ہوں تو میری تحریک استحقاق مسترد کر دی جاتی ہے آپ اس کے خلاف کارروائی کریں؟

جناب ڈپٹی سپیکر: پہلے آپ مجھے یہ قانون بتا دیں کہ جب ایک سوال ہاؤس میں take up ہی نہیں ہوا تو اس پر کارروائی کس طرح ہو سکتی ہے؟

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! وزیر صاحبہ غلط بیانی سے کام لے رہی ہیں۔ جب جواب آ جاتا ہے تو اس کا مطلب ہے کہ یہ ہاؤس میں پیش کر دیا گیا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اب اس کا طریق کار یہ ہے کہ اگر جواب آئے، آپ اس سے مطمئن نہیں ہیں اور آپ سمجھتی ہیں کہ یہ غلط بیانی ہے تو آپ Privilege Motion لائیں۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! آپ کی طرف سے ruling چاہئے کہ یہ چیزیں استحقاق کمیٹی کو جانی چاہئیں یا نہیں؟

جناب ڈپٹی سپیکر: میری ruling کی بات ہی نہیں اور اس میں استحقاق کمیٹی کے بارے میں law and rules بڑے clear ہیں۔ آپ تشریف رکھیں اور rules کو پڑھ کر بات کیجئے گا۔ جی، منسٹر صاحبہ!۔۔۔ (قطع کلامیاں)

رائے محمد اسلم خان: جناب سپیکر! محترمہ بار بار غیر پارلیمانی الفاظ استعمال کر رہی ہیں۔ یہ اپنے الفاظ واپس لیں۔ ہماری طرف سے اگر تھوڑی سی بات ہو تو واک آؤٹ تک پہنچ جاتے ہیں اور ہمیں تو یہ زیب ہی نہیں دیتا کہ غیر پارلیمانی الفاظ استعمال کریں۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! میں نے کون سے غیر پارلیمانی الفاظ استعمال کئے ہیں؟ ان کو تو پتا ہی نہیں کہ کیا غلط بیانی اور کیسے غیر پارلیمانی الفاظ ہیں؟

جناب ڈپٹی سپیکر: ویسے میں آپ کو ایک بات بتاؤں کہ میں معزز ممبران سے بار بار گزارش کرتا ہوں جب ایک معزز ممبر کھڑا ہو تو درمیان میں interruption نہیں کرنی چاہئے اور اس سے پہلے آپ نے بات کی اور اس کے بعد میں نے ان کو floor دیا ہے تو اب ان کی بات بھی سن لیں وہ آپ کے بارے میں صحیح کر رہے ہیں یا غلط کر رہے ہیں یہ Chair نے decide کرنا ہے. Let the Chair decide اور آپ نے جو بات کی، میں نے آپ کو بتایا کہ اس پر rules...

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! جب question hour ہے---

جناب ڈپٹی سپیکر: اس کا مطلب ہے کہ جس جس کا question ہے۔ محترمہ! آپ میری بات سنیں گی؟ اس کا مطلب ہے کہ جن جن کے questions take up ہوئے ہیں وہ سارے اٹھ کر بولنا شروع کر دیں۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! بات اصول کی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: تو بات اصول کی اتنی ہے کہ آپ کا question take up نہیں ہوا اور آپ کے مطابق محکمہ نے غلط جواب دیا ہے، آپ Privilege Motion لے کر آئیں اس کو ہم دیکھ لیں گے۔ بہت شکریہ۔ جی، منسٹر صاحبہ!

وزیر بہبود آبادی (محترمہ نیلم جبار چودھری): شکریہ۔ جناب سپیکر! محترمہ سے کہیں کہ پہلے میری بات تو غور سے سنیں۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! میری بات ابھی تو پوری نہیں ہوئی---

جناب ڈپٹی سپیکر: محترمہ! آپ نے ہاؤس کو چلنے دینا ہے یا نہیں؟ مطلب یہ ہے کہ میں نے آپ کی بات سن بھی لی، آپ کی بات پر میں نے ایک بات کر بھی دی۔ اب اس سے زیادہ فی الحال کچھ نہیں بنتا۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! جب ہم اپنا سوال اسمبلی میں پیش کرتے ہیں تو وہ سوال بھی مسترد ہو جاتا ہے اور ہماری تحریک استحقاق بھی غلط طریقے سے مسترد کر دی جاتی ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میرا خیال ہے کہ میں Leader of the Opposition سے درخواست کروں گا کہ ذرا یہ دیکھ لیں کہ اگر یہ سمجھتی ہیں کہ ان کی کوئی تحریک التوائے کار غلط طریقے سے مسترد ہوئی ہے تو وہ آپ بیٹھ کر بات کر لیجئے گا۔ بہت شکریہ۔ میں نے کافی دیر سے منسٹر صاحبہ کو floor دیا ہوا ہے، جی، منسٹر صاحبہ! آپ کوئی بات کرنا چاہ رہی تھیں۔

وزیر بہبود آبادی (محترمہ نیلم جبار چودھری): جناب سپیکر! میں یہ بات کرنا چاہ رہی تھی کہ پہلی بات تو یہ ہے کہ ان کا سوال ابھی آیا ہی نہیں اور دوسری بات یہ ہے کہ اس چیز کو مجھ سے clear تو کریں کہ میں نے جو بات کی ہے کہ جو Family Welfare Centres ہیں جن کے بارے میں۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جب ایک چیز کو میں take up ہی نہیں کر رہا اور جب اس پر سوال ہی نہیں ہوا تو بہت مہربانی، آپ تشریف رکھیں۔ جی، شیر علی صاحب!

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمن رانا: جناب سپیکر! میں صبح سے بار بار کھڑا ہو رہا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ کو آج صبح سے میں نے بہت دفعہ floor دیا ہے، میں آپ کی طرف بھی آتا ہوں اور باقی ممبران کو بھی ٹائم دینا ہے ان کی بات بھی ضروری ہے۔ رانا صاحب! ان کی بات کے بعد میں آپ کی طرف بھی آتا ہوں۔

جناب شیر علی خان: جناب سپیکر! اخبار میں ایک خبر ہے جو ایک بڑا اہم issue ہے اس لئے میں یہاں اٹھانا چاہ رہا ہوں کہ .Site for two Danish schools declared unsuitable میں یہاں دو sentences بولوں گا۔

> The consultants for the Danish School System have declared the site selected for establishment for two schools in Rakh Mari village of Jand tehsil, is unsuitable.

یہ اٹک ضلع کی بات ہے اس میں آگے وہ لکھتا ہے:

> Meanwhile, the PTSS source disclosed that despite the consultants' report some bureaucratic figures were still insisting on the construction of the schools at the same site to make the pioneer of this system, Chief Minister Punjab, Shahbaz Sharif was happy as he wanted early execution of the project. But if the project is executed in haste, it will cause a loss to the public exchequer.

اور اسی میں وہ کہتا ہے کہ:

Chief Secretary Punjab, Javed Mehmood had selected the site for the four projects during his visit to the district about 9 months back. Out of the four projects, the Punjab Government initially approved one at Jand tehsil

اسی پراجیکٹ کی بات ہے۔

and released rupees two hundred millions for the project out of the estimated, the cost of four hundred and six millions,

یہ 20کروڑ روپے کا سوال ہے اور یہ پیسے بھی release ہوئے ہیں اور یہ یہاں پر دانش سکول بنانے کے لئے insist کر رہے ہیں۔ میں نے بجٹ میں بھی کہا تھا کہ یہ دانش صاحب کیونکہ صاحب کے دوست ہیں اس لئے ان کے سکول بنانے کے لئے وہ ہر وقت کوشاں ہیں۔ یہ پیسے ضائع نہ کئے جائیں کیونکہ جب consultant کہتا ہے کہ یہاں نہیں بننا چاہئے تو پھر یہاں نہیں بننا چاہئے۔ بہت شکریہ

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمن رانا: جناب سپیکر!۔۔۔

الحاج محمد الیاس چنیوٹی: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: چنیوٹی صاحب! میں ان کے بعد آپ کو floor دیتا ہوں۔ جی، رانا صاحب!

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمن رانا: جناب سپیکر! آپ کا ہمیشہ یہ اصول رہا ہے کہ ہاؤس rules کے مطابق چلے اور بڑی خوشی ہوتی ہے جب یہ ہاؤس rules کے مطابق چلتا ہے تو میں آپ کی توجہ اپنے ایک نوٹس کی طرف دلانا چاہوں گا کہ جو میں نے اسمبلی کے rules کے حوالے سے 9۔ ستمبر کو for amendment in the Rules of Procedure. بھیجا تھا، جو rule (244) ہے وہ یہ کہتا ہے کہ جب اسمبلی کا سیشن شروع ہو تو سات دن کے اندر یہ motion or notice اسمبلی میں پیش ہو جانا چاہئے اور اس سے پہلے یہ تمام ممبران کو circulate ہو جانا چاہئے تھا۔ میری گزارش ہے کہ یہ نہ تو circulate ہوا اور آج اجلاس کو شروع ہوئے نواں دن ہے اور یہ put up نہیں ہوا۔ یہ 18 تاریخ کو وزیر قانون و پارلیمانی امور کو comments کے لئے بھیج دیا گیا جبکہ rule(244) کے مطابق اس کی

ضرورت نہ تھی۔اس کو جو پیش کرنے کا مقصد ہے یہ پارلیمنٹ کے لئے انتہائی ضروری ہے کیونکہ جب تک پارلیمنٹ in power نہیں ہوتی، جب تک یہاں پر بیٹھے ہوئے تمام دوست in power نہیں ہوتے، جب تک اسمبلی کے organs in power نہیں ہوتے اور جو اسمبلی کی سٹینڈنگ کمیٹیاں ہیں ان کو in power نہیں کیا جاتا تو اس کو میرا پیش کرنے کا مقصد سٹینڈنگ کمیٹیوں کو in power کرنے کا تھا۔(نعرہ ہائے تحسین)

باقی چونکہ cases کے مطابق میں سمجھتا ہوں کہ جو 1997 کے rules ہیں ان کے اندر بہت زیادہ amendments کی ضرورت ہے کیونکہ یہ rules اس وقت بنے تھے جب ممبران کی تعداد 180 سے کم تھی اب 371 ممبران کی ضرورت کو پورا کرنے کے لئے ان میں بہت amendments کی ضرورت ہے۔میں نے تقریباً 48 amendments تیار کی ہیں اور اس میں، میں نے پہلی قسط کے اندر صرف 6 بھیجی ہیں اور ان کی بھی ابھی تک شنوائی نہیں ہوئی تو میری گزارش ہے کہ آج اگر اس کو rules کے مطابق ہاؤس میں پیش کیا جائے کیونکہ آج کی اسمبلی کی proceedings میں کہیں ان کا ذکر نہیں آیا تو میں آپ کی توجہ دلانا چاہوں گا کہ اسی سیشن کے اندر ان کو لایا جائے کیونکہ کچھ لوگوں کا خیال ہے کہ شاید آج سیشن ختم ہو جائے اور کچھ کا خیال ہے کہ شاید کل ختم ہو۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ کا خیال کیا ہے؟

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: جناب سپیکر! میں تو چاہوں گا کہ اجلاس سارا سال چلتا رہے تاکہ لوگوں کے مسائل حل ہوتے رہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جو آپ فرما رہے ہیں already اس بارے میں لاء منسٹر صاحب سے comments مانگے ہوئے ہیں۔اس وقت لاء منسٹر صاحب یہاں پر موجود ہیں ہم ان سے کہتے ہیں کہ اس کو ذرا speed up کر لیں کیونکہ اس کے پیچھے جو spirit ہے وہ اتنی ہے کہ جو بھی چیز legislation کے لئے ہاؤس میں آئے اس پر حکومتی بنچوں کو متفق ہونا چاہئے۔اب اگر آپ یہ سمجھتے ہیں کہ تھوڑی delay ہو رہی ہے تو لاء منسٹر صاحب سے ہم پوچھ لیتے ہیں کہ ہم نے ان کو بھیجی ہوئی ہے اگر وہ سمجھتے کہ ٹھیک نہیں ہے تب بھی، اگر وہ ٹھیک ہے تب بھی اس پر وہ اپنے comments دے کر ہمیں بھیج دیں۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: جناب سپیکر! میں نے یہ عرض کیا ہے کہ یہ comments کے لئے 18۔ستمبر کو بھیجی گئی تھی اور آج 20۔اکتوبر ہے۔(244-A)rule یہ کہتا ہے کہ:

Rule-244-A(3) The motion shall be included in the List of Business, if the Assembly is in session, within seven days of the expiry of the period of the notice.

(2) The Secretary shall, as soon as may be, circulate the notice to the members.

ابھی تک تو یہ circulate ہی نہیں ہوا تو comments کی بات تو بعد میں آئے گی۔ اب چونکہ یہ ہاؤس میں پیش ہونا ہے اگر مجھے ہاؤس ووٹنگ کے ذریعے اجازت دے گا کہ اس motion کو پیش کیا جائے تب یہ پیش ہوگی اس کے بعد آپ چاہے کمیٹی کو بھیج دیں لیکن یہ ہاؤس کے اندر ووٹنگ کے لئے آنا تھا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ کی بات ٹھیک ہے۔ rules اسی طرح ہیں لیکن administrative steps بھی ہوتے ہیں جس میں اسمبلی سیکرٹریٹ ان کو دیکھتا ہے۔ یہ delay ضرور ہوا ہے۔ میں صرف لاء منسٹر صاحب سے یہ گزارش کروں گا کہ یہ as per rules refer ہوا ہے۔ یہ ہمیں کل تک apprise کر دیں کہ کب تک اس پر اپنے comments positive, negative whatever they are... بھجوائیں گے پھر ہم دیکھ لیتے ہیں۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: جناب سپیکر! بہت مہربانی۔ میں ایک اور چیز کی آپ سے وضاحت چاہوں گا کہ آیا جو administrative order ہے وہ rules کو override کر سکتا ہے کیونکہ لاء منسٹر صاحب ہمارے لئے قابل احترام ہیں میں آپ کے توسط سے ان سے بھی گزارش کروں گا کہ یہ بھی جمہوریت کی spirit کو مدنظر رکھتے ہوئے اسی سیشن کے اندر comments دے کر اپنی اجازت دے دیں کہ اس کو اسمبلی کے اندر پیش کیا جائے تاکہ یہ ممبران decide کریں کہ انہوں نے کیا اپنے لئے rules بنانے ہیں۔ Thank you very much.

پارلیمانی سیکرٹری برائے ثقافت وامور نوجوانان (محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، بہت شکریہ، بہت مہربانی۔ میں نے چنیوٹی صاحب کو کافی دیر کا کہا ہوا تھا اس کے بعد میں آپ کی طرف آتا ہوں۔

الحاج محمد الیاس چنیوٹی: جناب سپیکر! بہت شکریہ۔ اجلاس میں تقریباً تئیس سوال رکھے گئے ہیں اور ان میں سے صرف پانچ کا جواب آیا ہے اور وہ بھی آپ نے سُنے ہیں کہ کس قسم کے جوابات ہیں، جب پچیس،

پچیس یعنی سوالات کا بیشتر حصہ discussion کے لئے پیش ہی نہیں ہو گا تو اس کے جوابات کیا ہوں گے اور لوگوں کی دادرسی کیا ہو گی؟ اس لئے میری گزارش یہ ہے کہ یا تو سوال ہی اتنے لائے جائیں یا پھر کوئی ایسا طریق کار اختیار کیا جائے کہ اس کا وقت بڑھا دیا جائے تاکہ تمام سوال اٹھانے والے لوگوں کو تسلی بخش جواب دیئے جا سکیں۔

جناب سپیکر! دوسری گزارش چنیوٹ کے حوالے سے کرنا چاہتا ہوں کہ ہمارے لئے ایک مسئلہ بنا ہوا ہے کہ تمام اضلاع کے جو ریلوے سٹیشن ہیں وہاں پر سیٹیں وغیرہ بک کرنے کا کمپیوٹرائزڈ سسٹم ہے لیکن چنیوٹ کو ضلع بننے کے باوجود وہ سسٹم نہیں دیا گیا اور ہمارے لوگ سیٹیں بک کروانے کے لئے فیصل آباد یا سرگودھا جاتے ہیں جس میں کافی loss ہوتا ہے۔ میری آپ سے درخواست ہے کہ ایوان کی وساطت سے وفاقی حکومت سے مطالبہ کیا جائے کہ چنیوٹ کو بھی وہ تمام سہولیات فراہم کی جائیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: چنیوٹی صاحب اس کا ایک طریق کار ہے۔ آپ اس پر قرارداد بنا کر لے آئیں ہم بالکل آپ کو support کریں گے۔ جی، محترمہ سیمل کامران صاحبہ!

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! I fully endorse whatever Mr Rana Sahib was saying میں نے بھی اسی طرح سے ہی soon after the budget session قائمہ کمیٹی کے بارے میں ایک Privilege Motion as well as the Assurance Motion submit کروائی تھی جو PAC-1 کے چیئرمین کے انتخاب کے بارے میں تھی اور اس میں کچھ assurance دلائی گئی تھی کہ جی، اس بجٹ سیشن کے فوراً بعد اس کی کمیٹی بلائی جائے گی اور اس کی میٹنگ ہو گی اور PAC-I کے چیئرمین کا انتخاب ہو جائے گا۔ میری Assurance Motion کو Minister for Law and Parliamentary Affairs کو refer کر دی گئی تھی اور اس میں یہ تھا کہ within seven days وہ اُس پر comment کریں تو آج شاید اس کو If I am not wrong تین مہینے تو ہو رہے ہیں اس پر کوئی comments نہیں آئے so please اس کو بھی consider کیجئے گا۔

جناب سپیکر! دوسری جو بات میں کہنا چاہتی تھی وہ یہ ہے کہ کچھ دن پہلے newspapers میں بھی یہ رپورٹ ہوا، ٹی وی پر بھی رپورٹ ہوا کہ کچھ افسروں کو جو OSD آفیسر تھے ان کو additional charge دے دیا گیا ہے تو This was something new for me کیونکہ

جہاں تک میری عقل ناقص ہے وہ مجھے یہ بتاتی ہے کہ OSD وہ بندہ ہے جس کو ہم کھڈے لائن لگا دیتے ہیں The person who is not doing anything اس کے پاس کوئی چارج نہیں ہے تو کیسے کوئی بندہ جس کے پاس کوئی responsibility نہیں ہے اس کو کوئی additional responsibility دے دی جائے ؟پنجاب سول سروسز ایکٹ کے تحت بھی ایسی کوئی provision نہیں ہے تو مجھے ذرا اس کی وضاحت فرما دی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میرا خیال ہے کہ اگر کوئی اضافی چارج مل جائے تو اس میں تو کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ جی، راناصاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر !اس بارے میں کوئی specific information تو میرے پاس نہیں ہے لیکن جو OSD ہوتا ہے اس کا معنی ہی یہ ہے کہ Officer on special duty تو کوئی بھی سپیشل چارج یا کوئی ٹاسک ان کو دیا جا سکتا ہے اور دوسرا جو انہوں نے PAC-1 کی بات کی ہے تو PAC-1 کا اجلاس کل ہو رہا ہے اور انشاء اللہ تعالیٰ کل چیئرمین کا انتخاب ہو جائے گا۔

شیخ علاؤالدین: پوائنٹ آف آرڈر۔

رپورٹیں (توسیع)

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔ شیخ صاحب! تھوڑا سا بزنس کر لوں اس کے بعد میں آپ کو موقع دیتا ہوں۔ اب پرویز رفیق صاحب مجلس قائمہ برائے قانون و پارلیمانی امور کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع لینا چاہتے ہیں۔ میں انہیں دعوت دیتا ہوں کہ وہ توسیع کی تحریک پیش کریں۔

مسودہ قانون (ترمیم) استحقاقات صوبائی اسمبلی پنجاب نمبر 15، 17 مصدرہ 2008 اور نمبر 6 مصدرہ 2009 کے بارے میں مجلس قائمہ برائے قانون و پارلیمانی امور کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع

جناب پرویز رفیق: جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

1. The Provincial Assembly of the Punjab Privileges (Amendment) Bill, 2008 (Bill No.

15 of 2008) moved by Ch. Aamir Sultan Cheema MPA (PP-32)

2. The Provincial Assembly of the Punjab Privileges (Amendment) Bill, 2008 (Bill No. 17 of 2008) moved by Mrs. Amna Ulfat, MPA (W-356); and

3. The Provincial Assembly of the Punjab Privileges (Amendment) Bill, 2009 (Bill No. 6 of 2009) moved by Chaudhry Muhammad Asad Ullah, MPA

کے بارے میں مجلس قائمہ برائے قانون و پارلیمانی امور کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 30-نومبر 2009 تک توسیع کر دی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

1. The Provincial Assembly of the Punjab Privileges (Amendment) Bill, 2008 (Bill No. 15 of 2008) moved by Ch. Aamir Sultan Cheema MPA (PP-32)

2. The Provincial Assembly of the Punjab Privileges (Amendment) Bill, 2008 (Bill No. 17 of 2008) moved by Mrs. Amna Ulfat, MPA (W-356); and

3. The Provincial Assembly of the Punjab Privileges (Amendment) Bill, 2009 (Bill No. 6 of 2009) moved by Chaudhry Muhammad Asad Ullah, MPA

کے بارے میں مجلس قائمہ برائے قانون و پارلیمانی امور کی رپورٹیں ایوان میں
پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 30-نومبر 2009 تک توسیع کر دی جائے۔

یہ تحریک پیش کی گئی اور اب سوال یہ ہے کہ:

1. The Provincial Assembly of the Punjab Privileges (Amendment) Bill, 2008 (Bill No. 15 of 2008) moved by Ch. Aamir Sultan Cheema MPA (PP-32)
2. The Provincial Assembly of the Punjab Privileges (Amendment) Bill, 2008 (Bill No. 17 of 2008) moved by Mrs. Amna Ulfat, MPA (W-356); and
3. The Provincial Assembly of the Punjab Privileges (Amendment) Bill, 2009 (Bill No. 6 of 2009) moved by Chaudhry Muhammad Asad Ullah, MPA

کے بارے میں مجلس قائمہ برائے قانون و پارلیمانی امور کی رپورٹیں ایوان میں
پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 30-نومبر 2009 تک توسیع کر دی جائے۔

(تحریک منظور ہوئی)

نشان زدہ سوال نمبر 334 کے بارے میں مجلس قائمہ برائے مقامی حکومت و دیہی ترقی کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع

جناب ڈپٹی سپیکر: اب مہر اشتیاق صاحب مجلس قائمہ برائے مقامی حکومت و دیہی ترقی کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع لینا چاہتے ہیں۔ میں انہیں دعوت دیتا ہوں کہ وہ توسیع کی رپورٹ ایوان میں پیش کریں۔

مہر اشتیاق احمد: جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

"نشان زدہ سوال نمبر 334 پیش کردہ سید حسن مرتضیٰ ایم پی اے کے بارے میں مجلس قائمہ برائے مقامی حکومت و دیہی ترقی کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 30۔نومبر 2009 تک توسیع کر دی جائے۔"

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

"نشان زدہ سوال نمبر 334 پیش کردہ سید حسن مرتضیٰ ایم پی اے کے بارے میں مجلس قائمہ برائے مقامی حکومت و دیہی ترقی کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 30۔نومبر 2009 تک توسیع کر دی جائے۔"

یہ تحریک پیش کی گئی اور اب سوال یہ ہے کہ:

"نشان زدہ سوال نمبر 334 پیش کردہ سید حسن مرتضیٰ ایم پی اے کے بارے میں مجلس قائمہ برائے مقامی حکومت و دیہی ترقی کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 30۔نومبر 2009 تک توسیع کر دی جائے۔"

(تحریک منظور ہوئی)

تحریک التوائے کار نمبر 117/09 کے بارے میں مجلس قائمہ برائے امور داخلہ کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع

جناب ڈپٹی سپیکر: اب جناب رانا محمد اقبال خان صاحب مجلس قائمہ برائے امور داخلہ کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع لینا چاہتے ہیں۔ میں انہیں دعوت دیتا ہوں کہ وہ توسیع کی تحریک پیش کریں۔ جی، رانا محمد اقبال صاحب!

رانا محمد اقبال خان: جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

Adjournment Motion No 117 of 2009 moved by Sheikh Ala-ud-Din MPA (PP-181)

کے بارے میں مجلس قائمہ برائے امور داخلہ کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 3۔نومبر 2009 تک توسیع کر دی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

Adjournment Motion No 117 of 2009 moved by Sheikh Ala-ud-Din MPA (PP-181)

کے بارے میں مجلس قائمہ برائے امور داخلہ کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 3-نومبر 2009 تک توسیع کر دی جائے۔

یہ تحریک پیش کی گئی اور اب سوال یہ ہے کہ:

Adjournment Motion No 117 of 2009 moved by Sheikh Ala-ud-Din MPA (PP-181)

کے بارے میں مجلس قائمہ برائے امور داخلہ کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 3-نومبر 2009 تک توسیع کر دی جائے۔

(تحریک منظور ہوئی)

تحاریک استحقاق

جناب ڈپٹی سپیکر: اب ہم تحاریک استحقاق لیتے ہیں۔

چودھری سرفراز افضل: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب محمد محسن خان لغاری: پوائنٹ آف آرڈر۔

ملک محمد عباس راں: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، میں تحاریک استحقاق ختم کر لوں پھر میں آپ کو موقع دیتا ہوں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! آپ نے جن rules کا کہا تھا کہ آپ دیکھ کر بتائیں گے تو سیکرٹری صاحب بتا رہے ہیں کہ ایک مہینے سے زیادہ نہیں ہو سکتی تو اگر آپ کی اجازت ہو تو اس کو بھی ہم ایک مہینے کے لئے کر دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اس کی بھی ایک مہینے کے لئے توسیع کر دی گئی۔ اب میں تحاریک استحقاق لے لوں پھر میں سب دوستوں کو floor دیتا ہوں۔ ذرا یہ بزنس ساتھ ساتھ چلاتا رہوں۔

چودھری سرفراز افضل: جناب سپیکر! سی اینڈ ڈبلیو والے بار بار ہمیں نئی بلڈنگ کے حوالے سے یقین دہانیاں کروا رہے ہیں، روزانہ ہمیں ایک نیا لالی پاپ دے دیا جاتا ہے اور ایک نئی روداد سنا دی جاتی ہے۔ ان سے یہ پوچھا جائے کہ نئی بلڈنگ کے حوالے سے ان کی کیا finalization ہے، وہ کیا کرنا چاہتے ہیں، کب تک کریں گے؟ کچھ ہمیں بھی پتا چلے چار سال ہو گئے ہیں۔ آج ہو رہا ہے، کل ہو رہا ہے، آج روک دیا گیا ہے، کل ہو جائے گا۔ اس حوالے سے میں چاہوں گا کہ on the floor of the House سی اینڈ ڈبلیو سے یہ جواب طلب کیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: کون سی بلڈنگ کا؟

چودھری سرفراز افضل: جناب سپیکر! پنجاب اسمبلی کی بلڈنگ کے بارے میں کہہ رہا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر خوراک (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ یہ بہت valid سوال آیا ہے اور یہ information ہاؤس کو معلوم ہونی چاہئے۔ میں آپ سے گزارش کروں گا کہ مجھے کل تک کی مہلت دے دیں۔ میں انشاء اللہ صبح ہاؤس میں اس کے بارے میں تفصیلی رپورٹ پیش کروں گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: کل تک کی مہلت دے دی جاتی ہے۔ کل تک آپ یہ جواب دے دیں۔

ملک محمد عباس راں: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی۔

ملک محمد عباس راں: جناب سپیکر! میری گزارش یہ ہے کہ rules suspend کر کے مجھے قرارداد پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔ جس پر آپ نے فرمایا ہے کہ پارلیمانی لیڈر سے آپ اجازت لیں تو ہمارے پارلیمانی لیڈر آج موجود نہیں ہیں، اگر آپ ہاؤس سے پوچھ لیں کہ میں زراعت سے متعلقہ دھان کی فصل پر بات کرنا چاہتا ہوں، قرارداد پیش کرنا چاہتا ہوں، اگر یہ ہاؤس اجازت دیتا ہے تو میں یہ قرارداد پیش کرتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: دیکھیں! مجھے اس پر بالکل کوئی اعتراض نہیں ہے۔ یہ بہت important issue ہے لیکن فیصلہ ہو چکا ہے کہ اگر کوئی قرارداد آنی ہے، کوئی decision لینا ہے تو اس میں تمام پارلیمانی لیڈران جن کو آپ نے اپنی اپنی پارٹی سے خود منتخب کر کے بھیجا ہے، وہ اپنی اپنی پارٹیز کی نمائندگی کرتے ہیں اور بزنس ایڈوائزری کمیٹی کا اجلاس اسی لئے ہوتا ہے کہ اس میں decision ہو جاتا ہے۔ میں نے

آپ سے درخواست کی تھی کہ اگر راجہ ریاض صاحب موجود نہیں ہیں تو پھر آپ راناثناء اللہ صاحب سے مل کر بات کر لیں اور وہ ابھی ہاؤس کو apprise کر دیتے ہیں تو مجھے کوئی اعتراض نہیں اور آپ ابھی بات کر لیں۔

ملک محمد عباس راں: جی، ٹھیک ہے۔

ایس ایچ او تھانہ ساندہ، لاہور کا معزز خاتون رکن اسمبلی کا فون سننے سے انکار

(---جاری)

جناب ڈپٹی سپیکر: محترمہ سکینہ شاہین خان صاحبہ کی تحریک استحقاق ہے وہ موجود نہیں ہیں لیکن ان کی تحریک استحقاق move ہو چکی تھی۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! محترمہ سکینہ شاہین صاحبہ کی تحریک استحقاق میں انسپکٹر جاوید صدیق الزام الیہ تھے آج ان کو بلایا تھا اور آمنے سامنے بیٹھ کر بات ہوئی ہے۔ جو غلط فہمی تھی وہ دور کروا دی ہے اور اس سے معذرت بھی کروا دی ہے۔ اس لئے اب محترمہ اپنی تحریک استحقاق press نہیں کرنا چاہتیں۔

ایس ڈی پی او، وہاڑی کا معزز رکن اسمبلی کے خلاف نازیبا الفاظ کا استعمال

(---جاری)

جناب ڈپٹی سپیکر: لاء منسٹر صاحب کی اس assurance پر یہ تحریک استحقاق dispose of کی جاتی ہے۔ اگلی تحریک استحقاق نمبر 51 جناب محمد نعیم اختر بھابھا کی طرف سے ہے۔ یہ بھی کل move ہوئی تھی اور آج تک کے لئے pending ہوئی تھی۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس تحریک میں معزز ممبر نے جو allege کیا ہے یہ معاملہ انکوائری طلب ہے اس لئے آپ اسے مجلس استحقاقات کے سپرد کر دیں تاکہ وہاں پر یہ اچھی طرح سے inquire ہو جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ تحریک استحقاق مجلس استحقاقات کے سپرد کی جاتی ہے۔

جناب محمد نعیم اختر خان بھابھا: جی، درست ہے۔ شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: تحاریک استحقاقات ختم ہو چکی ہیں۔ اب ہم تحاریک التوائے کار take up کرتے ہیں۔

پوائنٹ آف آرڈر

ایم پی ایز کو پلاٹ دینے اور پرائیوٹ چینلز کو اسمبلی کی کارروائی کی کوریج کی اجازت دینے کا مطالبہ

شیخ علاؤالدین: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، شیخ صاحب!

شیخ علاؤالدین: شکریہ۔ جناب سپیکر! جیسا کہ معلوم ہو رہا ہے کہ اجلاس کسی بھی وقت ختم ہو جائے گا۔ میں چند دن پہلے یہ بات آپ کے علم میں لایا تھا اور اس پر ایک کمیٹی بنائی گئی تھی کہ قومی اسمبلی کے 342 ایم این ایز کو پلاٹ دیئے گئے ہیں اور وزیر اعظم نے یہ کہا ہے کہ بلا تمیز پارٹی ایم این ایز میں پلاٹ بانٹ دیئے جائیں -اب اس میں latest یہ ہوا ہے کہ سینیٹ کے سو ممبران کو بھی پلاٹ دیئے گئے ہیں لہذا اسلام آباد میں انھیں 442 پلاٹ دیئے جا رہے ہیں۔ میں نے یہ عرض کیا تھا کہ پنجاب اسمبلی کے ہر ممبر کی بھی returns موجود ہیں جن کا لاہور میں گھر نہیں ہے انہیں لاہور میں پلاٹ دے دیں، زمین available ہے اور لوٹی جا رہی ہے۔ آپ خود جانتے ہیں کہ abundance سکیموں میں کیا صورتحال ہے؟ میں صرف ایک سکیم نواب ٹاؤن کا نام لوں گا کہ وہاں حکومت پنجاب کی زمین پڑی ہے جو اسی طرح لوٹی جا رہی ہے اور وہ بہت اچھی زمین ہے لہذا جن ممبران کے پاس لاہور میں گھر نہیں ہیں انھیں یہ زمین لیز پر دے دی جائے اور میں نے تو اس دن بھی کہا تھا کہ مجھے پلاٹ نہیں چاہئے اور بھی بہت سے ایسے ممبران ہوں گے جنھیں پلاٹ نہیں چاہئیں۔ جب اسلام آباد میں 442 پلاٹ دیئے جا رہے ہیں تو پھر یہاں کیوں نہیں دیئے جا رہے؟ میں چاہتا ہوں کہ یہ حج کمیٹی جیسی کمیٹی نہ ہو جائے جس کی آج تک میٹنگ ہی نہیں ہوئی۔ سپیکر صاحب نے کہا تھا کہ اس پر کمیٹی بنا دی جائے اس میں میرا بھی نام تھا لیکن آج تک اس کا کوئی اجلاس نہیں ہو سکا۔ لہذا میں چاہتا ہوں کہ آپ اس پر کہیں کہ کل بیٹھ جائیں اور میں اس پر facts لے آتا ہوں۔ میں کہتا ہوں کہ جن لوگوں کے پاس لاہور میں گھر نہیں ہیں انہیں قیمتاً یا لیز پر پلاٹ دیئے جائیں۔

جناب سپیکر! میں نے پچھلے اور اس سے پچھلے اجلاس میں بھی عرض کیا تھا کہ پرائیویٹ چینلز کو ہاؤس کے اندر آنے دیا جائے۔ پرائم ٹائم میں بلوچستان اسمبلی کی کارروائی دکھائی جاتی ہے۔ آپ سمجھتے ہیں کہ پرائم ٹائم ساڑھے آٹھ سے دس بجے تک ہوتا ہے لیکن پی ٹی وی ہمارے اجلاس کی کارروائی ایک یا ڈیڑھ بجے دکھاتا ہے وہ کارروائی صرف بیمار اور ناکام عاشق بیٹھ کر دیکھتے ہیں ان کے علاوہ کوئی بھی نہیں دیکھتا۔ لہذا اس ہاؤس پر رحم کر کے انہیں اندر لے آئیں۔ اس وقت کہا گیا تھا کہ ہم نے اسمبلی کے فنڈ سے ان کو کچھ پیسے دینے ہیں جن سے gadgets لگنے ہیں۔ میں اپنے تمام ممبران کی طرف سے کہتا ہوں کہ وہ پیسے ہم سے لے لیں اگر نہیں دیتے تو میں پورے پیسے دے دوں گا لیکن خدا کے لئے پرائیویٹ چینلز کو ہاؤس میں آنے دیں تاکہ آپ اور جو دوسرے لوگ اتنی محنت کر کے آتے ہیں اس کا عوام کو بھی پتا چلے۔ کم از کم میرے حلقے کے لوگ تو رات ڈیڑھ بجے نہیں دیکھتے کہ میں یہاں پر کیا کر کے جا رہا ہوں لہذا آپ مہربانی کر کے ان دو باتوں پر ابھی رولنگ دے دیں۔ شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! جہاں تک شیخ صاحب کی اس بات کا تعلق ہے کہ پرائیویٹ چینلز کو ہاؤس کی کارروائی کی کوریج کے لئے اندر آنے کی اجازت ہونی چاہئے۔ جب ہم اپوزیشن میں تھے تو ہم تو اس وقت سے کوشش کرتے آ رہے ہیں اور اس بار بھی جناب سپیکر سے یہ بات کہی تھی اس کے بعد ایک دو میٹنگز بھی ہوئی ہیں۔ ان میٹنگز میں باقاعدہ طور پر ہمارے main channels کے نمائندوں نے شرکت کی اور ایک معاملہ طے ہو گیا تھا۔ میرے خیال میں اس کے اخراجات بھی تقریباً ایک ملین یا 1.4 ملین روپے تھے اور جہاں تک مجھے یاد ہے کہ انھوں نے ایک محترمہ کو ذمہ داری سونپی تھی جو اس معاملے سے متعلق تھی لہذا یہ معاملہ پہلے سے نہ صرف discuss ہو چکا ہے بلکہ یہ طے ہو چکا ہے اور اس پر میٹنگز ہو چکی ہیں اس لئے میں آپ سے گزارش کروں گا کہ ان میٹنگز کی proceedings review کر کے ان چینلز کو یہاں پر آنا چاہئے۔ یہ بھی کہا جا رہا تھا کہ اتنے کیمرے کیسے آئیں گے تو انھوں نے باقاعدہ طور پر ایک حل پیش کیا تھا کہ باہر جہاں وہ بیٹھتے ہیں وہیں پر اس طرح کا ایک سسٹم لگ جائے گا اور وہیں سے سارے کوریج لے سکیں گے اور شیخ صاحب کی یہ بات بالکل سو فیصد درست ہے کہ رات ایک ڈیڑھ بجے ناکام عاشقوں کے علاوہ کوئی کارروائی نہیں دیکھ سکتا اور یہی وجہ ہے کہ ابھی تک شیخ صاحب کے علاوہ کسی نے نہیں دیکھی اور نہ ہی ابھی تک کسی نے اعتراض کیا ہے۔ (قہقہے)

شیخ صاحب دیکھتے ہیں اس لئے اس بارے میں ان کا کافی concern ہے اور ان کی یہ بات درست ہے۔

جناب سپیکر! جہاں تک شیخ صاحب نے پلاٹوں کی بات کی ہے۔ میں اس سلسلے میں عرض کرتا ہوں کہ پاکستان مسلم لیگ (ن) اور میاں محمد شہباز شریف کی سیاست میں پلاٹوں والی پالیسی ہرگز نہیں ہے۔ یہ کہتے ہیں کہ یہاں پر لوٹ مچی ہوئی ہے۔ بھائی! اگر لوٹ مچی ہوئی ہے تو اسے روکیں نہ کہ ہم اس میں شامل ہو جائیں اور کہیں کہ ہمیں بھی دیئے جائیں۔ بہر حال حکومت پنجاب اور پاکستان مسلم لیگ (ن) کی یہ پالیسی نہیں ہے۔ اگر مرکز میں یہ بات ہو رہی ہے تو ہو سکتا ہے کہ ہم اسے روکنے کے لئے وہاں بات کریں یا کم از کم ہمارے لوگ وہاں شامل نہ ہوں لیکن ہم پنجاب میں اس طرح کی کوئی پالیسی فروغ دینے یا support کرنے کے لئے تیار نہیں ہیں۔ اگر کسی جگہ لوٹ مچی ہوئی ہے تو اسے روکا جائے اور ان لوگوں کو پلاٹ دیئے جائیں جو بے گھر ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ ایم این ایز اور ایم پی ایز کو چاہئے کہ یہ اجلاس کے دنوں میں یہاں آئیں اور اس کے بعد اپنے حلقوں اور اپنے اضلاع میں رہیں۔ جو منتخب ہوتا ہے وہ یہاں آ کر ڈیفنس یا اسلام آباد میں اپنا گھر بنا لیتا ہے اور پھر کہتا ہے کہ جنوبی پنجاب بڑا پسماندہ علاقہ ہے وہاں پر کوئی ترقی نہیں ہوئی اور وہاں کے لوگ پسماندہ رہ گئے ہیں۔ جب ایلیٹ لوگ، ان کے نمائندے اپنے علاقوں میں رہیں گے تو اس سے بڑا فرق پڑتا ہے اس لئے شیخ صاحب کی پلاٹس والی بات کو ہم کسی طور پر بھی support نہیں کر سکتے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، شیخ صاحب!

شیخ علاؤ الدین: بہت شکریہ۔ میں اپنے بھائی لاء منسٹر صاحب کا بہت شکر گزار ہوں کہ انھوں نے کم از کم ٹی وی چینلز کے بارے میں acknowledge کیا اور اگر یہ بہت جلد شروع ہو جائے تو اس ہاؤس پر احسان ہو گا اور انھیں بھی پابند کیا جائے کہ وہ پرائم ٹائم میں اس کی کارروائی دکھائیں۔ میں لاء منسٹر صاحب کی بہت عزت کرتا ہوں اور ان سے ڈرتا بھی بہت ہوں۔ میں آج بتانا چاہتا ہوں کہ میں ان سے اس لئے ڈرتا ہوں کہ میں نے اپنے جس گھر میں رہنا ہے میری جو محترمہ ہیں وہ فیصل آباد سے ہیں اس لئے میں ان کی ہر بات سننے کو تیار ہوں چونکہ جو بقایا زندگی رہ گئی ہے میں کم از کم وہ آرام سے گزارنا چاہتا ہوں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! جو پلاٹس کی بات ہو رہی ہے یہ ایسا مسئلہ ہے جیسے لاء منسٹر صاحب کہہ رہے تھے کہ لوٹ مچی ہوئی ہے۔ جناب! آپ سے زیادہ کون جانتا ہے، آج بھی آپ جوہر ٹاؤن کی سکروٹنی کروا دیں تو اگر میں 70 فیصد زمین نہ نکال دوں تو اپنا نام بدل دوں گا۔ یہ سارا فراڈ ہوا ہے۔ آپ خود لاء جانتے ہیں

کہ abundance سکیموں میں one fifth of the land سکیمیں lodge کرنے والے ان میں facilities نہیں دے سکے روڈز نہیں دے سکے، سیوریج نہیں دے سکے لیکن میں تو ممبران کے لئے قیمتاً زمین مانگ رہا ہوں۔ دیکھیں، یہ کوئی ایسی بات نہیں ہے۔ پھر اتنی seasoned شخصیت یہ کہہ رہی ہے، میں وزیر قانون صاحب کی قابلیت کو salute کرتا ہوں، وہ یہ کہتے ہیں کہ یہ لاہور کیوں آتے ہیں؟ یہ اپنے حلقوں میں رہیں۔ لاہور میں ہم لوگ اپنے حلقے کے کاموں کے لئے آتے ہیں اس لئے اس کو consider کر لیں۔ اگر آپ consider نہیں بھی کرتے تو کم از کم میں ریکارڈ پر لے آیا ہوں کہ یہ ہونا چاہئے تھا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، مستی خیل صاحب!

جناب محمد ثناء اللہ خان مستی خیل: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے وزیر قانون صاحب کے گوش گزار کرنا چاہتا ہوں کہ ہم قطعاً حکومت وقت سے بھیک نہیں مانگ رہے کہ ہمیں پلاٹ دیئے جائیں، ہم یہ نہیں کہتے کہ ہمیں سیاسی رشوت دی جائے۔ ہم یہ کہتے ہیں کہ اگر judiciary، وکلاء اور بیوروکریسی کے لئے ہاؤسنگ کالونیاں بن سکتی ہیں تو ہمارے لئے کیوں نہیں بن سکتیں؟ ہم اسے سیاسی رشوت نہیں سمجھتے۔ ہم اس کے لئے اپنی کوئی سیاسی وفاداریاں تبدیل نہیں کرنا چاہتے۔ آپ کے علم میں ہے کہ یہاں زیادہ تر زمیندار لوگ منتخب ہو کر آئے ہیں تو ان کے لئے ایک ہاؤسنگ کالونی ہونی چاہئے۔ حکومت وقت موجودہ rates کے مطابق ہمیں installments پر پلاٹ مہیا کر دے۔ رانا صاحب! ہم کوئی بھیک نہیں مانگ رہے۔ ہم کوئی political bribe نہیں مانگ رہے اور اس میں کوئی شرمانے والی بات نہیں ہے۔ ہمیں شرمندہ ہونے کی ضرورت بھی نہیں ہے۔ جب معاشرے کے وکلاء، صحافی، جج صاحبان اور بیوروکریسی کے لوگ فائدہ اٹھا رہے ہیں تو ہمیں شرمانے کی کیا ضرورت ہے؟ بہت مہربانی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، بہت شکریہ۔ جناب شیر علی خان صاحب!

جناب شیر علی خان: بہت شکریہ۔ جناب سپیکر! پلاٹوں کی بات چل نکلی ہے، مستی خیل صاحب کہہ رہے ہیں کہ ہم بھیک نہیں مانگ رہے اور ہمیں پلاٹس دیئے جائیں۔۔۔

جناب محمد ثناء اللہ خان مستی خیل: جناب سپیکر! میں نے کہا ہے کہ ہمیں پلاٹ قیمتاً دیئے جائیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، آپ نے قیمتاً کہا ہے۔ تشریف رکھیں۔

جناب شیر علی خان: جناب سپیکر! اس میں میری submission یہ ہے کہ اب پلاٹوں کی سیاست ختم ہونی چاہئے، اگر وکلاء یا صحافی حضرات کی ہاؤسنگ سکیم بن رہی ہے تو parliamentarians بھی مل کر کوئی ہاؤسنگ سکیم بنا لیں، اس پر تو کسی کو کوئی اعتراض نہیں ہوگا۔ یہ گورنمنٹ کی land سے پلاٹ لینے کا رواج ٹھیک نہیں ہے۔ ہم زمینداروں پر ہمیشہ یہ الزام لگایا جاتا ہے کہ یہ جاگیر داران چیزوں کے مخالف رہے ہیں۔ ہم تو زمینیں دیتے آئے ہیں۔ ہم سے زمینیں لے کر فوجیوں کو مربعے دیئے جاتے ہیں۔ ہم نے جو مربعے surrender کئے ہوتے ہیں وہ منظور نظر لوگوں کو دے دیئے جاتے ہیں۔ میں اس کے بالکل خلاف ہوں۔ I would oppose this. کسی سیاست دان کو پلاٹ لینا چاہئے اور نہ ہی پلاٹوں کی سیاست ہونی چاہئے۔ شیخ صاحب کو اگر اتنا ہی شوق ہے تو ہر ممبر کو ایک ایک کرولا گاڑی premium کی رقم کے بغیر دے دیں، ان کی بڑی مہربانی ہوگی۔ شکریہ

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میں اس کا جواب دینا چاہوں گا۔

MR.SAEED AKBAR KHAN: Sir, I am on point of order.

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں!

جناب سعید اکبر خان: جناب سپیکر! شیر علی خان صاحب نے فرمایا ہے کہ پلاٹوں کی سیاست ختم ہونی چاہئے۔ پلاٹوں کی سیاست definitely ختم ہونی چاہئے۔ چودھری شیر علی صاحب ماشاء اللہ بہت بڑے جاگیر دار ہیں اور ہر شہر میں ان کے پانچ پانچ، چھ چھ گھر ہیں۔ ان کا ایک ایک گھر پچاس پچاس کنال کا ہے۔ یہ میرے بہت قریبی عزیز بھی ہیں۔ اس معاشرے میں جو ایک طریق کار چل رہا ہے، ثناء اللہ خان مستی خیل صاحب نے جس حوالے سے بات کی ہے، انھوں نے یہ کہا ہے کہ اگر وکلاء اور صحافی حضرات کے لئے ہاؤسنگ سکیم بن سکتی ہے تو سیاست دانوں کے لئے کیوں نہیں بن سکتی؟ یہاں بیوروکریسی کو تو plots definitely ملتے ہیں۔ اس ملک میں جہاں کہیں بھی کوئی افسر post ہوتا ہے، وہاں پر جو ہاؤسنگ سوسائٹی ہوگی اس میں ان کا ایک پلاٹ لازمی ہوگا۔ جتنی جگہوں پر ان کی posting ہوتی ہے وہاں ان کا ایک پلاٹ ہوتا ہے۔ ہم ان پر اعتراض نہیں کرتے کیونکہ یہ ملک بنا ہی انہی کے لئے ہے۔

جناب سپیکر! مجھے سب سے زیادہ افسوس اس بات کا ہوتا ہے کہ حکومت بنانے والے اس ایوان میں بیٹھنے والے لوگ ہیں۔ جب حکومت پر کوئی بار آتا ہے تو بچانے والے بھی یہی ہیں لیکن حکومت کرنا ان کا حق نہیں ہے۔ حکومت کی طرف سے جب کوئی بھی facility دی جاتی ہے تو ان لوگوں

کو پیچھے رکھا جاتا ہے۔ میں اس ہاؤس کے اکثر دوستوں کو جانتا ہوں۔ یہ سارے سفید پوش لوگ ہیں۔ سرمایہ دار دو، چار، پانچ یا دس لوگ ہوں گے۔ ہم یہاں بیٹھے ہوئے سارے سفید پوش ہیں اور اپنی سفید پوشی کا بھرم قائم رکھنے کے لئے تگ ودو کرتے ہیں۔ اگر ہم زمیندار کوئی پراڈو گاڑی لیتے ہیں تو وہ بھی زرعی بنک سے قرضہ لے کر لیتے ہیں۔ ہماری یہ خامی ہے کہ ہم قرضہ لے کر پراڈو لیتے ہیں جبکہ بزنس مین بنک میں پانچ، چھ یا دس کروڑ روپے جمع کرواکر بھی سوزوکی لیتے ہیں۔ ہم زمینداروں اور بزنس مین میں یہ فرق ہے کہ ہم show پسند ہیں۔ اب تبدیلی آ رہی ہے اور ہم اس سے بھی کنارہ کشی کر رہے ہیں کیونکہ اب ہم afford نہیں کر سکتے۔ یہاں پر جو تجویز دی گئی ہے میں اس کو اس لحاظ سے support کرتا ہوں کہ اگر parliamentarians اکٹھے ہو جائیں یا حکومت اس حوالے سے ہمیں support کرے تو ممبران کو پیسے لے کر پلاٹ دیئے جائیں۔ ہم پیسے دیں گے، مفت نہیں لیں گے۔ جیسے باقی لوگوں کو یہ facility دی گئی ہے اسی طرح ہمیں بھی ملنی چاہئے۔ شکریہ

حاجی محمد یعقوب شیخ: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شیخ صاحب! ابھی آپ تشریف رکھیں۔ میں بعد میں آپ کو floor دیتا ہوں۔ جی، عائشہ جاوید صاحبہ!

محترمہ عائشہ جاوید: بہت شکریہ۔ جناب سپیکر! یہاں آپ کے سامنے learned وزیر قانون صاحب کو میں نے over and above the entitlement allotment کی ایک فوٹو کاپی دی تھی جس پر انہوں نے assurance دی تھی کہ وہ اس بارے میں ہاؤس کو بتائیں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میں ابھی ان سے پوچھ لیتا ہوں۔ جی، وزیر قانون صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! مجھے اس کا ابھی جواب موصول نہیں ہوا لیکن آج ہو جائے گا اور صبح اس پر بات ہو جائے گی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: عائشہ جاوید صاحبہ! اس بارے میں وزیر قانون صاحب صبح بتائیں گے۔ معزز ممبران سے میری گزارش ہے کہ اس وقت ایک بج چکا ہے اور کافی important government business پڑا ہوا ہے۔ یہاں پر پلاٹوں کے حوالے سے صرف point of orders پر بات ہوئی ہے۔ اگر اس حوالے سے کوئی قرارداد آئی ہوتی یا کوئی movement ہوئی ہوتی تو پھر کوئی فیصلہ کیا جا سکتا تھا۔ اس حوالے سے آپ سب مل بیٹھ کر کوئی لائحہ عمل طے کر لیں۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ ہم ایک ایسی

بات پر ہاؤس کا وقت ضائع نہیں کر سکتے کہ جس پر کوئی قرار داد آئی ہے اور کوئی movement ہوئی ہے۔یہ تجاویز ہیں جن پر ہم نے پندرہ بیس منٹ لگا دیئے ہیں۔ جی، شیخ صاحب! آپ فرمائیں، کیا کہنا چاہتے ہیں؟

حاجی محمد یعقوب شیخ: جناب سپیکر! جھنگ میں معدنیات کا ایک ٹھیکہ ہوا ہے جس پر ٹھیکیدار غریب ریڑھی بانوں سے اپنی مرضی سے ٹیکس وصول کر رہے ہیں۔اس حوالے سے تقریباً آٹھ سو کے قریب ریڑھی بانوں نے جلوس بھی نکالا ہے۔ میں کل سیکرٹری معدنیات کے پاس گیا تھا۔ان سے بات کی کہ آپ نے جو یہ ٹھیکہ دیا ہے اس میں ایک شق ایسی ہے کہ جس کے تحت ٹھیکیدار جتنا چاہے ریڑھی بانوں سے ٹیکس وصول کر سکتا ہے۔ میری درخواست ہے کہ اس مہنگائی کے دور میں ان ریڑھی بانوں کے ساتھ یہ ظلم نہ کیا جائے۔یہاں حکومت آٹا، چینی اور امدادی رقوم دے کر غریبوں کی مدد کر رہی ہے جبکہ دوسری طرف ایک ریڑھی بان جو کہ سو، دو سو روپے دہاڑی کماتا ہے اس سے ٹھیکیدار دو، اڑھائی سو روپے فی ریڑھا ٹیکس وصول کر رہا ہے۔ مہربانی کریں اور اس حوالے سے ہاؤس کی کوئی کمیٹی بنا دیں تاکہ اس مسئلے کا کوئی حل نکل سکے۔ بہت مہربانی۔

ڈاکٹر آمنہ بٹر: پوائنٹ آف آرڈر۔

شیخ علاؤالدین: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شیخ صاحب! پہلے آمنہ بٹر صاحبہ کھڑی ہیں ان کے بعد آپ کو موقع دیں گے۔تشریف رکھیں۔ میں معزز ممبران سے بار بار یہ درخواست کرتا ہوں کہ جب ایک معزز ممبر بات کر رہا ہو تو پھر اپنی باری کا انتظار کیا کریں۔ This is against the decorum of the House کہ ابھی ایک ممبر بول رہا ہو اور دوسرا کھڑا ہو جائے۔ جی، ڈاکٹر آمنہ بٹر صاحبہ!

ڈاکٹر آمنہ بٹر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ بہت بہت شکریہ۔ جناب سپیکر! میری عرض یہ ہے کہ اس وقت اگر لاہور یا پنجاب میں کوئی زمین available ہے تو ہمیں ان landless لوگوں کے بارے میں سوچنا چاہئے جو کہ کھیت مزدور یا دوسرے مزدور ہیں اور جو کبھی تصور بھی نہیں کر سکتے کہ ایک گز زمین own کر لیں۔ماشاءاللہ اس ایوان کے لوگوں کے پاس ایک پلاٹ تو کیا کئی پلاٹس ہوں گے۔ صوبہ سندھ میں 40 ہزار ایکڑ زمین 12 ہزار خواتین ہاریوں کو دی گئی ہے، اسی طرح وہاں پر شہری زمین بھی دی جا رہی

ہے تو ہمیں اپنے پلاٹوں کی بجائے ان لوگوں کے لئے کوئی چیز move کرنی چاہئے کیونکہ لاہور میں بہت بڑی force home based workers خواتین ہیں جو 70 فیصد ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، بہت شکریہ۔ اب ہم تحاریک التوائے کار لیتے ہیں۔ (قطع کلامیاں)

جی، کلو صاحب!

ملک محمد وارث کلو: جناب سپیکر! یہاں ہاؤس میں جس دن blue passport کے بارے میں بات ہوئی تھی تو راجہ ریاض صاحب نے اس دن یہاں on the floor of the House statement دی تھی کہ وہاں کوئی پلاٹ نہیں دیئے جا رہے اگر وہاں دیئے گئے تو یہاں بھی دیئے جائیں گے۔ اب میں اس کو تھوڑا سا clarify کرنا چاہتا ہوں۔ میری بہن کی بات بالکل بجا ہے کہ workers کو بھی پلاٹ دینے چاہئیں اور یہاں worker city بننا چاہئے۔ لاہور کے ساتھ ساتھ زمین acquire کر کے workers کے لئے بہت زیادہ کالونیاں بنا دیں اور ہر city میں بنا دیں کیونکہ ان کو چھت ملنی بہت ضروری ہے۔ آپ وکیل ہیں، discrimination کا لفظ ہائی کورٹ اور ہر کورٹ میں ہر وقت استعمال ہوتا ہے اور law discrimination پر بات کرتا ہے کہ کسی کے ساتھ discrimination نہیں ہونی چاہئے۔ بات یہ ہے کہ ایک Parliament constitute ہوتی ہے اس میں ایک قومی اسمبلی، سینیٹ اور چاروں صوبائی اسمبلیاں ہیں۔ اگر سینیٹ میں پلاٹ دیئے جا رہے ہیں، نیشنل اسمبلی میں بھی دیئے جا رہے ہیں اور یہاں کوئی یہ نہیں کہتا کہ ہمیں مفت دے دیں۔ اب اور culture آ گیا ہے، پرانا culture اور تھا۔ یہاں جو بلی ٹاؤن بنا ہوا ہے، نواب ٹاؤن ہے، ایل ڈی اے کے بے شمار پلاٹ پڑے ہیں وہاں قیمتاً اگر صوبائی اسمبلی کے لوگوں کو بھی شامل کر لیا جائے جو کہ ویسے نہیں لے سکتے، یقین مانیں نہیں لے سکتے۔ یہ ان کے لئے خواب ہے کہ ہم لاہور میں اپنی کوئی کٹیا بنا لیں تو یہ بھی شرط رکھ لیں، لاہور میں میرا ابھی گھر ہے میں نہیں لوں گا لیکن کم از کم ان لوگوں کے لئے کر لیں جن کے یہاں کوئی ٹھکانے نہیں ہیں۔ اب شیر علی خان کو exclude کر دیں، مجھے exclude کر دیں، شیخ صاحب کو exclude کر دیں لیکن ان لوگوں کو on payment ضرور پلاٹ ملنے چاہئیں جن لوگوں کے پاس یہاں گھر نہیں ہیں اور ہم دیکھتے ہیں کہ وہ یہاں کیسے رہتے ہیں۔ میری یہ استدعا ہے کہ آپ ایک قرارداد allow کریں یا تو قومی اسمبلی اور سینیٹ میں بھی نہیں ہونے چاہئیں یا ہم یہ discrimination نہیں ہونے دیں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، بہت شکریہ۔ بہت اچھی بات ہے۔ جی، قائد حزب اختلاف!

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): شکریہ۔ جناب سپیکر! ایک تو یہاں پلاٹوں کے بارے میں بات ہو رہی ہے اور میں نے لابی میں بیٹھ کر لاء منسٹر صاحب کی بات بھی سنی ہے۔ سارے دوستوں نے جو کہا میرے دل میں اُن کی رائے کا بہت احترام ہے لیکن سیاست کا جو وقت آیا ہوا ہے اور ہم سب جس سیاسی چکی سے نکل کر یہاں تک پہنچے ہیں میں اپنی پارٹی پالیسی کی ایک بات کرنے لگا ہوں۔ گورنمنٹ lands یا گورنمنٹ کی جتنی بھی کالونیاں ہیں اور اس کی طرف سے جو allotment ہونی ہے ہم میں سے کسی کے پاس لاہور میں گھر ہے یا نہیں ہے، میرے پاس نہیں ہے، ہم نے قطعاً کوئی پلاٹ نہیں لینا، کچھ بھی ہو جائے ہم نے بالکل کوئی پلاٹ نہیں لینا، دیں گے بھی تو نہیں لیں گے، پالیسی بن بھی جائے گی تو پھر بھی میری پارٹی کا کوئی شخص اس میں پلاٹ نہیں لے گا، میں باقی سب کی رائے کا احترام کرتے ہوئے categorically policy matter عرض کر رہا ہوں۔ (قطع کلامیاں)

جو floor cross کر چکے ہیں یہ ان کے لئے نہیں ہے۔

جناب سپیکر! میں جناب لاء منسٹر صاحب کی توجہ کے لئے دوسری بات یہ کرنا چاہتا ہوں، اس session میں یہ practice بڑے بھرپور طریقے سے ابھر کر سامنے آئی ہے جس کو میں بھی observe کرتا رہا ہوں اور لاء منسٹر صاحب بھی یقیناً دیکھتے رہے ہوں گے۔ آپ نے پونے گیارہ بجے اجلاس شروع کیا تھا اور ایک بج کر 5 منٹ ہو گئے ہیں، ایک گھنٹے کا Question Hour ہوتا ہے اس کے بعد دوسرا business آنا تھا اور daily یہی ہوتا ہے جو آج ہے اس کے بعد daily گھنٹہ یا دو گھنٹے point of orders پر چلتے ہیں۔ کسی آوارہ کتے نے مور مار دیا، کسی کے گھوڑے کو گھاس کم ملا، اچھی بات ہے یہ باتیں بھی کرنی چاہئیں لیکن اس کا ایک طریق کار وضع کیا گیا ہے، آپ ایک قرارداد لے کر آئیں یا rules amend کر لیں یا جب تک یہ rules ہیں انہیں observe کیا جائے۔ آپ قرارداد لے آئیں، کسی اخباری تراشے پر کوئی Adjournment Motion دے دی جائے اور پھر ہاؤس سے rules wave کرا کر یہ کر لیا جائے۔ آج 30 سوالوں میں سے صرف 5 سوال لئے گئے میں جناب لاء منسٹر صاحب سے درخواست کروں گا کہ وہ اپنی رائے دیں، یہ issues ہیں میں ان پر تھوڑی دیر کے لئے آپ کی سماع خراشی کروں گا۔ جب یہاں پر حنیف رامے صاحب سپیکر تھے لاء منسٹر صاحب اس اسمبلی کا حصہ تھے تو انہوں نے ruling دی تھی کہ جو شخص سوال کرتا ہے اس کی priority ہونی چاہئے اور انہوں نے تین سوال fix کئے تھے آپ چار کر دیں یا جتنے بھی کرنے ہیں کہ وہ کرے لیکن جب یہ کہا جاتا ہے کہ یہ ہاؤس

کی ملکیت واقعی ہو گیا ہے لیکن اگر ہاؤس کی ملکیت ہو گیا ہے تو اگر کوئی شخص اس بارے میں سوال کرنا چاہتا ہے چاہے وہ میں بھی ہوں تو اس کو لکھا ہوا سوال کرنے میں کیا رکاوٹ ہے؟ میں کسی اور کے سوال پر ہی کیوں ضمنی سوال کرنا چاہتا ہوں؟ اُسی کو کرنے دیا جائے کیونکہ وہ اس کی روح کو سمجھ رہا ہوتا ہے۔ میرے سب ساتھیوں کے یہ تیس سوال پتا نہیں کتنی دیر سے لٹک رہے تھے اب یہ سارے کے سارے ایوان کی میز پر رکھ دیئے گئے۔ ان میں کچھ غلط جوابات بھی تھے جن کو چیلنج نہیں کیا جا سکتا اس سے اداروں کو شہ مل رہی ہے کہ آنے تو دو یا تین سوال ہیں بقیہ جو مرضی پیچھے لکھ کر بھیج دو۔ اس وقت جو rules موجود ہیں ہمیں ان کی پابندی کرنی چاہئے اور یہاں national burning issues 2/3 ہیں اس پر آپ کی صوابدید ہے کہ کر لیں لیکن ایسے issues جن پر brain waves آتی ہیں ان پر ہمیں بھی آتی ہیں لیکن قواعد و ضوابط کے ساتھ چلنا چاہئے۔ اگر لاء منسٹر صاحب پسند فرمائیں تو ایسے کریں اگر نہیں تو جیسے چل رہا ہے یہ ایسے چلانا چاہئیں تو میں ان کی خدمت میں یہی گزارش کرنا چاہتا تھا۔ بہت بہت شکریہ۔ (قطع کلامیاں)

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، نوانی صاحب!

جناب سعید اکبر خان: جناب سپیکر! قائد حزب اختلاف کہہ رہے ہیں کہ ہم پلاٹ نہیں لیتے، پلاٹ دے کون رہا ہے؟ پلاٹوں کی کوئی بات نہیں ہوئی ہے۔ ایک ہاؤسنگ سوسائٹی کی بات ہوئی ہے اس میں جس کا دل کرے گا وہ پیسے دے کر پلاٹ لے گا۔ گورنمنٹ کوئی پلاٹ نہیں دے رہی، جو یہ نہیں لینا چاہتے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

بات سمجھنے کی ہے۔ سوال گندم جواب جو۔ ہم ایک سوسائٹی ہیں یہ elected آدمیوں کی ہماری ایک کمیونٹی ہے اُن کی سوسائٹی کی بات ہوئی ہے۔ ہم پلاٹ نہیں لیتے، آپ کو دیتا کون ہے، یہ گورنمنٹ ہے پلاٹ دینے والی، ان سے کوئی توقع کر سکتا ہے کہ یہ پلاٹ دیں گے؟ کوئی توقع کر سکتا ہے، کوئی demand کرتا ہے اور نہ کسی elected آدمی کی demand ہے کہ گورنمنٹ پلاٹ دے۔ صرف یہ ہے کہ اس کمیونٹی کو help out کیا جا سکتا ہے۔ انہوں نے یہ نہیں کہا کہ گورنمنٹ اپنے سرکاری رقبے سے ہمیں کوئی دو دو، چار چار کنال کے پلاٹ دے۔ میں 1985 سے لے کر آج تک حلفاً کہہ سکتا ہوں کہ جب پلاٹ ملے ہیں ہم نے نہیں لئے۔ آج تک میں نے پلاٹ نہیں لیا، میرے بھائیوں نے سرکاری رقبے سے پلاٹ نہیں لیا لیکن جب ایک اجتماعی بات ہوتی ہے تو اس میں ہم ضرور participate کرتے ہیں۔ جب پلاٹ مل رہے تھے تو ہم نے نہ درخواست دی، نہ ہم نے پلاٹ لئے اور یہ بات ریکارڈ پر ہے کہ

نہ ہم نے کسی کے نام پر پلاٹ لیا ہے لیکن ایک کمیونٹی اس لحاظ سے demand کرتی ہے کہ ہم ایک کمیونٹی ہیں جب دوسری کمیونٹیوں کے لئے کوئی facility دی جا رہی ہے تو ہمیں بھی consider کیا جائے۔ اس بنیاد پر کہ ہم اپوزیشن میں ہیں اسی لئے ہم پلاٹ نہیں لینا چاہتے۔ پلاٹ لینے کا نہ گورنمنٹ سے کوئی مطالبہ کر رہا ہے، نہ گورنمنٹ دیتی ہے، نہ گورنمنٹ کی کوئی پالیسی ہے۔ شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، قائد حزب اختلاف!

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): جناب سپیکر! بہت بہت شکریہ۔ میرے بھائی نوانی صاحب بہت کم بات کرتے ہیں لیکن جب بات کرتے ہیں تو بڑی وزن والی بات کرتے ہیں۔ آج بھی شاید انھوں نے اپنی طرف سے بہت بہتر بات کی ہے۔ میں نے یہ گزارش کی ہے کہ آپ نے اسمبلی میں سپیکر صاحب اور وزیر قانون کو address کیا ہے۔ وزیر قانون صاحب نے جو جواب دیا وہ اسی طرح تھا اگر پرائیویٹ ہاؤسنگ سوسائٹی بنانی ہے تو نوانی صاحب کو ہاؤسنگ سوسائٹی بنانے میں کون سی چیز مانع ہے کہ آپ کو یہاں بات کرنا پڑ رہی ہے۔ آپ بنائیے، اس کے صدر بنئے، ہاؤسنگ سوسائٹی بنا کر اس کی membership float کیجئے۔ اس کے لئے وزیر قانون کو address کرنے کی کیا ضرورت ہے؟ آپ گیلری سے مت کھیلیں، آپ پریس سے مت کھیلیں اور یہ سب سیاسی طور پر سیڑھیاں چڑھ کر یہاں آئے ہیں۔ آپ بنائیں کیوں نہیں بناتے؟ آپ 25 سال سے منتخب ہو رہے ہیں۔ آپ کو سوسائٹی بنانے میں کون سی چیز مانع ہے۔ یہاں پر بہت سے وزراء نے بھی ہاؤسنگ سوسائٹیاں بنائی ہیں اور دوسروں نے بھی بنائی ہیں۔ آپ بنائیے، ہم اس کی مخالفت نہیں کرتے اور جو بھی آپ کی ہاؤسنگ سوسائٹی کا ممبر بننا چاہے گا تو وہ بنے لیکن آپ وزیر قانون کو اس test میں کیوں ڈال رہے ہیں؟ میں نے یہی گزارش کی تھی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، کلو صاحب!

ملک محمد وارث کلو: جناب والا! چودھری صاحب نے جو فرمایا ہے تو ہر چیز کی ایک organization ہوتی ہے۔ اس میں problem یہ ہے کہ ہم لوگ scattered ہیں اور مختلف علاقوں سے آتے ہیں۔ ہم organized نہیں ہیں تو اس organization کی خاطر نوانی صاحب نے جو کہا ہے کہ ہم حکومت سے کوئی favour نہیں لے رہے۔ جن اصولوں پر پلاٹ دیئے جا رہے ہیں تو ہم قیمتاً پنجاب میں پلاٹ لینا چاہتے ہیں۔ ہم یہ بھی نہیں کہتے کہ وہاں مفت دیئے جا رہے ہیں تو ہمیں بھی مفت دے دیں۔ ہم قیمتاً لینا چاہتے ہیں، ہم اقساط پر لینا چاہتے ہیں کیونکہ ایل ڈی اے سارے پلاٹ اقساط پر دیتی ہے۔ وہ پلاٹ ان

لوگوں کو دیئے جائیں جن کے لاہور میں اپنے گھر نہیں ہیں۔ میں نے پہلے بھی کہا ہے کہ میرا لاہور میں اپنا گھر ہے، جن کا لاہور میں گھر ہے ان لوگوں کو exclude کر دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: کلو صاحب! ختم کریں۔

ملک محمد وارث کلو: جناب والا! [**************************]

جناب ڈپٹی سپیکر: سارے ممبران میری بات سنیں، چیئر کی بات سنیں۔ آج ہاؤس کے اندر ایک ایسی بات پر بحث ہو رہی ہے جو ایک پوائنٹ آف آرڈر پر شروع ہو گئی اور بات کہاں سے کہاں چلی گئی۔ اگر کسی ممبر کو کوئی مسئلہ ہے تو جب ہم قواعد و ضوابط کی بات کرتے ہیں تو اس کے مطابق قرارداد لانی ہے تو لے کر آئیں۔ ہم ہاؤس کا بہت وقت ضائع کر چکے ہیں۔ اس کے علاوہ میں اس ہاؤس میں کسی personal attack کی اجازت نہیں دوں گا۔ میں ان الفاظ کو کارروائی سے حذف کرتا ہوں۔

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): جناب سپیکر! میں ایک بات کہنا چاہتا ہوں [*****]

جناب ڈپٹی سپیکر: چودھری صاحب! آپ بھی personal attack نہ کریں۔

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): لیکن میں اس کے باوجود ان الفاظ جو انھوں نے کہے ہیں، میں اس چیز کو روایت نہیں بنانا چاہتا کہ دوسرے کو بھی جواب کے طور پر کچھ کہنا چاہئے۔ میں ان کا ادب ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے کہتا ہوں کہ آخر کچھ بھی ہے شاید ان کو کسی وقت عقل آ جائے۔ یہ اسمبلی کے ممبر ہیں۔ یہ ذاتیات کو یہاں نہ لائیں۔ آپ حذف نہ فرمائیں رہنے دیں۔ میں ان کو خود معاف کرتا ہوں لیکن یہ آخری موقع ہے۔ اس کے بعد پھر ان سے بات ہو گی اور وہ ضروری نہیں ہے کہ اس House کے floor پر ہو۔

ملک محمد وارث کلو: جناب سپیکر! میں نے ایک بات کی ہے اور اس ہاؤس میں اس سے زیادہ کڑوی اور کسیلی باتیں ہوتی رہتی ہیں۔ میں نے بھی وہی بات کرنی ہے جو یہ روزانہ صبح و شام کرتے ہیں۔ ان کا جہاں دل کرتا ہے وہاں یہ باتیں کر لیں۔ اس ہاؤس سے باہر بھی کر لیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔ آپ تشریف رکھیں۔ جی، نیازی صاحب!

---

* بحکم جناب ڈپٹی سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

جناب علی حیدر نور خان نیازی: جناب سپیکر! اس سے پہلے قائد حزب اختلاف نے point scoring اور گیلری کے ساتھ کھیلنے کی بات کی ہے۔ انھوں نے یہ بات معزز ممبر جناب سعید اکبر نوانی کے بارے میں کی ہے۔ اس سے پہلے انھوں نے اعلان کیا کہ ہماری پارٹی کوئی پلاٹ نہیں لے گی۔ ان کی پارٹی ماضی میں کرتی رہی، جس طرح وہ رشوتیں دیتے رہے وہ ہر کسی کے سامنے ہے۔ میں صرف ایک وضاحت چاہتا ہوں کہ یہ کس پارٹی کی بات کر رہے ہیں۔ ان کی پارٹی کے 52 لوگ تو انھیں اپنا لیڈر تسلیم ہی نہیں کرتے جو باقی بچے کھچے لوگ ہیں ان کی اکثریت ان کی بات نہیں مانتے۔ یہ براہ مہربانی وضاحت کر دیں کہ کیا ان کی یہ بات بھی ان کی پارٹی والے مانیں گے ؟

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ وضاحت آپ نہیں مان سکتے۔ بہت مہربانی۔ اب میں اس پر مزید بات کرنے کی اجازت نہیں دوں گا۔ اب ہم تحاریک التوائے کار کو لیتے ہیں۔۔۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس سلسلے میں کافی بات ہوئی ہے تو میں اس پر حکومت کا موقف پیش کرنا چاہتا ہوں۔ اگر معزز ممبران کی اس بات سے مراد یہ ہے کہ انھیں قیمتاً پلاٹ لینے میں facilitate کیا جائے تو کسی بھی پرائیویٹ ہاؤسنگ سوسائٹی سے negotiate کرنے میں یا اس قسم کی کسی سوسائٹی کو form کرنے میں حکومت بالکل ہر طرح سے تیار ہے۔۔۔

سید ناظم حسین شاہ: جناب سپیکر! رانا صاحب سے کہیں کہ اونچا بولیں سنائی نہیں دے رہا۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): میرے خیال میں ان کو کوئی آلہ لے دیا جائے۔ شاہ صاحب! کیا آپ اس طرف نہیں آ سکتے۔

سید ناظم حسین شاہ: میں پہلے ہی آپ کی طرف ہوں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): میں یہ عرض کر رہا تھا کہ پلاٹوں کے حوالے سے یہاں کافی بحث ہوئی ہے۔ میں ذاتی طور پر سمجھتا ہوں کہ اس معزز ہاؤس میں اس قسم کی بحث ہونا بھی ہمارے شان شایان نہیں ہے اور سیاسی طور پر ہمارے مفادات میں نہیں ہے۔ یہاں bureaucrats یا کسی اور class یا Judiciary یا وکلاء کا حوالہ دینا مناسب نہیں ہے۔ ان کا کردار اور ہمارا کردار بالکل مختلف ہے۔ وہ اپنے profession کا آغاز کرتے ہیں اور انھوں نے ساری زندگی اپنے profession میں رہنا ہے۔ ہمارا profession یہ ہے کہ ہم یہاں پر کسی کا mandate لے کر آئے ہیں، وہاں پر کچھ وعدے وعید کر کے آئے ہیں اور ہم نے دوبارہ واپس ادھر ہی جانا ہے اس لئے ہمارا ان footage پر کھڑے ہو کر اس

قسم کے مطالبات کرنا یا اس انداز سے اپنے مفادات کا خیال کرنا ہمیں اچھا نہیں لگتا اس لئے ہمیں وہ نہیں کرنا چاہئے اور نہ ہم کر سکتے ہیں۔ اگر معزز ممبران کی اس بحث سے مراد یہ ہے کہ ان کو پلاٹ خریدنے میں facilitate کیا جائے۔ اگر وہ پلاٹ قیمتاً خریدنا چاہتے ہیں تو میں سمجھتا ہوں کہ کسی پرائیویٹ ہاؤسنگ سوسائٹی سے negotiate کرنے میں یا اگر وہ اپنی کوئی سوسائٹی بنالیں اور اپنے طور پر کوئی پرائیویٹ زمین خریدنا چاہیں تو اس میں facilitate کرنے سے ان کی مراد یہ ہے تو اس بارے میں حکومت بالکل ہر طرح سے ان کو facilitate کرنے کے لئے تیار ہے لیکن جہاں تک حکومت کی زمین کا تعلق ہے تو single inch of government land is not available for this purpose. یہ حکومت کی definite اور دوٹوک پالیسی ہے، یہ پاکستان مسلم لیگ (ن) اور وزیر اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف کی بھی پالیسی ہے کہ اس سلسلے میں parliamentarians اور politicians کو سرکاری زمین سے پلاٹ فراہم کرنا ان کی نظر میں politically dishonesty ہے اس لئے اس مقصد کے لئے کوئی زمین available نہیں ہے۔ اس کے علاوہ facilitate کرنے کی بات ہے تو اس کے لئے حکومت حاضر ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): وزیر قانون نے اس پر opinion دینی تھی۔

تحاریک التوائے کار

جناب ڈپٹی سپیکر: پوائنٹ آف آرڈر پر opinion والی بات میرے خیال میں بزنس ایڈوائزری کمیٹی میں بیٹھ کر کریں گے کیونکہ ہم وہاں پر بھی ساری باتیں کرتے رہتے ہیں۔ قائد حزب اختلاف نے ایک valid point اٹھایا ہے۔ اس وقت تک حکومت کا بہت اہم کام پڑا ہے۔ آپ سب یہاں پر اپنے اپنے علاقوں کے مسائل کی نشاندہی کرنے اور عوام کی نمائندگی کرنے کے لئے موجود ہیں۔ ہم ایک ایسی چیز پر بات کرتے رہے ہیں جو اس ہاؤس کا حصہ ہی نہیں ہے۔ اس پر ہم نے قوانین کے مطابق کچھ کیا بھی نہیں اور اتنا زیادہ وقت ضائع کر دیا۔

اب تحاریک التوائے کار لیتے ہیں۔ تحریک التوائے کار نمبر 136 شیخ علاؤالدین صاحب کی ہے۔ یہ 2009-10-13 کو پیش ہوئی تھی۔ اس کو آج کے لئے pending کر لیا گیا تھا اور تحریک التوائے کار 2009/177 ثمینہ خاور حیات صاحبہ کی ہے اسے بھی ساتھ take up کیا جانا تھا۔ میں نے

شیخ صاحب اور محترمہ ثمینہ خاور حیات صاحبہ کو کہا تھا کہ وہ وزیر قانون صاحب کے ساتھ بیٹھ جائیں اور آپ نے کسی کو بلانا بھی تھا۔ اب اس پر کیا update ہے؟

صوبہ میں مضر صحت دودھ کی سپلائی سے بچوں کے پیٹ کی بیماریوں میں اضافہ

(---جاری)

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میں اس میں عرض یہ کرتا ہوں کہ لاء منسٹر صاحب نے اُس دن یہ فرمایا تھا کہ یہ CDGL کا معاملہ ہے اور انہوں نے یہ بھی فرمایا تھا کہ یہ بالکل زہریلا دودھ پلایا جا رہا ہے۔ سٹی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ کا اس معاملے میں جو کردار ہے وہ بھی کوئی ڈھکا چھپا نہ ہے۔ لاء منسٹر صاحب نے اس پر اُن کو بلانا تھا لہذا لاء منسٹر صاحب اس کا current status بتادیں تو پھر میں عرض کروں گا۔

سید ناظم حسین شاہ: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، شاہ صاحب!

سید ناظم حسین شاہ: میں بہت اہم نکتے کی طرف آپ کی توجہ چاہتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شاہ صاحب! آپ ماشاءاللہ ہمارے بڑے سینئر ممبر ہیں۔ میری صرف عرض سن لیں کہ تحاریک التوائے کار کے لئے 30 منٹ مختص ہیں۔

سید ناظم حسین شاہ: جناب سپیکر! آپ ٹائم دیکھ لیں میں ایک منٹ سے اوپر نہیں لوں گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں!

سید ناظم حسین شاہ: جناب سپیکر! پہلی بات تو یہ ہے کہ ہمارے معزز رکن سردار شوکت حسین مزاری صاحب بھی ڈپٹی سپیکر تھے He died on the floor of the House میری آپ سے اور پورے ہاؤس سے یہ request ہے کہ جس طرح باہر گیلری میں باقی لوگوں کے فوٹو لگے ہوئے ہیں لہذا ان کا فوٹو بھی لگنا چاہئے تاکہ ایک یادگار رہے کیونکہ وہ سینئر ممبر بھی تھے اور 1977 سے elect ہو کر آرہے تھے۔ میری دوسری گزارش یہ ہے کہ میں آپ سے یہ وضاحت چاہوں گا کہ کیا ایک ممبر کا یہ استحقاق ہے کہ وہ ٹول ٹیکس دے جبکہ ایک سرکاری گاڑی چاہے اُس میں سب انسپکٹر، ڈی ایس پی یا کوئی مجسٹریٹ بیٹھا ہو تو وہ exempted ہے اور NHA والے ہم سے as a member of Parliament ٹول ٹیکس لیتے ہیں حالانکہ دس یا پندرہ روپے کی بات نہیں ہے، بات صرف privilege کی ہے کہ کیا ایک

ممبر کا یہ استحقاق ہے یا نہیں ؟اس پر میں آپ کی وضاحت چاہوں گا۔اگر ہے تو اُن کو direction دی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر:آپ میرے لئے بڑے محترم اور معزز ہیں۔ میں تمام ممبران سے گزارش صرف یہ کرتا ہوں کہ جن ممبران نے یہ تحاریک التوائے کار دی ہوئی ہیں، جنہوں نے باقاعدہ محنت کر کے لکھی اور لکھ کر اسمبلی کو جمع کرائی اور آج یہاں پر ہاؤس کا حصہ بنی۔ شاہ صاحب!آپ تو ماشاء اللہ بہت سینئر ہیں۔ جب تحاریک التوائے کار کا وقت ختم ہو جائے گا تب ہم آپ کے معاملے پر بات کریں گے۔ جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! یہ دو تحاریک تھیں۔ ایک شیخ علاؤالدین صاحب کی طرف سے 136 نمبر تھی اور دوسری محترمہ ثمینہ خاور حیات صاحبہ کی طرف سے 177 نمبر تھی۔ ان دونوں movers صاحبان کی سیکرٹری صحت سے میٹنگ کروانی تھی جو کل نہیں ہو سکی۔ کل شیخ صاحب نے خود ہی کہا تھا کہ اگر ان کی آج availability ہو تو میٹنگ کروا دی جائے۔ آج اس اجلاس کے بعد میں انشاء اللہ میٹنگ arrange کرواتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: مجھے یاد ہے کہ آج ساڑھے چار بجے کے لئے ٹائم fix کیا گیا تھا۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! مجھے صرف یہ بتا دیا جائے کہ اس میں CDGL کے لوگوں کو بلانا تھا کیونکہ صحت والے معاملے میں Thalasaemia وغیرہ کا معاملہ ہے تو لاء منسٹر صاحب نے ہی فرمایا تھا کہ اس میں ڈسٹرکٹ گورنمنٹ کے concern لوگ ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: لاء منسٹر صاحب! ساڑھے چار بجنے میں ابھی کافی ٹائم ہے۔ دیکھ لیں، جن جن کو بلانا ہے بلائیں اور اس مسئلے کو حل کروائیں۔ محترمہ ثمینہ خاور حیات صاحبہ کو بھی ساتھ بٹھا لیجئے گا۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جی، دیکھ لیتے ہیں۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! میرا معاملہ بھی اسی سے related ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، آپ بھی ساڑھے چار بجے ان کے ساتھ بیٹھ جائیے گا۔ تحاریک التوائے کار کے وقت میں کسی کو بھی بولنے کی اجازت نہیں دوں گا۔ تحریک التوائے کار نمبر 177/09 محترمہ ثمینہ خاور حیات صاحبہ کی ہے۔ اس پر already لاء منسٹر صاحب نے آج ساڑھے چار بجے میٹنگ رکھی ہوئی ہے اور کل وہ ہاؤس کو apprise کریں گے۔ اس کے بعد سید حسن مرتضیٰ صاحب کی تحریک التوائے کار

نمبر 258 ہے اور آج پھر اُن کی طرف سے application آئی ہوئی ہے کہ وہ ابھی نہیں پہنچے لہذا pending کی جاتی ہے۔ 259 بھی سید حسن مرتضیٰ صاحب کی ہے یہ بھی pending کی جاتی ہے۔ اس کے بعد 304/09 خواجہ محمد اسلام صاحب کی ہے، موجود نہیں ہیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے انسانی حقوق واقلیتی امور (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر! وہ آج کسی مجبوری کی وجہ سے نہیں آ سکے اس لئے ان کی تحریک کو کل تک کے لئے pending کر دیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: خواجہ صاحب کی تحریک کو بھی pending کیا جاتا ہے۔ 305/09 بھی خواجہ محمد اسلام صاحب کی ہے، موجود نہیں ہیں لہذا یہ بھی pending کی جاتی ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 309/09 جناب محمد طارق امین ہوتیانہ صاحب کی ہے۔ موجود نہیں ہیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے خزانہ (ڈاکٹر محمد اختر ملک): جناب سپیکر! اسے بھی pending کر دیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، pending کی جاتی ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 310/09 میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمن رانا صاحب کی ہے، موجود نہیں ہیں۔ چونکہ تمام pending ہو رہی ہیں لہذا یہ بھی pending کی جاتی ہے۔ 315/09 محترمہ فرح دیبا صاحبہ کی طرف سے ہے، موجود نہیں ہیں لہذا pending کی جاتی ہے۔ 318/09 شیخ علاؤالدین صاحب کی ہے۔ جی، شیخ صاحب!

کم عمر لڑکیوں کی شادی کے قانون میں ترمیم کا مطالبہ

شیخ علاؤالدین: میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ پورے ملک میں اور بالخصوص پنجاب میں چھوٹی عمر کی لڑکیوں کے ساتھ شادی کا ظلم وبائی شکل اختیار کر چکا ہے۔ حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے بہت سے un-reported واقعات میں سے دو ایسے ہی واقعات میں درد دل رکھنے والا شخص یہ سوچنے پر مجبور ہے کہ کیا آج بھی ہم معاشرتی طور پر نام نہاد ترقی کے باوجود بچوں کو انصاف دے سکے؟ آٹھ سالہ زاہدہ کے باپ عبدالرسول نے اپنی بچی کی شادی 17 سالہ دلشاد سے اس شرط پر کی کہ دلشاد کی بہن سے خود اپنی شادی کر لی۔ یہ سب کچھ اس ملک میں ہو رہا ہے جس کے بانی قائداعظم محمد علی جناح نے British Indian Legislative Assembly کے ایک Child Marriage Restraint Act, 1929 کو ایک پرائیویٹ ممبر کی حیثیت سے پاس کرایا تھا۔ نہ چاہتے ہوئے بھی ہمیں انگریزوں کا شکر گزار

ہونا چاہئے جنہوں نے بچیوں کے تحفظ کے لئے ایسے قوانین بنائے جو بچیوں کے پیدا ہوتے ہی قتل کر دینے کو روکنے کا کسی حد تک سبب بنے۔ جو اُس وقت کے ہندوستان کے کافی علاقوں میں علی الاعلان جاری تھے۔ بچیوں کو محض اس لئے دفن کر دیا جاتا تھا کہ شاید یہ لڑکی بڑی ہو کر باپ کی بے عزتی کا باعث بنے۔ اس معزز ایوان کے ہر رکن کے علم میں ہے کہ جوان لڑکیوں کا قرآن پاک سے، کسی خنجر سے، کسی تیر سے، کسی درخت سے شادی کی مکروہ رسومات کے ظلم کا سامنا بھی چھوٹی عمر کی بچیوں اور نوجوان لڑکیوں کو ہی کرنا پڑتا ہے۔ ونی کی رسومات اور قتل جیسے معاملات کی settlement میں بھی حوّا کی معصوم بیٹیوں کو بے دریغ بھینٹ چڑھایا جاتا ہے۔ قائداعظم محمد علی جناح کا Child Marriage Restraint Act, 1929 بھی ایک کارنامہ تھا جو اکتوبر 1929 میں لاگو ہو گیا اور آج بھی اس عظیم شخص کی یاد دلاتا ہے۔ اس ایکٹ کا ایک کمال یہ ہے کہ یہ ہندوؤں اور مسلمانوں پر یکساں لاگو کیا گیا تھا۔ اس قانون کے تحت لڑکے کے لئے حد عمر 18 سال جبکہ لڑکی کے لئے 14 سال مقرر کی گئی تھی۔ جبکہ پاکستان میں مسلم لاء آرڈیننس 1961 کے تحت بچی کی بلوغت کی عمر 14 سے 16 سال کر دی گئی۔ اب اس قانون کے تحت کوئی شخص جو کسی چھوٹی عمر کی لڑکی سے شادی کرے اس کی سزا صرف ایک ماہ قید یا 1000/- روپے جرمانہ یا دونوں ہو سکتی ہیں جو یقیناً ایک مذاق ہے۔ یہی سزا ان لوگوں کے لئے بھی ہے جو ایسی شادیوں کو کرانے میں ملوث پائے جاتے ہیں، چاہے وہ اس کے والدین ہوں یا guardian ہوں۔ قانونی طور پر عدالت کسی ایسی شکایت کی شکل میں گو stay order جاری کر سکتی ہے بشرطیکہ فریقین قبل از شادی عدالت میں پیش ہو جائیں لیکن ایسے کسی stay order کی violation کی شکل میں بھی زیادہ سے زیادہ سزا تین ماہ دی جا سکتی ہے۔ بچیوں کے ساتھ اس قبیح ظلم کے نہ رکنے کی ایک وجہ قانون میں دی گئی کم سزائیں بھی ہیں۔ وقت آ گیا ہے کہ عوام کو چھوٹی عمر کی شادیوں کے نقصانات سے بھی ایک مہم کے ذریعے آگاہ کیا جائے اور اس ظلم کو روکا جائے۔ یہ حقیقت ہے کہ child wives اکثر بیمار رہتی ہیں اور بہت سی چھوٹی عمر میں انتقال کر جاتی ہیں۔ ایسی ماؤں کے بچے بھی انتہائی کمزور اور لاغر ہوتے ہیں۔ بڑی تعداد میں بچوں کے ساتھ ظلم کی یہ کہانیاں منظر عام پر نہیں آتیں لیکن ایک اور شرمناک کیس جو حال ہی میں سیشن جج لیّہ کی عدالت میں پیش ہوا وہ ایسا ہے کہ ایک شخص طالب حسین جو موضع سرشتہ کارہائشی ہے نے اپنی لے پالک (adopted) بیٹی تہمینہ کو August 2008 میں خود اغواء کر لیا۔ تہمینہ کے اصل والد نے جب مقدمہ درج کروایا تو تہمینہ اور طالب حسین کا کوئی پتا نہ چل سکا۔ جب طالب حسین کو اشتہاری قرار دے دیا گیا تو وہ 25۔ جون کو عدالت میں حاضر ہوا اور انتہائی بے شرمی کے ساتھ

اپنی لے پالک 14 سالہ بچی کے ساتھ نکاح نامہ پیش کر دیا۔ گو یکم جولائی 2009 کو سیشن جج نے ضمانت قبل از گرفتاری خارج کر دی لیکن اس معزز ایوان کے ہر رکن کے لئے یہ سوچنے کا مقام ہے کہ کیا طالب حسین نے یہ سب کچھ اس لئے کیا کہ وہ جانتا تھا کہ اُس کے اس گھناؤنے جرم کی سزا قانون میں بہت کم ہے۔ بہت سے واقعات ایسے بھی مسلسل ہو رہے ہیں جن میں بہت چھوٹی عمر کے لڑکوں یہاں تک کہ ماؤں کی گود میں موجود لڑکوں کی شادیاں محض جائیداد کو سمیٹنے کے لئے جوان لڑکیوں سے کی جاتی ہیں جب تک لڑکا بے چارہ جوان ہوتا ہے لڑکی بڑھاپے میں پہنچ چکی ہوتی ہے۔ ان وجوہات کی وجہ سے ایسی ایسی معاشرتی برائیاں جنم لے رہی ہیں جو شرمناک ہونے کی وجہ سے ناقابل بیان ہیں۔ لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر! اس میں، میں صرف ایک چیز add کروں گا کہ اس معاملہ کو چھوٹا نہ لیا جائے۔ یہ بے پناہ تیزی سے پھیل رہا ہے اور اس ظلم کو روکنے کے لئے کوئی وقت مقرر کیا جائے تاکہ اس پر ہر معزز رکن اپنی رائے دے۔ شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! ساری تمہید کے بعد جس واقعہ کی نشاندہی محترم شیخ صاحب نے کی ہے وہ اس طرح سے ہے کہ مدعی مقدمہ غلام شبیر ولد اللہ بخش قوم بھرائیں سکنہ جیسل تھل نے پولیس کو بیان دیا کہ آج سے سولہ سترہ سال قبل میں نے اپنی ہمشیرہ مسماۃ امیر بی بی کی شادی طالب حسین ولد غلام حسین قوم بھٹی سکنہ جیسل تھل جمن شاہ کے ساتھ کر دی۔ جس کے بطن سے ایک بیٹا پیدا ہوا جس کی عمر آج پندرہ سولہ سال ہے۔ تین ماہ قبل طالب حسین بال بچوں کے ساتھ میرے گھر آیا اور کہا کہ میری مدد کرو، ہم غریب ہو چکے ہیں۔ میں نے اپنی بہن پر ترس کھاتے ہوئے اس کو اپنے گھر رکھ لیا۔ یعنی یہ جو طالب حسین ہے یہ اس مدعی غلام شبیر کا بہنوئی ہے۔ میں محنت مزدوری کی خاطر باہر چلا جاتا تھا، بچے گھاس کی خاطر کھیتوں میں چلے جاتے تھے۔ میری بیٹی تہمینہ سولہ سترہ سالہ جس کی عمر سے یہ ثابت ہوا ہے کہ وہ بالغ تھی گھر میں اکیلی ہوتی تھی طالب حسین بہنوئی نے تہمینہ کو ورغلا پھسلا کر مورخہ 2/9/2008 کو اغواء کر کے لے گیا جس پر مقدمہ نمبر 473 مورخہ 3/9/2008 بجرم 376(a),365(b) ت پ تھانہ کوٹ سلطان درج رجسٹرڈ ہوا۔ تفتیش محمد جاوید سب انسپکٹر نے عمل میں لائی۔ دوران تفتیش یہ بات سامنے آئی کہ مسماۃ تہمینہ نے مسماۃ امیر مائی زوجہ طالب حسین جو کہ مدعی کی بہن ہے کا دودھ پیا تھا اس لئے ملزم کے رشتہ میں رضاعی بیٹی لگتی تھی۔ ملزم کو

کافی تلاش کیا گیا جو دستیاب نہ ہوا جس کو اشتہاری قرار دے دیا گیا۔ ملزم کے خلاف مورخہ 12/1/2009 کو چالان زیر دفعہ 512 ض ف مرتب ہوا۔ ملزم طالب حسین نے 25۔جون 2009ء قبل از گرفتاری ضمانت بعدالت سیشن جج صاحب لیہ دائر کی جو مورخہ یکم جولائی 2009 کو سیشن جج نے ضمانت قبل از گرفتاری خارج کر دی۔ ملزم کو مورخہ 1/7/2009 کو ریمانڈ جوڈیشل پر جیل بھجوایا گیا جو تاحال جیل میں ہے۔ بحوالہ ضمنی مسماۃ تہمینہ دختر غلام شبیر کو بھی گرفتار کر کے جیل بھجوایا گیا کیونکہ بعد میں یہ معاملہ آیا کہ وہ لڑکی بالغ ہے اور وہ with consent اس کے ساتھ گئی تھی لیکن بعد میں دوران تفتیش جب یہ بات ثابت ہوئی کہ اس بچی نے اس کی بیوی کا دودھ پیا ہوا تھا تو پھر اس وجہ سے یہ دونوں زنا کے مرتکب پائے گئے اور اس کے مطابق ان کا چالان کر کے ان کو جیل بھجوا دیا گیا۔ باقی جتنی کہانی شیخ صاحب نے حسب روایت اور حسب عادت پیش کی ہے اس کا اس وقوعہ سے کوئی تعلق نہیں ہے اس وقوعہ میں ایک آدمی نے انتہائی گھٹیا اخلاق کا مظاہرہ کیا، انتہائی گھٹیا کردار کا مظاہرہ کیا، وہ اس کی بیوی کی بھتیجی تھی اور اس نے اس کی بیوی کا دودھ پیا ہوا تھا، وہ اس کا brother-in-law تھا، اس نے اس کو پناہ دی اس کے گھر میں وہ رہ رہا تھا اور اسی دوران اس نے ناجائز تعلقات اس بچی کے ساتھ پیدا کئے اور اس کے بعد اس کو لے کر چلا گیا اور اس کی سزا اسے ملی ہے، اسے گرفتار کیا گیا ہے، اسے چالان کیا گیا ہے اور اب وہ جیل میں ہے، معاملہ عدالت میں ہے اور عدالت میں یقیناً اس قسم کے کردار کے حامل لوگوں کو قرار واقعی سزا ملنی چاہئے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، شیخ صاحب!

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میں وزیر قانون صاحب کی اس بات سے تو اتفاق کرتا ہوں کہ اس کے خلاف ایکشن ہو گیا لیکن تمہید تھوڑی بہت اس لئے دی گئی کہ یہ بتایا جائے کہ بچیوں کے ساتھ کیا ہو رہا ہے اور اس سیاق و سباق میں اس ہاؤس کو یہ بتایا جائے کہ آپ جو دوسرے بھی تمام معزز رکن یہاں بیٹھے ہیں وہ بھی اس پر input دیں اور میں یہ چاہتا ہوں کہ حکومت اس قسم کے cases پر کوئی اس طرح کی amendment لائے کہ یہ جو trials day to day ہوں کیونکہ یہ بات ہم سب کے علم میں ہے کہ child marriages میں کیا ظلم ہو رہے ہیں، چھوٹی بچیوں کے ساتھ کیا ہو رہا ہے اس کو lightly نہ لیا جائے۔ اگر اس آدمی نے یہ کر لیا، آج ہی میں صبح قرآن کا ترجمہ سن رہا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے کچھ رشتے ایسے ہیں کہ جن پر ڈائریکٹ قرآن میں یہ کہا ہے کہ ہم نے حرام کر دیئے اور کچھ رشتے ایسے ہیں جن کے لئے کہا ہے کہ ہم نے یہ آپ کے لئے حلال کر دیئے۔ یہ تو وہ particular case ہے لیکن اصل بات یہ ہے

کہ جو میں چاہتا ہوں یا جو اس معزز ایوان کا ہر معزز رکن چاہتا ہے کہ ان بچیوں سے یہ continues ہو رہا ہے تو اس کے لئے کوئی نہ کوئی ایسی ترمیم لائی جائے اور کم از کم ان cases میں جہاں یہ involvement آ جائے وہاں day to day hearing ہو جائے۔ آپ سے زیادہ بہتر کون جانتا ہے کہ بیس بیس سال سے یہ cases پڑے ہیں اور یہ cases decide نہیں ہوتے، نتیجتاً مر جاتے ہیں یا follow up میں کون پیسا لگاتا ہے۔ میں صرف اس توجہ کے لئے یہ چاہتا ہوں باقی آپ جو حکم دیں، آپ اگر چاہتے ہیں کہ ایوان میں بحث کے لئے آئے اور اگر آپ سمجھتے ہیں کہ اس میں وزن ہے ورنہ جیسے آپ فیصلہ کر لیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میری محترم شیخ علاؤالدین کی خدمت میں یہ عرض ہے کہ یقیناً اس میں کوئی شک نہیں کہ ہمارے ہاں معاشرتی برائیاں ہیں لیکن ان برائیوں کو اس انداز سے اچھالنا کہ بالکل اس قسم کا ماحول محسوس ہو۔ آپ دیکھیں کہ اس میں child marriage کا کوئی معاملہ ہی نہیں ہے اور اس میں چھوٹی عمر کی بچیوں کی شادیوں کا اس کیس سے کوئی تعلق ہی نہیں ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ سب کی بیٹیاں ہیں، سب کی بہنیں ہیں تو ان معاملات کو بھی ہمیں جو ان کی factual position ہوتی ہے اسی پوزیشن میں رکھتے ہوئے بات کرنی چاہئے یہ ایک نازک معاملہ ہے کہ اس معاملے کو جب اس معزز ایوان میں discuss کیا جاتا ہے اور اسی level سے یہ معاملہ چینلز پر اور پرنٹ میڈیا پر جاتا ہے تو اس سے بھی ایک خاص قسم کی feelings of insecurity پیدا ہوتی ہیں۔ بہر حال جہاں کہیں ایسا معاملہ ہو بالکل وہاں پر day to day hearing بھی ہونی چاہئے باقی جس طرح شیخ صاحب نے اظہار کیا ہے بالکل سب کچھ ہونا چاہئے لیکن یہ جو particular case ہے اس میں کوئی child marriage کا معاملہ نہیں ہے۔ یہ ایک سیدھا سیدھا انتہائی گھناؤنا فعل ہے جو اس شخص نے کیا ہے بلکہ اس کے ساتھ جو لڑکی شامل ہے ان دونوں کو straight away جو قانون کی منشاء ہے اس کے مطابق سزا ملنی چاہئے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شیخ صاحب! میں یہ سمجھتا ہوں کہ آپ نے ایک بڑے اہم issue کی نشاندہی کی ہے اور اس پر بات بھی ہو گئی ہے اور اس پہ جو وقوعہ آپ نے بتایا تھا اس پر جو کارروائی ہوئی ہے۔ بنیادی مسئلہ چیئر یہ سمجھتی ہے کہ اسمبلی کا فورم ایسے ہی معاملات کی نشاندہی کے لئے ہے۔ آپ نے بڑی اچھی نشاندہی کی ہے۔ میرے خیال میں اس کو ہم یہیں پر dispose of کرتے ہیں۔ اب تحاریک التوائے کار کا وقت ختم ہو چکا ہے۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں!

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: جناب سپیکر! میری تحریک call ہوئی تھی اور میں پانچ منٹ کے لئے باہر گیا تھا براہ مہربانی مجھے اجازت دیں تو میں اس کو پیش کر دوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اب وقت ختم ہو گیا ہے۔ اس کو کل کے لئے pending کر دیا ہے۔ اس کی کل باری آ جائے گی۔

جناب جوئیل عامر سہوترا: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں!

جناب جوئیل عامر سہوترا: جناب سپیکر! ہم نے ایک بڑی اہم تحریک التوائے کار گوجرہ اور کوریاں کے معاملہ پر جمع کروائی تھی آپ اس پر خصوصی مہربانی کرتے ہوئے out of turn لے لیں کیونکہ یہ معاملہ پہلے ہی کافی دنوں سے pending ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میرے خیال میں اس پر آج ایک مشترکہ قرارداد بھی آ رہی ہے۔

جناب جوئیل عامر سہوترا: جناب والا! وہ قرارداد ہے یہ تحریک التوائے کار ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ میری بات تو سن لیں کہ ایک تو تحریک التوائے کار کا وقت ختم ہو گیا ہے اور اگر یہ لینی بھی پڑی تو کل لی جا سکے گی۔

جناب جوئیل عامر سہوترا: ٹھیک ہے۔ کل لے لیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: عامر صاحب! میری بات تو سن لیں کہ اس بارے میں پارلیمانی لیڈرز کے ساتھ مل کر ایک فیصلہ ہو چکا ہے کہ بزنس ایڈوائزری کمیٹی میں جب آپ put کریں گے تو out of turn کا فیصلہ وہاں پر ہو گا کہ کون سی تحریک یا قرارداد لینی ہے اور کون سی نہیں۔ یہ بات میں ایوان کے سامنے بار بار کر چکا ہوں۔ آپ اپنے پارلیمانی لیڈر سے رابطہ کر لیں اور اگر وہ سمجھتے ہیں کہ اس کو out of turn لینا چاہئے تو لے لیں گے اور اگر آپ سمجھتے ہیں کہ جو قرارداد آج پیش ہو رہی ہے اس کے بعد ضرورت نہیں رہتی ہے تو وہ بھی آپ دیکھ لیں۔

انجینئر شہزاد الٰہی: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں!

انجینئر شہزاد الہیٰ: شکریہ۔ جناب سپیکر! لاہور کے اندر نوسر بازوں کا ایک گروپ عرصہ دو تین سال سے دیہات سے آنے والے لوگوں کو لوٹ رہا ہے اور آئے روز اخبارات میں اس بات کو highlight بھی کیا جاتا ہے کہ آج نوسر بازوں کے ہاتھوں دو آدمی مر گئے اور آج تین مر گئے لیکن اس پر کوئی توجہ نہیں دی جا رہی۔ میں ایک تحریک التوائے کار لے کر آیا ہوں تو آپ سے گزارش ہے کہ اسے out of turn لیا جائے۔ چونکہ یہ معاملہ بڑا اہم ہے۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میری بات سنیں۔ آپ اپنے قائد لیڈر آف دی اپوزیشن سے مل کر ان سے بات کر لیں وہ جس طرح کہیں گے ایسے ہی take up کر لیں گے۔ بزنس ایڈوائزری کمیٹی میں out of turn کا ایک principle بن گیا ہے اور ہم نے اسے follow کرنا ہے۔ آپ ان سے بات کر لیں، ہم کل ہی لے آئیں گے۔

چودھری محمد شفیق: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں!

چودھری محمد شفیق: شکریہ۔ جناب سپیکر! صورتحال یہ ہے کہ صادق آباد میں کل رات لگنے والی آگ سے 170 دکانیں جل کر راکھ ہو چکی ہیں جس سے کروڑوں روپے کا نقصان ہوا ہے۔ تمام دکاندار غریب خاندانوں سے تعلق رکھتے تھے اور ان کے چھوٹے چھوٹے کاروبار تھے۔ میں حکومت پنجاب اور آپ سے یہ توقع رکھتا ہوں کہ ان کی حوصلہ افزائی اور امداد کے لئے کوئی نہ کوئی اس قسم کا طریقہ اختیار کیا جائے تاکہ ان کا مداوا ہو سکے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ وزیر قانون صاحب سے بات کر لیں وہ دیکھ لیتے ہیں۔

جناب علی حیدر نور خان نیازی: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، نیازی صاحب!

جناب علی حیدر نور خان نیازی: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں ایک بہت اہم مسئلے کے متعلق ایک قرارداد پیش کرنا چاہتا ہوں اور اس کے لئے میں قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی کے قاعدہ 115 کو قاعدہ 234 کے تحت۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: نیازی صاحب! آپ خود ایک پارلیمانی پارٹی کے لیڈر ہیں۔ یہ طریق کار ٹھیک نہیں ہے کیونکہ ایک فیصلہ ہو چکا ہے۔ لاء منسٹر صاحب! کیا کوئی ایسا طریق کار ہے کہ یہ ایسے پیش کر سکیں؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! جو دوست out of turn قرار دادیں پیش کرنا چاہتے ہیں تو میں سمجھتا ہوں کہ اس سے on turn والوں کی حق تلفی ہو گی۔ پہلے آپ ایجنڈے کے مطابق بزنس لیں پھر اس کے بعد اس معاملے کو دیکھیں۔

سید ناظم حسین شاہ: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں!

سید ناظم حسین شاہ: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں نے دو نکتے اٹھائے تھے اور آپ نے یہی کہا تھا کہ تحریک التوائے کار کے بعد میں جواب دوں گا۔ ایک تو میں آپ کے جواب کا منتظر ہوں۔ ماشاء اللہ آج کل ٹھیک ہے کہ ادھر بھی رانا صاحب ہیں، ہمارے پنجاب کے صدر بھی رانا صاحب ہیں اور یہ بھی رانا صاحب ہیں تو مقصد یہ ہے کہ میں آپ کی وساطت سے رانا ثناء اللہ صاحب سے گزارش کروں گا کہ وہ ذرا اونچی آواز میں بات کر لیں کیونکہ ساؤنڈ سسٹم خراب ہے اگر رانا صاحب اونچی آواز میں بات کر لیا کریں تو ہمیں بھی سمجھ آ جائے گی، میرا رانا صاحب کی تضحیک کرنا مقصد نہیں ہے۔ میں آپ سے جناب سپیکر کی وساطت سے براہ راست مخاطب ہوں۔ حقیقت میں ہمیں سمجھ نہیں آتی۔ ابھی آپ نے جو فرمایا ہے ہم نہیں سمجھ سکے اس لئے میں نے ساؤنڈ سسٹم کا بھی کہا ہے کہ اسے ٹھیک کروالیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! ابھی میں نے اس سے پہلے جو بات کی وہ آپ کی سمجھ میں آ گئی، نیازی صاحب جو ان کے بالکل قریب تر بیٹھے ہیں، ان کی سمجھ میں آ گئی تو شاہ صاحب کی سمجھ میں کیوں نہیں آئی؟ میں سمجھتا ہوں کہ اس کی بھی تھوڑی سی انکوائری کروالیں۔

سید ناظم حسین شاہ: رانا صاحب! آپ نے ماشاء اللہ بال وغیرہ تو کالے کئے ہوئے ہیں اور شکل سے بھی آپ جوان لگتے ہیں مگر مجھے نہیں پتا کہ آپ کی آواز اتنی نحیف کیوں ہے؟ جب آپ یہ سارے سامان کرتے ہیں تو کم سے کم آواز بھی نوجوانوں کی طرح ہونی چاہئے ایک بوڑھے اور بزرگ جیسی آواز نہیں ہونی چاہئے۔ میری عمر تو آپ سے بہت زیادہ ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شاہ صاحب! سابق ڈپٹی سپیکر مزاری صاحب کی تصویر کے بارے میں آپ نے بات کی تھی۔ ڈپٹی سپیکر کے کمرے میں ہمارے تمام سابق ڈپٹی سپیکرز کی تصویریں لگی ہوئی ہیں اور

مزاری صاحب کی تصویر بھی وہاں موجود ہے۔ اس کے علاوہ بھی اگر House یہ سمجھتا ہے کہ ان کی تصویر اور کسی موزوں جگہ پر آویزاں ہونی چاہئے تو آپ بالکل اس کی نشاندہی کریں۔۔۔

سید ناظم حسین شاہ: جناب سپیکر! مجھے کسی پر اعتراض نہیں ہے کہ فلاں کی ہے اور فلاں کی نہیں ہے۔ جناب حسن محمود صاحب ہمارے ساتھ 1970 میں ایم پی اے تھے اور وہ صرف ایک دفعہ اس اسمبلی کے ممبر بنے باقی وہ قومی اسمبلی میں رہے لیکن ان کی تصویر لگی ہوئی ہے۔ میرا point یہ تھا کہ شوکت مزاری صاحب He was present in the House یہیں انہیں attack ہوا اور یہاں سے انہیں اٹھا کر لے گئے تو میری گزارش یہ ہوگی کہ ان کی تصویر اس ایوان میں لگائیں اور اگر یہاں لگانے میں کوئی امر مانع ہے تو باہر جہاں ممدوٹ صاحب اور حسن محمود صاحب کی تصاویر لگی ہوئی ہیں وہاں لگا دیں یا حکومتی لابی کی طرف آتے ہوئے لگنی چاہئے۔

دوسرا میں نے یہ کہا تھا کہ یہ 15/10 روپے کی بات نہیں ہے بلکہ استحقاق کی بات ہے یعنی I feel insult it کہ ایک فرسٹ کلاس مجسٹریٹ کی گاڑی سے ٹول ٹیکس نہیں لیا جاتا اور ایک ممبر پارلیمنٹ سے ٹول ٹیکس لیا جاتا ہے اس پر بھی میں آپ کی رولنگ چاہوں گا۔ میری ان دونوں چیزوں کا مقصد صرف یہ ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شاہ صاحب! مجھے یاد ہے کہ already House میں یہ معاملہ take up ہوا تھا اور اس وقت یہ بات ہوئی تھی کہ ہم لوگ عوام کی نمائندگی کرتے ہیں تو عوام کے ساتھ جو سلوک ہو رہا ہے تو اسی سسٹم یا law کو ہی ہم نے follow کرنا ہے۔ دوسرا اگر آپ چاہتے ہیں کہ اسے دوبارہ take up کیا جائے تو یہ Privileges Act کے اندر ترمیم کرنی پڑے گی۔ وہ آپ لے کر آئیں اور House کی consent کے ساتھ I will be with it

غیر سرکاری ارکان کی کارروائی

(جو متعارف کرنے کے لئے پیش ہوا)

مسودہ قانون

مسودہ قانون (ترمیم) محتاج اور بے آسرا بچے پنجاب مصدرہ 2009

جناب ڈپٹی سپیکر: اب ہم غیر سرکاری ارکان کی کارروائی شروع کرتے ہیں۔ آج کے ایجنڈے پر درج ذیل کارروائی ہے۔ مسودات قانون، مفاد عامہ سے متعلق قرار دادیں اور عام بحث ہے۔ سب سے پہلے

The Punjab Destitute and Neglected Children (Amendment) Bill, 2009(Bill No 11 of 2009) Ch. Zahir-ud-Din may move the Punjab Destitute and Neglected Children (Amendment) Bill, 2009 (Bill No. 11 of 2009) or any other mover may also move it. Mr. Sher Ali Khan!

MR. SHER ALI KHAN: I move:

> "That leave be granted to introduce the Punjab Destitute and Neglected Children (Amendment) Bill, 2009.''

MR. DEPUTY SPEAKER: The motion moved is:

> "That leave be granted to introduce the Punjab Destitute and Neglected Children (Amendment) Bill, 2009.''

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! I oppose it میں نے oppose اس بنیاد پر کیا ہے کہ محکمہ نے اس بارے میں جو موقف اختیار کیا ہے کہ Child Protection and Welfare Bureau ایک خود مختار ادارہ ہے اور کسی بھی خود مختار ادارے کی رپورٹ اسمبلی میں پیش نہیں کی جاتی لہذا مساوات کے اصول کو مدنظر رکھتے ہوئے Child Protection and Welfare Bureau کی رپورٹ کو اسمبلی میں پیش کرنا مناسب نہ ہے۔ جہاں تک خود مختار ادارہ کی رپورٹ اسمبلی میں پیش نہ کرنے کا تعلق ہے تو میں اس سے متفق نہیں ہوں لیکن انہوں نے جو کہا ہے کہ کسی اور ادارے کی رپورٹ پیش نہیں کی جاتی تو مساوات کے اصولوں کو مدنظر رکھتے ہوئے باقی تمام جتنے بھی خود مختار ادارے ہیں ان کو بھی اس bracket میں لے آئیں گے یا پھر انہیں لانا نامناسب ہوا تو پھر اسے بھی نکال لیں گے۔ اگر محرک اس بات پر رضامند ہو جائیں کہ اس کو pending کر لیں اور اس کو پوری تفصیل کے ساتھ دیکھنے کے بعد اگر یہ مناسب ہوا تو پھر اس کے بعد یہ ترمیم گورنمنٹ ان کے ساتھ مل کر لانے کو تیار ہے اور اگر یہ pending کروانے پر رضامند ہو جائیں تو پھر اسے next time دیکھ کر لے آئیں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میرا خیال ہے کہ یہ مناسب بات ہے۔

جناب شیر علی خان: ٹھیک ہے۔

قراردادیں

(مفاد عامہ سے متعلق)

جناب ڈپٹی سپیکر: اسے pending کیا جاتا ہے۔ اب اس کے بعد ہم مفاد عامہ سے متعلق قراردادیں لیتے ہیں۔ یہ پہلی قرارداد سیدہ ماجدہ زیدی صاحبہ کی ہے۔ جی، ماجدہ صاحبہ!

Slow Learner بچوں کے لئے Learner Club کے قیام کا مطالبہ

سیدہ ماجدہ زیدی: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں قرارداد پیش کرتی ہوں کہ:

"اس ایوان کی رائے ہے کہ slow learner بچوں کی جلد از جلد بحالی کے پیش نظر حکومت، پنجاب کے ہر شہر میں ایک ایسے learner club مہیا کرنے کا اہتمام کرے جہاں مذکورہ بچوں کے مصروف رہنے کے لئے تعمیری مشاغل اور play grounds کا بھی انتظام ہو نیز وہاں ایک ماہر نفسیات لیڈی ڈاکٹر بھی موجود ہو جو مذکورہ بچوں کی نگہداشت اور تعلیم و تربیت کے لئے ان کی مناسب رہنمائی کرے۔"

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ قرارداد پیش کی گئی ہے کہ:

"اس ایوان کی رائے ہے کہ slow learner بچوں کی جلد از جلد بحالی کے پیش نظر حکومت، پنجاب کے ہر شہر میں ایک ایسے learner club مہیا کرنے کا اہتمام کرے جہاں مذکورہ بچوں کے مصروف رہنے کے لئے تعمیری مشاغل اور play grounds کا بھی انتظام ہو نیز وہاں ایک ماہر نفسیات لیڈی ڈاکٹر بھی موجود ہو جو مذکورہ بچوں کی نگہداشت اور تعلیم و تربیت کے لئے ان کی مناسب رہنمائی کرے۔"

وزیر خصوصی تعلیم (ملک محمد اقبال چنڑ): جناب سپیکر! میں ان کی تصحیح کرنا چاہتا ہوں کہ slow learner بچے disable بچے نہیں ہیں، یہ normal بچے ہیں ان کا IQ کم ہوتا ہے۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ماجدہ زیدی صاحبہ! آپ تشریف رکھیں۔ وہ بات کر لیں پھر میں آپ کو موقع دوں گا۔

وزیر خصوصی تعلیم (ملک محمد اقبال چنڑ): جناب سپیکر! یہ محکمہ special education کے تابع نہیں آتا بلکہ یہ محکمہ سوشل ویلفیئر کے تابع آتا ہے، یہ ہمارے متعلقہ قرارداد نہیں ہے۔ ہم نے پورے پنجاب میں 35 ادارے کھولے ہوئے ہیں، ان کو ہم books بھی دیتے ہیں، pick and drop بھی دیتے ہیں، milk دیتے ہیں اور ان کے لئے grounds بھی ہیں۔ یہ محکمہ سوشل ویلفیئر کے تابع آتا ہے۔ میں اس کو oppose نہیں کرتا لیکن یہ محکمہ اور ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ oppose نہیں کر رہے ہیں اس کے باوجود اتنی لمبی بات کر رہے ہیں۔ چونکہ اس کو oppose نہیں کیا گیا، محترمہ! اگر آپ اس پر بات کرنا چاہتی ہیں تو کر لیں۔

سیدہ ماجدہ زیدی: جناب سپیکر! میں یہ بات کرنا چاہتی ہوں کہ منسٹر صاحب بالکل ٹھیک کہہ رہے ہیں کہ یہ بچے disable نہیں ہوتے لیکن ان کا IQ level کم ہوتا ہے۔ جیسے 18 سال کا بچہ ہے اور اس کا IQ level سات سال کے بچے جتنا ہوتا ہے۔ یہ بچے normal بچوں کے گراؤنڈ میں جا سکتے ہیں، normal بچوں کے سکولوں میں جا سکتے ہیں اور نہ ہی ان کے لئے کھیلنے کے لئے ایسی کوئی جگہ ہے۔ یہ میرا اپنا مشاہدہ ہے میں نے اس پر بڑا کام کیا ہے اور دیکھا بھی ہے۔ ہم ان بچوں کے لئے games arrange کرتے ہیں، ان بچوں کو مختلف NGOs پنجاب اولمپک تک training کرا کر لے کر جاتی ہیں جس میں parents بھی اپنا حصہ ڈالتے ہیں لیکن بد قسمتی یہ ہے کہ ان بچوں کے لئے پورے لاہور میں کوئی ایسا گراؤنڈ نہیں جہاں ان کے لئے games کروا دی جائیں۔ ان کو صرف اقبال سٹیڈیم ملتا ہے جہاں بہت مٹی اڑتی ہے جس کی وجہ سے parents اپنے بچوں کو وہاں لے کر جا سکتے ہیں، ان کی گیم دیکھ سکتے ہیں اور نہ ہی ان کو pick and drop کی سہولت دے سکتے ہیں۔ ایک دفعہ ہم نے ایک NGO کے ساتھ مل کر بڑی کوشش کی کہ ہمیں قذافی سٹیڈیم میں ان بچوں کی games کے لئے جگہ مل جائے لیکن نہیں ملی۔ اگر ان بچوں کو trained کیا جائے اور ان کی coaching کی جائے تو یہ نیشنل اولمپک تک جا سکتے ہیں لیکن بد قسمتی یہ ہے کہ ہمارے ہاں normal لوگوں کے لئے women club ہیں، youth club ہیں اور بے شمار swimming pools ہیں لیکن ایسے بچوں کی تفریح کے لئے کوئی بھی ایسی مناسب جگہ نہیں ہے جو سرکاری طور پر provide کی گئی ہو۔ لاہور کیا پورے پنجاب میں provide نہیں کی گئی۔ میں یہ بھی کہنا چاہتی ہوں کہ یہ بچے بڑے talented ہوتے ہیں اگر ان پر تھوڑی سی توجہ دی جائے تو یہ معاشرے میں ایک اچھی زندگی گزارنے کے قابل ہو سکتے ہیں۔ جہاں تک بات ہے سوشل ویلفیئر کی تو سوشل ویلفیئر یہ کام کچھ NGOs سے کروا رہی ہے جو ان بچوں کو

سہولت provide کرنے کے لئے بالکل ناکافی ہے۔ یہ grounds سرکاری طور پر ہونے چاہئیں، ہمارے پاس قذافی سٹیڈیم میں بہت جگہ ہے بلکہ پورے پنجاب میں بہت land ہے۔ میں نہیں سمجھتی کہ جس کے دل میں تھوڑا سا بھی درد ہے وہ ان بچوں کے لئے اس قرارداد کو oppose کرے گا یا اس کی مخالفت کرے گا۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: کسی نے oppose نہیں کیا ہے۔

سیدہ ماجدہ زیدی: یا اس میں رکاوٹ ڈالنے کے لئے کوئی لمبی بات کرے گا۔ میں ایوان سے یہ request کرتی ہوں کہ اس کو متفقہ طور پر منظور کیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: چونکہ اس قرارداد کو oppose نہیں کیا گیا۔ یہ قرارداد پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے کہ:

"اس ایوان کی رائے ہے کہ slow learner بچوں کی جلد از جلد بحالی کے پیش نظر حکومت، پنجاب کے ہر شہر میں ایک ایسے learner club مہیا کرنے کا اہتمام کرے جہاں مذکورہ بچوں کے مصروف رہنے کے لئے تعمیری مشاغل اور play grounds کا بھی انتظام ہو نیز وہاں ایک ماہر نفسیات لیڈی ڈاکٹر بھی موجود ہو جو مذکورہ بچوں کی نگہداشت اور تعلیم و تربیت کے لئے ان کی مناسب رہنمائی کرے۔"

(قرارداد متفقہ طور پر منظور ہوئی)

جناب ڈپٹی سپیکر: دوسری قرارداد سردار خالد سلیم بھٹی کی جانب سے ہے وہ انہوں نے withdraw کر لی ہے لہذا یہ dispose of کی جاتی ہے۔ تیسری قرارداد محترمہ نگہت ناصر شیخ کی ہے وہ اسے پیش کریں۔

پنجاب کے سرکاری ہسپتالوں میں ایمرجنسی سنٹرز قائم کرنے اور خواتین سٹاف کی تعیناتی کا مطالبہ

محترمہ نگہت ناصر شیخ: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں یہ قرارداد پیش کرتی ہوں کہ:

"اس ایوان کی رائے ہے کہ پنجاب کے تمام سرکاری ہسپتالوں بالخصوص صوبائی دارالحکومت لاہور کے سرکاری ہسپتالوں میں خواتین ایمرجنسی (female

(emergency اور مرد ایمر جنسی(male emergency) بنائے جائیں اور
خواتین ایمر جنسی میں صرف اور صرف لیڈی ڈاکٹر اور لیڈیز سٹاف ہی تعینات
کیا جائے۔"

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ قرارداد پیش کی گئی ہے کہ:

"اس ایوان کی رائے ہے کہ پنجاب کے تمام سرکاری ہسپتالوں بالخصوص صوبائی
دارالحکومت لاہور کے سرکاری ہسپتالوں میں خواتین ایمر جنسی (female
emergency) اور مرد ایمر جنسی(male emergency) بنائے جائیں اور
خواتین ایمر جنسی میں صرف اور صرف لیڈی ڈاکٹر اور لیڈیز سٹاف ہی تعینات
کیا جائے۔"

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! I oppose it

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، لاء منسٹر!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! یہ جو انہوں نے فرمایا ہے کہ emergencies علیحدہ قائم کی جائیں۔ فی الحال علیحدہ emergencies قائم کرنا ممکن نہیں ہے۔ اگر یہ اس کو اس طرح سے amend کر لیں کہ Emergency Centres میں female کے لئے علیحدہ عملے کا انتظام کر دیا جائے اور وہاں پردے کا بھی انتظام کر دیا جائے۔ اگر کوئی female مریض آئے تو اس کو female عملہ ہی attend کرے اور اس میں پردے کا انتظام بھی ہو۔ اس طرح تو ہو سکتا ہے لیکن ابھی علیحدہ Emergency Centres پورے صوبے میں قائم کرنا ممکن نہیں ہے۔ اگر یہ اس طرح سے اس کو amend کر لیں تو میں سمجھتا ہوں کہ ان کا وہ مقصد بھی حل ہو جائے گا جس کے تحت یہ female مریضوں کو relief دلانا چاہتی ہیں اور یہ کام گورنمنٹ کے لئے بھی آسان ہو گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، محترمہ!

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر! میں اس سے اتفاق کرتی ہوں لیکن میں اس میں تھوڑی سی وضاحت یہ کرنا چاہوں گی کہ جس طرح سے لاء منسٹر صاحب نے کہا ہے کہ پردے کا انتظام کر دیا جائے۔ آپ کے علم میں ہے کہ وہاں صرف ایک چھوٹی سی سکرین لگا دی جاتی ہے جس سے مکمل طور پر پردہ تو نہیں ہوتا، ہاں دوسروں کی توجہ ضرور اس طرف ہو جاتی ہے کہ آیا اس سکرین کے پیچھے کیا ہو رہا ہے۔ اگر

نئی emergencies بنانا ابھی ممکن نہیں ہے تو جو موجودہ Emergency Centres ہیں وہاں ایک حصہ الگ کر دیا جائے جو خواتین کے لئے مخصوص ہو۔

جناب ڈپٹی سپیکر: یہی بات لاء منسٹر صاحب نے کہی ہے۔ آپ ان کے ساتھ بیٹھ کر اس میں amendment کر کے اس کو دوبارہ لے آئیں۔ یہ pending کی جاتی ہے اور یہ amendment کر کے دوبارہ ہاؤس میں پیش کی جائے گی۔

چوتھی قرارداد محترمہ ثمینہ خاور حیات کی ہے وہ اسے پیش کریں۔

ضلع قصور کے سوئی گیس سے محروم علاقوں کو سوئی گیس فراہم کرنے کا مطالبہ

محترمہ ثمینہ خاور حیات: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں یہ قرارداد پیش کرتی ہوں کہ:

"اس ایوان کی رائے ہے کہ وفاقی حکومت ضلع قصور کے ایسے علاقے جو سالہا سال سے سوئی گیس کی سہولت سے محروم ہیں ان علاقوں میں سوئی گیس فراہم کرنے کے لئے فوری اقدامات کرے تاکہ ان علاقوں کے عوام کی مشکلات کا ازالہ ہو سکے۔"

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ قرارداد پیش کی گئی ہے کہ:

"اس ایوان کی رائے ہے کہ وفاقی حکومت ضلع قصور کے ایسے علاقے جو سالہا سال سے سوئی گیس کی سہولت سے محروم ہیں ان علاقوں میں سوئی گیس فراہم کرنے کے لئے فوری اقدامات کرے تاکہ ان علاقوں کے عوام کی مشکلات کا ازالہ ہو سکے۔"

اس کو کسی نے oppose نہیں کیا۔ یہ قرارداد پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے کہ:

"اس ایوان کی رائے ہے کہ وفاقی حکومت ضلع قصور کے ایسے علاقے جو سالہا سال سے سوئی گیس کی سہولت سے محروم ہیں ان علاقوں میں سوئی گیس فراہم کرنے کے لئے فوری اقدامات کرے تاکہ ان علاقوں کے عوام کی مشکلات کا ازالہ ہو سکے۔"

(قرارداد متفقہ طور پر منظور ہوئی)

1857 کی جنگ آزادی کے شہداء کو خراج تحسین پیش کرنے اور 10 مئی کو عام تعطیل کرنے کا مطالبہ

جناب ڈپٹی سپیکر: پانچویں قرارداد شیخ علاؤالدین کی ہے وہ اسے پیش کریں۔

شیخ علاؤالدین: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں یہ قرارداد پیش کرتا ہوں کہ:

"یہ ایوان سفارش کرتا ہے کہ 1857 کی جنگ آزادی جو حقیقتاً پاکستان کی بنیاد تھی اور جسے ہمیں کسی صورت نہ بھولنا چاہئے کی یاد میں 10۔ مئی کو عام تعطیل ہونی چاہئے اور پوری قوم کو جنرل بخت خان اور حضرت محل جیسے عظیم کرداروں کے ساتھ ساتھ ان لاتعداد شہداء کو خراج تحسین پیش کرنا چاہئے جنہوں نے اس راہ حق میں جام شہادت نوش فرمایا تھا اور جس سے پوری قوم کو خاص طور پر نوجوان نسل کو آزادی کی راہ میں شہید ہونے والوں کے ساتھ ساتھ ان غداروں اور ابن الوقت لوگوں اور خاندانوں کے چہرے وقت کی گرد سے نکال کر دکھائے جانے بہت ضروری ہیں۔"

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ قرارداد پیش کی گئی ہے کہ:

"یہ ایوان سفارش کرتا ہے کہ 1857 کی جنگ آزادی جو حقیقتاً پاکستان کی بنیاد تھی اور جسے ہمیں کسی صورت نہ بھولنا چاہئے کی یاد میں 10۔ مئی کو عام تعطیل ہونی چاہئے اور پوری قوم کو جنرل بخت خان اور حضرت محل جیسے عظیم کرداروں کے ساتھ ساتھ ان لاتعداد شہداء کو خراج تحسین پیش کرنا چاہئے جنہوں نے اس راہ حق میں جام شہادت نوش فرمایا تھا اور جس سے پوری قوم کو خاص طور پر نوجوان نسل کو آزادی کی راہ میں شہید ہونے والوں کے ساتھ ساتھ ان غداروں اور ابن الوقت لوگوں اور خاندانوں کے چہرے وقت کی گرد سے نکال کر دکھائے جانے بہت ضروری ہیں۔"

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! I oppose لیکن میں اس قرارداد میں لکھے گئے ہر لفظ کو endorse کرتا ہوں ماسوائے کہ 10۔ مئی کو عام تعطیل ہونی چاہئے اگر اس کو یہ نکال دیں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

میں سمجھتا ہوں کہ اس سلسلے میں محکمہ ڈاک سے کہا جا سکتا ہے کہ وہ یادگاری ٹکٹ جاری کریں باقی اس میں انہوں نے جتنے بھی events کا ذکر کیا ہے۔ ہمیں ان کو یاد بھی کرنا چاہئے بلکہ ان کو خراج تحسین بھی پیش کرنا چاہئے لیکن عام تعطیل کا جو معاملہ ہے یہ صحیح نہیں ہے کیونکہ ہر ایسے دن پر بجائے اس کے کہ ہم خود کو زیادہ struggle اور زیادہ کام کرنے کے لئے تیار کریں اس دن عام تعطیل کے concept کو مناسب نہیں سمجھا جا رہا تو اس کی جگہ یادگار ٹکٹ ہونا چاہئے یا اور جو کچھ بھی آپ مناسب سمجھیں اس طرح آپ amend کر لیں تو میں اس کو oppose نہیں کرتا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شیخ صاحب! ویسے میں بھی سمجھتا ہوں کیونکہ already ہم لوگ کافی چھٹیاں کرتے ہیں اور آپ کی بات بہت اچھی ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ آپ کی اس قرارداد کے ذریعے بڑی اچھی نشاندہی بھی ہے اور اگر اس میں سے چھٹی کی بات کو نکال دیا جائے تو اس قرارداد کو accept کر لیا جائے یا اگر آپ اس میں amendment لے آئیں کہ اس پر یادگاری ٹکٹ جاری کی جائیں تو وہ ایک اچھی چیز ہو گی اب آپ فرمائیں؟

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! پہلی بات تو یہ ہے کہ یقین کریں کہ میں نہیں سمجھتا تھا کہ لاء منسٹر صاحب اس کو oppose کریں گے میں تو صرف۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: چھٹی کی حد تک صرف انہوں نے oppose کیا ہے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میری بات تو سن لیں۔ آپ نے مہربانی کی کہ مجھے floor دیا اور جو میرا ٹائم ہے under rules and law وہ مجھے بات کرنے دیں اور اگرچہ میں اپنے معزز ساتھیوں کو convince نہ کر سکا لیکن جو میں کہنا چاہ رہا ہوں اس کو ریکارڈ کا حصہ بنانا چاہتا ہوں۔

(اذان ظہر)

جناب سپیکر! میں بات کر رہا تھا کہ میں لاء منسٹر صاحب جیسی شخصیت سے یہ expect نہیں کر رہا تھا لیکن میں اپنی بات شروع کرنے سے پہلے صرف۔۔۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر!۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، لاء منسٹر صاحب!۔۔۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! شیخ صاحب پھر معاملے کو الجھا کر جو آج کی باقی تقریر ہے وہ کرنا چاہتے ہیں۔ میں نے انہیں oppose نہیں کیا، میں نے صرف عام تعطیل کی بات

کی practice کو oppose کیا ہے یا تو یہ پھر اپنی تقریر اور گفتگو اس بات تک محدود رکھیں کیونکہ باقی سب چیزیں تو میں نے ان کی تسلیم کی ہیں لیکن یہ کیوں چاہتے ہیں کہ اس دن عام تعطیل ہونی چاہئے۔ یہ دن کسی اور طرح سے celebrate یا appreciate کیوں نہیں ہو سکتا؟ (نعرہ ہائے تحسین)

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! بات یہ ہے کہ ہم یکم مئی تو منا سکتے ہیں اور وہاں امریکہ میں دو سو سال پہلے کچھ ہوا تھا اس کی یاد تو ہم منا سکتے ہیں لیکن میں یہ بات کہتا ہوں کہ اگر 1857 یہاں منانا شروع کر دیا جائے، 10۔ مئی کی چھٹی کر دی جائے اور اس پر سیمینار منعقد کئے جائیں اور نئی نسل کو بتایا جائے کہ یہاں ہوا کیا تھا؟ کن مسلمانوں اور ہندوؤں نے مل کر قربانی دی تھی تو آپ یقین کریں کہ اس ملک سے قوم اور اس نوجوان نسل کو عشق ہو جائے۔ میں آپ کو یہ بتانا چاہتا ہوں کہ ایوان میں اس معاملہ پر سب کو غور کرنا چاہئے کہ ہندوستان نے 1857 کا سو سالہ جشن منایا اور پھر ڈیڑھ سو سالہ تقریبات منائیں اور ان ڈیڑھ سو سالہ تقریبات کو پورے سال منایا اور ہم آج اس کے لئے ایک دن بھی مختص نہیں کرنا چاہتے۔ میری صرف چار چھ لائنیں ہیں جو ان معاملات کے متعلق ہیں جو اس نے اس وقت کہی تھیں۔ جب سو سالہ جشن منایا گیا تھا اور یہ ہندوستان میں پڑھی گئی ہیں جن کو میں بتانا چاہتا ہوں کہ اس میں انہوں نے اپنے ہندوستان سے کہا ہے کہ آج اگر آپ اپنی آزادی کے لئے آنکھیں اور کان کھول کر نہیں رکھیں گے تو آزادی ختم ہو جائے گی اور انہوں نے اس بنیاد پر کہا ہے کہ 1857 کو منایا جائے۔ میں یہ کہتا ہوں ہم تقریبات تو نہیں منا سکتے لیکن ہم کم از کم ایک دن تو مقرر کر سکتے ہیں کہ آج ہم چھٹی کر کے ان لوگوں کو یاد کریں جو اس دن ظلم و ستم کا شکار ہوئے تھے اور جن کو تباہ کیا گیا تھا۔

جناب سپیکر! 1857 سے پہلے جو مسلمانوں کی ملکیت تھی اور 1857 کے بعد صرف ان لوگوں کے پاس ملکیت رہ گئی جنہوں نے انگریزوں کا ساتھ دیا۔ ورنہ ان مسلمانوں اور ہندوؤں کو تباہ کر دیا گیا تھا جنہوں نے انگریزوں کا ساتھ نہیں دیا تھا۔ میں صرف یہ بتانا چاہتا ہوں کہ انگریزوں نے برِاعظم پر بے خیالی اور خود فراموشی کے عالم میں قبضہ نہیں کیا تھا البتہ ہم نے ضرور بے خیالی اور خود فراموشی کے عالم میں اپنی آزادی کھو دی تھی۔ انگریز لال قلعہ کی کٹھ پتلیوں کو شہنشاہ ہند کے لقب سے مخاطب کرتے اور عود کے نوابوں کو بادشاہ کہتے، شہنشاہ کے دربار میں نذرانہ پیش کرتے اور مؤدب کھڑے رہتے۔

جناب سپیکر! آپ ذرا آج کے حالات پر غور کر لیجئے جو یہ چند لائنیں پڑھ رہا ہوں اور میری تمام ساتھیوں سے استدعا ہے کہ اس کو سن لیں، یہ ہندوستان کے لئے کہا گیا تھا لیکن ہم دیکھیں کہ ہمارا چہرہ کہاں ہے؟ ان کے دربار میں مؤدب کھڑے رہتے تھے اور وہ ان ممالک کے بادشاہوں کی کتنی عزت

کرنے والے تھے۔ اگر بنگال اور بہار کی دیوانی ہاتھ سے نکل گئی تو کیا غم، انگریز ہمارے شہنشاہ کے اقتدار اعلیٰ کو تو تسلیم کرتے تھے اور جو پنشن دی جاتی تھی وہ دراصل پنشن نہ تھی بلکہ مالی امداد تھی اور فوجی امداد کا مقصد سلطنت مغلیہ کو مرہٹوں کی دسترس سے محفوظ رکھنا اور پھر ایک دن وہ آیا جو مرہٹوں کو بھی تسخیر کر لیا گیا اور اعلان ہوا کہ ملک خدا کا، فرمان بادشاہ کا اور حکومت ایسٹ انڈیا کمپنی بہادر کی۔ بہی خواہاں نے لاکھ سمجھایا کہ ان غیر ملکی تاجروں کو اپنا دوست اور حلیف نہ سمجھئے اور ان کے وعدوں اور معاہدوں پر اعتبار نہ کیجئے لیکن درباریوں میں تو اثر ورسوخ مولوی الٰہی بخش اور مرزا علی نقی قسم کے لوگوں کا تھا۔ میں بات لمبی نہیں کرتا، مولوی الٰہی بخش اور مرزا علی نقی آج بھی موجود ہیں۔ میں صرف ریکارڈ پر یہ بات لانا چاہتا تھا کہ یہ ہندوستان میں 1857 پڑھا گیا اور اس کا ایک ایک لفظ عظیم ہے لیکن میں صرف یہ بتانا چاہتا ہوں کہ اگر آج اس ایوان نے یہ بات منظور نہ کی جو کہ ایوان کا استحقاق ہے جو مرضی کرے کہ اس کو یعنی 1857 کو اس طریقے سے منایا جائے کہ اگر لاء منسٹر کہتے ہیں کہ چھٹی نہ کی جائے تو نہ کی جائے لیکن اس کو کم از کم اس طریقے سے منایا جائے کہ نوجوان نسل کو پتا لگے کہ غداروں اور ابن الوقت لوگوں نے اس قوم اور اس ملک کا کس طرح بیڑہ غرق کیا تھا اور میں صرف یہ بتانا چاہتا ہوں کہ ہندو اور مسلمان کیسے مل کر ان سے لڑے تھے۔ جب ہندوستانی فوجیوں کو disarmed کیا گیا تو آپ نے ضرور پڑھا ہوگا کیونکہ مجھے آپ کا پتا ہے، آپ نے ضرور کہیں نہ کہیں یہ پڑھ لیا ہوگا کہ دریائے راوی کے کنارے ان کو بھوک پیاس سے کئی کئی دن کھڑا رکھا گیا اور پھر انہیں تلوار سے قتل کیا گیا تو جو سینکڑوں ہزاروں لوگ قتل ہوئے، جو قربانیاں دی گئیں میں چاہتا ہوں کہ ان کا ذکر کریں تاکہ قوم کو پتا لگے کہ یہ آزادی کیسے آئی تھی، آج جو امداد دی جا رہی ہے۔۔۔

جناب پرویز رفیق: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: دیکھیں! This is no way آپ تشریف رکھیں، وہ بات مکمل کر لیں پھر میں آپ کو پوائنٹ آف آرڈر پر اجازت دوں گا۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! اگر میں اس بات کو سارا پڑھوں تو ہو سکتا ہے کہ اس ایوان میں اتنے درد دل والے لوگ ہیں کہ یقین کریں ان کے آنسو نکل آئیں۔ میں یہ چاہتا ہوں کہ آپ اس پر غور کر لیں۔ میرے پاس ایک، ایک ڈسٹرکٹ کی ہسٹری ہے کہ 1857 میں کس ضلع میں کیا ہوا اور اس نے کیا role ادا کیا لیکن وہ بہت لمبی بات ہو جائے گی میں یہ چاہتا ہوں کہ اس پر خدارا! آج غور کر لیجئے اور اس کو محسوس کیجئے۔ نئی نسل کو کچھ نہیں پتا کہ یہ ملک کیسے بنا، نئی نسل کو کچھ نہیں پتا کہ 1857 میں کیا ہوا

اور 1919 کے مارشل لاء میں کیا ہوا؟ میں دعوے سے کہتا ہوں کہ آج آپ کسی نہ کسی intelligent ترین لڑکے یا لڑکی سے پوچھ لیں اس کو پاکستان موومنٹ کا نہیں پتا۔ میں اس نسل کو سمجھانے کے لئے یہ سب کر رہا ہوں اور جب تک پاکستان سے لوگوں کو محبت نہیں ہو گی، پاکستان کو لوگ نہیں چاہیں گے، لوگوں کو پتا نہیں ہو گا کہ بزرگوں نے کس طرح یہ ملک لیا تھا تو وہ کیسے اللہ سے دعا مانگیں گے کہ اللہ تعالیٰ اس ملک کو تاقیامت سلامت رکھے جو اللہ نے ہم پر رحم کر کے دیا تھا۔ شکریہ

محترمہ سیمل کامران: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ایک منٹ۔ انہوں نے پہلے سے پوائنٹ آف آرڈر مانگا ہوا ہے۔

جناب پرویز رفیق: جناب سپیکر! میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ میں سمجھتا ہوں کہ شیخ صاحب نے بڑی اچھی قرارداد پیش کی ہے لیکن انہوں نے categorically ہندوؤں اور مسلمانوں کی بات کی ہے۔ میں ان کے knowledge میں اور اضافہ کرنا چاہتا ہوں کہ 1857 کی جنگ آزادی میں اس Subcontinent میں رہنے والے تمام افراد کی بات کرنی چاہئے۔ اگر categorically and specifically ہم ہندوؤں اور مسلمانوں کی بات کرتے ہیں تو Subcontinent سے نکال کر مذہب میں لے جاتے ہیں۔

شیخ علاؤالدین: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: پہلے ان کی بات سننے دیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! دیکھیں، پلیز مجھے آپ کی اجازت چاہئے، میری بات سنیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شیخ صاحب! ایک منٹ میری بات سن لیں۔ ان کو بات مکمل کرنے دیں۔ ہم میں حوصلہ ہونا چاہئے۔ وہ بات مکمل کر لیں پھر آپ بات کر لیجئے گا۔

جناب پرویز رفیق: جناب سپیکر! میری یہ گزارش ہے کہ پاکستان کی آزادی کے لئے اور Subcontinent کی آزادی کے لئے تمام مذاہب نے بلاتفریق مذہب علاقائی بنیادوں پر جدوجہد کی ہے اور کسی کی غلامی سے ہم نکلے ہیں جو بظاہر میں نہیں سمجھتا کہ ابھی تک ہم نکلے ہیں۔ جس بھی غلامی سے ہم نکلے ہیں ہمیں اپنے ہیروز کو کریڈٹ بھی دینا چاہئے اور اس کو religious division میں نہیں لانا چاہئے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے انسانی حقوق و اقلیتی امور (جناب خلیل طاہر سندھو): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: پلیز! آپ بیٹھیں۔ جی، شیخ صاحب! اب آپ فرمائیں!

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! بات یہ ہے کہ میں اپنے بھائی کی بہت عزت کرتا ہوں لیکن سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اگر میری بات کو غلط نہ لیا جائے، میں نے سکھوں کا نام نہیں لیا اور intentionally نہیں لیا کیونکہ میرے پاس جو لسٹ ہے اس میں کسی ایسے important سکھ کا نام نہیں ہے ۔ بھگت سنگھ بہت بڑا نام ہے لیکن وہ بعد میں آیا 1857 میں نہیں ہے۔ اگر میرے بھائی کا اس معاملے میں کسی ایسے character کا پتا ہے جو ان کی کمیونٹی سے ہو، جس کو یہ ہیرو کہنا چاہیں تو میں اس کو ابھی amend کر لیتا ہوں۔ مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے۔ ان کی خدمات ہوں گی لیکن اس وقت میرا جو ambit ہے وہ صرف 1857 ہے کہ 1857 میں کیا ہوا؟ میں صرف اس پر بات کرنا چاہ رہا ہوں۔

جناب طاہر نوید: پوائنٹ آف آرڈر۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے انسانی حقوق و اقلیتی امور (جناب خلیل طاہر سندھو): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ بڑے افسوس کی بات ہے۔ میں بار بار ممبران کو کہتا ہوں کہ جب Chair دیکھ رہی ہے کہ کس کو موقع دینا ہے، ایک ممبر بات کر رہا ہے، آپ کھڑے ہو جاتے ہیں۔ میں آپ کو موقع دوں گا۔ میں بار بار ایک ہی بات کر رہا ہوں، آپ مہربانی کریں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے انسانی حقوق و اقلیتی امور (جناب خلیل طاہر سندھو): ہم hurt ہو رہے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ hurt ہو رہے ہیں، میں آپ کو ٹائم دوں گا لیکن آپ سے پہلے ایک ممبر نے ٹائم مانگا ہے اس کے بعد سندھو صاحب میں آپ کو floor دیتا ہوں لیکن میری بار بار ممبران سے گزارش ہے کہ Chair دیکھ رہی ہے اس نے بتانا ہے کہ کس نے کھڑے ہونا ہے، جب ایک ممبر بات کر رہا ہو اور دوسرا ممبر کھڑا ہو جائے یہ مناسب نہیں ہے۔

چودھری جاوید احمد (ایڈووکیٹ): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی۔

چودھری جاوید احمد (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میں دو معاملات آپ کے نوٹس میں لانا چاہتا ہوں۔ ایک تو ابھی تھوڑی دیر پہلے شاہ صاحب نے جو فرمایا تھا۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: چودھری صاحب! ایک قرارداد پر بات ہو رہی ہے، اس کو آپ نے oppose کرنا ہے یا اس کی favour کرنی ہے؟

چودھری جاوید احمد (ایڈووکیٹ): نہیں۔ میں تو پوائنٹ آف آرڈر پر بول رہا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: نہیں۔ پوائنٹ آف آرڈر اس وقت نہیں بنتا۔ This is not point of order. اس وقت آپ تشریف رکھیں۔ اس کے بعد میں آپ کو موقع دوں گا۔

چودھری جاوید احمد (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! قرارداد کے حوالے سے میں صرف اتنا ہی کہوں گا کہ جو رانا صاحب نے کہا ہے ہم بالکل اس کو support کرتے ہیں اور سوائے تعطیل کے endorse کرتے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ٹھیک ہے۔ جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! شیخ صاحب نے تو آج وہی بات کی ہے۔ ایک واقعہ ہے کہ ایک وکیل صاحب عدالت میں پیش ہوئے تو جج صاحب نے کہا کہ بھئی! میں نے آپ کا کیس دیکھ لیا ہے میں آپ کی ضمانت منظور کرتا ہوں۔ وکیل نے کہا نہیں جی، میں نے بحث کرنی ہے۔ جج نے کہا کہ بحث کی ضرورت نہیں ہے۔ اس نے کہا کہ نہیں جی، میں نے بحث کرنی ہے۔ وکیل صاحب نے ایک گھنٹہ بحث کی اور اس کے بعد عدالت نے ضمانت خارج کر دی۔ (قہقہے)

اب شیخ صاحب سے آپ پوچھ لیں کہ وہ عام تعطیل والا لفظ amend یا حذف کرنا چاہتے ہیں؟ 1857 کی جنگ آزادی کے جو شہداء ہیں ہم ان کو سلام پیش کرتے ہیں، وہ ہمارے ہیرو ہیں ہم اس قرارداد کو بالکل oppose نہیں کرتے۔

محترمہ سیمل کامران: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ایک منٹ ذرا سندھو صاحب بات کر لیں پھر میں آپ کو floor دیتا ہوں۔ جی، سندھو صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے انسانی حقوق و اقلیتی امور (جناب خلیل طاہر سندھو): Thank you very much. لاء منسٹر صاحب نے 10۔ مئی کے حوالے سے بات کر دی ہے۔ میں صرف شیخ علاؤالدین صاحب سے گزارش کرتا ہوں، میں ان کا بہت زیادہ احترام کرتا ہوں۔ وہ بڑی اچھی اور creative بات کرتے ہیں، اگر 1857 کی بات چل پڑی ہے تو پھر یہ بار بار انہوں نے اس کی جو لفظی

بیان کی ہے کہ 1857 کے جو غدار تھے تو پھر ان کا بھی ذکر ہو گا۔ میں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ اگر یہ ہمارے ساتھ بیٹھ جائیں، قرارداد کی بات تو اپنی حد تک بات ہے ہم ان کو ثابت کریں گے کہ یہاں پر دیوان برادر ایس پی سنگھا نے کیا کیا اور 1857 میں جو Christians ہیں انہوں نے کیا کیا لہذا جس نے بھی ان کو یہ بات بتائی ہے یا جہاں سے بھی یہ لکھ کر لائے ہیں کاش وہ آدمی ان کو ساری بات بتائے۔ یہ میرے ساتھ بیٹھیں، ہم سارے minorities کے ممبرز ان کے ساتھ بیٹھنا چاہیں گے تاکہ ہم ان کو اپنی contribution بتا سکیں۔ یہ ہماری دھرتی ہے، یہ ہماری ماں ہے اور آج تک پاکستان کی سرزمین پر کبھی کوئی مسیحی غدار ثابت نہیں ہوا اور نہ انشاء اللہ کبھی ہو گا۔ بہت شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔ جی، سیمل کامران صاحبہ!

وزیر انسانی حقوق و اقلیتی امور (جناب کامران مائیکل): جناب سپیکر! ہمارے جو معزز ممبران یہاں بیٹھے ہیں میں ان کے گوش گزار کرنا چاہتا ہوں کہ شیخ صاحب نے جو قرارداد پیش کی ہے اس میں کسی بھی community کا ذکر ہی نہیں ہے۔ یہ انہوں نے اپنی تقریر میں بات کی تھی تو بات یہ ہے کہ اگر شیخ صاحب چاہتے، جو additional باتیں انہوں نے تقریر میں کی ہیں، ثابت کی ہیں اور ان کو دھرایا بھی ہے تو پھر ان کو تحریک کا حصہ بناتے، انہوں نے تحریک میں تو یہ باتیں ثابت ہی نہیں کیں اور شامل بھی نہیں کیں تو میں سمجھتا ہوں کہ وہ باتیں بے بنیاد ہیں جو تحریک کا حصہ نہیں بن سکیں، ان کا کوئی وجود نہیں ہے۔

شیخ علاؤالدین: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شیخ صاحب! میں آپ کو آخر میں موقع دیتا ہوں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! آپ کے ہوتے ہوئے اصل topic سے deviate ہو رہی ہے۔ مجھے سمجھ نہیں آ رہی اس میں ان کا کوئی اعتراض بنتا ہی نہیں تھا۔ میں نے ان کو اس تحریک میں کیا کہہ دیا ہے اور یہ جو deviation ہے یہ اچھی بات نہیں ہے۔ جیسے لاء منسٹر صاحب نے کہا ہے کہ میں اس کو تعطیل سے ہٹا دوں اور باقی سب موجود رہے، وہ یادگاری ٹکٹ چاہتے ہیں یا اس پر سیمینار یا سکول کالجز میں 1857 پر speeches کی جائیں یا ہمارے یہاں اگر اسمبلی کا اجلاس چل رہا ہے کسی بھی مئی کے مہینے میں جب بھی مئی کا مہینہ ہو تو یہاں پر بھی اس کا ایک دن مقرر کیا جائے مجھے اس پر کوئی اعتراض نہیں لیکن بات یہ ہے کہ deviation نہیں ہونی چاہئے۔ میں نے جو بات کی ہے کہ اگر اس پر مجھ سے کوئی بات کرنا چاہتا ہے تو

وہ کر لے۔ میں یہاں تک بتا سکتا ہوں کہ 1857 میں ہندوستان میں کس کس نسل کا کیا کردار تھا؟ الحمد للہ! میں بتا سکتا ہوں لیکن میں کسی کی دل آزاری نہیں کرنا چاہتا، میں صرف یہ چاہتا ہوں کہ ہمارے جو Christians ہیں وہ ہمارے بھائی ہیں، ان کی بہت قربانیاں ہیں 1965 میں بہت قربانیاں ہیں، 1971 میں بڑی قربانیاں ہیں، میں ان کو salute کرتا ہوں۔ میں نے ابھی بھگت سنگھ کا ذکر کیا لیکن ان کا کردار 1857 کے بعد آتا ہے تو میں یہ چاہتا ہوں کہ deviate نہ کیا جائے باقی جو ہاؤس کی مرضی ہے وہ کریں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔ جی، سیمل کامران صاحبہ!

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! میں یہ گزارش کرنا چاہتی ہوں کہ جب بھی کوئی Resolution آتی ہے تو محرک کو چاہئے کہ وہ تھوڑا سا زمینی حقائق کو بھی مدنظر رکھے۔ جیسے انہوں نے تعطیل کا ذکر کیا ہے تو میں سمجھتی ہوں کہ پہلے ہی ہمارا calendar تعطیلات سے بھرا پڑا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، اس کے علاوہ کوئی بات ہے تو کریں۔ یہ بات تو ہو گئی ہے۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! اس کے علاوہ جیسے ابھی شیخ صاحب نے بات کی ہے میں ان کی بہت respect کرتی ہوں اور میں سمجھتی ہوں کہ ان کی اس ہاؤس میں ہمیشہ سے بہت positive contribution رہی ہے۔ He always talks about the issues. لیکن مجھے تھوڑا سا اختلاف ہے انہوں نے کہا کہ new generation کو پتا چلنا چاہئے کہ پاکستان کیسے حاصل ہوا تو میں ان کو یہ بتانا چاہتی ہوں کہ new generation بھی جذبہ حُب الوطنی سے اتنی ہی سرشار ہے جتنے ہمارے پُرانے لوگ ہیں کیونکہ ہم وہ generations ہیں جن کے forefathers نے قربانیاں دی ہیں۔ ہماری فیملی میں بھی شہادتیں ہوئی تھیں۔ انہوں نے کہا ہے کہ میں نے ہندو مسلم کی بات نہیں کی۔ ہم migrated لوگ ہیں، ہمیں ہمارے بڑوں نے ہمیشہ یہی درس دیا ہے کہ ہندو، مسلم، سکھ، عیسائی سب آپس میں بھائی بھائی ہیں تو ہمیں یہ concept بھی بہت اچھی طرح سے پتا ہے۔ پاکستان کا مطالبہ کسی رنگ، نسل یا مذہب کی بنیاد پر نہیں کیا گیا تھا۔ پاکستان ایک آزاد وطن مانگا گیا تھا جمہوری وطن جس میں تمام نسلوں کو یہ حق حاصل ہو کہ وہ اپنی مرضی، اپنی منشاء اور اپنے مذہب کے مطابق زندگی گزار سکیں تو نئی نسل بھی پاکستان سے اتنا ہی پیار کرتی ہے اور اتنی ہی حب الوطن ہے جتنے پرانے لوگ ہیں۔ شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: میں آپ کو تھوڑا ساclarify کرنا چاہوں گا کہ قائداعظم نے جب دو قومی نظریے کی بات کی تھی تو اس کے اندر تمام قوموں کو حقوق دینے کی بات کی گئی تھی لیکن آج جو آپ دو قومی نظریے کی بات کر رہی ہیں یہ وہی بات ہے جو پیچھے ایک ریٹائرڈ جنرل کرتا تھا اور دو قومی نظریے کی نفی کرتا تھا لیکن ہم کبھی بھی دو قومی نظریے کی نفی نہیں ہونے دیں گے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! محترمہ سیمل کامران صاحبہ فرما رہی ہیں کہ انھیں نئی نسل کا بہت پتا ہے۔ مجھے نہیں معلوم کہ وہ نئی نسل کو represent کر رہی ہیں؟ لیکن انھوں نے میری طرف ایسے اشارہ کیا ہے جیسے میں قائداعظم کا class fellow رہا ہوں (قہقہے)

آج اس بات کا فیصلہ کر لیتے ہیں کہ ان کو کتنا پتا ہے؟ اب میں ایک parliamentarian کی بات کرنے لگا ہوں کہ جب Lord itly نے ہندوستان اور پاکستان کی آزادی کا اعلان کیا تو چرچل صاحب اپوزیشن میں تھے۔ سیمل کامران مجھے یہ بتا دیں کہ چرچل نے پوائنٹ آف آرڈر پر کھڑے ہو کر کیا کہا تھا تو میں ان کو انعام دوں گا۔

محترمہ سیمل کامران: میں نے تو نئی نسل کی بات کی ہے۔

شیخ علاؤالدین: مجھے پتا لگے کہ یہ کتنا جانتی ہیں؟ اگر یہ بتا دیں تو میں اپنا نام بدل لوں گا۔ میں ایسے نہیں چیختا کہ قوم کو نہیں پتا کہ یہ ملک کیسے ملا؟ میری ماں، میرا باپ مہاجر تھے انھوں نے جو حالات مجھے بتائے اگر وہ یہاں پر بتا دوں تو رلا سکتا ہوں لیکن یہ کہہ دینا کہ میں قائداعظم کا class fellow تھا اور یہ نئی نسل ہیں۔ یہ مجھے بتا دیں کہ چرچل نے اس ملک کے بارے میں کیا کہا تھا؟ ایسے ہی بات کر دینا اور deviate کرنا مناسب نہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شیخ صاحب! بہت شکریہ۔ جی، آمنہ الفت صاحبہ!

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! شیخ علاؤالدین صاحب نے ایک بہت ہی سنجیدہ issue پر بات شروع کی ہے۔ بے شک تعطیل نہ کی جائے اور کچھ بھی نہ کیا جائے لیکن میں یہاں بتاتی چلوں کہ 1857 کی جنگ آزادی کے بعد مسلمان پسماندگی میں چلے گئے اور انھیں ایک اندھیر گھاٹی میں دھکیل دیا گیا تھا۔ اس وقت تین شخصیات مسلمانوں کی بحالی اور انھیں اس پسماندگی سے نکالنے کے لئے علم لے کر اٹھیں جن میں سر سید احمد خان، نواب وقار الملک، مولانا قاسم نانوتوی ہیں۔ اگر ہم ان کی خدمات کو سامنے رکھیں کہ انھوں نے مسلمانوں کی آگاہی کے لئے جدید علوم کے لئے علی گڑھ یونیورسٹی کی بنیاد رکھی، دینی

تدریس کے لئے دیوبند مدرسے کی بنیاد رکھی اور نواب وقار الملک نے مسلم لیگ کا انعقاد کیا اور اس کے بعد قائدین کا ایک لا متناعی سلسلہ شروع ہو جاتا ہے جن میں مولانا محمد علی جوہر، شوکت علی جوہر، پھر قائداعظم کے رفقاء میں مولانا اشرف علی تھانوی کا نام آتا ہے جنھوں نے پاکستان بنانے کے لئے دن رات ایک کیا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: محترمہ! 1857 کی بات ہو رہی ہے۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! میں یہ چاہتی ہوں کہ بے شک تعطیل نہ کی جائے لیکن جب کسی ایسے قائد کا ذکر ہو، ان کا یوم وفات ہو، یوم شہادت ہو یا یوم ولادت ہو اور اس دوران اگر اجلاس جاری ہو تو تلاوت کے بعد ان کے افکار اور ان کی خدمات یاد کرنے کے لئے کم از کم آدھ یا پون گھنٹہ مختص کر دیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، بہت شکریہ۔ یہ بالکل ایک different issue ہے اس لئے آپ اس کے لئے ایک علیٰحدہ قرارداد لائیں۔

جناب سعید اکبر خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب شیر علی خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب طاہر نوید: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: پہلے نوانی صاحب پھر شیر علی صاحب اور ان کے بعد طاہر نوید صاحب کی طرف آتا ہوں۔

وزیر انسانی حقوق و اقلیتی امور (جناب کامران مائیکل): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: نوانی صاحب! پلیز پہلے منسٹر صاحب بات کر لیں۔

جناب سعید اکبر خان: جناب سپیکر! منسٹر صاحب نے پہلے بھی تین دفعہ بات کی ہے۔ میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ اس پر کیا discussion ہو رہی ہے؟ لاء منسٹر نے کہا کہ ہمیں کوئی اعتراض نہیں ہے، ہم یہاں کسی community کو discuss نہیں کرنا چاہتے، پاکستان میں ہر community کا حصہ ہے اور اس پر کسی کو کوئی اعتراض نہیں ہے۔ لاء منسٹر صاحب نے کہا کہ چونکہ اس ملک میں پہلے بھی بہت چھٹیاں ہوتی ہیں اور عام آدمی کو بھی یہ اعتراض ہے کہ چھٹیاں کم کی جائیں۔ ہم تو پہلے ہی کام کم کرتے ہیں اور چھٹیاں زیادہ۔ انھوں نے کہا کہ ہمیں کوئی اعتراض نہیں ہے۔ جب کسی کو کوئی اعتراض نہیں ہے اور

انھوں نے قرار داد پیش کی ہے وہ اس میں ایک ترمیم چاہتے ہیں اور شیخ صاحب بھی اس پر agree ہیں کہ تعطیل والی amend کر دی جائے۔لہذا اس قرار داد کو پاس کریں اور کام ختم کریں۔آگے بھی کافی اہم قرار دادیں ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، شیخ صاحب!

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میں amend کر کے بتا دیتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شیخ صاحب! وہ amend ہو گئی ہے۔آپ تشریف رکھیں میں بتاتا ہوں کہ وہ کیا ہے۔

وزیر انسانی حقوق و اقلیتی امور (جناب کامران مائیکل): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر انسانی حقوق و اقلیتی امور (جناب کامران مائیکل): شکریہ۔جناب سپیکر! میں یہاں پر صرف یہ کہنا چاہتا ہوں کہ یہ معزز ایوان ہے اور تمام معزز ممبران سمجھتے ہیں اور اس چیز کا بخوبی علم رکھتے ہیں کہ تاریخ کیا کہتی ہے لیکن ان کو اس طریقے سے address کرنا اور ایک معزز ممبر کو اس طرح hit کرنا اور پوچھنا کہ فلاں نے اس وقت پوائنٹ آف آرڈر پر کیا کہا تھا؟ میں شیخ صاحب سے یہ پوچھوں گا کہ یہ بتا دیں کہ چرچل صاحب نے صبح ناشتے میں کیا لیا تھا؟ یہ کوئی بھی نہیں بتا سکتا۔شیخ صاحب اس کا جواب دیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میں منسٹر صاحب کی بات کا جواب دینا چاہوں گا۔منسٹر صاحب عطار بانی صاحب کی کتاب پڑھ لیں جو قائداعظم کے اے ڈی سی مقرر ہوئے تھے وہ میں یہاں نہیں بتانا چاہتا۔یہ ابھی باہر آئیں میں انھیں بتا دیتا ہوں کہ انھوں نے ناشتے میں کیا لیا تھا۔

جناب سپیکر! میں دوسرا یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ یہاں scoring points بند کروائیں، یہاں کیا ہو رہا ہے؟ یہاں تو issues سے ہٹ کر بات کی جاتی ہے۔میں بات کوئی کرتا ہوں اور جواب کوئی آتا ہے۔میں یہ چاہتا ہوں کہ اگر تو قوم کی بہتری اور بھلائی کے لئے کچھ کرنا ہے تو ٹھیک اور اگر ذاتی دوستیوں اور تعلق کے لئے کرنا ہے تو پھر میں اسے واپس لے لیتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شیخ صاحب! میں سمجھتا ہوں کہ یہ ایک بڑی اہم قرار داد ہے۔ہم حقیقتاً اپنے قومی ہیروز کے بارے میں بات کر رہے ہیں اور اس پر بالکل کوئی scoring points نہیں ہونی چاہئے۔اس میں ہم نے ممبران کی آرا شامل کی ہیں۔اس میں صرف چھٹی کا نکتہ اعتراض تھا۔

جناب شیر علی خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں!

جناب شیر علی خان: شکریہ۔ جناب سپیکر! پہلی گزارش تو یہ ہے کہ میں شیخ صاحب کی correction کے لئے بتانا چاہتا ہوں کہ Lord Itly نہیں بلکہ Atlee Lord تھا۔ انھوں نے قرارداد میں ذکر کیا اور پھر کہا کہ ہر ضلع میں جو لوگ تھے میں ان کو بے نقاب کروں گا۔ یہ کون سا State secret ہے؟ یہ ہر دفعہ یہی کہتے ہیں لہذا ان کو بتا دینا چاہئے اور ان خاندانوں کے نام لے لینے میں کیا حرج ہے؟ یہ درپردہ پرانے زمیندار گھرانوں کا کہنا چاہتے ہیں کہ شاید یہ اس وقت انگریزوں کے ساتھ تھے یہ اس بارے میں ثبوت کے ساتھ بات کریں اور اس طرح کی مبہم باتیں کرنے سے اجتناب کریں۔ انھوں نے جو ابن الوقت کہا ہے۔ میں کہتا ہوں کہ آج بھی اس ایوان میں ابن الوقت لوگ موجود ہیں جنھوں نے صرف حکومت وقت کو خوش کرنے کے لئے اپنی loyalties تبدیل کی ہیں۔

جناب سعید اکبر خان: جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: نوانی صاحب! طاہر نوید صاحب کافی دیر سے کھڑے ہیں۔ ان کے بعد میں آپ کو موقع دیتا ہوں۔

جناب طاہر نوید: جناب سپیکر! میری صرف اتنی گزارش ہے کہ شیخ صاحب نے یہاں پر جو history کی بات کی ہے شاید انھوں نے ایک کتاب پڑھی ہو گی۔ انھوں نے اپنی بات میں یہ بھی quote کیا ہے کہ میرے والدین نے کہا ہے شاید ہمارے بزرگوں نے بھی ہمیں کوئی history بتائی ہو گی تو ہم ان کا چیلنج قبول کرتے ہیں۔ یہ باہر بھی بیٹھ کر ہم سے بات کر لیں اور ہم ثابت کریں گے کہ اس میں Christian Community کا کیا role تھا، 1947 میں جب پاکستان بنا اس وقت کیا کردار تھا، 1965 اور 1971 کی جنگ ہم نے بحیثیت پاکستانی لڑی اور ہمارے ہیروز نے بطور پاکستانی اس میں حصہ لیا تھا، مذہب کی بنیاد پر نہیں لیا تھا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: پہلی بات تو یہ ہے کہ اس قرارداد میں کسی مذہب کا ذکر نہیں ہے۔ میں معزز ممبران سے یہ بات کرتا ہوں کہ ہم لوگوں کو جوش نہیں بلکہ ہوش کے ساتھ دیکھنا چاہئے۔

یہ قرارداد پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے کہ:

"یہ ایوان سفارش کرتا ہے کہ 1857 کی جنگ آزادی جو حقیقتاً پاکستان کی بنیاد تھی اور جسے ہمیں کسی صورت نہ بھولنا چاہئے اور پوری قوم کو جنرل بخت خان اور حضرت محل جیسے عظیم کرداروں کے ساتھ ساتھ ان لاتعداد شہداء کو خراج تحسین پیش کرنا چاہئے جنھوں نے اس راہ حق میں جام شہادت نوش فرمایا تھا اور جس سے پوری قوم کو خاص طور پر نوجوان نسل کو آزادی کی راہ میں شہید ہونے والوں کے ساتھ ساتھ ان غداروں اور ابن الوقت لوگوں اور خاندانوں کے چہرے وقت کی گرد سے نکال کر دکھائے جانے بہت ضروری ہیں۔"

(قراداد متفقہ طور پر منظور ہوئی)

جناب علی حیدر نور خان نیازی: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: نیازی صاحب! ایک منٹ ٹھہریں، ابھی قراردادیں چل رہی ہیں۔ اب ایک قواعد کی معطلی کی تحریک ہے۔ جناب کامران مائیکل وزیر اقلیتی امور و انسانی حقوق، جناب خلیل طاہر سندھو پارلیمانی سیکرٹری برائے اقلیتی امور و انسانی حقوق، جناب پرویز رفیق ایم۔پی۔اے، جناب طاہر نوید ایم۔پی۔اے، جناب جوئیل عامر سہوترا ایم۔پی۔اے، رانا آصف محمود ایم۔پی۔اے، محترمہ نجمی سلیم ایم۔پی۔اے اور انجینئر شہزاد الہیٰ ایم۔پی۔اے نے قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1997 کے قاعدہ 234 کے تحت قاعدہ 115 اور دیگر متعلقہ قواعد کو معطل کر کے سانحہ گوجرہ کے حوالے سے ایک قرارداد پیش کرنے کی اجازت طلب کی ہے۔ محرک اپنی تحریک پیش کریں۔

قرارداد پیش کرنے کے لئے قواعد کی معطلی کی تحریک

وزیر انسانی حقوق و اقلیتی امور (جناب کامران مائیکل): جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

"قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1997 کے قاعدہ 234 کے تحت قاعدہ 115 اور دیگر متعلقہ قواعد کو معطل کر کے سانحہ گوجرہ کے حوالے سے ایک قرارداد پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔"

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

"قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1997 کے قاعدہ 234 کے تحت قاعدہ 115 اور دیگر متعلقہ قواعد کو معطل کر کے سانحہ گوجرہ کے حوالے سے ایک قرارداد پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔"

چونکہ کسی نے اس تحریک کی مخالفت نہیں کی، اس لئے یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے کہ:

"قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1997 کے قاعدہ 234 کے تحت قاعدہ 115 اور دیگر متعلقہ قواعد کو معطل کر کے سانحہ گوجرہ کے حوالے سے ایک قرارداد پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔"

(تحریک متفقہ طور پر منظور ہوئی)

قرارداد

کوریاں اور گوجرہ میں ہونے والے واقعات کی مذمت

جناب ڈپٹی سپیکر: محرک اپنی قرارداد پیش کریں۔

وزیر انسانی حقوق واقلیتی امور (جناب کامران مائیکل): جناب سپیکر! میں یہ قرارداد پیش کرتا ہوں کہ:

"صوبائی اسمبلی پنجاب پاکستان کا یہ ایوان مورخہ 30۔ جولائی 2009 کو کوریاں گاؤں تحصیل گوجرہ اور مورخہ یکم اگست 2009 کو کرسچین کالونی گوجرہ میں ہونے والے واقعات کی پُرزور مذمت کرتا ہے اور ان واقعات میں جاں بحق ہونے والے بے گناہ اور معصوم افراد کے لواحقین کے ساتھ مکمل اظہار ہمدردی کرتا ہے۔

یہ ایوان پاکستان کی مسیحی برادری کے ساتھ اظہار یکجہتی کرتا ہے اور انہیں یقین دلاتا ہے کہ پاکستان میں رہنے والی اقلیتوں کو آئین میں دیئے گئے حقوق کی مکمل پاسداری کی جائے گی۔ یہ ایوان مطالبہ کرتا ہے کہ ان واقعات کے ذمہ دار افراد کو جلد از جلد قرار واقعی سزا دی جائے۔"

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ قرارداد پیش کی گئی ہے کہ:

"صوبائی اسمبلی پنجاب پاکستان کا یہ ایوان مورخہ 30-جولائی 2009 کو کوریاں گاؤں تحصیل گوجرہ اور مورخہ یکم اگست 2009 کو کرسچئن کالونی گوجرہ میں ہونے والے واقعات کی پُرزور مذمت کرتا ہے اور ان واقعات میں جاں بحق ہونے والے بے گناہ اور معصوم افراد کے لواحقین کے ساتھ مکمل اظہار ہمدردی کرتا ہے۔

یہ ایوان پاکستان کی مسیحی برادری کے ساتھ اظہار یکجہتی کرتا ہے اور انہیں یقین دلاتا ہے کہ پاکستان میں رہنے والی اقلیتوں کو آئین میں دیئے گئے حقوق کی مکمل پاسداری کی جائے گی۔ یہ ایوان مطالبہ کرتا ہے کہ ان واقعات کے ذمہ دار افراد کو جلد از جلد قرار واقعی سزا دی جائے۔"

چونکہ اس قرارداد کی مخالفت نہیں کی گئی، اس لئے یہ قرارداد پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے کہ:

"صوبائی اسمبلی پنجاب پاکستان کا یہ ایوان مورخہ 30-جولائی 2009 کو کوریاں گاؤں تحصیل گوجرہ اور مورخہ یکم اگست 2009 کو کرسچئن کالونی گوجرہ میں ہونے والے واقعات کی پُرزور مذمت کرتا ہے اور ان واقعات میں جاں بحق ہونے والے بے گناہ اور معصوم افراد کے لواحقین کے ساتھ مکمل اظہار ہمدردی کرتا ہے۔

یہ ایوان پاکستان کی مسیحی برادری کے ساتھ اظہار یکجہتی کرتا ہے اور انہیں یقین دلاتا ہے کہ پاکستان میں رہنے والی اقلیتوں کو آئین میں دیئے گئے حقوق کی مکمل پاسداری کی جائے گی۔ یہ ایوان مطالبہ کرتا ہے کہ ان واقعات کے ذمہ دار افراد کو جلد از جلد قرار واقعی سزا دی جائے۔"

(قرارداد متفقہ طور پر منظور ہوئی)

پوائنٹ آف آرڈر

سانحہ گوجرہ پر جوڈیشل کمیٹی کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کا مطالبہ

جناب محمد محسن خان لغاری: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! سانحہ گوجرہ کے حوالے سے ایک انکوائری ہوئی تھی۔ کافی عرصہ ہو گیا ہے، ہمیں اس انکوائری رپورٹ کا status بتا دیا جائے اور یہ بھی بتایا جائے کہ اس انکوائری کا کیا نتیجہ نکلا؟

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس سانحہ کے حوالے سے ہائی کورٹ کے ایک جج کو مقرر کیا گیا تھا کہ وہ اس واقعے کی پوری detail کے ساتھ انکوائری کریں اور وہ تمام حالات، واقعات اور مضمرات بتائیں جو کہ اس واقعہ کی وجہ بنے ہیں۔ انھوں نے اپنی رپورٹ پیش کر دی ہے۔ وزیر اعلیٰ پنجاب نے ایک کمیٹی تشکیل دی ہے جو کہ اس رپورٹ میں pinpoint کئے گئے points پر پوری طرح سے غور و فکر کے بعد اپنی سفارشات پیش کرے گی اور پھر ان پر حکومت عمل کرے گی۔ جب کمیٹی اپنی سفارشات final کر لے گی تو اس کی سفارشات شائع بھی کر دی جائیں گی۔ وہ ایک جوڈیشل انکوائری ہے اور اس میں چھپانے والی بالکل کوئی بات نہیں ہے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! کیا منسٹر صاحب یہ یقین دہانی کروا رہے ہیں کہ جب یہ رپورٹ مکمل ہو جائے گی تو اس کو ایوان میں بھی پیش کر دیا جائے گا؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس رپورٹ کو ایوان میں پیش کرنے کی یقین دہانی میں وزیر اعلیٰ پنجاب، میاں شہباز شریف صاحب سے اجازت لے کر ہی کروا سکتا ہوں کیونکہ ایوان میں پیش کرنے کی روایت نہیں ہے۔ اس کو publish یا public کر دیا جائے گا۔ باقی اگر ایوان کا تقاضا ہوا تو میں off hand اپنے طور پر یہ کہہ سکتا ہوں کہ اس کو ایوان میں پیش کرنے میں کوئی حرج نہیں ہو گا۔ بہر حال میں اس سلسلے میں ہدایات لے کر کل ہی آپ کو بتا دوں گا۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! آئین میں یہ کہا گیا ہے کہ Cabinet shall be collectively responsible to the Provincial Assembly. یعنی اس بارے میں ہم لوگ پوچھ سکتے ہیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس میں کوئی ایسا معاملہ نہیں ہے۔ اصل میں انہوں نے جو انکوائری کی ہے اس میں بہت سارے پہلوؤں کو touch کیا گیا ہے۔ اس رپورٹ میں انہوں نے مذہبی ہم آہنگی کے موضوع پر بات کی ہے اور یہ بھی دیکھا ہے کہ وہ کون سے معاملات تھے کہ جن کی وجہ سے یہ واقعات رونما ہوئے ہیں۔ یہ انکوائری ایک classified document ہے۔ اس کے ہر حصے کو publish کرنا تو مناسب نہیں ہو گا لیکن جو حصے عوام سے متعلقہ ہیں وہ publish کر دیئے جائیں گے۔ اس حوالے سے کمیٹی تشکیل دی جا چکی ہے اور اس کے دو اجلاس ہو چکے ہیں، آج بھی میں

اس کی ایک میٹنگ لے رہا ہوں تو اس بارے میں جو بھی فیصلہ ہو گا، ایوان کو آگاہ کر دیا جائے گا۔ باقی میں اس سلسلے میں ہدایات لے کر کل details بھی بتا دوں گا۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! جو لوگ responsible ہوں گے کیا ہمیں ان کے بارے میں بتایا جائے گا؟

جناب ڈپٹی سپیکر: لغاری صاحب! اس طرح کی رپورٹوں میں جو چیزیں detrimental to public interest ہوتی ہیں ان کے بارے میں They have a right کہ ان کو وہ عوام کے سامنے نہ لائیں۔ اس کے ساتھ ساتھ وزیر قانون صاحب نے ابھی یقین دہانی کروائی ہے کہ وہ اس بارے میں ہدایات لے کر ہاؤس کو apprise کریں گے۔ کل جب وہ اس بارے میں ہاؤس کو بتائیں گے تو پھر ہم بات کر لیں گے۔

الحاج محمد الیاس چنیوٹی: جناب سپیکر! میں ایک گزارش کرنی چاہتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: چنیوٹی صاحب! معذرت۔ میں نے بہت پہلے رانا آصف صاحب سے وعدہ کیا تھا۔ لہذا پہلے وہ بات کر لیں پھر آپ بات کر لیجئے گا۔ جی، رانا آصف صاحب!

رانا آصف محمود: جناب سپیکر! بہت شکریہ کہ آپ نے مجھے موقع دیا۔ دراصل میں اس قرارداد کی منظوری سے پہلے یہ گزارش کرنا چاہتا تھا کہ گوجرہ سے ملتا جلتا ایک سانحہ سمبڑیال سیالکوٹ میں بھی ہوا تھا، جہاں پر چرچ کو نذر آتش کیا گیا اور ایک نوجوان کی ہلاکت بھی ہوئی۔ پنجاب حکومت کی بروقت کارروائی، وزیر اقلیتی امور، ہمارے مقامی ایم۔پی۔اے اور اقلیتی ایم۔پی۔اے صاحبان کی مشترکہ کوششوں سے یہ سانحہ ایک بہت بڑے حادثے میں بدلنے سے بچ گیا۔ وہاں پر بہت سا نقصان ہوا اور لوگوں کے جذبات کو بھی ٹھیس پہنچی ہے لہذا میں چاہتا ہوں کہ اس ایوان میں اس سانحہ کی بھی مذمت کی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اس پر already ایک قرارداد آ گئی ہے، اگر آپ اس پر بھی لے کر آنا چاہتے ہیں تو آپ مشورے سے لے کر آ جائیں۔ جی، پرویز صاحب!

جناب پرویز رفیق: جناب سپیکر! میں اس سارے معزز ایوان کا شکریہ ادا کرنا چاہتا ہوں کہ solidarity واقعی ہمارے لوگوں کے ساتھ کی ہے۔ میں آپ کی توجہ ایک issue کی جانب دلانا چاہتا ہوں کہ اس معزز ایوان نے solidarity بھی کر دی ہے۔ میں گورنمنٹ آف پنجاب اور خاص کر وزیر اعلیٰ پنجاب کو

appreciate بھی کرتا ہوں کہ وہاں پر دو دفعہ گئے۔ وہاں پر ترقیاتی کام لوگوں کی توقع سے بھی زیادہ speed سے ہوئے۔ باقی سارے معاملات ہیں، وزیر قانون صاحب بھی ادھر موجود تھے، میں وزیراعظم صاحب کا بھی اس فورم سے شکریہ ادا کرنا چاہتا ہوں، اس کے علاوہ میں وفاقی اقلیتی وزیر، صوبائی اقلیتی وزیر اور باقی وزراء کا بھی شکریہ ادا کرنا چاہتا ہوں لیکن میں صرف دو چیزوں کی طرف لاء منسٹر صاحب کی توجہ دلانا چاہتا ہوں اور وضاحت طلب کرنا چاہتا ہوں کہ incident ہوا اس کو ہم نے being a nation bear بھی کیا اور اس کو cover بھی کیا۔ میری گزارش ہے کہ اس incident پر کمیونٹی کا اور as a civilian ایک عام شہری کا سب سے اہم تقاضا ہے کہ انصاف ہونا چاہئے۔ اب میں daybefore yesterday ادھر گیا لوگوں سے بات کی کیونکہ ہم نے اسمبلی میں اس پر بات کرنی تھی تاکہ fresh صورتحال سامنے ہو، میں نے وہاں پر انتظامیہ سے بھی بات کی۔ وہاں پر کوریاں چک میں اصل culprits ابھی arrest نہیں ہوئے اور ہم نے باضابطہ طور پر نہ صرف مسیحی کمیونٹی بلکہ ادھر ایک مسیحی و مسلم کمیٹی بنائی گئی تھی اس کمیٹی نے متفقہ طور پر بیٹھ کر فیصلہ کیا کہ یہ لوگ بے گناہ ہیں ان کو مدعی نے ضمانت پر رہا کروایا اور اُدھر ہی فیصلہ ہوا کہ یہ لوگ گنہگار ہیں اور یہ لسٹ کسی ایک سیاسی پارٹی، سیاسی فرد یا کسی ایک مذہب سے تعلق رکھنے والے فرد نے نہیں بنائی بلکہ مشترکہ مسلم اور کرسچئین کمیٹی نے بنائی ہے اور اس میں سے تقریباً کوئی 40 نام ولدیت سمیت میرے پاس موجود ہیں لیکن اے ایس پی گوجرہ سے میری بات ہوئی تو صرف چار بندے جدھر سے یہ بنیاد چلی تھی یہ واقعات گوجرہ میں ہوئے اور پھر پورے پنجاب میں لوگ خوف زدہ اور ذہنی دباؤ کا شکار ہوئے۔ میری یہ گزارش ہے کہ اصل culprits جو کوریاں چک والے ہیں اس مشترکہ کمیٹی نے ان کے نام دے دیئے ہیں، ابھی مجھے سمجھ نہیں آ رہی کہ کس وجہ سے ان کو گرفتار نہیں کیا جا رہا ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ وہاں پر رانا صاحب موجود تھے، تمام وزیر، local area کے MNA's اور MPA's بھی موجود تھے۔ کرسچئین کالونی گوجرہ میں جو واقعہ ہوا ہے میں اس میں یہ بھی وضاحت چاہتا ہوں کہ DPO and DCO کو responsible ٹھہرایا گیا اور FIR میں ان کا نام درج تھا کہ through administrative negligence ان کی وجہ سے یہ سارا واقعہ رونما ہوا ہے اور کمیونٹی کا مطالبہ تھا کہ FIR میں ان کا نام رکھا جائے تو ان کا نام FIR میں رکھ لیا گیا لیکن بدقسمتی سے کہہ لیں یا خوش قسمتی سے کہہ لیں کہ ان لوگوں کو OSD بنا دیا گیا ہے۔ اب میں سمجھتا ہوں کہ یہ ایک individual کا incident نہیں تھا پوری کمیونٹی کا incident تھا اور جن کا نام administrative negligence کے حوالے سے FIR میں

آیا اور ان کی وجہ سے یہ سارا واقعہ ہوا ہے کیونکہ .We were there اور ہم ان کو کہہ رہے تھے، صوبائی حکومت کے تین چار وزراء وہاں پر موجود تھے اور کرسچیئن کالونی گوجرہ میں کوئی ایسی چیز ہوئی نہیں ہے وہاں پر ہم نے اپنے سامنے DCO اور DPO کو کہا کہ اس کے لئے بہتر انتظامات کریں تو اس واقعہ کو روکنے کے لئے کوئی انتظامات نہیں کئے گئے۔ اب ان کو OSD بنا دیا گیا ہے ہم سمجھتے ہیں کہ ان کو گرفتار کر کے انکوائری کی جائے بجائے اس کے کہ ان کو OSD بنا کر ان کے future کو خراب کیا جائے تاکہ کوئی بھی سمجھے کہ یہ کیمونٹی کا معاملہ نہیں ہے۔ اس میں میری تیسری گزارش یہ ہے کہ آئندہ ایسے واقعات کو روکنے کے لئے اقدامات اٹھائے جائیں اور وہ ہم administrative طور پر اٹھا سکتے ہیں کیونکہ law and order کو ہم نے maintain کرنا ہے۔ We are responsible person. اور وزیر قانون صاحب سے بھی میری گزارش ہے کہ آئندہ ایسے واقعات کو روکنے اور ادھر تمام لوگوں کو مکمل protection دینے کے لئے ہمیں اس چیز کو assure کرنا ہے اور ایک بات بہت اہم ہے جو کیمونٹی سے link ہے اور میں یہ بات یہاں پر ایوان کے knowledge میں لانا چاہتا ہوں کہ It was not a dispute, it was an attack. اور کتنے افسوس کی بات ہے۔ میں چاہوں گا کہ اس ایوان میں اس کے legal status کے بارے میں بھی بتایا جائے کہ اگر ایک کیمونٹی دوسری کیمونٹی پر attack کرتی ہے۔ انتظامیہ نے ایک cross version پرچہ کاٹا ہے تاکہ جوڈیشل انکوائری کمیشن کے سامنے ہمارے لوگوں نے جو statements دینی تھیں ان کو دبایا جائے لہذا میری یہ گزارش ہے اور میرے خیال میں قانون بھی یہ اجازت نہیں دیتا کہ ہم اس cross version کو dispute میں تبدیل کریں۔ میری گزارش یہ ہے کہ ہم نے dead bodies اپنے کندھوں پر اٹھائی ہیں اور آپ یقین کریں کہ معصوم لوگوں کو جس طرح بیدردی سے جلایا گیا پاکستان میں انسانوں کو جلانے کا ایسا واقعہ اور کوئی نہیں ہوا۔ We have to take it seriously. ہمیں point score بھی نہیں کرنے کیونکہ As a member of this House and as a representative of this minority community. ہمارا یہ فرض بنتا ہے کہ ہم اس کے لئے تمام اقدامات کریں اگر ہم نے کسی political affiliation یا کسی بھی pressure کی وجہ سے اس میں کسی کو چھوٹ دینے کی کوشش کی تو ہم اس political affiliation کو تو رکھ لیں گے لیکن پھر ہمیں یہ کہنے میں کوئی عار نہیں کہ آئندہ ہم اس کو prevent کرنے کے لئے کوئی ایسے اقدامات کریں پھر مستقبل قریب میں خدانخواستہ، خدانخواستہ، کروڑوں دفعہ خدانخواستہ اگر ایسا کوئی واقعہ ہو گیا تو پھر آج ہم جو ذمہ دار ہیں، جو انصاف دینے

کی یقین دہانی کرتے ہیں جو ہم یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ انصاف لوگوں کی دہلیز پر پہنچائیں گے We have to see this. Thank you, Mr. Speaker.

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! گوجرہ کا جو افسوسناک واقعہ ہوا اس واقعے پر پنجاب حکومت نے جس طرح سے re-act کیا اور جس طرح سے وزیر اعلیٰ پنجاب میاں شہباز شریف صاحب نے وہاں پر خود جا کر معاملات کو دیکھا اور اس کے بعد ان معاملات کو آگے بڑھانے کے لئے detail میں جا کر اس معاملے کو monitor کیا اس کے بعد میں سمجھتا ہوں کہ پرویز رفیق صاحب نے جس انداز میں if اور buts لگا کر بات کی ہے میں سمجھتا ہوں کہ یہ مناسب بات نہیں ہے۔ انہیں اس بات کو appreciate کرنا چاہئے کہ وہاں پر جو انہوں نے کہا، جس طرح سے کہا، نہ صرف ہم اس واقعے میں ملوث ملزمان کی merit investigation پر کر رہے ہیں بلکہ ایک ایسا merit اور ایک ایسا انصاف کہ انہیں بھی وہ ہوتا ہوا نظر آئے۔ میں نے وہاں پر خود جا کر ان کی ایک کمیٹی بنائی جس میں ان کے بشپ ہیں اور کچھ علماء ہیں۔ پولیس کو اس بات کا پابند بنایا ہے کہ آپ نے میرٹ پر investigation کرنی ہے اور اس کمیٹی میں بیٹھ کر اس investigation کا discuss result کرنا ہے تاکہ آپ کی میرٹ پر کی ہوئی investigation پر کمیونٹی کا اعتماد ہو۔ پھر اس کے بعد انہوں نے وہاں پر DPO اور DCO کا کہا ہے، دیکھیں بات یہ ہے کہ گورنمنٹ نے جب ہائی کورٹ کے ایک جج کو انکوائری کمیشن کے طور پر مقرر کیا اور آپ نے بھی اس پر اعتماد کا اظہار کیا۔ اب اس کی رپورٹ آ گئی ہے اب اس رپورٹ کے مطابق انہوں نے جن لوگوں کو ذمہ دار ٹھہرایا ہے، جو انہوں نے وجوہات بتائیں کہ ان وجوہات اور ان عوامل کی وجہ سے وہاں پر یہ واقعہ ہوا ہے ہم اس کا بھی تدارک کریں گے۔ انہوں نے کچھ laws کے متعلق بھی کہا ہے کہ اس میں یہ یہ چیز ہونی چاہئے ہم اس پر بھی دیکھیں گے اس کے لئے ہم نے ایک علیحدہ کمیٹی بنائی ہے اور وہاں پر administration کی طرف سے کوئی کمی یا کوئی کوتاہی ہوئی ہے اس کا بھی انہوں نے پوری وضاحت کے ساتھ کہا ہے اور وزیر اعلیٰ پنجاب میاں شہباز شریف صاحب نے categorically جب ان کو مقرر کیا تھا تو اس وقت کہا تھا کہ میں اس کمیشن کی رپورٹ پر عملدرآمد کروں گا۔ اس کے مطابق جو کسی آفیسر کی سزا جزا بنتی ہے اس کا فیصلہ وزیر اعلیٰ پنجاب نے already کر لیا ہے اور اس کو ہم implement کرنے جا رہے ہیں اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ جی، فلاں کو آپ گرفتار کر لیں، فلاں کو اس طرح سے کر لیں یہ مناسب نہیں ہے، اب جو recommendations ہوئی ہیں اس پر سب کا اعتماد

ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ اسی پر عملدرآمد ہونا چاہئے تاکہ اس سے معاملات بہتر طور پر آگے بڑھیں۔ جہاں تک ان کی اس بات کا تعلق ہے کہ نامزد ملزمان پکڑے نہیں گئے، وہ تمام ملزمان جو دونوں جگہوں پر اس crowd یا اس violence کو lead کر رہے تھے ان سب کو گرفتار کیا گیا ہے۔ باقی یہ ہے کہ چار آدمی lead کر رہے تھے اور کوئی کہتا ہے کہ میں تو وہاں پر ویسے ہی کھڑا تھا، میں تو ویسے ہی وہاں سے گزر رہا تھا، میں اس معاملے میں ملوث نہیں ہوں۔ اس کا ہم نے یہ کیا کہ اس بات کا فیصلہ کمیٹی کرے کہ واقعی یہ لوگ کس حد تک ملوث ہیں۔ اس طریق کار کے مطابق جو لوگ ملزم ٹھہرے ہیں ان کو گرفتار کیا گیا ہے اور کسی کے ساتھ political یا affiliation otherwise کی وجہ سے قطعاً کوئی رعایت نہیں ہوئی۔ اس میں جو لوگ بے گناہ ٹھہرے ہیں تو ان کو بے گناہ کیا گیا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس پر ہمارے اقلیتی بھائیوں کو اعتماد کا اظہار کرنا چاہئے اور اس معاملے میں ہم نے میرٹ پر کام کیا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ اس بات کا ثبوت ٹھہرے گا اور اس کی وجہ سے آئندہ ہونے والے واقعات میں حصہ لینے والے لوگوں کی discouragement ہوگی جو اس وجہ سے ان معاملات میں حصہ لیتے ہیں کہ شاید ہم بعد میں کسی نہ کسی affiliation کی وجہ سے بچ جائیں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، پرویز رفیق صاحب!

جناب پرویز رفیق: جناب سپیکر! ہمیں واقعی یہی بتایا جاتا ہے کہ جب ہم انتظامیہ سے بات کرتے ہیں۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ پہلے مجھے ایک بات بتائیں کہ وہاں پر جو تحقیقات ہو رہی ہیں کیا آپ اس میں on board نہیں ہیں؟

جناب پرویز رفیق: جناب سپیکر! on board ہیں۔ اس میں شک نہیں ہے لیکن جو تحقیقات ہو رہی ہیں ان میں جو خامیاں ہیں وہ میں pinpoint کر رہا ہوں کہ culprits پکڑے گئے ہیں۔ میرے علم میں اضافے کے لئے یہ بعد میں پوچھ کر بتا دیں کہ جاوید حیدر شاہ جس نے مسجد میں اعلان کیا اور جس کی وجہ سے کوریاں میں یہ سارا دنگا، فساد، جلاؤ، گھیراؤ اور سارا کچھ ہوا۔ کیا جاوید حیدر شاہ ابھی نہیں پکڑا گیا؟ اب جس بندے نے لوگوں کو incite کیا، اشتعال دلایا۔۔۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ یہ رویہ درست نہیں ہے۔ اگر آپ نے investigation join کرنی ہے۔ اب ان کے پاس کیا ثبوت ہے کہ جاوید حیدر شاہ نے مسجد میں اعلان کیا ہے؟ یہ بات جب investigation میں انکوائری کے دوران ثابت ہو گی تو جاوید حیدر شاہ پکڑا جائے گا۔ اگر آپ یہاں پر کہیں کہ جاوید حیدر شاہ نے یہ کیا ہے۔ جب تک یہ معاملہ انکوائری میں ثابت نہیں ہو گا اس وقت تک میں سمجھتا ہوں کہ کسی ایک آدمی کو خواہ وہ جاوید حیدر شاہ ہو یا کوئی اور ہو اس کو اس طرح سے highlight کرنے کے لئے یہ forum نہیں ہے۔ آپ یہاں پر policy decision لیں اور اس کے متعلق ہمارے ساتھ بات کریں۔ اس کے علاوہ اگر آپ سمجھتے ہیں کہ جو انکوائری کا عمل چل رہا ہے اور اس میں کمی کوتاہی محسوس کرتے ہیں تو every Wednesday امن و امان کی میٹنگ میں کرتا ہوں اس میں باقاعدہ طور پر یہ high profiled case شامل ہے۔ آپ آئیں اور میرے ساتھ اس میٹنگ میں بیٹھیں اور جس بھی کمی کوتاہی کی نشاندہی آپ کریں گے تو ہم اس کو دور کرنے کے لئے بالکل تیار ہیں لیکن آپ اس طرح کی motivation میں نہ لے کر جائیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس طرح سے معاملات میں بہتری نہیں آئے گی بلکہ معاملات تو جس انداز سے ہم چلا رہے ہیں یا چلانے کی کوشش کر رہے ہیں اس انداز سے چلانا مشکل ہو گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: وزیر قانون صاحب نے on the floor of the House کہا ہے کہ اگر وہاں پر جا کر آپ سمجھتے ہیں کہ انکوائری صحیح نہیں ہوئی۔ یہ بات تو صحیح ہے کہ آپ وہاں جا کر جتنے نام ہیں وہ لیں۔ وہاں انکوائری میں ثابت ہو اور وہ اس کے بعد کارروائی نہ کریں تو پھر آپ کا پوائنٹ آف آرڈر بنتا ہے کہ آپ یہاں پر بات بھی کریں اور پھر آپ کا بنتا ہے کہ یہاں پر تحریک التوائے کار لے کر آئیں یا قرارداد لے کر آئیں۔ آپ اس کو پہلے follow کر لیں پھر میری آپ دونوں سے درخواست ہے کہ اس کے بعد آپ جتنی دفعہ لائیں گے میں آپ کے ساتھ ہوں۔ جی، چنیوٹی صاحب!

الحاج محمد الیاس چنیوٹی: جناب سپیکر! میں گزارش کرنا چاہتا ہوں۔ چونکہ سانحہ گوجرہ کے متعلق یہاں قرارداد پیش ہو چکی ہے اس حوالے سے جیسے بات ہوئی ہے کہ اصل حقائق اور واقعات کیا ہیں۔ جیسا کہ نوانی صاحب نے بھی کہا ہے کہ ان کے پیش کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے کہ اس واقعہ کی کیا بنیاد بنی اور کیوں یہ issue اٹھا وہ ضرور یہاں بتانا چاہئے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔ جی، چودھری صاحب!

چودھری جاوید احمد (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میں آپ کے توسط سے اس ہاؤس کی توجہ کروڑوں عوام کے ایک مسئلے کی طرف دلانا چاہتا ہوں کہ ہمارے وزیر زراعت پہلے یہاں پر تشریف فرما تھے۔اب شاید وہ ہاؤس سے باہر چلے گئے ہیں۔

جناب والا! آج کل paddy کا موسم ہے اور paddy کے کسانوں کے ساتھ پنجاب میں جو سلوک ہو رہا ہے وہ انتہائی قابل شرم ہے۔ زمینداروں کو اربوں کھربوں روپے کا نقصان ہو رہا ہے۔ پہلے پانی نہیں ملتا تھا اور بجلی نہیں ملتی تھی اب ان کو قیمت نہیں مل رہی۔ ہمارا محکمہ خوراک صرف یہ سمجھتا ہے کہ۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ کیا کرنا چاہتے ہیں، کیا آپ کا پوائنٹ آف آرڈر ہے؟

چودھری جاوید احمد (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میں پوائنٹ آف آرڈر پر توجہ مبذول کرانا چاہتا ہوں کہ اس مسئلے کو فوری طور پر take up کیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: کیسے take up کریں؟

چودھری جاوید احمد (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! پچھلے سال اس مسئلے پر حکومت نے support price دی تھی۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اس مسئلے کو کیسے take up کریں گے؟ آپ قرارداد لائیں میں out of turn لے لوں گا۔

چودھری جاوید احمد (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! قراردادوں کا وقت نہیں ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میں کس طرح اس معاملے کو take up کر سکتا ہوں۔

چودھری جاوید احمد (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! آپ حکومت کو ہدایت کریں کہ وہ فوری طور پر اس کا notice لے اور محکمہ زراعت کو active کرے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: چودھری صاحب! آپ میری بات سنیں۔ ماشاء اللہ آپ خود وکیل ہیں اور بڑے اچھے seasoned Parliamentarian بھی ہیں۔ یہ issue بہت بڑا ہے لیکن اس طریقے کے مطابق یہ صرف اور صرف اخبارات کی زینت بن سکتا ہے، اسمبلی کے ریکارڈ کا حصہ بن سکتا ہے۔ اس پر میری آپ سے گزارش یہ ہے کہ ابھی بیٹھ کر قرارداد تیار کر لیں، صبح اس کو out of turn take up کر لیں گے۔

چودھری جاوید احمد (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! ٹھیک ہے۔ میں ابھی لکھ کر دے دیتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ٹھیک ہے۔ جی، محترمہ فائزہ ملک صاحبہ!

پارلیمانی سیکرٹری برائے آبپاشی و قوت برقی (محترمہ فائزہ احمد ملک): جناب سپیکر! میں حکومتی بنچوں کی خواتین کی طرف سے ایک قرارداد پیش کرنا چاہتی ہوں اس کے لئے آپ کی اجازت درکار ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اس کا طریق کار بھی وہی ہے جس طرح میں نے چودھری صاحب سے کہا ہے۔ آپ وزیر قانون سے بات کر لیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے آبپاشی و قوت برقی (محترمہ فائزہ احمد ملک): وزیر قانون صاحب سے بات ہو گئی ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اگر آج کا ایجنڈا مکمل ہو جائے تو اس کے بعد اگر یہ کوئی out of turn قرارداد لانا چاہتے ہیں اور ہاؤس چاہتا ہے تو مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اس میں نیازی صاحب کی already ایک قرارداد پڑی ہوئی ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! نیازی صاحب کی قرارداد کے حوالے سے میں نے ان سے یہ بات تو کی تھی کہ ٹھیک ہے کہ آپ اس بارے میں قرارداد لانا چاہتے ہیں تو آج جو قراردادیں ایجنڈے پر ہیں وہ ہو جائیں تو اس کے بعد آپ لے آئیں لیکن اب جو قرارداد وہ پیش کرنا چاہتے ہیں اس کی language پر مجھے اعتراض ہے۔ یہ بیٹھ کر اس کو amend کر لیں۔

جناب علی حیدر نور خان نیازی: مجھے پڑھ لینے دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جب کوئی قرارداد out of turn آتی ہے تو اس کو پیش کرنے کے لئے باقاعدہ تحریک پیش کر کے ایوان میں اجازت لی جاتی ہے۔ اگر تحریک اس کے خلاف ہو جائے تو پھر وہ قرارداد پیش نہیں کی جا سکتی اس لئے بہتر یہ ہے کہ آپ بیٹھ کر بات کر لیں۔

جناب علی حیدر نور خان نیازی: مجھے تحریک پیش کرنے دیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! یہ تحریک اسی وقت پیش کر سکیں گے جب یہ اس کی language کو درست کر لیں۔ وہ تھوڑی سی derogatory ہے جن کے خلاف یہ تحریک لانا چاہتے ہیں۔ اس کو یہ amend کر کے soft کر لیں تو مجھے اس پر کوئی اعتراض نہیں ہے۔

جناب علی حیدر نور خان نیازی: مجھے پڑھ لینے دیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جب یہ پڑھ دیں گے تو پھر اس کو amend کرنے کا جواز نہیں رہ جائے گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: out of turn کا بھی باقاعدہ ایک طریق کار ہے۔ اس وقت نہ میرے پاس out of turn والی چیز ہے اور نہ ان کے پاس ہے پھر سپیکر صاحب کے پاس باقاعدہ ایک فائل بنتی ہے۔

محترمہ! آپ کی بھی بہت اہم ہوگی اور وزیر قانون صاحب نے اجازت بھی دے دی ہوگی لیکن اس کو صبح کے لئے رکھ لیں۔ ہم اس کو بالکل out of turn لے کر آئیں گے، اس کو take up بھی کریں گے۔ ہم نے ایک procedure کو follow کرنا ہے۔ بہت شکریہ

نیازی صاحب! آپ سے بھی میری گزارش ہے کہ ہاؤس کو ہم قواعد و ضوابط کے مطابق چلائیں۔

جناب علی حیدر نور خان نیازی: جناب سپیکر! بات یہ ہے کہ آپ لوگ کہہ رہے ہیں کہ آپ کے پاس ہے ہی نہیں۔ اگر آپ کے پاس نہیں ہے تو پھر آپ کو میری قرارداد کی language پر کیوں اعتراض ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ نے discuss تو کی ہوئی ہے۔ Discussion is something different

جناب علی حیدر نور خان نیازی: میں اس میں amendment نہیں کروں گا۔ میں پیش کرتا ہوں اور ہاؤس نہیں لینا چاہتا تو اسے reject کر دے۔ یہ بالکل ہاؤس کا اختیار ہے۔ گورنمنٹ اس کو oppose کرنا چاہتی ہے تو oppose کر دے، reject کر دے۔ میرا یہ استحقاق ہے کہ میں اپنی قرارداد پیش کروں۔ میں نے بزنس ایڈوائزری کمیٹی میں day one سے یہ قرارداد لے کر آئی تھی اور مجھے کہا گیا تھا کہ میں Private Members Day پر اسے لاؤں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: نیازی صاحب! پہلے میری بات سنیں۔ out of turn لانے کے لئے پہلے House سے consent تو لے لی جائے کہ کیا ہاؤس اس بات کی اجازت دیتا ہے؟

جناب علی حیدر نور خان نیازی: ٹھیک ہے۔ مجھے پڑھنے دیں۔ اگر ہاؤس اجازت نہیں دے گا تو میں پیش نہیں کروں گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اس کے اندر باقاعدہ ایک طریق کار ہے۔

جناب علی حیدر نور خان نیازی: جناب سپیکر! طریق کار یہی ہے کہ میں اس کو پیش کروں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: نہیں۔ آپ ذرا کتاب کو پڑھیں۔ اس میں لکھا ہوا ہے کہ اِس کو out of turn پیش کرنے کے لئے rules کو suspend کرنے کی باقاعدہ ہاؤس سے اجازت لی جاتی ہے۔ پہلے تو آپ نے تحریک یہ پیش کرنی ہے کہ آپ کو یہ ہاؤس اجازت دے۔

MR. ALI HAIDER NOOR KHAN NIAZI: I agree with you, sir.

جناب ڈپٹی سپیکر: تو پھر آپ ہاؤس سے پہلے اجازت لیں۔ اب اِس کے لئے بھی ہمارے ہاتھ میں کچھ تحریری طور پر ہونا چاہئے۔ اگر کوئی قرارداد move کرنی ہے تو اُس پر کوئی تحریک تیار ہوئی ہو۔

جناب علی حیدر نور خان نیازی: جی، موجود ہے اور اِس میں پاکستان مسلم لیگ (ن) کے ممبران بھی شامل ہیں، پاکستان مسلم لیگ (ق) کے ممبران بھی شامل ہیں اور میں بھی شامل ہوں، کوئی چار پانچ لوگ ہیں۔ مجھے پڑھنے دیں اس کے بعد پھر consent لے لیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: نہیں۔ ابھی آپ سے پہلے ایک قرارداد out of turn کے لئے آئی جو کامران مائیکل صاحب نے پیش کی لیکن اس پر پہلے ایک تحریک آئی۔۔۔

جناب علی حیدر نور خان نیازی: جناب سپیکر! آپ نے کہا قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب کے قاعدہ۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، میں ابھی وہ repeat کر دیتا ہوں۔ سب کے نام کے بعد یہ تھا کہ ایک ایم پی اے نے قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1997 کے قاعدہ 234 کے تحت قاعدہ 115 اور دیگر متعلقہ قواعد کو معطل کر کے سانحہ گوجرہ کے حوالے سے ایک قرارداد پیش کرنے کی اجازت طلب کی ہے، اب وہ اپنی تحریک پیش کریں۔ اب انہوں نے تحریک صرف اس لئے پیش کی کہ مجھے سانحہ گوجرہ کے حوالے سے قرارداد پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔ اب اُس پر ہاؤس کی consent لی گئی کہ قواعد انضباط کار کو معطل کر کے اُن کو وہ تحریک پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب علی حیدر نور خان نیازی: میں صرف ایک جملہ پڑھوں گا جس طرح آپ نے کہا ہے۔ اُسی طرح آپ ہاؤس کی consent لے لیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، پڑھیں۔

جناب علی حیدر نور خان نیازی: میں قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب 1997 کے قاعدہ 234 کے تحت 115 کو معطل کر کے اہمیت عامہ کی قرارداد پیش کرنے کی اجازت چاہتا ہوں اور یہ قرارداد رسولِ پاک ﷺ اور دیگر انبیاء کی عزت کے حوالے سے ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: This is no way نیازی صاحب! پہلے آپ تحریک پیش کریں گے اور ہاؤس سے اجازت لیں گے۔ آپ پارلیمانی لیڈر ہیں اور ایک پارلیمانی پارٹی کو represent کرتے ہیں۔

جناب علی حیدر نور خان نیازی: جناب سپیکر! میں صرف one sentence میں کہہ رہا ہوں کہ اس سلسلے میں یہ قرارداد ہے کہ حضور ﷺ اور انبیاء کرام کی ناموس۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: نیازی صاحب! کیا آپ میری بات سنیں گے؟ پہلی بات تو یہ ہے کہ تحریک پیش کرنے کے بارے میں جب میں آپ سے کہوں گا تب آپ تحریک پیش کریں گے۔

جناب علی حیدر نور خان نیازی: جس طرح آپ نے سانحہ گوجرہ کے بارے میں بتایا تو میں اُسی طرح بتا رہا ہوں کہ اس سلسلے میں میری یہ تحریک ہے۔ اب میں ایوان کو بتاؤں گا ہی نہیں کہ میں کس سلسلے میں تحریک پیش کر رہا ہوں تو آپ کس بات کی ایوان سے رائے لیں گے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، آپ فرمائیں کہ کس بارے میں آپ تحریک پیش کرنا چاہتے ہیں؟

جناب علی حیدر نور خان نیازی: جناب سپیکر! میں رسولِ پاک ﷺ اور دیگر تمام انبیاء کی عزت و ناموس کے قانون کے تحفظ کے سلسلے میں ایک قرارداد پیش کرنا چاہ رہا ہوں۔ اگر یہ ایوان منظور نہیں کرتا تو مجھے کوئی اعتراض نہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: نیازی صاحب! میری آپ سے یہ عرض ہے کہ اُن کی ناموس کے اوپر ہم سب قربان ہیں لیکن مجھے افسوس اس بات پر ہے کہ ایک اتنے بڑے issue کو آپ سیاسی بنا رہے ہیں۔ آپ ایک پارلیمانی پارٹی کے لیڈر ہیں اور آپ کو چاہئے کہ آپ اس issue پر پارلیمانی لیڈرز کے ساتھ بیٹھیں، لاء منسٹر صاحب کے ساتھ بیٹھیں اور vet کر کے ہاؤس میں لے آئیں تاکہ ہاؤس کی پوری consent اِس پر آئے۔ But this is no way.

جناب علی حیدر نور خان نیازی: جناب سپیکر! بات یہ ہو رہی ہے کہ 295(C) کے قانون کے تحفظ کے لئے ہم بات کر رہے ہیں کہ گورنر پنجاب نے اور ایم کیو ایم کے قائد الطاف حسین نے اس قانون کو تبدیل کرنے کے بارے میں بات کی ہے۔ اگر گورنر پنجاب کا نام اِس قرارداد کے اندر ہے اور جب ہم حضور

اکرم ﷺ کی ناموس کی بات کرتے ہیں اور اُس قرارداد میں جو لوگ اس قانون کے خلاف بیان دیں گے اور اگر ہم اُن کی بات کرتے ہیں تو اُس وقت ہمیں بات کرنے نہیں دی جاتی۔ میرا خیال ہے کہ چند ماہ پہلے اسی گورنر کے خلاف اسی ایوان نے بے شمار قراردادیں منظور کی ہیں اور آج وہ مادر پدر آزاد گورنر اتنا قابل احترام نہیں ہو گیا کہ اگر وہ حضورِ اکرم ﷺ کی ناموس کے خلافِ بیان دے تو اس کا نام اگر ہم قرارداد میں رکھیں تو اُس پر ہم بات نہیں کر سکتے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، نیازی صاحب! پلیز تشریف رکھیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں یہ سمجھتا ہوں۔۔۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ثقافت و امور نوجوانان (محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری): پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! اس طرح کے remarks میں بھی دے سکتی ہوں۔ نیازی صاحب اس issue کو criticize کر رہے ہیں۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: عظمیٰ بخاری صاحبہ! پلیز تشریف رکھیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ثقافت و امور نوجوانان (محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری): جناب سپیکر! وہ اس issue کو sensitize کر رہے ہیں۔ اس پر یہ ہمدردیاں سیدھے طریقے سے وصول کریں لیکن اِس طرح کی دھوکا بازی کر کے یہ اس قسم کی باتیں نہیں کر سکتے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: عظمیٰ بخاری صاحبہ! پلیز آپ تشریف رکھیں۔ جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! آپ نے بالکل درست کہا کہ ناموسِ رسالت ﷺ پر ہم سب قربان ہیں لیکن اگر اس نام کو بنیاد بنا کر ہم کوئی اور political scoring کرنا چاہیں تو میں سمجھتا ہوں کہ اس سے بڑی بدقسمتی اور کوئی ہو نہیں سکتی، اس سے بڑی اور کوئی shame ہو نہیں سکتی۔ (شیم شیم)

جناب سپیکر! بات یہ ہے کہ اگر انہوں نے کوئی قرارداد پیش کرنی ہے تو ناموسِ رسالت ﷺ کا معاملہ اتنا نازک ہے کہ اس کو ہم اکیلے نیازی صاحب پر نہیں چھوڑ سکتے کہ یہ جو مرضی لکھ کر لے آئیں۔

نیازی صاحب ہمارے ساتھ بیٹھ کر اس کو vet کریں اس کے بعد یہ ہاؤس میں پیش کریں تو ہمیں بالکل کوئی اعتراض نہیں ہو گا۔

پارلیمانی سیکرٹری (چودھری شوکت محمود بسراء، ایڈووکیٹ): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں!

پارلیمانی سیکرٹری (چودھری شوکت محمود بسراء، ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میں بڑے ادب کے ساتھ گزارش کرتا ہوں کہ نیازی صاحب پارلیمانی پارٹی کے لیڈر بھی ہیں لیکن یہ جو رویہ اور زبان یہاں ہاؤس میں استعمال کر رہے ہیں اگر یہ اسی طرح کرتے رہے تو ہمیں بھی اللہ پاک نے زبان دی ہے۔ جس طرح رانا صاحب نے فرمایا ہے کہ ناموسِ رسالت ﷺ پر ہماری جانیں قربان ہیں تو ہماری ساری زندگی کا وجود اُن کے نام پر قائم ہے اور ہماری ایک ایک سانس اُن کی وجہ سے قائم ہے۔ میں نیازی صاحب سے معذرت کے ساتھ یہ بات کہوں گا کہ یہ سیاست چمکانے کی بات نہیں ہے، یہ اٹھیں اور شروع کریں کہ گورنر صاحب نے یہ کر دیا، گورنر صاحب نے وہ کر دیا۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ نیازی صاحب کو اپنے الفاظ واپس لینے چاہئیں ورنہ ہم ان کے خلاف قرارداد لے کر آئیں گے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ثقافت و امور نوجوانان (محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری): جناب سپیکر! آپ اس ہاؤس کے Custodian ہیں لہذا آپ سے request ہے کہ انہوں نے جو الفاظ استعمال کئے ہیں ان کو حذف کیا جانا چاہئے کیونکہ وہ interrogative remarks ہیں۔ اگر اِس قسم کے الفاظ کی اجازت ہاؤس میں دی گئی تو ہمارے پاس بھی بہت سارے remarks ہیں جو ہم بھی individuals کے بارے میں دینا چاہتے ہیں۔ جو سترھویں ترمیم پر ایک مشرف ڈکٹیٹر کا حلوہ کھاتے رہے ہیں آج وہ ہمیں سکھا رہے ہیں کہ جمہوریت کیا ہوتی ہے اور ناموسِ رسالت کیا ہے؟ ہمیں کسی کی پڑھائی ہوئی ناموسِ رسالت نہیں چاہئے، ہمیں وہ ناموسِ رسالت چاہئے جو قرآنِ پاک میں خدا تعالیٰ کے دیئے گئے قوانین میں موجود ہے۔ اس لئے اگر اس طرح کے remarks دیئے گئے تو پھر میں یہ نہیں سمجھتی کہ ہاؤس اطمینان سے چل سکے گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: نیازی صاحب! میری آپ سے request یہ ہے کہ آپ بیٹھ کر اس کو دیکھ لیں۔

جناب علی حیدر نور خان نیازی: جناب سپیکر! میں جو بات کر رہا ہوں کہ گورنر صاحب کا ایک بیان اخباروں میں بھی چھپا ہے، ٹی وی پر بھی آیا ہے اور اُس کے بعد دوبارہ بیان آیا ہے کہ میں نے یہ بات کی ہے، اگر کسی کو کوئی اعتراض ہے تو اُس نے جو کرنا ہے کر لے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اب آپ میری عرض سن لیں۔

جناب علی حیدر نور خان نیازی: جناب سپیکر! اگر کوئی بیان آیا ہے تو ہم اُس کی بات کر رہے ہیں۔

جناب اعجاز احمد خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: No cross talk! اعجاز خان صاحب! پلیز تشریف رکھیں۔ نیازی صاحب! پلیز میری بات سنیں۔ بنیادی طور پر ایک طریق کار جو وضع کیا جاتا ہے وہ اس لئے کیا جاتا ہے کہ ہم ہاؤس کو قاعدے اور قوانین کے مطابق چلا سکیں۔ بات صرف اتنی سی ہے کہ جس طرح میں نے پہلے کہا اور اب دوبارہ کہتا ہوں کہ ناموسِ رسالت کے اوپر ہم سب کی جان قربان ہے لیکن جب ہم rules کی بات کرتے ہیں اور جب ہم یہ کہتے ہیں کہ ہم نے ایک چیز کو قاعدے اور قوانین کے مطابق لے کر چلنا ہے تو rule 202 کو پڑھیں تو Rules to be observed while speaking! اس میں لکھا ہوا ہے کہ:

Rule-202. Rules to be observed while speaking.-

(1) The subject matter of every speech shall be relevant to the matter before the Assembly.

اس کی sub clause 3 میں لکھا ہوا ہے کہ:

(3) A member while speaking shall not-

(a) discuss any matter which is sub-judice;

(b) reflect upon the Governor in his personal capacity;

Provided that nothing in this clause shall preclude any reference, subject to the provisions of the Constitution, to the President or the Governor in relation to any act done by him in his official capacity;

اب میری عرض سن لیں کہ اگر آپ سمجھتے ہیں کہ اِس طرح کا کوئی واقعہ ہوا ہے تو آپ کو کیا امر مانع ہے کہ آپ تمام پارلیمانی لیڈران بیٹھ کر اس کو دیکھ لیں اور اس کے بعد کوئی ایسی language بنا کر

ہاؤس کے سامنے لے کر آئیں جس میں پورے ہاؤس کی consent ہو۔ خدا نخواستہ، خدا نخواستہ یہ message نہ جائے کہ نعوذ باللہ ہم کوئی ایسی قرارداد کی مخالفت کر رہے ہیں جو آنحضورﷺ کی ناموس کے متعلق ہے، kindly اس کو سیاسی نہ بنائیں اور بیٹھ کر ہاؤس کی consent کے ساتھ لے کر آئیں۔ اب میں اس پر مزید آپ کو بالکل اجازت نہیں دوں گا۔

جناب علی حیدر نور خان نیازی: جناب سپیکر! آپ نے مجھے قانون پڑھ کر سنایا ہے تو میں آپ کو بھی یاد دلوا دیتا ہوں کہ آپ نے کہا کہ ہم گورنر کا رویہ یہاں ہاؤس کے اندر discuss نہ کریں۔ یہ وہی ہاؤس ہے جہاں چند ماہ پہلے ہم نے اور آپ نے اسی چیئر پر بیٹھ کر اسی گورنر کے خلاف قراردادیں منظور کی ہیں۔ یہ وہی ہاؤس ہے جس میں صدر پاکستان کے خلاف بھی قرارداد آئی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ کو یاد ہوگا کہ یہاں پر گورنر رول کے خلاف اس ہاؤس میں بات ہوئی تھی، personal نہیں ہوئی بلکہ گورنر رول کے خلاف بات ہوئی تھی۔ میں آپ کو اجازت نہیں دیتا۔ آپ تشریف رکھیں۔

جناب علی حیدر نور خان نیازی: اگر آپ مجھے اجازت نہیں دیتے تو میں واک آؤٹ کرتا ہوں۔

(اس مرحلہ پر جناب علی حیدر نور خان نیازی ایوان سے واک آؤٹ کر گئے)

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! ان کو کس نے کہا ہے کہ یہ فلاں کا رویہ discuss نہ کریں۔ یہ جو چاہتے ہیں discuss کریں لیکن اس کو ناموس رسالت ﷺ کے ساتھ منسوب نہ کریں۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! وہ واک آؤٹ کر گئے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ جائیں اور انہیں منا کر لائیں کیونکہ آپ نے point out کیا ہے۔ (قہقہے)

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! کیا ہم rule 234 کے تحت rules amend کر کے اپنی قرارداد منظور نہیں کروا سکتے، کیا ہاؤس میں پیش نہیں کر سکتے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: بالکل کر سکتے ہیں جس طرح محترمہ نے ان سے بات کی اور میں نے کہا کہ آپ بیٹھ کر تمام پارلیمانی لیڈران سے بات کر لیں اور اس کے بعد اگر سب کا consensus ہوتا ہے تو ٹھیک ہے۔

دیکھیں! اس اسمبلی کو ہم نے conscious اور democratically چلانا ہے۔ اس میں لیڈر آف اپوزیشن خود بزنس ایڈوائزری کمیٹی کا حصہ ہیں اور جو چیز آئے گی ہم اس کو out of turn ضرور لیں گے۔

جناب اعجاز احمد خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، خان صاحب!

جناب اعجاز احمد خان: میں عرض کروں گا کہ قانون کے مطابق 295(c) ناموس رسالت ﷺ کو تحفظ دیتا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: خان صاحب! ایک منٹ میری بات سن لیں۔

جناب اعجاز احمد خان: جناب سپیکر! میری عرض سن لیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: خان صاحب! براہ مہربانی۔ جب میں نے ایک چیز کی اجازت دے دی ہے تو پھر آپ اس پر مزید بات کیوں کر رہے ہیں؟ آپ تشریف رکھیں، اس پر پھر کبھی بات کریں گے۔ ہاؤس کا وقت تین بجے تک کا تھا اور تین بج کر 15 منٹ ہو گئے ہیں، ایک تو ہاؤس کا وقت 15 منٹ کے لئے بڑھایا جاتا ہے اور دوسرا وزیر قانون صاحب سے میری درخواست ہے کہ اگلا آئٹم عام بحث تھی اس پر کچھ تحاریک ممبران کی طرف سے آئی ہوئی تھیں۔۔۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس میں جو طریق کار ہے وہ یہ ہے کہ ہم بزنس ایڈوائزری کمیٹی میں بیٹھ کر جن جن چیزوں پر عام بحث کرنی ہے ان کا فیصلہ کر لیتے ہیں۔ آپ اس کو بزنس ایڈوائزری کمیٹی کو refer کر دیں۔ وہاں پر لیڈر آف اپوزیشن اور باقی پارلیمانی لیڈران بھی ہوتے ہیں تو ان پر جب وہ بحث کرنا مناسب سمجھیں گے وہ دن مقرر ہو جائیں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: تمام تحاریک بزنس ایڈوائزری کمیٹی کو refer کی جاتی ہیں اور اس پر اگلا دن جو بھی مقرر ہو گا وہ کمیٹی میں ہو جائے گا۔ اب آج کے اجلاس کا وقت ختم ہو گیا ہے لہذا اجلاس کل بروز بدھ مورخہ 21-اکتوبر 2009 صبح 10.00 بجے تک ملتوی کیا جاتا ہے۔

852

ایجنڈا

برائے اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب

منعقدہ، 21۔اکتوبر 2009

تلاوت قرآن پاک وترجمہ اور نعت رسول مقبول ﷺ

سوالات

(محکمہ جات منصوبہ بندی وترقیات، انفارمیشن ٹیکنالوجی، اطلاعات اور خزانہ)

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

سرکاری کارروائی

جنوبی پنجاب کی ترقی پر عام بحث

ایک وزیر جنوبی پنجاب کی ترقی پر بحث کے لئے تحریک ایوان میں پیش کریں گے۔

854

صوبائی اسمبلی پنجاب

پندرھویں اسمبلی کا چودھواں اجلاس

بدھ، 21۔اکتوبر 2009

(یوم الاربعاء یکم ذیقعد 1430ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز، لاہور میں صبح 11 بج کر 50 منٹ پر زیر صدارت جناب سپیکر رانا محمد اقبال خان منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک و ترجمہ قاری عبدالغفار نے پیش کیا۔

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیمo

بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَـٰنِ ٱلرَّحِيمِo

يَـٰٓأَيُّهَا ٱلۡإِنسَـٰنُ مَا غَرَّكَ بِرَبِّكَ ٱلۡكَرِيمِoٱلَّذِى خَلَقَكَ فَسَوَّىٰكَ
فَعَدَلَكَoفِىٓ أَىِّ صُورَةٍ مَّا شَآءَ رَكَّبَكَoكَلَّا بَلۡ تُكَذِّبُونَ بِٱلدِّينِo وَإِنَّ
عَلَيۡكُمۡ لَحَـٰفِظِينَoكِرَامًا كَـٰتِبِينَoيَعۡلَمُونَ مَا تَفۡعَلُونَoإِنَّ ٱلۡأَبۡرَارَ لَفِى
نَعِيمٍo وَإِنَّ ٱلۡفُجَّارَ لَفِى جَحِيمٍoيَصۡلَوۡنَهَا يَوۡمَ ٱلدِّينِ oوَمَا هُمۡ عَنۡهَا
بِغَآئِبِينَoوَمَآ أَدۡرَىٰكَ مَا يَوۡمُ ٱلدِّينِ ثُمَّ مَآ أَدۡرَىٰكَ مَا يَوۡمُ ٱلدِّينِo يَوۡمَ
لَا تَمۡلِكُ نَفۡسٌ لِّنَفۡسٍ شَيۡـًٔا ۖ وَٱلۡأَمۡرُ يَوۡمَئِذٍ لِّلَّهِo

سُوۡرَةُ الانفطار 6 تا 19

اے انسان! تجھ کو اپنے پروردگار کرم گستر کے باب میں کس چیز نے دھوکا دیاo(وہی تو ہے) جس نے تجھے بنایا اور (تیرے اعضا کو) ٹھیک کیا اور (تیرے قامت کو) معتدل رکھاo اور جس صورت میں چاہا تجھے جوڑ دیاo مگر ہیہات تم لوگ جزا کو جھٹلاتے ہوo حالانکہ تم پر نگہبان مقرر ہیںo عالی قدر (تمہاری باتوں کے) لکھنے والےo جو تم کرتے ہو وہ اسے جانتے ہیںo بے شک نیکوکار نعمتوں (کی بہشت) میں ہوں گےo اور بدکردار دوزخ میںo (یعنی) جزا کے دن اس میں داخل ہوں گےo اور اس سے چھپ نہیں سکیں گےo اور تمہیں کیا معلوم کہ جزا کا دن کیسا ہے؟o پھر تمہیں کیا معلوم کہ جزا کا دن کیسا ہے؟o جس روز کوئی کسی کا بھلا نہ کر سکے گا اور حکم اس روز خدا ہی کا ہو گاo

وما علینا الاالبلاغo

نعت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

نعت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جناب عابد رؤف قادری نے پیش کی۔

آپ سا دونوں جہاں میں نظر آیا ہی نہیں
کیونکہ اللہ نے کوئی اور بنایا ہی نہیں
آپ نے جب سے نوازا ہے یا رسول اللہ
میں نے دامن کسی چوکھٹ پہ پھیلایا ہی نہیں
کوئی محبوب کا ثانی نہ مُحب کا ہمسر
ایک کا جسم نہیں ایک کا سایہ ہی نہیں
جس نے سرکار کے چہرے کی زیارت کر لی
اُس کی نظروں میں کوئی اور سمایا ہی نہیں

جناب سپیکر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔

پوائنٹ آف آرڈر
اسلامک انٹرنیشنل یونیورسٹی اسلام آباد میں بم دھماکے سے شہید ہونے والوں کے لئے دعائے مغفرت

وزیر مقامی حکومت وکمیونٹی ڈویلپمنٹ (سردار دوست محمد خان کھوسہ): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

وزیر مقامی حکومت و کمیونٹی ڈویلپمنٹ (سردار دوست محمد خان کھوسہ): جناب سپیکر! میری درخواست ہے کہ آج کی کارروائی شروع کرنے سے پہلے کل انٹرنیشنل اسلامک یونیورسٹی اسلام آباد میں دہشت گردی کا جو افسوسناک واقعہ پیش آیا ہے اس واقعہ میں شہید ہونے والوں کے ایصال ثواب کے لئے دعائے مغفرت کروائی جائے۔

چودھری سرفراز افضل: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

چودھری سرفراز افضل: جناب سپیکر! میں on the floor of the House یہ کہنا چاہتا ہوں کہ کل انٹرنیشنل اسلامک یونیورسٹی کا جو ایک شرمناک واقعہ ہوا ہے یہ پورا ایوان اس واقعہ کی پرزور مذمت کرتا ہے اور میں آپ کی وساطت سے اس ایوان سے بھی یہ گزارش کرنا چاہوں گا کہ آپ آج یہاں ایک کمیٹی بنائیں جو وزارت داخلہ، وزارت قانون اور وزارت تعلیم کے نمائندگان پر مشتمل ہو، جو تمام تعلیمی اداروں کی سکیورٹی کے حوالے سے ایک جامع package تیار کرے اور متعلقہ ضلعوں کے کمشنرز، ڈی سی او صاحبان اور ڈی پی او صاحبان کو یہ احکامات جاری کرے کہ بچوں کی تعلیم کے لئے، ان کی تعلیم کو جاری رکھنے کے لئے وہاں پر سکیورٹی کے خاطر خواہ بندوبست کئے جائیں۔

جناب سپیکر: براہ مہربانی آپ تشریف رکھیں اور ان کو دعا کرنے دیں۔

جناب محمد ثناء اللہ خان مستی خیل: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

جناب محمد ثناء اللہ خان مستی خیل: بسم اللہ الرحمن الرحیم! شکریہ۔ جناب سپیکر! کل جو incident ہوا ہے اس پر ہمارا دل خون کے آنسو رو رہا ہے۔ پورا پاکستان سوگ کی حالت میں ہے۔ محسن نقوی نے کیا خوب کہا تھا۔

قتل چھپتے تھے کبھی سنگ کی دیوار کے بیچ
اب تو کھلنے لگے مقتل بھرے بازار کے بیچ

جناب والا! یہ جو دہشت گردی ہو رہی ہے۔۔۔

جناب سپیکر: آپ تقریر کرنا چاہتے ہیں تو میں اجازت نہیں دوں گا اور اگر آپ بات کرنا چاہتے ہیں تو اس سے متعلقہ بات کریں۔

جناب ثناء اللہ خان مستی خیل: جناب سپیکر! میں نے ایک منٹ کہا ہے اور اگر میرا پوائنٹ آف آرڈر valid نہ ہو تو آپ اس کو cancel کر دیں You have the right but I have the right to speak.

جناب سپیکر: میں تقریر نہیں سنوں گا۔ آپ relevant بات کریں۔

جناب ثناء اللہ خان مستی خیل: جناب سپیکر! میں relevant بات ہی کروں گا۔ مجھے افسوس کے ساتھ یہ کہنا پڑ رہا ہے کہ پچھلے چھ دنوں سے ہمارا اجلاس چل رہا ہے لیکن یہاں پر ناچ گانے اور جنگ آزادی کے ہیروز کی باتیں ہو رہی ہیں۔ ضرور ہوں ہم بھی اس کو support کریں گے لیکن کیا این آر او۔۔۔

جناب سپیکر: میں آپ کو اجازت نہیں دیتا۔ آپ تشریف رکھیں اور دعائے مغفرت کرنے دیں۔ جی، دعا کرائیں۔

(اس مرحلہ پر اسلامک انٹرنیشنل یونیورسٹی اسلام آباد بم دھماکے
کے شہداء کے لئے دعائے مغفرت کی گئی)

سوالات

(محکمہ جات منصوبہ بندی و ترقیات، انفارمیشن ٹیکنالوجی، اطلاعات اور خزانہ)

جناب سپیکر: اب وقفہ سوالات شروع ہوتا ہے۔ آج کے ایجنڈے پر جو سوالات پوچھے جائیں گے وہ اطلاعات، انفارمیشن ٹیکنالوجی، خزانہ اور منصوبہ بندی و ترقیات سے متعلق ہیں۔

تعلیمی ادارے بند ہونے کا معاملہ

ڈاکٹر طاہر علی جاوید: جناب سپیکر! یہاں پر جو بات کی گئی ہے I don't know کہ کس context میں کی گئی لیکن میں تین چار دن سے اسمبلی کی کارروائی دیکھ رہا ہوں اور مجھے انتہائی افسوس کے ساتھ یہ بات کرنی پڑ رہی ہے کہ آج میرے بچے اور یہاں پر بہت سارے جو ہمارے ایم پی اے صاحبان بیٹھے ہیں ان کے بچے سکولوں میں نہیں جا رہے، قوم کے بچے سکولوں میں نہیں جا رہے۔ مجھے کوئی شخص بتائے کہ اس کا ذمہ دار کون ہے؟ یہ جو بڑے بڑے لیڈر ہیں ان کے بچے تو امریکہ اور انگلینڈ میں پڑھ رہے ہیں لیکن جو پاکستان کے بچے ہیں، جو پاکستان کا مستقبل ہے وہ آج سکولوں میں نہیں جا رہے، اس کا ذمہ دار کون ہے؟ باہر issue صرف یہ discuss ہو رہا ہے، باہر issue این آر او discuss ہو رہا ہے، باہر کیری لوگر بل discuss ہو رہا ہے مگر اس اسمبلی میں discuss نہیں ہو رہا۔ ہم عوام کے نمائندے ہیں مگر یہاں پر ان کی نمائندگی نہیں کر رہے۔ میں یہ چاہتا ہوں کہ یہ ہاؤس اس پر آج discussion کرے اور پردہ پوشی سے ہم دور ہوں اور سچی بات کریں۔ پاکستان اور پنجاب کے عوام ہمارے گلوں کو نوچنے والے ہیں مگر یہاں پر یہ بات کرنے کی کسی میں جرأت نہیں ہے۔ ہمارے پاس صرف بہانے ہیں، excuses ہیں۔ I demand this House کہ اس موضوع پر discussion کی جائے اور اس اجلاس کو اس discussion کے دوران prorogue نہ کیا جائے۔ یقین کریں کہ یہ میری خواہش نہیں ہے، یہ پاکستان کے عوام کی خواہش ہے، پنجاب کے عوام کی خواہش ہے۔ اگر ہم اس کو دبائیں گے تو پھر اگلی دفعہ ہمارا وہ حشر ہو گا کہ ہمیں تاریخ ہمیشہ ہمیشہ کے لئے فراموش کر دے گی۔

جناب سپیکر: تشریف رکھیں۔ شکریہ۔ جی، سردار صاحب!

سینئر مشیر برائے وزیر اعلیٰ (سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ): جناب سپیکر! میں آپ کا شکر گزار ہوں کہ آپ نے مجھے بات کرنے کی اجازت دی ہے۔ ڈاکٹر صاحب نے تعلیمی اداروں کے بارے میں بات کی ہے اس سے پہلے ہمارے نوجوان ساتھی چودھری صاحب نے بھی بات کی ہے۔ وزیر اعلیٰ کی ہدایت کے مطابق کل سکولوں، کالجوں، یونیورسٹیوں اور دوسرے تعلیمی اداروں کی سکیورٹی کے حوالے سے ایک میٹنگ ہوئی تھی جس میں وزیر قانون بھی اور وزیر خزانہ بھی موجود تھے۔ سینئر وزیر کل لاہور میں موجود نہیں تھے وہ نہ آ سکے کیونکہ کراچی گئے ہوئے تھے۔ سکیورٹی کے حوالے سے تمام اداروں کا جائزہ لیا گیا ہے اور صرف لاہور شہر میں جو high profiled ادارے ہیں وہ 103 ہیں۔ میں پرائمری یا دیگر سکولوں کی بات نہیں کر رہا جو high profiled سکول یا ادارے ہیں میں ان کی بات کر رہا ہوں کہ وہ

103 ہیں۔ان میں سے کل شام تک صرف 42 یا 45 اداروں کی سکیورٹی کا جائزہ لیا گیا اور کسی بھی ادارے میں سکیورٹی کا سٹینڈرڈ جو درکار ہوتا ہے وہ سکیورٹی نہیں ہے۔ لہذا اس کمیٹی نے وزیر اعلیٰ کو یہ سفارشات کی تھیں کہ ان تمام اداروں کو صرف لاہور نہیں، صرف فیصل آباد یا گوجرانوالہ نہیں بلکہ پنجاب بھر میں جہاں بھی اس قسم کے ادارے ہیں ان کو سکیورٹی کا کم سے کم سٹینڈرڈ دیا جائے گا، درجہ بدرجہ کہ جس نوعیت کے وہ سکول یا ادارے ہیں جب وہ اس level کی سکیورٹی مہیا کر دیں گے، چاہے وہ دو دن میں کر دیں، چاہے چار دن میں کر دیں تب ان کو ادارے کھولنے کی اجازت دی جائے گی۔ یہ ہدایات چیف سیکرٹری اور ہوم سیکرٹری کی طرف سے آج ضلع کی سطح پر بھیجی جا چکی ہیں۔اس پر آج سے عمل ہو رہا ہے۔ میں آپ کی وساطت سے اس ہاؤس کو بتانا چاہتا ہوں کہ سکیورٹی کے جو متعلقہ ادارے ہیں ان کو والدین کے لاتعداد ٹیلی فونز آتے رہے ہیں۔ کل کی ایک رپورٹ کے مطابق حالانکہ ادارے بند کرنے کی کوئی تجویز یا ہدایت نہیں دی گئی تھی اس کے باوجود اداروں میں 40 سے 45 فیصد طلبہ کی حاضری کم تھی اور آج اگر ہم صوبائی سطح پر یہ فیصلہ نہ کرتے تو کل غالباً 15/10 فیصد حاضری رہ جاتی اور 90/85 فیصد حاضری نہیں ہونی تھی۔ ہم یہ رسک نہیں لے سکتے کہ سکیورٹی provide کئے بغیر یہ ادارے چلتے رہیں۔ آپ اس House میں بحث کی اجازت دیں ہمیں کوئی اعتراض نہیں ہوگا لیکن یہ اقدامات حکومت پنجاب کی طرف سے ہو چکے ہیں باقی House adjourn یا prorogue کرنے کے بارے میں آپ اگر چاہیں تو اپوزیشن لیڈر اور coalition کے partners کو اپنے چیمبر میں مدعو کر لیں اور وہاں اس پر بات ہو جائے۔ سکیورٹی کے لحاظ سے ہم ڈاکٹر صاحب کی تجویز کو بالکل oppose نہیں کرتے۔ یہ House prorogue ہو جانا چاہئے۔ شکریہ

خواجہ عمران نذیر: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

خواجہ عمران نذیر: جناب سپیکر! کل نور نیازی صاحب قرارداد پیش کرنے کی اجازت نہ ملنے پر ایوان سے واک آؤٹ کر گئے تھے تو انہیں واپس بلایا جائے۔

جناب سپیکر: خواجہ صاحب! آپ جائیں اور انہیں منا کر ایوان میں لائیں۔ یہ آپ کی ڈیوٹی ہے۔

خواجہ عمران نذیر: جناب سپیکر! کوئی اور بھی بندہ میرے ساتھ بھجوا دیں۔

جناب سپیکر: نہیں، آپ اکیلے ہی جائیں اور انہیں لے کر آئیں۔

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

جناب سپیکر: یہ سوال محسن خان لغاری صاحب کا ہے۔ جی، لغاری صاحب!

سیدہ بشریٰ نواز گردیزی: جناب سپیکر! on his behalf سوال کا نمبر 542 ہے اور جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

ڈی جی خان، فورٹ منرو ویلی میں ترقیاتی امور کی صورتحال

*542: جناب محمد محسن خان لغاری: کیا وزیر منصوبہ بندی و ترقیات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ڈی جی خان میں فورٹ منرو ویلی مری کے برابر کا صحت افزا مقام ہے جس میں آج تک کوئی ترقیاتی کام نہیں ہوا، جس کی وجہ سے ملکی اور غیر ملکی سیاح ادھر کا رخ نہیں کرتے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ فورٹ منرو ویلی کے لئے کوئی ایسی اتھارٹی موجود نہیں ہے جو کہ مری کی طرح اس میں ترقیاتی کام کروائے؟

(ج) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت فورٹ منرو ویلی کی ترقی کے لئے اتھارٹی قائم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر ہاں تو کب تک اور اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے منصوبہ بندی و ترقیات (جناب شہزاد سعید چیمہ):

(الف) یہ درست ہے کہ فورٹ منرو جنوبی پنجاب کا صحت افزا مقام ہے لیکن پانی کی کمی اور دوری کی وجہ سے یہ اب تک مری کے برابر مقام حاصل نہیں کر سکا۔ یہ درست نہ ہے کہ یہاں آج تک کوئی ترقیاتی کام نہ ہوا ہے گزشتہ دو دہائیوں میں ہونے والے چند ترقیاتی کاموں کی تفصیل حسب ذیل ہے:-

1. TDCP کی طرف سے موٹل کی تعمیر جس کے بعد نجی شعبے نے یہاں ایک درجن سے زائد ہوٹل تعمیر کئے۔
2. NHA کی طرف سے ڈی جی خان سے لورالائی تک ہائی وے کی تعمیر جو کہ کھر کے قریب سے گزرتی ہے۔
3. کھر تا فورٹ منرو 8 کلو میٹر پختہ سڑک کی تعمیر۔
4. محکمہ جنگلات کی طرف سے 10 ہزار درخت لگائے گئے۔

(ب) درست ہے مگر حکومت کے دیگر محکمے فورٹ منرو ویلی کی ترقیاتی ضروریات پر بھرپور توجہ دے رہے ہیں جیسا کہ مندرجہ بالا ترقیاتی کاموں سے ظاہر ہے۔

(ج) سردست فورٹ منرو کے لئے کسی ترقیاتی ادارہ کے قیام کی کوئی تجویز زیر غور نہ ہے۔

سیدہ بشریٰ نواز گردیزی: جناب سپیکر! جز (الف) میں بتایا گیا ہے کہ یہ درست ہے کہ فورٹ منرو جنوبی پنجاب کا صحت افزا مقام ہے لیکن پانی کی کمی اور دوری کی وجہ سے ابھی تک مری کے برابر مقام حاصل نہیں کر سکا۔ میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ مری میں بھی پانی کی شدید قلت ہے لیکن وہاں پر عوام کی ضرورت کے مطابق حکومت کی جانب سے واٹر ٹینکس کے ذریعے روزانہ پانی سپلائی کیا جاتا ہے۔ باقی دیگر علاقہ کی ڈویلپمنٹ کے لئے ایک اتھارٹی بنی ہوئی ہے لیکن فورٹ منرو چونکہ جنوبی پنجاب میں آتا ہے لہذا حکومت نے اب تک اس کی ڈویلپمنٹ کے لئے کوئی خاطر خواہ اقدامات نہیں کئے تو متعلقہ وزیر صاحب اس کا جواب دیں کہ کب تک اس کی پلاننگ کا ارادہ رکھتے ہیں؟

(اس مرحلہ پر جناب علی حیدر نور خان نیازی واک آؤٹ ختم کرکے ایوان میں واپس تشریف لے آئے)

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے منصوبہ بندی و ترقیات (جناب شہزاد سعید چیمہ): جناب سپیکر! پچھلے کوئی پچیس تیس سال پہلے بلکہ یہ شروع سے جنوبی پنجاب میں ہے اور دوسری میری گزارش یہ ہے کہ رکھنی کے مقام پر پانی کی کمی کی بات انہوں نے فرمائی ہے کہ رکھنی اور کھر کے مقام پر نصب پانچ پانچ عدد ٹیوب ویل پانی مہیا کرنے کی پوری کوشش کرتے ہیں لیکن چونکہ رکھنی سے فورٹ منرو تک 18 کلو میٹر تک لمبی لائن ہے اور کھر سے 10 کلو میٹر لمبی ایک پائپ لائن ہے۔ ایک تو لمبائی کی It is one of the causes, sir کہ جس میں آکر distraction اور ٹوٹ پھوٹ ہو جاتی ہے۔ ضلعی حکومتوں کے بننے کے بعد واٹر سپلائی کا پروگرام ٹی ایم اے کو دے دیا گیا۔ دونوں ٹی ایم ایز کی اتنی capacity رہی ہے کہ وہ اس کو run کرکے monitor کر سکتی تھیں اس لئے اس میں یہ problem آئی ہے۔ فورٹ منرو میں یہ سارے اقدامات کرنے کے باوجود پانی کی بہر حال کمی ہے۔ ٹی ایم ایز کے بعد پبلک ہیلتھ انجینئرنگ نے اس کو take over کر لیا ہے اور امید ہے کہ وہ پانچ پانچ ٹیوب ویل کی دونوں sides پر proper working کرکے پانی کی کمی کو دور کرنے کی کوشش کریں گے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! ایک تو کھر سے فورٹ منرو کی 10 کلومیٹر پائپ لائن کا بیان درست نہیں ہے کیونکہ وہ 10 کلومیٹر کا راستہ ہی نہیں ہے۔ سردار دوست محمد خان کھوسہ میرے ساتھ verify کر دیں گے کہ اتنا فاصلہ نہیں ہے۔ یہ پھر غلط جواب آیا ہے[*********]

جناب سپیکر: یہ الفاظ کارروائی سے حذف کئے جائیں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! جیسا کہ بار بار اس ایوان میں ہو رہا ہے اور سوال پوچھنے کا مقصد یہ تھا کہ فورٹ منرو جنوبی پنجاب میں مری کے متبادل کے طور پر ایک hill station develop ہو سکتا ہے اور اس سے مری کے اوپر load کو بھی کم کیا جا سکتا ہے لیکن وہاں سے درخت کاٹ کاٹ کر ہر جگہ ملٹی سٹوری عمارتیں اور اپارٹمنٹس کمپلیکس بن رہے ہیں جس سے مری کی خوبصورتی متاثر ہو رہی ہے۔

جناب سپیکر: لغاری صاحب! آپ ضمنی سوال کریں کیونکہ یہ تو ضمنی سوال نہیں ہے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! ضمنی سوال یہ ہے کہ اسے ڈویلپمنٹ اتھارٹی بنانے کی تجویز کیوں نہیں ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے منصوبہ بندی و ترقیات (جناب شہزاد سعید چیمہ): کمشنر ڈیرہ غازی خان نے اس کی اتھارٹی بنانے کے لئے ایک تجویز بھیجی ہوئی ہے جو کہ چیف سیکرٹری کے ذریعے پلاننگ اینڈ ڈویلپمنٹ تک آئی ہے۔۔۔

MINISTER FOR LOCAL GOVERNMENT AND COMMUNITY DEVELOPMENT(Sirdar Dost Muhammad Khan Khosa): Point of clarification.

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی و کمیونٹی ڈویلپمنٹ (سردار دوست محمد خان کھوسہ): جناب سپیکر! جہاں تک انہوں نے واٹر سپلائی لائن کی لمبائی کی بات کی ہے تو میں لغاری صاحب کی بات کو مانتا ہوں اور وہ figures ٹھیک نہیں ہیں۔

* بحکم جناب سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

جناب سپیکر: فاصلہ کم ہے یا زیادہ ہے؟

وزیر مقامی حکومت و کمیونٹی ڈویلپمنٹ (سردار دوست محمد خان کھوسہ): جناب سپیکر! زیادہ ہے۔ حقیقت بات یہ ہے کہ ٹی ایم ایز کے ذریعے یہ واٹر سپلائی سکیم کردی گئی تھی مگران کی یہ capacity نہیں تھی کہ وہ اس کو run کر سکتے لیکن اسے run کرنے اور maintain کرنے کے لئے ہر سال صوبائی حکومت کی طرف سے کچھ نہ کچھ کرنا پڑتا تھا۔ ڈویلپمنٹ اتھارٹی کے حوالے سے خاتون رکن نے جو بات کی ہے وہ پہلے ہی ہاؤسنگ ڈیپارٹمنٹ کے پاس موجود ہے اور اس کا process شروع ہے اور انشاللہ بہت جلد فورٹ منرو ڈویلپمنٹ اتھارٹی وجود میں آجائے گی۔

جناب سپیکر: اگلا سوال محترمہ انجم صفدر صاحبہ کا ہے۔ جی، محترمہ!

محترمہ انجم صفدر: جناب سپیکر میرے سوال کا نمبر 832 ہے اور اسے پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

ڈی جی پی آر لاہور میں خالی اسامیوں کو پُر کرنے کی تفصیلات

*832: محترمہ انجم صفدر: کیا وزیر اطلاعات از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ڈی جی، پی آر آفس لاہور میں ڈپٹی ڈائریکٹر (ٹیکنیکل) کی اسامی 17-06-2002 سے خالی ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ محکمہ میں اسسٹنٹ ڈائریکٹر (ٹیکنیکل) کی اسامی بھی 15-06-2002 سے خالی ہے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ محکمہ میں 1998 سے تاحال دو ٹیکنیکل افسران اپنی خدمات سرانجام دینے کے باوجود مندرجہ بالا خالی اسامیوں پر ترقی سے محروم ہیں اور مذکورہ خالی اسامیوں کو پر کرنے کے لئے جون 2002 سے ڈی پی سی نہیں ہوئی؟

(د) کیا مذکورہ ٹیکنیکل افسران خالی اسامیوں پر ترقی کے اہل نہیں ہیں؟

(ہ) اگر جزہائے بالا کے جواب اثبات میں ہیں تو کیا حکومت جون 2002 سے خالی اسامیوں کو فل کرنے اور اسی مدت سے ترقی نہ پانے والے افسران کو ترقی دینے کا کوئی ارادہ رکھتی ہے اگر ہاں تو کب تک اور نہیں تو کیوں؟

وزیر اطلاعات (سردار دوست محمد خان کھوسہ):

(الف) درست نہیں- محکمہ تعلقات عامہ پنجاب میں ڈپٹی ڈائریکٹر (ٹیکنیکل) کی اسامی مورخہ 17-06-03 سے خالی ہے-اس اسامی پر متعین افسر مورخہ 16-06-03 کو محکمہ ہذا سے ریٹائر ہو چکا ہے-

(ب) درست ہے-اسسٹنٹ ڈائریکٹر (ٹیکنیکل) کی اسامی 15-6-2002 سے خالی ہے-

(ج) درست ہے کہ محکمہ ہذا میں 1998 سے دو ٹیکنیکل افسران اپنی خدمات سرانجام دے رہے ہیں-

اسسٹنٹ ڈائریکٹر (ٹیکنیکل) کی خالی اسامی پر ابھی تک ترقی نہ ہونے کی وجہ سے دونوں ٹیکنیکل افسران کے درمیان درخواست دے رکھی ہے کہ مذکورہ افسر ایک طویل عرصہ تک ex-Pakistan leave پر رہا اس لئے وہ ترقی کا اہل نہیں مزید یہ بھی اعتراض کیا کہ ٹیکنیکل آفیسر (ساؤنڈ) کا تکنیکی ڈپلومہ ٹھیک نہ ہے-

(د) محکمہ ہذا کے موجودہ سروس رولز کے تحت ٹیکنیکل آفیسر ہی اسسٹنٹ ڈائریکٹر (ٹیکنیکل) کی اسامی پر پروموشن کا اہل ہے جس کی تفصیل درج ذیل ہے:-

> "By promotion with due regard to fitness of the holder of the post of Technical Officer in the Department provided he holds a diploma from a recognized institute, University in Electrical Engineering, Electronics, Radio Engineering or T.V Engineering and has at least five years service as such.If no suitable person is available for promotion then by initial recruitment."

(ہ) اس ضمن میں عرض ہے کہ 2006-07 میں محکمہ کی گزارش پر پنجاب پبلک سروس کمیشن نے ڈپٹی ڈائریکٹر (ٹیکنیکل) کی اسامی پر تعیناتی کے لئے امیدواروں کا ٹیسٹ لیا-صرف ایک امیدوار کو تحریری ٹیسٹ میں موزوں قرار دیا گیا-انٹرویو کے وقت وہ امیدوار بھی اتھارٹی کو متاثر نہ کر سکا جس کی وجہ سے اس وقت یہ اسامی پر نہ ہو سکی-اس کے بعد دوبارہ مورخہ

30-1-2008 کو حکومت سے درخواست کی گئی کہ ڈپٹی ڈائریکٹر (ٹیکنیکل) کی اسامی پر بھرتی کے لئے پنجاب پبلک سروس کمیشن کو requisition بھیجی جائے تاکہ اسامی جلد از جلد پر کی جا سکے۔

مزید یہ کہ جونہی دونوں ٹیکنیکل افسران آپس میں متفق ہوئے تو اسسٹنٹ ڈائریکٹر (ٹیکنیکل) کی اسامی پُر کرنے کے لئے پروموشن کیس حکومت کو بھیج دیا جائے گا۔

محترمہ انجم صفدر: جناب سپیکر! اس سوال کے جز (د) کو ذرا پڑھیں۔ لکھا ہے "مزید یہ کہ جونہی دونوں ٹیکنیکل افسران آپس میں متفق ہوئے تو اسسٹنٹ ڈائریکٹر (ٹیکنیکل) کی سیٹ پُر کرنے کے لئے حکومت کو promotion case بھیج دیا جائے گا۔" یہ جواب 26-11-2008 کا ہے تو اب اس کی کیا پوزیشن ہے؟ کیونکہ 10 ماہ پیشتر آپس میں ان کا فیصلہ ہوا تھا کہ کسے ڈپٹی ڈائریکٹر اور اسسٹنٹ ڈائریکٹر بنایا جائے گا مگر 11 ماہ گزرنے کے باوجود دونوں ٹیکنیکل افسران کے باہمی فیصلہ ہونے کے باوجود عمل درآمد ابھی تک نہیں ہوا اور ابھی تک ان کی promotion رُکی ہوئی ہے۔ اس کی کیا وجہ ہے کہ اتنا عرصہ گزرنے کے بعد DPC کیوں نہیں ہوئی؟ عزیز خان صاحب کی اگلے سال ریٹائرمنٹ ہے اور کیا وجہ ہے کہ ان کی DPC ابھی تک نہیں ہو رہی؟ میرا یہ سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر مقامی حکومت و کمیونٹی ڈویلپمنٹ (سردار دوست محمد خان کھوسہ): جناب سپیکر! محترمہ نے جس طرح سے فرمایا ہے کہ یہاں پر عبدالعزیز ایک سینئر ٹیکنکل آفیسر ہے لہذا ان کا حق بنتا ہے۔ as per direction of the department عبدالعزیز صاحب کافی عرصہ long leave پر بھی رہے ہیں جس کی وجہ سے یہ issue create ہوا ہے۔ اس وقت بھی یہ معاملہ سیکرٹری کے پاس ہے کیونکہ دونوں کی seniority کا کافی عرصے سے dispute تھا جس کی وجہ سے یہ معاملہ کافی عرصہ سے pending رہا ہے۔ انشاء اللہ بہت جلد یہ معاملہ حل ہو جائے گا۔

محترمہ انجم صفدر: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال ہے کہ میں اس ہاؤس کی وساطت سے منسٹر صاحب سے گزارش کروں گی کہ kindly اس معاملے کو حل کریں کیونکہ دس ماہ ہو چکے ہیں انہوں نے متفقہ طور پر فیصلہ کیا ہے اس لئے براہ مہربانی اس کو حل کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر مقامی حکومت و کمیونٹی ڈویلپمنٹ (سردار دوست محمد خان کھوسہ): جناب سپیکر! میں وضاحت کر دینا چاہتا ہوں کہ اگر متفقہ طور پر فیصلہ ہوتا تو یہ disputed نہ ہوتا۔ یہ فیصلہ متفقہ طور پر نہیں ہوا ہے اور اس میں ابھی بھی dispute ہے جو کہ معاملہ ڈیپارٹمنٹ نے take up کیا ہوا ہے۔ یہ معاملہ بہت جلد حل کر کے میں معزز ممبر کو اس کی وضاحت دے دوں گا۔

میجر (ر) عبدالرحمٰن رانا: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: رانا صاحب! میری بات سنیں۔ questions اور بھی بہت ہیں اس لئے یہ سوال relevant ہونا چاہئے اگر relevant نہیں ہو گا تو میں نہیں سنوں گا۔

میجر (ر) عبدالرحمٰن رانا: جناب سپیکر! میرا سوال relevant ہو گا۔ اس سوال کے جواب میں دیا گیا ہے کہ "جونہی دونوں ٹیکنیکل افسران آپس میں متفق ہوئے تو اسسٹنٹ ڈائریکٹر ٹیکنیکل کی اسامی پُر کرنے کے لئے promotion case حکومت کو بھیج دیا جائے گا۔" میں ڈیپارٹمنٹ سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ آیا ڈیپارٹمنٹ میں پنچایتی طریقے سے فیصلے ہوتے ہیں یا حکومتی طریقے سے ہوتے ہیں کیونکہ اگر حکومتی طریقہ ہے تو جو ٹھیک ہے اس کی promotion ہو جانی چاہئے جو غلط ہے اس کی نہیں ہونی چاہئے۔ دونوں افسران کے متفق ہونے کا کیا سوال پیدا ہو گیا؟ نمبر ایک اور نمبر دو یہ ہے کہ مذکورہ افسر ایک طویل عرصہ تک ex-Pakistan leave پر رہا اس لئے وہ ترقی کا اہل نہیں ہے۔ مزید یہ بھی اعتراض کیا کہ ٹیکنیکل افسر کا تکنیکی ڈپلومہ ٹھیک نہ ہے۔ یہ کب سے اعتراض آیا اور کیوں نہیں ascertain ہو سکا کہ اس کا ڈپلومہ ٹھیک ہے یا نہیں؟ یہ میرے دو سوال ہیں۔

جناب سپیکر: اب اس پر کوئی اور ضمنی سوال نہیں ہو گا۔ جی، منسٹر صاحب!

وزیر مقامی حکومت و کمیونٹی ڈویلپمنٹ (سردار دوست محمد خان کھوسہ): جناب سپیکر! میں ان کی بات کو تسلیم کرتا ہوں۔ ڈیپارٹمنٹ کے rules and regulations کے مطابق ہی فیصلہ ہو گا، ان کے متفق ہونے پر فیصلہ نہیں ہو گا۔ جہاں تک اس کی qualification تھی تو انشاء اللہ میں اپنے معزز ممبر کو پوری یقین دہانی کراتا ہوں کہ اس کی پوری طرح سے تحقیق کر کے ان کو اس کی وضاحت کر دوں گا۔

جناب سپیکر: اگلا سوال چودھری عامر سلطان چیمہ کا ہے۔ کیا وہ تشریف رکھتے ہیں؟

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! میں ان کے behalf پر ہوں۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے سوال کا نمبر بولیں۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! یہ سوال نمبر 1258 ہے۔

جناب سپیکر: کیا اس کو پڑھا ہوا تصور کیا جائے؟

محترمہ آمنہ الفت: جی، اس کو پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

چھوٹے شہروں میں کام کرنے والے ملازمین کو ہاؤس رینٹ الاؤنس دینے کا مسئلہ

*1258: چودھری عامر سلطان چیمہ: کیا وزیر خزانہ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ بڑے شہروں میں کام کرنے والے ملازمین کو ہاؤس رینٹ الاؤنس بنیادی تنخواہ کا 45 فیصد دیا جاتا ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ چھوٹے شہروں میں کام کرنے والے ملازمین مذکورہ الاؤنس سے محروم ہیں؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ ضروریات زندگی کی تمام اشیا گاؤں کی نسبت شہروں میں سستی دستیاب ہیں اور تعلیم، صحت، ٹرانسپورٹ، سوئی گیس وغیرہ کی سہولیات شہروں کے مقابلے میں گاؤں میں نہ ہونے کے برابر ہیں؟

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ آئین پاکستان ملازمین کو اس قسم کی سہولتیں دینے کے بارے میں کسی discrimination کو جائز نہیں سمجھتا؟

(ہ) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت دیہات میں کام کرنے والے سرکاری ملازمین کو بھی ویسی الاؤنس یکساں شرح پر دینے کو تیار ہے تاکہ ملازمین کا جائز اور دیرینہ مطالبہ پورا ہو سکے اگر ہاں تو کب تک، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے وزیر خزانہ (ڈاکٹر محمد اختر ملک):

(الف) جی ہاں! یہ درست ہے۔

(ب) یہ درست نہیں ہے-چھوٹے شہروں میں ملازمین کو ہاؤس رینٹ الاؤنس بنیادی تنخواہ کا 30 فیصد دیا جاتا ہے-

(ج) ہاؤس رینٹ الاؤنس مکان کے کرایہ کے لئے دیا جاتا ہے نہ کہ دوسری ضروریات زندگی کے لئے اور یہ ایک حقیقت ہے کہ بڑے شہروں میں مکان کا کرایہ دوسرے علاقوں کی نسبت بہت زیادہ ہے اسی وجہ سے ہاؤس رینٹ الاؤنس کی شرح میں فرق ہے-

(د) مذکورہ بالا وضاحت کے پیش نظر یہ فرق discrimination کے زمرے میں نہیں آتا-

(ہ) بڑے شہروں میں مکانوں کی شرح کرایہ زیادہ ہونے کی وجہ سے ہاؤس رینٹ الاؤنس بنیادی تنخواہ کا 45 فیصد دیا جاتا ہے جبکہ چھوٹے شہروں میں شرح کرایہ کم ہونے کی وجہ سے ہاؤس رینٹ الاؤنس بنیادی تنخواہ کا 30 فیصد دیا جاتا ہے- مندرجہ بالا وضاحت کے بعد بڑے اور چھوٹے شہروں میں یکساں شرح سے ہاؤس رینٹ الاؤنس نہیں دیا جا سکتا- یہ پالیسی وفاقی حکومت کی جاری کردہ ہے اور پنجاب حکومت نے اسے باقی صوبوں کی طرح اپنایا ہے-

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! اس میں انہوں نے House Rent Allowance کے حوالے سے بات کی ہے کہ بڑے شہروں میں ملازمین کو تنخواہ کا 45 فیصد دیا جاتا ہے اور چھوٹے علاقوں اور دیہاتوں میں 30 فیصد دیا جاتا ہے- یہ جو House Rent دیا جا رہا ہے اس میں کافی زیادہ flaws بھی ہیں جس کی وجہ سے یہ تمام issues کھڑے ہو رہے ہیں- دیہاتوں سے ملحقہ چھوٹے شہروں میں بھی یہ 30 فیصد کے حساب سے دیا جاتا ہے حالانکہ وہاں پر بھی بہت زیادہ کرائے بڑھ گئے ہیں- اگر بڑے شہروں میں جیسے لاہور میں 45 فیصد ہے اس وقت آبادی اتنی بڑھ گئی ہے کہ اب چھوٹے چھوٹے علاقے بھی کافی بڑے ہو گئے ہیں وہاں پر بھی اب House Rent بہت زیادہ ہو گیا ہے تو کیا اس کی 30 فیصد کی ہی شرح رکھی جائے گی یا وہاں کی مہنگائی کے حساب سے اس کو بڑھانے کی کوئی تجویز زیر غور ہے؟

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری!

پارلیمانی سیکرٹری برائے خزانہ (ڈاکٹر محمد اختر ملک): جناب سپیکر! ان کا جواب تو ہم نے تفصیل سے دے دیا ہے محترمہ کو discrimination کا اندیشہ ہے- چونکہ بڑے شہروں میں مکانات کے کرائے زیادہ ہوتے ہیں اور چھوٹے شہروں میں مکانات کم کرائے پر مل جاتے ہیں- میں دوسری بات یہ کہوں

گا کہ جب devolution plan آیا تھا تو اس میں انہوں نے شہروں اور دیہاتوں کا فرق ختم کر دیا تھا وہ شاید انہی کی گورنمنٹ میں آیا تھا لیکن اس کے باوجود بھی میں کہوں گا کہ یہ معاملہ چونکہ فیڈرل گورنمنٹ کی پالیسی کے تحت آتا ہے ان کی پالیسی کے تحت دیہاتوں اور شہروں کے ہاؤس رینٹ کا فرق ہے وہ ان کا genuine بنتا ہے۔ دوسری بات میں یہاں یہ add کرنا چاہتا ہوں کہ یہ معاملہ کورٹ میں بھی pending ہے اس پر کوئی رٹ بھی ہوئی ہے۔

جناب سپیکر: آپ کو اس کا پتا ہونا چاہئے کہ اس پر رٹ pending ہے یا نہیں ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے خزانہ (ڈاکٹر محمد اختر ملک): جناب سپیکر! کورٹ میں رٹ pending ہے۔

جناب سپیکر: پھر آپ بات ایسے کریں کہ کورٹ میں رٹ pending ہے جب فیصلہ ہو جائے گا پھر کریں گے۔

میجر (ر) عبدالرحمٰن رانا: جناب سپیکر! میرا ایک supplementary question ہے۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

میجر (ر) عبدالرحمٰن رانا: جناب سپیکر! اس سوال کے جواب میں کہا گیا ہے کہ یہ ایک حقیقت ہے کہ بڑے شہروں میں مکان کا کرایہ دوسرے علاقوں کی نسبت بہت زیادہ ہے میں یہ پوچھنا چاہوں گا کہ وہ کون سا طریق کار ہے جس کے ذریعے یہ ascertain کیا جاتا ہے کہ شہروں کے اندر کرایہ چھوٹے شہروں سے زیادہ ہے، وہ طریقہ بتا دیا جائے؟ اگر وہ طریقہ اپنایا گیا ہے تو وہ پچھلی بار کب اپنایا گیا تھا کب survey ہوا؟ کیونکہ میری اطلاع کے مطابق اور یہ اطلاع نہیں بلکہ حقیقت ہے، میں ایک گاؤں میں رہتا ہوں اور اس کے اندر شہر سے زیادہ کرایہ ہے اس لئے میں اس statement کو چیلنج کرتا ہوں کہ یہ حقیقت پر مبنی نہیں ہے۔ اگر ان کے پاس کوئی طریق کار ہے تو مجھے بتا دیا جائے کہ وہ کون سا طریق کار ہے؟

جناب سپیکر: کیا آپ چیلنج قبول کرتے ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے خزانہ (ڈاکٹر محمد اختر ملک): جی میں چیلنج قبول کرتا ہوں۔ ان کو اندازہ ہونا چاہئے کہ جس شہر یا علاقے میں سہولتیں زیادہ ہوتی ہیں وہاں کرائے ویسے بھی زیادہ ہوتے ہیں۔ مثال کے طور پر جس علاقے میں سوئی گیس ہوگی اس علاقے کا کرایہ بھی زیادہ ہوگا اور دیہاتوں میں عموماً اس

طرح کی facilities نہیں ہوتیں اس لئے وہاں کرایہ کم ہوتا ہے۔ genuinely شہروں اور دیہاتوں کے کرائے میں فرق ہوتا ہے۔ اگر یہ مزید تسلی کروانا چاہتے ہیں تو کسی پراپرٹی ڈیلر سے بھی ان کی تسلی کروا دیتے ہیں۔

میجر (ر) عبدالرحمٰن رانا: جناب سپیکر! میں اس ضمن میں ایک statement دینا چاہوں گا میں گاؤں 266 ر،ب جہاں پر 15x40 کا ایک کمرے کا کرایہ چھ ہزار سے زیادہ ہے۔ اگر یہ ثابت کر دیں کہ فیصل آباد میں اتنے area کا کرایہ اس سے زیادہ ہے تو مجھے جو سزا یہ دیں گے میں قبول کروں گا۔ اصل میں ہو کیا رہا ہے؟ یہ چھوٹے بڑے گاؤں کی بات نہیں ہے، انہوں نے جو بات کی ہے وہ خود ہی تسلیم کر لی ہے کہ جہاں پر سہولتیں زیادہ ہوں گی، چھوٹے شہروں میں بھی سہولتیں زیادہ ہو سکتی ہیں وہاں پر بھی کرایہ زیادہ ہو سکتا ہے۔ اب یہ ہوتا ہے کہ بڑے شہروں میں جو لوگ رہتے ہیں تو وہ اسی چیز سے بچنے کے لئے چھوٹے شہروں اور گاؤں میں آ کر مکان کرائے پر لیتے ہیں اس لئے وہاں کے کرائے بھی بڑھ گئے ہیں لہذا اس پالیسی کو revise کرنے کی ضرورت ہے، یہ ضروری نہیں ہے کہ ہم اس قدیم پالیسی کو ہی اپنائے رکھیں۔ دوسری چیز جو پارلیمانی سیکرٹری صاحب نے کہا کہ یہ پالیسی فیڈرل گورنمنٹ کی ہے اور پنجاب گورنمنٹ نے اس کو اپنایا ہے، اس کے اوپر mandatory نہیں ہے تو ہم کیوں اپنے حالات کے مطابق اپنی پالیسی نہیں بنا سکتے ہیں؟

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری!

پارلیمانی سیکرٹری برائے خزانہ (ڈاکٹر محمد اختر ملک): جناب سپیکر! میں معزز ممبر سے گزارش کروں گا کہ ان کو بھی پتا ہو گا کہ بڑے شہروں میں پراپرٹی کی قیمتیں بھی زیادہ ہوتی ہیں اور ان کے کرائے بھی سہولتوں کے حساب سے ہوتے ہیں جبکہ چھوٹے شہروں میں پراپرٹی کی قیمتیں اتنی نہیں ہیں جتنی بڑے شہروں میں ہوتی ہیں۔ دوسری بات جو ممبر صاحب نے فرمائی کہ ہم فیڈرل گورنمنٹ کی پالیسی اپناتے ہیں اپنی کیوں نہیں بناتے تو یہ اپنی suggestions دے دیں ہم اس پر غور کریں گے۔

جناب سپیکر: اگلا سوال محترمہ نگہت ناصر شیخ کا ہے۔ محترمہ! اپنا سوال نمبر بولیں۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر! میرا سوال نمبر 4028 ہے۔

جناب سپیکر: کیا اس کو پڑھا ہوا تصور کیا جائے؟

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر! اس کا جواب موصول نہیں ہوا۔

جناب سپیکر: اس کا جواب کیوں موصول نہیں ہوا، یہ کن کا محکمہ ہے؟

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر! یہ اتنا اہم ڈیپارٹمنٹ ہے، آپ کو پتا ہے کہ Information Technology کی کیا اہمیت ہے۔

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری یا منسٹر صاحب جو بھی جواب دینا چاہیں بتائیں کہ یہ اتنے عرصے سے اب تک جواب کیوں نہیں پہنچ پایا، آپ اس پر کیا ایکشن کریں گے، کہاں ہیں پارلیمانی سیکرٹری؟

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! وہ بھی نہیں ہیں۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! آج کے دور میں IT Department اتنا اہم ہے کہ اس کا نہ وزیر ہے، نہ پارلیمانی سیکرٹری ہے اور جواب ندارد ہے اس پر لکھا ہوا ہے کہ اس کا جواب بھی وصول نہیں ہوا۔ اگر محکمہ نے جواب بھی نہیں دینا تھا تو اس کو اس سوالات کی فہرست میں شامل ہی کیوں کیا؟ وزیر بھی نہیں، پارلیمانی سیکرٹری بھی نہیں اور اس کا جواب بھی نہیں ہے۔

جناب سپیکر! ان سے پوچھیے کہ اس کو پھر شامل ہی کیوں کیا گیا اور اس پر آپ action لیں، جواب بھی نہیں، وزیر بھی نہیں، پارلیمانی سیکرٹری بھی نہیں ہے اور کچھ بھی نہیں اور آج کے جدید دور میں Information Technology کی اہمیت کو کوئی بھی رد نہیں کر سکتا۔

جناب سپیکر: Senior Minister صاحب ہیں؟ میرے خیال میں اس سوال کا جواب نہیں آیا، اس کے پارلیمانی سیکرٹری کون ہیں؟

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! میں نے بتایا تو ہے کہ ان کی خالہ فوت ہو گئی ہیں۔

جناب سپیکر: کن کی خالہ فوت ہو گئی ہے؟

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! نرگس فیض ملک پارلیمانی سیکرٹری ہیں ان کی خالہ فوت ہو گئی ہیں۔

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ ساجدہ میر صاحبہ!

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! آج کا اخبار اٹھا کر دیکھیں کہ پرسوں آپ سے میں نے request کی تھی کہ نرگس فیض ملک کی خالہ کی death ہوئی ہے اس کے لئے فاتحہ خوانی کی جائے۔ آج سارے ہنس

رہے ہیں اور کل یہاں پر پلاٹ مانگ رہے تھے۔ پانچ سو بندہ باہر ہماری سکیورٹی کر رہا ہے تو یہاں یہ اندر آکر پلاٹ مانگتے ہیں۔ ڈاکٹر طاہر جاوید صاحب کہتے ہیں کہ کون ذمہ دار ہیں؟ ہم خود ذمہ دار ہیں۔

جناب سپیکر: یہ پلاٹوں کی بات میں سنوں گا اور نہ ہی سننا چاہتا ہوں۔ جی۔

وزیر کھیل/امور نوجوانان/ثقافت (جناب تنویر الاسلام): جناب سپیکر! پارلیمانی سیکرٹری صاحبہ نہیں ہیں ان کی خالہ فوت ہو گئی ہیں۔ میں اس بات کا جواب دے دیتا ہوں۔

جناب سپیکر: آپ اس کا جواب دے سکتے ہیں؟ جب اس کا جواب ہی نہیں آیا تو کیا جواب دیں گے؟

وزیر کھیل/امور نوجوانان/ثقافت (جناب تنویر الاسلام): جناب سپیکر! ٹھیک ہے۔

جناب سپیکر: سیکرٹری صاحب! اس کی انکوائری کر کے مجھے بتایا جائے کہ اتنے عرصے سے اس کا جواب کیوں نہیں آیا اور اس کا ذمہ دار کون ہے؟ اس کو ابھی pending کیا جاتا ہے۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! تنویر الاسلام صاحب نے کہا ہے کہ میں اس کا جواب دیتا ہوں تو سوال پوچھیں تو ہو سکتا ہے کہ ان کو جواب آگیا ہو اور اگر انہوں نے غلط commitment کی ہے تو یہ۔۔۔

جناب سپیکر: انہوں نے کوئی غلط بات نہیں کی۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! وہ اٹھ کر کہہ رہے ہیں کہ میں اس کا جواب دوں گا۔ اگر انہیں جواب موصول ہو چکا ہے تو وہ بتائیں؟

جناب سپیکر: وہ جواب دینا چاہتے تھے، میں نے انہیں allow نہیں کیا اور اس بات کو چھوڑیں۔ جی، محمد یار ہراج صاحب! آپ سوال نمبر بولیں۔

جناب محمد یار ہراج: جناب سپیکر! سوال نمبر 1156 ہے۔

غریب آدمی کو سستا انصاف فراہم کرنے کا مسئلہ

*1156: جناب محمد یار ہراج: کیا وزیر منصوبہ بندی و ترقیات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا غریب آدمی کو سستا انصاف اور انصاف تک رسائی (Access to Justice) کے لئے حکومت کوئی پروگرام launch کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر ہاں تو ہر ضلع میں اس مقصد کے لئے کتنے فنڈز مختص کرنے کا ارادہ ہے اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

(ب) کیا حکومت مذکورہ پراجیکٹ کو پایہ تکمیل تک پہنچانے کے لئے Technocrats اور ارکان اسمبلی پر مشتمل ایک کمیٹی تشکیل دینے کا ارادہ رکھتی ہے جو اپنی سفارشات مرتب کر کے ایک مخصوص مدت میں اسمبلی میں رپورٹ پیش کرے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے منصوبہ بندی و ترقیات (جناب شہزاد سعید چیمہ):

(الف) غریب آدمی کو سستا انصاف اور انصاف تک رسائی کے لئے حکومت پنجاب صوبائی سطح پر انصاف تک رسائی کا ایک پروگرام جاری کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، جس کے لئے ایشیائی ترقیاتی بنک (Asian Development Bank) کے ساتھ مالی و تکنیکی امداد کے لئے مذاکرات جاری ہیں۔ اس مرحلہ پر ضلعی سطح پر مذکورہ پروگرام کی تفصیلات اور مالی حجم کا تعین ممکن نہیں۔

(ب) جی ہاں! حکومت مذکورہ پروگرام پر عملدرآمد کے لئے تکنیکی ماہرین اور منتخب کمیٹی تشکیل دینے کا ارادہ رکھتی ہے جس کو حتمی شکل پروگرام کی منظوری کے بعد دی جائے گی۔

جناب محمد یار ہراج: جناب سپیکر! میں گزارش کروں گا کہ سوال کا جواب تو میں نے پڑھ لیا ہے اور میرا ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: ضمنی سوال ہے۔ جی۔

جناب محمد یار ہراج: جناب سپیکر! جز (الف) میں جو جواب لکھا گیا ہے اس میں میرے ایک دو ضمنی سوال ہوں گے۔ میں پہلے specifically یہ پوچھنا چاہوں گا کہ یہ لکھا ہوا ہے کہ Asian Development Bank سے مذاکرات جاری ہیں، اس کی تاریخ وصولی 23-اکتوبر 2008 ہے اور اس بات کو تقریباً ایک سال گزر گیا ہے تو جہاں تک مجھے معلوم ہے۔ میں یہ وضاحت چاہوں گا کہ اس کا ایک تو مجھے update بتایا جائے کہ یہ Asian Development Bank کی aid آنے کا کیا status ہے؟ میں نے جو اخباروں میں پڑھا تھا کہ یہ aid نہیں آ رہی اور انہوں نے ایک سو پچاس ملین ڈالر کی جو دوسری aid دی ہے وہ budgeting اور مختلف چیزوں کے لئے دی ہے اس کے لئے نہیں دی تو میں نے وزیر صاحب سے یہ پوچھنا تھا کہ ان کی aid کا status کیا ہے؟ اگر aid نہیں آتی تو کیا اس کا مطلب ہے کہ غریب آدمی کو سستے انصاف تک رسائی کے لئے جو بھی پروگرام ہے وہ حکومت کرے گی یا نہیں کرے گی؟ کیا یہ سارے پروگراموں کا انحصار اس aid پر ہے اور اگر ہے تو اس aid کا status کیا ہے؟

جناب سپیکر: جی۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے منصوبہ بندی و ترقیات (جناب شہزاد سعید چیمہ): جناب سپیکر! Asian Development Bank کے ساتھ مالی و تکنیکی امداد کے لئے مذاکرات جاری ہیں۔ یہ تقریباً پنجاب لوکل جسٹس پروگرام کے تحت 400 ملین ڈالر کی ADB کے ساتھ ہماری negotiations چل رہی ہیں اور اس کا latest status یہ ہے کہ 9 ملین کی allocation ہیں وہ ڈیزائن کے لئے ہمیں release ہو چکا ہے اور P&D کا کام صرف فنڈز مہیا کرانے کا انتظام کرنا ہے اور جو proposals ہیں وہ line department سے لینی ہیں اب جس طرح سے پنجاب لوکل جسٹس پروگرام ہے اس line department میں Home، Police، Law اور Board of Revenue بھی ہیں۔

جناب سپیکر: آپ جواب سننے میں serious نہیں ہیں، بڑے افسوس کی بات ہے۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! میں معذرت چاہتی ہوں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے منصوبہ بندی و ترقیات (جناب شہزاد سعید چیمہ): جناب سپیکر! اس میں باقی تمام line department کو لکھ دیا گیا ہے کہ آپ اپنی proposals ہمارے تک پہنچائیں اور جو ہمارا مقصد تھا یا P&D کی ڈیوٹی ہے فنڈز releasing and allocations کے لئے ہم نے ADB کے ساتھ کافی حد تک مذاکرات مکمل کر لئے ہیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! ضمنی سوال۔۔۔

جناب سپیکر: No supplementary اس پر جنہوں نے محنت کی ہے ان کا حق ہے۔ please آپ تشریف رکھیں۔

جناب محمد یار ہراج: جناب سپیکر! اس میں مجھے مزید explanation چاہئے اس میں چونکہ مجھے اس بات کی clarification نہیں ہو پا رہی کہ انہوں نے کہا کہ اس قسم کے پروگراموں کے لئے 400 ملین ڈالر ہیں اور مجھے بجٹ میں کوئی ایسی amount نظر نہیں آ رہی تو میں صرف یہ پوچھنا چاہ رہا ہوں کہ اس بات کو تو سال ہو گیا ہے جس کا انہوں نے یہ لکھا ہوا ہے کہ تو مجھے یہ 400 ملین ڈالر کی سمجھ نہیں آ رہی اور مجھے تو صرف 150 ملین ڈالر کا پتا چلا ہے جس کو ADB دینا چاہ رہا ہے اور actually دے دیا ہے، اس current budget میں بھی اور پچھلے بجٹ میں بھی یہ جو سوال کے جواب ہیں ان میں social sector spending میں، میں نے breakdown دیکھے ہیں تو مجھے کہیں اس کے پیسے نظر نہیں

آئے تو میں نے ان سے پوچھنا تھا کہ جہاں تک میری معلومات ہیں۔اگر ADB نے اس کے لئے پیسے نہیں دیئے تو پتا نہیں کب دے گا تو کیا اس کا مطلب یہ ہے کہ پچھلے پورے سال سے اور آئندہ جو بھی ایک foreseeable future ہے جو کہ جون تک کے بجٹ کے numbers میرے پاس موجود ہیں چونکہ اس کی allocations نظر نہیں آ رہیں تو کیا اس کا مطلب یہ ہے کہ غریب آدمی کو سستا انصاف مہیا کرنے کا کوئی پروگرام موجود نہیں؟

جناب سپیکر: جی۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے منصوبہ بندی وترقیات (جناب شہزاد سعید چیمہ): جناب سپیکر! میں نے کوشش کی تھی کہ ان تک میرا مقصد اور میری بات convey ہو جائے لیکن شاید جو اس میں گفتگو تھی وہ شور کی وجہ سے توجہ سے سنی نہیں گئی۔ میں نے یہ گزارش کی تھی کہ جب تک ہم انہیں formal request نہیں کریں گے کہ ہم نے انتظام کر لیا ہے اور ہم نے negotiations کر لی ہیں۔ان کے Regional Director رمیش صاحب ہیں ان کے ساتھ پچھلے مہینے بھی میٹنگ ہوئی ہے، یہ سارا کچھ ہو چکا ہے۔

It will be culminated when the formal request will be extended by Government of the Punjab to the Asian Development Bank.

جناب سپیکر: جی۔

جناب محمد یار ہراج: جناب سپیکر! میرے ضمنی سوال کا دوسرا جز جو تھا وہ یہ تھا کہ اس جواب کو لکھے ہوئے اور میرے سوال کو submit کرائے ہوئے تقریباً ڈیڑھ سال ہو گیا ہے اور اس ڈیڑھ سال میں چونکہ ابھی تک aid نہیں آئی اور بجٹ میں بھی اس کی allocations نہیں ہیں تو کیا حکومت پنجاب خود اس بارے میں کچھ کرنا چاہتی ہے یا نہیں؟ یہ میرا سوال تھا کہ ڈیڑھ سال تک تو کچھ نہیں ہو پایا اور justice کسی کو نہیں مل سکا تو آئندہ بھی بجٹ میں نظر نہیں آ رہا تو اگر ADB سے گرانٹ نہیں آتی اور اسی طرح ڈیڑھ سال سے جو Access to Justice Programme نہیں چل رہا تو کیا یہ اسی طرح رکا رہے گا؟

جناب سپیکر: جی۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے منصوبہ بندی وترقیات (جناب شہزاد سعید چیمہ): جناب سپیکر! میں اس میں تھوڑی سی further information add کرنا چاہوں گا کہ Access to Justice Programme کے تحت 350 ملین ڈالرز وفاقی حکومت کو ملے تھے اس میں سے 6132.456 million rupees according to division of the NFC پنجاب تک پہنچے تھے۔ جون 2009 تک 5556.376 rupees مرکزی حکومت سے موصول ہوئے جن میں سے 4643.980 جیل، پولیس اور عدلیہ کی مختلف سکیموں پر خرچ ہو چکے ہیں۔ ایسا نہیں ہے کہ یہ process چل نہیں رہا، یہ process چل رہا ہے اور احسن طریقہ سے چل رہا ہے، یہ جو دوبارہ ہم نے ان سے 400 ملین ڈالرز کی formal request کرنی ہے وہ اس کے علاوہ ہے۔

جناب سپیکر: جی، next question

جناب محمد یاسین سوہل: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: میں next question بول چکا ہوں۔ اب آپ تشریف رکھیں۔

جناب محمد یاسین سوہل: جناب سپیکر! بہت ضروری سوال ہے۔

جناب سپیکر: سوہل صاحب! میں معذرت خواہ ہوں۔ مجھے question چلانے دیں۔ ایسے کریں کہ اب جو next question آئے گا اس پر سوال کر لیں اگر آپ اس وقت اٹھتے تو بہتر ہوتا۔ جی محترمہ انجم صفدر صاحبہ! سوال نمبر بولئے گا۔

محترمہ انجم صفدر: سوال نمبر 2622۔

جناب سپیکر: اس کو پڑھا ہوا تصور کیا جائے؟

محترمہ انجم صفدر: جی، پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

محکمہ تعلقات عامہ ڈویژنل آفس فیصل آباد میں خالی اسامیوں کو پُر کرنے کا مسئلہ

*2622: محترمہ انجم صفدر: کیا وزیر اطلاعات از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ محکمہ تعلقات عامہ کے فیصل آباد ڈویژنل آفس میں اردو سٹینو گرافر کی پوسٹ 19-2-2003 سے، ڈپٹی ڈائریکٹر کی پوسٹ 31-1-2008 سے اور ڈی آر اے

(ڈارک روم اٹنڈنٹ) کی پوسٹ بھی2009۔11۔22 سے خالی ہیں جس سے دفتر کی کارکردگی بری طرح متاثر ہو رہی ہے؟

(ب) اگر جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ پوسٹوں کو fill کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر ہاں تو کب تک، نہیں تو کیوں؟

وزیر اطلاعات (سردار دوست محمد خان کھوسہ)

(الف) محکمہ تعلقات عامہ پنجاب کے ڈویژنل آفس فیصل آباد میں سٹینو گرافر (اردو) اور ڈارک روم اٹنڈنٹ کی خالی اسامیوں کو پُر کرنے کے لئے اخبار میں اشتہار دیا جا چکا ہے اور بھرتیوں کا عمل جاری ہے۔ڈپٹی ڈائریکٹر کی خالی اسامی پُر کرنے کے لئے جلد ہی موزوں آفیسر کی تعیناتی کر دی جائے گی۔

(ب) محکمہ ہذا میں مذکورہ اسامیوں کی تعیناتی کے لئے بھرتی کا عمل جاری ہے۔

محترمہ انجم صفدر: جناب سپیکر! میں اس پر ضمنی سوال کرنا چاہتی ہوں کہ فیصل آباد Information Office میں ڈائریکٹر کی سیٹ 99-09-30 سے خالی ہے اس کی کیا وجوہات ہیں؟ فیصل آباد کے علاوہ ملتان اور راولپنڈی میں بھی ڈائریکٹر کی سیٹ خالی ہے کہ اس کی کیا وجہ ہے کہ یہ سیٹ ابھی تک کیوں خالی ہے؟

وزیر مقامی حکومت و کمیونٹی ڈویلپمنٹ / اطلاعات (سردار دوست محمد خان کھوسہ): جناب سپیکر! یہاں پر ڈائریکٹر کے حوالے سے سوال نہیں کیا گیا بلکہ ڈپٹی ڈائریکٹر کے حوالے سے سوال کیا گیا تھا۔انہیں جو further information چاہیئے وہ فراہم کر دی جائے گی۔یہ fresh question ہے۔

جناب سپیکر: وہ کہہ رہے ہیں کہ آپ نے جو سوال کیا تھا اس کا ہم نے جواب دے دیا ہے۔

محترمہ انجم صفدر: چلیں! ٹھیک ہے۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: رانا صاحب! آپ تشریف رکھیں۔انہیں بھی سوال کر لینے دیں۔ جی، محترمہ! آپ فرمائیں۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر! جز (الف) میں جواب دیا گیا ہے کہ ڈپٹی ڈائریکٹر کی خالی آسامی پُر کرنے کے لئے جلد ہی موزوں آفیسر کی تعیناتی کر دی جائے گی اور یہ جواب 16 جولائی کو موصول ہوا ہے تو میرا سوال یہ ہے کہ کیا ڈپٹی ڈائریکٹر کی سیٹ کو اب تک پُر کر دیا گیا ہے ؟

وزیر مقامی حکومت و کمیونٹی ڈویلپمنٹ / اطلاعات (سردار دوست محمد خان کھوسہ): جناب سپیکر! ڈپٹی ڈائریکٹر کی سیٹ filled ہے وہاں پر فیصل آباد میں عابد کمالوی نام کے آفیسر کام کر رہے ہیں۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمن رانا: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، رانا صاحب!

سید حسن مرتضیٰ: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: نہیں، انہوں نے آپ سے پہلے پوائنٹ آف آرڈر لیا ہے۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ آج آپ مجھے سپلیمنٹری سوال نہیں کرنے دے رہے، نہ ہی پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنے دے رہے ہیں۔ میں نے ایسی کون سی غلطی کر لی ہے؟

جناب سپیکر: آپ نے کون سا ہٹنا ہے، آپ نے تو پھر بھی رکنا نہیں ہے۔ جی، رانا صاحب!

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! ٹھیک ہے وہ سوال کر لیں، کوئی ایسی بات نہیں ہے۔

جناب سپیکر: آپ پھر بیٹھ گئے ہیں؟ چلیں! جی، اگر ناراض ہو کر بیٹھے ہیں تو اُٹھ جائیں، پھر آپ سوال ضرور کر لیں۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! آپ custodian ہیں۔ میری یہ مجال نہیں کہ میں آپ سے بحث کروں۔

جناب سپیکر: میں کہتا ہوں کہ ضمنی سوال کیجئے گا۔ اتنی دیر میں تو آپ نے کر بھی لینا تھا۔ میں نے floor آپ کو دے دیا ہے۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! میں floor لے رہا ہوں اور لینے بھی تو دیں ناں۔ میرا آپ سے یہ ضمنی سوال ہے کہ آج آپ کو کوئی جلدی لگی ہوئی ہے کہ یہ سوالات ختم ہو جائیں۔ آپ ممبران کو سوال کر لینے دیں، ویسے بھی آج اجلاس ختم ہونے والا ہے۔

جناب سپیکر: جن کے سوال آئے ہیں وہ سب یہ چاہتے ہیں کہ میرا سوال آ جائے۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! آپ کو دو سال میں یہ خیال پہلی دفعہ آیا ہے۔(قہقہہ)

جناب سپیکر: جی، مجھے ہر روز یہ خیال آتا ہے لیکن آپ کو کبھی نہیں آتا۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! میرا وزیر موصوف سے ضمنی سوال ہے کہ یہ جواب 16۔ جولائی کو موصول ہوا ہے، 16۔ جولائی سے لے کر اب تک کیا یہ آسامی پُر ہو گئی ہے یا اب بھی وہاں پر کوئی فرضی آدمی کام کر رہا ہے؟

جناب سپیکر: فرضی کا کیا مطلب ہے؟

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! فرضی سے مراد additional charge ہے۔

وزیر مقامی حکومت و کمیونٹی ڈویلپمنٹ / اطلاعات (سردار دوست محمد خان کھوسہ): جناب سپیکر! فرضی کا مطلب تو fictitious ہوتا ہے۔ اس پوسٹ کو fill کرنے کے لئے ایک آفیسر کو additional charge دے دیا گیا ہے۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! اس پر ڈپٹی ڈائریکٹر نہیں لگایا جا رہا۔ کیا محکمے میں آفیسرز کی کمی ہے یا کوئی خاص وجہ ہے؟

وزیر مقامی حکومت و کمیونٹی ڈویلپمنٹ / اطلاعات (سردار دوست محمد خان کھوسہ): جی، ہاں! آفیسرز کی کمی ضرور ہے۔

جناب سپیکر: جی، کمی ہے۔ next question محترمہ طلعت یعقوب صاحبہ! سوال نمبر بولئے گا۔

MS. TALLAT YAQOOB: Question No.1309. Answer to be taken as read.

اضافی تعلیم پر اضافی ترقی دینے کا مسئلہ

*1309: محترمہ طلعت یعقوب: کیا وزیر خزانہ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ حکومت پنجاب کے ملازمین کو اضافی تعلیم پر اضافی ترقی دی جاتی تھی اگر ہاں تو کیا اب بھی دی جارہی ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ بعض ملازمین کچھ ایسے سبجیکٹ میں اضافی تعلیم حاصل کر کے اپنی تنخواہ میں اضافہ کر لیتے ہیں جن کا ان کی سروس سے کوئی تعلق نہیں ہوتا اور نہ ہی گورنمنٹ کو کوئی فائدہ ہو سکتا ہے؟

(ج) اگر جز بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت صرف ان ملازمین کو تنخواہ میں اضافہ دینے پر تیار ہے جو کہ گورنمنٹ کے کام میں درکار ہو اور دیگر سبجیکٹ میں اضافی ترقی نہ دی جائے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے خزانہ (ڈاکٹر محمد اختر ملک):

(الف) یہ درست ہے کہ حکومت پنجاب کے ملازمین کو اضافی تعلیم پر اضافی ترقی دی جاتی تھی مگر 2001 میں یہ سہولت ختم کر دی گئی ہے۔ تتمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا ہے۔

(ب) جب بھی اس طرح کی بے ضابطگی نوٹس میں آئی تو متعلقہ ملازم کی تنخواہ میں سے اضافی ترقی روک دی گئی اور ریکوری بھی کی گئی۔

(ج) 2001 میں یہ سہولت ختم کر دی گئی ہے۔ تتمہ (الف) ایوان کی میز پر ملاحظہ فرمائیں لہذا اب ملازمین کو اضافی ترقیاں دینے کا جواز نہیں بنتا تاوقتیکہ وفاقی حکومت اس سہولت کو بحال کرے۔

MS. TALAT YAQOOB: No.Supplementary Question. Thank you.

جناب سپیکر: جی، next question میاں طارق محمود صاحب! سوال نمبر بولئے گا۔

میاں طارق محمود: جناب سپیکر! سوال نمبر 2589 ہے۔

جناب سپیکر: جی، اس کو پڑھا ہوا تصور کیا جائے؟

میاں طارق محمود: جناب سپیکر! اس کو پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

پی پی۔113 اور 115 گجرات میں کمیونٹی اپ لفٹ پروگرام کی تفصیلات

*2589: میاں طارق محمود: کیا وزیر منصوبہ بندی و ترقیات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) پی پی۔113 اور 115 گجرات میں سال 08-2007 کے دوران کمیونٹی اپ لفٹ پروگرام کے تحت کون کون سے منصوبے شروع کئے گئے تھے ان کے نام اور تخمینہ لاگت بتائیں؟

(ب) کتنے منصوبے مکمل ہو چکے ہیں اور کتنے زیر تکمیل ہیں؟

(ج) کتنے منصوبوں پر کام فنڈز فراہم نہ کرنے کی بناء پر بند پڑا ہے؟

(د) جن منصوبوں پر کام فنڈز نہ ہونے کی بناء پر بند ہے کیا حکومت ان کو مکمل کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے منصوبہ بندی و ترقیات (جناب شہزاد سعید چیمہ):

(الف) پی پی-113 اور پی پی 115 گجرات سال 08-2007 کے دوران کمیونٹی اپ لفٹ پروگرام کے تحت 27 منصوبہ جات شروع کئے گئے۔ یہ منصوبے تعمیر گلیاں و نالیاں اور نالہ جات پر مشتمل ہیں ان کا کل تخمینہ لاگت 87.000 ملین روپے ہے۔

(ب) تمام منصوبہ جات زیر تکمیل ہیں۔

(ج) سب منصوبہ جات پر فنڈز کی عدم ادائیگی کی بنا پر کام بند تھا۔

(د) حکومت پنجاب نے لیٹر نمبر FD (W&M)1-31/2008-2009/278 مورخہ 16-02-2009 کو ان منصوبہ جات کی تکمیل کے لئے فنڈز ضلعی حکومت کو مہیا کر دیئے ہیں اور اب ان منصوبہ جات پر کام جلد شروع ہو جائے گا۔

جناب سپیکر: جی، آپ اس پر کوئی سپلیمنٹری سوال کرنا چاہتے ہیں؟

میاں طارق محمود: جناب سپیکر! میرا سپلیمنٹری سوال یہ ہے کہ میں نے جز (الف) میں کہا ہے کہ "پی پی-113 اور 115 گجرات میں سال 08-2007 کے دوران کمیونٹی اپ لفٹ پروگرام کے تحت کون کون سے منصوبے شروع کئے گئے تھے، ان کے نام اور تخمینہ لاگت بتائیں؟" اس کے جواب میں لکھا گیا ہے کہ "پی پی-113 اور 115 گجرات میں سال 08-2007 کے درمیان کمیونٹی اپ لفٹ پروگرام کے تحت 27 منصوبہ جات شروع کئے گئے تھے، یہ منصوبے تعمیر گلیاں و نالیاں اور نالہ جات پر مشتمل ہیں ان کا کل تخمینہ لاگت 87.000 ملین روپے ہے۔" میں نے ان کے نام پوچھے ہیں، ان کے نام نہیں دیئے گئے۔ کیا یہ جواب مکمل ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے منصوبہ بندی و ترقیات (جناب شہزاد سعید چیمہ): یہ لسٹ مکمل ہے اور اگر آپ کو چاہئے تو آپ کو ابھی مہیا کی جا سکتی ہے۔

میاں طارق محمود: جناب سپیکر! میں نے ان منصوبہ جات کے نام کہا تھا یہ ان کے نام نہیں ہیں۔ کیا جز(الف) کا جواب مکمل ہے ؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے منصوبہ بندی و ترقیات (جناب شہزاد سعید چیمہ): جی، یہ سارا fresh ہے۔ یہ لسٹ میرے پاس ہے، اگر آپ اجازت دیں تو میں ابھی آپ تک پہنچا دیتا ہوں یا ٹیبل پر رکھ دیتا ہوں۔

میاں طارق محمود: جناب سپیکر! جواب میں نام نہیں لکھے گئے۔

جناب سپیکر: وہ کہہ رہے ہیں کہ میں نے منصوبوں کے نام پوچھے ہیں، ان کے بارے میں آپ نے نہیں بتایا۔ آپ ان کو نام پڑھ کر سُنا دیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے منصوبہ بندی و ترقیات (جناب شہزاد سعید چیمہ): جناب سپیکر! میں شروع کرتا ہوں کہ

Construction of PCC soling streets plus drain nalas in Union Council no.72

حاجی ناصر محمود: پوائنٹ آف آرڈر۔ میری گزارش یہ ہے کہ اگر کسی ساتھی نے اپنا سوال کیا ہے اور اس کے جواب کی کاپی سیکرٹری صاحب نے اپنے پاس رکھی ہوئی ہے تو وہ سوال کرنے والا کیا سمجھے گا؟ میری درخواست یہ ہے کہ انہوں نے جو سوال کیا ہے اس کے جواب کی کاپی ان کو بھی ملنی چاہئے۔

جناب سپیکر: جی، مناسب بات تو یہی ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے منصوبہ بندی و ترقیات (جناب شہزاد سعید چیمہ): جناب سپیکر! ان کی بات مناسب ہے۔ یہ لسٹ میرے ہاتھ میں ہے میں ابھی ان تک پہنچا دیتا ہوں۔ شکریہ

جناب سپیکر: جی، next

میاں طارق محمود: جناب سپیکر! میرے خیال میں یہ جواب نامکمل ہے کیونکہ یہ میرے تک نہیں پہنچا اور اگر میں کسی ایک منصوبے پر ضمنی سوال کرنا چاہتا ہوں تو مجھے معلوم ہونا چاہئے کہ اس منصوبے پر کتنی لاگت آئی ہے، اس میں کتنا پیسا خرچ کیا گیا ہے؟ مجھے تو کوئی مکمل جواب نہیں دیا گیا۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے منصوبہ بندی و ترقیات (جناب شہزاد سعید چیمہ): جناب سپیکر! اگر فاضل رکن مناسب سمجھیں تو کل کا کوئی ٹائم یا سیشن ختم ہونے کے فوراً بعد اکٹھے بیٹھ کر یہ ساری details دیکھ لیتے ہیں یہ جس پر بھی سوال کرنا چاہیں یا pending کرنا چاہیں تو مجھے کوئی اعتراض نہیں۔

جناب سپیکر: نہیں، ایسے مناسب نہیں ہے۔ آپ کو چاہئے تھا کہ آپ ان کو اس کی کاپی مہیا کرتے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے منصوبہ بندی و ترقیات (جناب شہزاد سعید چیمہ): جناب سپیکر: یہ ساری لسٹ موجود ہے، یہ تفصیل سے دیکھ لیں۔

جناب سپیکر: نہیں، یہ لسٹ آپ کے پاس ہے وہ سپلیمنٹری سوال کرنا چاہتے ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے منصوبہ بندی و ترقیات (جناب شہزاد سعید چیمہ): جناب سپیکر! میں اس میں چھوٹی سی وضاحت کرنا چاہتا ہوں۔ میں پہلے ان کے پرانے سوال کا جواب دے دوں کہ ان کو تو پتا ہے کہ کونسا منصوبہ مکمل نہیں ہے یا کس میں فنڈز نہیں آئے؟ وہ مجھے بتا دیں میں ابھی on the floor of the House ان کو تسلی کروا دیتا ہوں کہ اس پر فنڈز جاری ہوئے ہیں یا نہیں۔

میاں طارق محمود: جناب سپیکر! میرا supplementary question ہے۔

جناب سپیکر: جی ان کا next supplementary question سنئے گا۔

میاں طارق محمود: جناب سپیکر! پھر کیا اس کا جز (الف) pending ہو گیا ہے؟

جناب سپیکر: چلیں! اس کو pending کرتے ہیں۔

میاں طارق محمود: جناب سپیکر! جز (د) میں یہ لکھا گیا ہے کہ حکومت پنجاب نے letter No فلاں فلاں کے تحت مورخہ 16-02-09 کو ان منصوبہ جات کی تکمیل کے لئے فنڈز ضلعی حکومت کو مہیا کر دیئے ہیں اور اب ان منصوبہ جات پر کام جلد شروع ہو جائے گا۔ میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ 16-02-09 کو فنڈز فراہم کر دیئے گئے ہیں اور ابھی تک یہ کہہ رہے ہیں کہ ان پر کام شروع کیا جائے گا، اس delay کا ذمہ دار کون ہے اور ان کے خلاف کیا کارروائی کی گئی ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے منصوبہ بندی و ترقیات (جناب شہزاد سعید چیمہ): جناب سپیکر! سوال سالم pending ہو گیا ہے یا صرف وہ جز pending ہوا ہے؟

میاں طارق محمود: جناب سپیکر! پہلے تو وہ جز pending ہوا ہے اب اس جز کے بارے میں ان کا کیا خیال ہے ؟ اگر سارا سوال pending کروانا چاہتے ہیں تو کروالیں لیکن مسئلہ یہ ہے کہ یہ سوال سب کے لئے ضروری ہے۔ آپ سپیکر ہیں آپ سمجھتے ہیں کہ جو فنڈز حکومت پنجاب نے 09-02-16 کو دیئے ہیں ان کے بارے میں جواب دیا گیا ہے کہ منصوبہ جات کی تکمیل کے لئے فنڈز ضلعی حکومت کو مہیا کر دیئے ہیں۔ اب ان منصوبہ جات پر کام جلد شروع ہو جائے گا۔ کیا اس delay کا کوئی ذمہ دار ہے ؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے منصوبہ بندی و ترقیات (جناب شہزاد سعید چیمہ): جناب سپیکر! میں تو پہلا سوال بھی pending نہیں کراونا چاہتا۔

جناب سپیکر: جی ؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے منصوبہ بندی و ترقیات (جناب شہزاد سعید چیمہ): جناب سپیکر! میں تو پہلا جز بھی pending نہیں کروانا چاہتا۔ میں تو چاہتا ہوں کہ اس پر بھی ابھی ان کی تسلی ہو جائے۔ جہاں تک 16۔ جون 2009 تک ضلعی حکومتوں کو فنڈز مہیا کرنے کا تعلق ہے تو وہ ہم نے بالکل کر دیئے ہیں اور نہ صرف فنڈز مہیا کئے ہیں بلکہ کمشنرز کو local سطح پر کام کی execution کے لئے بھی powers delegate کر دی گئی ہیں۔ اس کے بعد P&D نے باقاعدہ دو دفعہ تمام کمشنرز کے ساتھ میٹنگز کی ہیں، ان کو تحریری طور پر directions دی ہیں اور ان سے update لیا گیا ہے۔ یہ لوکل معاملہ ضلع اور کمشنر کی حد تک ہے ہم اس کا مستقل follow up رکھتے ہیں۔ ہم انھیں مزید لیٹر لکھ کر update لے لیتے ہیں۔ یہ سارے ہاؤس کو پتا ہے کہ اس کا ایک time ہے اور پورا process مکمل ہونے کے بعد اس نے مکمل ہونا ہوتا ہے۔ شکریہ

میاں طارق محمود: جناب سپیکر! میرا سوال یہ ہے کہ اس میں جتنی delay ہوئی ہے اس کا بھی کوئی ذمہ دار ہے یا نہیں ؟ میں پھر عرض کر دیتا ہوں کہ اس delay کا کون ذمہ دار ہے اور ان کے خلاف کیا کارروائی کی گئی ہے ؟ مجھے میرے سوال کا جواب دیا جائے اس لمبی چوڑی کہانی کی ضرورت نہیں ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے منصوبہ بندی و ترقیات (جناب شہزاد سعید چیمہ): جناب سپیکر! میں اس کا جواب دے دیتا ہوں۔ یہ سوال 20۔ مارچ 2009 کو کیا گیا تھا۔

جناب سپیکر: یہ سوال صرف انہی کے لئے کیا گیا تھا یا سارے پنجاب کے لئے تھا؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے منصوبہ بندی و ترقیات (جناب شہزاد سعید چیمہ): جناب سپیکر! چونکہ انھوں نے سوال کیا تھا اس لئے ہم نے تو آپ کی وساطت سے انہی کی تسلی کرانی ہے۔

جناب سپیکر: جی، جی۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے منصوبہ بندی و ترقیات (جناب شہزاد سعید چیمہ): آج تک ان کی 79 فیصد سکیمیں مکمل ہو چکی ہیں۔ میرے محترم بھائی ذرا اپنے ضلع سے اس چیز کو re-confirm کر لیں اور اگر پھر بھی مناسب سمجھیں تو ہم دوبارہ ان کی تسلی کرائیں گے۔

جناب سپیکر: چلیں، ان کی تسلی کرائیں۔

محترمہ نسیم لودھی: جناب سپیکر!۔۔۔

راؤ کاشف رحیم خان: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: جی، آپ ضمنی سوال کریں۔

راؤ کاشف رحیم خان: جناب سپیکر! میں بھی ڈنگہ کا رہنے والا ہوں۔ پارلیمانی سیکرٹری صاحب نے فرمایا ہے کہ 75 فیصد منصوبے مکمل ہو چکے ہیں۔ میں ان سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ ڈنگہ سیم والے by pass پر جو نالے کی uplifting ہونی تھی کیا وہ ہو چکی ہے؟

جناب سپیکر: آپ اس سوال سے متعلقہ بات کریں۔ آپ کیا کر رہے ہیں؟ کیا آپ سارے پنجاب کی بات کریں گے؟ اس سوال کا جواب pending ہے۔ اگلا سوال جناب شفیق احمد گجر صاحب کا ہے۔

محترمہ نسیم لودھی: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، بڑی مشکل سے پوائنٹ آف آرڈر پر تشریف لائے ہیں۔ چودھری صاحب پہلے مجھے ادھر سے بات سن لینے دیں۔ (شور وغل)

محترمہ نسیم لودھی: شکریہ

جناب سپیکر: آرڈر پلیز۔ آرڈر پلیز۔ جی، محترمہ!

محترمہ نسیم لودھی: جناب سپیکر! یہ back benches بات نہیں کرنے دے رہے۔ جہاں تک فنڈز کا تعلق ہے؟

جناب سپیکر: کس کا؟

محترمہ نسیم لودھی: ڈویلپمنٹ فنڈز کا۔ جناب سپیکر! آپ نے 09-2008 کے ڈویلپمنٹ فنڈز کی کس طرح ونڈ ڈالی ہے؟

جناب سپیکر: کیا؟

محترمہ نسیم لودھی: ونڈ کیسے ڈالی ہے؟

جناب سپیکر: کس نے؟

محترمہ نسیم لودھی: جس نے بھی فنڈز دینے تھے انھوں نے خواتین کو فنڈز دینے کا کیا criteria رکھا ہے؟ حکومتی بنچز کی خواتین کو بے شک فنڈز دیں یا نہ دیں لیکن اپوزیشن کی خواتین کو فنڈز ضرور دیں۔ میں بھی اپوزیشن کی خواتین میں آتی ہوں۔

آوازیں: آپ اپوزیشن میں ہیں؟

محترمہ نسیم لودھی: نہیں۔ میں اپوزیشن سے نہیں بلکہ اس گروپ سے ہوں۔

محترمہ فوزیہ بہرام: پوائنٹ آف آرڈر۔

محترمہ نسیم لودھی: Excuse me میں پہلے ہی پوائنٹ آف آرڈر پر کھڑی ہوں اور پوائنٹ آف آرڈر پر پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہو سکتا اور آپ تو پہلے بھی ممبر رہ چکی ہیں اس لئے آپ کو rules کا پتا ہے۔

جناب سپیکر: محترمہ! ماشاء اللہ آپ تو پرانی پارلیمنٹیرین ہیں۔ پوائنٹ آف آرڈر پر پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہو سکتا۔ No cross talk. No cross talk اب محترمہ نسیم لودھی صاحبہ کو بات مکمل کرنے دیں۔

محترمہ نسیم لودھی: جناب سپیکر! میں اس گروپ سے ہوں اور وہیں سے کھڑے ہو کر بات کر رہی ہوں کہ اپوزیشن کی کچھ خواتین ممبران کو ڈویلپمنٹ فنڈز ملے ہیں اور کچھ کو نہیں ملے۔ یہ اس طرح کیوں ہوا ہے؟ لہذا وزیر بلدیات اس کا جواب دیں کہ جن کو نہیں ملے ان کا کیا قصور ہے؟

وزیر مقامی حکومت و کمیونٹی ڈویلپمنٹ (سردار دوست محمد خان کھوسہ): جناب سپیکر! میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ۔۔۔

جناب سپیکر: آرڈر پلیز۔

وزیر مقامی حکومت و کمیونٹی ڈویلپمنٹ (سردار دوست محمد خان کھوسہ): جناب سپیکر! اگر لوکل گورنمنٹ ڈیپارٹمنٹ کو فنڈز ملیں گے تو پھر وہ فاضل ممبران کی سکیموں کے against پیسا جاری کرے گا۔ جب ہمیں فنڈز ہی نہیں ملیں گے تو پھر ہم کس اصول کے تحت پیسا جاری کریں گے ؟۔ لہذا بہتر تو یہ ہے کہ آپ فنانس ڈیپارٹمنٹ سے جواب طلب کریں وہی اس پر وضاحت دیں گے۔

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری فنانس! اب بات آپ کے ذمہ آ گئی ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے خزانہ (ڈاکٹر محمد اختر ملک): جناب سپیکر! مجھے کچھ ٹائم دے دیں۔

جناب سپیکر: آپ کو کتنا ٹائم چاہئے ؟ میرے خیال میں یہ مناسب نہیں ہے اب دو ٹوک بات ہونی چاہئے۔ آپ ہر روز ٹائم لیتے ہیں پھر نیا مسئلہ شروع ہو جاتا ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے خزانہ (ڈاکٹر محمد اختر ملک): جناب سپیکر! اگلے اجلاس تک مجھے ٹائم دے دیں۔ ہم ان کو clear کر کے دیتے ہیں۔

جناب سپیکر: اگلے اجلاس تک کے لئے ٹائم دیا جاتا ہے۔ جی، چودھری شفیق گجر صاحب اپنے سوال کا نمبر بولیں۔

جناب محمد ثناء اللہ خان مستی خیل: پوائنٹ آف آرڈر۔ میں کوئی آئینی بات کرنا چاہ رہا ہوں۔

محترمہ فوزیہ بہرام: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: No point of order. Order please جی، محترمہ! آپ تشریف رکھیں۔ مستی خیل صاحب بڑی دیر کے بعد آئے ہیں اور آج پوائنٹ آف آرڈر لے رہے ہیں۔

جناب محمد ثناء اللہ خان مستی خیل: جناب سپیکر! میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ وقفہ سوالات کے دوران پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہو سکتا۔

جناب سپیکر: یہ کوئی بات نہیں ہے۔

جناب محمد ثناء اللہ خان مستی خیل: جناب سپیکر! آپ rules دیکھ لیں۔

محترمہ فوزیہ بہرام: یہ کوئی بات نہیں ہے۔

MR. SPEAKER: Overrule.

محترمہ فوزیہ بہرام: جناب سپیکر! میں یہ بات بتانا چاہتی ہوں کہ میرے سمیت بہت سے حلقوں میں ٹینڈر ہو چکے ہیں۔

جناب سپیکر: آرڈر پلیز۔ آرڈر پلیز۔ Order in the House

محترمہ فوزیہ بہرام: کام ختم ہو چکا ہے لیکن میرے ضلع چکوال میں تو یہ حال ہے کہ ٹینڈر والے لوگ باقاعدہ جلوس نکال کر ڈی سی او کے دفتر تک گئے ہیں۔ جب تین صوبوں میں یہ فنڈز مل رہے ہیں، سینٹ اور قومی اسمبلی میں مل رہے ہیں تو پھر کیا وجہ ہے کہ پنجاب میں خواتین کو فنڈز سے محروم رکھا جا رہا ہے؟ (نعرہ ہائے تحسین)

یہ کوئی طریق کار نہیں ہے۔ میں بہت strongly اس بات کو feel کرتی ہوں کہ پنجاب میں خواتین کی وہ عزت نہیں کی جا رہی ہے جو آئین کے تحت ہمیں due ہے اور وہ طریق کار بھی اختیار نہیں کیا جا رہا۔ یہاں پر ہمارے راجہ صاحب اور رانا ثناء اللہ صاحب نے کہا تھا کہ وہ فنڈز دیں گے اور فنڈز نہ دینا اس کے برابر ہے کہ یہ خواتین کو membership میں proper respect نہیں دینا چاہتے۔ اگر پنجاب اسمبلی membership میں خواتین کو proper respect نہیں دینا چاہتی تو پھر یہ بیان کیا جائے تاکہ ہم پنجاب میں یہ عام کریں ورنہ ہمارے پچھلے سال کے فنڈز جن کے ٹینڈر بھی ہو چکے ہیں وہ release کئے جائیں۔ بہت مہربانی

جناب سپیکر: اس کا جواب کون دے گا؟

سید ناظم حسین شاہ: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی۔

سید ناظم حسین شاہ: جناب سپیکر! اس وقت وقفہ سوالات ہے۔ اس میں پوائنٹ آف آرڈر تو ہو سکتا ہے لیکن جب وقفہ سوالات ہو تو اس میں کسی اور topic پر discussion نہیں ہو سکتی۔ یہ وقفہ سوالات کے بعد نکتہ اعتراض اٹھائیں۔

جناب سپیکر: محترمہ! شاہ صاحب relevant بات کر رہے ہیں، آپ بھی سن لیں۔

سید ناظم حسین شاہ: یہ اس میں ضمنی سوال کریں لیکن وقفہ سوالات میں کوئی غیر متعلقہ بات نہیں ہو سکتی۔

جناب سپیکر: جی، اب وہ بعد میں بات ہو گی۔ جی، شفیق گجر صاحب سوال کا نمبر بولیں۔

چودھری شفیق احمد گجر: سوال نمبر 2703۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ترقی خواتین (محترمہ صغیرہ اسلام): جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: محترمہ! پلیز تشریف رکھیں۔ بڑا قیمتی ٹائم ہے۔ آپ اپنی تقریر بعد میں کریں اور پہلے مجھے یہ نمٹانے دیں۔ آپ کی بڑی مہربانی۔ میں آپ کا بڑا ممنون ہوں گا۔ گجر صاحب! اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے؟

چودھری شفیق احمد گجر: جی، اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

فیصل آباد۔ محکمہ اطلاعات کے دفاتر میں سٹاف کی تعداد و دیگر تفصیلات

*2703: **چودھری شفیق احمد گجر:** کیا وزیر اطلاعات از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) ضلع فیصل آباد میں محکمہ اطلاعات کے دفاتر میں کتنا سٹاف ڈیوٹی سرانجام دے رہا ہے؟

(ب) مذکورہ بالا دفاتر کے قائم کرنے کے مقاصد سے آگاہ فرمائیں؟

(ج) ضلع فیصل آباد کے ان دفاتر میں کتنی منظور شدہ اسامیاں خالی پڑی ہوئی ہیں ان کو کب تک پُر کر دیا جائے گا؟

وزیر اطلاعات (سردار دوست محمد خان کھوسہ):

(الف) محکمہ تعلقات عامہ پنجاب ڈویژنل انفارمیشن آفس فیصل آباد اور اس کے ماتحت دفاتر میں اس وقت مندرجہ ذیل عہدوں پر افسران / ماتحت کام کر رہے ہیں:۔

نمبر شمار	عہدہ	ڈویژنل انفارمیشن آفس فیصل آباد	ڈسٹرکٹ انفارمیشن آفس ٹوبہ ٹیک سنگھ	ڈسٹرکٹ انفارمیشن آفس جھنگ
1	ڈائریکٹر	01	-	-
-2	ڈپٹی ڈائریکٹر	02	-	-
-3	انفارمیشن آفیسر	01	01	01
-4	اسسٹنٹ	01	-	-
-5	سٹینوگرافر	02	-	-
-6	فوٹوگرافر	01	-	-
-7	آرٹیکل رائیٹر	01	-	-

-8	ٹیلکس آپریٹر	01	-	-
-9	آپریٹر	01	-	-
-10	سینئر کلرک	`02	01	01
-11	جونیئر کلرک	02	01	01
-12	ڈارک روم اٹنڈنٹ	01	-	-
13	ڈرائیور	02	01	01
-14	دفتری	01	-	-
-15	ہیلپر	01	-	-
-16	نائب قاصد	03	01	01
-17	کلینر	01	-	-
-18	ڈاک رنر	01	-	-
-19	چوکیدار	01	01	01
–20	سویپر	01	01	01
	کل سٹاف	27	07	07

(ب) مذکورہ بالا دفاتر قائم کرنے کا بنیادی مقصد ڈویژن اور ڈسٹرکٹ سطح پر حکومتی اقدامات کی ذرائع ابلاغ کے ذریعے تشہیر کرنا نیز ڈویژن بھر کی پریس کوریج سے متعلقہ امور کی جانچ پڑتال اور عوامی بھلائی کے حکومتی منصوبوں کی پرنٹ میڈیا اور الیکٹرانک میڈیا کے ذریعے تشہیر کرنا ہے۔اس کے علاوہ اخبارات کے تراشوں کو متعلقہ وزراءاور محکموں کو برائے ضروری کارروائی ارسال کیا جاتا ہے۔

(ج) ضلعی دفتر فیصل آباد اور اس کے ماتحت دفاتر میں درج ذیل اسامیاں خالی پڑی ہیں:۔

نمبر شمار	عہدہ	ڈویژنل انفارمیشن آفس فیصل آباد	ڈسٹرکٹ انفارمیشن آفس ٹوبہ ٹیک سنگھ	ڈسٹرکٹ انفارمیشن آفس جھنگ
-1	سٹینوگرافر	01	-	-
-2	ڈاک روم اٹنڈنٹ	01	-	-
-3	چوکیدار	01	-	-

مذکورہ بالا خالی اسامیوں کو پُر کرنے کے لئے اخبار میں اشتہار پہلے ہی دیا جا چکا ہے اور بھرتیوں کے عمل پر دفتری کارروائی جاری ہے۔عنقریب اہل امیدواران کو بھرتی کے احکامات بھی جاری کر دیئے جائیں گے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

چودھری شفیق احمد گجر: جناب سپیکر! جواب دینے کے لئے وزیر موصوف یا پارلیمانی سیکرٹری صاحب ایوان میں موجود ہیں؟

وزیر مقامی حکومت و کمیونٹی ڈویلپمنٹ (سردار دوست محمد خان کھوسہ): جناب سپیکر! میں موجود ہوں۔

جناب سپیکر: منسٹر صاحب خود موجود ہیں۔

چودھری شفیق احمد گجر: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال ہے کہ جز (ج) کا جواب 3 جولائی کو موصول ہوا۔ تقریباً ساڑھے تین یا چار ماہ گزر چکے ہیں کیا انھوں نے ان خالی اسامیوں پر بھرتیاں کی ہیں؟ اگر نہیں کیں تو یہ خالی اسامیاں پُر کرنے کا کب تک ارادہ رکھتے ہیں؟ (شور و غل)

جناب سپیکر: مجھے بار بار یہ بات دہرانا پڑتی ہے، .Order in the House اگر کسی کو گپ شپ کرنی ہے تو لابی میں چلے جائیں۔ جی، منسٹر صاحب!

وزیر مقامی حکومت و کمیونٹی ڈویلپمنٹ/اطلاعات (سردار دوست محمد خان کھوسہ): جناب سپیکر! میں اس بارے میں وضاحت کرتا چلوں کہ سٹینوگرافرز کے ٹیسٹ ہو چکے ہیں، 29 تاریخ کو ان کے انٹرویوز ہیں، جس کے بعد سٹینوگرافر کی جو ایک اسامی خالی ہے وہ بھی پُر کر دی جائے گی۔ ڈاک روم اٹنڈنٹ کی اسامی 13 تاریخ کو fill ہو چکی ہے۔ اب صرف چوکیدار کی ایک اسامی رہتی ہے وہ بھی جلد fill ہو جائے گی۔

جناب سپیکر: جی، شفیق احمد گجر صاحب! کوئی اور ضمنی سوال؟

جناب شفیق احمد گجر: جی، نہیں۔ شکریہ

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! میں اس پر ضمنی سوال پوچھنا چاہتی ہوں۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

محترمہ سیمل کامران: شکریہ۔ جناب سپیکر! یہاں پر جواب میں بتایا گیا ہے کہ فیصل آباد میں ایک ڈائریکٹر کی post vacant ہے اور یہ اسامی 30-9-1999 سے vacant ہے۔ ایک تو میں honourable Minister صاحب سے یہ پوچھنا چاہتی ہوں کہ یہ کب اس پر recruitment کریں گے؟ دوسرا ڈپٹی ڈائریکٹر اور انفارمیشن آفیسر کے بارے میں according to my information محکمہ نے غلط جواب دیا ہے۔ فیصل آباد میں ڈپٹی ڈائریکٹر کی ایک اسامی vacant ہے

اور دوسری اسامی پر ایک آدمی کام کر رہا ہے جس کا نام عبدالجبار عابد کمالوی ہے۔ اسی طرح سے انفارمیشن آفیسر کے بارے میں انھوں نے بتایا ہے کہ یہاں پر ایک بندہ کام کر رہا ہے جبکہ یہاں پر بھی دو بندے کام کر رہے ہیں، ایک سبحان علی اور دوسرے آصف ڈوگر ہیں۔ پلیز، منسٹر صاحب اس کی clarification فرمادیں۔

وزیر مقامی حکومت و کمیونٹی ڈویلپمنٹ/اطلاعات (سردار دوست محمد خان کھوسہ): جناب سپیکر! میں اس کی وضاحت محترمہ کو اس طرح سے کروں گا کہ جتنے بھی ہمارے Divisional Headquarters ہیں وہاں پر divisional posts ہوتی ہیں ، وہاں پر ضلعی اسامیاں نہیں ہوتیں۔ آپ یہ وضاحت قبول فرمائیں کہ جو Divisional Headquarters ہوتے ہیں وہاں پر divisional tares ہوتے ہیں، وہاں پر district tares نہیں ہوتے۔ ڈائریکٹر ڈویژنل level پر ہوتے ہیں، ڈسٹرکٹ level پر نہیں ہوتے۔ اگر آپ مزید کچھ پوچھنا چاہتی ہیں تو ضرور پوچھیں۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! یہاں جواب میں ڈائریکٹر اور انفارمیشن آفیسر فیصل آباد کے لئے دو اور ایک کی figures دی گئی ہیں جبکہ according to my information، میں repeat کرتی ہوں، شاید میرے بتانے میں کوئی problem ہوئی ہے کہ یہاں پر ایک بندہ کام کر رہا ہے۔ یہ دو کی figure غلط ہے۔ وہاں پر ایک بندہ کام کر رہا ہے اور ایک اسامی vacant ہے۔ جو صاحب یہاں پر کام کر رہے ہیں ان کا نام عبدالجبار عابد کمالوی ہے۔ same اسی طرح سے انفارمیشن آفیسر کا یہاں پر بتایا گیا ہے کہ ایک post ہے جبکہ یہاں پر بھی دو لوگ کام کر رہے ہیں اور ان کے نام سبحان علی اور آصف ڈوگر ہیں۔ kindly مجھے یہ بتایا جائے کہ منسٹر صاحب کی information incorrect ہے یا جو میں نام بتا رہی ہوں وہ information incorrect ہے اگر ان کی information incorrect ہے تو وہ کیوں ہے؟

وزیر مقامی حکومت و کمیونٹی ڈویلپمنٹ/اطلاعات (سردار دوست محمد خان کھوسہ): جناب سپیکر! میں اس حوالے سے مزید تحقیق کر کے محترمہ کی تسلی کروا دوں گا۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! میری یہ درخواست ہے کہ اس سوال کو pending کر دیا جائے۔

وزیر مقامی حکومت و کمیونٹی ڈویلپمنٹ/اطلاعات (سردار دوست محمد خان کھوسہ): جناب سپیکر! اگر آپ اس سوال کو pending کرنا مناسب سمجھتے ہیں تو بے شک کر دیں۔ میں اس کی وضاحت دے دوں گا۔

جناب سپیکر: محترمہ! یہ سوال pending نہیں ہو گا بلکہ آپ کو اس کا جواب مل جائے گا۔ اس کو pending کرنا مناسب نہیں ہے۔

الحاج محمد الیاس چنیوٹی: جناب سپیکر! میرا اس پر ضمنی سوال ہے؟

جناب سپیکر: جی، اس پر اب مزید ضمنی سوال نہیں ہو سکتا۔ حضرت! آپ کی مہربانی، تشریف رکھیں۔

الحاج محمد الیاس چنیوٹی: جناب سپیکر! چنیوٹ نیا ضلع بنا ہے اور وہ بھی فیصل آباد ڈویژن میں شامل ہے۔ میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ کیا یہ تمام کے تمام عہدے چنیوٹ کے لئے بھی مختص کئے جائیں گے یا نہیں؟

وزیر مقامی حکومت و کمیونٹی ڈویلپمنٹ/اطلاعات (سردار دوست محمد خان کھوسہ): جناب سپیکر! چنیوٹ ایک نیا ضلع بنا ہے۔ محکمہ کی طرف سے اس کے لئے proposal جا چکی ہے۔ انشاء اللہ تعالیٰ بہت جلد وہاں پر ہمارا district set up آ جائے گا۔

جناب سپیکر: چنیوٹی صاحب! آپ کے ضلع کے لئے set up بن رہا ہے۔ اگلا سوال خواجہ عمران نذیر صاحب کا ہے۔

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر! ان کے ایماء پر سوال نمبر 1441۔

جناب سپیکر: خواجہ صاحب تھوڑی دیر پہلے تو یہاں بیٹھے ہوئے تھے۔

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر! وہ شاید چلے گئے ہیں۔

جناب سپیکر: چلیں، ٹھیک ہے۔ ان کے ایماء پر میاں نصیر صاحب سوال کر رہے ہیں کیا اس کو پڑھا ہوا تصور کیا جائے؟

میاں نصیر احمد: جی، اس کو پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے۔ اسے پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

صوبہ میں مزدور کی کم از کم تنخواہ چھ ہزار روپے کرنے کا مسئلہ

*1441: خواجہ عمران نذیر: کیا وزیر خزانہ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ حکومت نے صنعتی مزدور کی کم از کم تنخواہ-/6000روپے بجٹ 2008-09 میں کرنے کا اعلان کیا تھا؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ حکومت نے ابھی تک صوبہ میں کام کرنے والے ورک چارج ملازمین کی تنخواہ چھ ہزار روپے کرنے کا نوٹیفکیشن نہیں کیا جس کی وجہ سے ان کو ابھی تک -/4800روپے ماہانہ ادائیگی کی جا رہی ہے؟

(ج) کیا حکومت پنجاب کم از کم اجرت -/6000روپے کرنے کا نوٹیفکیشن جاری کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے خزانہ (ڈاکٹر محمد اختر ملک):

(الف) جی ہاں! یہ اعلان مرکزی حکومت نے کیا تھا۔حکومت پنجاب نے بھی اس کا اطلاق صنعتی اور کمرشل اداروں کے ورکرز پر لاگو کر دیا ہے۔

(ب) ورک چارج ملازمین جو کہ سرکاری ترقیاتی محکموں میں کم میعاد یا جزوقتی کام کرتے ہیں ان کی اجرت "شیڈول آف ویج ریٹ" کے تحت متعین کی جاتی ہے۔حکومت پنجاب کے مستقل ملازمین کی تنخواہوں میں جولائی 2008 میں اضافہ کیا گیا ہے۔اس کو مدنظر رکھتے ہوئے وزیر اعلیٰ پنجاب کی منظوری کے بعد شیڈول آف ویج ریٹ 2008 کو مورخہ 3۔نومبر 2008 کو جاری کر دیا گیا ہے۔جس کے بعد ان ملازمین کی تنخواہ میں تقریباً 20 سے 27 فیصد اضافہ ہو گیا ہے۔اس کے ساتھ ساتھ حکومت پنجاب مرکزی حکومت کو پرزور سفارش کر رہی ہے کہ کسی بھی ریگولر سرکاری ملازم کو آئندہ تنخواہوں میں اضافے پر کم از کم تنخواہ چھ ہزار روپے ماہوار سے کم نہ دی جائے تاکہ اس کا اطلاق صوبے کے سول ملازمین اور جزوقتی کام کرنے والے ورک چارج ملازمین پر کیا جا سکے۔

(ج) جیسا کہ مندرجہ بالا جز کے جواب میں تحریر کیا گیا ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر! سوال کے جز(الف) میں یہ پوچھا گیا ہے کہ "کیا یہ درست ہے کہ حکومت نے صنعتی مزدوروں کی کم از کم تنخواہ-/6000 روپے بجٹ 09-2008 میں کرنے کا اعلان کیا تھا"؟ اس کے جواب میں کہا گیا ہے کہ "یہ اعلان مرکزی حکومت نے کیا تھا۔ حکومت پنجاب نے بھی اس کا اطلاق صنعتی اور کمرشل اداروں کے ورکرز پر لاگو کر دیا ہے۔" ہمارے جتنے بھی بڑے سرکاری ادارے تھے ان پر یہ بڑے احسن طریقے سے لاگو ہوا ہے لیکن پرائیویٹ اداروں کے اندر آج بھی-/6000 روپے تنخواہ نہیں دی جا رہی۔ میرا سوال یہ ہے کہ جن پرائیویٹ صنعتی اداروں میں غریب مزدوروں کا استحصال کیا جا رہا ہے کیا ان کے خلاف آج تک کوئی کارروائی ہوئی ہے، اگر ہوئی ہے تو انہیں کس قانون کے تحت کیا سزا دی گئی ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے خزانہ (ڈاکٹر محمد اختر ملک): جناب سپیکر! میں اپنے معزز ممبر کو یہ بتانا چاہوں گا کہ جن اداروں پر Industrial Act لاگو ہوتا ہے ان کی تنخواہیں حکومت کے اعلان کے مطابق بڑھا دی گئی ہیں۔ جن اداروں پر Industrial Act لاگو نہیں ہوتا ان کی تنخواہیں نہیں بڑھائی گئیں۔ دوسرے ملازمین بھی دو قسم کے ہیں، ایک وہ ملازمین جو کہ permanent ہیں جبکہ دوسرے ورک چارج ملازمین ہوتے ہیں۔ آگے ورک چارج میں بھی دو قسم کے ملازمین ہیں۔ پہلی قسم کے ملازمین development project کے لئے رکھے جاتے ہیں جبکہ دوسری قسم کے ملازمین non-development projects کے لئے رکھے جاتے ہیں۔ ان کی تنخواہیں مقامی طور پر DCO صاحبان مقرر کرتے ہیں۔ وہ اس زمرے میں نہیں آتے۔ اگر معزز ممبر کو کسی ادارے کے حوالے سے کوئی شکایت ہے تو اسے point out کریں، ہم اس کے خلاف ایکشن لیں گے۔

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر! میں نے یہ سوال کیا ہے کہ جہاں پر-/6000 روپے تنخواہ نہیں دی جاتی ان کو آپ کیا سزا دیتے ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے خزانہ (ڈاکٹر محمد اختر ملک): جناب سپیکر! یہ point out کریں کہ کس ادارے میں-/6000 روپے تنخواہ نہیں دی جا رہی؟ اس کے خلاف فوری ایکشن لیا جائے گا۔ ویسے یہ fresh question بنتا ہے۔

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر! یہ قانون پرائیویٹ اداروں پر بھی لاگو ہے اور وہ-/6000 روپے تنخواہ دینے کے لئے bound ہیں۔ اگر وہاں پر-/6000 روپے تنخواہ نہیں دی جاتی تو اس کی کیا سزا ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے خزانہ (ڈاکٹر محمد اختر ملک): جناب سپیکر! جن اداروں پر Industrial Act لاگو ہوتا ہے ان کے لئے ضروری ہے کہ وہ اپنے ملازمین کو کم از کم تنخواہ -/6000 روپے دیں۔ جن اداروں پر Industrial Act لاگو نہیں ہوتا وہ اس زمرے میں نہیں آتے۔

جناب سپیکر: میاں صاحب! آپ کسی ادارے کے بارے میں specifically بتا دیں وہ جواب دے دیں گے۔

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر! میں یہ پوچھ رہا ہوں کہ وہ پرائیویٹ صنعتی ادارے جو کہ -/6000 روپے تنخواہ نہیں دیتے ان کو کیا سزا دی جاتی ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے خزانہ (ڈاکٹر محمد اختر ملک): یہ نشان دہی کریں، ہم کارروائی کریں گے۔ ویسے بھی یہ fresh question بنتا ہے۔ یہ کس ادارے کو point out کرنا چاہتے ہیں؟ یہ سزا Industrial Act کے تحت دی جاتی ہے اور محکمہ لیبر یہ سزا دیتا ہے۔

جناب سپیکر: جی، شکریہ۔ اب ہم اگلا سوال لیتے ہیں۔ اگلا سوال جناب خالد جاوید اصغر گھرال صاحب کا ہے۔

جناب خالد جاوید اصغر گھرال: جناب سپیکر! سوال نمبر 3692۔

جناب سپیکر: کیا اس سوال کو پڑھا ہوا تصور کیا جائے؟

جناب خالد جاوید اصغر گھرال: جناب سپیکر! جی، ہاں اس کو پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے، اس کو پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

ایم پی اے کے فنڈز کا سی سی بی کے ذریعے استعمال

*3692: جناب خالد جاوید اصغر گھرال: کیا وزیر منصوبہ بندی و ترقیات از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا ایم پی اے کے فنڈز سی سی بی کے ذریعے خرچ ہو سکتے ہیں؟

(ب) اگر جواب نفی میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ فنڈز بھی سی سی بی کے ذریعے خرچ کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو وجوہات کیا ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے منصوبہ بندی و ترقیات (جناب شہزاد سعید چیمہ):

(الف) ایم پی اے کے فنڈز سٹیزن کمیونٹی بورڈ (سی سی بی) کے ذریعے خرچ نہیں ہو سکتے۔

(ب) ایسی کوئی تجویز حکومت کے زیر غور نہیں کیونکہ ایم پی اے حضرات کو صوبائی حکومت کی طرف سے فنڈز / گرانٹ مخصوص طریق کار اور منصوبہ جات کے لئے جاری کئے جاتے ہیں جب کہ سی سی بی پروگرام کو لوکل گورنمنٹ آرڈیننس 2001 کے ذریعے شروع کیا گیا تھا اور اس پروگرام کے تحت منصوبہ جات کی منظوری کے لئے فنڈز کی فراہمی عملدرآمد کے مخصوص طریق کار و ضابطہ جات وضع کردہ ہیں اور ایم پی اے کے فنڈز سی سی بی پروگرام کے تحت خرچ کرنا ممکن نہ ہو گا۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

جناب خالد جاوید اصغر گھرال: جناب سپیکر! سٹیزن کمیونٹی بورڈ کے فنڈز normally بہت کم استعمال ہوتے ہیں۔ ہمارے گجرات میں بھی سٹیزن کمیونٹی بورڈ کے کروڑوں روپے کے فنڈز ابھی تک پڑے ہوئے ہیں۔ اگر کمیونٹی میں سے کوئی بندے آئیں اور وہ پیسا خرچ کریں تو پھر یہ فنڈز استعمال ہو سکتے ہیں۔ اس کو review کرنے کی ضرورت ہے۔ کیا محکمہ کوئی ایسا طریق کار وضع کر سکتا ہے کہ ایم۔پی۔اے کے فنڈز سی سی بی پروگرام کے تحت خرچ کئے جا سکیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے منصوبہ بندی و ترقیات (جناب شہزاد سعید چیمہ): جناب سپیکر! ایم۔پی۔اے کے فنڈز سٹیزن کمیونٹی بورڈ کے ذریعے خرچ نہیں ہو سکتے۔ لوکل گورنمنٹ ایکٹ میں ایسی کوئی provision موجود نہیں ہے۔ دوسرا اس کی community based needs پر ہیں، ان کی participatory approach ہو گی تو تب جا کر یہ سلسلہ چلے گا۔ شکریہ

جناب خالد جاوید اصغر گھرال: جناب سپیکر! یہ تو پرانا نظام ہے، میں پوچھ رہا ہوں کہ اس میں بہتری لانے کے لئے محکمہ کے پاس کوئی تجویز ہے؟ یہ فنڈز ایسے ہی پڑے رہتے ہیں، استعمال میں نہیں آتے تو اس کا فائدہ کیا ہے؟ ہر ضلع میں کروڑوں روپے کے فنڈز ایسے ہی پڑے ہیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے منصوبہ بندی و ترقیات (جناب شہزاد سعید چیمہ): جناب سپیکر! جیسا کہ معزز ممبر فرما رہے ہیں، واقعی یہ بڑا بے کار سا نظام ہے۔ ہم اس میں بہتری لانے کے لئے انشاء اللہ تعالیٰ جلد نیا Act,2009 لا رہے ہیں۔

جناب خالد جاوید اصغر گھرال: جناب سپیکر! ہاؤس کو بتائیں کہ وہ اس سلسلے میں کیا تجویز کر رہے ہیں؟

جناب سپیکر: نہیں، وہ بتا رہے ہیں کہ اس کے لئے باقاعدہ ایک نیا Act لا رہے ہیں۔ آپ نے کوئی مزید ضمنی سوال پوچھنا ہے تو وہ کریں۔

جناب خالد جاوید اصغر گھرال: چلیں، جیسے آپ کی مرضی۔

جناب سپیکر: شکریہ، اگلا سوال محترمہ شبینہ ریاض صاحبہ کا ہے۔۔۔ تشریف نہیں رکھتیں۔

محترمہ آمنہ الفت: On her behalf سوال نمبر 3494۔ (معزز رکن نے محترمہ شبینہ ریاض کے ایماء پر طبع شدہ سوال نمبر 3494 دریافت کیا)

شالامار باغ لاہور میں نماز فجر کے بعد سیر کے لئے آنے والوں کی انٹری فری کا مسئلہ

*3494: محترمہ شبینہ ریاض: کیا وزیر اطلاعات از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ شالامار باغ لاہور میں صبح نماز فجر کے بعد سیر کے لئے آنے والوں سے 10 روپے انٹری فیس وصول کی جا رہی ہے؟

(ب) کیا حکومت پنجاب صبح کی سیر کے لئے آنے والوں کی شالامار باغ میں انٹری فری کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر مقامی حکومت و کمیونٹی ڈویلپمنٹ / اطلاعات (سردار دوست محمد خان کھوسہ):

(الف) شالامار باغ میں صبح نماز فجر کے بعد لوگ سیر کے لئے نہیں آتے کیونکہ یہ باغ صبح 8 بجے عوام کے لئے کھولا جاتا ہے۔

(ب) شالامار باغ ایک تاریخی نوعیت کا باغ ہے اور یہ یونیسکو کے عالمی ورثہ کی فہرست میں بھی شامل ہے اس لئے باغ کا موازنہ عام پبلک پارکوں کے ساتھ نہیں کیا جا سکتا۔ شالا مار باغ اگست 2004 سے پہلے مرکزی آثار قدیمہ کے زیر کنٹرول تھا اور اگست 2004 کے بعد اس باغ کی بہتر دیکھ بھال اور بحالی کے لئے محکمہ آثار قدیمہ حکومت پنجاب کو اس کا کنٹرول دیا گیا ہے۔ حکومت پنجاب اس کی بہتر دیکھ بھال اور بحالی کے لئے ایک خطیر رقم خرچ کر رہی ہے۔ باغ کی درست حالی کا کام جاری ہے۔ شالامار باغ کو محض صبح کی سیر اور جاگنگ کے لئے کھولنا مناسب نہیں ہے۔

فروری 2008 میں ملک محمد ریاض، ایم این اے شاہدرہ نے مقبرہ جہانگیر کے گیٹ صبح عام پبلک کی سیر کے لئے کھولنے کے لئے مرکزی آثار قدیمہ سے رابطہ کیا تھا۔ منسٹری آف کلچر میں یہ کیس زیر غور رہنے کے بعد یہ فیصلہ کیا گیا کہ چونکہ یہ ایک تاریخی ورثہ ہے۔ اس لئے محکمہ آثار قدیمہ حکومت پاکستان کے رولز "Admission of Public into Immovable Antiquities Rules 1982." کے سیکشن 9 کے تحت مقبرہ جہانگیر کو عام پبلک کے لئے صبح کی سیر کے لئے کھولنے کی اجازت نہیں دی گئی تھی۔

چونکہ شالامار باغ بھی ایک تاریخی ورثہ ہے جو کہ عام پبلک کے لئے صبح کی سیر کے لئے نہیں کھولا جاتا اس لئے انٹری یا فری انٹری کا سوال ہی نہیں پیدا ہوتا۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ! آپ ضمنی سوال کریں۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! اس سوال کے جواب میں شالامار باغ کے بارے میں لکھا گیا ہے کہ "شالامار باغ میں صبح کی سیر کی اجازت نہیں ہے۔" میں محکمے سے یہ پوچھنا چاہتی ہوں کہ باغ نیا ہو یا پرانا، باغ تو سیر کے لئے ہوتا ہے پھر اس باغ میں سیر کرنے کی اجازت کیوں نہیں ہے؟

جناب سپیکر: محترمہ! آپ نے جواب مکمل طور پر پڑھا ہے؟

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! یہ لکھا ہوا ہے کہ "شالامار باغ 2004 سے پہلے مرکزی آثار قدیمہ کے زیر کنٹرول تھا اور اگست 2004 کے بعد اس باغ کی بہتر دیکھ بھال اور بحالی کے لئے محکمہ آثار قدیمہ حکومت پنجاب کو اس کا کنٹرول دیا گیا ہے۔ حکومت پنجاب اس کی بہتر دیکھ بھال اور بحالی کے لئے ایک خطیر رقم خرچ کر رہی ہے۔ باغ کی درست حالی کا کام جاری ہے۔ شالامار باغ کو محض صبح کی سیر اور جاگنگ کے لئے کھولنا مناسب نہیں ہے۔"

وزیر مقامی حکومت و کمیونٹی ڈویلپمنٹ / اطلاعات (سردار دوست محمد خان کھوسہ): جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے محترمہ کو بتانا چاہوں گا، This question relates to the Culture Department لیکن اس کے باوجود میں اس کی وضاحت کرتا چلوں کہ Shalimar

جس میں روہتاس Bagh and 2 other sites of such heritage in Punjab. فورٹ اور لاہور فورٹ ہے۔ شالامار باغ seven world heritage sites میں سے ایک site ہے جس کو آپ as a normal park or as a normal bagh utilize نہیں کر سکتے۔

چوہدری اللہ رکھا: جناب سپیکر! شالامار باغ میرے حلقے کے ساتھ لگتا ہے شمالی لاہور میں یہ ایک ہی باغ ہے تو مہربانی کر کے اس کو صبح کے وقت کھلوائیں اور اس میں entry free کریں۔

وزیر مقامی حکومت و کمیونٹی ڈویلپمنٹ / اطلاعات (سردار دوست محمد خان کھوسہ): جناب سپیکر! اگر میرے محترم بھائی نے اس کا جواب پڑھا ہو تو میرے خیال میں ان کو وضاحت ہو جائے گی اور شاید اب ان کو میری آواز آ رہی ہو گی۔ شالامار باغ صبح 8 بجے سے لے کر شام کے وقت تک عوام کے لئے کھولا جاتا ہے It can not be considered as ordinary park, it is one of the 7 heritage sites in the world. اگر ان کو وہاں پر پارک کی ضرورت ہے تو یہ گورنمنٹ سے درخواست کریں اگر گورنمنٹ وہاں پر ان کے لئے funds provide کر دے تو وہاں اپنے حلقے میں پارک بنوائیں۔

جناب سپیکر: جی، چیمہ صاحب!

چوہدری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر! اس سوال کے جواب کے جز (ب) میں بتایا گیا ہے کہ حکومت پنجاب اس کی بہتر دیکھ بھال اور بحالی کے لئے کثیر رقم خرچ کر رہی ہے اور باغ کی درستگی و بحالی کا کام جاری ہے تو اس میں میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ حکومت پنجاب اس باغ کی بہتری کے لئے کتنی رقم خرچ کر رہی ہے اور کون کون سے منصوبہ جات کی درستگی کے لئے کام کیا جا رہا ہے اور یہ منصوبہ جات کتنی لاگت سے مکمل کئے جائیں گے۔ ان کی تفصیل مہیا کی جائے؟

وزیر مقامی حکومت و کمیونٹی ڈویلپمنٹ / اطلاعات (سردار دوست محمد خان کھوسہ): جناب سپیکر! انہوں نے پوچھا ہے کہ کتنے پیسے اور کس طرح سے خرچ کئے جاتے ہیں، اس میں ایک تو general maintenance ہوتی ہے جس پر اخراجات ہوتے ہیں جہاں تک اخراجات کی تفصیل کا تعلق ہے تو یہ ایک fresh question ہے میں انہیں آپ کی وساطت سے خرچے کی تفصیل فراہم کر دوں گا۔

چودھری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر! جز (ب) میں clearly لکھا گیا ہے کہ "حکومت پنجاب کو اس کا کنٹرول دے دیا گیا ہے۔ حکومت پنجاب اس کی بہتر دیکھ بھال اور بحالی کے لئے ایک خطیر رقم خرچ کر رہی ہے۔" حکومت پنجاب جو خرچ کر رہی ہے وہ کم از کم "ایویں" تو نہیں ناں خرچ کر رہی، وہ رقم کسی نہ کسی منصوبے کے تحت ہی خرچ کی جا رہی ہے تو وہ منصوبہ جات جن کے تحت اچھی خاصی رقم خرچ کر رہی ہے ایک تو یہ بتائیں کہ کتنی amount خرچ کی جا رہی ہے، ایک روپیہ، دو روپیہ، دو لاکھ ہے، 15 کروڑ ہے، کتنی ہے؟ یہ fresh question نہیں بنتا، یہ اسی سوال کے ضمنی سوال کے جواب میں بتایا گیا ہے۔ میں ایک چیز پوچھ رہا ہوں وزیر صاحب مہربانی کر کے اس کی تفصیل مہیا کر دیں؟

وزیر مقامی حکومت و کمیونٹی ڈویلپمنٹ / اطلاعات (سردار دوست محمد خان کھوسہ): جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے اپنے بھائی کو بتانا چاہوں گا کہ پنجاب حکومت under the leadership of Mian Shahbaz کوئی بھی کام "ایویں" ہی نہیں کرتی۔ (نعرہ ہائے تحسین)

ہر کام کا کوئی نہ کوئی مقصد ہوتا ہے۔ اس پر ڈیپارٹمنٹ کی طرف سے جتنے فنڈز خرچ کئے جا رہے ہوں گے میں آپ کی وساطت سے ان کی تفصیل اپنے محترم بھائی کو فراہم کر دوں گا۔

چودھری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر! یہ سوالات اور ان کے جوابات property of the House ہیں، یہ information House کو فراہم کرنی ہے کیونکہ یہ اس وقت House کی property ہو چکی ہے اور انہوں نے خود کہا ہے کہ ہم اس پر رقم خرچ کر رہے ہیں، یہ ابھی اپنے سرکاری ملازمین سے بوٹی لے لیں جو اوپر بیٹھے ہوئے ہیں۔ میں میاں شہباز شریف صاحب کی بات نہیں کر رہا، یہ نہیں ہے کہ اپنے سے بات ٹال کر کسی اور پر بات ڈال دی جائے۔ وزیر صاحب خود بتائیں کیونکہ ماشاء اللہ ان کے پاس اچھے خاصے محکمے ہیں اور یہ پنجاب کے وزیر اعلیٰ بھی رہے ہیں اور ان کو تو ماشاء اللہ ہر چیز کا بہتر پتا ہے اور یہ بہتر طریقے سے نظام چلاتے رہے ہیں۔ میں تو اپنے بھائی کی تعریف کر رہا ہوں لیکن ان کی ذات کی بات نہیں کر رہا بلکہ میں تو ضمنی سوال کر رہا ہوں کہ جز (ب) کے جواب میں کہا گیا ہے اور اگر یہ دیکھ لیا جائے تو میرا سوال غلط نہیں ہے۔

وزیر مقامی حکومت و کمیونٹی ڈویلپمنٹ / اطلاعات (سردار دوست محمد خان کھوسہ): جناب سپیکر! میں نے درخواست کی ہے یہ سوال Culture Department سے متعلقہ ہے۔ یہ Information Department کا نہیں ہے۔ میں نے تو ان کو اس کی وضاحت کر دی ہے اگر انہیں مزید information کی ضرورت ہے تو میں ان کی تسلی کے لئے وہ House کے سامنے پیش کر دوں گا۔

جناب سپیکر: وہ پوچھ رہے ہیں کہ آپ اس پر اندازاً کتنی رقم خرچ کر رہے ہیں۔

وزیر مقامی حکومت و کمیونٹی ڈویلپمنٹ / اطلاعات (سردار دوست محمد خان کھوسہ): جناب سپیکر! میں یہ information اس وقت نہیں بتا سکتا۔

چودھری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر! انہوں نے تسلیم کیا ہے کہ میں اس کی رقم نہیں بتا سکتا لیکن یہ جیسے کہہ رہے ہیں کہ یہ سوال ہمارے محکمہ اطلاعات کے بارے میں نہیں ہے تو پھر اتنا detail سے اس کا جواب دینے کی ضرورت ہی نہیں تھی، سیدھا لکھ دیا جاتا ہے کہ اس سوال کا ہمارے محکمے سے تعلق نہیں ہے تو یہ سوال جس محکمے سے متعلقہ تھا اس محکمے کو بھیج دیا جاتا۔

وزیر مقامی حکومت و کمیونٹی ڈویلپمنٹ / اطلاعات (سردار دوست محمد خان کھوسہ): جناب سپیکر! میرے خیال میں اگر چیمہ صاحب پہلے میری بات نہ سن رہے ہوں تو جب میں نے اپنی statement شروع کی تھی تبھی میں نے کہا تھا کہ Though this question does not relate to the Information Department. لیکن پھر بھی میں اس کی وضاحت کرنا چاہوں گا اور میں نے اس کی وضاحت ان کے سامنے پیش کی ہے۔

چودھری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر! یہ وضاحت کریں کہ یہ سوال کس محکمے سے relate کرتا ہے اور دوسرا یہ ہے کہ اس سوال کا جواب دیا گیا ہے اگر یہ relate نہیں کرتا تھا تو اس کا جواب نہیں دینا چاہئے تھا۔ میں بڑے آسان سے الفاظ میں بڑی آسان سی بات کر رہا ہوں۔

وزیر مقامی حکومت و کمیونٹی ڈویلپمنٹ / اطلاعات (سردار دوست محمد خان کھوسہ): جناب سپیکر! اگر کوئی وضاحت کی ضرورت ہے تو ٹھیک ہے وگرنہ میں بحث برائے بحث نہیں کرنا چاہتا۔

جناب سپیکر: جی، ڈاکٹر اسد صاحب! supplementary question ہے؟

ڈاکٹر اسد اشرف: جناب سپیکر! یہ جو supplementary سوال کیا گیا ہے یہ ایک نیا سوال بنتا ہے کیونکہ یہ اس کی essence میں نہیں آتا۔ اصل بات یہ ہے کہ چیمہ صاحب پوچھنا یہ چاہ رہے ہیں کہ اس تاریخی ورثے پر جو اتنی خطیر رقم خرچ کی جا رہی ہے، کیا وہ اس کے فوارے ٹھیک کرنے پر خرچ کی جا رہی ہے یا پتھر اور floor کے کام پر خرچ ہو رہی ہے یا کسی نقش و نگار پر یہ رقم کی جا رہی ہے تو یہ ایک علیحدہ تفصیل ہے اور اس کا ایک علیحدہ سوال بنتا ہے۔

جناب سپیکر: جی، next question، چودھری جاوید احمد (ایڈووکیٹ)!

چودھری جاوید احمد (ایڈووکیٹ): شکریہ۔ جناب سپیکر! سوال نمبر 2116

جناب سپیکر: جی، سوال نمبر 2116 کیا اس کو پڑھا ہوا تصور کر لیا جائے؟

چودھری جاوید احمد (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میں چاہوں گا کہ اس سوال کا جواب پڑھا جائے۔

جناب سپیکر: چودھری صاحب کہتے ہیں کہ جواب پڑھا جائے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے خزانہ (ڈاکٹر محمد اختر ملک): جناب سپیکر! اس سوال کا جواب ویسے تو لکھ دیا گیا ہوا ہے لیکن میں پڑھ دیتا ہوں۔

جناب سپیکر: جی، ان کی مرضی ہے کہ آپ سے پڑھوا لیں یا کہہ دیں کہ پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔ ان کی تسلی کروائیں بھائی!

پنجاب کو وفاقی حکومت سے سالانہ ملنے والی رائلٹی کی تفصیلات

*2116: چودھری جاوید احمد (ایڈووکیٹ): کیا وزیر خزانہ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) پنجاب کو وفاقی حکومت سے سالانہ کتنی رائلٹی ملتی ہے اور کن کن منصوبوں سے ملتی ہے؟

(ب) کیا حکومت پنجاب منگلا ڈیم، غازی بروتھا اور نندی پور ڈیم سے بجلی پر رائلٹی وصول کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو وجوہات سے آگاہ فرمائیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے وزیر خزانہ (ڈاکٹر محمد اختر ملک):

(الف) پنجاب حکومت کو وفاق سے ملنے والی رائلٹی کی تفصیل برائے سال 2007-08 مندرجہ ذیل ہے:-

(a) خام تیل پر رائلٹی

Rs. 3,691.100 million

(b) قدرتی گیس پر رائلٹی

Rs. 1,298.400 million

(ب) حکومت پنجاب کو غازی بروتھا، منگلا ڈیم اور نندی پور ڈیم پر رائلٹی نہیں مل رہی۔ حکومت پنجاب نے اس معاملے کو وفاقی کابینہ کی Economic Coordination Committee کو بھیجا ہوا ہے اور Inter-Provincial Coordination Committee کے اجلاس

میں بھی اس کو اٹھانے کا ارادہ رکھتی ہے۔وزیر اعلیٰ نے پنجاب میں وزیر خزانہ کے زیر صدارت جائزہ کمیٹی تشکیل دی ہے جو غازی بروتھا ڈیم سے پنجاب کی صحیح رائلٹی کا تعین کرے گی اور اس بات کو یقینی بنائے گی کہ پنجاب اپنا مطالبہ مؤثر انداز میں وفاقی حکومت اور واپڈا کے سامنے پیش کر سکے۔

اس کے علاوہ حکومت پنجاب نے فنانس ڈویژن سے درخواست کی ہے کہ وہ صوبہ پنجاب میں واقع Hydel Net Projects سے Net Hydel Profits کے حصول سے متعلق معاملات میں مداخلت کرے تاکہ پنجاب اپنا یہ آئینی حق حاصل کر پائے۔

جناب سپیکر: جی، چودھری صاحب!

چودھری جاوید احمد (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میں اپنے بھائی کی خدمت میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ میرے سوال کا جز (الف) یہ تھا کہ "اس میں کتنی royalty ملتی ہے اور کن کن منصوبوں سے ملتی ہے۔" اس کے جواب میں انھوں نے دو مدات کا نام لیا ہے کہ خام تیل اور قدرتی گیس پر royalty ملتی ہے۔ان کے منصوبوں کا نام اور ان سے ملنے والی royalty کی تفصیل نہیں دی گئی۔

اس کے علاوہ میرا دوسرا سوال یہ تھا کہ منگلا ڈیم، غازی بھروتھا اور نندی پور ڈیم سے بجلی پر کتنی royalty ملی ہے؟ انھوں نے یہ کہا ہے کہ ہم اس کو حاصل کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔کیا انھوں نے calculate کیا ہے کہ آج تک کی کتنی سابقہ royalty بنتی ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے خزانہ (ڈاکٹر محمد اختر ملک): جناب سپیکر! میں اپنے بھائی کی خدمت میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ہم نے جواب دے دیا ہے کہ ایک تو خام تیل کی royalty ملتی ہے جس میں کبیر والا، اٹک، چکوال اور جہلم کے points سے royalty ملتی ہے۔اگر یہ مزید تفصیل چاہیں گے تو میں وہ ایوان کی میز پر رکھوا دوں گا۔

جناب سپیکر! اس کے علاوہ دوسری بات میں ان کی خدمت میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ہم نے اب تک royalty calculate نہیں کی لیکن جب کمیٹی بیٹھے گی تو انشاء اللہ اگلے پچھلے سارے حسابات calculate کر کے کمیٹی کی سفارشات ایوان کی میز پر رکھوائیں گے۔

چودھری جاوید احمد (ایڈووکیٹ): جناب والا! میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ اگر یہ فرما رہے ہیں کہ ہم نے یہ معاملہ Economic Coordination Committee کو بھی refer کر دیا ہے اور ہم وفاقی حکومت سے بھی مطالبہ کر رہے ہیں کہ پنجاب کو آئینی حق دیا جائے تو یہ مطالبہ ہم کس بنیاد پر کر رہے

ہیں؟ کتنی رقم کا کر رہے ہیں؟ اگر calculation نہیں ہے تو پھر مطالبہ کیسے ہو سکتا ہے اور سابقہ سالوں میں جو royalty نہیں ملی اس کا ذمہ دار کون ہے؟ اس وجہ سے پنجاب کی ترقی نہیں ہو پائی اور جو غریبوں کا حق انھیں نہیں مل سکا اس کا ذمہ دار کون ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے خزانہ (ڈاکٹر محمد اختر ملک): جناب سپیکر! 27-اکتوبر 2009 کو ایک میٹنگ ہونی ہے، اس میں چاروں صوبوں کے stakeholders بیٹھیں گے، اس میں ہم اپنا حق مانگیں گے۔ میں اپنے معزز ممبر کو یہ یقین دلانا چاہتا ہوں کہ ہم انشاء اللہ پنجاب کے آئینی حق کو لیں گے۔

چودھری جاوید احمد (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میرے بھائی میرا سوال سمجھ نہیں پا رہے۔ یہ حق مانگنے کے لئے وہاں جا کر کیا figures دیں گے؟

جناب سپیکر: وہ پوچھ رہے ہیں کہ آپ کا مطالبہ کتنا ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے خزانہ (ڈاکٹر محمد اختر ملک): جناب سپیکر! دو تین چیزیں ہیں جیسے گیس اور خام تیل کی royalty ہے۔ ہر چیز کی علیحدہ علیحدہ ہے۔ ان کو اگر تفصیل چاہئے تو ہم ان کو فراہم کر دیں گے۔

چودھری جاوید احمد (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! تیل کی بات نہیں ہو رہی، یہ بجلی کی بات ہو رہی ہے۔ یہ Hydel Net projects کی بات ہو رہی ہے۔

جناب سپیکر: پارلیمانی سیکرٹری صاحب! وہ آپ سے Hydel Net Projects کے بارے میں پوچھ رہے ہیں آپ اس کی بات کریں۔

جناب سعید اکبر خان: جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ پارلیمانی سیکرٹری صاحب سمجھا نہیں پا رہے۔ وہاں پر سب سے پہلے ہماری percentage طے ہو گی کہ ہمارا حق کتنا بنتا ہے۔ جب ہمارا حق طے ہو جائے گا تو اس کے بعد اس کی amount بنے گی اس کے بعد یہ بتا سکیں گے کہ اتنی amount بنتی ہے اس لئے سب سے پہلے ہمارے حصے کا تعین ہونا ہے، حصے کا تعین اس وقت ہو گا جب کمیٹی بیٹھے گی اس کے بعد پھر ہماری figures بنیں گی کہ ہمارے کتنے پیسے بنتے ہیں اس میں تمام صوبے involve ہیں اس لئے جب تک وہ calculate نہیں کریں گے اس وقت تک ہمیں اپنا حصہ معلوم نہیں ہو گا۔ پہلے وہ

ہمارا share مانگیں گے کہ آپ کا حق 20 فیصد بنتا ہے پھر 20 فیصد پر ہماری figures آئیں گی اور amount بنے گی اس لئے کمیٹی میں ہمارے حق کا تعین ہو گا اور اس کے بعد amount کا تعین ہو گا۔

چودھری جاوید احمد (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ سب کو معلوم ہے کہ 1973 کے آئین میں یہ چیز طے شدہ ہے کہ Hydel Net Profit میں صوبوں کا share ہے اور اس میں مقرر شدہ ہے اگر مقرر شدہ ہے تو پنجاب نے آج تک کتنا calculate کیا ہے؟ اگر صوبہ سرحد کے وفاقی حکومت سے disputes چل رہے ہیں جو طے ہونا باقی ہیں لیکن ان کو royalty مل بھی رہی ہے۔ اگر پنجاب نے آج تک یہ مطالبہ نہیں کیا تو کیوں نہیں کیا؟ پہلی دفعہ مطالبہ کب کیا گیا تھا اور آخری دفعہ مطالبہ کرتے ہوئے اس کو کس طرح calculate کر کے دیا گیا؟

سید ناظم حسین شاہ: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، شاہ صاحب!

سید ناظم حسین شاہ: جناب سپیکر! یہ اجلاس کتنے بجے شروع ہوا ہے کہ اب تک وقفہ سوالات چل رہا ہے۔ آپ نے اگر وقت بڑھا دیا ہے اور آج وقفہ سوالات کے 2 گھنٹے ہیں تو بڑی اچھی بات ہے۔

جناب سپیکر: نہیں نہیں۔ آپ تشریف رکھیں۔ جی، پارلیمانی سیکرٹری صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے خزانہ (ڈاکٹر محمد اختر ملک): جناب سپیکر! ہمارے معزز ممبر کا fresh question بنتا ہے کہ How much amount we will demand اس میں یہ نیا سوال دے دیں تو ہم ان کو پوری تفصیل دے دیں گے۔ دوسری بات یہ ہے کہ پنجاب کے rights جو Hydel Projects کے حوالے سے ہیں وہ establish ہو چکے ہیں اور NWFP کی basis پر ہم ان کو demand کر رہے ہیں۔ انہی چیزوں کو طے کرنے کے لئے Coordination Committee کی میٹنگ ہونی ہے۔ میں پہلے بھی یقین دہانی کروا چکا ہوں کہ پنجاب کے آئینی حق کو انشاء اللہ ہم لے کر رہیں گے۔

جناب سپیکر: اب وقفہ سوالات ختم ہوتا ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے خزانہ (ڈاکٹر محمد اختر ملک): جناب سپیکر! بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھ دیئے گئے ہیں۔

جناب سپیکر: بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھ دیئے گئے ہیں۔

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

(جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)

پی پی۔22 میں ترقیاتی سکیموں کی تفصیلات

*3698: جناب خرم نواب: کیا وزیر منصوبہ بندی و ترقیات از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

پی پی۔22 چکوال پچھلے 5 سالوں میں کل کتنی ترقیاتی سکیمیں شروع ہوئیں اور کتنی نامکمل ہیں مذکورہ ترقیاتی سکیموں پر کتنی رقم خرچ ہوئی، حکومت نامکمل سکیموں کو کب تک مکمل کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر منصوبہ بندی و ترقیات (جناب تنویر اشرف کائرہ):

پی پی۔22 میں پچھلے پانچ سالوں میں 201 سکیموں پر کام شروع کیا گیا تھا۔یہ تمام سکیمیں 251.562 ملین کی لاگت سے مکمل ہو چکی ہیں جن کی تفصیلات ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہیں۔شروع کردہ سکیموں میں سے کوئی سکیم نامکمل نہیں ہے۔

ای ڈی او فنانس و پلاننگ خانیوال کو گرانٹ کی فراہمی و دیگر تفصیلات

*2714: رانا بابر حسین: کیا وزیر خزانہ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ای ڈی او فنانس اینڈ پلاننگ خانیوال کو سال 07-2006، 08-2007 اور 09-2008 کے دوران سال وائز کتنی گرانٹ فراہم کی گئی؟

(ب) ان سالوں کے دوران کتنی رقم ضلع میں گاڑیوں کی خرید پر خرچ ہوئی؟

(ج) ای ڈی او فنانس اور پلاننگ کے دفاتر میں گریڈ 17 اور اوپر کی اسامیاں کتنی ہیں نیز ان پر تعینات ملازمین کے نام، عہدہ، گریڈ بتائیں؟

(د) ان ملازمین کو سال 08-2007 اور 09-2008 کے دوران کتنی رقم تنخواہوں اور ٹی اے / ڈی اے کی مد میں ادا کی گئی؟

(ہ) ای ڈی او مذکورہ کے پاس کتنی گاڑیاں ہیں ان کے نمبر اور ماڈل نیز یہ گاڑیاں کس کس کے زیر تصرف ہیں؟

وزیر خزانہ (جناب تنویر اشرف کائرہ)

(الف) ای ڈی او (فنانس اینڈ پلاننگ) خانیوال کو ٹ درج ذیل بجٹ فراہم کیا گیا۔

سال	بجٹ (روپے)
2006-07	2489000/
2007-08	2383000/
2008-09	3935800/

(ب) دوران مالی سال 2006-07 ایک عدد گاڑی Hyundai Shahzoor Pickup مبلغ -/680000 روپے دفتر سول ڈیفنس خانیوال خرید کی گئی۔

(ج) ای ڈی او (فنانس اینڈ پلاننگ) کے دفاتر میں گریڈ 17 اور اوپر کی سات آفیسرز کی اسامیاں منظور شدہ ہیں تفصیل حسب ذیل ہے:-

نمبر شمار	نام آفیسر	عہدہ	گریڈ
-1	محمود حسن	ایگزیکٹو ڈسٹرکٹ آفیسر (فنانس اینڈ پلاننگ) خانیوال	18
-2	خالی	ڈسٹرکٹ آفیسر (پلاننگ) خانیوال	18
-3	محمد نثار	ڈپٹی ڈسٹرکٹ آفیسر (ٹیکنیکل) خانیوال	17
-4	خالی	ڈسٹرکٹ آفیسر (فنانس اینڈ بجٹ) خانیوال	18
-5	خالی	ڈسٹرکٹ آفیسر (اکاؤنٹس) خانیوال	18
-6	خالی	ڈپٹی ڈسٹرکٹ آفیسر (بجٹ) خانیوال	17
-7	عبدالحمید	ڈپٹی ڈسٹرکٹ آفیسر (اکاؤنٹس) خانیوال	17

(عبدالحمید سپرنٹنڈنٹ (Bs-16) محکمہ ریونیو کا ملازم ہے

جو بطور ڈپٹی ڈسٹرکٹ آفیسر (اکاؤنٹس) کی خالی اسامی پر کام کر رہا ہے)

(د) تفصیل اخراجات تنخواہ ٹی اے / ڈی اے

سال	تنخواہ	ٹی اے / ڈی اے (علاوہ ٹرانسفر گرانٹ)
2007-08	1016128/-	10590/-
2008-09	650209/-	8790/-

(ہ) گاڑیوں کی تفصیل حسب ذیل ہے:-

گاڑی نمبر	ماڈل	زیر تصرف

KWE-777	2006- Suzuki cultus	ایگزیکٹوڈسٹرکٹ آفیسر (فنانس اینڈپلاننگ)خانیوال
KWA-4995	1993- Toyota Hilux Pick up Double Cabin	ڈسٹرکٹ آفیسر (پلاننگ)/ڈپٹی ڈسٹرکٹ آفیسر (ٹیکنیکل)خانیوال
KW-430	1985-Suzuki Jeep Potohar	ڈپٹی ڈسٹرکٹ آفیسر (اکاؤنٹس)/ڈسٹرکٹ آفیسر (ای اینڈآئی پی) خانیوال

سال 2008-09 اراکین اسمبلی کی طرف سے بھجوائی گئی ترقیاتی سکیموں کی تفصیلات

*4160: جناب خرم نواب: کیا وزیر منصوبہ بندی و ترقیات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ مالی سال 2008-09 میں اراکین اسمبلی کی طرف سے جمع کرائی گئی سکیموں میں سے متعدد درست نہ ہونے کے باعث واپس کر دی گئیں اور کروڑوں روپے کے فنڈز جوں کے توں پڑے رہے، یہی صورت حال مالی سال 2009-10 کی ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ متعدد محکموں کی طرف سے مانیٹرنگ کا ناقص انتظام ہونے کے باعث جز (الف) میں بیان کردہ صورتحال پیدا ہوئی ہے؟

(ج) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت اراکین اسمبلی کو ترقیاتی سکیمیں جمع کروانے اور سرکاری فنڈ کے استعمال کے بارے میں ٹریننگ دینے کا اہتمام کرنے کا ارادہ رکھتی ہے تاکہ بروقت سکیمیں منظور ہونے کے ساتھ ساتھ ترقیاتی کاموں کو شروع کیا جا سکے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

وزیر منصوبہ بندی و ترقیات (جناب تنویر اشرف کائرہ):

(الف) سوال میں کسی مخصوص پروگرام کی سکیموں کا ذکر نہ کیا گیا ہے جس کے تحت اراکین اسمبلی کی طرف سے جمع کرائی گئی سکیمیں درست نہ ہونے پر واپس کر دی گئیں اور اس میں کسی محکمہ کا ذکر بھی نہ کیا گیا ہے۔

(ب) حکومت پنجاب نے اراکین اسمبلی کے لئے دو پروگرام شروع کر رکھے ہیں جن میں پنجاب ڈویلپمنٹ پروگرام (پی ڈی پی) اور فور سیکٹر پروگرام (مبلغ 25 ملین روپے برائے فی حلقہ) 2009-10 جاری ہیں۔ پی ڈی پی پر عملدرآمد محکمہ لوکل گورنمنٹ کی وساطت سے کیا جاتا ہے اور اس پروگرام کی مانیٹرنگ کے لئے محکمہ لوکل گورنمنٹ نے ڈائریکٹر جنرل لوکل گورنمنٹ کی سربراہی میں ایک مانیٹرنگ سیل قائم کر رکھا ہے جو کہ اپنا کام بخوبی سرانجام دے رہا ہے

-فور سیکٹر پروگرام کی تفصیلی ہدایات تمام کمشنروں، ڈسٹرکٹ کوآرڈی نیشن آفیسر صاحبان اور چاروں محکمہ جات جس میں سکول ایجوکیشن، ہائر ایجوکیشن، صحت اور پبلک ہیلتھ کو جاری کر دی گئی ہیں-ان سکیموں کی باقاعدہ مانیٹرنگ کی ذمہ داری ڈویژنل کمشنر کو سونپ دی گئی ہے-اس کے علاوہ متعلقہ محکمہ جات کے سربراہان بھی ان سکیموں پر عمل درآمد کی رفتار کا جائزہ ہر ماہ لینے کے پابند ہیں-

(ج) حکومت پنجاب نے تمام ڈویژنل کمشنرز کو ہدایات جاری کی ہیں کہ سکیموں کو جمع کروانے اور فنڈز کے استعمال کے بارے میں ارکان اسمبلی سے مشاورت کی جائے تاکہ سکیموں کی بروقت نشاندہی ہو سکے اور ان پر عمل درآمد کی رفتار بہتر ہو سکے-ارکان اسمبلی کی ٹریننگ کے لئے کوئی باقاعدہ پروگرام شروع نہ کیا گیا ہے-البتہ اگر ضروری ہو تو تمام ارکان اسمبلی کے لئے ایک تربیتی پروگرام شروع کیا جا سکتا ہے-

پنجاب بنک کی جانب سے عدالتوں میں بھیجے گئے مقدمات و فیسوں کی تفصیلات

*3334: محترمہ آمنہ الفت: کیا وزیر خزانہ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ :-

(الف) اپریل 2008 تا اپریل 2009 پنجاب بنک نے قانونی معاملات کے سلسلے میں جو کیسز عدالتوں میں بھیجے ان میں ہر کیس میں engage کئے گئے وکیل / وکلاء کو کتنی فیس ادا کی گئی ہر کیس اور وکیل کا نام اور ادا شدہ فیس کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھی جائے؟

(ب) مذکورہ بالا کیسز میں ادا شدہ فیس کی منظوری کس مجاز اتھارٹی نے دی تھی اور کب، مجاز اتھارٹی کا نام اور عہدہ بتایا جائے؟

(ج) کیا فیس کی ادائیگی کے لئے The Bank of Punjab Act, 1989 کے سیکشن 9 کے تحت قائم کردہ بورڈ سے منظوری حاصل کی گئی تھی اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر خزانہ (جناب تنویر اشرف کائرہ):

پنجاب بنک کی جانب سے عدالتوں کو بھیجے گئے مقدمات و فیسوں کی تفصیلات درج ذیل ہیں:-

(الف) اس ضمن میں بنک آف پنجاب نے کل 42 وکلا/لاء ایسوسی ایٹس کو مبلغ -/13196206 روپے بطور فیس ادا کئے جن کی تفصیلات تتمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہیں۔

(ب) بنک کی طرف سے مقرر کردہ کمیٹی نے اخراجات کی منظوری دی تھی جن کی تفصیلات تتمہ (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہیں۔مزید یہ کہ مختلف اوقات میں جن افسران نے منظوری دی ان کے نام اور عہدہ درج ذیل ہیں:-

(i)	احمد حسن	ایگزیکٹو لیگل انچارج
(ii)	محمود صادق	جنرل مینجر، آئی پی ایل ڈی
(iii)	شرجیل مسعود	جنرل مینجر آپریشنز
(iv)	نوید حفیظ شیخ	جنرل مینجر، ایچ آر ڈی
(v)	ظلمائے اعظم	جنرل مینجر، ایل ڈی ڈی
(vi)	محسن نور رانجھا	لیگل ایڈوائزر
(vii)	سید مدثر حسین نقوی	ہیڈ لیگل
(viii)	پریذیڈنٹ	(i) ہمیش خان (ii) نعیم الدین خان

(ج) چونکہ ان تمام اخراجات کی اجازت مجاز کمیٹی جو کہ مندرجہ بالا افراد پر مشتمل تھی، نے دی تھی، لہذا اس کی بورڈ سے منظوری حاصل کرنے کی ضرورت نہ تھی، کیونکہ روزمرہ معاملات چلانے کے لیے بورڈ کی منظوری کی ضرورت نہ ہے۔

این ایف سی ایوارڈ صوبائی اسمبلی میں پیش کرنے کا مسئلہ

*3684: جناب محمد یار ہراج: کیا وزیر خزانہ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ آئین کے آرٹیکل 160 کے تحت نیشنل فنانس کمیشن (این ایف سی) قائم ہونا چاہیئے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ آئین کے آرٹیکل (5)160 کے تحت حکومت پر لازم ہے کہ مذکورہ کمیشن کی رپورٹ صوبائی اسمبلی کے ایوان میں پیش کرے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ آرٹیکل بحوالہ جز (ب) کے تحت این ایف سی کی رپورٹ کے ساتھ۔ایک Explanatory Memorandum بھی ہونا چاہیئے جو کہ taken action کی وضاحت کرے؟

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ ایوارڈ اسمبلی میں پیش نہ کرنے تک حکومت اسمبلی میں بجٹ پیش نہیں کر سکتی؟

(ہ) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو حکومت کب این ایف سی ایوارڈ صوبائی اسمبلی میں میں پیش کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں نیز ذمہ داری کا تعین کرتے ہوئے ذمہ داران کے خلاف کیا کارروائی تجویز کی گئی ہے۔ایوان کو مکمل تفصیل سے آگاہ کیا جائے؟

وزیر خزانہ (جناب تنویر اشرف کائرہ):

الف) یہ درست ہے۔

(ب) یہ درست ہے۔

(ج) یہ درست ہے۔

(د) آئین میں ایسی کوئی شرط / شق نہ ہے کیونکہ بجٹ اور این ایف سی ایوارڈ دونوں علیٰحدہ علیٰحدہ issueہیں۔

(ہ) یہ ایوارڈ این ایف سی کی سفارشات کے بعد صدر پاکستان کے احکامات کے تحت جاری ہوتا ہے۔1997 سے اب تک کوئی ایوارڈ جاری نہیں ہوا۔صدر پاکستان نے NFC 7th تشکیل دے دی ہے۔NFC اپنی سفارشات ترتیب دینے کے مراحل میں ہے۔ جیسے ہی NFC Award جاری ہو گا۔حکومت پنجاب اسے صوبائی اسمبلی کے سامنے پیش کر دے گی۔NFC Award میں تاخیر صوبائی حکومت کی وجہ سے نہیں ہے۔

لاہور ٹریژری آفس کو فراہم کردہ رقم اور استعمال

*3767: **جناب محمد نوید انجم**: کیا وزیر خزانہ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ٹریژری آفس لاہور کو سال08-2007 اور09-2008 کے دوران کتنی رقم سالانہ فراہم کی گئی؟

(ب) کتنی رقم ترقیاتی کاموں پر اور کتنی رقم غیر ترقیاتی کاموں پر خرچ ہوئی؟

(ج) کتنی رقم دفتر کے ملازمین کی تنخواہوں، ٹی اے، ڈی اے اور گاڑیوں پر خرچ ہوئی؟

(د) کتنی رقم ریٹائرڈ سرکاری ملازمین کو میڈیکل reimbursement کی ادائیگی پر خرچ ہوئی؟

(ہ) ریٹائرڈ سرکاری ملازمین کو میڈیکل reimbursement کس طریق کار کے تحت ادا کیا جاتا ہے؟

وزیر خزانہ (جناب تنویر اشرف کائرہ):

(الف) ٹریژری آفس لاہور کو مالی سال 08-2007 اور 09-2008 میں بالترتیب -/17184000 روپے ضمیمہ (الف) اور -/20953000 روپے ضمیمہ (ب) غیر ترقیاتی مد میں مختص ہوئے۔

(ب) مالی سال 08-2007 اور 09-2008 میں ترقیاتی کاموں کی مد میں کوئی رقم مختص نہ تھی البتہ غیر ترقیاتی مد میں بالترتیب -/17874446 روپے ضمیمہ (ج) اور -/19674849 روپے ضمیمہ (د) خرچ ہوئے۔ضمیمہ جات (الف)، (ب)، (ج) اور (د) ایوان کی میز پر رکھ دیئے گئے ہیں۔

(ج) سال 08-2007 میں دفتر خزانہ لاہور کے ملازمین کی تنخواہوں پر مبلغ -/15956776 روپے ضمیمہ (ر) ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا ہے خرچ ہوئے جبکہ ٹی اے / ڈی اے کی مد میں -/87878 روپے خرچ ہوئے۔ اسی طرح سال 09-2008 میں تنخواہوں پر مبلغ -/17763615 روپے اور ٹی اے / ڈی اے پر مبلغ -/23665 روپے ضمیمہ (س) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے) خرچ ہوئے۔ دفتر خزانہ لاہور کو کوئی سرکاری گاڑی مہیا نہ ہے لہذا اس مد میں کوئی خرچہ نہ ہے۔

(د) سال 08-2007 اور سال 09-2008 میں دفتر خزانہ لاہور نے ریٹائرڈ سرکاری ملازمین کو بالترتیب -/30290921 روپے اور -/33016489 روپے میڈیکل reimbursement کی مد میں ادا کئے۔

(ہ) پنجاب کے محکمہ صحت کی وضع کردہ پالیسی N0.SO(A-IV)1-12/39-75 dated 27-04-1982 کے مطابق ضمیمہ (ش) ریٹائرڈ سرکاری ملازم کو میڈیکل کے اخراجات (reimburse) کرانے کے لئے اپنے کوائف پہلی مرتبہ اپنے محکمہ میں رجسٹر کروانا پڑتے ہیں۔جس کے لئے مجوزہ فارم (Appendix A) اور (Appendix B) مجاز محکمانہ اتھارٹی

سے تصدیق کروا کر اپنے شناختی کارڈ، پنشن بک کی فوٹو کاپی اور اپنے نمونہ دستخط ٹریژری آفیسر کو مہیا کرنے پڑتے ہیں۔

بعدازاں میڈیکل کلیم حاصل کرنے کے لئے سرکاری ڈاکٹر (Authorized Medical Attendant) کا نسخہ بشمول کیش میمو اور (Non-Availability Certificate) میڈیکل سپرنٹنڈنٹ/Pharmacist سے تصدیق کروا کر محکمانہ مجاز اتھارٹی سے (sanction) کروانا ہوتی ہیں جس کے بعد ٹریژری آفیسر بجٹ کی موجودگی کی تصدیق کرنے کے بعد بل پاس کرتا ہے۔

میڈیکل (reimbursement) کا سالانہ بجٹ گرانٹ نمبر 28 کے تحت (districtwise) فراہم کیا جاتا ہے اس میں سے دفتر خزانہ ضلع لاہور، ریٹائرڈ سرکاری ملازمین ضلع لاہور کو ادائیگی کرتا ہے۔

ملازمین کی کوالیفیکیشن انکریمنٹ کی بحالی

*4159: سیدہ بشریٰ نواز گردیزی: کیا وزیر خزانہ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ 1987 میں شروع کی گئی کوالیفیکیشن improvement سکیم کو حکومت نے جنوری 2002 میں ختم کر دیا تھا اور چھ سال گزرنے کے باوجود بحال نہیں کیا؟

(ب) اگر جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت کوالیفیکیشن increment سکیم کو بحال کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر ہاں تو کب تک، اگر نہیں تو اس کی وجوہات سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

وزیر خزانہ (جناب تنویر اشرف کائرہ):

(الف) یہ درست ہے کہ حکومت پنجاب کے ملازمین کو کوالیفیکیشن improvement سکیم کے تحت اضافی تعلیم پر اضافی ترقی دی جاتی تھی۔ 2001 میں یہ سہولت ختم کر دی گئی ہے۔

(ب) وفاقی حکومت کی پالیسی کی روشنی میں اضافی تعلیم پر اضافی ترقی کی سہولت ختم کی گئی تھی۔ وفاقی حکومت کی جانب سے اس سہولت کی بحالی پر صوبائی حکومت بحال کرنے کے بارے میں غور کرے گی۔

ملتان، خانیوال، لودھراں میں بنک آف پنجاب کی برانچوں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*4209: جناب عبدالوحید چودھری: کیا وزیر خزانہ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ملتان، خانیوال اور لودھراں میں بنک آف پنجاب کی کتنی برانچیں کس کس جگہ کام کر رہی ہیں؟

(ب) ان برانچوں سے سال 08-2007 اور 09-2008 کے دوران کتنا قرضہ کس کس مقصد کے لئے دیا گیا؟

(ج) ان برانچوں سے پانچ لاکھ سے زائد کا قرضہ حاصل کرنے والے افراد کے نام اور پتا جات بتائیں؟

(د) ان قرضہ جات پر بنک نے قرضہ لینے والوں سے کس کس قسم کی گارنٹی لی؟

وزیر خزانہ (جناب تنویر اشرف کائرہ):

(الف) تفصیل تتمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) تفصیل تتمہ (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) زیر سیکشن A-33 آف بنکنگ کمپنیز آرڈیننس 1962، بنک آف پنجاب یہ معلومات کسی کو دینے کا مجاز نہیں ہے۔ لہذا اس سلسلہ میں حکومت پنجاب نے سٹیٹ بنک آف پاکستان سے درخواست کی ہے کہ وہ بنک آف پنجاب کو ہدایت جاری کرے کہ وہ یہ معلومات حکومت پنجاب کو مہیا کرے۔ تتمہ (ج) ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا ہے۔

(د) زیر سیکشن A-33 آف بنکنگ کمپنیز آرڈیننس 1962، بنک آف پنجاب یہ معلومات کسی کو دینے کا مجاز نہیں ہے۔ لہذا اس سلسلہ میں حکومت پنجاب نے سٹیٹ بنک آف پاکستان سے درخواست کی ہے کہ وہ بنک آف پنجاب کو ہدایت جاری کرے کہ وہ یہ معلومات حکومت پنجاب کو مہیا کرے۔

پوائنٹ آف آرڈر

پی اے سی کے چیئرمین کی تقرری

سید ناظم حسین شاہ: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، شاہ صاحب!

سید ناظم حسین شاہ: جناب سپیکر! میں آپ کی توجہ چاہوں گا۔ گزارش یہ ہے کہ میں (PAC-1) Public Accounts Committee-I کا ممبر ہوں، آپ نے مہربانی کی اور مجھے اس کا ممبر بنایا۔ آج اس کا الیکشن ہونا تھا اور گورنمنٹ کی طرف سے فیصلہ یہ ہوا تھا کہ ہم نے یہ چیئرمینی اپوزیشن کو دینی ہے۔ اب ان کا آپس میں جھگڑا پڑ گیا ہے۔

جناب سپیکر: شاہ صاحب! کس کا جھگڑا پڑ گیا ہے؟

سید ناظم حسین شاہ: جناب سپیکر! اپوزیشن کا جھگڑا پڑ گیا ہے۔ ان کا فیصلہ نہیں ہو رہا۔ قومی اسمبلی میں اپوزیشن لیڈر Public Accounts Committee کا چیئرمین ہوگا، اسی طرح یہاں بھی اپوزیشن لیڈر چیئرمین ہونا چاہئے۔ مگر ہم نے یہ سنا ہے کہ ان کا آپس میں فیصلہ نہیں ہو رہا اس لئے میں یہ کہتا ہوں کہ اس میں آپ ان سے یہ کہیں کہ آج چیئرمینی کا الیکشن ہے تو وہ الیکشن ہونا چاہئے کیونکہ اسمبلی کا بہت سارا کام رکا ہوا ہے۔ اس وجہ سے پورے صوبے کا نقصان ہو رہا ہے۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ!

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! PAC-I کے چیئرمین کی بات ہو رہی ہے تو میثاق جمہوریت میں بڑا واضح اور clear cut ہے کہ کون PAC-I کا چیئرمین ہوگا۔ جس طرح قومی اسمبلی میں چودھری نثار علی خان کو PAC-I کا چیئرمین بنایا گیا۔ یہ باتیں assumptions ہیں کہ within the party کوئی بات ہے تو ایسی قطعاً کوئی بات نہیں ہے۔ آپ نے COD کو follow کرنا ہے اور اُسی کو ہی کریں۔ آج دو سال کے بعد اگر PAC-I کا چیئرمین بن رہا ہے تو وہ according to the Charter of Democracy بن رہا ہے یا پھر آپ یہ کہہ دیں کہ آپ اسے نہیں مانتے لیکن اس طرح کے حیلوں بہانوں سے اپوزیشن لیڈر کو چیئرمین نہ بنانا غلط بات ہے۔ یہ بات اگر ہم کریں تو ہم کہہ سکتے ہیں لیکن یہ لوگ تو وہ ہیں جنہوں نے میثاق جمہوریت پر sign کئے ہیں اور یہ اس سے کیسے back out ہو سکتے ہیں؟ یہ تو ایک known fact ہے۔

جناب سپیکر: انہوں نے کیا کر دیا ہے؟

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! [**********]

جناب سپیکر: اس بات کو کارروائی سے حذف کیا جاتا ہے کیونکہ انہوں نے مجھے مخاطب کیا ہے۔۔۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! میں آپ سے مخاطب نہیں ہوں۔ میری مراد "آپ Chair" سے نہیں ہے۔ جنہوں نے بات کی ہے میں اُن سے بات کر رہی ہوں۔

(اس مرحلہ پر جناب ڈپٹی سپیکر کرسئ صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، محترمہ!

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! آپ لوگ Centrel میں اپوزیشن میں بیٹھے ہوئے ہیں۔ COD کو follow کرتے ہوئے اُس میں تحریری طور پر لکھا ہوا تھا کہ قائد حزب اختلاف PAC-I کا چیئرمین ہوگا۔ یہاں پر بھی وہی rules apply کرتے ہیں۔ یہ نہیں ہو سکتا کہ Centre میں قوانین اور ہو جائیں صوبے میں کوئی اور ہو جائیں۔ یہ کوئی individual کی میراث نہیں ہے لہذا ہم نے policies کو follow کرنا ہے۔ کسی individual کی مرضی سے یہاں پر کچھ نہیں ہو سکتا۔ (نعرہ ہائے تحسین)

---

* بحکم جناب سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

سید ناظم حسین شاہ: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، شاہ صاحب!

سید ناظم حسین شاہ: جناب سپیکر! محترمہ کو شاید یہ علم نہیں ہے۔ لاء منسٹر صاحب یہاں بیٹھے ہوئے ہیں اور انہوں نے یہ فیصلہ کر دیا ہے کہ اپوزیشن کا ہی چیئرمین ہوگا۔ ہماری طرف سے کوئی اعتراض نہیں ہے، ہم تو کہتے ہیں کہ چودھری ظہیر صاحب چیئرمین کمیٹی بن جائیں۔ اب اُن کو محسن لغاری صاحب object کر رہے ہیں تو اِس میں ہمارا کیا قصور ہے؟ حکومت نے تو وہی پالیسی adopt کی ہے جو وفاق میں ہے۔ وہاں پر کوئی جھگڑا نہیں تھا اور انہوں نے وہاں پر چودھری نثار کا نام propose کیا تھا۔ ہم تو یہی کہتے ہیں کہ محسن لغاری صاحب چودھری ظہیر صاحب کو propose کریں ہم اسے second کرنے کے لئے تیار ہیں۔ جب ہم نے یہ فیصلہ کر دیا ہے تو محترمہ اُن سے خود فیصلہ کروائیں کہ وہ اس کو oppose نہ کریں۔ چیئرمین کے لئے محسن خان لغاری صاحب بھی candidate بنے ہوئے ہیں، چودھری ظہیر صاحب بھی بنے ہوئے ہیں اور ملک شفیع صاحب بھی بنے ہوئے ہیں۔ اب انہوں نے ہی propose کرنا ہے لیکن اس میں ہمارا یا حکومت کا کیا قصور ہے؟ میرا مقصد یہ تھا کہ کمیٹی کا الیکشن ہونا چاہئے کیونکہ اس کی

وجہ سے پورا صوبہ suffer کر رہا ہے۔ یہ فیصلہ کریں، اگر ان کا آپس میں فیصلہ نہیں ہوتا تو پھر ہم اپنی مرضی سے چیئرمین elect کر لیں گے۔

وزیر اقلیتی امور وانسانی حقوق (جناب کامران مائیکل): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں!

وزیر اقلیتی امور و انسانی حقوق (جناب کامران مائیکل): جناب سپیکر! میں شاہ صاحب کی بات کو second کرتے ہوئے یہ کہوں گا کہ گورنمنٹ کا یہ مؤقف بالکل clear ہے اور ہم یہ چاہتے ہیں کہ PAC-I کا چیئرمین اپوزیشن سے ہو۔ محترمہ ابھی فرما رہی تھیں کہ میثاق جمہوریت میں لکھا ہے کہ اپوزیشن لیڈر ہی چیئرمین ہوگا لیکن ایسا نہیں ہے۔ میثاق جمہوریت میں صرف یہ لکھا ہوا ہے کہ چیئرمین اپوزیشن سے ہوگا، محترمہ اسے پڑھ لیں۔ میں ان کی درستگی کے لئے کہہ رہا ہوں کہ چیئرمین اپوزیشن سے ہوگا۔ اب فیصلہ انہوں نے کرنا ہے کہ چیئرمین کس نے بننا ہے؟ ہماری طرف سے یہ offer ہے جسے ہم تسلیم کرتے ہیں اور اُس commitment کو ہم پورا کریں گے لیکن آج یہ اپنا فیصلہ کریں تاکہ اس مسئلے کا حل نکل سکے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، لغاری صاحب!

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! ایسی کوئی جھگڑے والی بات نہیں ہے۔ جب چیئرمین کا الیکشن ہوگا تو اُس وقت voting ہو جائے گی۔ ballot, election اور ووٹوں کی یہی تو خوبصورتی ہے۔ جس وقت الیکشن ہوگا تو decide ہو جائے گا۔ اس میں کوئی لڑائی جھگڑا نہیں ہے۔ شکریہ

سید ناظم حسین شاہ: جناب سپیکر! ان سے پوچھیں کہ یہ چودھری ظہیر صاحب کو propose کرتے ہیں؟ اگر جھگڑا نہیں ہے تو پھر کریں۔ یہ side line نہ لیں اور سیدھی بات کریں۔ جھگڑا اِن کا ہے اور suffer ہم کر رہے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شاہ صاحب! پلیز آپ اور تمام معزز ممبران تشریف رکھیں۔ یہ مسئلہ کمیٹی کا ہے اور اسے کمیٹی کے اندر ہی جانے دیں وہاں پر جو decision ہوگا وہ تمام بنچز پر binding ہوگا۔ اب ہم کارروائی کو آگے چلاتے ہیں۔

چودھری علی اصغر منڈا (ایڈووکیٹ): پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! ایک اہم نکتے کی طرف میں نے آپ کی توجہ دلانی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، منڈا صاحب!

چودھری علی اصغر منڈا (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میں دل کی اتھاہ گہرائیوں سے آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں کیونکہ صبح سے ہم اپنی گزارشات پیش کرنا چاہ رہے تھے لیکن ہمیں وقت نہیں مل رہا تھا، آپ تشریف لائے ہیں تو ہمیں وقت ملا ہے۔ میں appreciate کرنا چاہتا ہوں اُن جذبات اور الفاظ پر جو ہماری ایک فاضل رکن سیمل کامران صاحبہ جن کا اپوزیشن سے تعلق ہے کہ انہوں نے آج ہمارے اُس مؤقف کی تائید کی جو ہم نے 12-اکتوبر 1999 کو اپنایا تھا اور آج اُسی 2006 کے Charter of Democracy کو انہوں نے own کیا۔ اگر آج یہ Charter of Democracy کی بات کرتے ہیں تو کیا ہی اچھا ہوتا کہ اگر یہ 2006 کو ہماری بات مان لیتے تو آج میرے اس پیارے دیس کا یہ حال نہ ہوتا۔

MRS. SEEMAL KAMRAN: He is not allowed to take my name. Nobody rather is allowed to take anybody's name the way, he is taking.

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، بالکل ٹھیک ہے۔ منڈا صاحب! پوائنٹ آف آرڈر پر تقریر نہیں ہو سکتی۔ پلیز تشریف رکھیں اور ہاؤس کو چلنے دیں۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، میجر صاحب! ایک منٹ میں اپنی بات کریں۔ اس کے بعد شیخ علاؤالدین صاحب بات کریں گے۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: جناب سپیکر! کل والی بات کو آگے لے کر چلتے ہوئے آپ ہی نے ایک فیصلہ دیا تھا جو میرا نوٹس for the amendment of Rules of Business ہے اُس پر آپ نے کہا تھا کہ آج اس کے متعلق عملدرآمد کیا جائے گا۔ اگر اس کو take up کر لیا جائے تو مہربانی ہو گی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ تشریف رکھیں۔ میں ابھی فائل منگوا کر اِس کو دیکھتا ہوں۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمن رانا: امید ہے کہ آج ہی کریں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، آج ہی کریں گے۔ جی، شیخ صاحب!

جناح باغ کی صورتحال پر بحث کا مطالبہ

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! آپ کو یاد ہوگا کہ جناح باغ کے ایک کلب کے بارے میں آپ نے مہربانی کی تھی۔ اُس کلب کو بڑی مشکل سے جگہ ملی تھی اب لوگ اُس جگہ پر open exercise کرتے ہیں جو آپ نے بھی دیکھا ہوگا۔ لوگ اور بیچارے چھوٹے بچے جو کسی اچھے کلب میں نہیں جا سکتے وہ وہاں کام کرتے ہیں۔ میں نے اُس پر Assurance Motion move کی جو آج تک نہیں آئی اور وہ کلب اُسی طرح کام کر رہا ہے۔ دوسرا ایک اہم معاملہ یہ ہے کہ جناح باغ کا اب بیڑا غرق ہو چکا ہے۔ اگر آپ recently دو چار مہینوں کے اندر گئے ہوں تو آپ نے دیکھا ہوگا کہ اُس کا پورے کا پورا ایک حصہ تو امتحانات کے لئے مخصوص ہو چکا ہے کیونکہ سامنے بورڈ کا دفتر ہے اور اسی وجہ سے وہاں پر لاء اینڈ آرڈر اور سکیورٹی کا بھی رِسک ہے لیکن جو وہاں پر دوسرے اتنے برے حالات ہیں اس کے لئے میری یہ request ہے کہ آپ ابھی اُس پر کوئی نہ کوئی action لیں کیونکہ میرے علم میں آیا ہے کہ آج ہاؤس prorogue ہو جائے گا۔ اُس کلب کا معاملہ بھی ویسے کا ویسے ہی پڑا ہے۔ آپ خوب جانتے ہیں کہ کبھی جناح باغ کے چاروں اطراف تعمیر کی اجازت نہیں تھی کیونکہ یہ گورنر ہاؤس area کہلاتا تھا۔ آج جناح باغ کی طرف اگر ہم سب نے توجہ نہ دی تو یہ بہت جلد ختم ہو جائے گا لہٰذا آج آپ اس کے لئے ضرور کوئی نہ کوئی احکامات دیں کہ اس معاملے پر کل یا پرسوں میٹنگ ہونی چاہئے جو particularly صرف جناح باغ پر ہو اور اُس میں باقی کلب کے مسائل کا بھی ذکر ہو۔ شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: شیخ صاحب! حکومتی بنچ کی طرف سے اس وقت کوئی بیٹھا نہیں ہے لیکن میں ابھی direction دے دیتا ہوں تو آپ لاء منسٹر صاحب کے ساتھ بیٹھ کر پرسوں کی کوئی میٹنگ رکھوالیں کیونکہ یہ بہت اہم issue ہے۔ لاہور جو کبھی باغات کا شہر ہوتا تھا اور اس وقت باغوں کا ہی فقدان ہوتا جا رہا ہے اور جو باقی رہ گئے ہیں ان کے بھی حالات اتنے اچھے نہیں رہے اس اہم issue پر پرسوں کے لئے میں لاء منسٹر صاحب سے کہہ دیتا ہوں۔ آپ اُن سے مل لیں اور بیٹھ کر discuss کر لیں۔

ڈاکٹر زمرد یاسمین رانا: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، ڈاکٹر صاحبہ!

ڈاکٹر زمرد یاسمین رانا: جناب سپیکر! میں آپ کی توجہ بہت اہم مسئلے کی طرف دلوانا چاہتی ہوں۔ آج کل ہم لوگوں کے اس وقت جو مسائل ہیں اس کی وجہ یہ ہے کہ ہم اپنے اسلاف اور ان کے کارناموں کو بھولتے جا رہے ہیں۔ ہم اِس وقت قائداعظم اور یہ پاکستان جس میں ہم سب وزیراعظم، وزیراعلیٰ، ایم این ایز اور ایم پی ایز وغیرہ رہ رہے ہیں اور ہم جن کے مرہون منت ہیں۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: محترمہ! آپ میری بات سنیں۔

ڈاکٹر زمرد یاسمین رانا: یہ بہت اہم issue ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ڈاکٹر صاحبہ! میری بات سنیں۔ آپ کا بہت اہم issue ہو گا جس کا مجھے نہیں پتا لیکن اس کا طریق کار یہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہے۔ آپ کے issue پر تحریک التوائے کار یا قرارداد بنتی ہے لہذا آپ اُس طریقے سے لے کر آئیں لیکن اگر آپ پوائنٹ آف آرڈر پر کوئی important issue لے کر آئیں گی تو وہ پھر ابھی kill ہو جائے گا۔

ڈاکٹر زمرد یاسمین رانا: میں زیادہ ٹائم نہیں لوں گی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں لیکن میری تمام اراکین سے درخواست ہے کہ rules کو پڑھ کر اُس کے مطابق بات کیا کریں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: لاء منسٹر صاحب ذرا بات کر لیں پھر میں آپ کو ٹائم دیتا ہوں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس سے پہلے PAC-I کے چیئرمین کے الیکشن کا معاملہ ہاؤس میں discuss ہوا ہے جو کافی delay بھی ہوتا آ رہا تھا۔ اس وقت ہاؤس میں تمام اراکین تشریف فرما ہیں لہذا آج ہی اجلاس کے فوراً بعد کمیٹی روم "اے" میں انشاء اللہ تعالیٰ PAC-I کا اجلاس ہو گا اور چیئرمین کا انتخاب ہو گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میرے خیال میں بات clarify ہو گئی ہے۔ جی، ڈاکٹر صاحبہ!

قائداعظم کی جگہ محترمہ بے نظیر بھٹو کی تصویر آویزاں کرنے کا معاملہ

ڈاکٹر زمرد یاسمین رانا: جناب سپیکر! قائداعظم کی شخصیت کو پس منظر میں لے جانے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ ہمارے عوام کے جذبات سے کھیلنے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ کل کے اخبارات میں

ایک تصویر شائع کی گئی ہے کہ ایوان صدر میں صدر پاکستان آصف علی زرداری صاحب اور چیئرمین جوائنٹ چیف آف سٹاف کمیٹی جنرل طارق مجید کو گفتگو کرتے ہوئے دکھایا گیا ہے اور اس کے پس منظر میں قائداعظم کی بجائے محترمہ بے نظیر بھٹو کی تصویر آویزاں ہے۔ محترمہ کی قربانیوں سے ہمیں انکار نہیں ہے، جمہوریت کے حوالے سے ان کی قربانیاں ہوں گی لیکن قائداعظم کے ساتھ ان کو compare نہیں کیا جا سکتا۔ یہ بہت اہم issue ہے، ہمیں اس کو اٹھانا پڑے گا اور بے نظیر سمیت پاکستان کا کوئی لیڈر قائداعظم کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔ یہ تو سورج کو چراغ دکھانے کے مترادف ہے۔(قطع کلامیاں)

جناب ڈپٹی سپیکر: محترمہ!آپ کی بات ہو گئی ہے، آپ تشریف رکھیں۔

ڈاکٹر زمرد یاسمین رانا: جناب سپیکر! ہمیں اس بات پر بحث کرنی چاہئے اور آپ مجھے اس بات کی اجازت دیں کہ ہم اس ایوان میں متفقہ قرارداد پیش کریں۔۔۔(قطع کلامیاں)

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ کا پوائنٹ آف آرڈر ہو گیا۔ آپ تشریف رکھیں۔ جی، حسن مرتضیٰ صاحب! آپ کیا کہنا چاہتے ہیں؟

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! محترمہ نے جو بات کی ہے اس میں قائداعظم کی تصویر کو پس منظر میں لے جانے کی یا غائب کرنے کی تو کوئی بات نہیں ہے۔ قائداعظم تو ہمارے بلاتفریق تمام جماعتوں کے اور ساری قوم کے لیڈر ہیں۔ محترمہ بے نظیر بھٹو کی اگر تصویر آویزاں ہے تو اس میں محترمہ کو تکلیف نہیں ہونی چاہئے۔ ہم کبھی بھی اس حق میں نہیں ہیں کہ قائداعظم کی تصویر کو ہٹا کر محترمہ بے نظیر بھٹو کی تصویر لگائیں۔ محترمہ کا اپنا ایک مقام ہے، انہوں نے قربانیاں دی ہیں، ان کا اس قوم پر احسان ہے اگر ان کی تصویر نظر آ گئی ہے تو اس میں محترمہ کو اعتراض نہیں ہونا چاہئے۔ کسی جگہ سے بھی، کسی دفتر سے بھی کسی نے قائداعظم کی تصویر کو replace نہیں کیا۔ یہ اپنے الفاظ واپس لیں اگر یہ الفاظ واپس نہیں لیں گی تو میں اس پر احتجاجاً واک آؤٹ کروں گا۔ یہ اس ہاؤس سے معذرت کریں، قربانی دینے والے لوگوں کے بارے میں اس قسم کی زبان استعمال کرنا، اس قسم کی بات کرنا یہ پوری قوم کے ساتھ زیادتی ہے۔(قطع کلامیاں)

محترمہ ساجدہ میر: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میرے خیال میں انہوں نے آپ سب کی نمائندگی کر دی ہے۔

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! محترمہ نے جو بات کی ہے میں اس کا جواب دینا چاہتی ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں!

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! شکریہ۔ محترمہ بے نظیر بھٹو اور قائد عوام ذوالفقار علی بھٹو نے اس پاکستان کے لئے خون دیا۔ میں سمجھتی ہوں کہ ایک خاتون کھڑی ہو ان کی تصویر کے بارے میں یہ بات کرے تو یہ باعث شرم ہے۔ آج بھی اس ملک کی سرزمین پر، اس مٹی پر محترمہ بے نظیر بھٹو کا خون شامل ہے اور میں سمجھتی ہوں کہ آج انہوں نے جو الفاظ استعمال کئے ہیں ان کو کارروائی سے حذف کیا جائے۔ محترمہ بے نظیر بھٹو پاکستان اور جمہوریت کی پہچان ہیں۔ یہ پوری دنیا کا نقصان ہوا ہے، ہم یہ نقصان کبھی بھی پورا نہیں کر سکتے۔ قائداعظم پاکستان کے بانی ہیں ہم ان کی تصویر کو کبھی ہٹانے کی جسارت نہیں کر سکتے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ثقافت و امور نوجوانان (محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: عظمیٰ بخاری صاحبہ! میں آپ کو floor دیتا ہوں۔ جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس میں کوئی شک نہیں کہ محترمہ بے نظیر بھٹو نہ صرف پاکستان کی بلکہ ایشیا کی اور پوری دنیا کی بہت بڑی لیڈر تھیں۔ (نعرہ ہائے تحسین) ان کی جمہوریت کے لئے قربانی کو پاکستان کی پوری قوم تسلیم کرتی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس معاملے کا اس طرح سے discuss ہونا ان کے شایان شان نہیں ہے۔ آپ مہربانی کریں اور اس discussion کو اسی پر close کر دیں اور میں سمجھتا ہوں کہ قائداعظم کی تصویر نہ کوئی replace کر سکتا ہے اور نہ کسی نے کی ہے اور یہ بالکل non issue ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میرا خیال ہے کہ وزیر قانون کی بات کے بعد۔۔۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ثقافت و امور نوجوانان (محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، عظمیٰ بخاری صاحبہ!

جناب سعید اکبر خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: نوانی صاحب! بخاری صاحبہ کے بعد میں آپ کو floor دیتا ہوں۔ جی، محترمہ!

پارلیمانی سیکرٹری برائے ثقافت وامور نوجوانان (محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری): شکریہ۔جناب سپیکر! میں سمجھتی ہوں کہ میڈیا کی اہمیت سے انکار نہیں کیا جا سکتا لیکن کچھ ممبران کو فوبیا ہو گیا ہے۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: نہیں،اس طرح نہیں۔آپ اپنی بات کریں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ثقافت وامور نوجوانان (محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری): جناب سپیکر! یہاں پر وہ الفاظ استعمال کئے گئے ہیں جو کسی بھی طرح مناسب نہیں ہیں اگر ہمارا بس چلے تو ہم محترمہ کی تصویر جو دل میں لئے پھرتے ہیں میں تو چاہتی ہوں کہ وہ یہاں پر بھی لگنی چاہئے لیکن بات یہ ہے کہ قائداعظم کی تصویر background میں کسی دیوار پر لگی ہوتی ہے اور محترمہ کی تصویر سائیڈ ٹیبل کے اوپر جہاں صدر پاکستان بیٹھتے ہیں وہاں سائیڈ پر رکھی ہوتی ہے اور جو قومیں اپنے شہیدوں کی عزت نہیں کرتیں وہ کبھی ترقی نہیں کر سکتیں۔ملک کے لئے کسی اور کا مچھر کے کاٹے جتنا خون بھی شامل نہیں ہے اور آج وہ ہمیں سکھائیں گی کہ جمہوریت کسے کہتے ہیں اور شہید کسے کہتے ہیں اور خون کس کا نام ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: نہیں، نہیں۔No such arguments بہت شکریہ۔تشریف رکھیں۔میں سمجھتا ہوں کہ وزیر قانون کی explanation کے بعد کسی اور بات کی ضرورت نہیں ہے۔جی، نوانی صاحب!

جناب سعید اکبر خان: جناب سپیکر! رانا ثناء اللہ خان صاحب نے ہاؤس میں محترمہ اور قائداعظم کے لئے جو فرمایا ہے اس کے بعد میں سمجھتا کہ کوئی گنجائش نہیں کہ کوئی بھی ممبر اس پر بات کرے۔میں نے یہ گزارش کرنی تھی کہ رانا عبدالرحمٰن صاحب نے ایک تحریک پیش کی ہوئی ہے جو کمیٹی کے اختیارات کو بہتر کرنے کے لئے یا ان کو suo moto powers دینے کے لئے ہے۔جب ہم اسمبلی سے باہر ہوتے ہیں تو عوام کو ہم یہ کہتے ہیں کہ ہم ہاؤس کو بڑا powerful کر رہے ہیں اور کمیٹیوں کو powerful کر رہے ہیں لیکن کبھی بھی اس پر نہ میں نے اور نہ کسی اور ممبر نے take up کیا۔اگر اس اسمبلی میں کسی ممبر نے یہ initiative لیا ہے کہ اسمبلی کی جو کمیٹیاں ہیں ان کو powerful کیا جائے تو اس پر کون سے comments آنے ہیں اور کس نے comments دینے ہیں۔اس میں کیا discussion ہونی ہے؟ جیسا کہ وفاقی حکومت میں یا قومی اسمبلی کی سٹینڈنگ کمیٹیوں کے پاس suo moto کی power ہے اگر وہی power یہاں committees کو مل جائیں تو اس میں تو لاء ڈیپارٹمنٹ کے comments کی بات ہی نہیں ہے۔یہ تو ہاؤس کا اختیار ہے۔آپ اس کو table کریں ہاؤس میں ووٹنگ کرائیں اگر ہاؤس چاہتا

ہے کہ یہ ہاؤس empower ہو اور اس ہاؤس کی کمیٹیاں powerful ہوں تو میں سمجھتا ہوں کہ اس میں کسی کے comments کی بات نہیں ہے۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب ڈپٹی سپیکر: نوانی صاحب! میرے خیال میں۔۔۔

جناب سعید اکبر خان: جناب سپیکر! ایک منٹ میری بات سن لیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں!

جناب سعید اکبر خان: جناب سپیکر! پچھلے آٹھ سال سے ہمارا اور ہماری پارٹی کا سب سے زیادہ emphasize اسی پر ہے کہ یہ ہاؤس powerful ہونا چاہئے۔ یہ ہاؤس powerful ہوں گے تو عوام powerful ہو گی کیونکہ یہ عوام کے منتخب نمائندے ہیں۔ انہی کو powerful کرنے سے عام آدمی کو ریلیف ملے گا۔ اگر کمیٹیوں کے پاس کوئی power ہو گی تو وہ اس ہاؤس کی dignity اور اس ہاؤس کی بہتری کے لئے کام کر سکیں گے۔ جناب! ابھی تو کمیٹیاں جو ہیں اگر میں کوئی سخت الفاظ استعمال کروں تو وہ بھی بجا ہو گا کہ ان کمیٹیوں کے پاس کوئی اختیار نہیں ہے۔ آپ ان کو جو بزنس دیتے ہیں اسی پر وہ discuss کرتے ہیں اور واپس کر دیتے ہیں۔ کمیٹی سمجھتی ہے کہ جس ڈیپارٹمنٹ کی وہ کمیٹی ہے تو اس میں کوئی ضروری باتیں وہ discuss کرنا چاہتے ہیں لیکن نہیں کر سکتے کیونکہ ان کے پاس power نہیں ہے۔ اگر آپ انہیں powerful کریں گے تو یہ democratic institutions powerful ہوں گے جو کہ جمہوریت کے لئے فائدہ مند ہو گا۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس پر کسی comments اور discussion کی ضرورت نہیں ہے۔ یہ House میں put کریں اور اس کے بعد جس طرح آپ نے فرمایا کہ اس پر فائل ہو رہی ہے، comments ہو گئے ہیں۔ اگر آج House prorogue ہو جاتا ہے تو کیا میں اور اس ایوان کے ممبران کی اکثریت سمجھے کہ یہ اس ایوان کے ایجنڈے پر آ گیا اور آئندہ یہ kill نہیں ہو گا۔ اگر یہ بھی ہو جائے تو ہم اس کے کرنے کے لئے بھی تیار ہو جائیں کہ آپ اس کو discuss کر لیں جس کی ضرورت نہیں ہے۔ میں یہی گزارش کروں گا کہ اگر کسی نے اچھا کام کیا ہے تو اسے سراہنا چاہئے اور ہمیں بھی encourage کرنا چاہئے۔

محترمہ آمنہ الفت: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، محترمہ!

محترمہ آمنہ الفت: شکریہ۔ جناب سپیکر! آج صبح سب نے دیکھا کہ لاہور اور پورے پنجاب کے تمام سکول بند ہیں۔ اس وقت ہم حالت جنگ میں ہیں اور ہمارا مستقبل خطرے میں ہے اور ہم یہاں ایک فضول بحث میں مبتلا ہیں۔ یہ ایک بہت اہم معاملہ ہے اور میری یہ گزارش ہے کہ خدارا! اس topic پر بات کرنے کے لئے سب کو موقع دیا جائے۔ یہ ملک پاکستان قائم ہے تو یہ ہماری اسمبلیاں بھی ہیں اور ہمارا دم خم بھی ہے اور ہماری آگے نسلیں بھی ہیں۔ یہ بہت اہم معاملہ ہے اس پر اگر ہم آنکھیں بند کر کے بیٹھے رہے اور اپنے جذبات کا اظہار نہ کر سکے تو میں سمجھتی ہوں کہ یہ بہت بڑا ظلم ہوگا۔ میری آپ سے صرف یہی استدعا ہے کہ آج پاکستان ہے تو ہم سب ہیں۔ ہمیں اس topic پر بات کرنے کے لئے آپ دو دو منٹ ضرور دیں۔ ہر پارٹی کی طرف سے نمائندگی ہونی چاہئے۔ پیپلز پارٹی کی طرف سے نمائندگی ہو، (ن) لیگ کی طرف سے ہو۔ ہم سب سے پہلے اس ملک کے عوام کے نمائندے ہیں۔ ہمیں اپنے قومی ہیروز کی قربانیوں کو بھی یاد کرنے کی ضرورت ہے اور ہمیں دہشت گردی کے خلاف سیسہ پلائی ہوئی دیوار بننے کی بھی ضرورت ہے۔ اگر ہم اس وقت عام issues کو لے کر بیٹھے رہیں گے، یہاں پر سوال و جواب ہوتے رہیں گے اور ہم صرف اپنے لیڈروں کی ہی ہرزہ سرائی کرتے رہیں گے تو جو بچے اس قوم کا مستقبل ہیں وہ آج سکول نہیں جا رہے اور اگر یہ بچے ہی سکول نہیں جائیں گے تو یہ اس نسل کے ساتھ ناانصافی ہوگی۔ یہ ہماری نسلوں کا نقصان ہے، یہ پاکستان کا نقصان ہے اور یہ اربوں کھربوں روپے کا نقصان ہے۔ میری آپ سے گزارش ہے کہ خدارا! اس کی طرف توجہ کی جائے اور اس کے لئے ایک مشترکہ قرارداد لانے کا بھی اہتمام کیا جائے۔ یہ سب کا مسئلہ ہے اور تمام کو اس پر بات کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، لغاری صاحب!

ڈی جی رینجرز کا دہشت گردوں سے متعلق بیان

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! آج سے تین دن پہلے میں نے اس ایوان میں ایک معاملہ ڈی جی رینجرز کے حوالے سے اٹھایا تھا کہ انہوں نے بیان دیا کہ کوہ سلیمان رینج کے اندر دہشت گردوں کے اڈے ہیں اور وہاں پر ان کی ٹریننگ ہو رہی ہے۔ میں اس علاقے سے تعلق رکھتا ہوں اور میرے علم کے مطابق وہاں ایسی کوئی بات نہیں ہے۔ ڈی جی رینجرز صاحب کی domain بھی پاکستان بھارت کا بارڈر ہے۔ وہاں پر وہ سمگلنگ روکیں اور سرحدوں کا دفاع کریں نہ کہ پنجاب کے معاملات میں دخل اندازی

کریں اور پاکستان کے بالکل عین وسط میں ڈیرہ غازی خان اور راجن پور کے ٹرائیبل ایریاز کے معاملات پر بیان بازی کریں۔ میری وزیر قانون صاحب سے گزارش ہے کہ وہ اس پر حکومت پنجاب کی official policy statement دیں۔ آئی جی صاحب اور دوسروں نے بھی اس کو deny کیا لیکن ڈی جی رینجرز صاحب بار بار اس قسم کی باتیں کرتے ہیں۔

سردار شیر علی گورچانی: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں!

سردار شیر علی گورچانی: شکریہ۔ جناب سپیکر! یہ اخبار میرے پاس ہے جس میں انہوں نے یہ statement دی ہے اور اس میں لکھا ہے کہ دہشت گرد ڈی آئی خان کے راستے پنجاب میں داخل ہوتے ہیں (ڈی جی رینجرز) بارڈر پولیس فورس علاقے کے سرداروں کے زیر اثر ہے تو انہوں نے یہ کس capacity میں statement دی ہے؟ ان کا انٹرویو میں اسی دن ٹی وی پر دیکھ رہا تھا جس میں انہوں نے کہا ہے کہ راجن پور اور ڈیرہ غازی خان میں دہشت گردوں کے مدارس ہیں جہاں پر انہیں تربیت دی جاتی ہے۔ میں وزیر قانون صاحب کی وضاحت چاہوں گا کہ انہوں نے یہ بیان کس capacity میں دیا کہ بارڈر پولیس کون سے سرداروں کے زیر اثر ہے اور یہ مدارس میں دہشت گردی کی تربیت والی بات کس حد تک درست ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! پوری قوم کی یہ بدقسمتی ہے اور وہ حکمران بدبخت ہیں جنہوں نے ڈی جی رینجرز کو سیاست کرنی سکھائی۔ آپ کو پتا ہے کہ ڈی جی رینجرز اس ملک میں عدم اعتماد، اعتماد، الیکشن اور ہر قسم کے معاملات، ممبران کو ادھر سے ادھر اور ادھر سے ادھر کرنے کا کام کرتے رہے ہیں اور یہی عادات اب بھی ان لوگوں میں موجود ہیں۔ ڈی جی رینجرز کی کوئی حیثیت نہیں ہے کہ وہ اس قسم کا بیان دیں اور نہ ہی حکومت پنجاب اس قسم کی اجازت دے گی کہ وہ اپنی official capacity سے بڑھ کر بات کریں۔ جہاں تک ڈیرہ غازی خان میں اس قسم کی activities کا تعلق ہے تو یہ پنجاب اور پوری قوم کے خلاف محض پراپیگنڈہ ہے۔ بات یہ ہے کہ طالبانائزیشن تو وہ ہوتی ہے کہ وہاں یعنی ڈیرہ غازی خان اور جنوبی پنجاب میں کسی جگہ کے اوپر طالبان کی writ ہو۔ کوئی محلہ یا کوئی علاقہ ایسا ہو کہ وہاں پر یہ کہا جا رہا ہو کہ یہ طالبان کی سٹیٹ ہے اور یہ no go area ہے۔ میں پورے وثوق اور

دعوے کے ساتھ یہ بات کرتا ہوں کہ جنوبی پنجاب میں کوئی ایک محلہ یا کوئی ایک گلی بھی نہیں ہے جہاں پر طالبان کی writ ہو جو no go area ہو۔ گورنمنٹ کی ہر جگہ پر access ہے اگر کسی جگہ پر کوئی دہشت گرد انفرادی طور پر کسی سرگرمی میں ملوث ہے تو ٹھیک ہے۔ جرائم پیشہ افراد پر باقاعدہ raid conduct کئے جاتے ہیں اور پچھلے دنوں ڈیرہ غازی خان میں raid کے دوران اسلحہ اور ملزم پکڑے گئے اور ملزموں کو بعد میں interrogate کیا گیا تو پورا ایک نیٹ ورک پکڑا گیا۔ اس لئے وہاں پر کوئی ایسا مدرسہ نہیں ہے جو no go area ہو کوئی علاقہ ایسا نہیں ہے جو no go area ہو۔ ہر جگہ پر حکومت کی access ہے اور جہاں کہیں بھی اس قسم کی کوئی انفارمیشن ملتی ہے حکومت اس کو اپنے طور پر verify بھی کرتی ہے اور اگر وہاں پر کوئی جرائم پیشہ یا دہشت گرد عناصر ہوں تو ان کے خلاف کارروائی بھی کی جاتی ہے۔ ڈی جی رینجرز اور جن دوسرے لوگوں کا بیان اس سلسلے میں کبھی کبھار آتا رہتا ہے میں سمجھتا ہوں کہ یہ بالکل misguided اور محض پراپیگنڈہ ہے وہاں پر ایسی کوئی صورتحال نہیں ہے۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب ڈپٹی سپیکر: میرا خیال ہے کہ اس بیان سے بات بڑی واضح ہو گئی ہے۔

جناب علی حیدر نور خان نیازی: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، نیازی صاحب!

جناب علی حیدر نور خان نیازی: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں یہ بات کرنا چاہتا ہوں کہ کل میں نے اس ایوان میں ایک تحریک تحفظ ناموس رسالت ﷺ کے سلسلے میں پیش کرنے کی کوشش کی لیکن مجھے افسوس ہے کہ اس کی اجازت نہیں دی گئی اور مجھے قانون پڑھ کر سنا دیا گیا کہ شاید ہم گورنر کے conduct کو یا صدر کے بارے میں اسمبلی میں بحث نہیں کر سکتے یا ان کا نام تحریک میں نہیں لا سکتے۔ یہ جدوجہد مادر پدر آزاد لوگوں کے خلاف ہے کہ اس بارے میں جو بھی بات کرے گا چاہے وہ الطاف حسین ہو یا سلمان تاثیر ہم سڑکوں پر اس بارے میں احتجاج کریں گے، اگر ہم اسمبلی میں نہیں کر سکے تو ہم نے کراچی میں بھی ریلی نکالی ہے اور انشاء اللہ ہم لاہور میں بھی ان اشخاص کے خلاف احتجاج کریں گے۔ میں یہ بھی کہنا چاہوں گا کہ وہ وقت آنے والا ہے کہ جب ہم لوگ یہیں بیٹھ کر اسی گورنر کے خلاف دوبارہ تحریکیں لے کر آئیں گے اور اسی صدر کے خلاف دوبارہ تحریکیں لے کر آئیں گے لیکن اس وقت میں آپ کے ساتھ ہوں گا مگر اس تحریک کا حصہ نہیں بنوں گا۔ اس کے بعد میں تمام ممبران کا اور پیپلز پارٹی

کے اکثریتی ممبران کا شکریہ ادا کرنا چاہوں گا[*******] کہ کسی نے تحفظ ناموس رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے متعلق تحریک کی مخالفت نہیں کی۔۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ الفاظ کارروائی سے حذف کئے جاتے ہیں۔

جناب علی حیدر نور خان نیازی: میں مسلم لیگ (ن) کے تمام ممبران کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ انہوں نے اس معاملے پر میرے ساتھ تعاون کیا۔ میں مسلم لیگ (ق) کے تمام ممبران کا بھی شکریہ ادا کرتا ہوں کہ انہوں نے اس معاملے پر مجھے اپنی حمایت کا یقین دلایا۔ اس کے بعد ہمارے لاء منسٹر صاحب جو بہت معصوم اور بھولے بھالے ہیں وہ گورنر پنجاب کے خلاف تحریک کو روکا نہ کریں۔ کہیں وہ بھی گورنر کے کسی جلوے کا شکار تو نہیں ہو گئے؟ میری ایک گزارش ہے کہ ہمارے بھولے بھالے اور معصوم لاء منسٹر کو ان کی صحبت سے دور رکھا جائے تاکہ ان کی گورنری سازشیں ایوان تک نہ آ جائیں۔ شکریہ

رائے محمد شاہجہان خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں!

---

* بحکم جناب ڈپٹی سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

رائے محمد شاہجہان خان: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں آپ کی توجہ ایک انتہائی اہم مسئلے کی طرف دلانا چاہتا ہوں کہ محترمہ کی فوٹو لگانے پر پہلے اعتراض ہوا تو میں بھی ایک اہم واقعہ آپ کے نوٹس میں لانا چاہتا ہوں کہ عابد شیر علی صاحب جو غالباً مسلم لیگ (ن) کے ایم این اے ہیں، پچھلے دنوں جڑانوالہ میں رمضان بازار کی چیکنگ کے سلسلے میں آئے اگرچہ وہاں کے ایم این اے بھی منتخب ہیں اور وہاں کے ایم پی ایز بھی منتخب ہیں تو نجانے کس حیثیت میں وہ وہاں تشریف لائے اور انہوں نے مارکیٹ کمیٹی کی غلہ منڈی کے اندر ایک shed بنایا ہوا ہے جو عام طور پر وہاں کے تاجر استعمال کرتے ہیں۔ وہاں پر محترمہ کی فوٹو لگی ہوئی تھی تو انہوں نے DCO کو کہہ کر سیکرٹری معطل کروا دیا اور واپس surrender کروا دیا ہے۔ جب تمام لیگوں کو اپنا مقصد درکار ہوتا ہے تو پھر ہمیں Charter of Democracy کا واسطہ دیا جاتا ہے۔ محترمہ بے نظیر بھٹو کو معتبر سمجھا جاتا ہے جب آپ کو اپنے مطلب کے قوانین pass کروانے ہوتے ہیں تو پھر آپ Charter of Democracy کا واسطہ دیتے ہیں جیسے ہماری معزز رکن پہلے کہہ رہی تھی کہ Charter of Democracy کے تحت وہاں پر Chairman of Standing

Committee ہیں۔ جب جج بحال کرانے ہوتے ہیں تو Charter of Democracy کا نام دیا جاتا ہے، جب ملک میں صدر کے اختیارات ختم کرنے کی بات ہوتی ہے تو Charter of Democracy کا نام لیا جاتا ہے اور اس محترمہ شہید کا واسطہ دیا جاتا ہے کہ اس مقدس ہستی نے یہ Charter of Democracy sign کیا تھا پھر کہتے ہیں پیپلز پارٹی پابند ہے کہ اس کی پابندی کرے۔ جب اس ملک کے اندر انارکی پھیلی ہوئی تھی، مارشل لاء تھا اور یہ threats موجود تھے کہ اس صوبے میں جائیں گے تو بم blast ہوں گے۔ جب ہم اپنے شہیدوں کی لاشیں اٹھا رہے تھے، سانحہ کارساز کی تاریخ کو گزرے دو دن ہوئے ہیں تو تب بھی ایک ہی لیڈر تھی جس نے پورے پاکستان کے اندر دہشتگردی کی بلا کو خاطر میں لائے بغیر سرحد کا دورہ کیا، بلوچستان کا دورہ کیا، سندھ کا دورہ کیا اور آخر میں راولپنڈی میں ان کو شہید کر دیا گیا۔ اس وقت ایک لیڈر تھی جو پورے ملک کے اندر سیاسی تحرک کا باعث تھی، جس کے نتیجے میں ہم ان آزاد اسمبلیوں میں بیٹھے ہیں۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ اپنی بات complete کریں۔

رائے محمد شاہجہان خان: جناب سپیکر! آپ کو میری بات سننا ہوگی۔ ہم اس Charter of Democracy کے تحت وہاں بیٹھ کر ہمارے ایم این ایز خود notices لیتے ہیں اور ہمارا حال یہ ہے، اس ایوان کا حال یہ ہے جس کے اندر جمہوری حکمران موجود ہیں کہ نہ کوئی کمیٹی از خود نوٹس لے سکتی ہے، نہ کسی bureaucrat کو بلا سکتی ہے، نہ اپنا اجلاس خود کر سکتی ہے۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ بات کیا کر رہے ہیں، کیا آپ پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں؟ پوائنٹ آف آرڈر پر تقریر کرنے کی بالکل اجازت نہیں ہوتی آپ تشریف رکھیں۔ مجھے اب ہاؤس کی کارروائی کو آگے چلانے دیں۔ اس وقت سردار قیصر عباس خان مگسی مجلس قائمہ برائے Home Affairs کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنا چاہتے ہیں۔ ابھی کوئی point of order نہیں ہوگا۔ دو بج گئے ہیں سارا business یہاں پر ہی پڑا ہوا ہے۔ پوائنٹ آف آرڈرز پر ہی سارا دن بات ختم نہیں ہوتی۔ جی، مگسی صاحب! ایوان میں رپورٹ پیش کریں۔

(اذان ظہر)

رپورٹ

(جو پیش ہوئی)

مسودہ قانون (ترمیم) صوبائی موٹر گاڑیاں مصدرہ 2009 اور کرائے پر دی جانے والی املاک پنجاب مصدرہ 2009 کے بارے میں مجلس قائمہ برائے امور داخلہ کی رپورٹوں کا ایوان میں پیش کیا جانا

سردار قیصر عباس خان مگسی: جناب سپیکر! میں قیصر عباس خان مگسی Chairman Standing Committee of Home Affairs

1- The Provincial Motor Vehicles (Amendment) Bill, 2009 (Bill No. 19 of 2009); and

2- The Punjab Rented Premises Bill, 2009 (Bill No. 23 of 2009)

کے بارے میں مجلس قائمہ برائے Home Affairs کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: رپورٹ پیش ہوئی۔

رپورٹیں (توسیع)

جناب ڈپٹی سپیکر: اب محترمہ عاصمہ فاروقی مجلس قائمہ برائے ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع لینا چاہتی ہیں۔ میں انہیں دعوت دیتا ہوں کہ وہ توسیع کی تحریک پیش کریں۔

تحریک التوائے کار نمبر 308/09 کے بارے میں مجلس قائمہ برائے ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع

محترمہ عاصمہ فاروقی: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں عاصمہ فاروقی ممبر ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن کمیٹی یہ تحریک پیش کرتی ہوں کہ:

Adjournment Motion No. 308 of 2009 moved by Sheikh Ala-ud-Din. MPA, PP-181 کے بارے میں مجلس قائمہ

برائے ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 30-نومبر 2009 تک توسیع دی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

Adjournment Motion No. 308 of 2009 moved by Sheikh Ala-ud-Din. MPA, PP-181 کے بارے میں مجلس قائمہ برائے ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 30-نومبر 2009 تک توسیع دی جائے۔

یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور اب سوال یہ ہے کہ:

Adjournment Motion No. 308 of 2009 moved by Sheikh Ala-ud-Din. MPA, PP-181 کے بارے میں مجلس قائمہ برائے ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 30-نومبر 2009 تک توسیع دی جائے۔

(تحریک منظور ہوئی)

ڈاکٹر اسد معظم ایم پی اے کے گھر پر ہونے والے وقوعہ کے بارے میں خصوصی کمیٹی کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع

جناب ڈپٹی سپیکر: ڈاکٹر اسد اشرف Special Committee کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع لینا چاہتے ہیں۔ میں انہیں دعوت دیتا ہوں کہ وہ توسیع کی تحریک پیش کریں۔

ڈاکٹر اسد اشرف: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

The matter relating to an incident which took place on 1st January 2009 at the residence of Dr. Asad Muazzam. MPA, PP-67 کے بارے میں Special Committee کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں 31-دسمبر 2009 تک توسیع کر دی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

The matter relating to an incident which took place on 1st January 2009 at the residence of Dr. Asad Muazzam. MPA, PP-67 کے بارے میں Special Committee کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں 31- دسمبر 2009 تک توسیع کر دی جائے۔

یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور اب سوال یہ ہے کہ:

The matter relating to an incident which took place on 1st January 2009 at the residence of Dr. Asad Muazzam. MPA, PP-67 کے بارے میں Special Committee کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں 31- دسمبر 2009 تک توسیع کر دی جائے۔

(تحریک منظور ہوئی)

تحاریک استحقاق

جناب ڈپٹی سپیکر: اب ہم تحاریک استحقاق لیتے ہیں۔ تحریک استحقاق نمبر 52، جناب وسیم افضل گوندل کی ہے وہ موجود نہیں ہیں اس کو pending کیا جاتا ہے۔

سپرنٹنڈنٹ دارالامان لیہ کا معزز رکن اسمبلی کے ساتھ ہتک آمیز رویہ

(---جاری)

مہر اعجاز احمد اچلانہ: جناب سپیکر! میری تحریک استحقاق نمبر 48 تھی جو دو دن کے لئے لاء منسٹر صاحب نے pending فرمائی تھی۔ میں چاہتا ہوں کہ وہ take up کر لی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ تحریک 22 تاریخ تک کے لئے pending ہوئی تھی۔

مہر اعجاز احمد اچلانہ: آج تو غالباً اجلاس prorogue کیا جا رہا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ لاء منسٹر صاحب سے مل لیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اگر یہ take up کرنا چاہتے ہیں تو کر لیں کیونکہ اس کا جواب میرے پاس موجود ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: کیا جواب آگیا ہے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جی، جناب سپیکر! جی، اس کا جواب آگیا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: پھر آپ بتا دیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس کا جو جواب آیا ہے اس کے مطابق یہ بات substantiate ہوتی ہے اور اس میں انکوائری کی ضرورت ہے لہذا آپ اس کو مجلس استحقاقات کے سپرد کر دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ تحریک استحقاق نمبر 48 مجلس استحقاقات کے سپرد کی جاتی ہے۔

الحاج محمد الیاس چنیوٹی: جناب سپیکر! میری بھی تحریک استحقاق نمبر 49 تھی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: لاء منسٹر صاحب! تحریک استحقاق نمبر 49 مولانا صاحب کی تھی۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس کا ابھی تک جواب موصول نہیں ہوا۔ اس میں یہ ہے کہ ہمارے جو معزز ممبر ہیں ان کی آپس میں میٹنگ بھی کروانی ہے اس لئے یہ next time take up کر لیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ٹھیک ہے، یہ بعد میں take up کر لی جائے گی۔

الحاج محمد الیاس چنیوٹی: جناب سپیکر! پہلے بھی دو مہلتیں لے لی گئی ہیں۔ میرا سوال یہ ہے کہ آخر کون سا امر مانع ہے؟ میں نے اس افسر کے خلاف ایک شکایت کی ہے اس کو بُلایا جائے اور پوچھا جائے۔ ورنہ میں معذرت کرتا ہوں میں نے تو کہا تھا کہ میں اپنا استعفیٰ سامنے رکھتا ہوں لیکن ہماری اس حکومت کی کیا مجبوری ہے؟ ہم عدل و انصاف کے دعوے بھی کرتے ہیں اور میرٹ پر بھی کام کرنا چاہتے ہیں تو پھر اس افسر کو کیوں نہیں پیش کیا جاتا؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس میں کوئی امر مانع نہیں ہے اور اس آفیسر کو بُلانے کے لئے یہ طے ہو چکا تھا اور میں نے ان معزز ممبران سے time discuss کر کے اس کو بُلانا تھا۔ آج دوسری صورتحال میں شاید اجلاس prorogue ہو جائے اس لئے within a week

ان کی آپس میں میٹنگ کروا دیتے ہیں۔ اس کے بعد اگر ضرورت ہوئی تو پھر ٹھیک ہے اس کو دوبارہ take up کر لیں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: مولانا صاحب! ویسے میں نے دیکھا ہے کہ لاء منسٹر صاحب ممبران کے استحقاقات کا خصوصی خیال رکھتے ہیں آپ ان کا خیال رکھیں۔ وہ میٹنگ بھی کروائیں گے اور اس میں جو بھی مسئلہ ہے اس کو حل بھی کروائیں گے۔

الحاج محمد الیاس چنیوٹی: جناب سپیکر! اس کو کمیٹی کے سپرد کر دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: مولانا صاحب! ایک دفعہ میٹنگ ہو لینے دیں۔ آپ بے فکر رہیں، انشاء اللہ تعالیٰ اس کو ہم دیکھیں گے، آپ تشریف رکھیں۔ بہت شکریہ

تحاریک التوائے کار

جناب ڈپٹی سپیکر: اب ہم تحریک التوائے کار لیتے ہیں۔ سب سے پہلی تحریک التوائے کار نمبر 258/2009 سید حسن مرتضیٰ صاحب کی ہے۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! مجھے ذرا کاپی مل جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اگر کاپی نہیں ہے تو اس کو پھر pending کر دیتے ہیں۔

سید حسن مرتضیٰ: نہیں۔ جناب سپیکر! پتا نہیں پھر ملنا ہے یا نہیں ملنا، یہ پیش کر لینے دیں؟

پیر ولایت شاہ کھگہ: جناب سپیکر! میری بھی ایک تحریک التوائے کار ہے اور شاید اس کا نمبر نہ آئے تو میں یہی گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ اسے out of turn لے لیا جائے۔ یہ بڑی اہمیت عامہ کا معاملہ ہے---

جناب ڈپٹی سپیکر: میری عرض سن لیں، تحریک التوائے کار out of turn لینے کا ایک Business Advisory Committee میں procedure بن گیا ہے کہ تمام پارلیمانی لیڈر بیٹھ کر جس تحریک کو کہیں گے اس کو لے لیں گے کیونکہ اتنا backlog اکٹھا ہو گیا ہے۔

پیر ولایت شاہ کھگہ: آپ اگر خیال کریں تو out of turn لے سکتے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میرا بالکل خیال ہے لیکن اس کے اندر ان ممبران کے ساتھ زیادتی ہے، مثال کے طور پر اس کے بعد جن کا نمبر ہے۔

پیر ولایت شاہ کھگہ: جناب سپیکر! میری تحریک التوائے کار کا نمبر 612 ہے میرا خیال ہے وہ اس سیشن میں نہیں آئے گی تو یہ بے مقصد ہو کر رہ جائے گی یا تو پھر آپ مہربانی کریں اس کو pending کر لیں یا لاء منسٹر صاحب بیٹھے ہیں، اس پر کوئی کمیٹی بن جائے تا کہ کچھ thrash out آئے اس میں کروڑوں کا گھپلا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میں نے آپ کی بات کو follow کر لیا ہے آپ ابھی لاء منسٹر صاحب کو مل لیں اور جس طرح decide کرتے ہیں Chair کر لے گی۔ جی، سید حسن مرتضیٰ صاحب آپ اپنی تحریک پیش کریں؟

پنجاب میں غیر رجسٹرڈ پرائیویٹ سکولوں کی بھرمار

سید حسن مرتضیٰ: میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ پنجاب بھر میں پرائیویٹ سکولوں کی ایک بھرمار ہے اور یہ دن بدن گلی کوچوں میں مشروم کی طرح بڑھ رہے ہیں لیکن کسی بھی پرائیویٹ سکول کا کوئی criterion مقرر نہیں گیا پانچ سے دس مرلہ کے گھروں میں سکول بنے ہوئے ہیں جہاں بچوں کو کوئی بنیادی سہولت بھی دستیاب نہیں ہے اور بیشتر بلکہ 95 فیصد ایسے سکول ہیں جو غیر رجسٹرڈ ہیں، جن کے پاس نہ عمارت ہے اور نہ ہی qualified staff موجود ہے بلکہ باقی سہولتوں سے بھی عاری ہیں لیکن ان کی فیسیں اور باقی اخراجات آسمان کو چھو رہے ہیں۔ ان کی اشتہار بازی اور دیکھا دیکھی کی وجہ سے پنجاب بھر کی عوام ان کے جال میں پھنس چکی ہے بلکہ دن بدن پھنستی جا رہی ہے لیکن ان پرائیویٹ سکولوں کو کوئی پوچھنے والا نہیں ہے۔ جب ان سکولوں کا پرائمری مڈل اور میٹرک

کا رزلٹ آتا ہے تو وہ اتنا poor ہوتا ہے کہ پھر والدین اپنے سر پکڑ کر بیٹھ جاتے ہیں۔اس سے نہ صرف والدین کا کثیر سرمایہ ضائع ہو رہا ہے بلکہ بچوں کے انتہائی قیمتی سال بھی ضائع ہو رہے ہیں۔ ان پرائیویٹ سکولوں پر حکومت کی طرف سے کوئی چیک اینڈ بیلنس نہیں ہے۔اس بارے میں حکومت کی طرف سے نہ تو کوئی جامع پالیسی وضع کی گئی ہے اور نہ ہی کوئی قانون سازی کی گئی ہے تاکہ ان کو کنٹرول کیا جاسکے اور ان کو مادر پدر آزادی حاصل ہے۔اس لئے وہ دونوں ہاتھوں سے دن رات عوام کو لوٹنے میں مصروف ہیں جس سے پنجاب بھر کی عوام میں شدید بے چینی اور اضطراب پایا جاتا ہے۔لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس میں جو ڈیپارٹمنٹ کی طرف سے جواب موصول ہوا ہے اس کے مطابق پرائیویٹ سکولوں کو پرائیویٹ سکول رجسٹریشن ایکٹ 1984 کے تحت رجسٹرڈ کیا جاتا ہے اس مقصد کے لئے EDO(E) کو رجسٹریشن اتھارٹی کے اختیارات دیئے گئے ہیں اس قانون کے تحت ہر پرائیویٹ سکول کے لئے لازمی ہے کہ مناسب کمرے اور بنیادی سہولتیں موجود ہوں۔ جہاں غیر رجسٹرڈ سکول پائے جاتے ہیں وہاں متعلقہ حکام 1984 ایکٹ کے تحت نوٹس دے کر کارروائی کرتے ہیں۔مزید برآں حکومت نے ایک کمیٹی تشکیل دی ہے جو کہ ان تمام امور پر غور کر کے حکومت کو ایک جامع رپورٹ پیش کرے گی تاکہ پرائیویٹ سکولوں کی رجسٹریشن مزید بہتر طریقے سے انجام پاسکے۔

جناب سپیکر! اس میں جن خدشات کا اظہار کیا گیا ہے اور صورتحال اس تحریک التوائے میں محترم سید حسن مرتضیٰ صاحب نے پیش کی ہے تقریباً حالات اسی کے قریب قریب ہیں اور اس میں بالکل کام کی بھی ضرورت ہے اور اس میں بہتری لانے کی بھی ضرورت ہے۔اس سلسلے میں جو کمیٹی بنائی گئی ہے جس کا محکمہ نے ذکر کیا ہے تو میں چاہوں گا کہ اگر آپ ruling دیں تو حسن مرتضیٰ صاحب کو اس کمیٹی کا ممبر نامزد کروادیں اور ان کی کوشش سے یہ کمیٹی جلد از جلد اپنی سفارشات لے کر آئے تاکہ حکومت ان پر عمل کرے اور اس سلسلے میں جو بہتری کی ضرورت ہے وہ جتنی جلدی ہو جائے اتنا ہی بہتر ہے۔

محترمہ بشریٰ نواز گردیزی: جناب سپیکر! شاہ صاحب نے بہت اہم مسئلہ کی طرف ایوان اور حکومت کی توجہ دلائی ہے اور میں ایک اور گزارش کرنا چاہتی ہوں کہ واقعی جو پرائیویٹ سکول ہیں وہ مشروم کی طرح ہر علاقے اور ہر ڈسٹرکٹ میں پھیل چکے ہیں۔ اگر آپ لاہور کی بھی مثال لیں تو۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بشریٰ گردیزی صاحبہ! آپ ہمیشہ rules کو بھی follow کرتی ہیں اور آپ کو پتا بھی ہے کہ جو تحریک التوائے کار ہوتی ہے اس پر نہ short statement ہو سکتی ہے اور نہ ہی اس پر بحث ہو سکتی ہے، جو محرک ہیں صرف وہی بات کر سکتے ہیں۔ آپ کا point نوٹ ہو گیا ہے اب آپ تشریف رکھیں اور اس میں اگر آپ کوئی اضافہ کرنی چاہتی ہیں تو آپ مرتضیٰ صاحب کو مل لیجئے گا اور ان کو اپنے point بتا دیں جس طرح لاء منسٹر صاحب نے کہا ہے اور ہاؤس کی observation ہے کہ حسن مرتضیٰ صاحب کو اس کمیٹی میں شامل کیا جائے اور وہ بیٹھ کر خود اس سارے سسٹم کا حصہ بن کر اس کو درست کروائیں۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! میں آپ کا اور لاء منسٹر صاحب کا بڑا شکر گزار ہوں کہ انہوں نے میرے اس مسئلہ پر اتنی مہربانی کی، مجھے ممبر نامزد کرنے کے لئے کہا اور آپ نے بڑی مہربانی فرمائی، اس پر ruling بھی دی۔ میری گزارش یہ ہے کہ یہاں پہلے بھی کافی کام کمیٹیوں کے سپرد ہوئے ہیں لیکن وہ آج تک کسی بھی نتیجہ تک نہیں پہنچے۔ یہ اتنا اہم اور ضروری مسئلہ ہے، آپ بھی لاہور شہر میں رہتے ہیں اور آپ دیکھتے ہوں گے کہ جہاں جس کا جی چاہتا ہے وہ سکول کھول لیتا ہے، ٹریفک کے flow میں جو سارا دن jam رہتا ہے وہ بھی ان سکولوں کی وجہ سے ہے اور آپ دیکھیں کہ بیشتر سکولوں میں کوئی play ground نہیں ہے، بچوں کے کھیلنے کے لئے کوئی چیز نہیں ہے۔ ان کی آپ بلڈنگ جا کر دیکھیں کہ جو چار بیڈ روم کا گھر ہے اس میں بھی انہوں نے سکول کھولا ہوا ہے۔ میرے ضلع میں پرائیویٹ سکول ہیں وہ دو دکانیں اکٹھی کر کے آگے encroachment میں چار دیواری بنا لیتے ہیں اور سکول بنا دیتے ہیں جو کمیٹی بنی ہے اس میں آپ نے مجھے ممبر بنایا ہے تو اس کمیٹی کو کوئی ٹائم دے دیں کہ وہ اتنے دنوں میں اپنی سفارشات واپس لے کر آئے تا کہ اب جو حالات ملک میں law and order کے حوالے سے چل رہے ہیں اس میں بھی آپ دیکھیں کہ اگر کوئی proper security ہوتی تو سکول بند نہ کرنے پڑتے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اب میں آپ کو بات بتاؤں کہ جب آپ تحریک التوائے کار کی بات کرتے ہیں تو rule(85) کے تحت یہ ہے کہ دن مقرر کر کے دو گھنٹے بحث ہو سکتی ہے اور اس issue کو on the

floor of the House thrash out کیا جا سکتا ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ لاء منسٹر صاحب نے بڑا اچھا اور positive step لیا ہے۔ اب آپ پر ہے کہ آپ اس کمیٹی میں بیٹھ کر اس کی working کس طرح کراتے ہیں اور دوسری بات اگر آپ سمجھتے ہیں کہ وہاں پر کام اس طرح نہیں functional ہو رہا جس طرح ہونا چاہئے تو You have always got the floor of the House وہاں پر آکر آپ اس کو take up کر سکتے ہیں۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! میں نے Convener یا Chairman نہیں ہونا کہ میں کر لوں گا جس نے میٹنگ convene کرنی ہے وہ پتا نہیں کوئی سرکاری افسر ہو گا؟

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، بس ٹھیک ہے۔ جی، رانا صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں اس کمیٹی کے متعلق تفصیل معلوم کر کے ان کو اس بات کا پابند کروں گا کہ وہ حسن مرتضیٰ صاحب اور بشریٰ گردیزی صاحبہ سے بھی ان کی input لیں اور ان کی guidance سے استفادہ کریں لیکن یہ ٹھیک ہے کہ ڈیپارٹمنٹ اپنے طور پر کرے گا اور کمیٹی اپنے طور پر کرے گی لیکن میں سمجھتا ہوں کہ اس ہاؤس کے پاس اور ان محترم معزز ممبران کے پاس جو اس سلسلے میں contribute کرنا چاہتے ہیں بڑا short راستہ یہ ہے کہ جو پرائیویٹ سکول رجسٹریشن ایکٹ ہے اس ایکٹ میں جو معیار ان سکولوں کو رجسٹرڈ کرنے کا یا ان کا وہ معیار جس کے تحت رجسٹرڈ ہو سکتے ہیں یہ اس میں amendment لے آئیں اور یہ پرائیویٹ ممبرز ڈے پر بل لے آئیں اور یہ بڑا short cut method ہو گا اور میں سمجھتا ہوں کہ اس میں ڈیپارٹمنٹ اور وہ کمیٹی بھی motivate ہو گی اور اس ہاؤس کی بھی contribution ہو گی۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اس میں آپ start کمیٹی کا ممبر بن کر کریں اور باقی کام پھر ہوتے رہیں گے۔ بہت شکریہ۔ شیخ صاحب! میری بات سنیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میری تحریک التوائے کار نمبر 136 اور 244 prior numbers ہیں وہ میں کہنا چاہ رہا ہوں کہ اس پر لاء منسٹر صاحب نے statement دینی ہے اور کل شام تک انہوں نے کوئی فیصلے کئے ہیں وہ انہوں نے بتانے ہیں جو کہ ریکارڈ پر آنے چاہئیں، اگر آپ مناسب سمجھتے ہیں تو ان کو لے آئیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میں ابھی لے کر آتا ہوں۔ جی، اب اگلی تحریک التوائے کار نمبر 259/09 سید حسن مرتضیٰ صاحب!

حلقہ پی پی۔74 چنیوٹ میں گندے نالے کی وجہ سے بیماریوں کا پھیلاؤ

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ فیصل آباد سے ایک سیم نالا نکلتا ہے جو میرے حلقہ سے گزرتا ہوا دریائے چناب میں گرتا ہے۔ اس نالے میں گندہ پانی ہوتا ہے اور مختلف انڈسٹریز کا پانی بھی اس میں شامل ہوتا ہے جس سے اس نالے کے ارد گرد زیر زمین پانی بھی بہت زیادہ زہریلا ہو چکا ہے جس کی وجہ سے اس نالے کے گردونواح کے بہت سارے لوگ مختلف بیماریوں کا شکار ہیں اور صرف میرے حلقہ پی پی۔74 چنیوٹ میں اس نالے کے ارد گرد 35 ایسے دیہات ہیں جن کے باسی زیر زمین پانی پینے سے ہیپاٹائٹس جیسے موذی مرض میں مبتلا ہیں اور خاندان کے خاندان تباہ ہو گئے ہیں۔ میں پہلے بھی اس نالے کے بارے میں عرض کر چکا ہوں کہ اس کا کوئی بندوبست کیا جائے یا پھر جو دیہات اس نالے سے affected ہیں وہاں پینے کے پانی کے لئے filtration plants کا انتظام کیا جائے لیکن تاحال کوئی شنوائی نہیں ہوئی۔ اب دن بدن صورتحال خراب سے خراب تر ہوتی جا رہی ہے اور اس آلودہ پانی کے استعمال سے ایک ایک گھر کے کئی کئی افراد اس دنیا سے کوچ کر گئے ہیں جس سے پورے علاقے اور بالخصوص میرے حلقہ کے لوگوں میں شدید بے چینی اور اضطراب پایا جاتا ہے۔ لہٰذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ اس پر پہلے بھی بات ہوئی ہے تو فیصل آباد کی جتنی بھی فیکٹریاں ہیں ان کا پانی direct اس نالے میں ڈال دیا جاتا ہے کوئی treatment plants نہیں لگے ہوئے اور اس کیمیکل والے پانی سے میرے حلقے کی ساری زمینیں تباہ ہو رہی ہیں۔ وہی پانی overflow کر کے کھیتوں میں بھی جاتا ہے جس سے فصلیں بجائے بہتر ہونے کے خراب ہو رہی ہیں۔ زمینیں بنجر ہوتی جا رہی ہیں۔ ہمارا زیر زمین پانی بھی اس وجہ سے affect ہو رہا ہے اور وہاں پر آپ کوئی سروے کروا لیں بلکہ ایک سروے رپورٹ یہاں آئی بھی ہے شاید وہ ہو تو وہاں کے لوگ پینے کے پانی کو ترستے ہیں اور ایک

وقت ایسا تھا کہ ہمارے علاقے کا زیر زمین پانی اتنا میٹھا تھا، سٹی فیصل آباد کو میرے علاقے سے پانی اب بھی جارہا ہے۔ اس سے ہمارا بڑا نقصان ہو رہا ہے۔ مہربانی فرما کر اس پر آپ ایسی ruling دیں یا حکومت کو کہیں کہ اس پر کوئی ایسا پروگرام بنائے جس سے ہمارے علاقے کی بہتری ہو سکے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، لا منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس میں جو ہاؤسنگ ڈیپارٹمنٹ نے جواب دیا ہے ان کا یہ کہنا ہے کہ فیصل آباد سے جو سیم نالا گزرتا ہے اور دریائے چناب میں گرتا ہے اس کا نام "پہاڑنگ ڈرین" ہے ان فیکٹریوں کا واسا کے ساتھ کوئی تعلق نہیں اور محکمہ انہار کی ملکیت ہے۔ یہ چک جھمرہ سے شروع ہوتا ہے اس کے کنارے ان گنت پرائیویٹ فیکٹریاں تعمیر ہو چکی ہیں جن کا untreated water اس میں گرتا ہے۔ واسا نے سو ایکڑ رقبہ پر treatment ponds بنائے ہیں جس کی وجہ سے disposal کا پانی treat ہو کر پہاڑنگ ڈرین میں گرتا ہے اور نقصان دہ نہیں ہوتا۔ محکمہ ہاؤسنگ نے تو یہ کہا ہے کہ mover نے جو allege کیا ہے اس سے ان کا کوئی تعلق نہیں ہے۔ یہ پرائیویٹ فیکٹریاں ہیں ان کا untreated پانی جو ہے وہ اس نالے میں گرتا ہے لیکن جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ ان دیہات میں جن کا ذکر اس تحریک میں کیا گیا ہے کہ وہاں پر پینے کے پانی کا انتظام نہیں ہے اور وہاں پر یہ انتظام ہونا چاہئے اس کو ڈیپارٹمنٹ بھی تسلیم کرتا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس کی ایک یادداشت گورنمنٹ کو علیحدہ سے جو Local Government under Rural Development ہے ان کو بھجوا دیتے ہیں تاکہ وہ اس سلسلے میں کوئی سکیم بنا کر اس علاقے کے مکینوں کے لئے پینے کے صاف پانی کا انتظام کر دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میں سمجھتا ہوں کہ اس میں دو چیزیں ہیں۔

شیخ علاؤالدین: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شیخ صاحب! یہ ان کی بات ہو رہی ہے، آپ تشریف رکھیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میری ایک بات سن لیجئے۔ میں ایک بات کہنا چاہتا ہوں۔ حسن مرتضیٰ صاحب جو بات کر رہے ہیں یہ بالکل ٹھیک ہے۔ اس میں Environmental Act 1997 موجود ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اگر آپ میری بات سن لیتے تو یہی بات میں ان کو کہنے لگا تھا۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! یہ ان کو ایک درخواست دے دیں، آج ابھی ایکشن ہو سکتا ہے۔ آپ کا Environmental Protection Department فیکٹریاں بند کروا رہا ہے۔ میں صرف یہ چاہ رہا ہوں کہ یہ اس محکمے کو refer کر دی جائے میں اور کچھ نہیں کہہ رہا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: رانا صاحب! میں بھی جو بات کرنے لگا تھا وہ یہ تھی کہ اس وقت 1997 کا ایکٹ موجود ہے اور اگر فیکٹریوں کا پانی اس طرح سے جا رہا ہے تو ان پر باقاعدہ کارروائی ہو سکتی ہے اور فیکٹریاں bound ہیں کہ وہ پانی کا treatment کر کے اس کو آگے بھیجیں اس کے بغیر تو وہ بھیج ہی نہیں سکتیں۔ آپ اس مسئلے کو Environmental Protection Agency کو بھیجیں اور اس کے ساتھ ساتھ لوکل گورنمنٹ کو بھی بھیجیں تاکہ وہ اس مسئلے کو فوری طور پر دیکھ سکیں۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! جس طرح لاء منسٹر صاحب بتا رہے ہیں اب بھی وہاں پر نئی فیکٹریاں لگ رہی ہیں۔ اگر انہیں گورنمنٹ کی اس بے بسی کا اندازہ ہو گیا کہ جو فیکٹریاں لگ گئی ہیں انہیں روک ہی نہیں سکتے۔ میرے گاؤں میں ایک مدینہ شوگر مل لگی اس وقت کے گورنر خالد مقبول صاحب بھی اس میں پارٹنر تھے، لوگ چیخ و پکار کرتے رہے کہ ہم نے فیکٹری کا پانی سیم نالے میں نہیں ڈالنے دینا انہوں نے مدینہ شوگر مل اور گھی مل کا گندہ پانی پولیس کے ذریعے زبردستی سیم نالے میں ڈال دیا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، سید حسن مرتضیٰ صاحب! اس کا بہترین حل یہی ہے کہ اس کو فوری طور پر Environmental Protection Agency کو بھیجا جائے اور ساتھ ساتھ لوکل گورنمنٹ کو بھی اور لاء منسٹر صاحب اس کی رپورٹ منگوا کر آپ کے ساتھ share کر لیں۔ بہت شکریہ، تشریف رکھیں۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! انہیں یہ فیکٹریاں بند کرنے کے احکامات صادر فرمائے جائیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: سید حسن مرتضیٰ صاحب! آپ میری بات کو follow نہیں کر رہے۔ اس بارے میں باقاعدہ لاء موجود ہے جو اس کی violation کر رہا ہو گا وہ خود بخود اس شکنجے میں آ جائے گا، صرف اور صرف اس کو point out کرنا تھا جو آپ نے کیا ہے اور جب یہاں سے letter جائے گا تو باقاعدہ کارروائی کے بعد ہی یہاں پر رپورٹ آئے گی۔

سید حسن مرتضیٰ: بہت شکریہ۔ میں جناب کی وساطت سے لاء منسٹر صاحب سے پوچھوں گا کہ کیا وہ یہ letter بھیجیں گے؟ (قہقہے)

لاء منسٹر صاحب ہنس پڑے ہیں، مجھے امید ہے کہ وہ بھجوا دیں گے۔

سرکاری ہسپتالوں میں ناقص ادویات کی فراہمی

جناب ڈپٹی سپیکر: اب شیخ علاؤالدین کی تحریک التوائے کار نمبر 272/09 ہے یہ 19-10-09 کو move ہوئی تھی اور آج تک کے لئے pending کی گئی تھی اور اس کے ساتھ ساتھ وہ بتا رہے ہیں کہ ان کی پہلے بھی کچھ تحاریک التوائے کار آج کے لئے pending کی گئی تھیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! کل سیکرٹری ہیلتھ سے محترم شیخ علاؤالدین صاحب کی sitting ہو گئی ہے اور اس میں جس طرح سے معاملات طے ہوئے ہیں میں ensure کروں گا کہ اس کے مطابق ہی انجام پائیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، شیخ صاحب!

شیخ علاؤالدین: ٹھیک ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اب اس کو pending کریں یا dispose of کر دیں؟

شیخ علاؤالدین: جس تحریک کا آپ نے ابھی فرمایا ہے اس پر سیکرٹری ہیلتھ نے کہا ہے کہ ہم نے ان کمپنیوں کی دوائیاں واپس کر دی ہیں اور انہوں نے admit کیا ہے کہ ٹی بی کی دوائیاں substandard ہیں۔ لاء منسٹر صاحب بھی وہاں موجود تھے باقی بھی انہوں نے جو فیصلے کئے ہیں اگر وہ بھی ہو جاتے ہیں، میں اس میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ انہوں نے Thalassaemia پر بھی کہا ہے کہ ہم اس کو ہر تحصیل level تک لے کر جائیں گے اور اس کے علاوہ انہوں نے زہریلے دودھ کے بارے میں کہا ہے کہ چونکہ لوکل گورنمنٹ سسٹم جا رہا ہے اب ہیلتھ ڈیپارٹمنٹ اس کو مانیٹر کرے گا through the testing laboratories یہ باتیں لاء منسٹر صاحب سے میری اور ان کی ہوئی ہیں میں ان کو floor پر لا رہا ہوں۔ لاء منسٹر صاحب دیکھ لیں جو بھی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ٹھیک ہے، پھر تحریک التوائے کار نمبر 258,259,272 تینوں dispose of کی جاتی ہیں۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 304/09 خواجہ محمد اسلام صاحب کی ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔ It is disposed of. اگلی تحریک التوائے کار نمبر 305/09 بھی خواجہ محمد اسلام صاحب کی ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔ It is disposed of. اگلی تحریک التوائے کار نمبر 309/09 جناب محمد طارق امین ہوتیانہ صاحب کی ہے، پیش کریں۔

جناب محمد طارق امین ہوتیانہ: جناب سپیکر! جو متعلقہ ای ڈی او ہیں وہ میرے پاس آکر وضاحت کر گئے تھے۔ میں اس پر بحث نہیں کرنا چاہتا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: چلیں جی، disposed of۔ اس کے بعد تحریک التوائے کار نمبر 310/09 میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا صاحب!

فیصل آباد پولیس کی فرائض سے غفلت اور ہٹ دھرمی

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمن رانا: جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ مورخہ 23-6-2009 کو ایک عدد جھوٹا اور بے بنیاد پرچہ تھانہ صدر جڑانوالہ میں درج کیا گیا اور بیس آدمیوں کو حراست میں لیا گیا اور مہر ارشاد انسپکٹر نے تفتیش کی اس کے بعد اس کیس کی تفتیش ایس ایچ او میاں عابد نے شروع کی۔ دوران تفتیش شامند ولد سید قوم لڑکے پر تشدد کیا گیا جس سے وہ بے ہوش ہو گیا تو اس کے ساتھی اور پولیس والے اسے ہسپتال لے گئے جہاں وہ فوت ہو گیا۔ لواحقین کے اصرار کے باوجود پولیس پرچہ درج کرنے کے لئے تیار نہ تھی اور سینئر پولیس افسران لوگوں کو ڈراتے دھمکاتے رہے اور لالچ دیتے رہے۔ پولیس کے انکار پر علاقہ کے لوگوں نے جڑانوالہ لاہور روڈ بلاک کر دی جو اگلے دن دوپہر دو بجے تک بلاک رہی اس کے بعد پولیس نے پرچہ درج کیا تب سڑک کھل سکی۔ ابھی تک پولیس متوفی کے لواحقین کو ڈرا دھمکا کر پرچہ سے دستبردار کروانے کی کوشش کر رہی ہے اور ملزمان گرفتار نہ ہوئے ہیں۔ پولیس کے رویے کی بڑی وجہ ضلع فیصل آباد کے سینئر پولیس افسران کا رویہ ہے جس مہینے میں نے یہ تحریک دی تھی اسی مہینے کا ذکر ہے کہ اس ضلع کی لاء اینڈ آرڈر کی میٹنگ میں متعدد ایم پی ایز پولیس کی بے راہ روی CCPO کے نوٹس میں لاتے ہوئے واک آؤٹ کر گئے جس کی CCPO نے کوئی پروانہ کی۔ خصوصاً اُن کی توجہ FIR نمبر 479 بتاریخ 4-6-2009 کی طرف دلائی گئی جو کہ یہ پرچہ ہائی کورٹ کے حکم پر SHO تھانہ لنڈیانوالہ کے خلاف درج ہوا تھا۔ پرچہ درج ہونے کے بعد ملزم گرفتار نہ ہوئے بلکہ یہ شخص باقاعدہ SHO کی ڈیوٹی کرتا رہا۔ توجہ دلانے کے باوجود CCPO نے کوئی کارروائی نہ کی جس سے پولیس کے ماتحت افسران کا غیر قانونی کام کرنے کا حوصلہ بڑھا۔ یہ بھی قابل ذکر بات ہے کہ میرے حلقہ میں پولیس کی زیادتی اور غفلت کی وجہ سے جرائم میں بے حد اضافہ ہوا ہے۔ گزارش ہے کہ میرے حلقہ میں کچھ عرصہ کے لئے ایماندار اور محنتی SHO تعینات کر کے جرائم پر

کنٹرول میں مدد کی جائے۔لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر!میں اس میں تھوڑی سی وضاحت کرنا چاہوں گا۔یہ تحریک 25۔جون 2009 کو پیش ہوئی تھی اس کے بعد اس تحریک کے اندر on ground کافی changes آئیں یعنی جو میں نے کہا کہ وہ پرچہ دبانے کی کوشش کر رہے ہیں متوفی کے لواحقین نے already پرچہ withdraw کر لیا ہوا ہے۔مجھے جو خدشہ تھا وہ پورا ہو چکا ہے۔اس تحریک کی بڑی اچھی مثال ہے کہ 25۔جون کو یہ تحریک دی اور آج 21۔اکتوبر کو آرہی ہے۔میں سنتا آیا تھا کہ Justice delayed is justice denied and here the justice has been delayed and it has been denied also to public of my area. اس کے بعد میں اور میرے حلقے کا ایم این اے CCPO کے پاس گئے کہ جس آدمی پر پرچہ ہے وہ آپ کی یا تفتیش کی نظروں میں چاہے بے گناہ ہے یا گناہ گار کم از کم اسے اس علاقہ سے out post کر دیا جائے تاکہ جن کا آدمی مرا ہے ان کے زخموں پر نمک نہ چھڑکا جائے لیکن اس CCPO نے مجھے اور میرے ایم این اے کو جواب دیا کہ میں نے اس آدمی کو اسی علاقے میں post کرنا ہے۔میں پولیس کے اس رویے کو زیر بحث لانا چاہتا ہوں، گو آئی جی صاحب کی مہربانی سے وہ SHO وہاں سے out post ہو گیا تھا لیکن بات یہ ہے کہ اس حلقے اور اس ضلع میں ہمارا مسئلہ حل کیوں نہ ہو سکا؟ لاء منسٹر صاحب بخوبی واقف ہیں۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: رانا صاحب!میں بار بار معزز ممبران سے بات کرتا ہوں کہ تحاریک التوائے کار پر نہ تو short statement ہو سکتی ہے اور نہ بحث۔اس کے لئے باقاعدہ ایک طریق کار وضع ہے۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمن رانا: جناب سپیکر!میں بحث نہیں کر رہا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ کی بات آگئی ہے۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمن رانا: جناب سپیکر!کیونکہ اس میں کافی changes آچکی ہیں اس لئے میں وہ explain کر رہا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ جو بات کر رہے ہیں اس کے مطابق تو آپ کی تحریک التوائے کار بنتی ہی نہیں ہے۔اس کے مطابق تو آپ کو نئی تحریک لانی چاہئے۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمن رانا: جناب سپیکر!میری تحریک التوائے کار بنتی ہے چونکہ میں نے ان چیزوں کو جون میں point out کر دیا تھا اور یہ تحریک جون میں ہی آجانی چاہئے تھی لہذا مجھے تو طریق

کار پر بھی اختلاف ہے اور میں اسمبلی میں روزانہ بات کرتا ہوں باقی دوستوں نے بھی آج بات کی ہے کہ کوئی ایسا طریق کار بنایا جائے کہ ایسی emergent چیزیں اسی وقت نمٹا دی جائیں۔لاء منسٹر صاحب نے اس وقت partially مدد کی تھی حالانکہ وہ معطل نہیں ہو رہا تھا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ تشریف رکھیں اور مجھے لاء منسٹر صاحب کو سن لینے دیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میجر صاحب طریق کار کی بات کر رہے ہیں لیکن اس بات سے انکار نہیں کر سکیں گے کہ جس دن یہ واقعہ پیش آیا اس دن انھوں نے زبانی میرے ساتھ بات کی کہ وہاں اس طرح واقعہ ہو گیا ہے تو میں نے کہا کہ آپ اسے take up کریں تو انھوں نے دوسرے دن اسے take up کیا اور اسے out of turn لیا گیا۔اس کے بعد اس پر جو بھی action ہونا تھا ان کا پہلا یہ مطالبہ تھا کہ یہ مقدمہ درج کیا جائے۔جب مقدمہ درج ہو گیا تو پھر ان کا مطالبہ تھا کہ اس SHO کو وہاں سے post out کیا جائے۔آگے سے محکمے کا موقف یہ تھا کہ جب پرچہ درج ہو گیا ہے تو اس کی independent تفتیش کروا لینے دی جائے اور اگر وہ گناہ گار ہوا تو نہ صرف اسے post out کریں گے بلکہ arrest بھی کیا جائے گا۔مقدمہ درج ہو گیا، SHO post out ہو گیا بلکہ معطل بھی ہو گیا۔ اس کے بعد اس مقدمے کے مدعی جن کی خاطر انھوں نے یہ معاملہ اٹھایا غالباً وہ ان کے حلقے سے بھی ہیں اب اگر وہ ان کی دسترس میں نہیں رہے اور بیٹھ گئے ہیں تو انھوں نے سارا ملبہ حکومت پر ڈال دیا ہے justice delay فلاں جسٹس، فلاں جسٹس میں سمجھتا ہوں کہ میجر صاحب کو تو اس بات کو appreciate کرنا چاہئے تھا کہ جب انھوں نے یہ معاملہ اٹھایا تو اس پر required action اسی وقت ہو گیا۔اگر آج اس کی routine میں باری آئی ہے تو اس میں انھوں نے جو مطالبات کئے تھے ان پر تو اسی وقت عمل ہو گیا تھا۔اگر یہ مدعی اسے معاف نہ کرتے تو میرے خیال میں وہ آدمی معطلی کے آگے dismissal کی طرف چلا جاتا۔لہٰذا اس میں required action ہو چکا ہے۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: جناب سپیکر! میں تھوڑی سی وضاحت کرنا چاہوں گا۔میں بات کر رہا تھا لیکن آپ نے مجھے حکم دیا کہ بیٹھ جائیں۔میں یہی وضاحت کرنے والا تھا کہ میں لاء منسٹر صاحب کا شکر گزار ہوں، انھوں نے یہاں تک ضرور مدد کی کہ پرچہ درج ہوا، وہ ایس ایچ او معطل ہوا لیکن میں پندرہ دن کے بعد کی بات کر رہا ہوں کہ پندرہ دن تک اس جگہ پر کوئی ایس ایچ او نہیں آیا کیونکہ CCPO نے یہ فیصلہ کر دیا تھا کہ اس نے اسے وہیں بھیجنا ہے۔میں آپ کو اس بات پر لا رہا تھا لیکن مجھے بیٹھنے کا حکم دیا گیا۔میں لاء منسٹر صاحب کا مشکور ہوں کہ انھوں نے اس وقت میری مدد کی اور بروقت شنوائی

ہوئی لیکن میں overall رویے کو زیر بحث لانا چاہتا ہوں۔اس لئے میں چاہتا ہوں کہ میری تحریک التوائے کار منظور کی جائے تاکہ اس میں پولیس کے سینئر افسران کے رویے پر مزید روشنی بھی ڈالی جاسکے۔اب لاء منسٹر صاحب نے اس چیز کو خود تسلیم کر لیا ہے کہ وہ میری دسترس میں نہیں رہے۔میں عرض کرتا ہوں کہ آج میں نے وردی نہیں پہنی ہوئی اور انھوں نے وردی پہنی ہوئی تھی اس لئے وہ ان کی دسترس میں چلے گئے۔میں یہی بات notice میں لانا چاہتا ہوں جو کہ لاء منسٹر صاحب نے قبول کر لی ہے۔میں پھر استدعا کرتا ہوں کہ میری تحریک التوائے کو منظور کرتے ہوئے اس پر بحث کے لئے دن مقرر کیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میجر صاحب نے جو next بات کی ہے میں اس سلسلے میں کہنا چاہتا ہوں کہ اس وقت جو CCPO تھے جنھوں نے ان کے ساتھ اس قسم کا رویہ اپنایا جب ان کے ساتھ ان کا ایسا رویہ تھا تو باقی معاملات میں ان کا رویہ درست نہیں تھا اس لئے اس CCPO کو بھی OSD بنا دیا گیا ہے اس کے بعد اب یہ اس پر کیا بحث کرنا چاہتے ہیں؟ یہ Chair یا House کو سمجھا دیں تو مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میجر صاحب! آپ کے دو issues تھے وہاں سے CCPO بھی جا چکا ہے اور SHO بھی جا چکا ہے اور جو overall ایڈمنسٹریشن کی بات ہے اس سلسلے میں آپ رانا صاحب سے مل لیں۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: میری استدعا ہے کہ individual کو نہ لیا جائے میں نے دو تین stances اسی لئے quote کئے ہیں جو عام رویے کو ظاہر کرتے ہیں اور میں اس پر بحث چاہتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔ میں اسے dispose of کرتا ہوں۔آپ لاء منسٹر صاحب کو مل لیجئے گا۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: سر تسلیم خم۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شکریہ۔اگلی تحریک التوائے کار نمبر 315/2009 محترمہ فرح دیبا صاحبہ کی طرف سے ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہذا یہ dispose of کی جاتی ہے۔اگلی تحریک التوائے کار نمبر 323/2009 جناب جوئیل عامر سہوترا صاحب کی طرف سے ہے۔۔۔ موجود نہیں لہذا یہ تحریک التوائے کار dispose of کی جاتی ہے۔اگلی تحریک التوائے کار نمبر 324/2009 بھی جناب جوئیل عامر

سہوترا صاحب کی طرف سے لیکن وہ موجود نہیں ہیں لہذا یہ بھی dispose of کی جاتی ہے۔اگلی تحریک التوائے کار نمبر 2009/325 راؤ کاشف رحیم خان صاحب کی طرف سے ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں اس لئے یہ بھی dispose of کی جاتی ہے۔اگلی تحریک التوائے کار نمبر 2009/326 ڈاکٹر فائزہ اصغر، ڈاکٹر سامیہ امجد، محترمہ آمنہ جہانگیر، میاں شفیع محمد صاحب کی طرف سے ہے۔

گنگارام ہسپتال انتظامیہ کی غفلت سے نئی الٹرا ساؤنڈ مشین کا ناکارہ ہونا

ڈاکٹر سامیہ امجد: شکریہ۔جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتی ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ "وقت" مورخہ 2009-7-2 کی خبر کے مطابق سیمز پروگرام کے تحت گنگارام ہسپتال لاہور کی ایمرجنسی کے لئے لائی جانے والی لاکھوں روپے مالیت کی انتہائی اہم الٹرا ساؤنڈ کی جدید کلر ڈویلپر مشین انتظامی غفلت کے باعث سٹور میں پڑی زنگ آلود ہو رہی ہے جب کہ ہسپتال انتظامیہ کی جانب سے مشین کی تنصیب نہ کئے جانے پر روزانہ درجنوں زچگی اور دیگر امراض کے مریض خوار ہو رہے ہیں اور شدید تکلیف میں بھی الٹرا ساؤنڈ کے لئے کئی کئی دن انتظار کرنے پر مجبور ہیں۔تفصیل کے مطابق سیمز پروگرام کے تحت ٹیچنگ ہسپتالوں کی ایمرجنسی کو اپ گریڈ کرنے کے لئے کروڑوں روپے کی لاگت سے ان کی نئی بلڈنگز کو تعمیر کیا گیا تھا اور ان میں مریضوں کی سہولت کے لئے جدید آلات کی تنصیب اس لئے کی گئی تھی کہ مریضوں کو مسائل کا سامنا نہ کرنا پڑے اسی طرح گنگارام ہسپتال جو زچہ بچہ کے حوالے سے ایک انتہائی اہم ہسپتال جانا جاتا ہے اور اس کی ایمرجنسی میں زچگی کے سلسلہ میں روزانہ 100 کے قریب خواتین کے علاوہ دیگر مریض بھی آتے ہیں جنھیں ایمرجنسی الٹرا ساؤنڈ کی ضرورت ہوتی ہے۔ گنگارام ایمرجنسی کی تعمیر کے ساتھ ہی مریضوں کے مرض کی تشخیص کے لئے تقریباً 35 لاکھ روپے کی لاگت سے سیمز پروگرام کے تحت جدید کلر ڈویلپر الٹرا ساؤنڈ مشین خریدی گئی تاکہ اس کی تنصیب ایمرجنسی میں کی جائے لیکن ایک سال سے زیادہ عرصہ گزرنے کے باوجود اس کی تنصیب نہ کی گئی ہے اور وہ سٹور میں پڑی ہے۔ایک ناکارہ مشین کو درست کر کے لگایا گیا تھا تاکہ عارضی طور پر وہاں آنے والوں کو سہولت دی جائے جس کے غیر شفاف نتائج کے باعث مریض سمیت ڈاکٹروں کو علاج و تشخیص میں مسائل کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ماہرین کے مطابق جدید ایمرجنسی میں آنے والے مریضوں کی سرجری کرنے کے فیصلہ کے لئے یہ مشین ضروری ہے۔ روزانہ ایمرجنسی میں آنے والے مریضوں میں سے 20 فیصد تک مریض ایسے ہوتے ہیں جنھیں الٹرا سلوگرافی کی ضرورت ہوتی ہے اور مشین کے نہ ہونے

کے باعث ایمر جنسی میں آنے والے مریضوں کو تکلیف کی حالت میں کئی کئی روز انتظار کرنا پڑتا ہے۔ لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! متذکرہ الٹرا ساؤنڈ کی جدید کلر ڈویلپر مشین متعلقہ فرم کی طرف سے ضروری کاغذات کے بغیر supply کی گئی تھی جبکہ ریڈیالوجی ڈیپارٹمنٹ میں ایک ڈویلپر مشین پہلے سے کام کر رہی ہے جس کو Specialists Doctors اپنی پوری استعداد کے ساتھ استعمال کر رہے ہیں۔ ایمر جنسی اور کارڈیالوجی ڈیپارٹمنٹس مکمل طور پر کام کر رہے ہیں اور مریضوں کو اس سلسلے میں کسی دقت کا سامنا نہیں کرنا پڑتا۔ یہ ڈویلپر مشین کو inspection کے بغیر متعلقہ شعبہ کو نہیں دیا جا سکتا تاکہ اس کے نقائص کی نشاندہی قبل از وقت ہو سکے۔ متذکرہ ڈویلپر مشین کی inspection ابھی ممکن نہیں ہے کیونکہ فرم نے اس سے منسلک یو۔پی۔ایس ابھی تک supply نہیں کیا، جبکہ ہسپتال اس سلسلے میں ان سے مسلسل رابطے میں ہے اور ریڈیالوجی ڈیپارٹمنٹ کے پروفیسر سے مشورہ کے بعد اس مشین کو جلد ہی استعمال میں لایا جائے گا۔ متعلقہ سٹور کیپر کو نوکری سے معطل کر دیا گیا ہے اور اس کے خلاف انکوائری کی جا رہی ہے جبکہ متعلقہ فرم کے خلاف کارروائی زیر غور ہے۔ مزید برآں ہسپتال کی انتظامیہ ریڈیالوجی ڈیپارٹمنٹ کو مکمل طور پر جدید آلات سے آراستہ کرنے کے لئے کوشاں ہے۔ C.T Scan کا 24 گھنٹے کام کرنا، MRI کی تنصیب اور اس کی اہلیت حاصل کرنے کے ساتھ ساتھ بہتر سہولیات کی فراہمی ہسپتال کی کوششوں کا غماز ہے۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! میں اس جواب سے مطمئن نہیں ہوں۔ مجھے تو یہ بات سمجھ نہیں آئی کہ 35 لاکھ روپے کی نئی مشین کے نقائص کو چیک کرنے کا کیا مقصد ہے، یہ کس قسم کی بات ہے؟ جب 35 لاکھ روپے کی مشین فروخت کی جاتی ہے تو اس کو بجلی لگا کر چیک نہیں کیا جاتا کہ وہ on ہو گی یا نہیں۔ ایک تو مجھے یہ بات ذرا عجیب سی لگی ہے۔ دوسرا یہ کہ اگر اس میں کوئی irregularity نہیں تھی تو پھر ڈاکٹروں سے کس چیز کی تفتیش ہو رہی ہے؟ کل City-42 پر بات ہو رہی تھی کہ گنگا رام ہسپتال، فاطمہ جناح میڈیکل کالج میں ایک جنریٹر A.C چلانے کے لئے انہی کی حکومت نے دیا تھا لیکن یہ کروڑوں روپے کا جنریٹر بھی آج تک وہاں پر install نہیں ہو سکا۔ یہ انتظامی غفلت کی بات ہے۔ میں اس جواب کو کیسے مان لوں؟ اگر آپ ہاؤس کے floor پر بحث نہیں کرنے دیں گے اور ہر سوال اسی طرح ٹال دیا جائے گا تو پھر بہتری کیسے ہو گی؟ میں بالکل اس جواب سے مطمئن نہیں ہوں۔ آپ گنگا رام

ہسپتال کو example بنا کر اسی حوالے سے انکوائری کروالیں۔ آپ کو کروڑوں روپے کی ایسی مشینری ملے گی جو کہ supply تو کی گئی ہے لیکن unused پڑی ہے۔ انہوں نے جو اتنے مہنگے A.C install کئے ہیں اگر ان کو بھی چیک کر لیں تو میرا challenge ہے کہ اس میں کبوتروں نے انڈے دے دیئے ہوں گے۔ میرے کہنے کا مقصد یہ ہے کہ جب ہم نے ان کو اتنا کچھ فراہم کیا ہے، ہم نے ایک لمبے چوڑے procedure سے aid حاصل کی۔ چاہے وہ کسی بھی حکومت نے کی ہے، ان کی حکومت نے کی ہے یا ہماری حکومت نے کی ہے تو اس کے بعد ایسے ہی کہہ دینا کہ یہ انتظامی غفلت ہے۔ یہ کسی طرح سے بھی مناسب نہیں ہے۔ یہ کہنا کہ 35 لاکھ روپے مالیت کی مشین کو چیک کئے بغیر لگایا نہیں جا سکتا۔ میں کہتی ہوں کہ This is a very lame excuse اتنے اہم مسئلے کو کہ جس میں قوم کا بہت زیادہ پیسا لگا ہوا ہے اس طرح سے ignore نہ کیا جائے۔ یہاں پر آپ نے ایک دفعہ پہلے بھی رولنگ دی تھی کہ ایم۔پی۔اے صاحبان کو تمام institutions کے Management Boards میں ممبر بنایا جائے گا۔ یہ اسی لئے کہا گیا تھا کہ ان کے جو اس قسم کے مسائل ہیں، ان کے خلاف جو رپورٹس آتی ہیں ان کے بارے میں وہ اسمبلی کو جواب دہ ہوں۔ اگر ہم اس طرح کے ایک lame excuse اور لکھے ہوئے جواب کو accept کر لیں گے تو پھر ہمارا یہاں اتنی باتیں کرنے کا کیا مقصد ہے؟ تحریک التوائے کار پر irresponsible department کی طرف سے یہ جو ایک lame excuse آ رہا ہے مجھے کم از کم منظور نہیں ہے، نہ مجھے سمجھ آیا ہے اور نہ ہی میں اس جواب سے مطمئن ہوں۔ یہ کیا بات ہوئی کہ 35 لاکھ روپے کی مشین کو پہلے چیک کریں گے؟ پھر ان بے چارے ڈاکٹروں کا کیا قصور ہے کہ جن کی انکوائری ہو رہی ہے؟ آپ کی رولنگ کہاں چلی گئی؟ اسمبلی یا کوئی ایم۔پی۔اے کیوں نہیں پوچھ سکتے؟ آپ اس تحریک پر بحث کروائیں۔ نہ صرف گنگا رام ہسپتال کی مشین بلکہ تمام وہ مشینیں، اے۔سی، جنریٹرز جو حکومت ان اداروں کو سپلائی کرتی ہے ان کی accountability کی جائے۔ لہذا میں یہ گزارش کروں گی کہ اس تحریک پر بحث رکھوائیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ڈاکٹر صاحبہ! ابھی آپ جو بحث کر رہی ہیں یہ نہیں ہو سکتی۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! میں تو assist کر رہی ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: نہیں، آپ assist بھی نہیں کر سکتے۔ آپ نے تحریک التوائے کار move کی، ایک point raise کیا اور وزیر قانون صاحب نے اس کا مفصل جواب دے دیا ہے۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! پلیز، پھر بتائیں کہ ہم کیا کر سکتے ہیں؟ اس طرح سے تو یہ تحریک التوائے کار dispose of ہو جائے گی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: دیکھیں، اگر آپ چاہتی ہیں کہ اس پر بحث ہو تو اس کا ایک طریق کار ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! محترمہ نے جس خدشہ کا اظہار کیا ہے میں ان کی خدمت میں عرض کروں گا کہ یہ مافیا جو کہ ہسپتالوں کو machines، ادویات، کروڑوں روپے کے ایئر کنڈیشنز اور دوسری چیزیں سپلائی کرتا ہے بڑا strong ہے۔ یہ بالکل دو نمبر اور defective چیزیں سپلائی کرتے ہیں اور اس کے بعد مختلف طریقوں سے press and stress کر کے چیزوں کو clear کرواتے ہیں۔ اس ڈویلپر مشین کے ساتھ یو۔پی۔ایس اور دوسرے documents متعلقہ فرم نے سپلائی نہیں کئے، جن کے بغیر اس مشین کی inspection نہیں ہو سکتی اور جب تک inspection نہیں ہو گی اس وقت تک یہ clear نہیں ہو گی۔ جب clear نہیں ہو گی تو پیسے نہیں ملیں گے۔ اب سارا شور تو اسی بات کا ہے کہ one way or the other انھوں نے اب یہ راستہ اختیار کر لیا ہے کہ ہم اس طرح سے pressure ڈلوا کر اس کو clear کروائیں اور پیسے حاصل کریں۔ میں سمجھتا ہوں کہ ڈاکٹر صاحبہ کی بات بالکل درست ہے کہ یہ بڑا قیمتی پیسا ہے اور پھر مریضوں کا معاملہ ہے۔ جب ہسپتال میں already کام چل رہا ہے تو اس مشین کو without inspection وہاں پر install نہیں ہونا چاہئے۔ اس کی clearance کے بعد ہی اس فرم کو payment ہونی چاہئے۔ جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ اس کو عرصہ زیادہ ہو گیا ہے تو میں آج ہی ڈیپارٹمنٹ سے کہوں گا کہ اس inspection کے معاملے کو فوری طور پر solve کیا جائے۔ اگر وہ documents produce کرتے ہیں تو آپ اس کی inspection کریں اور اس کو clear کریں یا reject کریں لیکن اگر وہ documents produce نہیں کرتے تو پھر آپ اس مشین کو واپس کر دیں۔ اس معاملے کو زیادہ دیر prolong نہ کریں۔ میں یہ کہوں گا کہ ہمیں یہاں سے یہ تاثر نہیں دینا چاہئے کہ یہ مشینیں، ایئر کنڈیشنز، جنریٹرز اور اس قسم کی دوسری چیزیں without inspection install کی جائیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، بہت شکریہ۔ میں یہ کہوں گا کہ جو ایک proper procedure ہے اس کو follow کرنا چاہئے۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! میں رانا ثناء اللہ خان صاحب کی بہت شکر گزار ہوں کیونکہ انھوں نے ایک responsible جواب دیا ہے۔ یہی اس اسمبلی کا مقصد ہے کہ جب ایک issue floor پر آئے تو کوئی responsibility لے اور میں شکر گزار ہوں کہ رانا صاحب یہ ذمہ داری لے رہے ہیں۔ امید ہے کہ اس حوالے سے ہاؤس کو بھی آگاہ کیا جائے گا۔ وزیر قانون صاحب کی assurance کے بعد میں سمجھتی ہوں کہ میرا آج ایک مقصد پورا ہو گیا ہے۔ بہت شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، بہت شکریہ۔ یہ تحریک التوائے کار dispose of کی جاتی ہے۔ جی، شاہ صاحب! آپ کچھ کہنا چاہتے ہیں؟

پیر ولایت شاہ کھگہ: جناب سپیکر! آپ نے فرمایا تھا کہ میں وزیر قانون صاحب سے بات کر لوں تو میری ان سے بات ہو گئی ہے۔ وہ کہہ رہے ہیں کہ ابھی جواب نہیں آیا۔ لہٰذا گزارش ہے کہ میری اس تحریک کو pending کر لیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شاہ صاحب! آپ کی تحریک کا نمبر کیا ہے؟

پیر ولایت شاہ کھگہ: جناب سپیکر! اس کا نمبر 612 ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ٹھیک ہے، یہ پیر ولایت شاہ کھگہ صاحب کی تحریک التوائے کار نمبر 612 اور وہ تحاریک التوائے کار جو کہ پیش ہو چکی تھیں اور جواب نہیں آئے pending کی جاتی ہیں۔ اب تحاریک التوائے کار کا وقت ختم ہوتا ہے۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! میں ہمیشہ اپنی باری کا انتظار کرتی ہوں۔ ہمیں بھی موقع دیا جائے۔ یہاں بحث شروع ہو جاتی ہے اور ہم لوگ ہمیشہ رہ جاتے ہیں۔ especially میں رہ جاتی ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اگر وزیر قانون صاحب کہتے ہیں تو ہم ان کی تحریک کو take up کر لیتے ہیں۔ ویسے وقت ختم ہو چکا ہے۔

ملک محمد عباس راں: جناب سپیکر! میں نے کل بھی گزارش کی تھی کہ میں زراعت کے سلسلے میں ایک قرارداد پیش کرنا چاہتا ہوں لہٰذا rules کو suspend کیا جائے۔ آپ نے لاء منسٹر صاحب کی طرف اشارہ کیا تھا تو میں نے لاء منسٹر صاحب سے permission لی تھی انہوں نے permission دے دی ہے۔ میں آپ کے کوئی دو منٹ لوں گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ملک صاحب! آپ منسٹرز کی سیٹ پر کھڑے ہو کر بات نہیں کر سکتے لہذا آپ ذرا پیچھے آ جائیں۔ اتنی دیر میں ہم محترمہ فائزہ ملک والی تحریک لے لیتے ہیں۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! میری بھی ایک تحریک التوائے کار ہے آپ اس کو out of turn لے لیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ کی تحریک التوائے کار کا کیا نمبر ہے؟ اس کو صرف پیش کر دیں۔

ایل ڈی اے کی جوہر ٹاؤن سکیم فیز-I اور فیز-II کی فائلوں کی گمشدگی

محترمہ ثمینہ خاور حیات: میری تحریک التوائے کار نمبر 327 ہے۔ میں یہ تحریک پیش کرتی ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ "نوائے وقت" مورخہ 09/07/07 کی خبر کے مطابق لاہور ڈویلپمنٹ اتھارٹی کی جوہر ٹاؤن فیز ون اور فیز ٹو کی 1,061 فائلیں ایل ڈی اے کے ریکارڈ سے لاپتا ہو گئی ہیں۔ ان فائلوں کے صحیح ہونے کی چونکہ تصدیق نہیں کی جا سکتی چنانچہ ایل ڈی اے نے ان پلاٹوں کی خرید و فروخت پر پابندی عائد کر دی ہے اور اعلان کیا ہے کہ ان پلاٹوں کے لین دین کے سلسلے میں ایل ڈی اے پر کسی قسم کی کوئی ذمہ داری عائد نہیں ہو گی۔ ایل ڈی اے کی مجاز اتھارٹی نے سکروٹنی کمیٹی کی رپورٹ کو مد نظر رکھتے ہوئے ان فائلوں کو گم شدہ قرار دے دیا ہے اور ان فائلوں سے متعلق ہر قسم کی کارروائی مثلاً allocation, examination قبضہ کارروائی، این او سی، ٹرانسفر کارروائی، منظوری نقشہ وغیرہ فوری طور پر روک دی گئی ہے۔ اس خبر سے عوام میں تشویش پائی جاتی ہے۔ لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، آپ کی تحریک پیش ہو گئی ہے اس کو جواب کے لئے اگلے session تک pending کیا جاتا ہے۔ یہ قواعد کی معطلی کی ایک تحریک ہے۔ محترمہ فائزہ احمد ملک، محترمہ نیلم جبار چودھری، محترمہ آصفہ فاروقی، محترمہ کشور قیوم، محترمہ نجمی سلیم، محترمہ فوزیہ بہرام، محترمہ مس طلعت یعقوب، محترمہ ساجدہ میر، محترمہ نرگس پروین اعوان، محترمہ آمنہ بٹر، محترمہ رفعت سلطانہ ڈار، محترمہ صغیرہ اسلام، محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری، محترمہ شبینہ ریاض، ڈاکٹر مسرت حسن، محترمہ ثمینہ نوید (ایڈووکیٹ) ایم پی اے نے قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1997 کے قاعدہ 234 کے تحت

قاعدہ 115 اور دیگر متعلقہ قواعد کو معطل کر کے home based workers کے حوالے سے ایک قرارداد پیش کرنے کی اجازت طلب کی ہے۔ محترمہ فائزہ احمد ملک اپنی تحریک پیش کریں۔

قرارداد پیش کرنے کے لئے قواعد کی معطلی کی تحریک

محترمہ فائزہ احمد ملک: میں یہ تحریک پیش کرتی ہوں کہ:

"قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1997 کے قاعدہ 234 کے تحت قاعدہ 115 اور دیگر متعلقہ قواعد کو معطل کر کے home based workers کے حوالے سے ایک قرارداد پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔"

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

"قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1997 کے قاعدہ 234 کے تحت قاعدہ 115 اور دیگر متعلقہ قواعد کو معطل کر کے home based workers کے حوالے سے ایک قرارداد پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔"

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، عظمیٰ زاہد بخاری!

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب سپیکر! مجھے کسی تحریک پر اعتراض نہیں ہے۔ میں بھی اس تحریک کی mover ہوں لیکن مجھے قواعد کے مطابق صرف ایک technical اعتراض ہے۔ اسمبلی میں اس سے پہلے یہ نوبت نہیں آئی، جب سے یہ اسمبلی بنی ہے تب سے private resolution وغیرہ کوئی پارلیمانی سیکرٹری پیش نہیں کر سکتا۔ اس قرارداد میں اتنی ساری خواتین movers ہیں ان میں سے کوئی ایک خاتون اس کو move کر سکتی ہے اور یہ اتنی important resolution ہے اس کو technical reasons کی بنیاد پر ہمیں ضائع نہیں ہونے دینا چاہئے اس لئے بہتر یہ ہے کہ کوئی اور معزز خاتون اس کو پیش کر دے اور ہم اس کو unanimously pass کر لیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ کس rule کے تحت یہ کہتی ہیں کہ پارلیمانی سیکرٹری پیش نہیں کر سکتے؟

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب سپیکر! سپیکر چیمبر میں آپ کے ساتھ میری discussion ہوئی تھی۔ mover کی definition پر سیکرٹری صاحب کے اور تحفظات تھے، آپ نے اور رانا صاحب نے ایک علیحدہ interpretation پیش کی۔ اگر اس پر interpretation کی بات ہے تو میں بھی اس پر

studyکر کےresearchلے کر آ جاؤں گی اور آج تکHouseکے اندر اس طرح کاprecedent نہیں ہے اس کا مطلب ہے کہ اس House سے پہلے جتنے بھی Houses ہوئے ہیں ان میں لوگ قواعد وضوابط کی پابندی نہیں کرتے تھے اور اس کا مطلب ہے کہ آج کے بعد تمام پارلیمانی سیکرٹریز کے لئے بھی اس کی پابندی ہٹ جانی چاہئے، تمام پارلیمانی سیکرٹریزAdjournment Motionsبھی پیش کر سکتے ہیں، تمامmotions moveکی جا سکتی ہیں۔ اگر اس بحث میں جانا ہے تو پھر یہ resolution killہو جائے گی لہذا آپ سے میریrequestہے کہ یہ بڑیimportant resolutionہے اس کو ہمیںtechnical reasonsپر اس طرحkillنہیں ہونے دینا چاہئے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ کی پارٹی کی خاتون ہے اور آپ نے مل کرmoveکی ہوئی ہے۔

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب سپیکر! میری پارٹی کی خاتون کی بات نہیں ہے، بات rules and regulationsکی ہے۔ باقی خواتین بھی میری پارٹی کی ہیں، کوئی ایک خاتون کھڑی ہو کر اس کو پیش کر دے، بات ختم ہو جائے گی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ دیکھیں ناں کہ اگر آپdefinitionکوfollowکریں تو اس کے اندر (s) ہے جس میںmoverکیdefinitionہے اب وہ بڑیclearہے۔moverکیdefinitionہے:

Mover means the mover of a Bill a Resolution, a motion, an amendment of a Bill or a Resolution or a Motion and in the case of a government bill.

بڑاspecific ہے کہ جہاں پرgovernment billآئے گا وہ کون پیش کر سکتا ہے،

Or a resolution, a motion or an amendment a minister or a Parliamentary secretary.

اب جہاں پر گورنمنٹ کا بل آنا ہے وہاں پر یہbarہے کہ minister or Parliamentary secretaryپیش کر سکتا ہے لیکن جہاں پر خالی بات ہو رہی ہے جہاں پر ایک Bill, Resolution or Motion or amendment of Billآتی ہے وہ کوئی بھی پیش کر سکتا ہے اس پرbarنہیں ہے کہ وہ پارلیمانی سیکرٹری پیش نہیں کر سکتا۔ جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں اس میں ایک اور بھی وضاحت کرنا چاہوں گا کہ مفاد عامہ کاResolutionہے اور مفاد عامہ کاResolutionپیش کرنے میں قطعی طور پر

کسی minister Parliamentary Secretary پر کوئی قدغن نہیں ہے۔ میں روزانہ Leader of the Opposition اور محترم راجہ ریاض صاحب سے مشورہ کر کے Resolution پیش کرتا ہوں جو کہ مفاد عامہ کے متعلق ہوتے ہیں یا کوئی ایسا معاملہ ہوتا ہے جس کو condemn or appreciate کرنا ہوتا ہے تو اس میں تو کوئی فرق نہیں ہوتا۔ یہ Bill مفاد عامہ میں ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ جو بڑی پسی ہوئی worker class ہے اس سے متعلق اگر ایک Bill کوئی Minister or Parliamentary Secretary پیش کر دے تو جب گورنمنٹ اسے oppose نہیں کر رہی تو اسے آپ سمجھ لیں کہ وہ بل گورنمنٹ کی طرف سے ہے اس میں کوئی اعتراض والی بات نہیں ہے۔

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب سپیکر! راناصاحب نے مفاد عامہ کی بات کی ہے وہ تمام پارلیمانی لیڈرز کے ساتھ بیٹھ کر unanimously ہوتی ہے۔ یہ resolution ہماری پیپلز پارٹی کی خواتین کی طرف سے آ رہا ہے مجھے سمجھ نہیں آتی کہ اس پر سیاسی point score کرنے کی پھر کوشش کیوں کی جا رہی ہے؟ پھر یہ کہیں کہ ہم اپنا نام بنانے کے لئے کرنا چاہتے ہیں اس میں ہم عام عورت کا فائدہ نہیں دیکھنا چاہتے، اس میں کیا قدغن ہے کہ جو آج تک House میں نہیں ہوا یا تو آپ کہہ دیں کہ اس سے پہلے والی Assemblies قواعد و ضوابط follow نہیں کرتی تھیں اور یہ اسمبلی نئے قواعد و ضوابط follow کرے گی پھر تو ٹھیک ہے۔ بات یہ ہے کہ اگر سیاسی point scoring کرنی ہے That is something else. پھر اس سے میرا کوئی تعلق نہیں ہے لیکن اگر یہ آج سے پہلے پنجاب کی parliamentary history میں نہیں ہوا ہے اور اسے کوئی اور خاتون پیش کر لیں گی تو اس میں کیا problem آ جائے گی اور فائزہ ملک صاحبہ کی شان میں کیا گستاخی ہو جائے گی؟

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، بہت شکریہ۔ آپ نے یہاں پر یہ objection raise کیا، Chair نے اس objection کو دیکھ کر اس کی relevant definition کو پڑھا تو Chair یہ سمجھتی ہے کہ پارلیمانی سیکرٹری یہ Motion پیش کر سکتی ہیں تو اس لئے میں اب اس کو آگے چلاتا ہوں۔ یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے کہ:

"قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1997 کے قاعدہ 234 کے تحت قاعدہ 115 اور دیگر متعلقہ قواعد کو معطل کر کے home based workers کے حوالے سے ایک قرارداد پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔"

(تحریک متفقہ طور پر منظور ہوئی)

جناب ڈپٹی سپیکر: اب محترمہ فائزہ احمد ملک قرارداد پیش کریں۔

قرارداد

گھریلو کارکنوں کی فلاح و بہبود کے لئے قانون سازی کی ضرورت

پارلیمانی سیکرٹری برائے آبپاشی وقوت برقی (محترمہ فائزہ احمد ملک): میں یہ قرارداد پیش کرتی ہوں کہ:

"صوبائی اسمبلی پنجاب کا یہ ایوان پاکستان بھر کے تقریباً 8.52 ملین گھریلو کارکن جن کی بڑی تعداد خواتین پر مشتمل ہے کے حقوق کے تحفظ کا عزم کرتا ہے اور پاکستان کی معیشت میں ان گھریلو کارکنوں کے کردار کو سراہتا ہے۔ یہ گھریلو کارکن ملک میں کل خواتین آبادی کے 70 فیصد کی نمائندگی کرتے ہیں۔ یہ کارکن بے شمار گھریلو صنعتوں مثلاً فٹبال مینوفیکچرنگ، قالین بافی، لکڑی کا کام، دستی کھڈیاں، کشیدہ کاری، چوڑیاں بنانے اور مختلف مال کی پیکنگ سمیت کئی دیگر سرگرمیوں میں اہم کردار ادا کر رہے ہیں۔ یہ ایوان ان کارکنوں کے حقوق کے تحفظ کے لئے مؤثر قوانین کی ضرورت بھی تسلیم کرتا ہے۔ یہ ایوان سمجھتا ہے کہ گھریلو کارکنوں کے حقوق کے تحفظ، کام کرنے والی جگہوں پر غیر امتیازی سلوک، بچوں سے مزدوری اور جبری مشقت کے خاتمے، کم از کم اجرت کا مقرر کیا جانا، سوشل سکیورٹی کا دائرہ کار اور اوقات جیسے مسائل فوری حل کے متقاضی ہیں۔ یہ ایوان صوبائی اور وفاقی حکومت سے سفارش کرتا ہے کہ ان گھریلو کارکنوں کی بہتری کے لئے فوری اقدامات اٹھائے جائیں جن سے ملک کی معیشت بہتر ہو گی، لیبر قوانین میں گھریلو کارکنوں کو شامل کرنے اور ان کی بہتری اور ترقی کے لئے فنڈز مختص کرنے سے پاکستان کو خوشحال ملک بنانے میں مدد ملے گی۔ یہ ایوان سفارش کرتا ہے کہ گھریلو کارکنوں کے اندراج کے لئے یونین کونسل کی سطح پر ایک مہم شروع کی جائے تاکہ ان کی بہبود کو منظم طریقے سے سرانجام دینے میں مدد مل سکے۔"

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ قرارداد پیش کی گئی ہے کہ:

"صوبائی اسمبلی پنجاب کا یہ ایوان پاکستان بھر کے تقریباً 8.52 ملین گھریلو کارکن جن کی بڑی تعداد خواتین پر مشتمل ہے کے حقوق کے تحفظ کا عزم کرتا ہے اور پاکستان کی معیشت میں ان گھریلو کارکنوں کے کردار کو سراہتا ہے۔ یہ گھریلو کارکن ملک میں کل خواتین آبادی کے 70 فیصد کی نمائندگی کرتے ہیں۔ یہ کارکن بے شمار گھریلو صنعتوں مثلاً فٹبال مینوفیکچرنگ، قالین بافی، لکڑی کا کام، دستی کھڈیاں، کشیدہ کاری، چوڑیاں بنانے اور مختلف مال کی پیکنگ سمیت کئی دیگر سرگرمیوں میں اہم کردار ادا کر رہے ہیں۔ یہ ایوان ان کارکنوں کے حقوق کے تحفظ کے لئے مؤثر قوانین کی ضرورت بھی تسلیم کرتا ہے۔ یہ ایوان سمجھتا ہے کہ گھریلو کارکنوں کے حقوق کے تحفظ، کام کرنے والی جگہوں پر غیر امتیازی سلوک، بچوں سے مزدوری اور جبری مشقت کے خاتمے، کم از کم اجرت کا مقرر کیا جانا، سوشل سکیورٹی کا دائرہ کار اور اوقات جیسے مسائل فوری حل کے متقاضی ہیں۔ یہ ایوان صوبائی اور وفاقی حکومت سے سفارش کرتا ہے کہ ان گھریلو کارکنوں کی بہتری کے لئے فوری اقدامات اٹھائے جائیں جن سے ملک کی معیشت بہتر ہو گی، لیبر قوانین میں گھریلو کارکنوں کو شامل کرنے اور ان کی بہتری اور ترقی کے لئے فنڈز مختص کرنے سے پاکستان کو خوشحال ملک بنانے میں مدد ملے گی۔ یہ ایوان سفارش کرتا ہے کہ گھریلو کارکنوں کے اندراج کے لئے یونین کونسل کی سطح پر ایک مہم شروع کی جائے تاکہ ان کی بہبود کو منظم طریقے سے سرانجام دینے میں مدد مل سکے۔"

جناب ڈپٹی سپیکر: میرے خیال میں اس کی مخالفت کوئی بھی نہیں کرے گا۔ اس قرارداد کی مخالفت نہیں کی گئی۔ یہ قرارداد پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے کہ:

"صوبائی اسمبلی پنجاب کا یہ ایوان پاکستان بھر کے تقریباً 8.52 ملین گھریلو کارکن جن کی بڑی تعداد خواتین پر مشتمل ہے کے حقوق کے تحفظ کا عزم کرتا ہے اور پاکستان کی معیشت میں ان گھریلو کارکنوں کے کردار کو سراہتا ہے۔ یہ گھریلو کارکن ملک میں کل خواتین آبادی کے 70 فیصد کی نمائندگی کرتے ہیں۔ یہ کارکن بے شمار گھریلو صنعتوں مثلاً فٹبال مینوفیکچرنگ، قالین بافی، لکڑی کا کام، دستی

کھڈیاں، کشیدہ کاری، چوڑیاں بنانے اور مختلف مال کی پیکنگ سمیت کئی دیگر سرگرمیوں میں اہم کردار ادا کر رہے ہیں۔ یہ ایوان ان کارکنوں کے حقوق کے تحفظ کے لئے مؤثر قوانین کی ضرورت بھی تسلیم کرتا ہے۔ یہ ایوان سمجھتا ہے کہ گھریلو کارکنوں کے حقوق کے تحفظ، کام کرنے والی جگہوں پر غیر امتیازی سلوک، بچوں سے مزدوری اور جبری مشقت کے خاتمے، کم از کم اجرت کا مقرر کیا جانا، سوشل سکیورٹی کا دائرہ کار اور اوقات جیسے مسائل فوری حل کے متقاضی ہیں۔ یہ ایوان صوبائی اور وفاقی حکومت سے سفارش کرتا ہے کہ ان گھریلو کارکنوں کی بہتری کے لئے فوری اقدامات اٹھائے جائیں جن سے ملک کی معیشت بہتر ہو گی، لیبر قوانین میں گھریلو کارکنوں کو شامل کرنے اور ان کی بہتری اور ترقی کے لئے فنڈز مختص کرنے سے پاکستان کو خوشحال ملک بنانے میں مدد ملے گی۔ یہ ایوان سفارش کرتا ہے کہ گھریلو کارکنوں کے اندراج کے لئے یونین کونسل کی سطح پر ایک مہم شروع کی جائے تاکہ ان کی بہبود کو منظم طریقے سے سرانجام دینے میں مدد مل سکے۔"

(قرارداد متفقہ طور پر منظور ہوئی)

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، محترمہ فائزہ ملک!

پارلیمانی سیکرٹری برائے آبپاشی و قوت برقی (محترمہ فائزہ احمد ملک): جناب سپیکر! میں آپ کی اور ہاؤس کی بہت شکر گزار ہوں۔ میں نے یہ قرارداد لانے کے لئے جو کوششیں کیں، اس میں میں خاص طور پر ذکر کرنا چاہوں گی کہ ڈاکٹر مسرت حسن صاحبہ اور محترمہ شبینہ ریاض صاحبہ کی کاوشیں بھی اس میں شامل ہیں۔ ہم تقریباً دو اڑھائی ماہ کی محنت کے بعد آج اس قرارداد کو اسمبلی میں پیش کرنے میں کامیاب ہوئے ہیں۔ میں نے اس قرارداد میں تمام خواتین کو اس لئے شامل کیا تھا کیونکہ میری یہ خواہش تھی کہ یہ صرف مجھ اکیلی کی کوشش نہیں ہونی چاہئے اس میں تمام ساتھی خواتین شامل ہونی چاہئیں۔

جناب سپیکر! میں آپ کے توسط سے یہ کہنا چاہوں گی کہ یہاں پر ابھی ایک فضا create کی گئی تھی اور ماحول ناخوشگوار ہوا۔ مجھے اس کا افسوس ہے کہ میری اس کوشش کو خراب کرنے کے لئے سب کا دل خراب کیا گیا۔ بہر حال آپ سب کا بہت شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔ ہاؤس کا وقت 15 منٹ کے لئے بڑھایا جاتا ہے۔ جی، چنیوٹی صاحب!

الحاج محمد الیاس چنیوٹی: جناب سپیکر! بہت شکریہ۔ پچھلے دنوں تھیلیسمیا بیماری کے متعلق یہاں بحث چلی تھی اور شیخ علاؤالدین صاحب کی ایک تحریک التوائے کار بھی آئی تھی۔ اس میں مجھ سے شرعی نقطہ نظر سے پوچھا گیا تھا تو میں اس سلسلے میں وضاحت لایا ہوں جو میں اسمبلی کے ریکارڈ پر لانا چاہتا ہوں۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا فرمان ہے کہ قریبی رشتہ داروں میں شادی نہیں کرنی چاہئے بلکہ رشتہ داروں سے باہر شادی کرنی چاہئے۔ اس کے فوائد بہت سارے لکھے گئے ہیں ان میں سے ایک یہ ہے کہ اولاد صحت مند ہوتی ہے اور اس خاندان کی بیماریاں سرایت نہیں کرتیں۔ باہر کے خاندانوں کے ساتھ تعلقات بڑھتے ہیں اور قطع رحمی کا معاملہ بھی نہیں آتا۔ یہ روایت ابو غریب ابن خدامہ جلد نمبر 15 صفحہ نمبر 95 پر درج کی گئی ہے۔ بہت شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: چنیوٹی صاحب! بہت شکریہ۔ جی، محترمہ سیمل کامران صاحبہ!

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! میں سب سے پہلے محترمہ فائزہ ملک صاحبہ کو مبارکباد پیش کرنا چاہتی ہوں کہ آخر کار خواتین کے حوالے سے یہ پہلی کوشش تھی جو اسمبلی میں آئی۔

جناب سپیکر! میں دوسری گزارش آپ کے توسط سے معزز وزیر قانون صاحب سے یہ کرنا چاہتی ہوں کہ جس طرح gesture of goodwill کے طور پر انھوں نے women issue کو اہمیت دیتے ہوئے سمجھا کہ یہ مفاد عامہ کا issue ہے تو اسی issue پر ہم پہلے ہی اس اسمبلی اجلاس کے شروع ہونے سے پہلے In House Working Protection Bill, 2009 کے نام سے اسمبلی میں جمع کروا چکے ہیں۔ میں معزز وزیر قانون صاحب سے آپ کے توسط سے یہ درخواست کرتی ہوں کہ براہ مہربانی! اس Bill کو بھی آپ consider کریں اور اس کو اپوزیشن کا Bill نہ سمجھا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میرے خیال میں اس کو کسی ایک جماعت کا issue نہ بنائیں۔ یہ پوری قوم کا issue ہے اور پورے ملک کی خواتین کا issue ہے۔ بہت شکریہ

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! اس کے علاوہ میری یہ گزارش ہے کہ آپ نے پرسوں یہ فرمایا تھا کہ اگر کوئی معزز وزیر یا پارلیمانی سیکرٹری on the floor of the House کوئی غلط statement یا غلط جواب دیتا ہے تو اس کے خلاف تحریک استحقاق پیش کی جا سکتی ہے۔ میں جناب کے علم میں یہ بات لے کر آئی تھی تو آپ نے کہا تھا کہ میں اس issue کو اٹھا لوں۔ میں نے تحریک استحقاق جمع کروائی تھی۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میں نے اس طرح نہیں کہا تھا۔ آپ اس کو لے کر سپیکر کے چیمبر میں آئیں۔ اس کو دیکھ لیں گے اور thrash out کریں گے اور جو اس کی legalities ہیں اس کو دیکھ لیں گے۔ اس کے بعد آپ بات کیجئے گا۔ آپ اس کو میرے پاس لے کر آئیے گا، میں اس کو دیکھ لوں گا۔ بہت شکریہ۔ جی، عائشہ جاوید صاحبہ!

محترمہ عائشہ جاوید: جناب سپیکر! میری آپ سے گزارش ہے کہ جو جتنا discipline میں رہتا ہے اس کو بالکل ignore اور neglect کیا جاتا ہے۔ میں نے on the floor of the House جب بھی کوئی بات کی ہے تو with proof اور solid evidence کے ساتھ بات کی ہے۔ میں نے کبھی یہاں شاہ کی وفاداری کرنے کی کوشش نہیں کی۔

جناب سپیکر! kindly وقت دے دیا کریں۔ I am greatfull and we are very hopefull from you. Thank you so much میں نے یہاں دوچار دفعہ point out کیا تھا اور وزیر قانون صاحب نے بھی یقین دہانی کرائی تھی۔ اس کا جواب مجھے وزیر قانون صاحب کی طرف سے موصول ہو گیا ہے کہ جو over and above entitlement ہوم اکنامکس کالج کی ایک لیکچرار کو گھر الاٹ کیا گیا تھا کیونکہ Education Department does not fall in that category تین departments ہیں جن میں S&GAD صوبائی اسمبلی اور ہائیکورٹ آتے ہیں۔ انھیں گھر الاٹ کئے جا سکتے ہیں۔ وزیر قانون صاحب کی طرف سے جواب آیا ہے اور اس میں یہ وضاحت کی گئی ہے، چونکہ ان کے شوہر بیمار تھے اور وزیر اعلیٰ صاحب نے دریا دلی کا ثبوت دیتے ہوئے ان کو وہاں گھر الاٹ کر دیا تھا۔ میں نے جب نشاندہی کی تھی تو اس کے بعد ان کی الاٹمنٹ منسوخ کی گئی ہے۔ میں نے جون میں نشاندہی کی تھی یعنی جب تک ہم نشاندہی نہیں کریں گے تو آپ لوگ میرٹ پر کام نہیں کریں گے۔ اس کا کیا جواب ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! محترمہ کا تاثر درست نہیں ہے کہ ان کی نشاندہی پر اُن کی الاٹمنٹ منسوخ کی گئی ہے۔ compassionate grounds پر اُن کو یہ مکان الاٹ کیا گیا تھا گو اُن کا محکمہ اس category میں fall نہیں کرتا لیکن چونکہ انہوں نے بتایا کہ ان کے خاوند دل کے مریض ہیں، جناح ہسپتال میں زیر علاج ہیں اور علاج کے سلسلے میں بصورت ایمرجنسی جانا پڑتا ہے۔ انہوں نے کہا کہ مجھے ایک سرکاری رہائش گاہ الاٹ کر دی جائے جو comparatively اس ہسپتال کے

نزدیک ہو۔ اِس ground پر اُن کو مکان الاٹ کر دیا گیا جو first floor پر ایک فلیٹ تھا۔ بعد میں اُس خاتون نے کہا کہ میں نے first floor پر فلیٹ نہیں لینا لہٰذا مجھے ground floor پر کوئی گھر الاٹ کیا جائے۔ اس بنیاد پر انہیں کہا گیا کہ آپ اس کا possession لے لیں اور possession لینے کے دس دن ہوتے ہیں لیکن انہوں نے possession نہیں لیا، پھر دوبارہ ان کو reminder بھیجا گیا کہ آپ اس کا possession لے لیں۔ جب انہوں نے اُس فلیٹ کا possession لینے سے انکار کیا تو اُس وقت due to this reason ان کی الاٹمنٹ منسوخ کی گئی۔

محترمہ عائشہ جاوید: جناب سپیکر! الاٹمنٹ exactly ایک سال پہلے کی گئی تھی اور دس دن کا جو نوٹس دیا گیا وہ میرے کہنے کے بعد دیا گیا تھا۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: محترمہ! میری بات سنیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں یہ وضاحت کر دوں کہ الاٹمنٹ subject to vacation ہوتی ہے یعنی جب کسی کو الاٹمنٹ ہوتی ہے تو جب کوئی گھر خالی ہو تو پھر اُس کو offer کیا جاتا ہے کہ آپ اس گھر کا possession لے لیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: محترمہ! آپ نے یہ کہا کہ اُن کی entitlement نہیں بنتی تھی اور وزیر اعلیٰ نے اُن کو گھر الاٹ کر دیا، بنیادی طور پر تو آپ کا مسئلہ یہی ہے۔ لاء منسٹر صاحب جس طرح بتا رہے ہیں کہ compassionate grounds پر General Clauses Act کو دیکھیں تو rules making authority وزیر اعلیٰ ہیں اور اُن کے پاس rules relax کرنے کی بھی اتھارٹی ہے۔ اُس خاتون کا مسئلہ genuine تھا تو جب وزیر اعلیٰ صاحب نے دیکھا کہ General Clauses Act میں اِس کی باقاعدہ provision موجود ہے اور ایک خاتون کا مسئلہ بھی genuine ہے تو اُس پر انہوں نے اُس خاتون کو compassionate grounds پر گھر الاٹ کر دیا۔ اب آپ پلیز تشریف رکھیں۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: پوائنٹ آف آرڈر۔ یہ بڑا اہم مسئلہ ہے اس پر مجھے ایک منٹ دے دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں!

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! اس issue کو drop نہ کریں۔ سب سے پہلے میں عائشہ جاوید کی بات کو آگے لے کر جانا چاہتی ہوں۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔ اس بات پر آپ کیا کہنا چاہتی ہیں؟

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! میں یہ کہنا چاہتی ہوں کہ جب وزیر اعلیٰ صاحب نے انتہائی بردباری اور consideration کا ثبوت دیا ہے جو کہ ایک وزیر اعلیٰ کے شایان شان بھی ہے تو اب انہوں نے ایک precedent set کر دیا ہے جیسے آپ نے rules quote کئے ہیں کہ اس بنیاد پر گھر الاٹ ہو سکتا ہے۔ میرے شوہر خود دل کے مریض ہیں لیکن ہمیں relaxation نہیں دی گئی۔ میرے پاس تین کیس اور بھی ہیں جس میں above all rules الاٹمنٹس کی گئی ہیں۔ ڈاکٹر اور ٹیچر سے allergic جو rule بنایا گیا ہے اور صرف DMG اور ایڈمنسٹریشن گروپ کو گھر الاٹ کیا جاتا ہے، اُس کے خلاف میں on behalf of every teacher and every doctor احتجاج کرتی ہوں۔ ایک ڈاکٹر کو کیوں حق نہیں ہے؟ یہی بات میں نے کل بھی کی تھی کہ ایک ڈاکٹر اور ٹیچر کا لفظ سنتے ہی پابندی کیوں لگائی جاتی ہے، کیا ہم services نہیں کرتے؟ یہ مسئلہ کوئی چھوٹا مسئلہ نہیں ہے۔ جب وزیر اعلیٰ صاحب اتنے بردبار اور عقل مند ہیں، میں ببانگ دہل اُن کی اس رحم دلی اور اچھے اقدام پر appreciate کرتی ہوں تو یہ rule بننا چاہئے۔ کیا کوئی اور بیمار نہیں ہے؟ میں کہتی ہوں کہ اس پر باقاعدہ تحریک لائیں۔ عائشہ نے جو کیس present کیا اور اُس کے پیچھے پڑی رہی ہیں تو میں اسی کی وساطت سے پورے پنجاب کے ڈاکٹروں اور اساتذہ کے حوالے سے کہوں گی کہ لاہور میں آخر ایسی کیا قیامت آ گئی ہے کہ اساتذہ اور ڈاکٹروں کو ignore کیا جاتا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ڈاکٹر صاحبہ! آپ کا پوائنٹ آف آرڈر رجسٹر ہو گیا ہے۔ میں نے ہاؤس کا وقت سوا تین بجے تک بڑھایا تھا اور آج کے ایجنڈے پر جنوبی پنجاب کی ترقی پر عام بحث تھی۔ لاء منسٹر صاحب! آئندہ آنے والے اجلاس میں ہم اس کو پہلے take up کریں گے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اگر اِس پر آج ہاؤس بحث نہیں کرنا چاہتا تو پھر آپ اس کو Business Advisory Committee میں refer کر دیں تاکہ اگلے اجلاس میں جس طرح سے بھی اس کا تعین کرنا چاہیں گے اُسی طرح سے کر لیں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، یہ Business Advisory Committee کو refer کیا جاتا ہے تو کمیٹی اس پر جو بھی دن مختص کرے گی اُس دن اس پر بحث کر لی جائے گی۔

شیخ علاؤالدین: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، شیخ علاؤالدین صاحب!

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میں صرف آپ کی توجہ دلانا چاہتا ہوں۔ایک تو آپ نے جناح باغ کے حوالے سے لاء منسٹر صاحب سے کہا تھا کہ پرسوں اس پر میٹنگ رکھ لیں گے لیکن اُس وقت لاء منسٹر صاحب تشریف نہیں رکھتے تھے اور دوسرا کل یہاں پر ایجوکیٹرز کا معاملہ discuss کیا تھا لیکن منسٹر ایجوکیشن نہیں تھے۔ یہ دو اہم issues ہیں اس پر آپ نے جو بھی کہنا ہے کہہ دیں کہ پرسوں اس پر میٹنگ رکھ لیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: لاء منسٹر صاحب! ابھی آپ تھوڑی دیر کے لئے باہر گئے تھے تو اُس وقت باغ جناح کے حوالے سے میں نے کہا تھا کہ پرسوں کے لئے یہ آپ سے مل لیں اور جو بھی matters ہیں discuss کر لیں۔ اس میں جگہ کا بھی decision ہو چکا ہے لیکن وہاں پر کچھ problems آ رہی ہیں۔ باغ جناح میں encroachment کے متعلق جو بات ہو رہی ہے شیخ صاحب بیٹھ کر آپ سے discuss کر لیں گے۔

شیخ علاؤالدین: میری گزارش یہ ہے کہ لاء منسٹر صاحب اس پر پہلے بھی مہربانی کر چکے ہیں تو اب یہ اُن کو بلا لیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! ابھی اجلاس کے فوراً بعد PAC-I کا چیئرمین کے الیکشن کے سلسلے میں اجلاس ہے تو اُس کے بعد یہ میرے ساتھ بیٹھ جائیں تو جو بھی اس سلسلے میں کارروائی کرنا ضروری ہوگی وہ کر لیں گے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! جیسے recently باغ جناح PHA کے پاس چلا گیا ہے تو میں یہ چاہتا ہوں کہ اُن کو بلا لیں کیونکہ اب وہ محکمہ زراعت کے پاس تو رہا نہیں ہے اور دوسرا میرا ایجوکیشن سے متعلق معاملہ ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں اب ہاؤس سے باہر جاؤں گا تو ان کو بلاؤں گا۔

شیخ علاؤالدین: جی، ٹھیک ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شیخ صاحب! انہوں نے ہمیشہ آپ کے ساتھ تعاون کیا ہے۔ جو یہاں بات ہوئی ہے وہ اُس کو انشاء اللہ تعالیٰ follow کریں گے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میں ان کا شکر گزار ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ایجوکیٹرز کے حوالے سے منسٹر ایجوکیشن موجود نہیں ہیں لیکن میں نے already کہا ہوا ہے۔ لاء منسٹر صاحب! ایجوکیشن منسٹر صاحب سے ایجوکیٹرز کے حوالے سے میٹنگ رکھوانی ہے تو جب شیخ صاحب آپ کے پاس آتے ہیں تو اس کو بھی ذرا make sure کروالیں۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں!

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: جناب سپیکر! میں نے صبح بھی آپ سے request کی تھی تو آپ نے کہا تھا کہ فائل منگوا کر اُس motion کو دیکھ لیتے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، اس کو ہم نے دیکھا ہے اور اس کے اندر کافی زیادہ amendments propose ہوئی ہیں تو ہم اُن سب کو لے رہے ہیں کیونکہ فوری طور پر یہ حل ہونے والا مسئلہ نہیں ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ اس پر ہم نے already recommendations بنا کر بھیجی ہوئی ہیں، جو آپ نے suggestion دی ہے وہ بڑی اہم ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ جب ہم committees کی empowerment کے حوالے سے بات کرتے ہیں تو suo moto powers پر already کام ہو بھی رہا ہے تو آپ کی تجاویز کو ہم ساتھ ملا کر فوری طور پر action بھی لیں گے۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: یہ کس تاریخ تک ہو جائے گا؟

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ مجھے اجلاس کے بعد ملیں۔ اس پر already جو کمیٹی بنی ہوئی ہے اُس میں ہم آپ کو بھی شامل کر کے اس پر work کریں گے۔

ملک محمد عباس راں: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں! ہاؤس کا وقت دس منٹ بڑھایا جاتا ہے۔

ملک محمد عباس راں: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں اِس ملک کے غریب کسان کی خاطر ایک اہم قرارداد پیش کرنا چاہتا ہوں جو اس ملک اور اِس صوبے کے لئے دن رات محنت کر رہا ہے۔ دھان کی فصل جو اگیتی اقسام کی تھی اُس کی کٹائی ہو چکی ہے باقی سُپر کی کٹائی شروع ہونے والی ہے۔ گورنمنٹ نے سُپر گاڈ کی قیمت -/1250 روپے مقرر کی ہے لیکن ابھی تک خریداری مراکز قائم نہیں ہوئے۔ پچھلے سال بھی دھان کی قیمت -/1500 روپے ہونے کے باوجود -/1200-/1100 روپے کسان کو ملی تھی۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: راں صاحب! آپ ماشاء اللہ ہمیشہ rules کو follow کرتے ہیں اور کل سے آپ نے کہا ہوا تھا کہ میں نے یہ پیش کرنی ہے۔ اس کا باقاعدہ ایک طریق کار ہوتا ہے، جس طرح محترمہ نے پیش کی تو پہلے انہوں نے مجھے تحریک جمع کرائی تھی۔ اس پر میری آپ سے صرف اتنی عرض ہے کہ اگر آپ اس پر باقاعدہ تحریک لے کر آتے، ہاؤس سے اجازت لیتے تو پھر اسے پیش کر دیتے۔ اب میں آپ کو پڑھنے کی اجازت بھی نہیں دے سکتا۔

ملک محمد عباس راں: میں نے پوچھ لیا تھا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ نے پوچھ لیا تھا لیکن ہم نے ہاؤس کے procedure کو بھی follow کرنا ہے۔ میں بالکل آپ کے ساتھ ہوں۔

پوائنٹ آف آرڈر

پاسکو کی طرف سے چاول کی خریداری

جناب محمد محسن خان لغاری: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں!

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! وزیر زراعت اور وزیر خوراک کسی وقت دونوں اکٹھے مل کر اِس پر کوئی پالیسی کا اعلان کر دیں کیونکہ یہ بڑا grave مسئلہ ہے جو سارے علاقوں میں ہے۔ پاسکو والوں نے purchasing کے لئے کہا ہے لیکن اُن میں سے بھی 60 purchasing centres اِس rice belt میں ہوں گے اور 40 سندھ میں ہوں گے لیکن جنوبی پنجاب میں شاید نہیں ہوں گے؟ یہ بڑا اہم issue ہے لہذا حکومت پنجاب اور منسٹر صاحبان اس میں دلچسپی لیں۔ اب اِن کو باور کرا دیا گیا ہے لہذا اس پر کوئی مہربانی فرمادیں۔

ملک محمد عباس راں: جناب سپیکر! اگر منسٹر صاحب یہاں یقین دہانی کرا دیں تو ضروری نہیں ہے کہ ہم اس پر کوئی قرارداد لائیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، وزیر زراعت!

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! آج میں نے اسلام آباد سے فون پر پتا کیا ہے، فیڈرل سیکرٹری ملک سے باہر ہیں اور ایڈیشنل سیکرٹری راجہ شاہد سے میری بات ہوئی ہے۔ پنجاب سے وہ اپنے

شیلرز یا چاول کی ملوں کے توسط سے دو لاکھ ٹن paddy خرید رہے ہیں۔ میں نے کہا کہ پچھلے سال آپ نے دس لاکھ ٹن کا ٹارگٹ دیا تھا لیکن آپ نے چار لاکھ ساٹھ ہزار ٹن خریدا اور جو قیمت پندرہ سو روپے تھی وہ بھی ادا نہیں ہوئی۔ اب چونکہ چاول ایکسپورٹ ہو رہے ہیں۔ دنیا میں بھی چاول کی مقدار کم ہے، انڈیا میں بھی چاول کی مقدار کم ہے اس لئے اس کی قیمت بڑھے گی۔ اس کی قیمت وفاقی حکومت مقرر کرتی ہے انہوں نے -/1250 روپے سپر باسمتی کی مقرر کی ہے، -/600 اری کی مقرر کی ہے اور 385 باسمتی کی قیمت ایک ہزار روپے مقرر کی ہے۔ یہ قیمتیں وفاقی حکومت نے مقرر کی ہیں۔ ابھی procurement شروع کر رہے ہیں لیکن وہ پنجاب سے دو لاکھ ٹن paddy خریدیں گے۔ میں نے ان سے کہا ہے کہ آپ کم از کم دس لاکھ ٹن خریدیں کیونکہ اس کی مقدار اتنی ہے لیکن وہ اس پر آمادہ نہیں تھے۔ آپ کو جیسا کہ علم ہے کہ پنجاب حکومت نے 58 لاکھ ٹن گندم procure کی اور اس میں سے 25 لاکھ ٹن کو سٹور کرنے کی گنجائش نہیں تھی، 30 لاکھ ٹن سٹوروں میں ہے اور 21 لاکھ ٹن باہر پڑی ہے اور اس کی ادائیگی بھی کرنی ہے۔ پنجاب حکومت کے پاس اتنی capacity نہیں ہے کہ وہ چاول کی خریداری کر سکے۔ ہم وفاقی حکومت سے کہہ رہے ہیں کہ وہ اس کی خریداری کا انتظام کرے۔ ابھی انہوں نے یکم نومبر سے پہلے پہلے خریداری شروع کرنی ہے اور پنجاب سے وہ دو لاکھ ٹن خریداری کر رہے ہیں۔ اس میں 75 فیصد سپر باسمتی لیں گے اور 25 فیصد اری-6 لیں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، منڈا صاحب!

چودھری علی اصغر منڈا (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میں بھی دو بڑے اہم مسائل کی طرف توجہ دلانا چاہتا ہوں۔ ایک تو یہ ہے کہ کل حکومت پنجاب اور حکومت پاکستان نے یہ اعلان کر دیا کہ 21 تاریخ سے تمام تعلیمی ادارے بند رہیں گے اور تعلیمی اداروں میں کوئی کام نہیں ہوگا اور نہ ہی کوئی پیپر ہوگا لیکن ٹیکنیکل بورڈ نے آج first time میں annual 2nd کا پیپر لیا ہے اور جو لوگ اس خبر کی وجہ سے پیپر نہیں دے سکے وہ سٹوڈنٹ اور ان کے والدین بڑے پریشان ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: منڈا صاحب! مجھے ایک بات بتائیں کہ آپ کی حکومتی وزراء کے ساتھ بنتی نہیں ہے؟

چودھری علی اصغر منڈا (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! حکومتی ایجوکیشن منسٹر چھٹی پر ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: وہ بیٹھے ہیں، آپ ان سے بات کریں۔ آپ حکومتی ممبر ہو کر ہاؤس میں ایسا point اٹھا رہے ہیں؟ یا تو ادھر سے کوئی بات کر کے پھر آپ لے کر آتے تو بات تھی۔ (نعرہ ہائے تحسین)

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! محترم منڈا صاحب نے جس concern کا اظہار کیا ہے وہ دراصل on the floor of the House بھی یہ بات کرنی چاہتے تھے ویسے وہ یہ بات دو تین دفعہ مجھ سے کر گئے ہیں۔ (قہقہے)

یہ نہیں ہے کہ مجھ سے انہوں نے نہیں کی۔ اس سلسلے میں گزارش ہے کہ ان کا concern بالکل valid ہے کیونکہ رات یہ اعلان ہو چکا تھا اس لئے بعض بچے امتحان کے لئے نہیں گئے ہوں گے۔ ان کے والدین کو پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ہے اس پیپر کو ہم دوبارہ repeat کروا دیں گے اور اس طرح سے جو پیپر نہیں دے سکے انہیں موقع ملے گا۔ دوسرا میں گزارش کروں گا کہ جس طرح سے منڈا صاحب نے اس کا ذکر کیا ہے کہ حکومت پنجاب نے یہ کوئی خوشگوار فیصلہ نہیں کیا۔ دراصل حالات ایسے بن گئے تھے کہ سب سے پہلے آرمی والوں نے اپنے تمام سکول بند کر دیئے، پھر اسلام آباد میں جب یہ واقعہ ہوا تو Federal territory میں سارے سکول بند کر دیئے گئے، پھر شام کو سندھ کا فیصلہ آ گیا کہ انہوں نے سارے سکول بند کئے ہیں، پھر سرحد کا فیصلہ آ گیا تو ان حالات میں ایک تو اس activity کو جاری رکھنا ٹھیک نہیں تھا کیونکہ کل کو اگر کوئی ایسا واقعہ ہو جاتا تو بڑی embarrassment ہوتی۔ دوسرا یہ کہ ہم نے ان اداروں کو صرف اس لئے بند کیا ہے کہ اس دوران انشاء اللہ تعالیٰ یہ دورانیہ ایک ہفتے سے زیادہ نہیں ہوگا، تمام سکولوں میں ہم نے کہا ہے کہ سکولوں کے ہیڈ ماسٹرز، پرنسپلز والدین کے ساتھ میٹنگ کریں، میٹنگ کرنے کے بعد متعلقہ ایس ایچ او اور ایس پی سے اپنے معاملے کو discuss کریں اور وہاں پر جو کم از کم سکیورٹی ہونی چاہئے اس کا انتظام کریں، اگر کوئی سکول ہمیں ایک دن بعد کہتا ہے کہ ہم نے اپنی سکیورٹی کا انتظام پوری طرح سے کر لیا ہے، آپ چیک کر لیں تو ہم اس کو تیسرے دن بھی اجازت دے دیں گے کہ ٹھیک ہے آپ اپنے تعلیمی و تدریسی عمل کو جاری کریں۔ ایک ہفتے کے اندر اس انتظام کو ensure کرنے کے بعد سکولوں میں دوبارہ تعلیم کا سلسلہ شروع ہو جائے گا۔ (نعرہ ہائے تحسین)

چودھری علی اصغر منڈا (ایڈووکیٹ): شکریہ۔ جناب سپیکر! میری دوسری گزارش یہ ہے کہ چند دن قبل تھانہ شرقپور کے گاؤں ساجووال میں آتش گیر مادہ پھٹنے سے دو غریب گھرانوں کے بچے جاں بحق ہو گئے اور چار معصوم بچے جن میں سے ایک بچے کی عمر تقریباً ڈیڑھ دو سال تھی وہ زخمی ہو گئے۔ پہلے بھی کئی دفعہ ایسے واقعات ہوئے ہیں اور repeat ہو رہے ہیں۔ میں کئی مرتبہ on the floor of

the House اور Law Enforces Agencies کو یہ گزارش کر چکا ہوں کہ تھانہ شرقپور کے علاقہ میں جو آتش گیر مادہ ہے اور جو آتش بازی کا سامان تیار ہوتا ہے اس کو فوری طور پر بند کیا جائے جو کہ غیر قانونی کاروبار ہے اور اس میں میری گزارش یہ بھی ہے کہ جس طرح شیخوپورہ روڈ پر ایک فیکٹری میں سلنڈر پھٹنے سے دو یا تین مزدور جاں بحق ہوئے اور ان کے لواحقین کو compensate کیا گیا تو میں اس ایوان کی وساطت سے حکومت پنجاب کو بڑے ادب سے گزارش کروں گا کہ جو غریب گھرانوں کے بچے اس incident میں فوت ہو گئے تھے براہ مہربانی ان کے لواحقین کو معاوضہ یا compensation ادا کی جائے۔ میں حکومت پنجاب کا شکر گزار ہوں گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: وزیر قانون صاحب! لگتا ہے آپ ممبران کو باہر وقت نہیں دیتے جو وہ on the floor of the House آ کر کہتے ہیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! On the floor of the House بات کرنے کا ایک اپنا aspect ہوتا ہے لیکن میں انتہائی ادب سے گزارش کروں گا کہ کل ہمارے دفتر میں ایک میٹنگ کے سلسلے میں آئی جی پولیس، ہوم سیکرٹری اور سیکرٹری پراسیکیوشن میرے پاس تقریباً گھنٹہ، ڈیڑھ گھنٹہ بیٹھے رہے اور اس دوران منڈا صاحب بھی وہاں پر موجود رہے۔ انہوں نے اس وقت یہ مسئلہ ان کے اور نہ ہی میرے گوش گزار کیا۔ آج انہوں نے بات کی ہے تو انشاء اللہ تعالیٰ آج ہی ہوم سیکرٹری کو میں direct کروں گا۔ یہ مجھے نشاندہی کر دیں جس جگہ یہ کہہ رہے ہیں کہ وہاں پر کوئی آتش گیر مادہ وغیرہ بنتا ہے۔ باقی جو یہ compensation کی بات کر رہے ہیں تو اس کے لئے اگر کوئی ایسا واقعہ ہوا ہے جس میں کوئی شہری ہلاک ہوا ہے اس کے کوائف دے دیں، انشاء اللہ اس کیس کو process کروا دیں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شکریہ۔ جی، شیر علی صاحب!

جناب شیر علی خان: جناب سپیکر! میری آپ کی وساطت سے اس ہاؤس سے خصوصاً وزیر قانون سے یہ درخواست ہو گی کہ آپ نے general discussion on development of Southern Punjab رکھی ہے اس بحث میں Northern Punjab کو بھی شامل کر لیا جائے۔ اصل میں بحث backward areas پر ہونی چاہئے کہ ان کی development کے لئے کیا کیا جا رہا ہے why specifically Southern Punjab ہم شاید جنوبی پنجاب سے زیادہ backward ہیں؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ محترم شیر علی صاحب نے جو بات کی ہے یہ بالکل valid ہے اور اگر اس بحث کو اس طرح سے کر لیا جائے کہ "backward areas of Punjab" آپ Southern Punjab یا North کا ذکر نہ کریں اور اگر آپ مناسب سمجھیں تو بے شک آپ اس پر رولنگ فرمادیں کہ یہ جو آئندہ بحث ہونی ہے اس میں یہ آ جائے کہ جو backward areas of Punjab ہیں خواہ وہ Central ہو، Northern ہو یا Southern ہو مجھے اس پر کوئی اعتراض نہیں ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میرا خیال ہے کہ چونکہ یہ already بزنس ایڈوائزری کمیٹی کو بھیج دیا ہوا ہے اور وہاں جو اس کا ٹائٹل ہے وہ بھی وہیں پر decide ہو جائے گا۔

محترمہ آمنہ الفت: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب احمد خان بلوچ: پوائنٹ آف آرڈر۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر!---

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، آمنہ الفت صاحبہ۔ خان صاحب! میں آپ کی طرف آ رہا ہوں۔ میاں صاحب! آج آپ کو بھی floor دیتا ہوں۔ محترمہ! آپ جلدی بات کریں۔

محترمہ آمنہ الفت: شکریہ۔ جناب سپیکر!---

جناب ڈپٹی سپیکر: ہاؤس کا وقت دس منٹ کے لئے بڑھایا جاتا ہے۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! میں نے ایک تحریک بھی جمع کروائی تھی اور وزیر قانون صاحب کے نوٹس میں encroachment of green belt کے حوالے سے پروفیسر محمد ادریس ملک کا issue لے کر آئی تھی۔ مجھے ان کی طرف سے ایک جواب موصول ہو گیا ہے میں ان کی بے حد مشکور بھی ہوں کہ انہوں نے اس کو take up کیا ہے لیکن میں آپ کی وساطت سے گزارش یہ کروں گی کہ اس میں محکمے کی طرف سے کچھ چیزیں غلط بتائی جا رہی ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: دیکھیں! اب میں آپ کو بتاؤں---

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! میری گزارش یہ ہے کہ---

جناب ڈپٹی سپیکر: نہیں، پہلے میری بات سن لیں---

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! میری گزارش سن لیں پہلے۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: نہیں، نہیں۔ یہ طریقہ نہیں ہے۔ آمنہ الفت صاحبہ ماشاء اللہ آپ تو اتنا اچھا follow کرتی ہیں۔ اس سلسلہ میں اگر کوئی جواب آیا ہے اور آپ سمجھتی ہیں کہ اس میں کوئی بات غلط ہے تو پہلے آپ ان سے discuss کریں۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! میں یہی کہنے لگی تھی کہ براہ مہربانی مجھے ان سے وقت لے دیا جائے کہ محکمے کے علاوہ دوسرے فریق کو بھی سن لیں، شاید ان کو فیصلہ کرنے میں اور انصاف کرنے میں زیادہ آسانی ہو جائے گی۔ ایک بہتر طریقے سے کسی بے گناہ کو کوئی تکلیف نہ ہو اور یہ میرے کوئی رشتہ دار نہیں ہیں۔ میرے کہنے کا مقصد یہ ہے کہ وزیر قانون کے ہاتھ سے کوئی غلط فیصلہ نہ ہو اور انصاف ہو۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، لاء منسٹر صاحب! محترمہ آپ سے مل لیں گی اور آپ اسے دیکھ لیجئے گا۔

جناب احمد خان بلوچ: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں!

جناب احمد خان بلوچ: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ شکریہ۔ جناب سپیکر! اس دفعہ آپ نے جس طرح ایوان کو چلایا ہے اور ہمارے ممبران کو پوائنٹ آف آرڈر کے متعلق جتنا ہو سکا سمجھانے کی کوشش کی ہے۔ ڈیڑھ سال گزر گیا ہے اب رعایت ختم ہونی چاہئے اور House کو ضابطے کے تحت چلنا چاہئے۔ میں اس دفعہ دیکھ رہا تھا کہ چاہے رانا اقبال صاحب سپیکر ہوں یا جناب، کوشش کی گئی ہے کہ House کو ضابطے کے تحت چلایا جائے اور اسی اجلاس میں جتنی کوشش کی گئی ہے پہلے کبھی نہیں کی گئی تھی۔ میں تمام ممبر صاحبان کو بھی مبارکباد دیتا ہوں کہ اس دفعہ پورے دس دن میں ایک دفعہ کورم ٹوٹا ہے اور باقی دن کورم مکمل رہا ہے۔ بہت اچھے طریقے سے کارروائی ہوئی ہے۔ کئی بل پیش کئے گئے ہیں اور ایک بل پاس کیا گیا ہے۔ آپ نے ممبران کی تحاریک استحقاق یا التوائے کار کو انہیں اچھی طرح مطمئن کر کے نمٹایا ہے اور ایک نئی روایت جو آپ نے اس دفعہ پیدا کی ہے کہ رات کے ساڑھے گیارہ بجے تک House کو چلایا گیا ہے اور کبھی بھی ایسا نہیں ہوا اور صرف آپ نے اس لئے چلایا ہے کہ ممبران میں سے کسی کی دل آزاری نہ ہو۔ زراعت چونکہ ایک اہم معاملہ ہے اور اس پر جو بھی ممبران بولنا چاہتے تھے آپ نے ساڑھے گیارہ بجے تک رات کو اجلاس چلایا اور ہر ممبر کو باری دی اور کوئی ممبر ایسا نہیں ہے کہ اسے باری نہ دی گئی ہو۔ میں ان سب چیزوں کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ نے جس طریقے سے House کو چلایا،

میں لاء منسٹر صاحب کا بھی شکریہ ادا کرتا ہوں کہ وہ ہمارے معزز ممبران کی باتیں سن کر صبر و تحمل کے ساتھ جواب بھی دیتے رہے اور مطمئن کرنے کی کوشش بھی کرتے رہے۔ میں ان سب چیزوں پر آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ ہمیں امید ہے کہ آئندہ اجلاس میں جو چیزیں یہاں حسب ضابطہ نہیں بھی ہوئیں تو انشاء اللہ تعالیٰ آئندہ House کو حسب ضابطہ چلایا جائے گا۔ شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: لاء منسٹر صاحب! ایجوکیٹرز پر جس طرح شیخ علاؤالدین صاحب نے بات کی تھی اسی طرح محترمہ ثمینہ خاور حیات صاحبہ نے بھی کی تھی تو ان کی بھی میٹنگ آپ نے وزیر تعلیم کے ساتھ اکٹھی کروانی ہے۔ اب آج کے اجلاس کا ایجنڈا مکمل ہو گیا ہے اس لئے اب اجلاس غیر معینہ مدت کے لئے ملتوی کیا جاتا ہے۔

اجلاس کے اختتام کا اعلامیہ

No.PAP-Legis-1(69)/2009/117.Dated 22nd October 2009. The following Order, made by the Governor of the Punjab, is hereby published for general information:-

> In exercise of the powers conferred on me under Article 109 of the Constitution of the Islamic Republic of Pakistan, **I, Salmaan Taseer** Governor of the Punjab hereby prorogue the 14th Session of the Provincial Assembly of the Punjab with immediate effect.

Dated Lahore, the
22nd October 2009

SALMAAN TASEER
GOVERNOR OF THE PUNJAB"